1

تاریک وادی

ایم اے راحت



زندگی کے سفر کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے؟ اس کا تعین ہم اپنی سوچ کے مطابق کرتے ہیں۔ ہوش کی اصل عمر کیا ہے.....؟ سیانوں کا کہا کچھ بھی ہو لیکن میں آپ کو بتاؤں..... ہوش کا آغاز اس وقت سے ہو جاتا ہے جب آپ اس دنیا میں آنکھ کھولتے ہیں..... خود کو ایک جاندار کی حیثیت سے محسوس کرتے ہیں۔ اس کے بے شمار ثبوت ہیں۔ آپ کو اپنے دین سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ کان میں اذان کہی جاتی ہے' آخر کیوں.....؟ آپ بھوک سے روتے ہیں کیونکہ اس وقت آپ دوسرے مسائل سے روشناس نہیں ہوتے۔ آپ لباس کے لئے نہیں روتے' ہاں گرمی اور سردی کی شکایت ضرور کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ کے پاس دنیاوی زبان نہیں ہوتی۔ آپ کو آگے چل کر ہی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو کونسی زبان بولنی ہے۔ لیکن آپ عقل کی زبان فوراً بولنا شروع کر دیتے ہیں۔

مجھ میں اور دوسرے نوزائیدگان میں یہ فرق ضرور ہے کہ آغوش مادر میں نہیں بلکہ آغوش نرس میں ہی میں نے اپنے دنیا میں آنے کے حادثے کو محسوس کر لیا اور فوراً ہی محتاط ہو گیا۔ نرس چونکہ چوبیں گھنٹے سے لیبر روم میں والدہ پر تعینات تھی اس لئے اس نے غسل کر کے لباس نہیں تبدیل کیا تھا اور اس کے بدن سے پسینے کی بو اٹھ رہی تھی اس لئے میں نے اسے ناخوشگوار نظروں سے دیکھا' ہلکا سا احتجاج کیا اور خاموش ہو گیا۔ بے چاری کی مجبوری تھی کیونکہ میری والدہ کی معالج ڈاکٹر کا خیال تھا کہ پورے اسپتال میں اس سے زیادہ تجربے کار نرس اور کوئی نہیں ہے اور اسے ان اوقات میں والدہ کے ساتھ موجود ہونا چاہئے چونکہ معاملہ ایک نہایت دولت مند شخص کی بیوی کا ہے جو اسپتال کا سرپرست بھی ہے۔

اپنی پیدائش کے بعد میں نے قرب و جوار میں موجود لوگوں کے چہروں پر سنسنی محسوس کی جیسے کوئی اہم بات ہو۔ میری والدہ کی معالج ڈاکٹر خوباں نے کہا۔

"میرے خیال میں ڈاکٹر حافظ..... اور سرجن خیال کو فوراً طلب کر لو..... ہمیں ان کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"باہر حارث طہالی بے چینی سے لیبر روم سے ملنے والی خبر کا منتظر ہے.... اسے کیا خبر دی جائے۔" دوسری ڈاکٹر نے کہا۔

"ابھی ہر خبر کو روکو..... ہم اسے فیصلہ کن اطلاع دیں گے۔"

"وہ کچھ پوچھے تو؟"

"اس سے کہو انتظار کرے۔"

پھر دو اور ڈاکٹر آ گئے..... مجھے ایک میز پر لٹا کر میرا معائنہ کیا گیا۔ تب مجھے "ہیا" کی موجودگی کا احساس ہوا۔ ننھا سا ہیا میرے سینے پر عین دل کے مقام پر مجھ سے لپٹا ہوا تھا۔ اس وقت اس کا قد صرف ڈیڑھ انچ تھا لیکن وہ مکمل تھا۔ اپنے وجود میں مکمل تھا۔ میں نے حیرت سے اپنے جڑواں بھائی کو دیکھا تو اس نے شریر نگاہوں سے مجھے دیکھا' جیسے وہ ان لوگوں کی پریشانی سے لطف اندوز ہو رہا ہو..... وہ مجھ سے زیادہ چالاک اور دنیا سے واقف معلوم ہوتا تھا۔

اس کے بعد کیا کیا ہوا اس کی تفصیل طویل اور غیر دلچسپ ہے۔ مجھے مختلف مشینوں سے گزارا گیا طرح طرح کی شعاعوں نے مجھے اپنی لپیٹ میں لیا۔ میرے بارے میں رپورٹیں لکھی گئیں وغیرہ' لیکن اصل واقعات جو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں گوش گزار کرنا ضروری ہیں کیونکہ ان سے میرا تعارف مکمل ہوتا ہے۔

میرے والد حارث طبابی ربڑ کے بہت بڑے تاجر تھے۔ بااثر شخص تھے۔ شادی کے بعد تیرہ سال تک اولاد سے محروم رہے تھے۔ والدہ کے متوالے تھے اور والدہ' اولاد کی خواہش مند تھیں۔ اس محرومی نے انہیں ذہنی مریضہ بنا دیا تھا۔ پھر انہیں ان کی خواہشوں کا ثمر ملا لیکن اس شکل میں جو میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ میرے خیال میں اتنی تفصیل کافی ہے۔

مجھے میرے والد کے سامنے پیش کیا گیا۔ "بچوں کی تاریخ میں یہ کوئی نیا کیس نہیں ہے۔ جڑواں بچے اکثر پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ان کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ آپ نے ضرور ان کے بارے میں پڑھا ہو گا۔ ابھی تھوڑے عرصہ قبل دو بچیاں موضوع بحث رہی ہیں جن کے سر آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ یہ تو پھر بھی ایک بہتر کیس ہے۔" سرجن خیال نے میرے والد کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمام رپورٹیں موجود ہیں۔ ان کا جسمانی رابطہ دل سے دل تک ہے تمام اعضاء الگ ہیں لیکن دل جڑے ہوئے ہیں اور ان کے اندرونی رابطے ہیں۔ ہمیں آپریشن کر کے انہیں الگ کرنا ہو گا لیکن اس وقت جب یہ مضبوط جسمانیت حاصل کر لیں..... وہ عمر کم از کم سات سال ہونی چاہئے۔"

"آپریشن کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں.....؟"

"ان میں سے صرف ایک کی زندگی۔" ڈاکٹر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"امکان کس کا ہے.....؟"

"یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"یہ ممکن نہیں کہ بڑے کو بچا لیا جائے.....؟"

"ہرگز نہیں..... باقی کام قدرت کا ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ میں نے ہیا کی آنکھوں میں کینہ توزی کے آثار دیکھے تھے۔ اس نے والد صاحب کے ان الفاظ کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا تھا۔

"میری بیوی پاگل ہو جائے گی وہ اولاد کے لئے دیوانی ہے آہ میں کیا کروں۔"

"ایک تجویز ہے.....؟ لیڈی ڈاکٹر خوباں نے کہا۔

"کیا.....؟"

"عارضی طور پر آپ کسی دوسرے نوزائیدہ بچے کو اپنی بیوی کی آغوش میں دے دیں اور اس کی پرورش کا کہیں اور بندوبست کر دیں۔ بعد میں اس کیس کو سنبھالا جائے۔"

"نہیں ڈاکٹر..... یہ فلمی کہانیاں ہیں۔ میں حقائق پسند آدمی ہوں۔ کسی ایسی بے تکی کہانی میں نہیں الجھ سکتا۔ اپنی بیوی سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔"

"تب انہیں اعتماد میں لیجئے۔"

الغرض مجھے میری ماں پر منکشف کیا گیا اور وہ چراغ پا ہو گئی..... "کیا بکواس ہے۔ یہ عجوبہ میری اولاد ہے..... یہ نہیں ہو سکتا۔ اس منحوس ننھے وجود کو میرے بچے کے سینے سے اکھاڑ پھینکو..... یہ آخر کیا بلا ہے۔"

اپنے بھائی' اپنے ساتھی کے بارے میں یہ الفاظ سن کر میں غمگین ہو گیا تھا۔ میں نے ہیا کو دیکھا' اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں جیسے کسی تاثر کا اظہار نہ کرنا چاہتا ہو۔

ہم دونوں اسپتال سے گھر آ گئے۔ ماہینہ طبابی کئی دن تک روتی رہیں۔ انہوں نے مبارکباد کا ایک بھی پیغام وصول نہیں کیا۔ ہمیں اپنے بیڈ روم سے دور آیاؤں کی نگرانی میں دیدیا گیا۔ انتہا پسند خاتون نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"وہ عمر سات سال ہو یا سترہ سال' میں اسے اس وقت اپنے بیٹے کی حیثیت سے قبول کروں گی جب یہ ایک نارمل بچہ ہو گا میں اپنی پوری زندگی کے لئے یہ مذاق نہیں برداشت کر سکتی۔"

خدا حارث طبابی کو اپنی رحمتوں کے سائے میں رکھے۔ وہ ہم سے منحرف نہ ہوئے اور ہم دونوں کئی آیاؤں کی آغوش میں پرورش پانے لگے۔ والد صاحب نے ہمارے ساتھ باپ کا سلوک کیا۔ ہماری دنیا الگ تھی۔ ہیا میرا دوست تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے میں بدن ہوں اور وہ دماغ..... وہ جب سو جاتا تھا تو میری دماغی صلاحیتیں سو جاتی تھیں۔ جاگتا تھا تو مجھے دنیا کے ہر رمز سے آشنا کرتا تھا۔ نہ جانے کیا کیا داستانیں سناتا تھا۔ جو میری سمجھ میں بالکل نہ آتیں لیکن وہی جانکار تھا۔

عمر کے ساتھ ہمارے بدن بڑھتے گئے لیکن رفتار وہی تھی۔ میرا قد ایک فٹ بڑھا تو ہیا نے صرف دو انچ قد بڑھایا اور ساڑھے تین انچ کا ہو گیا۔ ہم دنیا کی نظروں سے دور نہ رہ سکے تھے۔ لوگ ہم سے ملنے آتے تھے۔ ہمیں عجوبے کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہم پر تبصرے

کرتے تھے کسی کو ہم سے پرخاش نہیں تھی۔ سوائے والدہ کے۔ وہ مختلف مزاج کی مالک تھیں بہرحال چونکہ وہ ہماری ماں ہیں اس لئے ان کے مزاج کے بارے میں کوئی تبصرہ نہیں کروں گا۔ پھر قدرت نے انہیں بھی مطمئن کر دیا نوکروں سے ہی پتہ چلا کہ ہمارا ایک اور بھائی عالم وجود میں آیا ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد ایک بہن کی آمد ہوئی اور والد صاحب کی مصروفیت بڑھ گئی۔ دولت کا کوئی مسئلہ نہیں تھا اس لئے ہم پر سے کم از کم ملازموں کی توجہ کم نہ ہوئی۔ البتہ والد لاحب کی تشویش بڑھ گئی کہ اگر ہمارا آپریشن کامیاب نہ ہوا تو کیا ہو گا۔

ممکن ہے آپ کو میری یہ داستان بعید از عقل محسوس ہو۔ آپ صرف اسے داستان گوئی اور اختراع سمجھیں۔ اس کے لئے میں آپ سے صرف ایک بات کہتا ہوں جو کچھ اس جہاں میں ہے وہی ہمارے ذہن میں آ سکتا ہے۔ ماورائے عقل کوئی شے نہیں ہے۔ آج کی سائنس گزرے ہوئے کل کی ماورائے عقل باتیں تھیں مثلاً فضا میں پرواز کو جادوگری سمجھا جاتا تھا۔ ہزاروں میل کی آوازیں صرف جادو کے کان سنتے تھے۔ آج یہ سب آپ کے سامنے ہے۔ اب آپ تجزیہ کر لیجئے فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہو گا۔ ہم دونوں بھائیوں کو قدرت نے کچھ خصوصیات سے نوازا تھا کیوں؟ اس سوال کا جواب کون دے گا یہ آپ خود جانتے ہیں۔ ہیا کون تھا، کیا تھا، یہ اللہ جانتا ہے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ عقل تھا، دماغ تھا اور اس کے بغیر میں نامکمل تھا۔ وہ اپنے ننھے سے وجود میں عمر کے نہ جانے کتنے فاصلے طے کئے ہوئے تھا اور چھوٹی سی عمر میں مجھے وہ کچھ بتاتا تھا جو میری سمجھ میں بالکل نہیں آتا تھا۔

"کاش یہ ہمیں بھول جائیں کاش یہ سوچیں کہ ہم ان کے لئے کچھ نہیں ہیں۔"

"اس سے کیا ہو گا ہیا۔"

"ہم دونوں یکجا رہ سکیں گے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔"

"دیکھو کیا ہوتا ہے۔ میرے دماغ میں ایک خیال آتا ہے ماہر...."

"کیا....؟"

"کیوں نہ ہم یہاں سے بھاگ جائیں۔"

"کہاں....؟"

"کہیں بھی دنیا بہت وسیع ہے۔"

"دنیا کتنی وسیع ہے....؟"

"بہت، بے پناہ..... بے کراں۔"

"مگر ہم کیسے بھاگیں گے....؟"

"آسانی سے یہ مشکل نہیں ہو گا، لیکن ابھی ٹھہرو انتظار کرو یہ فیصلہ ہم بعد میں کریں

گے جلدی نہیں ہے۔"

والد صاحب کے بہت سے دوست تھے کاروباری اور غیر کاروباری۔ ہماری کوٹھی میں تقریبات ہوتی تھیں۔ ہم نے صرف اپنے کمرے کی کھڑکی سے یہ تقریبات دیکھی تھیں۔ ہمیں کبھی ان میں شریک نہیں کیا جاتا تھا البتہ ہمارے دونوں بہن بھائی زرق برق لباسوں میں ان تقریبات میں شریک ہوتے تھے۔ ملازموں کی آغوش میں، ماں کی مسکراہٹوں کے ساتھ۔ ہمیں ان سے کوئی حسد نہیں تھا۔ ہماری دنیا ہی الگ تھی۔

ایسی ہی ایک تقریب تھی تقریب کے اختتام کے بعد کچھ لوگ ہم سے ملنے آ گئے۔ سرجن خیال بھی ساتھ تھے۔ والد صاحب بھی، دو اور افراد بھی تھے۔ جن میں ایک داڑھی والے بڑی پرنور شخصیت کے مالک پروفیسر حق تھے۔ دوسرا چوڑے چکلے بدن کا مالک اور شیطان سی شکل والا پنڈت رائے تھا۔ جس نے ہمیں بڑی گہری نظروں سے دیکھا تھا اور اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"جے بھوانی..... جے بھوانی۔" اس نے آہستہ سے کہا پھر بولا۔ "ان سے ہمارا پرچے کراؤ ڈاکٹر خیال۔"

"ہیں.... ہاں..... ضرور..... بچو..... یہ پنڈت رائے ہیں۔ ہندوستان سے آئے ہیں۔ تم سے ملنا چاہتے تھے اور یہ پروفیسر حق ہیں جامعہ ازہر مصر میں درس دیتے ہیں۔ تمہارے والد کے دوست ہیں اور مجھے تو تم جانتے ہو۔" چونکہ ہیا نے مجھے بولنے کا اشارہ نہیں کیا تھا اس لئے میں خاموش ہی رہا۔

"کیسے ہو تم بچو..... ٹھیک ہو نا....؟" پنڈت رائے پھر بولا ہیا نے چونکہ آنکھیں بند کر لی تھیں اس لئے میں نے بھی اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ "ارے ہاں نام کیا ہے ان دونوں کا۔"

"ماہر طہابی۔" میرے والد نے جواب دیا۔

"کون سے کا.... بڑے کا یا چھوٹے کا...؟"

"دونوں کا ایک ہی نام ہے۔" والد صاحب بولے اور مجھ سے نہ رہا گیا۔

"نہیں اس کا نام ہیا ہے۔" میں نے جلدی سے کہا اور پنڈت رائے ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"بھوانی ماتا ان کو سکھی رکھے اچھا ہمیں آگیا دو۔" رائے نے دونوں ہاتھ جوڑے اور واپسی کے لئے مڑ گیا۔ سرجن خیال اسے چھوڑنے گیا تھا پروفیسر حق نے کہا۔

"حارث صاحب یہ شخص کون ہے؟"

"کون.... پنڈت رائے....؟"

"ہاں۔"

"سرجن خیال کا شناسا ہے۔ ہندوستان میں رہتا ہے۔ سرجن کا کہنا ہے کہ بڑا باکمال

انسان ہے پراسرار علوم پر ریسرچ اس کا مشغلہ ہے۔ سرجن ایک بار ہندوستان گیا تھا وہاں ان کی دوستی ہو گئی..... اس نے شاید ان بچوں کا تذکرہ کر دیا ہو گا' بس یہاں آیا تو انہیں دیکھنے آ گیا۔"

"ہوں...." پروفیسر حق نے ایک نگاہ ہم دونوں پر ڈالی پھر بولا۔ "ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے....؟"

"خیال کا کہنا ہے کہ اب یہ آپریشن کے قابل ہیں۔ میں بھی سوچ رہا ہوں کہ خیال کو اجازت دیدوں۔"

"آپریشن سرجن کرے گا....؟"

"ہاں.... وہ باکمال ڈاکٹر ہے بہت سے پیچیدہ آپریشن کامیابی سے کر چکا ہے۔"

"کیا وہ ان دونوں کی زندگی کی ضمانت دیتا ہے....؟ پروفیسر حق نے کہا اور والد صاحب چونک کر اسے دیکھنے لگے.... پھر بولے۔ "نہیں.... وہ کہتا ہے کہ ان میں سے ایک زندہ رہے گا۔" والد صاحب رک کے پھر بولے۔ "اسی لئے میں نے دوسرے کا کوئی نام نہیں رکھا۔"

"کیا بات کرتے ہو حارث یہ بڑے بے رحم الفاظ ہیں۔ اس طرح نہ سوچو میں تمہیں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں۔"

"کیا....؟"

"جرمنی کے شہر روسٹوک میں ایک ماہر فن سرجن ہیسی شمٹ رہتا ہے۔ اس کا اپنا اسپتال ہے اور وہ انوکھے آپریشن کرنے میں شہرت رکھتا ہے۔ اس کی تفصیل میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ لیکن میری خواہش ہے کہ تم انہیں وہاں لے جاؤ..... ہو سکتا ہے وہ دونوں کی زندگی بچا لے۔"

"جرمنی....!" والد صاحب پرخیال لہجے میں بولے۔ "اتفاق سے مجھے آئندہ ماہ برلن جانا بھی ہے۔ انہیں ساتھ لے جانا مشکل نہیں ہو گا.... لیکن۔"

"ہاں بولو۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"حقائق کو نظرانداز کرنا حماقت ہوتی ہے پروفیسر.... ماہر ایک..... خوبصورت بچہ ہے اور اگر قدرت نے اسے زندگی دی تو یہ ایک شاندار جوان نکلے گا۔ جبکہ دوسرا.....ہم اس کے لئے کیا کریں گے۔ یہ بے چارہ اگر زندہ رہا تو دنیا میں اس کا کیا مقام ہو گا۔ یہ دوسروں کے مذاق کا نشانہ بنتا رہے گا اور بس۔"

"تمہاری یہ گفتگو کفر کی منزل میں داخل ہو رہی ہے۔ حارث اللہ سے توبہ کرو..... وہ اپنی کھیتیوں کا رکھوالا ہے۔ ہم تم کیا ہیں.... اور پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان میں سے کون زندہ رہے گا تمہارے پاس دولت ہے تم اسے ہر طرح ایک اچھی زندگی دے سکتے ہو۔"

"ڈاکٹر خیال کا کہنا ہے کہ دونوں کا زندہ رہنا مشکل ہے۔"

"وہ انسان ہے بس اتنا کافی ہے۔"

"میں تسلیم کرتا ہوں پروفیسر.... بس کیا بتاؤں.... میری بیوی کا انداز فکر کچھ مختلف ہے۔ اصل میں ابتداء کچھ ایسی رہی کہ...."

"خود کوئی فیصلہ کر کے اللہ کے عذاب کو آواز نہ دو۔ حارث تمہارے دو بچے اور ہیں تمہارے پاس ان کی زندگی کی ضمانت ہے؟"

والد صاحب بوکھلا گئے' خوفزدہ لہجے میں بولے۔ "نہیں پروفیسر حق میں انہیں جرمنی لے جانے کی تیاریاں کر لیتا ہوں۔"

"سرجن خیال سے بھی مشورہ کر لینا۔ اسی فیلڈ کا آدمی ہے ممکن ہے وہ شمٹ کو جانتا ہو۔"

رات کو ہیا نے کہا۔ "ہمارے ماں باپ ہمارے دشمن ہیں ماہر! کیا تم میرے بوجھ سے اکتاتے ہو....؟"

"کیا میں اپنے سر' اپنے بازوؤں' اپنی آنکھوں سے اکتا سکتا ہوں تمہارا بوجھ اس سے مختلف تو نہیں ہے۔"

"تو پھر یہ لوگ ہمیں مشکل میں کیوں ڈال رہے ہیں۔"

"پتہ نہیں کیا ہمیں ان سے بچنا چاہئے۔" ہیا نے میرے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ پھر ہم نیم خوابیدہ ہو گئے تھے کہ دروازے کی آہٹوں نے ہمیں چونکا دیا۔ حالانکہ تعجب کی بات نہیں تھی۔ ہمارا ملازم ایرا ہمارے ساتھ سوتا تھا یہ اس کی ڈیوٹی تھی لیکن سرونٹ کوارٹر میں اس کا خاندان رہتا تھا اور عموماً ہمارے سونے کے بعد وہ چپکے سے چلا جاتا تھا۔ پھر صبح سے قبل یا رات کے کسی حصے میں واپس آ کر اپنے بستر پر سو جاتا تھا۔ بارہا رات کو جاگ کر ہم نے اسے غائب پایا واپس آتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس وقت بھی ہم یہی سمجھے کہ وہ واپس آیا ہے کیونکہ وہ بستر پر موجود نہیں تھا۔ لیکن مدہم روشنی میں ہم نے پنڈت رائے کو اندر آتے دیکھا.... اور حیران رہ گئے بلکہ نہ جانے کیوں مجھے خوف محسوس ہوا تھا۔

"نہیں۔ ڈرو نہیں۔" ہیا نے مجھے دلاسہ دیا.... وہ ہمارے پاس آ کر ہم پر جھکا اور پھر ایک دم سے کھڑا ہو کر مسکرانے لگا۔

"یہ اچھا ہے کہ تم جاگ رہے ہو مجھے چوروں کی طرح تمہارے پاس آنا پڑا.... اٹھو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"کیا بات ہے...؟" میں نے کہا۔

"تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

"کیا....؟"

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے پتا اپنے دوستوں کے مشورے میں آ کر تمہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں معلوم ہے۔"

"جب تم الگ ہو گئے تو تم میں سے ایک مرجائے گا۔ کون مرے گا؟ کون جانے.... تم میں سے کون مرنا چاہتا ہے؟" اس نے ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کی۔

"تم آگے کہو....!" میرے منہ سے ہیا کی آواز نکلی۔

"میں تم دونوں کا جیون چاہتا ہوں۔"

"کیسے....؟"

"میرے ساتھ چلو.... تمہیں ہندوستان لے جاؤں گا وہاں تمہیں پروان چڑھاؤں گا دونوں ساتھ رہو گے راجکماروں کا جیون دوں گا تمہیں۔ کوئی تمہیں الگ نہیں کرے گا۔"

"تم ایسا کیوں کرو گے....؟" اس بار بھی ہیا بولا تھا۔

"اس لئے کہ میری کوئی سنتان نہیں ہے۔"

"ہم تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے۔"

"سوچ لو.... غور کر لو....!" اس نے کہا پھر جلدی سے دروازے کی طرف بھاگا اور پھرتی سے باہر نکل گیا دوسرے لمحے ایرا اندر داخل ہوا اور چوروں کی طرح اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا۔ ہم سمجھ گئے کہ وہ ایرا کے قدموں کی چاپ سن کر بھاگ گیا تھا۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے ہیا سے کہا۔ "راجکمار.... کیا ہوتے ہیں....؟"

"شہزادے' بادشاہوں کے بیٹے۔"

"اور سنتان....؟"

"اولاد کو کہتے ہیں۔"

"تم یہ سب کیسے جانتے ہو.....؟"

"پتہ نہیں۔"

"اس کی بات مان لیں.....؟"

"نہیں۔"

"اس طرح وہ نہیں ہو گا جو دوسرے لوگ چاہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے مگر وہ اچھا آدمی نہیں ہے' جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ جھوٹ ہے۔"

ہیا بے شک وہ سب کچھ جانتا تھا جو میں نہیں جانتا تھا۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ ہم دل کی بات کسی سے نہیں کرتے تھے سوائے ایک دوسرے کے اس لئے ہم نے کسی کو پنڈت رائے کے بارے میں نہیں بتایا۔ وہ دوبارہ ہمارے پاس نہیں آیا تھا لیکن چند ہی روز کے بعد ملازموں نے ایک دن ہمیں تیار کرایا۔ والد صاحب کار میں ہمارے ساتھ تھے۔ ایک

جگہ ہمیں اتارا گیا کچھ مراحل طے ہوئے اور پھر ہمیں ایک اجنبی سفر کرنا پڑا جو بہت وقت جاری رہا تھا ہم منزل پر پہنچے تو پروفیسر حق نے ہمارا استقبال کیا تھا۔ وہاں سے ایک کار میں ہمیں ایک خوبصورت جگہ لے جایا گیا۔ بڑی حسین رہائشی عمارت تھی' جس کی کھڑکی کے باہر دنیا بہت نیچے تھی۔

"کیا ہم آسمان پر آ گئے ہیں....؟"

"نہیں۔" ہیا نے جواب دیا۔

"پھر یہ کیا ہے....؟"

"بعد میں بتاؤں گا۔" اس نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔ اب میں سوچ سکتا تھا کہ ہم اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ ہمارے بہن بھائی پارک میں گیند کھیلتے پھرتے تھے۔ ہیا کے بارے میں ہمیشہ ہی یہ سوچتا رہا کہ وہ ہر لمحہ میرے ساتھ رہتا ہے لیکن اسے دنیا جہاں کی معلومات حاصل ہیں جبکہ میں کچھ نہیں جانتا۔ پتہ نہیں اسے یہ سب کہاں سے معلوم ہو جاتا ہے یا جن چیزوں کے بارے میں وہ کہتا ہے بعد میں بتائے گا وہ اسے کیسے معلوم ہو جاتی ہے۔ اس سوال کا اس نے کبھی جواب نہیں دیا تھا۔

ہم نے پروفیسر حق کی بات سنی۔ "میں نے ڈاکٹر ہیسی سے بات کر لی ہے اسے تمام رپورٹیں بھی دکھا دی ہیں اور اب وہ بڑی بے چینی سے تم لوگوں کا منتظر ہے۔"

"پھر کیا خیال ہے....؟"

"ہمیں کل برلن سے روسٹوک روانہ ہو جانا چاہئے۔"

"یہ سب کچھ تم کرو گے پروفیسر حق۔" والد صاحب نے کہا اور پروفیسر کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔

"میں تمہیں زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا ڈیئر طہابی کیونکہ مجھے مصر روانہ ہونا ہے میں نے پہلے بھی تمہیں اس بارے میں بتایا تھا۔"

"ہاں مجھے علم ہے لیکن...."

"تمہاری الجھن جانتا ہوں' لیکن ہم ہیسی کے اسپتال پر بھروسہ کر سکتے ہیں بیشک اخراجات زیادہ ہوں گے لیکن یہ لوگ ہر طرح کی ذمہ داریاں قبول کر لیتے ہیں۔"

"یہی میں چاہتا ہوں اخراجات کی تم فکر نہ کرو۔" والد صاحب نے مطمئن ہو کر کہا۔

"یہ ہوٹل کہلاتا ہے اس قیام گاہ میں لوگ کرایہ دے کر قیام کرتے ہیں اور یہاں موجود لوگ قیام کرنے والوں کا ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں۔" رات کو ہیا نے مجھے بتایا۔

"تم نے معلوم کر لیا....؟"

"ہاں۔"

"مگر کیسے....؟"

"تمہیں جس شے کی حاجت ہوتی ہے میں اس کے لئے سرگرداں ہو جاتا ہوں۔ بس تمہاری محبت مجھے سب کچھ بتا دیتی ہے۔ ویسے ماہر ایک بات پر تم نے غور کیا۔" اس نے فوراً ہی بات کا رخ بدل دیا۔

"کیا....؟"

"حارث طہابی صاحب کو ہم پر اٹھنے والے اخراجات کی فکر نہیں ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہم سے محبت کرتے ہیں۔"

"ہاں انہوں نے بارہا اپنی محبت کا ثبوت دیا ہے۔"

"لیکن ہماری ماں..... انہوں نے تو ہمیں کبھی نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔"

"ایں.... ہاں۔" وہ کھو سا گیا پھر بولا۔ "اس کے باوجود وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔"

دوسرے دن ہم نے پھر سفر کیا اور اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ ایک خوبصورت عمارت میں داخل ہونے کے بعد کچھ دیر انتظار کرنا پڑا۔ پھر وہ شخص پروفیسر حق کے ساتھ اندر داخل ہو گیا جس کا نام ہیسی شمٹ تھا۔ اس نے کسی ایسی زبان میں بات کی جو ہماری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے ہیا۔"

"پتہ نہیں۔"

"تم بھی اس کی بات نہیں سمجھتے۔"

"رک جاؤ سمجھ لوں گا۔" وہ پراعتماد لہجے میں بولا وہ لوگ باتیں کرتے رہے پھر ہمیں وہاں سے ایک انوکھے کمرے میں لے جایا گیا یہاں جو کچھ تھا میری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ لیکن پھر ہمیں بہت سی شعاعوں سے گزارا گیا وہ لوگ باتیں کرتے رہے اس کے بعد ہمیں ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں ایک خوبصورت عورت ہماری نگراں مقرر کی دی گئی۔ پروفیسر حق اور والد صاحب چلے گئے تھے ہیا گم صم تھا۔ خوبصورت اور نرم بستر پر لیٹے ہوئے ہمیں بہت دیر گزر گئی نگراں عورت چلی گئی تھی۔ میں نے خاموشی سے اکتا کر ہیا سے کہا۔

"اب کیا ہو گا ہیا....؟"

"میں نہیں جانتا۔" وہ بیزاری سے بولا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں سمجھ گیا وہ اب کچھ نہیں بولے گا..... ایک رات گزر گئی دوسری صبح کا آغاز ہوا۔ ہماری نگران عورت نے ہمیں ناشتہ کرایا ہیا کو ناشتہ کرانا اس کے لئے ایک دلچسپ تجربہ تھا۔ ہیا بھی اتنا کھاتا تھا جتنا ایک کبوتر' لیکن اس کی خوراک الگ تھی ہمارے بدن بے شک جڑے ہوئے تھے لیکن باقی تمام عوامل الگ تھے جن کی تفصیل غیر ضروری ہے پھر دوپہر کو ڈاکٹر ہیسی کے ساتھ ایک نئی عورت آئی جو چشمہ لگائے ہوئے تھی اس نے اسی زبان میں ہم سے کہا جو ہم سمجھتے تھے۔

"ہیلو بچو کیا تم یہاں خوش ہو؟" جب ہم کچھ نہ بولے تو اس نے دوبارہ کہا۔ "تمہیں یہاں بالکل تکلیف نہیں ہو گی بہت جلد تم دونوں بھائی ایک نئی زندگی کا آغاز کرو گے جب تم الگ الگ ایک دوسرے کے ساتھ چلو گے پھرو گے تو تمہیں بہت اچھا لگے گا۔"

یہ بات اتنی اجنبی تھی کہ ہم دونوں کو ہی تعجب ہوا۔ مجھ سے پہلے ہیا نے جلدی سے کہا۔ "ہم دونوں؟"

"ہاں..... تم دونوں' ان سے ملو..... یہ ڈاکٹر ہیسی ہیں تمہارے معالج۔" ڈاکٹر ہیسی نے مسکرا کر گردن خم کی اور اپنی زبان میں کچھ بولا تو عورت نے کہا۔ "ڈاکٹر ہیسی کہتے ہیں کہ تم ان سے باتیں کرو...!"

"وہ کیا کہتے ہیں ہم نہیں سمجھتے۔"

"میں تمہاری باتیں انہیں سمجھاؤں گی اور ان کی تمہیں۔"

"یہ ہمارے ساتھ کیا کریں گے؟"

"یہ تمہارے جسموں کو الگ الگ کر دیں گے پھر تم ساتھ رہو گے ایک دوسرے کے ساتھ۔ اپنے قدموں سے چل کر زندگی بسر کرو گے ایک دوسرے کے ساتھ کھیلو گے کیا تمہیں کرکٹ پسند ہے....؟"

"بے حد....!" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہارا ننھا ساتھی بالنگ کرائے گا اور تم بیٹنگ کرو گے۔" وہ بولی اور میں ہنس پڑا۔ میں نے کہا۔

"آہ ہیا کو تو بہت ننھی سی گیند دینی پڑے گی۔"

"بیشک اور اتنا چھوٹا بیٹ بھی مگر جب تم بالنگ کرو گے تو آہستہ کرو گے تاکہ اسے چوٹ نہ لگے۔"

"لیکن میڈم۔" میں اچانک خوفزدہ ہو گیا۔

"کیوں.... کیا بات ہے؟"

"وہ.... وہ سب کہتے تھے کہ جب ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا تو..... ہم میں سے ایک زندہ بچے گا....!"

"اور وہ میں ہوں گا لیکن..... ماہر کی زندگی ضروری ہے کیا تم لوگ اسے بچا سکو گے۔" ہیا نے کہا اور ہماری زبان جاننے والی عورت اچنبھے میں پڑ گئی..... ڈاکٹر شمٹ نے اس سے کچھ پوچھا تو وہ شاید اسے ہیا کے الفاظ بتانے لگی ڈاکٹر بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا پھر اس نے نرم لہجے میں عورت سے کچھ کہا۔ وہ سنتی رہی پھر ہم سے بولی۔

"ڈاکٹر شمٹ کا کہنا ہے کہ تم دونوں زندہ رہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کا سب سے مشکل آپریشن کریں گے لیکن انہیں یقین ہے کہ یہ آپریشن کامیاب ہو گا اور تم دونوں

زندہ رہو گے۔"

"اگر ایسا ہے تو ہمیں خوشی ہو گی۔"

"خواب دیکھنے والے پروفیسر نے پہلے ہی اس کی پیش گوئی کر دی ہے کیا اس نے تمہیں نہیں بتایا..."

"خواب دیکھنے والا پروفیسر کون ہے....؟"

"پروفیسر حق۔ تمہارے والد کا دوست۔"

"ہم اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے....!" ڈاکٹر ہیسی اور اس کی ساتھی نے ہم سے بہت سی باتیں کیں اور یہ سچ ہے کہ وہ خوف ہمارے دل میں بہت حد تک کم ہو گیا جو پہلے ہم محسوس کر رہے تھے۔ کم از کم مجھے تو یقین ہو گیا کہ ہم دونوں زندہ رہیں گے م خوش آئند خوابوں میں کھو گیا۔ اس کے بعد کے دن ہم نے بہت بہتر گزارے۔ میرے وال اور پروفیسر حق چلے گئے تھے لیکن وہ ہوتے بھی تو ہمیں ان سے رغبت نہ تھی ہمارے لـ سیر کا بندوبست بھی کیا گیا اور سفید رنگ کی ایک کار میں بٹھا کر شہر دکھایا گیا۔ ایک بے خوبصورت مقام پر اس وقت جب ہم کچی چیری کی آئس کریم کھا رہے تھے ایک شخص ہمارے سامنے آ گیا وہ ہمیں دیکھ کر مسکرایا اور ہم نے اسے پہچان لیا..... یہ پنڈت را تھے۔

"تم یہاں کیسے آ گئے....؟" رائے نے حیرت اور خوشی سے پوچھا۔

"بس ہمیں یہاں لایا گیا ہے۔"

"کب آئے....؟"

"بہت دن گزر گئے۔"

"کہاں رہتے ہو؟"

"اسپتال میں ہیں۔"

"تمہارے ساتھ کون ہے؟"

"وہ ڈرائیور.... اور اس کے ساتھ موجود مہربان عورت۔" میں نے کہا اور پنڈت را ادھر دیکھنے لگا پھر مسکرا کر بولا۔

"تمہیں یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کیا تمہارے ماتا پتا بھی تمہارے ساتھ ہیں۔"

"نہیں اور کوئی نہیں ہے۔"

"میرا ان سے پریچے کراؤ.... انہیں بتاؤ کہ میں تمہارے پتا کا دوست ہوں۔" اس نے کہا لیکن ہمارے کچھ بولنے سے قبل ہماری نگران عورت ہمارے پاس آ گئی اور پنڈت را اجنبی زبان میں اس سے بات کرنے لگا۔ اس نے غالباً نگران عورت کو اپنی طرف سے مطمئن کر دیا تھا۔ وہ مسکرا کر گردن ہلانے لگی تھی۔ بعد میں رائے نے ہم سے کہا۔ "میں نے ہ

ہیلیس سے پوری بات معلوم کر لی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ تم دونوں کی زندگی میں ایک خوشگوار سفر کا آغاز ہونے والا ہے۔ ابھی کچھ وقت میں یہاں موجود ہوں تم سے ملنے آؤں گا۔" وہ چلا گیا تو ہیا نے مجھ سے کہا۔

"اس شخص کا ملنا بہتر بات نہیں ہے۔"

"کیوں....؟"

"بس یہ اچھا انسان نہیں ہے۔" ہیا بولا.... پھر ہم وہاں سے واپس چل پڑے تھے۔ مزید دو دن تک کوئی خاص بات نہیں ہوئی لیکن تیسرے دن جب باہر چھم چھم بارش ہو رہی تھی اور میں کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے ہیا سے تیز بارش کے بارے میں باتیں کر رہا تھا کہ دروازے سے پنڈت رائے اندر داخل ہو گیا..... اس کے پاس خوبصورت پھول تھے۔

"پیارے بچو.... یہ پھول قبول کرو.... خوبصورت موسم کے ساتھی ہیں اور ڈیئر نرس کیا تم مجھے ان بچوں سے تنہائی میں بات کرنے کی اجازت دو گی....!" نرس باہر نکل گئی تھی۔ وہ ہمارے پاس آ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا "موسم کا لطف تم اپنے بستر پر بیٹھ کر بھی اٹھا سکتے ہو آؤ میں تم سے کچھ باتیں کروں گا۔" زبردستی کا مہمان کرسی گھسیٹ کر ہمارے سامنے بیٹھ گیا تھا لیکن میں اور ہیا اس کی آمد سے تکدر کا شکار ہو گئے تھے۔ اس کے چہرے کے خوشگوار تاثرات رفتہ رفتہ ماند پڑنے لگے۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تو تمہیں موت کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ اور اب.... کون کہہ سکتا ہے کہ کیا ہو.... ہاں.... ہو سکتا ہے دنیا تم دونوں کے لئے ختم ہو جائے۔ بہت عجیب بات ہے۔ ماتا بھگوان کا روپ ہوتی ہے۔ تمہاری ماں کیسی ہے جس نے روپ ہی بدل لیا۔ پھر تمہارا پتا.... آنسو نکل آتے ہیں تمہارے بارے میں سوچ کر.... مگر کیا کروں.... تم مانتے بھی تو نہیں ہو۔ تمہیں پتہ ہے تمہارا پتا ان سے کیا کہہ کر گیا ہے؟"

"کن سے....!" میں بے اختیار بول اٹھا۔

"ڈاکٹروں سے۔ وہ تمہیں ان کے حوالے کر کے اپنے گھر چلا گیا۔ وہاں اس کی پتنی ہے، بچے ہیں، وہ آرام سے ان کے ساتھ کھیل رہا ہو گا۔ تم اسے یاد بھی نہ ہو گے۔ وہ ڈاکٹروں سے کہہ گیا ہے کہ اگر تم زندہ بچ جاؤ تو اسے خبر دیدی جائے۔ مر جاؤ تو تمہیں یہیں دفن کر دیا جائے۔"

میرے دل کو واقعی دھکا لگا تھا۔ اس کی باتیں سچ تھیں۔ جو کچھ وہ کہہ رہا تھا وہ حقیقت تھی۔ اس نے پھر گلوگیر لہجے میں کہا۔ "اور ایک میں ہوں جسے بھگوان نے سنتان ہی نہیں دی۔ بچوں کے لئے ترستا رہا۔ اسی لئے تم مجھے اچھے لگے۔ میں نے سوچا حارث طباطبائی کے ہاں تو دو بچے اور بھی ہیں۔ اور تم دونوں تو وہاں بالکل بے کار ہو کوئی تم پہ توجہ نہیں دیتا۔ اگر تم میرے ساتھ چلو تو تمہیں اتنا سندر جیون دوں کہ تم سوچ بھی نہ سکو...."

"تم کہاں رہتے ہو....؟" میں نے پوچھا۔

"جہاں میں رہتا ہوں وہاں چاروں طرف جنگل ہے.... ایک سندر جھیل ہے جس پہ ہرن، چیتل، پاڑے پانی پینے آتے ہیں۔ شیر، چیتے، باگھے اور ہاتھی بھی آتے ہیں، پھر کبھی ان کا آپس میں سامنا ہو جائے تو وہ لڑائی ہوتی ہے کہ بس.... چھوٹے جانور بڑی دور بھاگ جاتے ہیں۔"

"ایسی جگہ کہاں ہے....؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"افریقہ میں جہاں میرا گھر ہے۔"

"مگر تم تو ہندوستان میں رہتے ہو۔"

"کبھی رہتا تھا۔ اب برسوں سے وہیں رہ رہا ہوں۔"

"اکیلے....؟"

"نہیں..... اور بھی بہت سے ہیں۔ تھوڑے فاصلے پر ایک بستی ہے جس میں کالے لوگوں کے جھونپڑے ہی جھونپڑے۔ کبھی ان کے ہاں ناچ گانا ہوتا ہے تو دیکھنے کا تماشا ہوتا ہے۔ ان کے بچے اکثر میرے گھر کے سامنے کھیلنے آ جاتے ہیں۔ تم اب بھی تیار ہو جاؤ۔ میں تمہیں وہاں لے جا سکتا ہوں۔ بولو چلو گے میرے ساتھ۔ یہ آخری موقع ہے تمہارے لئے۔ کسی کے مرنے کا خطرہ بھی نہ رہے گا اور مزے سے دونوں میرے ساتھ رہو گے۔"

میں نے ہیا کو دیکھا..... اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پہ بیزاری کے آثار نظر آ رہے تھے....؟ "ہیا...." میں نے اسے آواز دی.... اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر میری طرف دیکھنے کے بجائے اس نے پنڈت رائے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اور کوئی کہانی سناؤ گے....؟"

"ایں..... کہانی....؟" پنڈت چونک پڑا۔

"ہاں اگر تمہاری کہانیاں ختم ہو گئی ہوں تو اب جاؤ..... ہم نے پہلے بھی تمہیں منع کیا تھا۔ اور اب..... آخری بار کہہ رہے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے۔"

"یہیں مرو گے....؟" وہ کسی قدر بگڑ کر بولا۔

"ہاں امید ہے اب تم دوبارہ یہاں نہیں آؤ گے۔"

"واہ رے چھوٹے.... جتنا چھوٹا.... اتنا کھوٹا.... مرو بھائی ہمیں کیا۔ ہاں دیکھ لیتے ہیں جیتے رہو گے تو..... تو۔" وہ اٹھتا ہوا بولا پھر باری باری ہم دونوں کو دیکھا اور باہر نکل گیا میں نے اس دوران خاموشی اختیار کئے رکھی تھی کچھ دیر کے بعد ہیا نے مجھے دیکھا..... پھر آہستہ سے بولا۔

"وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔"

ڈاکٹر ہیسی نے ہماری زبان بولنے والی عورت اور دوسرے چند لوگوں کے ساتھ مجھ

سے ملاقات کی.... عورت نے مسکرا کر کہا۔

"ہیلو.... اب تم دونوں اپنے وطن واپس جانے کے لئے تیار ہو جاؤ وہ بھی الگ الگ چھوٹا بھائی جہاز میں ایک سیٹ پہ سفر کرے گا' بڑا بھائی دوسری سیٹ پر۔ آؤ ہم دونوں دوستوں کو الگ الگ کر دیں۔ چلو نرس۔ اسٹریچر لے آؤ۔"

آپریشن ہال میں ہمارا فائنل چیک اپ کیا گیا پھر مجھے ایک ماسک پہنا دیا گیا جس نے ایک خوشگوار سی بو کے ساتھ مجھے گہری نیند سلا دیا۔ نہ جانے یہ نیند کتنی طویل تھی پھر آنکھ کھل گئی ہر طرف خاموشی اور سناٹے کا راج تھا بہت مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی میں چند لمحات حواس بحال کرتا رہا۔ پھر میں نے ہیا کو دیکھا اور.... اچانک میرا سر چکرا گیا پہلی بار..... جتنی عمر تھی اتنی عمر میں پہلی بار مجھے ایک شدید احساس ہوا جیسے میری سب سے قیمتی چیز کھو گئی ہو۔ جیسے مجھ سے میرا وجود چھین لیا گیا ہو۔ میرا سینہ خالی تھا ہیا موجود نہیں تھا۔ اس کی جگہ پٹیاں کسی ہوئی تھیں میرے پورے وجود میں دہشت کی لہر دوڑ گئی..... نہ جانے کس طرح میں نے اسے پکارا۔

"ہیا....!" میری اس آواز کے ساتھ ہی کسی چیز کے ہلکے سے گرنے کی آواز سنائی دی پھر تیز روشنی ہو گئی اور میری زبان بولنے والی عورت میرے پاس آ گئی۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرائی..... تو میں نے لرزتی آوز میں کہا..... "ہیا..... ہیا کہاں ہے۔"

"وہ اس طرف سو رہا ہے۔" عورت نے دوسرے بیڈ کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک سرخ چادر نظر آ رہی تھی۔

"وہ زندہ ہے؟"

"ہاں وہ زندہ ہے۔"

"اور میں....؟" میں نے سوال کیا۔ عورت ہنسنے لگی پھر بولی۔ "ہاں تم بھی زندہ ہو۔"

"ہیا کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی...."

"ہاں.... ابھی۔" میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس نے جلدی سے مجھے اشارہ کر کے روک دیا۔

"نہیں تم آرام سے لیٹے رہو میں اسے لاتی ہوں۔ پلیز.... ہلنا نہیں۔" وہ سامنے والے بیڈ کی طرف چل پڑی۔ میں بے صبری' بے چینی سے اسے دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس کے منہ سے ایک چیخ سی نکل گئی.....! "ارے...."

میں نے اس کی حیرت بھری آواز سنی مگر کچھ سمجھ نہیں آ سکا۔ پھر میں نے اس کی بے چینی دیکھی۔ وہ سرخ چادر کو اس طرح الٹ پلٹ رہی تھی جیسے اس کی سلوٹوں میں کوئی چیز چھپی ہو۔ اس کے بعد وہ اچک کر بیڈ کے دوسرے رخ پر پہنچ گئی۔ پھر بیڈ کے نیچے گھس گئی اور اس طرف سے باہر نکل آئی۔ اس کے چہرے پر سخت وحشت پیدا ہو گئی تھی اور منہ سے کچھ الفاظ نکل رہے تھے جن کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ کمرے کے وسط میں آکر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ پھر بھاگ کر میرے پاس آئی اور میرے بستر کی چادر ٹٹولنے لگی۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" میں نے بیزاری سے پوچھا لیکن میرے سوال کا جواب دیئے بغیر وہ چیختی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

اس کی ان فضول حرکات سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہیا اسے اس کی توقع کے مطابق اپنی جگہ نہیں مل سکا ہے۔ لیکن بات ہی ناقابل فہم تھی۔ ہیا مجھ سے الگ کیسے ہو سکتا ہے اس کی جگہ تو میرے سینے پر ہے اور اگر اسے میرے سینے سے بدر کیا جائے تو یا تو میں زندہ رہ سکتا ہوں.... یا وہ.... اور یوں لگتا ہے جیسے یہ سب مجھے بہلانے والی باتیں کر رہے ہیں احمقانہ بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ اصل میں یہ مجھے احساس دلانا چاہتے ہیں کہ ان کے دعوے کے مطابق ہیا زندہ ہے اور کچھ دیر قبل اپنے بستر پر تھا۔

اس احساس سے کہ انہوں نے ہیا کو مار دیا اور اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ میری آنکھوں سے آنسو تو نہیں نکلے، لیکن مجھے یوں لگا جیسے میں ایک خالی صندوق رہ گیا ہوں جس میں اندر کچھ بھی نہیں ہے۔ بس جو کچھ ہے اوپر کی ڈیکوریشن ہے جیسے دیکھنے والی آنکھیں، سننے والے کان..... اور ..... اور.....

پھر بہت سے لوگ بھرا مار کر اندر گھس آئے تھے۔ ان میں ڈاکٹر شمٹ بھی تھا۔ ہماری زبان بولنے والی عورت اور دوسرے کئی افراد۔ سب پر پاگل پن کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ کوئی باتھ روم میں جا گھسا تھا تو کوئی کھڑکیاں دروازے اور کمرے میں رکھی ہوئی ہر چھوٹی سے چھوٹی شے کی تلاشی لے رہا تھا۔ ڈاکٹر شمٹ میرے پاس آکر کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار تھے۔ وقفے وقفے سے وہ کچھ بولتا بھی جا رہا تھا پھر وہ نڈھال سے انداز میں میرے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم لوگ اداکاری کا یہ سلسلہ کب تک جاری رکھو گے؟" شمٹ نے چونک کر مجھے دیکھا، پھر اس عورت کو آواز دے کر بلایا اور میری طرف اشارہ کر کے کچھ بولا تو اس عورت نے مجھ سے پوچھا۔

"تم ڈاکٹر شمٹ سے کچھ کہہ رہے تھے۔"

"ہاں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھاگ دوڑ کب تک جاری رہے گی؟"

"ہم اسے تلاش کر رہے ہیں۔"

"تم سب ڈرامہ کر رہے ہو، تمہارا یہ احمق ڈاکٹر اسے مار چکا ہے اور اب تم مجھے یہ باور کرانا چاہتے ہو کہ وہ زندہ ہے، مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہو تم۔"

"نہیں ڈیئر.... تم یقین کرو...." ڈاکٹر شمٹ نے اپنی زندگی کا شاہکار آپریشن کر کے تم دونوں کو الگ کیا ہے، تم دونوں بالکل ٹھیک ہو آج اس آپریشن کا پانچواں دن ہے اور تم دونوں نے خود کو بہترین سنبھال لیا ہے تمہارے دل الگ الگ کام کر رہے ہیں اور تمہارے زخم ناقابل یقین رفتار سے بہتر ہو رہے ہیں۔"

ڈاکٹر شمٹ نے ڈپٹ کر عورت سے کچھ کہا اور وہ جلدی سے اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ پھر ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو بتانے لگی اور شمٹ مظلوم انداز میں اس سے کچھ کہنے لگا۔ عورت پھر مجھ سے مخاطب ہو کر بولی۔

"ڈاکٹر بہت افسردہ ہے، یہ آپریشن ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے ڈاکٹر ایک ہفتے بعد اس کے بارے میں پریس کانفرنس کرنے والے تھے۔ جس کے لئے انہوں نے اخباری نمائندوں کو مدعو بھی کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم فکر مت کرو تمہارے جڑواں بھائی کی تلاش ہماری ذمہ داری ہے۔"

میں نے بیزاری سے ہونٹ سکوڑ لئے اور گردن جھٹک کر بولا۔ "رہنے دو ان بیکار ڈراموں کو تم وہ کر چکے ہو جو نہیں ہونا چاہئے تھا۔ آہ بے چارہ ہیا۔"

"تم یقین کرو.... وہ آپریشن کے چند گھنٹوں کے بعد ہوش میں آ گیا تھا۔ ہم نے اس سے بات بھی کی تھی۔ وہ تمہاری خیریت پوچھتا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ تم ابھی تک ہوش میں کیوں نہیں آئے۔ ہم اسے بتاتے رہے تھے کہ اصل میں تمہارے زخم کا حجم اس کی نسبت زیادہ ہے اور تمہیں جان بوجھ کر بے ہوش رکھا جا رہا ہے تاکہ تمہارا اندرونی نظام جنبش کے بغیر بہتر ہو سکے جبکہ اس کے ننھے سے زخم نے بہت جلدی سنبھالا لے لیا تھا اور ہم اسے جوس دینا شروع کر چکے تھے۔"

"دلچسپ کہانیاں سناتے ہو تم لوگ اور میں جانتا ہوں تم یہ کہانیاں اس لئے سنا رہے ہو کہ تمہارے اسپتال کا پورا بل تمہیں مل جائے۔ میرے والد کو اس بارے میں اطلاع دی...؟"

"ہاں وہ چند دن میں آنے والے ہیں۔"

اس سے زیادہ میں ان سے کیا کہتا۔ ڈاکٹر شمٹ واقعی بہت افسردہ تھا لیکن میرے برابر نہیں۔ میرا دوست، میرے وجود کا آدھا حصہ مجھ سے جدا ہو گیا تھا۔ ذہین، ہوشیار، مجھے سب کچھ یاد دلانے والا۔

پھر سب چلے گئے۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ میں ہیا کے بارے میں سوچتا رہا۔ انہوں نے اس کی ننھی سی لاش بھی ٹھکانے لگا دی ہو گی۔ آہ کاش ہم پنڈت رائے کی بات مان لیتے۔ بھاگ جاتے، کم از کم جہاں بھی ہوتے، ساتھ تو ہوتے۔ کون ہے ہمارا؟ ماں بھی ہم سے رغبت نہیں رکھتی اور حارث طہانی نہ جانے وہ اپنے دل میں ہمارے لئے کیا خیال رکھتے تھے۔ جہاں بھی زندگی گزرتی ساتھ تو گزرتی۔

پھر لوگ آتے جاتے رہے۔ مجھے غذا دی گئی جو پھلوں کے رس پر مشتمل تھی۔ پھر میں نے کسی سے بات نہیں کی۔ اس کے بعد رات ہو گئی۔ دس بجے کے قریب ڈاکٹر نے وزٹ کیا۔ میرا چارٹ دیکھا اور ہدایات دے کر چلا گیا۔ ساڑھے دس بجے نرس نے تیز روشنی بجھا کر نائٹ بلب جلا لیا اور مجھے شب بخیر کہہ کر چلی گئی۔ اب مجھے زیادہ شدت سے ہیا کی غیر موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔

کوئی سوا گیارہ بجے ہوں گے۔ ماحول گہرے سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔ میری آنکھیں پوری کھلی ہوئی تھیں اور میں سامنے رکھے پھولوں کے بڑے گلدان کو دیکھ رہا تھا جس میں شام کے پھول لگائے گئے تھے۔ یکلخت میں نے پھولوں کے اس بڑے ڈھیر کو متحرک دیکھا۔ یہ ڈھیر اوپر اٹھ رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ مجھے آنکھوں کا دھوکا محسوس ہوا لیکن پھر ڈھیر کافی اوپر اٹھ گیا اور..... پھر گلدان کے کنارے پکڑ کر ہیا کا ننھا سا وجود نیچے کودا..... آہ..... یہ نظر کا دھوکا نہیں تھا۔ میرا تصور نہیں تھا بلکہ سچ مچ ہیا تھا۔

اس نے اپنے بدن سے کپڑا لپیٹا ہوا تھا جو پانی میں شرابور تھا اور میری طرف آتے ہوئے اس کپڑے سے بہنے والی پانی کی لکیر ہلکے بھورے رنگ کے قالین پر لکیر بنا رہی تھی۔ میں شدید حیرت و دلچسپی کے عالم میں اسے اپنے قدموں سے چل کر آتے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ بستر سے نیچے لٹکایا اور وہ میرے ہاتھ کے پنجے میں آ گیا۔ میں نے اسے محبت سے اوپر اٹھا کر اپنے سینے پر رکھ لیا۔

"نہیں مجھے برابر والی میز پر رکھ دو کمبخت گلدان اوپر تک پانی سے بھرا ہوا تھا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا سارا لباس بھیگ گیا۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"ہیا تم زندہ ہو، تم واقعی زندہ ہو۔"

"کمال کرتے ہو..... کیا میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ میں زندہ رہوں گا، مجھے اصل تشویش تمہاری تھی حالانکہ یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ تمہیں، تمہارے زخموں کی وجہ سے بے

ہوش رکھا جا رہا ہے مگر مجھے اس بات کا یقین نہیں تھا۔"

"آہ ہیا، تم اگر مر جاتے تو میں بھی مر جاتا۔ میں نے اسے سینے سے لپٹائے ہوئے کہا، مجھے اپنا خالی وجود ایک دم بھرتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"تمہاری کیا حالت ہے؟" اس نے پوچھا۔

"اب بالکل ٹھیک ہوں۔"

"زخم میں تکلیف تو نہیں ہے؟"

"نام کو نہیں، تم اپنے بارے میں بتاؤ اور یہ بتاؤ گلدان میں کیوں چھپ گئے تھے؟"

"چھپا نہیں تھا اس سامنے والی کھڑکی سے اندر آیا تھا کہ روشنیاں بجھانے والی نرس آ گئی، مجبوراً پھول ہٹا کر پانی میں کود گیا تھا۔"

"تم اپنے پیروں پر چل سکتے ہو۔ اپنے ہاتھوں کو استعمال کر سکتے ہو؟"

"ہاں بڑی مشکل سے میں نے یہ سب کچھ سیکھا ہے خود پر تجربات کئے ہیں۔ دیکھو پہلے کسی نے میرے ہاتھ پاؤں پر غور نہیں کیا۔ میرے پیروں اور ہاتھوں کی انگلیاں جڑی ہوئی ہیں ان میں ہر چیز سے چپک جانے کی صلاحیت ہے۔ میں چھپکلی کی طرح دیوار پر چڑھ سکتا ہوں چھت سے چپک سکتا ہوں۔ تم یقین کرو کہ تمہارے بدن سے جدا ہو کر میں نے بڑی آزادی سے تجربات کئے ہیں۔"

میں نے ہیا کو دیکھا پھر آہستہ سے کہا۔ "ہیا تم مجھ سے جدا ہو کر خوش ہو.....؟"

"ایسے نہ سوچو، بلکہ یوں سوچو کہ اب ہم ایک دوسرے سے دور ہو چکے ہیں، الگ الگ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ میں تم سے جدا کب ہوں، لیکن خود پر بھروسہ کرنے کا تجربہ بہت دلچسپ ہے۔ پہلے جو میں کرنا چاہتا وہ تمہیں کرنا پڑتا۔ اب کچھ میں، کچھ تم کر سکتے ہو۔"

"مگر ہمیں کیا کرنا ہے.....؟"

"یہ تو بعد میں پتہ چلے گا....."

"مگر ہیا، کیا اب تم خود کو ان پر ظاہر کر دو گے، وہ پاگلوں کی طرح تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔" ہیا کچھ دیر سوچتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "میرا خیال ہے مجھے چھپے رہنا چاہئے، اس طرح زیادہ لطف آئے گا۔"

"اور تمہیں کوئی نقصان پہنچ گیا تو.....؟"

"ایسا نہیں ہو گا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنا پورا خیال رکھوں گا۔" اس نے جواب دیا پھر چونک کر بولا۔ "اوہو..... کوئی آ رہا ہے مجھے چھپ جانا چاہئے۔"

"نہیں اب کون آئے گا، وہ مجھے سلا کر جا چکی ہے۔"

"نہیں، میرے کان کسی کے آنے کی آواز سن رہے ہیں۔ آہ دیکھو جو کوئی بھی ہے دروازے پر پہنچ چکا ہے۔" اس نے کہا اور پھر بھاگ کر دیوار پر چڑھ گیا۔ میں نے اسے کسی

برق رفتار چھپکلی کی مانند دیوار پر فراٹے بھرتے دیکھا' پھر وہ ایک لیمپ شیڈ کی آڑ میں جا چھپا۔ اس کا اندازہ ٹھیک تھا۔ آنے والی وہی نرس تھی جو میری نگرانی کرتی تھی۔ وہ بے آواز دروازہ کھول کر اندر آئی' میرے قریب پہنچی.... جھک کر مجھے دیکھا.... میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ نرس نے مطمئن ہو کر مجھے چادر اوڑھائی پھر واپس چلی گئی۔ اب باقی رات میں اس کے آنے کے امکانات نہیں تھے۔ اس لئے ہیا نے وہیں لیمپ شیڈ سے میرے اوپر چھلانگ لگا دی اور بولا۔

"میرا وزن تو نہیں محسوس ہوا؟"

"بالکل نہیں' آؤ میرے سینے پر لیٹ کر سو جاؤ...."

"نیند آ رہی ہے....؟"

"بالکل نہیں...."

"تو باتیں کرو.... اصل میں تم اس نئی زندگی سے لطف نہیں لے رہے جبکہ میں بے حد خوش ہوں' میں تمہارے ساتھ منسلک تھا لیکن بارہا میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ کاش ہم دونوں الگ الگ کچھ کر سکتے۔"

"ہمیں کیا کرنا ہو گا ہیا۔"

"بہت کچھ.... لوگ دنیا میں بہت کچھ کرتے ہیں' میں تمہیں ایک بات بتاؤں ماہر! بیشتر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ہم دوسروں سے مختلف ہیں' ہمیں دوسروں سے مختلف اور انوکھے کام کرنے چاہئیں' لیکن موقع نہیں مل رہا تھا۔"

"ہیا تم بہت بڑی بڑی باتیں سوچتے ہو۔ یہ باتیں تمہارے دماغ میں کیسے آ جاتی ہیں؟" میں نے اس کے ثابت چھالیہ کے برابر سر کو گھورتے ہوئے کہا۔ وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

"یہ سچ ہے ماہر.... یہ خیالات نہ جانے کہاں سے میرے دماغ میں آ جاتے ہیں۔ یہ خیالات اس وقت بھی میرے دماغ میں تھے جب میں نے یہ دنیا دیکھی تھی۔ میں تمہارے سینے پر جاگ رہا تھا اور تم سو رہے تھے۔ اس وقت میں نے تمہیں جگا کر بتایا کہ دیکھو یہ سب کیا ہے؟"

"مجھے یاد ہے۔" میں نے کہا۔

"پتہ نہیں ماہر.... ایسا کیوں ہو رہا ہے' لوگ کیا کر رہے ہیں' کیا کرنے والے ہیں؟ مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ بس میں عمل نہیں کر سکتا کیونکہ میرا بدن کمزور ہے' پھر جانتے ہو بعد میں' میں نے کیا سوچا.... میں نے سوچا کہ کوئی حرج نہیں ہے' میرا بدن تم ہو.... جو کچھ میرا کمزور بدن نہ کر پائے گا وہ تم کرو گے۔"

"لیکن اب؟" میں نے تشویش سے کہا۔

"اب بھی کوئی بات نہیں ہے' نہ تم تنہا مکمل ہو اور نہ میں۔ ہم دونوں اب بھی ایک ہیں بلکہ ایک طرح سے یہ اچھا ہے' میں تمہارا خفیہ سہارا رہوں گا۔"

"ہمیں کیا کرنا ہو گا ہیا....؟"

"یہ ابھی نہیں معلوم...." اس نے کہا۔ اس کے بعد وہ میرے سینے پر سو گیا' اب میں بالکل پرسکون تھا۔

دوسری صبح میں ایک پرسکون نیند لے کر جاگا تھا' نرس اور ڈاکٹر میرے قریب تھے۔ وہ عورت بھی موجود تھی جو ہماری زبان جانتی تھی۔ ان سب کو دیکھ کر میں چونک پڑا۔ غالباً انہی کی وجہ سے میری آنکھ کھلی تھی میں نے بے اختیار سینے پر ہاتھ رکھ کر ہیا کو ٹٹولا پھر میرے منہ سے نکل گیا۔

"ہیا کہاں ہے؟" میں نے پوچھا۔ ہماری زبان سمجھنے والی عورت نے پیار بھرے لہجے میں پوچھا' "پیارے بیٹے وہ ضرور مل جائے گا' بہت سے لوگ اسے تلاش کر رہے ہیں۔" میں چونک کر سنبھل گیا۔ مجھے ایک دم احساس ہو گیا کہ میں نے غلط سوال کر دیا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر شمٹ مترجم کے ذریعہ مجھ سے سوالات کرتا رہا' بعد میں مجھے کہا گیا کہ میرے والد کسی مصروفیت کی وجہ سے کچھ عرصے کے بعد آئیں گے اور مجھے انتظار کرنا پڑے گا' لیکن شاید پروفیسر حق دو ایک دن میں آ جائیں' میں بے فکر رہوں۔ سچ بات یہ تھی کہ مجھے نہ پروفیسر حق سے دلچسپی تھی نہ اپنے والد سے' کوئی بھی آ جائے ابھی میرے ذہن میں کوئی تصور نہیں تھا۔ نہ میں اس بارے میں کوئی فیصلہ کر سکتا تھا۔ ویسے بھی میرے اندر قوت فیصلہ نہیں تھی۔ فیصلے ہیا ہی کر سکتا تھا۔ یہ لوگ ابھی میرے گرد جمع تھے کہ ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ کمرے کے دروازے سے پنڈت رائے اندر داخل ہوا تھا۔ اندر آتے ہی اس نے شور مچانے والے انداز میں کہا۔

"یہ مجھے کیا معلوم ہوا ہے ڈاکٹر شمٹ' کیا یہ سچ ہے کہ دوسرا بچہ موت کی آغوش میں چلا گیا ہے۔؟"

اس بات کا جواب ترجمہ کرنے والی عورت نے دیا تھا۔ اس نے کہا "نہیں جناب' آپ نے جہاں سے بھی معلومات حاصل کی ہیں وہاں آپ کو یہ بتایا گیا ہو گا کہ آپریشن کامیاب رہا تھا۔ ڈاکٹر شمٹ دونوں کی زندگی بچانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ دونوں پوری طرح تندرست تھے لیکن ننھا وجود پراسرار طور پر غائب ہو گیا۔"

"کیا یہ من گھڑت کہانی نہیں ہے؟ اور پھر آپ لوگوں نے ایک نہایت غیر اخلاقی حرکت کی ہے۔ آپ اس کی لاش ہمارے حوالے کر دیں۔ آپ نے زبردستی ایک آپریشن کی کامیابی کی شہرت حاصل کرنے کے لئے اس بچے کی لاش کو غائب کرا دیا ہے۔ مجھے آپ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہے ورنہ ہمیں بتایئے کہ وہ لاش کہاں ہے؟"

ڈاکٹر شمٹ نے مترجم کے ذریعے جواب دیا۔ "آپ بیشک جو دل چاہے کریں میں عدالت میں اس کا جواب دوں گا لیکن براہ کرم آپ ذرا اپنی شخصیت کی وضاحت کریں کہ آپ کون ہیں اس معاملے سے آپ کا کیا تعلق ہے؟"

"میں پروفیسر حق اور حارث طبابی گہرے دوست ہیں۔ شاید آپ بھول رہے ہیں کہ میں پہلے بھی آ چکا ہوں۔"

"ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور جو کچھ آپ کو بتایا گیا ہے وہ بھی حقیقت ہے۔ ممکن ہے ہم بہت جلد آپ کو اس حقیقت کا بہتر ثبوت بچے کی بازیابی کی شکل میں پیش کر سکیں۔"

"ایسا کب تک ممکن ہو سکے گا۔"

"کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا۔" ڈاکٹر شمٹ نے کہا۔ اس شخص نے اچھی خاصی حیثیت حاصل کر لی' ایک کیمرہ جو وہ ساتھ لایا تھا سنبھال کر میری کئی تصویریں بنائیں پھر بولا۔

"میں کچھ وقت بچے کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔"

"کوئی حرج نہیں ہے' لیکن آپ اس کے ذہن پر کوئی برا اثر ڈالنے کی کوشش نہ کریں۔ او کے..... انہیں یہاں رہنے دو۔" پھر دوسرے لوگ باہر نکل گئے' میں اسے ناپسندیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کہا تھا نا میں نے تم سے' میرے ساتھ نکل چلو' دونوں ساتھ رہتے اب اکیلے ہو گئے' مار ڈالا سسروں نے اسے' مگر تمہیں کچھ پتہ نہیں ہے۔"

"ہاں مجھے کچھ پتہ نہیں ہے' بس اتنا جانتا ہوں کہ آپ میرے والد کے دوست نہیں ہیں اور بلاوجہ ہمیں پریشان کرتے رہتے ہیں' آپ فوراً چلے جائیں ورنہ میں ان لوگوں کو بتا دوں گا کہ آپ نے ان سے جھوٹ بولا ہے۔"

"بالکل باؤلا ہے تو۔ ارے پاگل میں تیرے پتا کا دوست ہوں یا نہیں' تیرا دوست ضرور ہوں۔ تجھے کیا معلوم' مورکھ کے گھر بھگوان اتر آئے ہیں۔ وہ سسرے کیا جانیں کہ تو کیا ہے اور پھر.....! بڑی بھول ہو گئی مجھ سے' بہت بڑی غلطی ہوئی ہے کیا کہوں' کیا نہ کہوں۔"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

"اتنا ننھا سا بھی نہیں ہے تو..... اچھی خاصی عمر ہے۔ تجھے خود اندازہ نہیں ہوتا اپنے ماتا پتا کے رویئے کا' تیری کوئی اوقات ہے ان کی نظروں میں' تیرے پتا نے بلا ٹالنے کے لئے تجھ پر یہ خرچہ کر دیا ہے کہ لوگ کچھ نہ کہیں۔ اپنے علاوہ اپنے ان بہن بھائیوں کے ساتھ ماتا پتا کا سلوک دیکھ جو ان کے ساتھ ہیں۔ پھولوں کی طرح پل رہے ہیں ان کے ہاتھوں میں۔ تیرا آپریشن کرنے کے لئے تجھے یہاں لا ڈالا کہ سسرا مرتا ہے مر جائے۔ اگر انہیں تجھ سے پریم ہوتا تو وہ یہاں نہ ہوتے اور اب بھی کوئی نہیں آ رہا..... نہ ماتا..... نہ پتا' آ رہے

ہیں وہ پروفیسر حق اور وہ بھی جانتا ہے کیوں آ رہے ہیں؟ اپنے مطلب سے' صرف اپنے مطلب سے' تجھے تیرے پتا سے مانگ لیں گے اور تجھ پر تجربے کریں گے۔ ارے کیوں ان پاپیوں کے ہتھے چڑھ رہا ہے؟ مجھ سے تعاون کر بیٹا مجھ سے سچ بول۔"

"سچ.....؟" میں نے کہا۔

"ہاں سچ....."

"کیا مطلب.....؟"

"تیرا من کیا کہتا ہے' تیرا جڑواں بھائی مر گیا یا جیتا ہے۔ دیکھ جو جڑواں ہوتے ہیں ان کی آتما کے تار ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں' انہیں اندر سے بہت سے اندازے ہوتے ہیں۔"

"مجھے کوئی اندازہ نہیں۔"

"خیال تو یہی ہے کہ وہ مر نہیں سکتا' اگر تم دونوں میں سے کسی ایک کو مرنا ہوتا تو وہ تو ہوتا۔ افوہ میری اپنی بھول ہے مجھے ہی بھگتنی ہو گی۔"

"دیکھو..... یہ سیاہ رنگ کی جو گھنٹی میرے پاس ہے اس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر میں اس پر انگلی رکھ کر دباؤں تو باہر گھنٹی بجے گی اور میرے اٹنڈنٹ اندر آ جائیں گے..... جب میں انہیں بلا لوں گا تو ان سے کہوں گا کہ اس آدمی کو باہر نکال دیں۔ یہ نہ تو میرے والد کا دوست ہے نہ ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم خود چلے جاؤ.....!" میں نے کہا..... اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر اچانک مسکرا پڑا۔

"مگر تو ایسا کرے گا نہیں بیٹا..... یہ تو تیری بھول ہے کہ تو مجھے کچھ نہیں سمجھتا۔ ذرا میری آنکھوں میں دیکھ۔ پتہ چل جائے گا کہ میں کون ہوں۔ یہ تو نے خوب کہی۔"

میری نگاہیں بے اختیار اس کی آنکھوں سے جا ملیں۔ مجھے وہ آنکھیں عجیب سی لگیں۔ ان آنکھوں میں نہ جانے کیا تھا۔ ایک لمبا سا راستہ نظر آ رہا تھا۔ ان راستوں میں مدھم مدھم روشنیاں سی تھیں' رنگ برنگی روشنیاں' یوں جیسے رات ہو اور ایک خاموش بستی بسی ہوئی ہو۔ میں حیرت سے انہیں دیکھتا رہ گیا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں ان ویرانوں میں پہنچ گیا ہوں وہاں سب سو رہے تھے ایک خاموشی' ایک انوکھا سناٹا' پھر کسی طرف سے اس کی آواز سنائی دی۔

"رات کو ایک بجے اسپتال میں خاموشی پھیل جاتی ہے' خاص طور سے مریضوں کے ان کمروں کے پاس' تو دروازے سے باہر نکلے گا' تیرے کمرے سے بائیں طرف کوریڈور ہے' کیا سمجھا بائیں طرف..... دائیں طرف نہ جانا ادھر جاگنے والے ملتے ہیں۔ بائیں طرف والے کوریڈور سے گزر کر سیڑھیاں اترے گا سامنے ہی دروازہ ملے گا اس سے باہر آ جانا باہر کالے رنگ کی گاڑی کھڑی ہو گی اس میں بیٹھ جانا کیا سمجھا۔"

میں کچھ نہیں سمجھا تھا۔ بس یہ آواز عجیب سی لگ رہی تھی۔ میں مسلسل ان ویرانوں میں سفر کر رہا تھا۔ پھر کوئی شیشہ سا ٹوٹا چھناکے کی آواز سنائی دی اور میں اچھل پڑا۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ اٹھتا ہو بولا۔ "چلتا ہوں' پھر آؤں گا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہ اٹھ کر دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ اسی وقت نرس کمرے میں آئی تھی۔ وہ باہر نکل گیا۔

دوپہر ہوئی پھر شام ہو گئی ہیا نہ جانے کہاں تھا۔ میں اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ بڑی بے چینی ہو رہی تھی۔ رات کو کھانا کھانے کو بھی دل نہ چاہا۔ ہماری زبان بولنے والی عورت ڈاکٹر شمٹ کے ساتھ آئی تھی۔ اس نے کہا۔

"ڈاکٹر حق بس کچھ وقت کے بعد آنے والے ہیں' جونہی وہ آئے تمہیں ان کے حوالے کر دیا جائے گا تمہارا زخم بالکل ٹھیک ہے اور اب تم بالکل نٹ ہو۔ ڈاکٹر حق تمہیں تمہارے وطن لے جائیں گے۔"

"میرے ڈیڈی نہیں آ رہے؟"

"ان سے فون پر بات ہوئی ہے' ہم نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ ڈاکٹر حق تمہیں تمہارے وطن لے جائیں گے اور ہاں سب کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ اب کسی کو تمہارے پاس نہیں آنے دیا جائے۔ کیا تم اس شخص سے دوبارہ ملنا چاہتے ہو جو دن میں تم سے ملنے آیا تھا....؟"

"نہیں...."

"تمہارے والد کا بھی یہی کہنا ہے۔ او کے' فکر مند نہ ہونا بہت جلد تم اپنے گھر چلے جاؤ گے۔"

میرا گھر.... میں نے سوچا' یہاں کچھ نہیں ہے' میرے اور ہیا کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اب میں بچہ نہیں تھا..... سب کچھ جانتا تھا' تمام بچے الگ الگ ہوتے ہیں' ہیا میرے سینے سے لپٹا ہوا تھا اس لئے میری ماں نے مجھے پسند نہیں کیا اور اپنے آپ سے دور کر دیا۔ اور اب حارث طباطی کی دولت نے ہیا کو میرے سینے سے اتار دیا ہے۔ ہو سکتا ہے اب میری ماں بھی مجھ سے نفرت نہ کرے' لیکن ساری دنیا میں اب مجھے ہیا سے زیادہ کوئی عزیز نہیں تھا۔ ماں باپ' بہن بھائی سب خود غرض تھے سوائے ہیا کے۔ اگر کوئی اس سے منحرف ہے تو میرا دوست کیسے ہو سکتا ہے؟ دیکھوں گا ہیا کے ساتھ ان کا رویہ دیکھوں گا۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ اب کیا کرنا چاہئے' مگر ہیا کہاں ہے۔ صبح سے وہ مجھے نظر نہیں آیا تھا۔ میں نے لیمپ شیڈ کے عقب میں دیکھا' چاروں طرف نظریں دوڑائیں مگر وہ نہیں نظر آیا تھا۔

"ہیا...." میں نے بے چین ہو کر آواز دی۔

"آ رہا ہوں۔" اس کی آواز میرے دماغ میں گونجی۔

"کہاں ہو....؟"

"اوہ یہاں پھولوں کی اس ٹوکری میں جو تمہارے بائیں سمت رکھی ہے۔ ذرا ان وزنی سنگتروں کو ہٹاؤ کمبخت ضرورت سے زیادہ بڑے ہیں ہل بھی نہیں رہے۔" ہیا نے کہا۔

میں نے پلٹ کر فروٹ باسکٹ کی طرف دیکھا' کیلے' انگور' اور سنگترے وغیرہ رکھے تھے اور آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ میں نے اٹھ کر باسکٹ اٹھائی اور اس کے پھل منتشر کر کے ہیا کو اس میں سے نکال لیا۔

"تم یہاں کب سے ہو؟"

"بہت دیر ہوئی' لیکن میرے اس میں داخل ہوتے ہی کئی پھل لڑھک کر میرے اوپر آ گئے۔"

"چوٹ تو نہیں لگی؟"۔

"ارے نہیں' اب اتنا کمزور بھی نہیں ہوں۔" وہ ہنس کر بولا۔

"کب سے یہاں ہو؟"

"کافی دیر ہو گئی۔"

"صبح کو کہاں چلے گئے تھے؟"

"دنیا دیکھنے...."

"میں تمہاری طرف سے فکر مند رہتا ہوں۔ کہیں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔"

"نقصان بے وقوفوں کو پہنچتا ہے۔ خود کو دیکھو' خود کو پرکھو' خود کو سمجھو۔ یہ اندازہ لگاؤ کہ تمہاری طاقت کیا ہے تمہاری استطاعت کیا ہے۔ یہ جاننے کے بعد ہر قدم اٹھاؤ' نوے فیصد نقصان سے بچتے رہو گے۔ باقی دس فیصد ناگہانی ہوتی ہے جسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔"

"خدا کی پناہ' تم کتنا سوچتے ہو۔"

"یہ بھی ضروری ہے۔ سوچنا پانے کا عمل ہے جو نہیں سوچتے وہ کچھ نہیں پاتے۔ باہر کی دنیا ہم سے بہت طاقتور ہے۔ سڑکوں پر دیوہیکل گاڑیاں دوڑتی ہیں جن کے نیچے آ جاؤ تو زمیں پر سرخ دھبہ بن کر رہ جاؤ۔ میں کوئی سڑک عبور نہیں کر سکتا کیونکہ میں گاڑی چلانے والوں کو نظر نہیں آؤں گا اور نظر آ بھی جاؤں گا تو وہ مجھے سمجھ نہیں پائیں گے۔ آج کا دن میں نے بہت دلچسپ گزارا۔"

"کیسے....؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اس اسپتال سے باہر ایک چوڑی سڑک ہے جس پر ٹریفک رواں دواں رہتا ہے۔ میں نے ایک ایسی خاتون کو دیکھا جن کے پاس سبزی کی باسکٹ تھی اور دوسرے ہاتھ میں ایک بچے کا ہاتھ تھامے ہوئے تھیں۔ سڑک عبور کرنے کے لئے انہوں نے ایک لمحے کے لئے باسکٹ نیچے رکھی اور میں اچھل کر اس میں داخل ہو گیا' پھر میں نے اسی باسکٹ میں سڑک عبور کی اور اس میں ایک طویل سفر کیا جو کار میں بیٹھ کر کیا گیا تھا۔ پھر ایک خوبصورت مکان

میں داخل ہو گیا۔ اگر میں اس عورت پر ظاہر ہوتا تو وہ حیران ہوتی‘ خوف زدہ ہوتی نہ جانے کسے کسے میرے بارے میں اطلاع دیتی۔ اس لئے میں نے اس کے بچے سے دوستی کر لی۔ جو نہ تو حیران ہوا‘ نہ خوف زدہ‘ بس وہ مجھے دیکھ کر خوش ہوا اور باقی دن میں اس کے ساتھ رہا‘ سمجھ رہے ہو نا میری بات‘ صرف سوچو پھر عمل کرو۔“

اس کے بعد میں نے ہیا کو آج کی رپورٹ دی‘ ساتھ میں پنڈت رائے کی آمد‘ پروفیسر حق کے بارے میں اطلاع تھی‘ البتہ رائے نے مجھے جو ہدایات دی تھیں وہ میرے ذہن میں ہی نہیں تھیں‘ ہیا سنتا رہا پھر بولا۔

”یوں لگتا ہے جیسے ہم پر کچھ مشکلات پڑنے والی ہیں ہمیں ان کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔“

”کیوں...؟“ میں نے پوچھا۔

”ہمیں الگ تھلگ کر کے چھوڑ دیا گیا تھا۔ ہم اس بے اعتنائی کے عادی ہو گئے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ والد صاحب ہم سے بہت پیار کرتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ انہیں ہمارا نعم البدل مل گیا ہے اس لئے وہ ہم سے رغبت نہیں رکھتے یہ آپریشن بھی بس دوسروں کو دکھانے کے لئے کرایا گیا ہے‘ اگر انہیں ہم سے دلچسپی ہوتی تو وہ اس دوران ہمارے پاس ہوتے اب ہم علیحدہ حالت میں ان کے پاس جا رہے ہیں وہ بھی صرف تم..... انہیں تو یہی اطلاع ملی ہو گی کہ انہیں مجھ سے نجات مل گئی ہے۔ چلو تمہیں وہ قبول کر بھی لیں تو میرا کیا ہو گا۔“

”نہیں ہیا جہاں میں وہاں تم...! تم سے دور رہنے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔“

”پھر بھی..... میں تو ان کے لئے کسی طور قابل قبول نہیں ہوں گا۔ خیر میں اتنا کمزور نہیں ہوں جتنا مجھے سمجھا جا سکتا ہے۔“

ہم بہت دیر باتیں کرتے رہے۔ پھر مجھے نیند آنے لگی اور میں ہیا کو اپنے سینے پر لٹا کر سو گیا..... گہری اور پرسکون نیند..... پھر شاید کہیں بینگ ہوا تھا۔ ایک کا گھنٹہ بجنے کی آواز تھی۔ میری آنکھیں اس طرح کھل گئیں جیسے نیند ان میں داخل ہی نہ ہوئی ہو..... دماغ میں بے چینی سی تھی‘ میں اٹھ گیا..... اب نہ مجھے یہ یاد تھا کہ میں کسی اسپتال میں ہوں‘ نہ ہیا یاد تھا۔ بس اتنا جانتا تھا کہ مجھے باہر نکلنا ہے۔ میں خاموشی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ بائیں طرف‘ میرے ذہن نے کہا اور میں چوروں کی طرح بائیں سمت چل پڑا‘ پھر تمام جانے پہچانے راستوں سے گزر کر باہر نکل آیا جہاں سیاہ رنگ کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ کار کا دروازہ کھول کر میں اندر بیٹھ گیا اور کار اسٹارٹ ہو کر چل پڑی۔ میں نے یہ تک دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی وہ کار کون چلا رہا ہے۔ بس میں خاموش بیٹھا رہا تھا۔ کار بے حد آرام دہ تھی باہر ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ میری جو نیند کچھ دیر کے لئے کھلی تھی دوبارہ جڑ گئی اور میں پھر سو گیا۔ پھر نہ جانے کب آنکھ کھلی تھی میں متحرک تھا۔ اسی کار میں تھا اور باہر صبح ہو چکی

تھی‘ لیکن کار کا سفر جاری تھا۔

میرے بدن میں سنسنی دوڑ گئی اور میں نے بے چینی سے کہا۔ ”اے‘ تم کون ہو..... اور.....!“

جواب میں کار چلانے والے نے گردن گھمائی اور مجھے دیکھ کر مسکرایا‘ میں نے اسے پہچان لیا وہ پنڈت رائے تھا۔

”تم....“ میرے منہ سے نکلا.....

”وہ سامنے موٹیل نظر آ رہا ہے اور اس کے سامنے لائٹ ریسٹ بھی ہے‘ ہم وہاں رکیں گے۔ یقیناً وہاں صبح کے ناشتے کا بندوبست ہو گا۔ عمدہ ناشتے کے بعد کچھ گھنٹے کا سفر کر کے ہم برلن میں داخل ہو جائیں گے۔“

”برلن میں....؟“

”ہاں‘ روسٹوک سے برلن.....“

”لیکن.....“

”لیکن یہ کہ تم میرے دوست ہو اور میں نے یہ سب تمہاری زندگی بچانے کے لئے کیا ہے۔“

”اور وہ....“ میرے منہ سے ہیا کے بارے میں نکلتے نکلتے رہ گیا۔ فوراً مجھے عقل آ گئی تھی۔ ہیا نے خود کو دوسروں سے پوشیدہ کر لیا ہے اسے پوشیدہ ہی رہنے دیا جائے۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ میں اسپتال کے کمرے سے کار میں کیسے آ گیا۔

”سنو... اگر نیند پوری ہو گئی ہو تو آگے میرے پاس آ جاؤ‘ کیا میں کار روکوں....؟“

”نہیں.... میں یہاں ٹھیک ہوں۔“

”یہ بہتر نہیں ہے‘ اس طرح لوگ مجھے تمہارا ڈرائیور سمجھیں گے جبکہ ہم دوست ہیں۔ آؤ آگے آ جاؤ۔“ اس نے کار روک دی اور میں اس کے پاس جا بیٹھا۔ کار پھر آگے بڑھ گئی تھی - وہ بولا ”تم ابھی بچے ہو‘ دنیا کے بارے میں بالکل نہیں جانتے۔ رشتے‘ پریم سنسار کی بنیاد ہیں‘ لیکن اس سنسار میں چاند‘ سورج‘ ستاروں کا عمل سب سے بڑی حیثیت ہے۔ خون ہمیشہ سرخ رہتا ہے جو لوگ کہتے ہیں خون سفید ہو گیا ہے وہ خود بھی بے وقوفی کی باتیں کرتے ہیں‘ کس نے دیکھا ہے سفید خون.... اور پھر خون سفید ہو یا سرخ‘ جو اس کا کام ہے وہی کرتا ہے۔ اصل کھیل سورج چاند ستاروں کا ہے۔ انہی کے عمل سے یہ تحریک ہوتی ہے۔ یہ جو دھرتی پر آکاش تک ایک خلا پھیلا ہوا ہے اس میں سب کچھ ہوتا ہے۔ اس خلا میں نظر نہ آنے والی لہریں پھیلی ہوئی ہیں ان لہروں کا تعلق ہم سب سے ہے۔ انہی میں ہمارے لئے پریم‘ رشتے ناتے ہیں۔ یہ لہریں نیگیٹو‘ پازیٹو ہوتی ہیں۔ سب کی ایک فریکوئنسی ہوتی ہے‘ پازیٹو کو پازیٹو فریکوئنسی ملے تو محبت ہوتی ہے‘ نیگیٹو کو نیگیٹو پسند آتا ہے۔ نیگیٹو

اور پازیٹو آمنے سامنے آ جائیں تو نفرت اور دشمنی ہوتی ہے۔ ساری کائنات کی ایک سائنس ہے اور اسی سائنس کو ہم نے نہ جانے کیا کیا جذباتی نام دے رکھے ہیں۔ تمہارے ماتا پتا تمہیں نہیں چاہتے اس کی بنا بھی یہی لہریں ہیں۔ انسانی جسموں میں ایسے ایسے انمول رتن چھپے ہوئے ہیں کہ کوئی جان لے تو نہ جانے کیا کیا پا لے۔“

”تمہاری باتیں میری سمجھ میں بالکل نہیں آ رہی ہیں۔“

”وہی تو تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں‘ مگر جلدی نہ کرنا۔ جو پریم تمہارے ماتا پتا کے پاس تمہارے لئے نہیں ہے وہ میرے پاس ہے جانتے ہو کیوں......؟“

”کیوں....؟“ میں نے کہا۔

”اس لئے کہ ہماری فریکوئنسی ایک ہے۔“

”میں نہیں مانتا....“ میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا‘ پھر دلچسپی سے بولا۔

”کیوں....؟“

”اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو میں بھی تمہیں پسند کرتا....! جبکہ میں تمہیں ناپسند کرتا ہوں۔“ کار کو ایک جھٹکا لگا۔ پھر وہ مسلسل جھٹکے لینے لگی۔ اس نے جلدی سے اسے سنبھالا۔ اس کے چہرے پر اچنبھے کے آثار تھے پھر اس کے منہ سے نکلا۔

”مائی گاڈ...! تو نے اتنی جلدی میری بات پک کر لی۔“

”کیا مطلب....؟“ میں نے کہا۔

”یہ معاملہ سمجھ لیا تو نے اور کراس کو سیچن کر ڈالا.... ہاں یہ گہری بات ہے کہ جب ہماری فریکوئنسی ایک ہے تو ہم دونوں کو ایک دوسرے سے پریم کرنا چاہئے‘ ایک منٹ....“ اس نے گیئر تبدیل کیا اور گاڑی کو کچھ اور سست رفتاری سے چلا کر دوبارہ اس کی رفتار بڑھا دی۔ پھر بولا ”ہاں‘ تیرا سوال بالکل ٹھیک ہے۔ ہمارے درمیان یوں پریم نہیں ہے کہ سیسٹامک‘ آئی جینٹک ہے۔ یعنی ڈبل فریکوئنسی والا تو سیسٹامک ہے اور وہ آئی جینٹک‘ ڈبل فریکوئنسی کے کمپچر سے ایک تیسری فریکوئنسی بنتی ہے جسے سیسٹک کا نام دیا جاتا ہے اور جتنے سیسٹک سنسار میں ہوئے ہیں وہ جینیس رہے ہیں۔ دنیا کے بہت بڑے بڑے نام سیسٹک تھے تو ابھی ان کے بارے میں نہیں جانتا بعد میں جب تیری تعلیم کا آغاز کروں گا تو ان کے بارے میں.... بتاؤں گا۔ تو میں کہہ رہا تا کہ جب میں نے تجھے پہلی بار دیکھا تو مجھے تیرے بارے میں اندازہ ہو گیا۔ بھگوان کی دین ہے ایسے ناواقفوں کے بیچ بھیج دیا تجھے۔ وہ سسرے تجھے کیا سمجھیں گے۔ تجھ میں انوکھی بات یہ ہے کہ تجھ میں دونوں فریکونسیاں جسموں میں تقسیم ہو گئیں اور وہ تیری چھاتی پر اگ آیا۔ وہ کیا ہے۔ کوئی نہیں سمجھ سکے گا اور بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں تو جیتا ہے تو وہ بھی جیتا ہو گا۔ وہ جہاں بھی ہے جیتا ہے اور کسی نہ کسی لمحے تجھے تلاش کر لے گا۔“

میں نے آنکھیں بند کر لیں اور کہا۔ ”تم نہ جانے کیا کیا کہہ رہے ہو میرا سر چکرانے لگا ہے۔“

”اس کی وجہ ہے۔“

”کیا....؟“

”تو اپنی عمر سے آگے کے سوالات کر رہا ہے۔ تیرا دماغ بڑا ہے۔ عمر.... چھوٹی ہے‘ دیکھے گا‘ پرکھے گا‘ سمجھے گا تو سب کچھ جان لے گا میں بس تجھے یہ بتا رہا ہوں کہ سیسٹک آسانی سے دوسرے کو قبول نہیں کرتے۔ وہ دیکھو موٹیل آ گیا ہے۔ ہم ناشتہ کریں گے اور سن....! کوئی ایسا کام نہ کرنا جو مجھے اور تجھے دونوں کو مشکل میں ڈال دے۔ آرام سے ناشتہ کرنا اس کے بعد ہم یہاں سے چلیں گے۔“

بہترین جوس اعلیٰ قسم کے سینڈوچ‘ اس وقت مجھے ہیا بہت یاد آیا سینڈوچز کے ساتھ جوس کے سپ لیتے ہوئے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے وہ مجھ سے کتنی دور رہ گیا ہے۔ رات بھر کا سفر معمولی تو نہ ہو گا نہ جانے ہمارے درمیان کتنے فاصلے ہو گئے۔ بیشک وہ ذہین ہے لیکن..... ناشتہ کہاں سے حاصل کرے گا....؟

سفر دوبارہ شروع ہو گیا تو میں نے اس سے کہا۔ ”تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔“

”ایک انوکھے سنسار میں۔“

”کیوں....؟“

”میں تجھے وہ بتاؤں گا جو خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا۔“

”میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔“

”پھر کیا چاہتا ہے....؟“

”اپنے گھر جانا چاہتا ہوں....“

”ماتا پتا کے گھر....“

”ہاں....“

”پچھلی زندگی کی یاد ہے....؟“

”کیا مطلب....؟“

”نوکروں کے رحم و کرم پر اتنا جیون بتایا ہے تو نے۔ اب بھی اس جیون سے من نہیں اکتایا۔ ٹھیک ہے میں تجھے وہاں پہنچا دوں گا اور جب وہاں تیری دو کوڑی کی وقعت ہو گی تو خود بھاگے گا وہاں سے‘ یہ بھی کر کے دیکھ لینا۔“

کار شہر میں داخل ہو گئی‘ پھر وہ ایک جگہ رک گئی‘ یہ ایک خوشنما مکان تھا۔ اس چھوٹے سے مکان میں دو آدمی موجود تھے‘ جن میں سے ایک نے کار کا دروازہ کھولا تھا۔ مکان کے ایک کمرے میں داخل ہو کر پنڈت رائے نے ان میں سے ایک شخص سے کہا۔

"دھرم میں نہا کر سو جاؤں گا' ساری رات کار بھگاتا رہا ہوں' تھکا ہوا ہوں تم یہ تصویریں لو اور میرے پاسپورٹ میں ان کا اندراج کرا دو۔ پھر ہمارے ٹکٹ بنوا لو۔ کوئی دقت تو نہیں ہو گی.....؟"

"نہیں سر.... آپ کی کال پر میں نے انتظامات کر لئے ہیں۔"

"شنکر تمہیں اس کے ساتھ رہنا ہے۔ ایک لمحے آنکھ سے اوجھل نہیں کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے سر... آپ اطمینان رکھیں۔" وہی ہوا.... وہ کمبخت میرا سایہ بن گیا۔ میرا دل خون ہو رہا تھا۔ آہ نہ جانے یہ سب کیا ہوا تھا۔ ہیا کہاں ہے' کیا حال ہو گا اس کا۔ وہ کچھ چالاک سہی مگر بے چارہ مجھے کیسے تلاش کرے گا۔ کیسے جئے گا میرے بغیر۔ اس میں شک نہیں کہ میری ہر جنبش کا خیال رکھا جا رہا تھا مجھے ہر آسائش دی گئی تھی لیکن ہیا کے بغیر یہ دنیا بے مزا تھی۔ اس رات نیند بھی نہ آئی میرا بستر ہیا سے خالی تھا۔ پھر دوسرے دن میں پنڈت رائے کے ساتھ ایئر پورٹ پہنچا۔ دھرم اور شنکر بھی ساتھ تھے۔ میرے دل سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ہم جہاز میں بیٹھ کر ساتھ جا رہے تھے لیکن اب ہیا میرے ساتھ موجود نہیں تھا۔

جہاز فضا میں بلند ہو گیا۔ رائے میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہوسٹس گردش کر رہی تھی۔ رائے نے اپنا ہیٹ چہرے پر رکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔ میں خلا میں گھورتا رہا۔ میرے سامنے وہ بیگ تھا جس میں سفری ہدایات اور آکسیجن ماسک وغیرہ رکھا تھا۔ اسی وقت میری نگاہ بیگ کی طرف اٹھ گئی میں نے بیگ کے کناروں پر دو ننھے منے ہاتھوں کو ابھرتے دیکھا ننھی منی سفید انگلیاں کناروں پر گرفت قائم کرنے کی کوشش کر رہی تھیں اور بیگ میں کلبلاہٹ ہو رہی تھی.....

الاسٹک لگے بیگ کی الاسٹک کھنچی اور اس میں سے ہیا کا سر نمودار ہوا۔ اسے دیکھ کر میری روح کو سکون ہوا تھا۔ اس نے مسکرا کر شرارت سے مجھے آنکھ ماری اور دوبارہ غڑاپ سے اندر چھپ گیا کیونکہ ہوسٹس میرے قریب سے گزری تھی۔ پھر یہ پنڈت رائے بھی میرے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔

اب مجھے یہ فکر تھی کہ کوئی ہیا کو دیکھ نہ لے لیکن یہ سفر ختم ہو گیا اور کسی کو شک نہیں ہوا۔ میں ایسے سفر سے ناواقف تھا۔ بس وہی کر رہا تھا جو رائے کہہ رہا تھا چنانچہ رائے نے اچانک کہا۔

"چلو..... کھڑے ہو جاؤ' ہماری منزل آ گئی ہے۔" وہ مجھے ہی دیکھ رہا تھا اس لئے میں ہیا کے لئے کچھ نہ کر سکا۔ دوسرے تمام لوگ بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ پنڈت رائے نے میرے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ کر مجھے اپنے آگے کر لیا اور ہم جہاز سے باہر آ گئے' میں ہیا کے لئے پریشان ہو گیا لیکن پھر میں نے یہ سوچ کر خود کو مطمئن کر لیا کہ ہیا خود بھی بے وقوف نہیں ہے۔

نہ جانے کیا کیا مراحل طے ہوئے۔ اس کے بعد ہم کار میں آ بیٹھے اور پھر وہی ایک خوبصورت عمارت اور کمرہ جس میں دو بستر لگے ہوئے تھے۔

"نہانا چاہتے ہو.....؟" رائے نے مجھ سے پوچھا۔

"نہیں....."

"آرام سے بیٹھو..... اور جو کچھ میں کہوں وہی کرنا' زندگی بڑی قیمتی چیز ہے اور تم اس دنیا سے ناواقف ہو' اگر کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو نقصان اٹھاؤ گے۔ میں آخری بار تمہیں بتا رہا ہوں کہ آگے چل کر تم جو زندگی بسر کرو گے وہ تمہیں خود پسند آئے گی' اگر تمہارا وہاں دل نہ لگے تو مجھے بتا دینا' پھر میں وہی کروں گا جو تم کہو گے۔"

"ٹھیک ہے' تم اطمینان رکھو۔"

غسل کرنے کے بعد وہ واپس آ گیا۔ اس نے کہا۔ "اب یہ بتاؤ کھانے کے لئے کیا منگائیں۔"

"جو دل چاہے میں نہیں جانتا۔"

"او کے' چلو ہم ہی تمہاری خاطر مدارات کریں۔" اس نے ٹیلی فون پر کسی سے بات

کی۔ پھر بات ختم کر کے دوبارہ کسی کو فون کرنے لگا۔ اور پھر مسکرا کر بولا۔ "رانی ہرونت کور..... ہاں آ گئے..... کامیابی ہمارے ساتھ چلتی ہے' بالکل ہے' بس عمومی تبدیلی کے ساتھ۔ ہاں پنڈت جی کے بارے میں بتایئے۔ گڈ۔ تو پھر اب ہمارے لئے گاڑی بھیج دیں..... خود آ رہی ہیں..... آ جایئے۔ ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ او کے..... انتظار کر رہے ہیں۔" اس نے فون بند کر دیا اور پھر ریسیور رکھ کر مسکرانے لگا۔

"وہ بھی کوئی زندگی تھی۔ نہ کسی کا پریم..... نہ پیار..... بس نوکر جو پیسے لے کر پریم جتاتے تھے۔ اب دیکھنا پریم کیا ہوتا ہے۔ آنکھوں کے اندھے تمہیں کیا پہچانتے۔"

کھانے پینے کی بہت سی چیزیں آ گئیں' میں نے ان میں سے کچھ لیا' پھر دروازہ بجا اور پنڈت رائے نے کہا..... "آ جاؤ...!" رنگین لباسوں میں دو آدمی اندر آئے۔ انہوں نے بندوقیں سنبھالی ہوئی تھیں' پھر ایک دراز قامت عورت اندر آئی' جس نے بہت خوبصورت ساڑھی باندھی ہوئی تھی اور جگمگاتے زیور پہنے ہوئے تھے۔ اس کے پیچھے کچھ اور لوگ تھے' جن سے اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے منیجر صاحب' آپ جائیں آرام کریں' مجھے انہی سے ملنا تھا۔ تم دونوں بھی باہر رکو۔" اس عورت نے بندوق برداروں سے کہا اور وہ سر جھکا کر باہر چلے گئے۔

"یہ لاؤ لشکر لانے کی کیا ضرورت تھی ہرونت کور جی.....؟"

"اوہ بس..... ان فضول لوگوں سے کہاں پیچھا چھوٹتا ہے' تنہا باہر نہیں نکل سکتی۔"

"اتنا بڑا ہونا بھی کتنی مشکلات کا باعث ہوتا ہے۔" پنڈت رائے نے کہا' ہرونت کور مسکراتی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"تو یہ ہے تمہارا امنی میل مگر اس کی عمر بہت کم نہیں ہے.....؟"

"عمر کے لحاظ سے بالکل فٹ ہے۔" پنڈت رائے نے مسکرا کر کہا۔

"میں نہیں سمجھتی کیسے' جب یہ جوان ہو گا ہم بوڑھے ہو چکے ہوں گے۔"

"کہاں رانی جی' کبھی بھول کر بھی نہ سوچیں۔ اول تو شوق کی کوئی عمر نہیں ہوتی تجربہ مستحکم اقدام کا حامل ہوتا ہے۔ پھر کتنی عمر ہے میری اور آپ کی۔ ہاں اگر پنڈت ہیوبرٹ کرشنا کی بات کریں تو سمجھ میں آتی ہے۔ ویسے پنڈت جی ٹھیک ہیں۔"

"ہاں' مندر مکمل ہو چکا ہے۔ آئرلینڈ سے ان کی ایک شاگرد بھی ان کے پاس آ گئی ہے۔ خاصی تیز عورت ہے۔"

"کیا نام ہے.....؟"

"وائیلا برانٹ۔"

"ہوں۔ میں نہیں جانتا' خیر ہو گی کچھ لیجئے رانی جی۔" رائے نے اسے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف متوجہ کیا۔

"سوری۔ تم جانتے ہو میں یوگا کرتی ہوں اور ناوقت کچھ نہیں کھاتی۔"

"پھر کیا خیال ہے' پنڈت جی سے کب ملاقات کریں۔"

"جب دل چاہے۔"

"مجھے بہت سے ہو گیا ہے۔ وہاں جا کر دیکھنا بھی ضروری ہے۔ میرا کام وہاں بھی بہت اچھا چل رہا ہے لیکن کسی بھی کام پر جب تک اپنا کنٹرول نہ ہو وہ بہت اچھا رہ نہیں سکتا۔"

"ایک بات کہوں پنڈت رائے' تمہارے بارے میں سوچتی ہوں تو حیران رہ جاتی ہوں۔ تم نے اپنے گرد کتنے بکھیڑے پھیلا رکھے ہیں۔ ایک انسان اتنا کام کبھی نہیں کر سکتا جتنا تم کرتے ہو..... آخر کیوں..... تمہیں اندازہ ہے تم کتنا جیو گے۔"

"ہاں' اندازہ ہے۔" رائے مسکرا کر بولا۔

"بس تمہاری یہی بات میں نہیں مانتی۔" رانی ہرونت کور نے کہا اور پنڈت رائے کسی قدر سنجیدہ ہو گیا' پھر بولا۔

"ہرونتی..... میرا ماضی کچھ ایسا ہی ہے' کبھی فرصت ملی تو تمہیں اس کے بارے میں بتاؤں گا۔ ماضی نے میرا ایک مزاج بنایا ہے اور یوں سمجھ لو میں نے اپنے آپ سے جنگ شروع کر رکھی ہے۔ یقین کرو دنیا سے لڑنا بہت آسان ہے اپنے آپ سے لڑنا سخت مشکل۔ دنیا پر تم بے دردی سے وار کر سکتے ہو۔ خود پر وار نہیں کر سکتے' لیکن میں..... خیر چھوڑو ایسی باتیں فرصت کے وقت کی جاتی ہیں۔ اب ہمیں پنڈت جی سے ملنا ہے۔"

"تم یوں کرو..... اپنے طور پر وہاں پہنچو..... میں آ جاؤں گی۔"

"تو پھر اب سے دو گھنٹے کے بعد۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔"

رانی چلی گئی' ابھی تک میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔ یہ تمام لوگ نہ جانے کون ہیں؟ کیا چاہتے ہیں؟ مجھے کیسے جانتے ہیں وغیرہ.....؟ پھر کچھ دیر کے بعد رائے مجھے لے کر دوبارہ چل پڑا۔ سفر کے لئے کار ہی استعمال کی گئی تھی جسے اس کا ایک ساتھی چلا رہا تھا۔ یہ انہی دونوں میں سے ایک تھا جو جرمنی سے اس کے ساتھ آئے تھے۔ اس بار بھی ہمارے سفر کا اختتام ایک انوکھی شاندار عمارت پر ہوا تھا۔ بڑے سے دروازے کے دوسری طرف سنگ مرمر سے بنا ہوا ایک وسیع صحن تھا جس کے اختتام پر بڑا سا دالان تھا۔ صحن میں جگہ جگہ فوارے لگے ہوئے تھے ان کے گرد سنگیں بت ایستادہ تھے۔ دالان میں بڑے بھیانک مجسمے لگے ہوئے تھے جو بہت بڑے بڑے تھے۔ اس پورے ماحول کو ایک ہیبت ناک خاموشی اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھی۔ کیسری رنگ کے کپڑے بدن سے لپیٹے ہوئے گھٹے ہوئے سر والے خاموش لوگ ادھر سے ادھر جا رہے تھے ان میں سے ایک آدمی کو روک کر پنڈت رائے نے پوچھا۔

"کرشن مہاراج کہاں ہیں.....؟" اس شخص نے منہ سے بولنے کے بجائے آنکھ سے اشارہ کیا اور رائے میرا ہاتھ پکڑ کر اس طرف چل پڑا..... بالآخر ہم ایک بڑے کمرے میں داخل ہو گئے جہاں سے خوشبو اٹھ رہی تھی۔ یہاں بھی سنگ مرمر کا فرش تھا۔ سنگ مرمر ہی کے چبوترے پر ایک بہت قد آور آدمی عجیب سے انداز میں پاؤں لپیٹے بیٹھا تھا۔ اس نے سینے کے پاس دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے تھے۔ سر کے بال بے حد لمبے اور ویسی ہی داڑھی تھی ان کا رنگ گہرا سنہرا تھا۔ وہ شخص کسی یورپی ملک کا باشندہ لگتا تھا۔

"پنڈت جی مہاراج...." پنڈت رائے نے کہا۔ اور ننگے بدن شخص نے آنکھیں کھول دیں۔

"ٹھا..... آ سھو....." وہ بولا۔ اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا' پھر وہ ننگیں چبوترے سے اتر کر پنڈت رائے سے گلے ملا.... پھر مجھے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بڈھائی ہو بڈھائی ہو' کانگریچولیشن مائی ڈیئر رائے تم اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔"

"تھینک یو' پنڈت ہیوبرٹ۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں جب تک زندہ ہوں اپنی زندگی کے ہر مشن میں کامیابی حاصل کروں گا آپ دیکھ لیجئے آپ کے سامنے ایک "سیسٹک" موجود ہے۔"

"شیور..... میں تمہاری پراسرار قوتوں کو مان چکا ہائے.... آؤ' اُدھر چلو' انڈر بیٹھ کر بات ہو گا۔" اس نے کہا اور ہم دونوں کو ساتھ لئے ہوئے اس کمرے سے ملحق ایک اور دروازے سے اندر داخل ہو گیا اور یہ جگہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ اعلیٰ درجے کا گول بیڈ پڑا ہوا تھا' جس پر کوئی دو فٹ موٹا گدا اور اس گدے پر مخمل کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ اسی طرح گولائی میں اسی ڈیزائن کے اسٹول پڑے ہوئے تھے جو بیٹھنے کے لئے تھے۔ بہت ہی خوبصورت آدھے چاند کی صورت کی میزیں پڑی ہوئی تھیں' دیواروں پر قیمتی پردے آویزاں تھے۔ جگہ جگہ انوکھے مجسموں کی تصویریں لگی ہوئی تھیں' دیواروں پر مجسمے تراشے گئے تھے۔ پنڈت رائے نے اس سارے ماحول کو دیکھ کر تعریفی انداز میں کہا۔

"آپ نے وہ کر دکھایا پنڈت ہیوبرٹ جس کے بارے میں آپ نے دعویٰ کیا تھا۔"

ہیوبرٹ ہنسنے لگا پھر بولا۔ "میں بھی تم سے کم نہیں ہوں مسٹر رائے۔ سناؤ تمہارا افریقی دوست کیسا ہے۔"

"سب ٹھیک ہے۔ میں نے وہاں جو کچھ کر لیا ہے آپ کو دکھاؤں گا تو آپ کو خوشی ہو گی پنڈت کرشنا۔"

"وائے ناٹ' وائے ناٹ' ویسے یہ لڑکا بہت سندر ہائے' بہت بیوٹی فل' ہم نے ایسا خوبصورت لڑکا بہت کم دیکھا ہائے۔"

"بس پنڈت کرشنا' بھگوان کی لیلا ایسی ہی ہوتی ہے' اس نے اسے نجانے کیسی کیسی قوتوں سے مالا مال کر دیا' لیکن اس بے کسی کے عالم میں اس کی اب تک کی پرورش ہوئی کہ آپ سنیں گے تو حیران رہ جائیں گے۔"

"تمہارا پاس ٹائم ہائے....؟"

"کیوں نہیں۔ اتنی جدوجہد کر کے اسے آپ کے پاس لے کر آیا ہوں۔ حالانکہ آپ کو خود معلوم ہے کہ میں کتنا مصروف آدمی ہوں لیکن بہرحال مجھے تو یہ خوشی ہے کہ میں نے جو چیز تلاش کرنا چاہی وہ مجھے مل گئی...."

"ہاں' میں تم کو اس کا بڈھائی دیتا...."

"تھینک یو... اب میں آپ کو اس کی ہسٹری سنا رہا ہوں پنڈت جی اس کے بعد فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔"

"وائے ناٹ' وائے ناٹ...." پنڈت ہیوبرٹ بولا۔ یہ غیر ملکی پنڈت میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا تھا لیکن بہرحال میری سمجھ میں تو ابھی تک کچھ آیا ہی نہیں تھا۔ وہ پنڈت ہیوبرٹ کو میرے ماضی کی کہانی سنانے لگا اور پھر اس نے "ہیا" کے بارے میں بتایا۔ وہ کہنے لگا۔

"سب سے حیرت ناک بات یہ ہے پنڈت جی کہ اس کے سینے پر جو ننھا سا وجود موجود تھا۔ اصل میں صحیح معنوں میں "سیسٹک" وہی ہے' ان دونوں کا وجود ایک ہے' اس لئے ہم اس لڑکے کو بھی "سیسٹک" ہی کہتے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں "نیگیٹو" "پازیٹو" ہیں لیکن تھرڈ فریکوئنسی ان کے درمیان موجود ہے اور اس نے انہیں دنیا کا نواں تجربہ بنا ڈالا ہے آپ خود سوچئے ایسی کوئی شخصیت اگر ہمارے لئے سرگرم عمل ہو جائے اور ہم اسے اپنے ٹرانس میں لے آئیں تو کیا بات ہے...."

پنڈت ہیوبرٹ کے چہرے پر گہرے غور و فکر کے آثار پھیل گئے۔ پھر اس نے کہا۔

"لیکن ایک بات میں تم کو بتا دینا ضروری سمجھتا ہائے وہ یہ مسٹر رائے کہ ایسی شخصیت مکمل ہونے کے بعد اگر اپنی مرضی پر عمل شروع کر دے تو پھر کسی کے لئے اسے کنٹرول کرنا ناممکن ہو جائے گا ہم مستقبل پر بھی نظر رکھے تو زیادہ اچھا ہو گا...."

پنڈت رائے ان الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا اور پھر شاید اس نے ان الفاظ کو سمجھ لیا اور اس کی پیشانی شکن آلودہ ہو گئی۔ چند لمحات غور کرنے کے بعد وہ بولا۔

"آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے بھی کوششیں کی جا سکتی ہیں کہ یہ اپنی پاور حاصل کر لینے کے بعد بھی ہمارے کنٹرول میں رہے۔"

"شیور.... ہم اس کے لئے شروع ہی سے کام کر سکتے ہیں' ہمیں غور کرنا ہو گا...."

"ایک کام جس کا آغاز کیا جا سکتا ہے پنڈت کرشنا اس کا آغاز کر دینا زیادہ اچھا ہو گا۔ بعد کے حالات پر غور کر کے یہ سوچ لینا کہ ہمارے لئے مستقبل میں کیا مشکلات پیش آ سکتی

ہیں میرے خیال میں دانشمندی نہیں ہے' ہم ہمیشہ سے مشکل حالات کا سامنا کرتے آئے ہیں اور اس مشکل کو بھی ہم نظر میں رکھیں گے۔"

"میں اعتراض نہیں کرتا' بس ایک خیال آیا تھا میرے مائنڈ میں اور میں نے تُم کو بتا دیا۔"

"میں سمجھ رہا ہوں پنڈت جی اور آپ نے بہت اچھا کیا کہ اس چیز کو سامنے رکھا۔ اصل میں اگر وہ ننھا وجود غائب نہ ہو جاتا تو ہمارے لئے کوئی مشکل ہی نہیں تھی۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ کچھ وقت کے لئے میں نے اسے ٹرانس میں لیا اور اس کے دماغ پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے میری ان ہدایات کی پابندی کی اور اسپتال سے نکل کر میرے پاس آگیا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اس کے دماغ پر قابو پا سکتے ہیں۔"

"نہیں۔ اس کا یہ مطلب بالکل نئیں ہائے' اس کا مطلب صرف اتنا ہائے کہ یہ ابھی دنیا سے ناواقف ہائے۔ یہ نئیں جانتا کہ جب اس کو ٹرانس میں لیا جائے تو اس کی مدافعت کیا ہونی چاہئے "ناواقفیت صرف ناواقفیت" ورنہ ایک "سیسٹک" کے مائنڈ کو ہپناٹزم سے کنٹرول کرنا ایک ناممکن کام ہے' بلکہ اگر ایک لمحے کے لئے یہ اپنے مائنڈ کو "سیسٹک پاور" کے ساتھ استعمال کرے تو اسے ہپناٹائز کرنے والے کو اپنی لائف کے بدترین لمحات سے گزرنا ہو گا....."

پنڈت رائے پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا اور اس کے بعد بولا۔

"میرے پاس ایک ایسا آئیڈیا ہے پنڈت جی جو میرا خیال ہے ابھی بیان کرنا مناسب نہیں ہے' لیکن آپ کے لئے وہ بے حد کار آمد ہو گا۔"

"ٹھیک اے..... میں اس بات کو مانتا ہے کہ تُم ایک ذہین آدمی ہو۔ بہرحال اسے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوا ہے اور اب میں تمہارا آئندہ پروگرام جاننا چاہتا ہوں۔"

"ہمیں اس کے لئے ایک مناسب عمر کا انتظار کرنا ہو گا پنڈت جی..... میں واپس افریقہ چلا جاؤں گا جہاں تک اس کے گھر والوں کا تعلق ہے تو اس بات کا میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ ادھر سے کوئی بہت بڑی کارروائی نہیں ہو گی' کیونکہ وہاں کا معاملہ جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ بالکل مختلف ہے لیکن اس کے باوجود آپ اسے تھوڑا سا کنٹرول میں رکھیں گے اور ایک مخصوص وقت تک منظر عام پر نہیں لائیں گے....."

"ٹھیک اے یہ بات میں جانتا ہائے۔"

"تو پھر میں اسے آپ کی تحویل میں دے رہا ہوں اور کسی بھی وقت میں یہاں سے چلا جاؤں گا' لیکن میرا آپ سے ہمیشہ کی مانند ماہانہ رابطہ رہے گا۔ ارے ہاں وہ رانی ہرونت کور نہیں آئی اس نے کہا تھا کہ میں آ رہی ہوں....."

"آ جائے گی' آ جائے گی اس کا جلدی نہیں اے....."

پھر رانی ہرونت کور بھی آ گئی۔ اس کے سامنے صرف اتنی سی بات ہوئی کہ پنڈت ہیوبرٹ کرشنا نے مجھے اپنی تحویل میں لے لیا ہے پھر وہ لوگ بہت دیر تک مختلف انداز کی باتیں کرتے رہے۔ پھر وہ لوگ واپسی کے لئے تیار ہو گئے' پنڈت رائے نے کہا۔

"میں نے تم سے کہا تھا نا ڈیئر ماہر کہ تم ایسی زندگی بسر کرو گے جو تمہیں ہر لحاظ سے پسند آئے گی اب اس زندگی کا آغاز ہو گیا ہے پنڈت ہیوبرٹ کرشنا تمہاری تربیت کریں گے تمہیں دنیا کے بارے میں تمام تفصیلات بتائیں گے تمہیں ان کی باتیں ماننا ہوں گی اور تم دیکھ لینا' تمہیں یہ سب کچھ بہت پسند آئے گا۔ میں چلتا ہوں' کل پھر تم سے ملاقات کروں گا۔ امید ہے یہاں تم اپنے آپ کو خوش رکھنے کی کوشش کرو گے۔"

میں خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا اپنی اندرونی کیفیات کا ان لوگوں پر کیا اظہار کرتا کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی مجھے' بس ہیا میرے پاس آ جائے' میں تو ہر لمحہ اس کے لئے فکر مند رہتا تھا۔ ان کم بخت انسانوں نے اسے مجھ سے جدا کر کے میرے لئے اتنی فکریں پیدا کر دی تھیں کہ اب میں بے سکون ہی رہتا تھا ورنہ مجھے دنیا میں ہیا کے علاوہ کسی اور شے کی حاجت نہیں تھی۔ جہاں بھی رہوں جیسے بھی رہوں ہیا میرے ساتھ ہو تو مجھے کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ رانی ہرونت کور اور پنڈت رائے چلے گئے تو ہیوبرٹ کرشنا نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر بولا.....

"وہ ٹھیک کہتا تھا۔ یہ ایک سچ ہے کہ تُم یہاں راجکماروں جیسا لائف بسر کرو گے۔ تم خود دیکھ لینا اور اگر تمہیں یہ زندگی پسند نئیں آیا تو میں تُم سے پرامس کرتا ہائے کہ تُم جہاں کہو گے تُمہیں ادھر بھیج دے گا' او کے آؤ میرے ساتھ میں تُمہیں تُمہاری رہائش گاہ دکھا دوں....."

اس عمارت کی شان و شوکت دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھٹے جا رہی تھیں۔ یہ تو مجھے بہت بعد میں معلوم ہوا کہ یہ عبادت گاہ ہے اور اسے مندر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جس کمرے میں مجھے مقیم کیا گیا تھا وہ کسی طرح اس کمرے سے مختلف نہیں تھا جسمیں پنڈت ہیوبرٹ ہم لوگوں کو لے کر گیا تھا' خوبصورت کمرے میں پہنچانے کے بعد ہیوبرٹ نے مجھ سے کہا۔ "اب تُم یہاں آرام سے تھوڑا ٹائم گزارو اور کچھ لوگ تُمہارے پاس آ جائے گا۔ وہ تمہیں بتائے گا کہ تُم کو اور کیسے رہنا اے۔ تُمہارا ہر ضرورت یہاں پورا ہو گا۔ ابھی جب تک میں تُم کو نہ بولے تُم اپنے کمرے سے باہر نہیں آئے گا' او کے..... گڈ بوائے۔" اس نے میرے شانے پر تھپکی دی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر سامنے والے بستر کی جانب بڑھ گیا تھا ان تمام واقعات نے میرے وجود کو کچھ اس طرح تھکا دیا تھا کہ اب لیٹ جانے کو دل چاہتا تھا' چنانچہ میں اس آرام وہ بستر پر چڑھ کر لیٹ گیا۔

پھر میں نے دماغی انتشار کو سکون دینے کے لئے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کچھ سمجھ میں

نہیں آ رہا تھا۔ ان لوگوں نے میرے بارے میں کیسی کیسی انوکھی باتیں کی ہیں' وہ جو کچھ کہتے ہیں' میں ہوں' یا پھر پاگلوں کے غول میں پھنس گیا ہوں۔ اپنا تجزیہ جس حد تک کر سکتا تھا' کیا تھا..... میں ایک عام لڑکا تھا' جو کچھ نوکروں کی زبانی معلوم ہوا تھا وہ بس اتنا تھا کہ ہیا کی میرے سینے پر موجودگی میری ماں کو پسند نہیں آئی تھی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا تھا۔ پھر قدرت نے اسے دوسری اولاد سے نواز دیا تھا اس لئے میں بالکل ہی ڈوب گیا تھا۔ ورنہ بظاہر اس کے سوا کچھ نہیں تھا' میں عام ذہن رکھتا تھا۔ بچوں کی طرح کھیلنا چاہتا تھا بچوں کی طرح چھوٹی چھوٹی آرزوئیں میرے دل میں بھی تھیں۔ ہیا سے پیار کرتا تھا اور بس.....

نہ جانے کب میں سو گیا۔ اور نہ جانے کب تک سوتا رہا' پھر رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ ایک انوکھے سکون کا احساس ہوا اور یہ سکون سینے کی تکمیل سے ہی ملتا تھا۔ میرا ہاتھ بے اختیار سینے پر گیا اور میں خوشی سے اچھل پڑا۔ ہیا میرے سینے پر موجود تھا۔

"ہیا۔" میرے منہ سے نکلا..... اور میں نے اسے دبوچ لیا۔

"ارے' ارے' میری پسلیاں توڑو گے کیا.....؟"

"تم ہو ہیا..... میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔"

"ہاں ہاں' میں ہوں' مجھے چھوڑو تو سہی۔" اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا اور میں خوشی کے عالم میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے ہیا کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

"تم کہاں تھے ہیا....."

"تمہاری طرح بے وقوف نہیں بنا بیٹھا رہا۔ زندگی کے مزے لے رہا ہوں۔"

"تم مجھے بے وقوف کہہ رہے ہو..... یہ نہیں دیکھ رہے میں کتنا مجبور ہوں۔"

"تم نے خود اپنے آپ کو مجبور بنا لیا ہے' میں کہتا ہوں ان پاگلوں سے لطف اندوز کیوں نہیں ہوتے۔ یہ کون ہیں' کیا کر رہے ہیں..... کیا کرنا چاہتے ہیں' ہم اس کے لئے فکر مند کیوں ہوں' ان کا جو دل چاہے کرتے رہیں' ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں اس سے کیا نقصان پہنچتا ہے۔ جب ہمیں کسی نقصان کا خطرہ ہوا تو ہم اپنا بچاؤ کر لیں گے۔"

"کیا ایسا ممکن ہے ہیا۔"

"کیوں..... تمہارے ہاتھ پاؤں نہیں ہیں' میرا دماغ نہیں ہے۔"

"ہیا تمہیں ایک بات بتاؤں' میں پنڈت رائے سے ڈرنے لگا ہوں۔"

"کیوں.....؟"

"اسپتال سے نکل کر میں اس کے پاس کیسے آ گیا تھا.....؟" میں نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس کا پتہ لگا لیا ہے۔" ہیا زہریلے لہجے میں بولا۔

"کیا.....؟" میں نے سوال کیا' لیکن ہیا نے اس بات کا جواب نہیں دیا کچھ دیر خاموش رہ کر میں نے کہا۔ "ہیا تم میرے پاس ہی کیوں نہیں رہتے ان لوگوں کا سلوک ہمارے ساتھ برا نہیں ہے وہ تمہارے ساتھ بھی اچھا سلوک کریں گے۔"

"دماغ کو استعمال کرو ماہر' وہ ہم دونوں کو قابو میں کرنا چاہتے ہیں۔ اگر میں بھی ان کے قبضے میں آ جاؤں تو وہ ہمارے مالک ہی بن بیٹھیں گے۔ میں نے انہیں پریشان کیا ہوا ہے اور یہ ضروری ہے' میں جو کچھ کر رہا ہوں مجھے کرنے دو۔ تم ان سے تعاون کرو..... میں کہہ چکا ہوں کہ یہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ جب ایسی کوئی بات ہوئی تو ہم انہیں دیکھ لیں گے۔"

"ٹھیک ہے....." میں نے گہری سانس لے کر کہا' تو ہیا پھر بولا۔

"دیکھو..... جو کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہو رہا ہے۔ میں تمہارے سینے پر قید رہتا تو ہم دونوں ایک ساتھ کسی کے محکوم ہو سکتے تھے۔ وہ تمہیں قابو میں کر لیتے میں خود بخود ان کے قابو میں ہوتا۔ ہماری آزادی ہمارے حق میں بہتر ہے۔ اگر آپریشن کے بعد ہم اپنے گھر چلے جاتے تو ہمیں کیا ملتا۔ ماں اب ہمیں پیار نہیں کر سکتی تھی اور پھر میرے لئے تو کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔ میری وجہ سے تم سے نفرت کی گئی۔ آزادی کی یہ زندگی ہمارے لئے بہتر ہے۔"

"ہاں' پھر وہی نوکر ہوتے' وہی گھر اور ہم۔"

"بالکل.....!"

"مگر ہیا' تم جہاز میں کہاں سے آ گئے تھے.....؟" اچانک میں نے پوچھا اور ہیا مسکرانے لگا' پھر بولا۔

"تمہارے ساتھ ہی تھا۔"

"کیسے.....؟"

"جب پنڈت رائے جہاز میں سوار ہو رہا تھا تو میں اس کے کوٹ کی جیب میں تھا۔ جب وہ جہاز سے نیچے اترا تب بھی میں اس کے کوٹ کی جیب میں تھا۔ سیدھی سی بات ہے۔"

"یہاں مندر میں بھی تم اس کے ساتھ آئے تھے۔"

"نہیں..... یہاں میں رانی ہرونت کور کے ساتھ آیا تھا مجھے پتہ تھا کہ وہ دو گھنٹے کے بعد یہاں آئے گی۔"

"مگر ہرونت کور تو چلی گئی تھی۔"

"میں بھی اس کے ساتھ گیا تھا....."

"ارے..... کیسے.....!" میں نے چونک کر پوچھا۔

"چھوڑو..... یہ نہ پوچھو....." وہ شرما کر بولا' پھر کہنے لگا۔ "ویسے وہ بڑی شاندار جگہ رہتی ہے' اسے محل کہا جاتا ہے وہاں بہت سے نوکر ہیں ان کے جو اس کے حکم پر چلتے ہیں۔"

"یہ بتاؤ اب میں کیا کروں....؟"

"آرام سے رہو۔ دیکھو وہ کیا کرتے ہیں۔"

"تمہیں اطمینان ہے۔"

"ہاں۔" اس نے کہا اور مجھے بھی اطمینان ہو گیا۔ پھر ہم دونوں سو گئے' لیکن صبح کو میرے پاس نہیں تھا۔ البتہ اسکے نہ ہونے سے اب مجھے کوئی تردد نہیں ہوا تھا۔ زیادہ نہیں گزری تھی کہ میرے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت عورت اندر داخل گئی۔ اس نے سفید ساڑھی باندھی ہوئی تھی اس کا رنگ بھی ساڑھی کے سفید رنگ کی سفید تھا۔ یہاں تک کہ بال بھی سفید تھے لیکن اتنے چمکدار کہ چاندی کے بنے معلوم ہو تھے۔ آنکھیں گہری سبز تھیں اور اتنی خوبصورت کہ ان سے نظریں ہٹانے کو جی نہ چا پتلے ہونٹوں پر حسین مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ بڑی چاہت سے میرے پاس آ بیٹھی۔

"تمہارا نام ماہر طہابی ہے۔"

"ہاں...."

"میرا نام وائیلا برانٹ ہے۔ تم مجھے وائیلا کہو گے اور اب میں تمہارے ساتھ رہوں تمہاری ہر ضرورت پوری کروں گی' مجھے اپنے قریب رکھنا پسند کرو گے....؟"

"ہاں...." میں نے کہا۔

"پھر آؤ پہلے میں تمہیں غسل کرا دوں' تمہارے سینے پر زخم ہے' میں اس کی ڈریس کروں گی۔"

"وہ زخم ٹھیک ہو چکا ہے۔"

"آؤ.... اس کے بعد ناشتہ کریں گے۔ کم آن...." اس نے مجھے غسل کرایا' حالا مجھے اچھا نہیں لگا تھا لیکن میں خاموش رہا۔ ہاں جب لباس پہنا کر مجھے آئینہ دکھایا گیا تو ایک خوشگوار حیرت کا احساس ہوا۔ رنگین دھوتی' زرنگار جوتے اوپری بدن پر لباس نہیں لیکن ریشم سے بنے ہوئے رنگ برنگے پھول' ماتھے پر ایک زیور پہنایا گیا تھا جس میں ر پر لگے ہوئے تھے۔

"یہ کیا بنا دیا تم نے مجھے۔" میں نے شرمائی ہوئی آواز میں کہا۔

"جو تم ہو....."

"میں یہ تو نہیں ہوں....."

"نہیں کملیشو..... تم یہیں ہو' آؤ ناشتہ کریں۔"

وہ مجھ سے نتھی ہو گئی تھی حالانکہ یہ حقیقت تھی کہ اس کی یہ توجہ مجھے اچھی رہی تھی۔ اس میں بڑی اپنائیت تھی' اسے میرے ہر کام کی فکر تھی۔ میرے لئے ایسا نہیں ہوا تھا۔ ہیا کے سوا مجھے کسی کی چاہت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے یہ اجنبی

بہت اچھا لگ رہا تھا۔ شام کو اور ہی رنگ دیکھنے میں آئے۔ اس عبادت گاہ میں بہت سے لوگ عبادت کرنے آئے' کچھ پجاریوں نے انہیں عبادت کرائی پھر مجھے اسی لباس میں پوجا کے ہال میں لایا گیا اور ایک جگہ بٹھا دیا گیا۔ پتہ نہیں لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ آ آ کر میرے پاؤں چھونے لگے۔ مجھے کملیشو مہاراج کہا گیا۔ یہ بے حد عجیب تھا۔ تھوڑے فاصلے پر ایک جھروکے میں' پنڈت ہیوبرٹ' رانی ہرونت اور پنڈت رائے بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے تھے جبکہ وائیلا میرے ساتھ تھی۔ لوگ میرے پیروں میں نہ جانے کیا کیا چیزیں رکھ رہے تھے۔ میں بس انہیں دیکھتا ہی رہا۔ پھر رقص کی محفل جمی۔ وہ بہت سی عورتیں تھیں جو زرق برق لباس پہنے ہاتھوں میں تھالیاں جن پر چراغ روشن تھے' لئے رقص کر رہی تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ماحول خوبصورت تھا اور مجھے یہ دیکھ کر لطف آیا تھا۔

رات کے کھانے پر وائیلا نے کہا۔ "کہئے کملیشو مہاراج' یہ سب پسند آیا۔"

"نام کے علاوہ۔" میں نے کہا۔

"کیا مطلب....؟ نام تو بدلنا ہو گا.... شیام سندر اور پھر یہ نام سب کو پسند آیا ہے' سب نے تمہیں کملیشو مان لیا ہے۔"

"مگر میں نے نہیں مانا ہے۔"

"مان جاؤ گے....." وہ آہستہ سے بولی۔ رات کو بھی وہ میرے ساتھ رہی تھی۔ اس وقت مجھے سب سے زیادہ پریشانی ہوئی تھی کیونکہ میں جانتا تھا کہ ہیا میرے پاس آئے گا۔

"میں تنہا سونا چاہتا ہوں۔"

"کیوں....؟"

"بس مجھے عادت ہے۔"

"عادتیں تو تمہیں بدلنی ہوں گی۔"

"مگر مجھے تنہائی درکار ہے۔"

"میں بری لگتی ہوں تمہیں۔"

"نہیں..... نہیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے' میں چلی جاتی ہوں' لیکن....." اس نے اپنی کینچا جیسی آنکھوں سے دیکھا پھر دھیرے سے مسکرائی اور چلی گئی۔ نجانے کیوں اس کے جانے کے کچھ دیر کے بعد مجھے افسوس سا ہوا' وہ میرے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آ رہی تھی اور اس کا انداز بڑا محبت آمیز تھا لیکن میں نے اس کے ساتھ رات کو رہنے سے انکار کر دیا تھا' ہو سکتا ہے اس کے دل کو برا لگا ہو' لیکن میں کیا کرتا ہیا کا راز تو اسے نہیں بتا سکتا تھا۔ بہرحال اس کے بعد ہیا کا انتظار کرنے لگا اور انتظار کرتے کرتے نیند آ گئی' ہیا نہیں آیا تھا البتہ صبح کو ہیا ہی نے مجھے جگایا تھا' میں نے اسے دیکھا اور میرے ہوش و حواس جاگ اٹھے....

نہیں "رات کو تم کہاں رہ گئے تھے ہیا...."
"بس بہت دور نکل گیا تھا' واپسی میں بڑی مشکل پیش آئی' لیکن اب میں نے تہیہ ک
لیا ہے کہ زیادہ دور نہیں جاؤں گا ورنہ کسی حادثے کا شکار ہو سکتا ہوں' راستہ بھی بھول سک
ہوں' شہر تو بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں نا۔ پھر بھی آدھی رات کو آ گیا تھا تمہارے پاس
اب یوں کروں گا کہ بہت تھوڑے فاصلے تک جایا کروں گا۔ اصل میں ان چیزوں کو دیکھنے
شوق مجھے دور دور تک لے جاتا ہے اور تم یقین کرو اپنے قدموں سے چل کر جتنا اچھا لگ
ہے تمہیں بتا نہیں سکتا' کل تو بہت ہی دلچسپ واقعات پیش آئے' چند چھوٹے چھوٹے بچو
نے مجھے ایک پارک میں دیکھ لیا تھا اور اپنے بڑوں کو بتا دیا تھا۔ نجانے کس طرح چھپ
چھپ کر جان بچائی ورنہ جان کو ہی آ گئے تھے۔"
"ہیا تم اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالا کرو۔" میں نے متفکر لہجے میں کہا۔
"اب نہیں ڈالوں گا احتیاط کروں گا۔" اس نے کہا۔ پھر بولا۔ "تم بتاؤ تمہارا دن
وقت کیسا گزرا...." میں نے ہیا کو وہ تمام کہانی سنا دی۔ وہ مسکراتا رہا۔ پھر بولا۔
"تب تو ٹھیک ہے' آج میں بھی کہیں سے چھپ کر نظارہ کروں گا۔"
"وہ لوگ مجھے کملیشو کا نام دینا چاہتے ہیں اور میں نے یہ نام قبول نہیں کیا ہے۔"
"فضول بات ہے.... بالکل فضول.... کملیشو تو ہندو نام ہے ہمارا مذہب ہندو تو نہیں
ہم تو مسلمان ہیں۔" ہیا نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔
"ہاں میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ مجھے یہ نام پسند نہیں ہے۔"
"اچھا ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں' تم یہ نام کبھی قبول مت کرنا۔ سمجھ رہے ہو نا میر
بات....؟"
"ہاں...."
بہرحال وہ چلا گیا' پھر صبح کی پہلی کرن پھوٹی تھی کہ وائیلا میرے پاس آ گئی اور اس
بڑی محبت سے میری پیشانی چومی۔ غسل کر کے آ رہی تھی اور اسکے بالوں سے پانی کے ن
ننھے قطرے ٹپک رہے تھے اور جس طرح اس نے میرا سر اپنی آغوش میں لیا تھا اس
مجھے ایک انوکھی فرحت کا احساس ہوا اور تھوڑی سی شرمندگی بھی۔ وہ تو مجھ سے اس طر
اظہار الفت کرتی ہے اور میں اس سے اجتناب برتتا ہوں چنانچہ میں نے بھی اس سے
محبت کا اظہار کیا ہم لوگوں نے ساتھ مل کر ناشتہ کیا پھر وائیلا نے مجھے دوسرا لباس پہنایا
سفید رنگ کی ایک دھوتی اور کرتے کی شکل میں تھا کہنے لگی۔
" کملیشو تم تو سچ مچ کوئی بہت بڑے پجاری معلوم ہوتے ہو...."
"نہیں میں پجاری نہیں ہوں میں تو مسلمان کا بیٹا ہوں اور ہمیشہ مسلمان رہوں گا...."
وہ چونک کر سنبھل گئی۔ پھر بولی "دین دھرم اور ایسی دوسری باتیں تمہاری عمر کے

نہیں سوچتے' تمہیں یہاں جو کچھ بتایا جا رہا ہے وہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ہاں جوان ہو
جاؤ گے تو اپنے بارے میں خود فیصلے کر سکو گے میں تمہیں مشورہ دے رہی ہوں کہ مصلحتاً ہی
سہی اپنا نام کملیشو مان لینا' یہ تمہارے حق میں اچھا ہو گا۔"
"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ میں اب تم سے یہ کہے دیتا ہوں کہ اگر تم نے مجھے ماہر
کے نام سے نہ پکارا تو میں تمہاری پکار کا جواب بھی نہیں دوں گا۔"
"بڑے ضدی ہو' ایسا نہ کرو۔ خیر کوئی بات نہیں ہے۔ آؤ سیر کرنے چلیں تم نے مندر
کے پچھواڑے یہ باغ نہیں دیکھا۔"
خوبصورت باغ میں سیر کرتے ہوئے میں پھولوں کے تختوں کو دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا
نجانے کیوں میرے ذہن میں ایک سوال آیا اور میں نے اس سے کہا۔
"وائیلا تم یہاں کی رہنے والی ہو....؟"
وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔ "کیا مطلب' میں سمجھی نہیں۔"
"تم اور پنڈت ہیوبرٹ۔ یہاں کے لوگوں سے مختلف ہو۔ ان کے رنگ اور نام عام
لوگوں جیسے نہیں ہیں' کیا تمہارا مذہب بھی یہی ہے جو ان لوگوں کا ہے....؟"
"ہے بھگوان۔ کیا انوکھی بات ہے۔ میری جان نظر لگ جائے گی۔ اتنی بڑی بڑی باتیں
نہ سوچا کرو۔ بہت سی باتیں عمر کے ساتھ سمجھ میں آتی ہیں۔
"جرمنی میں۔ جہاں میرا آپریشن کیا گیا تھا۔ تمہارے رنگ و روپ کے لوگ تھے۔ ان
کی زبان بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھی جبکہ پنڈت رائے ہماری زبان بولتا ہے اور
دوسرے بھی۔ باقی جب کوئی سوال میرے دماغ میں آتا ہے تو اس کا جواب تو ملنا چاہئے۔ یہ
کہہ کر ٹال دینا تو اچھا نہیں ہے کہ ابھی میری عمر چھوٹی ہے۔"
"اچھا بابا' اچھا۔ سنو ہیوبرٹ کرشنا برطانیہ کے باشندے ہیں۔ وہ سنسکرت کے بڑے ماہر
ہیں اور انہوں نے اپنی ساری عمر بہت سے علوم پر ریسرچ میں گزاری ہے۔ وہ سائنسٹ
بھی ہیں۔ سائنس اور پراسرار علوم میں آپس کے تعلق پر ریسرچ کر رہے ہیں اس بارے
میں وہ بہت سے کام کر چکے ہیں۔ اور اب انہوں نے ایک تحریک بنائی ہے جس کے ممبر
پوری دنیا میں پھیلتے جا رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ شامل ہوں۔ پنڈت رائے بھی اور
رانی ہرونت کور بھی۔ ہم سب اس تحریک کے لئے کام کر رہے ہیں۔ پنڈت جی بڑے ودوان
ہیں۔ وہ لاتعداد روحانی علوم کے ماہر ہیں۔ ان کے افکار اتنے بڑے ہیں کہ کوئی سوچ بھی
نہیں سکتا۔ اسی طرح میرا تعلق آئرلینڈ سے ہے۔ یہ بحراوقیانوس میں ایک جزیرہ ہے اور میں
اس جزیرے کے ایک شہر کورک کی رہنے والی ہوں۔ میں بھی اس تنظیم کی رکن ہوں۔
پنڈت رائے ہندوستانی ہیں لیکن انہوں نے اپروولٹا میں اپنی رہائش رکھی ہے۔ یہ افریقی ملک
ہے اور رائے نے اس کے دارالحکومت "اوگاڑاؤ" سے سات میل دور وسطی جنگلات میں اپنا

گھر بنایا ہے اور افریقہ کے غیر مہذب قبیلوں اور ان کے جادو پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارا آپس میں تعلق ہے۔ رانی ہرونت مقامی ہے اور ہماری تنظیم کی رکن ہے۔ یہ تمہاری بات کا جواب ہے۔"

میں نے خاموشی اختیار کر لی' لیکن یہ تمام معلومات میں نے ذہن میں محفوظ کر لی تھیں تاکہ ہیا کو اس بارے میں بتا سکوں۔

دن کے معمولات کا آغاز ہو گیا۔ دوپہر کو کھانے کے بعد وائیلا برانٹ نے مجھ سے ساتھ آنے کے لئے کہا اور میں اس سے کچھ پوچھے بغیر چل پڑا۔ وہ مجھے مندر کی عقبی حصے میں لائی۔ پھر ایک عجیب سی جگہ داخل ہوئی جہاں اندھیرا پھیلا ہوا تھا اس نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ اچانک وہ بولی۔

"سنبھل کر..... سیڑھیاں ہیں۔"

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔" میں نے اس کے ساتھ سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ خاموش رہی تھی۔ بہت سی سیڑھیاں طے کرنے کے بعد روشنی نظر آئی اور ہم ایک بہت بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ ہال خوب روشن تھا یہاں سب موجود تھے' پنڈت ہیوبرٹ' پنڈت رائے' رانی ہرونت کور وغیرہ۔ ہال میں بہت سی انوکھی مشینیں نصب تھیں۔ روشنیوں کے جھماکے ہو رہے تھے' شیشے کے بڑے بڑے تابوتوں میں بے لباس انسانی بدن لیٹے ہوئے تھے جن کے بازوؤں' گردن اور سینے پر باریک تاروں کے جال بچھے ہوئے تھے۔ یہ جگہ بہت خطرناک محسوس ہوئی اور میرا دل خوف سے دھڑکنے لگا۔

سب نے ہمارا استقبال کیا۔ پنڈت رائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ کملیشو مہاراج۔ کہو جیون کا مزہ آ رہا ہے.....! پہلے بات مان لیتے تو آج تمہارا ہیا تمہارے ساتھ ہوتا۔ آؤ میاں بیٹھ جاؤ۔ تمہیں کچھ سمجھانا چاہتا ہوں۔" میں اس کی ہدایت پر بیٹھ گیا۔ "ایسے نہیں' پاؤں موڑ کر بیٹھو..... اس طرح....." اس نے کہا اور خود بھی مجھ سے تین فٹ کے فاصلے پر پاؤں موڑ کر بیٹھ گیا۔ "اب دیکھو۔ جو کچھ میں سمجھا رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ ادھر میری آنکھوں میں دیکھو۔" میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو مجھے ان میں کئی رنگ لہریں لیتے نظر آئے۔ یوں لگا جیسے کسی نے میری آنکھیں چیر دی ہوں۔ میں پلک نہیں جھپکا سکتا تھا۔ بس ان رنگوں کو دیکھتا جا رہا تھا پھر میرے دماغ میں کسی نے کہا۔ "تمہارا نام کیا ہے.....؟"

"ماہر طہابی۔" میں نے کہا۔

"ہیا کون ہے.....؟"

"وہ میرے بدن کا ایک حصہ ہے۔"

"کہاں ہے.....؟"

"نہیں معلوم۔"

"تم سے ملتا ہے وہ.....؟"

"ہاں' ہر رات وہ میرے پاس ہوتا ہے' میرے ساتھ سوتا ہے۔"

"دن میں وہ کہاں رہتا ہے.....؟"

"میں نہیں جانتا۔" میں نے کہا' کچھ لمحات خاموشی کے بعد آواز ابھری۔

"سنو..... تمہارا نام کملیشو ہے' تم مہاراج ہیوبرٹ کے چیلے ہو' تم ان کے ہر حکم کی پابندی کرو گے ہیا کوئی نہیں ہے' تم کسی ہیا کو نہیں جانتے' کون ہو تم....؟"

"کملیشو..... اور میں کسی ہیا کو نہیں جانتا۔" میں نے کہا۔

"ہم سب کو جانتے ہو.....؟"

"ہاں' تم سب کو جانتا ہوں۔" میرے منہ سے آواز نکلی اور میں خاموش ہو گیا۔ پھر اس طرح میری خاموشی کا طلسم ٹوٹ گیا۔ روشنیاں آنکھوں میں جلنے لگیں۔ میں نے ان سب کو دیکھا وہ خوشی سے ناچ رہے تھے۔ سب پنڈت رائے کو لپٹا لپٹا کر مبارکباد دے رہے تھے اور رائے ان کا شکریہ ادا کر رہا تھا نہ جانے کیا بات ہو گئی تھی۔

"میں تمہیں دنیا کا سب سے بڑا ہپناٹسٹ تسلیم کرتا ہوں رائے۔ یہ بھی ایک عظیم کارنامہ ہے' کاش اسے منظر عام پر لایا جا سکتا۔"

"وہ دن بھی آئے گا مہاراج..... اوش آئے گا۔" رائے نے کہا۔ میں نے وائیلا کا بازو پکڑ لیا۔

"یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے' کیا ہم چلیں....؟"

"ہاں' ہم چلتے ہیں' چلو....." وہ راستے عبور کر کے اوپر آ گئی۔ اس کے بعد وہی معمولات' مجھے کچھ اجنبی نہیں لگ رہا تھا' سب کچھ میرا جانا پہچانا تھا۔ رات کے کھانے کے بعد وائیلا دیر تک مجھ سے باتیں کرتی رہی۔ پھر میرے کمرے میں مجھے شب بخیر کہہ کر چلی گئی۔ میں سکون سے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

رات کا پہلا پہر تھا' میری آنکھیں نیم وا تھیں کہ اچانک مجھے اپنے سینے کے قریب ایک کلبلاہٹ سی محسوس ہوئی اور میری آنکھیں کھل گئیں۔ تب میں نے اپنے قریب ایک عجیب شے دیکھی۔ آہ..... وہ ایک ننھا سا وجود تھا' بالکل انسانوں جیسا لیکن بہت چھوٹا' میرے منہ سے خوف بھری چیخ نکل گئی نہ جانے یہ کیا بلا ہے....؟

میری آنکھوں سے نیند بھاگ گئی۔ اتنا چھوٹا انسان تو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ تو پیدا ہونے والے بچے سے بھی بہت چھوٹا تھا۔ میں خوفزدہ ہو کر بستر سے نیچے کود گیا' لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ حیرت سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس کے باریک ہونٹ ہلے۔ اس نے شاید مجھ سے کچھ کہا تھا' لیکن اس کی آواز میری سمجھ میں نہیں آئی۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے جیسے میری آغوش میں آنا چاہتا ہو۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ حواس بحال ہو گئے تھے۔ اس سے خوف بھی کم ہو گیا۔ یہ میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ میں نے سوچا' پھر میں بستر کے پاس زمین پر بیٹھ گیا تاکہ اس کی آواز سن سکوں۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"ماہر..... تمہیں کیا ہو گیا' کیا بات ہے' کیا تم اپنے دماغ میں میری آواز نہیں سن رہے۔"

"آوازیں دماغ سے نہیں کانوں سے سنی جاتی ہیں ننھے بچے۔" میں نے تصحیح کی۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ماہر.....؟" مجھے یوں لگا جیسے اس کی آواز میں آنسو ہوں۔

"تمہیں ضرور غلط فہمی ہوئی ہے پیارے بچے' میرا نام ماہر نہیں کملیشو ہے۔"

"کیا.....؟" وہ حیرت سے بولا۔

"تمہارا کیا نام ہے اور تم اتنے چھوٹے کیوں ہو؟"

"ماہر..... میں ہیا ہوں' تمہارا ہیا....." اس کی چھوٹی آنکھوں سے آنسو صاف بہتے نظر آ رہے تھے نہ جانے کیوں مجھے یہ آنسو دیکھ کر افسوس ہوا' میں نے متاثر ہو کر کہا۔

"یوں لگتا ہے جیسے تم اپنے ماں باپ سے بچھڑ گئے ہو' مجھے تم سے ہمدردی ہے' مگر میں تمہارے ماں باپ کی تلاش میں کیا مدد کر سکتا ہوں۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو ماہر..... تم ضرور پاگل ہو گئے ہو' یا تمہیں پاگل کر دیا گیا ہے۔" اس نے کہا۔ اس وقت میں نے عقب سے دروازہ کھول کر بہت سے لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ پنڈت ہیوبرٹ' رائے اور نہ جانے کون کون۔ وہ سب تتلیاں پکڑنے والے جال سنبھالے ہوئے تھے۔ ننھے وجود کے حلق سے باریک سی چیخ نکلی اور اس نے بستر سے چھلانگ لگائی' لیکن یہ چھلانگ اس کی جسامت کے مطابق ہی تھی ایک فٹ..... پھر وہ دیوار پر چڑھا اور تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا' لیکن ان لوگوں نے اسے پکڑنے کا معقول بندوبست کیا تھا۔ وہ دیوار پر چھپکلی کی طرح دوڑتا ہوا اوپر بنے روشندان تک پہنچا لیکن روشندان کا شیشہ باہر

سے بند کر دیا گیا تھا۔ اسے بند پا کر وہ چھت پر چڑھ گیا اور چھت سے چپکا چپکا دوسرے روشندان تک بھاگا' مگر اسے بھی بند پایا۔ پھر وہ وہاں سے بھی پلٹا۔ اسی دوران اندر آنے والوں نے دروازہ بھی بند کر دیا۔ میں تعجب بھری نگاہوں سے یہ ناقابل یقین ہنگامہ دیکھ رہا تھا۔ اور وہ چھت سے چپکا ہانپ رہا تھا۔ نیچے تمام لوگ جال لئے کھڑے تھے۔ کچھ دیر وہ اسی طرح ہانپتا رہا۔ پھر سست رفتاری سے وہ چھت پر کھسکنے لگا۔ دیوار پر آیا اور دیوار سے بھی آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔ تمام لوگ دیوار کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے۔ پنڈت رائے کے پاس لوہے کی تاروں سے بنا ایک پنجرہ تھا۔ اس نے پنجرے کا دروازہ کھول کر اسے اشارہ کیا۔ ننھے وجود نے ایک بار مجھے دیکھا۔ پھر خاموشی سے پنجرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے اندر آتے ہی رائے نے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ سب خوشی سے ناچنے لگے۔

"رائے دی گریٹ..... تم کامیاب ہو گئے رائے۔" ہیوبرٹ نے رائے کو لپٹاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ہیوبرٹ مہاراج..... ہمارا یہ مشن کامیاب ہو رہا ہے۔ شانتی امر ہے۔"

"یہ اگر ٹرانس میں نہ آتا تو ہمیں پتہ نہ چلتا کہ یہ ہر رات اس کے پاس آتا ہے۔"

"ایک سیسٹامک کو ہپناٹزم کرنے کا تجربہ بھی تو جدید ٹراسمٹک اپروچ میں نیا تجربہ ہے' اگر ہم یہ اپروچ ورلڈ سائیٹمینٹک تھیومیپیا کو دیدیں تو تمہیں اس کے سنہرے صفحے پر جگہ ملے گی۔" ہیوبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پنڈت رائے مسکرانے لگا۔ پھر بولا۔

"اس سنہرے صفحے سے لاکھ گنا زیادہ مجھے اپنی تنظیم "شانتی" کے مفادات عزیز ہیں۔ ہم کسی چھوٹے مفاد کے لئے یا صرف اپنے نام کے لئے اپنی تنظیم کے مفادات کو قربان نہیں کر سکتے۔"

"جے شانتی.....!" وہاں موجود تمام لوگوں نے نعرہ لگایا۔

"ابھی تو مجھے اس سے کہیں زیادہ بڑا تجربہ کرنا ہے مہاراج۔ ایک آئی جنٹک اور سیسٹک کو ٹرانس میں لانا ہے۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"اوہو..... کیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو۔"

"اوش....." رائے نے کہا۔ پنڈت ہیوبرٹ کے چہرے پر تشویش کی لہریں نمودار ہو گئی تھیں۔ میں ان کی باتیں سن رہا تھا' لیکن مجال ہے جو ایک لفظ بھی میری سمجھ میں آ رہا ہو' بس میرے سینے میں بائیں سمت ایک لہر سی دوڑ رہی تھی جس میں ہلکی ہلکی تکلیف کا احساس ہو رہا تھا۔ پنڈت رائے نے کہا۔ "کیوں پنڈت ہیوبرٹ آپ کس قدر خاموش نظر آ رہے ہیں.....؟"

"ہاں میرے ذہن میں ایک بات ہے' اگر فوراً ہی اس پر ہپناٹزم آزمانے کی بجائے پہلے تھوڑا سا اس کا تجزیہ کر لیا جاتا تو میرے خیال میں زیادہ بہتر بات ہوتی جہاں تک میرا تجربہ

ہے ابھی تک کوئی سیسٹک اس تجربے کے تحت تو نہیں آیا' لیکن سیسٹک کے بارے میں جو رپورٹ ہے وہ یہی ہے کہ ذہنی طور پر وہ بہت طاقتور ہوتا ہے اور اسے ٹرانس میں لینا ایک مشکل کام ہے۔"

"زیادہ شیخی خوری نہیں کروں گا پنڈت رائے اور ویسے بھی آپ کا تجربہ مجھ سے کہیں زیادہ ہے' لیکن نجانے کیوں مجھے یقین ہے کہ میں اپنی اس کوشش میں بھی کامیاب رہوں گا۔ اور پھر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے پنڈت جی کہ مجھے واپس اپنے ٹھکانے پر جانا ہے۔ اتنا سے بیت گیا ہے وہاں سے ہٹے ہوئے کہ میرے خیال میں اب خطرناک صورت حال پیدا ہو سکتی ہے۔ بہرحال میں ان لوگوں پر پورا پورا بھروسہ نہیں کر سکتا جنہیں وہاں کی ذمے داری سونپ کر آیا ہوں۔ حالات پر نظر رکھنا بڑا ضروری ہے۔ یہ کام کرنے کے بعد میں واپس چلا جاؤں گا اور پھر آپ سے رپورٹ لیتا رہوں گا۔" ہیوبرٹ خاموش ہو گیا تھا پھر اس نے چونک کر کہا۔

"ارے یہاں سے تو چلو اس بے چارے کو تو سونے دو' اس کی نیند بلا وجہ خراب ہو رہی ہے۔" اشارہ میری جانب تھا۔ وائیلا مسکرا کر میری جانب دیکھنے لگی۔ پھر پنڈت رائے نے کہا۔

"ہم نے تمہیں جگا دیا کملیشو۔ آئی ایم سوری' لیکن دیکھو نا یہ عجیب و غریب بونا تمہیں تنگ کر رہا تھا۔ کیا اس سے پہلے بھی تم نے اسے دیکھا ہے....؟"

"نہیں....."

"یہ کون ہے تم جانتے ہو....؟"

"بھلا میں کیا جانوں۔" میں نے حیرت بھری آواز میں کہا۔

"گڈ..... پھر تم آرام کرو ہم لوگ چلتے ہیں....."

وہ سب وہاں سے نکل گئے۔ پنڈت رائے نے وہ پنجرہ اٹھا لیا تھا جس میں ننھا سا بونا قید تھا۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد میں پھر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ یہ عجیب و غریب واقعہ میری سمجھ سے باہر تھا۔ وہ ننھا سا بونا کون تھا' میرے کمرے میں کیوں آگھسا تھا' کیا دنیا میں اتنے چھوٹے چھوٹے سے انسان بھی ہوتے ہیں۔ بالکل مکمل نظر آ رہا تھا وہ اور اس کی باتیں بھی بڑی عجیب تھیں۔ ننھی سی باریک سی آواز..... کیا کہہ رہا تھا وہ..... میں اپنے ذہن میں اس کے کہے ہوئے الفاظ یاد کرنے لگا اور مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ وہ میرا نام بھی بدلا ہوا لے رہا تھا اور اپنے بارے میں کہہ رہا تھا کہ میں ہیا ہوں۔ یہ ہیا کیا چیز ہوتی ہے..... بہرحال جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو انسان کو آرام کرنا چاہئے' چنانچہ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے آپ کو سلانے کی کوشش کی۔ ایک لمحے میں نیند آ گئی تھی اور کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی۔

دوسری صبح میں ہشاش بشاش تھا۔ وائیلا تو میری نگران بن ہی چکی تھی میں تیار ہو گیا۔ وائیلا نے کہا۔

"چلو ناشتہ کریں۔ پھر لیبارٹری میں چلیں گے۔ وہ جگہ تمہیں کیسی لگتی ہے....؟"

"یہاں تو ساری جگہیں اچھی ہیں....."

"بس تھوڑے دن کی بات ہے۔ پنڈت جی تمہارا گیان شروع کر دیں گے۔ تمہیں جدید ترین علوم سے روشناس کرایا جائے گا اور وہ سب کچھ بتایا جائے گا جسے جان کر تم حیرت زدہ ہو جاؤ گے....."

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھلوں اور دودھ کا ناشتہ مجھے پیش کیا گیا۔ لباس تبدیل کر چکا تھا۔ ان لوگوں نے میرے لئے بہت سے لباس تیار کرائے ہوئے تھے۔ جدھر سے گزرا مندر کے پنڈت پجاری جھک جھک کر مجھے پرنام کرتے رہے۔ بالآخر اس پراسرار جگہ سے ہم نیچے پہنچ گئے۔ آج یہاں رانی ہرونت کور بھی تھی۔ پنڈت جی بھی تھے۔ پنڈت رائے بھی تھا۔ میں نے اس پنجرے کو میز پر رکھے ہوئے دیکھا جس میں رات کو اس ننھے سے انسان کو قید کیا گیا تھا۔ وہ گھٹنوں میں سر دیئے پنجرے کے اندر سو رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے پھر میرے دل میں وہی کھرچن سی نمودار ہو گئی اور میں آہستہ آہستہ سینہ مسلنے لگا' لیکن میری جانب کوئی متوجہ نہیں تھا۔ وہ سب خوش نظر آ رہے تھے' مجھ سے باتیں کرتے رہے' ناشتے کے بارے میں پوچھا گیا اور وائیلا نے بتایا کہ وہ مجھے ناشتہ کرا چکی ہے۔ پنڈت رائے نے گردن خم کی اور کہنے لگا۔

"میں اپنے آپ کو مکمل طور پر کامیاب پاتا ہوں پنڈت ہیوبرٹ۔ تم نے دیکھا اس کے چہرے پر تردد کی کوئی شکن نہیں ہے۔"

"میں تو پہلے ہی تمہیں بڈھائی دے چکا ہے۔" پنڈت ہیوبرٹ نے اپنی مخصوص زبان میں کہا۔ پنڈت رائے کہنے لگا۔

"تو پھر کیا خیال ہے میں اپنا کام ختم کر لوں اس کے بعد ممکن ہو سکا تو آج ہی رات میں واپسی کا بندوبست کر لوں گا۔"

"او کے..... بہرحال یہ ایک دلچسپ تجربہ ہے میرے لئے..... کیوں ہرونت کور تم کیا کہتی ہو....؟"

"میں آپ لوگوں کے پائے کی شخصیت کہاں ہوں' میں تو خود حیران ہوں..... ویسے کیا ہم اس کمزور سے وجود کو طویل عرصے زندہ رکھ سکیں گے....؟"

"اس کی عمر بہت لمبی ہے۔ بس کچھ عجیب و غریب باتیں ہیں جو وقت سے پہلے نہیں بتائی جا سکتیں' لیکن پنڈت ہیوبرٹ نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے حالانکہ میں نے تو یہ چاہا تھا کہ اسے اپنے ساتھ اپرولتا لے جاؤں۔"

"میں تمہیں ایک لمحے کے لئے منع نہیں کروں گا ڈیئر رائے' لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے' میرا ذہن یہی کہتا ہے کہ دونوں کو قریب قریب رہنا چاہئے تاکہ اگر کوئی مشکل پیدا ہو تو ایک دوسرے کا سہارا لیا جا سکے۔ ہم بہرطور انکے ذہنوں کے تار نہیں توڑ سکتے۔"

"نہیں پنڈت ہیوبرٹ' یہ بات باعث اختلاف ہے ان کے ذہنی رابطے ٹوٹ چکے ہیں...." پنڈت ہیوبرٹ پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر بولا۔

"بہرحال میں ہمیشہ تم سے تعاون کرتا رہا ہے اور اب بھی تم سے تعاون کرے گا۔"

"تھینک یو پنڈت جی.... میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ آپ ہی کے ساتھ رہے گا' اب ذرا ہمیں تھوڑی سی محنت کرنا پڑے گی۔ وائیلا دروازے' کھڑکیاں ہر وہ چیز بند کر دو جس سے اس کے باہر نکل جانے کا خطرہ ہو۔ بہرطور اسے پنجرے سے باہر نکالنا پڑے گا۔"

"اگر پنجرے کے اندر ہی تم اسے ٹرانس میں لینے کی کوشش کرو تو....؟"

"ہو تو سکتا ہے' لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے باہر نکالا جائے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" اور اس کے بعد وہ لوگ اپنی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ میں بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا اور پنجرے میں سوتے ہوئے اس بونے کو دیکھ رہا تھا۔ جب تمام تر کارروائیاں مکمل ہو گئیں تو پنڈت رائے نے پنجرہ ایک سینٹر ٹیبل پر رکھا اور اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس کے بعد اس نے پنجرے کو آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ وہ جو پنجرے میں سو رہا تھا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں یہاں سے بھی اسے دیکھ سکتا تھا۔ فاصلہ دس فٹ سے زیادہ نہیں تھا۔ میں نے اس کے چہرے پر غم و اندوہ کے آثار دیکھے۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور بہت دیر تک دیکھتا رہا۔ اس کے بعد پنجرے کے دروازے سے باہر نکل آیا۔ پنڈت رائے نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور وہ ننھا سا انسانی وجود پنڈت رائے کے ہاتھ پر اپنے ننھے ننھے پاؤں لٹکا کر بیٹھا تو مجھے ہنسی آنے لگی۔ ایک اتنا ننھا سا انسان کیسا عجیب لگ رہا تھا۔ پنڈت رائے خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ پنڈت رائے سے نظریں چرا رہا تھا۔

تب پنڈت رائے کی آواز ابھری۔

"ادھر دیکھو میری جانب دیکھو' ہیا کے نام سے پکارے جاتے رہے ہو' یہ نام کیا ہے میں نہیں جانتا' لیکن میں تمہیں کچھ بتانا چاہتاہوں' میری آنکھوں میں دیکھو۔" اور اس نے اپنی ننھی ننھی آنکھیں پنڈت رائے کی آنکھوں میں ڈال دیں پنڈت رائے خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا' پھر اس کی آواز ابھری۔

"تم سیسٹک ہو....؟ جواب دو۔" لیکن ننھے سے وجود نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پنڈت رائے نے پھر آہستہ سے کہا۔

"تم "آئی جینٹک" ہو.... جواب دو۔" لیکن ننھے وجود نے جواب نہیں دیا تو پنڈت کی

آواز گونج دار ہوتی چلی گئی۔

"تم...... تم.... تم میرے شکنجے میں ہو' میرے قبضے میں ہو' میری بات کا جواب دو.... جواب دو میری بات کا...."

تب اچانک میں نے اس ننھے سے وجود کی آنکھوں میں سرخ لہریں سی چمکتی ہوئی دیکھیں۔ اس نے پنڈت رائے کو دیکھا اور اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے چلے گئے۔ پنڈت رائے کہہ رہا تھا۔

"تم سو رہے ہو' گہری نیند سو رہے ہو' تم میری دماغی قوتوں کے زیر تحت ہو' تم سو رہے ہو...."

پھر ایک ننھی سی چیخ ابھری' جیسے کہیں سے کوئی تیز سیٹی بجتی ہے' ننھے سے وجود کی دونوں مٹھیاں بھنچ گئیں' اس کے دانت بھنچ گئے اور دوسری چیخ اس کے منہ سے نمودار ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ دفعتًا پنڈت رائے کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور اس نے اپنی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ لئے' وہ بری طرح ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اس نے سینٹر ٹیبل کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے ہاتھ نہیں آ سکی اور وہ اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔

اس دوران میں نے اس ننھے سے وجود کو اچھل کر میز پر کھڑے ہوتے ہوئے اور پھر پنڈت رائے کے سر پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کی پیٹھ پر سے گزرتا ہوا وہ ایک دوسری ٹیبل پر آیا یہاں سے وہ مشینوں پر چڑھ گیا جو جگہ جگہ لگی ہوئی تھیں اور پورے کمرے میں ایک خوفناک بھگدڑ مچ گئی۔

یہ لوگ بہت بردبار تھے۔ بڑی سنجیدگی سے میں نے انہیں اپنے کام کرتے ہوئے دیکھا تھا' لیکن اس وقت وہ کیا بن گئے تھے یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ رانی ہرونت کور بھی ادھر سے ادھر بھاگ رہی تھی۔ وائیلا کے ہاتھوں کے طوطے اڑے ہوئے تھے۔ خود پنڈت ہیوبرٹ احمقوں کی طرح کھڑے کھڑے ایک ایک کی صورت دیکھ رہ تھا اور پنڈت رائے بری طرح اپنا سر پٹخ رہا تھا۔ اس نے اتنی زور زور سے اپنا سر سینٹر ٹیبل پر مارا کہ اس کی پیشانی پھٹ گئی اور خون بہنے لگا اس کا چہرہ خون میں ڈوب گیا تھا۔ پنڈت ہیوبرٹ بری طرح بدحواس ہو کر چیخا۔

"ارے کچھ کرو' کچھ کرو' کچھ' کچھ' کچھ کرو...." لیکن کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے ایک جانب وہ اس چھوٹے سے ننھے سے وجود کو دیکھ رہے تھے جو مشینوں کے پیچھے سے ہوتا ہوا کہیں گم ہو گیا تھا۔ دوسری جانب پنڈت رائے کی کیفیت کے پیش نگاہ ان کی اپنی ذہنی کیفیت خود بگڑی ہوئی تھی۔ پنڈت رائے اب وہاں سے ہٹ کر زمین پر لوٹ رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا ہوا تھا اور اس طرح تڑپ رہا تھا کہ اس کی یہ

اچھل کود دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ پھر پنڈت ہیوبرٹ دروازے کی جانب لپکا اور دروازہ کھول کر باہر بھاگا۔ دونوں عورتیں اب بھی چیخ رہی تھیں۔

"وہ رہا.... وہ بھاگا.... ادھر' اس مشین کے پیچھے' پکڑو.... ارے وہ گیا' دروازہ' دروازہ۔"

پنڈت ہیوبرٹ جس دروازے سے باہر نکلا تھا۔ ننھا وجود بھی اسی دروازے پر پہنچ گیا' پھر وہ دروازے میں غائب ہو گیا۔ اس ہنگامے سے گھبرا کر میں نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی تھی اور ایک دیوار سے جا چپکا تھا۔

ادھر پنڈت رائے اپنے آپ کو کافی زخمی کر چکا تھا اور اب اس کے بدن میں سستی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ پھر جب ہیوبرٹ تین آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا تو رائے کا بدن ساکت ہو چکا تھا۔

"اسے اٹھاؤ.... ٹیبل پر لے چلو۔ وائیلا تیاریاں کرو' وہ.... وہ کہاں ہے....؟"

"نکل گیا.... دروازے سے نکل گیا۔" رانی ہرونت نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

ہیوبرٹ کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں نے رائے کو اٹھا کر ایک میز پر لٹا دیا' ہیوبرٹ اور وائیلا برانٹ نہ جانے کیا کیا کرنے لگے.... رانی ہرونت پہلے اپنی جگہ ساکت کھڑی رہی پھر میرے پاس آ گئی۔

"تم پریشان تو نہیں ہو....؟"

"نہ جانے یہ سب کیا ہو رہا ہے۔" میں نے کہا' اس کے بعد رانی خاموش ہو گئی تھی۔

ہیوبرٹ بہت دیر تک رائے پر جھکا رہا۔ وائیلا اس کی معاون تھی۔ کافی دیر کے بعد ہیوبرٹ اپنے کام سے فارغ ہوا اور وہاں سے پلٹ آیا' جبکہ وائیلا مصروف رہی تھی۔ ان تین آدمیوں کی مدد سے جو پجاریوں کے لباس میں تھے' وائیلا نے رائے کی ناک میں نلکی لگائی اور اسے آکسیجن لگا دی گئی۔

ہیوبرٹ اس دوران ہمارے پاس آ بیٹھا تھا۔ کافی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "میں نے اس عمل کے لئے تشویش کا اظہار کیا تھا لیکن.... اسے منع نہیں کر سکتا تھا۔"

"کیا ہوا پنڈت جی....؟"

"وہی جس کا خطرہ تھا۔ مجھ سے زیادہ تو رائے اس بارے میں جانتا تھا' لیکن وہ اس پروجیکٹ کا انچارج تھا۔ سیسٹک ایک بہت بڑی پاور ہوتا ہے۔ رائے نے شاید اس کی عمر کے حساب سے یہ رسک لے لیا تھا' لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ سیسٹک کی برین پاور نے الٹا کام کر دکھایا۔ رائے اس کے غصے کا شکار ہو گیا۔"

"کیا وہ مر گیا....؟" رانی نے لرزتی آواز میں پوچھا۔

"نہیں.... لیکن اب وہ مردوں سے بدتر ہے۔"

"کیا مطلب....؟"

"اس کے دماغ کے کئی خلئے جل گئے ہیں' اب وہ "کوما" میں ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا علاج ہے....؟"

"ہے بھگوان.... یہ شانتی کے لئے بہت بڑا جھٹکا ہے۔"

"ہاں' افریقہ کے غیر مہذب اور ناقابل عبور علاقوں کے طرز زندگی کے بارے میں اس کی ریسرچ زبردست کامیاب جا رہی تھی۔ وہ ایک خفیہ پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا اور تنظیم کو اس نے جو رپورٹ پیش کی تھی اس کے تحت تنظیم نے اسے زبردست اہمیت دی تھی' کام بھی بہت بڑا تھا واقعی بہت بڑا تھا۔"

"کیا پنڈت جی....؟"

"وہی جو میں نے بتایا۔ صحرائے اعظم صدیوں سے پراسرار ہے۔ اس کی زندگی' وہ زندگی جو پراسرار روایات رکھتی ہے۔ اور یہ روایات صدیوں سے زندہ ہیں۔ قبیلے پھل پھول رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان روایات کی اہمیت ہے۔ وہاں کے وچ ڈاکٹر.... ان کا جادو.... پراسرار علوم کی دنیا میں ایک تاریک پردے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہماری تنظیم شانتی یہی جاننا چاہتی ہے کہ ان پراسرار علوم کے پس پردہ وہ کون سے سائنسی عوامل ہیں جو ابھی تک صیغہ راز میں ہیں۔ وہ عورت کون ہے جو صدیوں سے زندہ ہے اور غسل آتش سے جوانی حاصل کر لیتی ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار روایات۔ رائے نے اپنی زندگی کا قیمتی وقت وہاں گزارا ہے اور وہ کامیابی کی امید ظاہر کرتا تھا۔"

رانی ہرونت نے سر جھکا لیا' کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی۔ "اب کیا کریں گے پنڈت جی....؟"

"بہت بڑی مشکل میں پڑ گیا ہوں' یہ میرا شعبہ نہیں ہے اور میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا' لیکن.... شانتی میں ہر شعبے کے ماہرین موجود ہیں۔ میں ان سے رابطے کروں گا۔ پوری رپورٹ کے ساتھ پنڈت رائے کو فوری طور پر ان کے سپرد کرنا ضروری ہے۔"

"اور وہ....؟" ہرونت کور نے کہا۔

"کون....؟"

"وہ ننھا شیطان۔"

"نہیں' نہ میں دیوانہ ہوں' نہ اس دیوانگی کا شکار ہونا پسند کروں گا' مجھے اندازہ تھا کہ وہ نکل جائے گا۔ اور وہ نکل گیا اب اسکا ہاتھ آنا مشکل ہے۔"

"اور یہ....؟" ہرونت نے میری طرف اشارہ کیا۔ پنڈت ہیوبرٹ مجھے دیکھتا رہا اس نے ہرونت کور کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ہیوبرٹ نے کہا۔

"ہرونتی تم اسے اوپر لے جاؤ۔ یہ دونوں تمہارے ساتھ جا رہے ہیں' میں ذرا دوسرے کام کر لوں۔"

"ٹھیک ہے مہاراج' وہ بس۔" ہرونت کور فکرمندی سے بولی۔

"نہیں.... جہاں تک میرا اندازہ ہے جسمانی طور پر وہ اتنا خطرناک نہیں ثابت ہو گا' تم فکر نہ کرو....." ہیوبرٹ بولا اور ہرونت نے گردن ہلا دی۔ میں ہرونت اور ہیوبرٹ کے دو ساتھیوں کے ہمراہ باہر نکل آیا۔ کچھ دیر کے بعد میں اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔ دل پر ایک عجیب سا بوجھ تھا۔ رانی ہرونت بھی فکر مند سی ایک جگہ بیٹھ گئی تھی۔ وہ کچھ خوف زدہ سی نظر آ رہی تھی۔ خاصی دیر گزر گئی تو اس نے چونک کر مجھے دیکھا' پھر مصنوعی طور پر مسکرا دی' لیکن میں سنجیدہ رہا۔

"ہائے سندرم..... تم اتنے چپ کیوں ہو.....؟" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے پاس آ گئی۔

"اس تنظیم میں تمہارا عہدہ کیا ہے....؟" میں نے غیر متوقع سوال کیا اور اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

چند لمحات وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے خود کو سنبھالا اور بولی۔

"تمہیں تنظیم کے بارے میں کچھ معلوم ہو گیا.....؟"

"مجھے تعجب ہے تم لوگوں کی سوچ پر' دنیا کی تمام باتیں میرے سامنے ہوتی ہیں' میری آنکھیں بھی ہیں ' کان بھی ہیں اور شاید تھوڑا بہت دماغ بھی ہے میرے پاس۔ تم لوگ نجانے مجھے پتھر کا بت کیوں سمجھتے ہو' جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اسے سمجھ بھی رہا ہوں' تنظیم شانتی کے بارے میں..... میں نے سنا ہے اور پنڈت ہیوبرٹ نے مجھے اس کے مقاصد بھی بتائے ہیں' میرا مطلب ہے تم لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپایا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ مجھ سے چھپانا بھی نہیں چاہتے اور پھر تم یہ سوال کر رہی ہو۔"

"باپ رے باپ...." ہرونت کور نے عجیب سے انداز میں کہا۔ چند لمحات اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتی رہی پھر بولی۔

"بس میرا اپنا شوق ہے' حالانکہ مجھے نہ دولت کی ضرورت ہے نہ شان و شوکت کی اور نہ نام کی' لیکن میں تنظیم سے متاثر ہوں اور ویسے بھی یہ ایک لمبی کہانی ہے کہ میں تنظیم سے متاثر کیوں ہوئی۔ یوں سمجھ لو سندرم کہ اس تنظیم نے میرا جیون بھی بنایا ہے اور اپنے بگڑے ہوئے وقت میں میرا ساتھ دیا ہے' جب شاید میں کچھ بھی نہ ہوتی' کچھ بھی نہ رہتی لیکن شاید یہی تھی ان لوگوں کی کہ میں تنظیم کے لئے کام کروں۔ بس یوں سمجھ لو کہ میں اس میں شامل ہو گئی اور جب میں اس میں شامل ہو گئی تو پھر میں نے اسے بہت مفید اور کا

آمد پایا۔ جہاں تک عہدے کی بات کرتے ہو تو اس میں عہدے نہیں ہوتے۔ بہت زیادہ لوگ شامل نہیں ہیں' لیکن جو بھی ہیں اپنی اپنے کاموں کے ماہر ہیں' کچھ چھوٹے موٹے کام کرتے ہیں اور کچھ بڑے کام' جیسے پنڈت ہیوبرٹ یا جیسے دنیا کے بہت سے ملکوں میں پھیلے ہوئے لوگ' سمجھ آ رہی ہے نا میری بات....."

"ہاں..... اور اب جب تم نے زبان کھول ہی لی ہے رانی ہرونت کور تو یہ جو ہنگامہ ہوا ہے مجھے اس کے بارے میں بھی بتا دو۔" میں نے کہا۔

رانی ہرونت کور نروس ہو گئی۔ اس نے گھبرائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا پھر ایک دم کھڑی ہو کر بولی۔

"کچھ دیر رکو میں ذرا باہر نظر ڈال لوں۔" وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی' پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ میں نے کچھ غور نہیں کیا تھا' بلکہ دوسری باتیں سوچنے لگا تھا۔ نیچے گہرائیوں میں جو واقعات پیش آئے تھے میرا ذہن ان گتھیوں کو سلجھانے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا۔ وہ ننھا سا انسان کون تھا....؟ یہ لوگ اس کے ساتھ کیا کر رہے تھے' کیسا چھوٹا سا تھا اور پنڈت رائے..... نہ جانے کیا گورکھ دھندا ہے۔

کافی دیر گزر گئی پھر دروازہ کھلا اور وائیلا اندر آ گئی۔ "ہیلو کملیشو۔"

"ہیلو...." میں نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں گھڑسواری سے کوئی دلچسپی ہے.....؟"

"کیوں.....؟"

"نہیں بتاؤ....."

"میں نے کبھی گھڑسواری نہیں کی۔"

"واہ.... تب تو بڑا مزہ آئے گا۔ میں نے پروگرام بنایا ہے کہ یہاں سے کہیں سیر کو چلا جائے۔ مندر کی عمارت میں رہتے رہتے من بھر گیا ہے۔"

"پنڈت رائے کا کیا حال ہے' یہ بتاؤ...." میں نے کہا اور وائیلا کے حلق سے ایک بے معنی آواز نکل گئی۔ اس نے تھوک نگلا اور پھر بھاری آواز میں بولی۔

"چھوڑو تم کن چکروں میں پڑے ہو۔ ان لوگوں کا کام ہے جو کر رہے ہیں' ہم اپنے کام دیکھیں۔"

"میں تم سے ایک بات کہوں وائیلا' بڑے لوگوں سے کہو بڑے بڑے کام کرتے ہوئے وہ مجھے اپنے سے دور رکھا کریں' تاکہ وہ میرے علم میں نہ آئیں۔ میرے علم میں وہی لایا جائے جس کے بارے میں مجھے بتایا جا سکے۔"

"ہاں.... ٹھ.... ٹھیک ہے' میں ہیوبرٹ مہاراج سے کہہ دوں گی۔" اس نے کہا اور پھر ایک دم سنبھل گئی۔ "مگر تمہیں ان باتوں کے بارے میں نہیں سوچنا چاہئے۔"

"کیسی عجیب باتیں کر رہی ہو وائیلا جو کچھ میری نگاہوں کے سامنے پیش آیا ہے' اس کے بارے میں نہ سوچوں' کیا یہ ممکن ہے؟ اصل میں تم لوگ میرے سوال کا جواب نہیں دے پا رہے' کیا میں یہ بات نہیں سمجھتا کہ رانی ہرونت کور میرے سوالات سے گھبرا کر بھاگ گئی لیکن میں خود تمہیں اس کا حل بتا رہا ہوں جو بات مکمل طور سے میرے علم میں لائی جا سکے وہ میرے سامنے کی جائے۔ میں خود بھی ضرورت سے زیادہ معلومات نہیں چاہتا' لیکن اگر میرے سوالات کے جواب نہ ملے تو کیا میں الجھنوں کا شکار نہیں ہو جاؤں گا....؟" وائیلا نے گردن جھکا لی اور سوچ میں ڈوب گئی پھر کہنے لگی۔

"چلو ٹھیک ہے' میں نے کہہ تو دیا نا کہ ہم آئندہ اس بات کا خیال رکھیں گے' پھر تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو نا....؟"

"میں نے آج تک کسی بات سے منع کیا ہے....؟"

"ایک بات بتاؤ کملیشو' ہماری تمہاری ملاقات کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اس سے پہلے تم کیا کرتے تھے۔ کہاں رہتے تھے۔ کون کون تمہارے ساتھ ہوتا تھا....؟"

اس کے سوال پر میں کسی قدر چکرا سا گیا۔ میں نے غور کیا.... واقعی اس سے پہلے میں کہاں رہتا تھا' میرے ساتھ کون کون ہوتا تھا' لیکن اس سوال کا جواب میرا ذہن نہیں دے سکا۔ مجھے تو بس یہ مندر یاد تھا پنڈت ہیوبرٹ یاد تھی' وائیلا اور رانی ہرونت کور یاد تھی' پنڈت رائے یاد تھا' میں نے شانے ہلا کر کہا۔

"اس مندر کے سوا میں اور کہاں رہ سکتا تھا یہیں تو رہتا ہوں میں ہمیشہ سے' میں نے تو شاید باہر کی دنیا دیکھی بھی نہیں ہے' بس پنڈت ہیوبرٹ' تم.... اور یہ تم کیسے کہتی ہو وائیلا کہ تم میرے ساتھ نہیں ہوتی تھیں' ہم تو ہمیشہ سے ساتھ رہے ہیں.... کبھی الگ نہیں ہوئے۔" وائیلا نے جلدی سے کہا۔

"تم نے مجھ سے سوالات کئے تھے نا' اور مجھے چکرا کر رکھ دیا تھا اب میں نے تم سے سوال کیا ہے تو تم چکرا رہے ہو' بات برابر ہو گئی' اچھا چلو چھوڑو ان باتوں کو۔ آج رات شاید مندر میں دیوداسیوں کا رقص نہیں ہو گا۔ ہم باتیں کریں گے اور میں پنڈت ہیوبرٹ سے کہوں گی کہ اب مجھے اور تمہیں کہیں سیر سپاٹے کو جانے کی اجازت دی جائے۔"

میں خاموش ہو گیا' پھر وقت گزرنے لگا۔ رات کو معمول کے مطابق کھانا وغیرہ کھایا۔ وائیلا کے ساتھ کافی دیر مندر کے عقبی حصے میں چہل قدمی کی پھر اپنی آرام گاہ میں آ گیا اور نیند آنے لگی تو وائیلا مجھے شب بخیر کہہ کر چلی گئی۔ میرے اندر یہ صلاحیت تھی کہ جب سونا چاہتا نیند کو آواز دیتا اور میری آنکھیں بند ہو جاتیں۔ میں سو گیا' لیکن رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا جب میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کچھ آوازوں سے کھلی تھی' میں نے آنکھوں میں تھوڑی سی درز کر کے دیکھا۔ مدہم روشنی میں مجھے پنڈت ہیوبرٹ نظر آیا تھا' لیکن اس سے

زیادہ حیرت مجھے وائیلا پر ہوئی جو نیچے زمین پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"ارے' تم یہاں سو رہی ہو....؟" ہیوبرٹ نے کہا۔

"آپ نے ہی تو حکم دیا تھا۔"

"میرا مطلب ہے زمین پر....؟"

"ہاں' میں اسے شب بخیر کہہ کر چلی گئی تھی۔ آپ کے حکم پر واپس آئی' لیکن اسے جگانا مناسب نہیں تھا۔"

"بڑی بھاگ دوڑ کرنی پڑی ہے۔"

"کیا ہوا....؟"

"وہ اسے لے گئے....؟"

"کہاں....؟"

"بارباڈوس.... وہاں شاید کچھ انتظامات ہیں۔ بے چارہ رائے' بڑی لگن سے کام کر رہا تھا۔ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ اس نے جلد بازی کی۔"

"اس کی زندگی بچ جائے گی....؟"

"زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے' دیکھنا یہ ہے کہ دماغ کا کیا ہوتا ہی' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ زندگی کے بقیہ دن سوتے ہوئے ہی پورے کرے۔"

"سچ تو یہ ہے مہاراج کہ میں بھی خوفزدہ ہوں' اور اب مجھے اس سے بھی ڈر لگنے لگا ہے۔"

پنڈت ہیوبرٹ کچھ دیر سوچ میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ "نہیں ابھی اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے' بڑا اپ سیٹ ہوا ہے اور سارے کام معطل ہو کر رہ گئے ہیں' میں ذہنی طور پر سخت پریشان ہو گیا ہوں' حالانکہ سارا کام پنڈت رائے نے کیا تھا۔ یقیناً اس سلسلے میں ایک میٹنگ کال کرنی پڑے گی اور میٹنگ میں ہی فیصلہ ہو گا کہ اس کے لئے ہمیں آگے کیا کرنا ہے' لیکن ڈیئر وائیلا یہ فی الحال ہماری ہی ذمے داری ہے' خوف اپنی جگہ لیکن کام تو کرنا ہے' میٹنگ میں فیصلہ کیا جائے گا کہ اس پر کنٹرول کرنے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ مجھے تو رپورٹ بھی تیار کرنی ہے کیونکہ میرے خیال میں پنڈت رائے نے مکمل رپورٹ ہیڈ کوارٹر کو نہیں دی تھی اور اپنے طور پر کام شروع کر دیا تھا۔ وہ غلط نہیں تھا اپنی جگہ' لیکن بس جیسا کہ میں نے کہا' ذرا جلد بازی کا شکار ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ پنڈت رائے کی ذہنی قوتیں سو جانے کے بعد اس میں کیا تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ اصل میں یہ ایک بالکل نیا پوائنٹ ہمارے سامنے آیا ہے اور اسے سرخ نشان دیا جا سکتا ہے۔"

"وہ کیا پنڈت ہیوبرٹ....؟"

"وہ یہ ہے کہ ایک شخص میرا مطلب ہے کہ ایک عامل یا ہپناٹسٹ اگر کسی کو ہپناٹائز

کرے اور اس کے بعد خود موت کا شکار ہو جائے یا ذہنی طور پر معطل ہو جائے تو اس کا معمول کس کیفیت میں ہو گا۔ آیا اس کے ذہن سے اس کی ہدایات نکل جائیں گی یا وہ ان ہدایات کے طابع رہے گا۔ ابھی تک تو اس بات کا کوئی اظہار نہیں ہو سکا کہ یہ لڑکا ذہنی طور پر آزاد ہو گیا ہے۔ اگر یہ آزاد ہو جاتا تو تم لوگوں سے اس ننھے وجود کی بات ضرور کرتا اور اس کے لئے مضطرب ہوتا۔ کیا تم نے ایسی کوئی بات اس کے اندر پائی....؟"

"نہیں پنڈت ہیوبرٹ، ابھی تک تو اس نے ایسا کوئی سوال نہیں کیا بلکہ اتفاق سے میں نے اس سے اس کے ماضی کے بارے میں سوال کر ڈالا تھا، یہ اپنے ماضی سے ناواقفیت کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے تو اس مندر میں آنکھ کھولی ہے اور ہمیشہ سے یہیں رہتا ہے۔"

"ویری گڈ، اس کا مطلب ہے کہ یہ ابھی پنڈت رائے کی ہدایات کے زیر اثر ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پنڈت رائے زندہ ہے اس کے دماغ کا کچھ حصہ بیشک ناکارہ ہو گیا ہے لیکن باقی سلامت ہے۔"

میں یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ انہیں سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہیوبرٹ کے لہجے میں بڑا ٹیڑھا پن تھا وہ بہت سے الفاظ مشکل سے بولتا تھا لیکن ان کا مفہوم بہرطور سمجھ میں آ جاتا تھا، اور جو کہانی وہ سنا رہا تھا وہ میری سمجھ سے بالا تر تھی۔ ساری باتیں میرے بارے میں ہو رہی تھیں لیکن میں ان میں سے کوئی بات نہیں جانتا تھا۔ پھر ہیوبرٹ نے کہا۔

"او کے ڈیئر.... میں تمہاری خیریت معلوم کرنے آ گیا تھا۔ تم سب اس ننھے سے وجود سے خوف زدہ ہو، میں جانتا ہوں، لیکن اس وقت تک خود کو سنبھالے رکھو جب تک میٹنگ میں کوئی فیصلہ نہ ہو جائے۔ یہ سب کچھ پنڈت رائے کے ایما پر ہوا تھا۔ ایک اچھا آئیڈیا تھا اور اس نے مجھے اس میں شریک کیا تھا، لیکن واقعات نے جو دوسرے موڑ اختیار کئے ان سے میں الجھ گیا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ان تبدیل شدہ واقعات کے بعد میرے لئے بہت سی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔"

"کیا آپ اس سے ہاتھ اٹھالیں گے....؟"

"ہاں، میرا اپنا کام مکمل نہیں ہو سکے گا۔ میں اس مسئلے میں الجھ کر دوسرے کام نہیں کر سکوں گا۔"

"پھر کیا ہو گا پنڈت جی۔"

"یہ تو میٹنگ کے بعد ہی پتہ چلے گا۔"

"آپ نے کہا تھا کہ اسے رانی ہرونت کے محل میں لے جا کر رکھا جائے، حالانکہ ہرونت خوفزدہ ہو کر بھاگ گئی ہے۔"

"ہرونت بھی اس سے خوف زدہ ہو گئی....؟"

"ظاہر ہے...."

"تم تھوڑا سا وقت گزارو.... ہم سب مشکل میں پڑے ہیں اس میں شیئر تو کرنا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے...."

"او کے، میں چلتا ہوں۔"

"او کے پنڈت جی۔" وائیلا نے آہستہ سے کہا اور وہ باہر نکل گیا مجھے ان سب پر غصہ آ رہا تھا لیکن اپنا ذہن تھکانے اور دل جلانے کے بجائے میں نے سو جانا مناسب سمجھا تھا۔

دوسری صبح جاگا تو وائیلا کمرے میں موجود نہیں تھی۔ میں نے بستر پر لیٹے لیٹے بہت کچھ سوچا، پھر میرے دل میں شرارت جاگ اٹھی، میں انہیں پریشان کروں گا، میں جانتا تھا کہ یہ کیسے پریشان ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ میں بہت خوشگوار موڈ میں وائیلا سے ملا تھا۔

"ہیلو وائیلا...."

"ہیلو...." وہ متفکر لہجے میں بولی۔

"رات کو میں نے خواب میں گھوڑے دیکھے تھے، لاتعداد گھوڑے، میں نے ان پر سواری بھی کی تھی۔"

"اوہ.... اچھا میں نے تم سے تذکرہ کیا تھا نا...."

"ہاں، بس اب تیاری کرو.... میں گھوڑے پر سیر کروں گا۔"

"اوہو.... اتنی جلدی یہ کیسے ممکن ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"کیا مطلب....؟"

"میں گھوڑے پر سواری کرنا چاہتا ہوں ہر قیمت پر.... سمجھیں.... ہر قیمت پر.... تم نے مجھے سیر کے لئے کہا تھا۔"

"میں بہت جلد بندوبست کروں گی۔" وہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"آج.... اگر تم نے بندوبست نہ کیا تو پھر.... میں خود مندر سے باہر چلا جاؤں گا اور جیسے بھی بن پڑا۔"

"نن.... نہیں کوئی بندوبست ضرور ہو جائے گا۔ دیکھو.... میں کوشش کرتی ہوں۔" اس نے کہا۔

دوپہر تک میں نے اسے زچ کر کے رکھ دیا اور وہ نہ جانے کیا کیا بھاگ دوڑ کرتی رہی۔ پھر دوپہر کے بعد اس نے مجھے مندر کے لباس سے چھٹکارا دلایا اور دوسرا لباس پہننے کو دیا۔ مندر کے باہر ایک خوبصورت کار کھڑی ہوئی تھی وہ میرے ساتھ کار میں بیٹھی اور ڈرائیور نے کار چلا دی۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں....؟"

"جہاں تم جانا چاہتے تھے۔" وہ کسی قدر جلے بھنے لہجے میں بولی۔ میں خاموش ہو گیا۔ پھر کار نے ہمیں جہاں اتارا وہ ایک خوبصورت عمارت تھی' ہم اس میں داخل ہوئے اور نہ جانے کیوں مجھے احساس ہوا کہ یہ عمارت میں نے کہیں دیکھی ہے۔ یا اس کے بارے میں کبھی سنا ہے۔ لیکن کہاں یہ یاد نہیں آ سکا تھا۔ البتہ اس حسین عمارت کے ایک انتہائی خوبصورت کمرے میں رانی ہرونت کور نے ہمارا استقبال کیا تھا۔ مجھے علم ہوا کہ یہ ہرونت کا محل ہے۔ محل میں ہمیں ایک بے حد خوبصورت کمرہ دیا گیا اور اسی شام ہمیں دو خوبصورت گھوڑے سیر کیلئے دیئے گئے۔ وائیلا تو گھوڑے کی سواری جانتی تھی لیکن میرے گھوڑے کی لگامیں ایک سائیس پکڑے ہوئے تھا۔ ہم ایک پر فضا مقام پر سیر کرتے رہے' کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔

"تم لگامیں چھوڑ دو..... میں خود گھوڑا دوڑاؤں گا۔"

"یہ آپ کو گرا دے گا۔"

"نہیں..... میں سیکھ چکا ہوں۔" میں نے کہا اور لگامیں اس سے لے لیں۔ پھر میں نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ گھوڑا برق رفتاری سے دوڑنے لگا۔ وائیلا نے خود بھی اپنا گھوڑا میرے گھوڑے کے پیچھے لگا دیا اور نہ جانے کیا کیا چیختی رہی۔ بہرحال میں نے خوب گھوڑا دوڑایا تھا۔ پھر ہم واپس محل آ گئے تھے۔

کوئی سات دن گزر گئے' میں کسی قیمت پر مندر جانے کے لئے تیار نہیں تھا اور مجھے احساس تھا کہ میری وجہ سے ان دونوں عورتوں کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ آٹھویں دن پنڈت ہیوبرٹ محل میں آئے ان کا بڑا زبردست استقبال کیا گیا تھا۔ رات کو انہوں نے کہا۔

"تمہیں جہاز میں سفر کرنا ہے کملیشو۔ ہم تمہیں ایک بہت خوبصورت جگہ بھیج رہے ہیں جہاں تمہیں بڑے سیر سپاٹے ملیں گے۔" نہ جانے کیوں میں ان کی کسی بات سے انکار نہیں کر پاتا تھا۔ پنڈت جی نے رانی ہرونت اور وائیلا کو بتایا۔

"میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسے بارباڈوس بھیج دیا جائے۔ کچھ دوسرے ماہرین رپورٹ کے مطابق اس کا تجزیہ کریں گے اور فیصلے کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمیں اس خطرے سے بھی نجات مل جائے گی۔"

"خطرہ....." میں نے دل میں سوچا۔ یہ خطرہ وہی ننھا سا وجود ہو سکتا تھا' لیکن..... وہ کون ہے..... آہ..... وہ کون ہے..... میں نے سوچا۔ میں جب بھی اس کے بارے میں سوچتا تھا میرے دل میں ایک لکیر سی جلنے لگتی تھی اس وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ مجھے ایک نئے سفر پر روانہ ہونا ہے نہ جانے اب کن واقعات کا سامنا کرنا پڑے۔

وہ سب صاحب اقتدار تھے۔ میں کچھ بھی سوچتا رہوں کر نہیں سکتا تھا وہ جو سوچتے کر ڈالتے تھے۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ مجھے جہاز میں سفر کرنا ہے اور جہاں مجھے لے جایا جائے گا وہ بہت خوبصورت جگہ ہے۔ میرے سامنے ہی یہ بات بھی ہوئی تھی کہ کسی میٹنگ میں مجھے بارباڈوس بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ہے' جہاں میرا تجزیہ ہو گا نہ جانے وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔

مجبور تھا' بے بس تھا' سب کی خواہش پر تیار ہونا پڑا۔ کوئی مشکل بات بھی نہیں تھی بس وہ ہوک' وہ خواہش مجھے پریشان کرتی رہتی تھی جس کے بارے میں' میں خود بھی نہیں جانتا تھا۔ پھر وائیلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم آج رات ایک خوبصورت سفر کر رہے ہیں۔ خود کو تیار کر لو....." میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ پھر وہ جو کچھ کہتے رہے' میں ان کی ہدایت پر عمل کرتا رہا۔ وائیلا میرے ساتھ تھی اور ایک اجنبی جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن وہ سرد چہرے اور بھاری آواز کا مالک تھا۔

آہنی پرندے نے زمین چھوڑ دی اور فضا میں سیدھا ہو گیا۔ خوبصورت عورتیں یکساں لباس میں ملبوس اپنے فرائض انجام دے رہی تھیں۔ وائیلا نے ان میں سے ایک سے کچھ طلب کیا اور میری طرف دیکھ کر بولی۔

"کولڈ ڈرنک لو گے.....؟"

"نہیں....." میں نے جواب دیا۔ وہ طلب کردہ مشروب کے سپ لیتی رہی۔ میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں پھر نہ جانے کیا کیا ہوتا رہا۔ میں شاید سو گیا تھا۔ وقت گزرتا رہا' رات اپنا سفر طے کر رہی تھی۔ میری آنکھ کھل گئی' جاگ کر میں نے اپنی قریبی کھڑکی سے باہر جھانکا۔ شیشے کے دوسری طرف عجیب منظر تھا۔ بادلوں کے سفید پہاڑوں پر چاند کی روشنی رقصاں تھی۔ یہ زمین سے اوپر کی دنیا تھی۔ نہ جانے یہاں کون رہتا ہے یہاں کے لوگ کیسے ہوں گے۔ میں نے سوچا پھر رخ بدل کر وائیلا کو دیکھا' وہ بھی سو رہی تھی۔ جن مسافروں پر نظر جا سکتی تھی ان میں سے بیشتر سو رہے تھے لیکن وہ مسافر ہمارے قریب سے گزر رہا تھا جس نے اتفاقیہ طور پر مجھے دیکھا تھا اور آگے جاتے جاتے رک گیا تھا یوں لگا تھا جیسے اسے شاک ہوا ہو' وہ تڑپ کر میری طرف لپکا تھا۔

"ماہر....." وہ چیختی ہوئی آواز میں بولا اور میں نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"میرے بیٹے' میرے بچے۔" وہ آگے بڑھا اور اس نے وائیلا کو نظرانداز کر کے مجھے دونوں شانوں سے پکڑ لیا۔ وہ مجھے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کے بدن کا بوجھ وائیلا پر آ پڑا تھا۔ وائیلا جاگ اٹھی اور اس ناگہانی پر چیخ پڑی۔ اس کی چیخ بہت تیز تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے اس اجنبی کو خود پر سے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی' پھر وہ زور سے چیخی....

"بچاؤ..... بچاؤ....." اس آواز سے آس پاس کے بہت سے مسافر جاگ گئے۔ سب سے پہلے ہمارے تیسرے ساتھی نے اپنی سیٹ چھوڑی اور برق رفتاری سے آگے بڑھ کر اجنبی کو کالر سے پکڑ کر سیدھا کیا۔ پھر چٹاخ کی آواز ابھری۔

دوسرے مسافر نہ جانے کیا سمجھے اور بہت سی عورتوں کی سہمی ہوئی چیخیں ابھرنے لگیں۔ پھر جہاز کے عملے کے کچھ افراد آ گئے اور انہوں نے بھی اجنبی کو دبوچ لیا۔

"ہائی جیکر....." کسی نے ہانک لگائی اور پورے جہاز میں افراتفری پھیل گئی۔ اجنبی چیخ رہا تھا۔

"چھوڑو' مجھے چھوڑ دو' میں ہائی جیکر نہیں ہوں۔"

"اس کی تلاشی لو....."

"تلاشی لو..... تلاشی لو..... اس کے دوسرے ساتھیوں پر بھی نظر رکھو۔"

"مجھے چھوڑ دو کم بختو..... یہ...... یہ میرا....." اجنبی جدوجہد کر رہا تھا۔

"اس کے پاس اسلحہ نہیں ہے۔"

"پھر یہ کیا کر رہا تھا۔"

"اس نے میری ساتھی خاتون سے بدتمیزی کی تھی۔" ہمارے ساتھی نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔ وہ اجنبی کی کافی پٹائی کر چکا تھا۔

"یہ نشے میں ہے۔" لوگ اپنی اپنی ہانک رہے تھے۔

"خدا کے لئے' خدا تمہیں غارت کرے' خدا کے لئے میری بات تو سن لو۔" اجنبی نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"سنو..... یہ کیا کہتا ہے۔"

"ہاں کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"یہ میرا بچہ ہے' میرا اغوا شدہ بیٹا ہے یہ..... ماہر طبابی ہے اس کا نام' اس سے معلوم کر سکتے ہو۔ میری بات سنو اسے جرمنی کے ایک اسپتال سے اغوا کیا گیا تھا' میں سارے ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ یقیناً اس کے اغوا کنندگان جہاز میں موجود ہوں گے۔ بتاؤ کون ہے اس کے ساتھ..... مس..... تم ہو.....؟" اجنبی نے وائیلا کو دیکھ کر کہا۔

"یہ کوئی خطرناک پاگل معلوم ہوتا ہے' خدا کے لئے اسے قابو میں کرو....." وائیلا خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"اس عورت سے پوچھو..... یہ اس کے ساتھ ہے۔ ماہر کھڑے ہو جاؤ میرے پاس آؤ بیٹے' میں تمہارا باپ ہوں۔" اجنبی نے کہا' لوگ کچھ الجھ گئے تھے۔

"کونسی سیٹ ہے اس کی' اس کی سیٹ پر لے جا کر باندھ دو..... یہ سفر کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

"گدھے کے بچو..... میں ایک معزز آدمی ہوں' میرا نام حارث طبابی ہے' بڑا بزنس ہے میرا' پاسپورٹ دیکھ لو میرا..... یہ میرا بیٹا ہے سارے ثبوت پیش کر دوں گا' غلط نکلیں تو گولی مار دینا..... ماہر کھڑے ہو جاؤ' بیٹے میں....."

"آپ لوگ ایک جگہ جمع نہ ہوں' براہ کرم اپنی سیٹوں پر بیٹھیں' کیا آپ حادثہ کرانا چاہتے ہیں.....؟" عملے میں سے کسی نے کہا۔

"ماہر..... میرے پاس آ جاؤ..... چھوڑ دو وہ جگہ۔"

"مس یہ بچہ آپ کے ساتھ ہے.....؟"

"ہاں بھئی..... یہ میرا کزن ہے ہم بارباڈوس جا رہے ہیں۔" وائیلا نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

"اس کا نام ماہر ہے اور یہ ...... میرا بیٹا ہے' پھر وہ لڑکی ہماری میرا مطلب ہے اس کی ہم نسل بھی نہیں ہے۔ آپ لوگ خود دیکھ لیجئے۔" معمر شخص نے کہا۔

"یہ ہمارا گھریلو معاملہ ہے۔ آپ لوگ اس شخص کو روکئے یہ نشے کے عالم میں بیہودہ الزامات لگا رہا ہے۔" وائیلا نے کہا۔

"مسٹر..... اگر وہ آپ کا بیٹا ہے تو آپ کے پکارنے پر بول کیوں نہیں رہا۔ کیوں لڑکے تمہارا کیا نام ہے.....؟"

"کملیشو....." میں نے آہستہ سے کہا۔

"اور آپ اسے ماہر کہہ کر پکار رہے ہیں۔" لوگوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔ معمر شخص کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات تھے اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"جو کچھ بھی ہے۔ آپ ایک شریف آدمی کی طرح اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھیں۔ برج ٹاؤن پہنچ کر آپ بارباڈوس کے قانون سے رجوع کر سکتے ہیں۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو۔"

جہاز کے عملے کے افراد نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ جہاز کو ایک شدید جھٹکا لگا اور کئی افراد گر پڑے۔ عملے کے افراد بھی بمشکل خود کو سنبھال سکے تھے۔ جو لوگ وہاں آ کھڑے ہوئے تھے وہ خاموشی سے کھسک آئے۔ وہ معمر آدمی بھی اپنی جگہ جا بیٹھا تھا۔ پھر جہاز کو دوسرا جھٹکا لگا جو پہلے سے زیادہ شدید تھا اور متعدد مسافروں کی چیخیں نکل گئیں۔ کسی نے چیخ کر کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" لیکن اس کی آواز اچانک جہاز کے اندر پیدا ہو جانے والی ایک پرشور گونج میں تبدیل ہو گئی۔ کان پھاڑ دینے والی آواز کے ساتھ پائلٹ کیبن سے کچھ کہا

جانے لگا' لیکن سنائی نہ دیا۔ اب پورے جہاز میں شور گونج رہا تھا۔ لوگ چیخ رہے تھے رو رہے تھے اور ایک ہولناک دباؤ سینے پر محسوس ہو رہا تھا' پھر جہاز کا اگلا حصہ نیچے جھک گیا اور جہاز کے تمام مسافر آگے والی سیٹوں پر اوندھے ہو گئے۔ میرے ساتھ بیٹھی ہوئی وائیلا کی کیفیت بھی خراب نظر آ رہی تھی۔ میں حیران تھا اور کچھ سوچنے سمجھنے سے قاصر۔ پھر جہاز کے اندر پھیلی ہوئی آواز شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی تھی اور وہ نیچے کی جانب اتنی تیزی سے جانے لگا کہ پورا وجود فضا میں اڑتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ مسافر حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہے تھے۔ ان میں سے بعض کی کیفیت عجیب ہو گئی تھی ان کی ناک' کان اور منہ سے خون کے قطرے بہنے لگے تھے۔ دماغی کیفیت بالکل ناقابل فہم ہو گئی تھی' میری حالت بھی ان سے مختلف نہیں تھی۔ پھر وہ دھماکہ شاید آخری دھماکہ تھا اور اس کے بعد فضا بالکل پرسکون' غالباً کچھ ہو گیا تھا۔ کیا یہ تو میرے فرشتے بھی نہیں سمجھ سکتے تھے' لیکن سکون کا یہ لامتناہی سمندر میرے اردگرد بھی پھیل گیا تھا اور نجانے کب تک میں سکون کی ان وادیوں میں سفر کرتا رہا۔

پھر اچانک مجھے یوں لگا جیسے ایک دم میرے بدن کو جھٹکا لگا ہو۔ ساتھ ہی ایک دل دوز چیخ ابھری تھی اور میری آنکھیں اس چیخ کی آواز سن کر کھل گئی تھیں' لیکن شاید یہ کوئی انوکھا خواب تھا۔ کوئی ایسا ماحول جو عالم ہوش میں میرے سامنے نہیں تھا۔ یہ سب کچھ تو بڑا اجنبی اجنبی تھا' میں نے حیران نگاہوں سے اپنے سامنے زنجیروں سے بندھے بوڑھے شخص کو دیکھا' جس کا اوپری بدن برہنہ تھا اور اس پر کئی سرخ لکیریں نظر آ رہی تھیں۔ اس کی بغلوں کے پاس زنجیروں کے کڑے بندھے ہوئے تھے اور یہ زنجیریں اوپر جا کر چھت میں لگے ہوئے کنڈوں سے منسلک تھیں اور وہاں سے نکل کر اس کے ہاتھ کی کلائیوں پر لوہے کی ایک کڑی کے ذریعے بندھی ہوئی تھیں' نچلا بدن البتہ آزاد تھا۔ اور وہ عجیب سی شکل میں میرے سامنے تھا۔ یعنی نہ وہ بیٹھا ہوا تھا اور نہ کھڑا ہوا۔ زنجیروں کو چھت سے اتنا نیچے رکھا گیا تھا کہ وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا بھی نہ ہو سکے اور بیٹھ بھی نہ پائے..... البتہ اگر وہ زنجیروں کو پکڑ کر کھڑا ہونا چاہے تو یہ کام اس کے لئے مشکل نہ ہو..... لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا اور میرے ہاتھ میں چمڑے کا ایک چابک تھا اور غالباً خون ابلتی ہوئی یہ لکیریں میرے ہاتھ کے چابک ہی سے بنی تھیں۔ میں نے ناقابل یقین نگاہوں سے بوڑھے شخص کو دیکھا۔ پھر اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے چابک کو اور اس کے بعد کوشش کرنے لگا کہ یہ خواب میرے ذہن میں ٹوٹ جائے کیونکہ بڑا ناخوشگوار خواب تھا۔

بوڑھا چیخ رہا تھا' کسمسا رہا تھا' منہ سے سی سی کی آوازیں نکال کر اپنے زخموں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ انہیں چھونا چاہتا تھا لیکن بے بس تھا' زخموں کو سہلانا بھی اس کے بس میں نہیں تھا لیکن سب سے زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ یہ زخم میرے ہاتھ سے لگے تھے۔ تب ہی مجھے اپنے عقب سے ایک آواز سنائی دی۔

"آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے حیات بس ٹھیک ہے دیکھیں گے یہ کب تک اپنی ضد پر قائم رہتا ہے..... چلو آؤ واپس چلتے ہیں۔"

میری گردن مشینی انداز میں گھوم گئی اور میں نے اس پستہ قامت لیکن توانا شخص کو دیکھا جو بہت قیمتی لباس میں ملبوس کینہ توز نگاہوں سے زخمی بوڑھے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک بلند قامت جوان آدمی کھڑا ہوا تھا جس کی آنکھوں میں سفاک چمک تھی اور اس کے بھاری جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "اسے مرنے نہ دیا جائے اس وقت تک نہ مرنے دیا جائے جب تک کہ یہ ہمیں لوح کے بارے میں سب کچھ نہ بتا دے' آہ افسوس اس کی بیٹی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ورنہ یہ اب تک زبان کھول چکا ہوتا۔"

"ٹھیک ہے طہیر یہ بولے گا ضرور بولے گا..... تم اس لڑکی کی تلاش کا سلسلہ جاری رکھو..... آؤ حیات چلتے ہیں۔" اس شخص نے کہا اور میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ تب اس نے پھر کہا۔

"حیات کیا دیکھ رہے ہو' بس کرو' دروازہ بند کر دو....." تب مجھے احساس ہوا کہ وہ مجھے ہی حیات کہہ کر پکار رہا ہے۔ میں نے پھر آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکی..... خدایا اس خواب کا سلسلہ منقطع کیوں نہیں ہوتا۔ میں یہ بدنما خواب نہیں دیکھنا چاہتا تھا' میں نے آگے قدم بڑھائے تو اپنے قدموں کی پہنچ دیکھ کر حیران رہ گیا آہ یہ میں نہیں تھا' یہ تو کوئی اور تھا' مضبوط اور توانا ہاتھ پاؤں' چوڑا چکلا بدن' بلند و بالا قد..... میں چھ فٹ دو انچ کی بلندی سے زمین کو دیکھ رہا تھا۔ یہ میں تو نہیں ہوں۔ ایک ایسا طلسمی خواب جس کی تعبیر نجانے کیا ہے اور جو بار بار یہ چاہنے کے باوجود کہ اسے نہ دیکھا جائے ذہن کے پردوں پر رقصاں ہے۔

میں چند قدم آگے بڑھا۔ یہ تندرست و توانا جسم میرا نہیں ہے' بخدا میں کسی اور کے بدن میں ہوں' اس دروازے سے مجھے جھک کر نکلنا پڑتا تھا جسے بند کرنا بھی میرے فرائض میں تھا اور میں نے وہ دروازہ باہر سے بند کر دیا اور پھر ان دونوں منحوس انسانوں کو دیکھنے لگا جو ابھی تک اس خواب سے اوجھل نہیں ہوئے تھے' لیکن یہ راہداری اور اس کے بعد کا دروازہ اور پھر وسیع و عریض ہال جس میں پہنچ کر پستہ قد آدمی نے مجھ سے کہا۔

"آرام کرو حیات' ہمیں ابھی انتظار کرنا ہو گا۔ وقت اچھے اچھوں کا دماغ درست کر دیتا ہے۔ جب اسے یہ احساس ہو جائے گا وہ قطعی بے دست و پا ہے تو زبان کھولے بغیر چارہ کار نہیں رہے گا اس کے پاس۔ اور ہمیں کامیابی حاصل ہو جائے گی' جاؤ آرام کرو..... آؤ طہیر۔" اس نے کہا اور نوجوان کے ساتھ ہال کے بڑے دروازے سے باہر نکل گیا' جبکہ میرے قدم خود بخود ہال میں بائیں سمت بنی ہوئی ایک راہداری کی جانب اٹھ گئے تھے۔ یہ سب کچھ شناسا سا تھا' لیکن یہ خواب' آہ یہ منحوس خواب میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا۔

راہداری سے نکل کر میں ایک کھلی جگہ پہنچا اور پھر اس شناسا عمارت کے اس گوشے کی جانب چل پڑا۔ جہاں کئی چھوٹے چھوٹے مکانات نظر آ رہے تھے' چمڑے کا چابک میں نے اپنی کلائی میں لپیٹ لیا تھا اور میں جانتا تھا کہ ان مکانوں کے آخری مکان میں مجھے داخل ہونا ہے کیونکہ وہاں میری رہائش گاہ ہے' میں اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں اس خواب سے کیسے پیچھا چھڑاؤں۔ کوئی ہے جو مجھے چونکا دے۔ آواز دے دے اور میری آنکھ کھل جائے' یہ سب کچھ جو میں دیکھ رہا تھا میرے لئے ناقابل برداشت تھا۔ چھوٹے سے برآمدے کے بعد ایک چھوٹا سا دالان اور پھر وہ کمرہ جس میں میری رہائش گاہ تھی وسیع و عریض کمرے میں آرام اور آسائش کے تمام انتظامات اور میں ایک ایک شے سے واقف تھا اس بستر سے بھی جس کی جانب میں نے قدم بڑھائے' کلائی پر بندھا ہوا چمڑے کا چابک ایک جانب پھینکا اور بستر پر لیٹ گیا۔ اب میں آنکھیں بند کرتا ہوں' پھر آنکھ کھلے گی تو...... تو میں اپنے گھر میں ہوں گا...... ہیا...... ہیا میرے سینے پر ہو گا...... اور وہ کہے گا کہ کیا انوکھا خواب دیکھا تم نے ماہر...... کیا میں اس خواب میں تھا......؟"

میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ میرا ہاتھ سینے پر چلا گیا اچانک ہی مجھے یاد آیا تھا کہ ہیا کو تو میرے سینے پر سے اتار لیا گیا ہے' میں وحشت زدہ انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا لیکن یہ کیسے مان لوں کہ یہ میں ہوں۔ میرا یہ لمبا چوڑا بدن' میں تو ایک چھوٹے سے قامت کا لڑکا تھا اور ہیا' آہ' آہ...... میں زور زور سے اپنے بال نوچنے لگا اور میرے حلق سے ایک وحشتناک آواز ابھری۔

"ہیا...... ہیا...... ہیا......" فوراً ہی کسی کے دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر ایک عمر رسیدہ عورت آ گئی۔

"کچھ چاہئے حیات کسے آواز دے رہے ہو......؟" عورت نے کہا اور میں اسے گھورنے لگا۔ وہ میری خونی آنکھوں کو دیکھ کر ڈر گئی تھی اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار پیدا ہوئے اور اس نے بے چینی سے ادھر ادھر گردن جھٹکی' پھر آہستہ سے بولی۔

"کوئی غلطی ہو گئی حیات' کیا بات ہے مجھے بتاؤ......" میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔
اس کے شانے ڈھلک گئے تھے اور اس کے چہرے پر خوف کی علامتیں چسپاں ہو گئی تھیں۔
اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور دوبارہ کہا۔

"کیا دیر سے آواز دے رہے ہو' معاف کر دو' سماعت میں کچھ فرق آ گیا ہے' آئندہ خیال رکھوں گی۔"

میرے دانت ایک دوسرے سے رگڑ کھانے لگے اور ان کی کڑکڑاہٹ میرے کانوں میں گونجنے لگی' پھر میں نے انگلی کے اشارے سے اسے قریب بلایا اور بوڑھی عورت کے چہرے پر مردنی چھا گئی وہ آہستہ آہستہ کھسکنے لگی' لیکن اس کے منہ سے آہستہ آہستہ نکل رہا تھا۔

"معاف کر دو حیات' آئندہ شکایت کا موقع نہیں دوں گی' وعدہ کرتی ہوں' اب پہلی آواز پر آ جاؤں گی۔" میں نے آنکھیں بند کر لیں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"آنا۔" میرے منہ سے نکلا۔

"بس آخری بار معاف کر دو حیات' یقین کرو میں نہیں دوبارہ۔"

"خاموش ہو جاؤ' مسلسل بولے جا رہی ہو۔ مجھے بولنے دو...... میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں' ہاں پوچھو' ضرور پوچھو۔ لاکھ کوشش کرتی ہوں کہ کوئی غلطی نہ ہو' تم ناراض نہ ہونے پاؤ لیکن...... بدبخت ہوں' کچھ نہ کچھ ہو ہی جاتا ہے۔"

"آنا...... خاموش ہو جاؤ۔" میں نے کہا' پھر مجھے احساس ہوا کہ میں اسے آنا کہہ کر مخاطب کر رہا ہوں اور وہ اس نام سے متوجہ ہو رہی ہے' اس کا مطلب ہے کہ ہمارے درمیان رابطہ ہے' آہ کتنا مربوط خواب ہے۔

بوڑھی خاموشی سے میرے پاس آ کھڑی ہوئی تھی' میں نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔

"مجھے جانتی ہو...... میں کون ہوں۔"

"ہاں' ہاں۔" وہ سراسیمگی آواز میں بولی۔

"کون ہوں میں......؟"

"جناب سالار حیات......"

"سالار حیات۔" میرے منہ سے آہستہ سے نکلا' پھر میں نے کہا۔

"اور تم آنا ہو......؟"

"ہاں۔"

"کیا تم بھی خواب دیکھ رہی ہو......؟"

"نہیں...... خدا کی قسم...... میں سو نہیں رہی تھی۔ کب سے تو میں تمہاری خدمت کر رہی ہوں' تمہیں علم ہے میں دن میں سونا لعنت سمجھتی ہوں' بس ذرا فاصلے پر تھی اس لئے......"

"کب سے میری خدمت کر رہی ہو......؟" میں نے مطلب کے الفاظ اچک لئے۔

"آہ' نہ جانے کب سے۔ اس وقت سے جب تم...... اتنے بڑے...... نہیں اتنے بڑے تھے۔" اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا' اور میں اس کے ہاتھ کی بلندی ناپنے لگا۔ ہاں...... اتنا ہی تو تھا میں...... وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ میں اتنا ہی تھا۔ جب...... جب ہیا مجھ سے بچھڑ گیا تھا۔

پنڈت رائے...... ہیوبرٹ...... وایلا اور پھر نہ جانے کیا ہو گیا تھا۔ بعد میں کیا ہو گیا تھا۔

"کچھ چاہئے حیات......؟" بوڑھی نے کہا۔

"بس ایک بات بتا دو...... میں جاگ رہا ہوں' میں ہوش میں ہوں' مجھے دیکھو کیا میں اتنا

ہی اونچا ہوں' کیا یہ بدن' یہ درختوں کی شاخوں جیسے ہاتھ پاؤں میرے ہی ہیں' مجھے بس یہ بتا دو آنا..... یہ میرا ہی بدن ہے۔" میں نے کھڑے ہو کر کہا۔

"ہاں۔" بوڑھی آنا کے نتھنے پھولنے پچکنے لگے۔ آنا کی سفید ناک سرخ ہو گئی۔ اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "اور اس بدن کی نشو و نما میں' میرے دن' میری راتیں شامل ہیں' لیکن..... ایک ملازمہ ایک نوکرانی کتنی ہی چاہت سے کچھ کرے۔ اس کو اس کا معاوضہ کاغذوں کی شکل میں مل جاتا ہے۔ یہ کاغذ اس کی ممتا' اس کی چاہت کی قیمت ہوتے ہیں' باقی کیا رہ جاتا ہے۔"

میں اسے دیکھتا رہا..... پھر میں نے کہا۔ "یہ کونسی جگہ ہے آنا.....؟"

"تمہارا گھر۔"

"کونسا شہر ہے.....؟"

"ازمیر....." بوڑھی نے کہا۔

"کونسا ملک ہے.....؟"

"ترکی....." وہ بولی۔

"ترکی.....؟" میں نے زیر لب کہا پھر بولا۔ "حارث طمابی کو جانتی ہو.....؟"

"نہیں۔"

"اور اس کے بیٹے ماہر طمابی کو.....؟"

"میں نہیں جانتی۔"

"یہ گھر کس کا ہے.....؟"

"عدلان پاشا کا۔"

"میں جاگ رہا ہوں اور ہوش میں ہوں....." میں نے کہا اور وہ میری صورت دیکھنے لگی۔ تب میں نے نڈھال لہجے میں کہا۔ "تم جاؤ آنا' مجھے تم سے کوئی کام نہیں ہے..... جاؤ....." میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ وہ تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئی۔ بری طرح سر چکرا رہا تھا۔ خداوندا یہ کیا اسرار ہے' میں ایک عجیب و غریب تقدیر کا مالک' جسے عام انسانوں سے مختلف پیدا کیا گیا' جو عام انسانوں کی مانند پروان نہیں چڑھا' میرا بچپن بھی کھو گیا۔ یہ وقت کی طنابیں کیسے کھنچ گئیں۔ میری زندگی کے یہ ماہ و سال کہاں گئے کہاں گم ہو گیا میں۔ اور اگر یہ خواب ہے تو کیسا خواب ہے۔ میں جاگنا چاہتا ہوں' آنکھ کیوں نہیں کھلتی' میرا..... میرا ہیا کہاں ہے اے میرے بھائی' میری چاہت' میرا ہیا.....

بے اختیار میں نے سینہ کھول کر دیکھا۔ ہیا سے جدائی کے زخم کا نشان واضح تھا' بس یہی ایک نشانی باقی رہ گئی تھی اس کی۔ میں اس نشانی کو سہلانے لگا۔ مجھے اس میں ہیا کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ اس لمس سے مجھے سکون حاصل ہوا اور یہ سکون حاصل کر کے میں نے

سوچا کہ میں خواب نہیں دیکھ رہا۔ خواب اتنے مسلسل اور جان لیوا نہیں ہوتے۔ کچھ ہو گیا ہے' کوئی اور انوکھی بات ہو گئی ہے یہ میرا اصل بدن ہے۔ یہ زخم' ہیا کے وجود کے نشان اس بات کا یقین دلاتے ہیں' ہاں وہ طلسم زادے۔ وہ شیطان کے گرگے جنہوں نے ایک تنظیم بنائی تھی۔ اس تنظیم کا نام "شانتی" تھا۔ میں مندر میں تھا وہاں وہ عورت تھی جس کا نام وا یلا تھا' اور وہ پنڈت رائے۔ ان سب نے میری زندگی کو یہ انوکھا رنگ بخشا ہے۔ مگر..... ترکی..... عدلان پاشا..... یہ کون ہیں۔

پھر میں نے خود کو سنبھال لیا۔ میرے اندر میری قوت ابھر آئی۔ جو کچھ بھی ہے' مجھے خود اپنی تلاش کرنی ہو گی' معلوم کرنا ہو گا کہ میں کہاں گم ہو گیا تھا اور میرا ہیا کہاں ہے۔ میں اسے تلاش کر لوں گا۔ وہ مر نہیں سکتا۔ وہ کہتا تھا کہ میں زندہ رہوں گا۔ آپریشن میں میری نہیں' تمہاری زندگی کو خطرہ ہے ماہر..... میں تو زندہ رہوں گا' وہ مجھ سے بہت زیادہ ذہین تھا' اس نے دنیا کو خوب سمجھ لیا تھا..... وہ ضرور مجھے مل جائے گا..... میرے دل نے اندر سے کہا ہاں' وہ ضرور مجھے مل جائے گا.....!

بہت دیر کے بعد بوڑھی آنا نے دروازہ بجایا' باہر سے اس کی آواز سنائی دی۔ "کھانے کا وقت ہو گیا ہے حیات۔" اس کے الفاظ پر مجھے بھوک کا احساس ہوا۔ اور میں اٹھ کر باہر نکل آیا۔ "کھانا لگا دیا گیا ہے کھا لو۔" اس نے دالان کے تخت کی طرف اشارہ کیا جہاں بڑے طشت میں بکرے کی کئی بھنی ہوئی رانیں' روٹیاں' پیاز کے ٹکڑے اور ایک بڑے جگ میں پانی رکھا ہوا تھا۔

"میرے ساتھ اور کون کھائے گا۔" میں نے پوچھا۔

"تمہارے ساتھ.....؟" بوڑھی کی حیرت بتاتی تھی کہ میں تنہا کھانا کھاتا ہوں۔ چنانچہ میں خاموشی سے تخت پر آ گیا۔ اپنی خوراک پر مجھے خود حیرت ہو رہی تھی۔ بکروں کی پرگوشت رانیں گوشت سے محروم ہو رہی تھیں۔ ہڈیاں جھانک رہی تھیں۔ میرے مضبوط دانت پسندیدہ ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر کے ان سے گودا نکال لیتے تھے۔ پھر تمام رانوں کو ننگا کر کے میں نے صفائی کر دی۔ پانی کے لئے غالباً گلاس کے استعمال کی حاجت نہیں تھی چنانچہ جگ بھی خالی ہو گیا۔ تب دو ملازم پھلوں کا ایک بڑا تھال لے کر اندر آئے اور میرے سامنے ادب سے رکھ کر خالی برتن اٹھانے لگے۔ آنا ایک طرف خاموش کھڑی ہوئی تھی مجھے اس کا خیال آیا تو میں نے شرمندگی سے کہا۔

"مجھے معاف کرنا' میں نے تمہیں کھانے کے لئے نہیں پوچھا' آؤ پھل کھاؤ۔" بوڑھی کی آنکھوں میں حیرت چمکی' پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"عزت افزائی کا شکریہ جناب' تم کھاؤ کسی اور شے کی حاجت تو نہیں.....؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"میں جاؤں....؟"

"تم بہتر سمجھتی ہو۔" میں نے کہا اور وہ باہر نکل گئی۔ میں سوچتا رہا۔ بے خیالی کے میں پھل کھاتا رہا۔ حالات پر غور کرتا رہا۔ اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ خواب نہیں بس وہی طلسم ہے جو روز پیدائش سے مجھ پر مسلط ہے۔ اور میں عدلان پاشا کے گھر ہوں۔ یہ کون لوگ ہیں اس کی عقدہ کشائی میں وقت لگے گا۔ لیکن خود سے روشناس ہو کے لئے کچھ اور ضروری ہے۔ میں نے پھل اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن میرے کچھ نہ آیا۔ تب میں نے چونک کر پھلوں کے برتن کو دیکھا جو آیا تھا تو لبالب بھرا ہوا انگور، کیلے، سیب، لیکن اب کیلوں کے چھلکوں کے ڈھیر انگوروں کی بے ثمر ڈنڈیوں کے کچھ باقی نہ تھا۔

یہ پھل کون لے گیا۔ میں نے سوچا۔ اور مجھے اپنے شکم میں ان کی موجودگی کا احسا ہوا۔ تب میں نے اپنی جگہ چھوڑی اور کمرے میں واپس آ گیا۔ یہاں دو الماریاں ر تھیں۔ ان میں سے ایک میں میرے لباس لٹکے ہوئے تھے۔ ان میں چند لباس فوجی ور جیسے تھے سب کے سب قرینے سے استری شدہ لٹکے ہوئے تھے۔ دوسری الماری میں پنڈلیو تک کے جوتے، موزے اور بہترین اسلحہ رکھا تھا۔ اس میں ہر چیز میری شناسا تھی، کچھ ا نہیں لگ رہا تھا یہاں تک کہ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ جو رائفل رکھی ہوئی ہے اس کی میں گولی پھنس گئی ہے اور مجھے اس کی صفائی کرنی ہے۔ پورے کمرے میں جو کچھ موجو وہ میرے لئے اجنبی نہیں تھا، میں نے ذہن پر زور دیا۔ اب خواب کے احساس سے باہر آیا تھا تو اور بھی بہت کچھ یاد آ رہا تھا۔ وہ پستہ قامت شخص عدلان پاشا تھا اور دوسرا..... پاشا..... شاید عدلان کا بیٹا..... لیکن ان دونوں کا مجھ سے کیا تعلق ہے اور میرا نام ماہر ط سے حیات کیسے ہو گیا ہے۔ ان کے پس منظر میں یقیناً وہ کہانی ہے جو میرے ذہن اوجھل ہے اور جس نے زندگی کے نجانے کتنے سال مختصر کر دیئے ہیں۔ اب میں خو سنبھال چکا تھا اور اس بات کا منتظر تھا کہ حالات میں کچھ تبدیلی رونما ہو تا کہ مجھے اپنی ذا سے شناسائی حاصل ہو سکے۔ پھر اس چابک پر نظر پڑی جس پر ابھی بھی خون کی لکیریں مو تھیں اور د ا میرا ذہن ایک عجیب سے کرب کا شکار ہو گ اس بوڑھے قیدی پر میں ہی چابک برسا رہا تھا۔ میرے یہ منحوس ہاتھ ایک کمزور انسان قوت آزمائی کر رہے تھے، آخر کیوں؟ اور اس کیوں کا جواب بھی میرے عقب میں ہی مو تھا۔ یعنی عدلان پاشا اور اس کا بیٹا..... میں غور کر کے ان کے الفاظ یاد کرنے لگا۔ طبیر کس لوح کا ذکر کیا تھا..... آہ سب کچھ ہی پراسرار اور ناسمجھ میں آنے والا ہے، لیکن بہر بوڑھے کی تباہ حالی پر مجھے دکھ ہوا تھا اور یہ احساس میرے لئے بڑا جاں گداز تھا کہ میں آ جلاد کا کردار ادا کرتا رہا ہوں۔ نجانے کب سے..... ظاہر ہے یہ کام مجھے عدلان پاشا اور ا

پاشا کی ہدایت پر ہی کرنا پڑتا ہو گا۔

پھر میں نے اس ٹیلیفون کی طرف دیکھا جس کے تار نہیں تھے اور اسے وائرلیس کہا جاتا تھا، یہ ساری باتیں نا جاننے کے باوجود میں جانتا تھا۔ وہ ایک جانب میز پر رکھا ہوا تھا اور شاید اس بات کا منتظر تھا کہ میں اس طرف دیکھوں تو اس پر آواز ابھرے ٹیلیفون سے ایک موسیقی کی آواز برآمد ہوئی اور میرے قدم اس کی جانب اٹھ گئے۔ میں نے اسے اٹھا کر ایک بٹن دبایا اور کان سے لگا لیا۔

"جی...."

"حیات کچھ دیر آرام کر لو..... چار بجے ہمیں نکلنا ہے، ٹھیک چار بجے تیار ہو کر باہر آ جانا۔"

"حکم عالی...." میرے منہ سے نکلا۔

"او کے...." دوسری طرف سے جواب ملا اور آواز بند ہو گئی۔

"چار بجے...." میں نے دیوار پر لگی گھڑی میں وقت دیکھا۔ دو بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔ پھر میں بستر پر لیٹ گیا اور آنکھوں کو بند کر لیا۔ ذہن میں ایک عجیب سی روشنی اتر رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس روشنی میں نجانے کیا کیا کچھ ہو۔ گڈمڈ خواب جیسی کیفیت...... میں ان خوابوں کے ٹکڑوں کو دیکھتا رہا۔ کبھی ان میں ہرونت کور کوند جاتی تھی اور کبھی وانیلا، پھر بوڑھا ہیوبرٹ اس کے بعد شیطان صفت پنڈت رائے، ڈاکٹر شمٹ، میری ماں، چھوٹے بہن بھائی، حارث طہانی اور نجانے کون کون۔ یہ سب ان خوابوں میں کوندتے رہے اور اس کے بعد جیسے وہ بلب بجھ گیا جو میرے ذہن میں روشن ہوا تھا۔ ہلکی سی تاریکی جو شاید غنودگی کی دوسری شکل تھی، لیکن ٹھیک ساڑھے تین بجے غنودگی کا یہ طلسم بھی ٹوٹ گیا۔ خوابوں میں خواب نہیں نظر آتے، خواب کی منزل تو الگ ہی ہوتی ہے۔ نجانے کیوں دل چاہا کہ خوابوں کی حقیقت پر کچھ معلوم کیا جائے، لیکن دل کی چاہتوں کو بھلا کر میں گھڑی دیکھ کر پھرتی سے اٹھ گیا۔

غسل خانے میں جا کر منہ ہاتھ دھویا۔ مجھے اندازہ تھا کہ چار بجے عدلان پاشا کے ساتھ جہاں مجھے جانا ہے وہاں جانے کے لئے مجھے کون سا لباس زیب تن کرنا ہو گا..... استری کیا ہوا خاکی لباس میرے چوڑے چکلے بدن پر بالکل مناسب آیا تھا۔ پنڈلیوں تک کے جوتے، کمر میں پٹی، پٹی میں پستول جو دونوں جانب لٹکے ہوئے تھے، یہ میرا مخصوص انداز تھا۔ ہاتھوں میں دستانے پہننے کے بعد میں نے بالوں کو درست کیا اور مکمل تیاری کے بعد گھڑی کی جانب نگاہ دوڑائی۔ چار بجنے میں صرف ایک منٹ باقی تھا، چنانچہ میں دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

دروازے کے باہر ایک کھلی لیموزین کھڑی ہوئی تھی اور لیموزین کے پاس سفید وردی پہنے ہوئے ڈرائیور موجود تھا۔ یہ لیموزین خصوصاً عدلان پاشا کے لئے باہر سے منگوائی گئی تھی

اور اس میں عقب میں باڈی گارڈ کے کھڑے ہونے کی جگہ موجود تھی' عدلان پاشا کے ساتھ اس کا بیٹا طہیر پاشا بھی تھا جو دونوں اندرونی عمارت سے برآمد ہوئے تھے اور کشاں کشاں لیموزین کی جانب چلے آ رہے تھے۔ تب وہ دونوں لیموزین میں بیٹھے اور میں ان کے عقب دروازہ کھول کر ان کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ دونوں نے مطمئن نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ ڈرائیو نے لیموزین اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی تھی۔ باہر ایک اجنبی اجنبی سی دنیا پھیلی ہوئی تھی ازمیر کے مخصوص مناظر نظر آ رہے تھے۔ میں نہ ترکی سے واقف تھا نہ اس کے شہر ازمیر سے' لیکن نجانے یہ سب کچھ جانا پہچانا کیوں محسوس ہو رہا تھا۔ لیموزین کا طویل فاصلہ طے ہ اور وہ ایک ایسی جگہ جا کر رکی جہاں ایک بڑا سا آہنی دروازہ لگا ہوا تھا۔ دروازے پر دربان کھڑے تھے جنہوں نے لیموزین کو دیکھ کر دروازہ کھول دیا تھا اور ڈرائیور نے لیموز آگے بڑھا دی تھی۔ چوڑی سی روش تھی جس کے دونوں طرف وسیع و عریض لان پھیلے ہوئے تھے گو یہ لان بے ترتیب تھے درختوں کی شکلیں کچھ ایسی نظر آ رہی تھیں جیسے ان توجہ نہ دی جاتی ہو۔ لان کی گھاس بھی ناہموار تھی' لیکن روش بہت خوبصورت تھی اور ا کا اختتام اس گول سیڑھیوں والی عمارت پر جا کر ہوتا تھا جہاں پہنچنے کے بعد ڈرائیور نے اتر دروازہ کھولا تھا۔ عدلان پاشا اور طہیر دونوں نیچے اتر آئے تو میں بھی اپنی جگہ چھوڑ کر ان پیچھے چل پڑا۔ میرے چلنے کے انداز میں بڑا بانکپن تھا اور وہ دونوں مجھ جیسے باڈی گارڈ موجودگی پر خوش تھے تب میں ان کے ساتھ اندر داخل ہوا اور اندر چند افراد نے ان استقبال کیا۔ یہ سب مقامی لوگ تھے اور مخصوص طرز کے لباس پہنے ہوئے تھے۔

"تقریباً تمام لوگ آ چکے ہیں معزز عدلان پاشا کیا آپ کا باڈی گارڈ آپ کے ساتھ رہے گا.....؟"

"نہیں یہاں آنے کے بعد ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے' سنو تم جاؤ اور گاڑی پاس رہو۔" عدلان پاشا نے کہا اور میں نے ادب سے گردن جھکائی اور فوجی انداز میں چلتا لیموزین کے پاس پہنچ گیا ڈرائیور شاید مجھ سے خوف زدہ تھا۔ اس کے چہرے سے یہی احسا ہوا تھا۔ میں نے دروازہ کھولا اور بیٹھ گیا' جب کہ ڈرائیور ایک درخت کے نیچے جا کھڑا تھا۔ یہ کونسی جگہ ہے' عدلان پاشا یہاں کیوں آیا ہے اس بارے میں مجھے ذرہ برابر معلوم تھا' لیکن بہرحال اپنی ذمہ داری اپنے فرائض پورے کرنا میں اچھی طرح جانتا تھا یوں لگتا تھا جیسے پہلے بھی میں ان دونوں کے ساتھ مختلف جگہوں پر آتا جاتا رہا ہوں۔

انکشافات ہو رہے تھے' میں خود پر منکشف ہو رہا تھا' اور اپنے انوکھے ماضی کے دور کی داستانوں سے نکل کر اب جو اندازہ ہوا وہ یہ تھا کہ ترکی کے ایک امیر عدلان پاشا باڈی گارڈ ہوں۔

یہاں ایک طویل وقت گزارنا پڑا۔ یہاں تک کہ روشنیاں جل اٹھیں۔ مجھ پر آکتا

سوار ہو گئی تھی۔ دوسری طرف ڈرائیور بھی بے حال نظر آ رہا تھا لیکن ہم دونوں صبر و سکون کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔ پھر یہ برا وقت ختم ہوا اور اندر سے بہت افراد برآمد ہوئے۔ کئی لوگ جن میں کچھ عورتیں بھی شامل تھیں۔

ڈرائیور بھاگ کر گاڑی کے پاس آ گیا۔ میں نیچے اتر کر مستعد ہو گیا وہ سب قریب آ گئے تھے۔ ایک خوبصورت عورت نے جس کی عمر پینتیس سال سے کم نہیں ہو گی مسکراتے ہوئے کہا۔

"عدلان' اگر کبھی تم اپنا یہ باڈی گارڈ فروخت کرنا چاہو تو میری طرف سے دس لاکھ ڈالر کی پیشکش یاد رکھنا۔ اتنا دلکش' اتنا حسین اور قدر آور باڈی گارڈ حقیقتاً تمہاری شخصیت کو بہت آگے پہنچا دیتا ہے۔"

پستہ قامت عدلان نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تمہاری پیشکش مجھے منظور ہے' اسے یہیں سے اپنے ساتھ لے جاؤ یوڈی ایرا اور مجھے یہ رقم پہنچا دو۔"

"آہ' میرے الفاظ مذاق نہیں ہیں۔" عورت نے جن نگاہوں سے دیکھا ان سے مجھے شدید نفرت کا احساس ہوا۔ "یہ اس سے بھی قیمتی ہے۔" وہ بولی۔

"ہاں' لیکن اس کے بعد ہمیں تمہارے لئے ایک تعزیتی اجلاس جلد ہی بلانا پڑے گا' کیونکہ فرانس کی ماتھیلا پراشر اپنے تین آدمیوں کی زندگی کھو بیٹھی تھی جن سے اس نے' اسے اغوا کروا کر اپنی دیہی قیام گاہ پر بلایا تھا۔ وہ صرف اس لئے بچ گئی تھی کہ اس وقت اپنے باتھ روم میں بند تھی۔"

"او مائی گاڈ..... کیا یہ سچ ہے۔"

"ہماری تصدیق کے ساتھ۔" ان میں سے چند لوگوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

میرے ذہن کے پردوں پر وہ واقعہ ابھر آیا۔ جب کچھ لوگوں نے مجھے کوئی نشہ آور شے پلا کر اغوا کر لیا تھا۔ بعد میں میری آنکھ ایک حسین خواب گاہ میں کھلی تھی۔ وہاں تین افراد میرے نگران تھے ان میں سے ایک نے مجھے بتایا کہ میں مادام پراشر کا معزز مہمان ہوں۔ میں نے وہاں سے نکلنا چاہا تو انہوں نے مجھے روکنے کی کوشش کی۔ میں نے گھونسے مار کر ان کے بھیجے نکال دیئے اور وہاں سے چلا آیا۔ بعد میں مادام ماتھیلا پراشر نے عدلان پاشا سے درخواست کی کہ اس کا باڈی گارڈ اس پر جو بھی انکشاف کرے اس کے لئے خاموشی اختیار کر لی جائے دوستی کے نام پر..... پھر یہ واقعہ ہمیشہ کے لئے خاموشیوں کی آغوش میں دفن ہو گیا تھا۔

ہم وہاں سے چل پڑے' کئی دوسری جگہوں سے ہوتے ہوئے بالآخر ہم کوٹھی واپس آ گئے۔ پھر معمولات یاد آتے گئے' حیات کی حیثیت سے میں جانتا تھا کہ میں حیات نہیں ماہر ہوں اور ہیا میرا بھائی تھا جو اب نہ جانے کہاں ہے..... ہیا میں تجھے کہاں تلاش کروں۔ تو تو

کہتا تھا مجھ سے کبھی دور نہیں رہے گا..... رات کو بستر پر لیٹ کر سوچتا رہا۔ عدلان پاشا کون ہے، میں کب سے اس کے ساتھ ہوں کچھ یاد نہیں آتا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہیا کو کیسے تلاش کروں۔ یہاں رہنا میرے لئے ضروری نہیں ہے ہیا یہاں نہیں آ سکتا اس لئے اسے تلاش کرنے کے لئے یہاں سے نکلنا ضروری ہے۔ عدلان کو جب یہ معلوم نہیں ہے کہ میں کون ہوں، تو وہ ہیا کے بارے میں کیا جانتا ہو گا..... ایک بار پھر چابک پر نظر پڑی اور مجھے بوڑھا یاد آ گیا۔ اب میری سوچ میں نمایاں فرق تھا۔ اس عمر رسیدہ شخص پر ظلم کر کے مجھے افسوس ہو رہا تھا مگر وہ کون ہے۔ عدلان سے اسے کیا دشمنی ہے۔ کیا بوڑھا مجھے ان سوالات کے جواب دے گا۔

میں بے اختیار اٹھ گیا۔ مجھ سے زیادہ کون جانتا تھا کہ بوڑھا کہاں ہے۔ چنانچہ میں سرونٹ کوارٹر سے نکل کر اس طرف چل پڑا۔ باہر گہری خاموشی کا راج تھا۔ میں پر اطمینان قدموں سے چل کر دوسری عمارت میں داخل ہوا۔ پھر تہہ خانے میں اتر گیا۔ ہال میں ملگجی روشنی تھی اور بڑے بڑے کوچوں پر دو پہرے دار سو رہے تھے۔ وہ دروازہ کھلا ہوا تھا جس کے دوسری طرف بوڑھا موجود تھا۔ میں دروازے پر پہنچ گیا اور کھلے دروازے سے مجھے ایک عجیب سی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے کوئی رو رہا ہو۔ سسکیاں ابھر رہی تھیں۔ میرے قدم رک گئے۔ کئی لمحے میں ساکت رہا، پھر حیرانی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ سوئچ بورڈ دروازے کے پاس تھا، میں نے بٹن دبایا اور کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ اس جگہ جہاں بوڑھا زنجیر سے بندھا ہوا تھا ایک لڑکی بوڑھے کے پاس موجود تھی۔ میلے کچیلے لباس میں ملبوس، لیکن آتشیں چہرہ، سفید سے بال بری طرح منتشر تھے۔ آنکھیں اور چہرہ آنسوؤں سے تر تھا لیکن اس وقت مجھے دیکھ کر بدن میں تھرتھری پھیل گئی آنکھوں اور چہرے پر خوف منجمد ہو گیا۔ پھر بوڑھے کے حلق سے ایک گھگھیائی ہوئی آواز نکلی۔

"نہیں، نہیں..... پلیز نہیں، خدا کے لئے، نہیں، نہ مارو مجھے نہ مارو....."

میں دو قدم آگے بڑھا تو لڑکی نے دونوں ہاتھ آگے کر کے کہا۔ "بس کرو..... خدا کے لئے انسان ہو..... وحشی درندے، وہ تمہارے سامنے وہ..... وہ۔"

میں پھر رک گیا میری سمجھ میں نہیں آیا کیا کروں، کیا کہوں، لیکن اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا مجھے آہٹ سی محسوس ہوئی، کوئی عقب سے آیا تھا۔ اس سے قبل کہ میں پلٹتا اچانک کوئی شے میرے شانے پر پڑی۔ تڑاخ کی آواز ہوئی اور لکڑی کا ایک گول کندہ ٹوٹ کر میرے سامنے آ پڑا۔ یہ کندہ میرے شانے پر لگ کر ٹوٹا تھا اور کندے کا دوسرا ٹکڑا اسی شخص کے ہاتھ میں تھا جس نے مجھ پر وار کیا تھا۔ اب وہ ٹوٹے ہوئے ٹکڑے کو ہاتھ میں پکڑے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا..... میرے ہونٹوں پر سفاک مسکراہٹ پھیل گئی۔

میں اس شخص کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

اس کا نام ارباب طالع تھا اور اسے طہیر پاشا کی ملازمت میں آئے ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا لیکن طہیر پاشا کے معاملات میں وہ بہت دخیل تھا۔ خاموش فطرت اور کسی سے بے تکلف نہ ہونے والوں میں سے تھا۔

لکڑی کا ٹوٹا ہوا کندہ اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔ دوسری طرف لڑکی اور بوڑھے کی بھی بری حالت تھی۔

"ارباب..... طالع....." میرے حلق سے آواز نکلی اور میں اس کی طرف بڑھا۔ اسے ہوش آ گیا۔ اس نے ٹوٹے ہوئے کندے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اس کے نوکیلے سرے کو پوری قوت سے میرے پیٹ میں گھونپنا چاہا، میں نے اپنے بدن کو تھوڑا سا ترچھا کر کے خود کو اس کے نشانے سے بچایا اور دونوں ہاتھوں سے اس کی کلائیاں پکڑ لیں۔ پھر انہیں گھمایا اور وہ دانت کچکچا کر قوت صرف کرنے کے باوجود چت ہو گیا۔ میں نے ایک جھٹکے سے کندہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا، بہت مضبوط لکڑی تھی اور میرے شانے پر ٹوٹی تھی لیکن وہ چوٹ میرے لئے قابل برداشت تھی۔ البتہ میرے ہاتھ کے جھٹکے سے وہ نیچے گر پڑا۔ میں کسی دیو کی طرح اس کے قریب کھڑا تھا۔ اب اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ ملک الموت کے آخری عمل کا منتظر ہو۔ کندہ اس طرح میرے ہاتھ میں تھا کہ میں اسے آسانی سے اس کے سینے میں اتار سکتا تھا۔ میں چند لمحے اس کے سہمے ہوئے چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا جسے اس نے حیران نگاہوں سے دیکھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں اسے سہارا دے کر اٹھانا چاہتا ہوں۔

"اٹھو....." میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"حیات، مجھے زندہ رہنے دو..... خدا کے لئے مجھے نہ مارو۔" وہ پھٹی پھٹی آواز میں بولا اور میں نے پھر پھیلے ہوئے ہاتھ کو جنبش دی، جسے اس بار اس نے تھام لیا تھا۔ میں نے سہارا دے کر اسے کھڑا کیا اور آہستہ سے بولا۔

"میں تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔" یہ کہہ کر میں نے کندہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ "یہ اپنی مشین گن سنبھالو۔" اس نے کندہ پکڑنے کے لئے ہاتھ آگے نہ بڑھائے تو میں نے لاپرواہی سے اسے ایک طرف اچھال دیا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو، یہ لڑکی کون ہے.....؟" میں نے اس سے سوال کیا۔

"کاش تم انسان ہوتے' کاش تم۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"میں حیوان نہیں ہوں' اور کیا یہ میرے سوال کا جواب ہے۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"حیات..... زندگی کا اختتام یہی ہوتا ہے تو یہی سہی' ہم دونوں بڑی محنت کے بعد یہاں داخل ہوئے تھے اور یہ لڑکی ماہہ تبارک ہے' حشم تبارک کی وہ بیٹی جس کے بارے میں عدلان پاشا کا کہنا ہے کہ اگر یہ مل جائے تو تبارک ضرور زبان کھول دے گا۔ چلو گرفتار کر ہم دونوں کو تمہاری توقیر میں اضافہ ہو جائے گا۔"

"صرف اتنا بولو' جتنا میں چاہوں' تم مجھے ہدایات دینے کا اختیار نہیں رکھتے' یہ یہاں کیسے آئی....؟"

"میں لایا ہوں۔" ارباب نے کہا۔

"کیسے....؟"

"آج کی بات نہیں ہے' تین دن قبل میں اسے اپنی کار کی ڈکی میں چھپا کر لایا تھا اسے جنوبی عمارت کے سوکھے کنویں میں چھپا رکھا تھا۔ یہ اپنے بچھڑے باپ سے ملنا چاہتی تھی۔"

"تم نے ایسا کیوں کیا....؟"

"کیوں کہ..... میں اس کا منگیتر ہوں اور حشم تباک کا شاگرد بھی۔"

"لیکن تم تو پاشا کے خادم ہو۔"

"میں نے صرف تبارک کے لئے یہ عہدہ حاصل کیا ہے۔ میں حشم کو یہاں سے نکال لے جانا چاہتا ہوں۔"

"کیا آج....؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں آج کیسے ممکن تھا۔ یہ کام میں موقع ملنے پر کرتا۔" وہ انتہائی خوف اور مایوسی کے عالم میں سچ بول رہا تھا۔

میں خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا' پھر میں نے کہا۔ "اب کیا کرو گے....؟"

"اب کیا کر سکتا ہوں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ اچانک لڑکی اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

"کیا تم ہم پر رحم نہیں کر سکتے' کیا اس بوڑھے شخص کو زخموں سے چور کرتے ہوئے تمہیں رحم نہیں آیا' تم طاقتور ہو...... تمہیں....."

میں نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا اور اس سے کہا: "یہ اپنے باپ سے مل لی' اس سے زیادہ یہاں رکنا خطرناک ہے' اسے لے جاؤ اور اگر بہتر سمجھتے ہو تو اسی خشک کنویں میں چھپا دو' میں کوشش کروں گا کہ اس طرف کوئی نہ جائے۔ اس سے زیادہ یہاں

رکنا تمہارے حق میں بہتر نہیں ہے۔ سونے والے جاگ سکتے ہیں۔ نہ ہی اس وقت تم تبارک کو لے کر جا سکتے ہو' یہ بات تمہیں اچھی طرح معلوم ہو گی۔" یہ جملے ادا کرنے کے بعد میں واپسی کے لئے مڑ گیا۔ وہ میرے الفاظ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے رہے تھے' لیکن اب میں ان کے چہروں کا تاثر نہیں دیکھ سکتا تھا کیونکہ میں باہر نکل آیا تھا۔

اپنی آرام گاہ میں آ کر بستر پر دراز ہو گیا' کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔ ہاں اپنے بارے میں کچھ اور سوچیں ذہن میں بیدار ہو گئی تھیں۔ میں عدلان پاشا کو کہاں سے ملا.....؟ اس کا جلاد کیسے بنا۔ میرے بدن میں یہ قوت' فطرت میں یہ درندگی کیسے پیدا ہوئی۔ نہ جانے کیا ہوا تھا۔ پھر میں سو گیا اور دوسری صبح بادلوں کی تڑتڑاہٹ سے آنکھ کھلی۔ طوفانی بارش ہو رہی تھی۔ کان پڑا شور نہیں سنائی دے رہا تھا۔ وقت بھی کافی ہو گیا تھا..... ابھی بستر میں انگڑائیاں توڑ رہا تھا کہ تھوڑا سا دروازہ کھول کر آنا نے جھانکا اور مجھے جاگتا پا کر جلدی سے واپس پلٹ گئی۔ میں اسے آواز دینے کے لئے منہ کھول کر رہ گیا' لیکن دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور آنا ایک بلوریں ٹرالی دھکیلتی اندر آئی ضرور یہ ٹرالی دروازے کے دوسری طرف ہو گی' ٹرالی پر پھلوں کے جوس کا جگ اور تازہ بھنے گوشت کے ٹکڑے بڑی تعداد میں رکھے تھے جن پر زیتون کے پھول سجے ہوئے تھے' مجھے ایک دم بھوک کا احساس ہوا اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آنا نے ٹرالی میرے بیڈ سے لگا دی تھی پھر وہ واپس پلٹی تو میں نے اسے آواز دے کر روک لیا۔

"بیٹھو آنا....."

"جو حکم سالار....." وہ بیٹھ گئی۔

"کچھ کھاؤ....." میں نے نرم لہجے میں کہا۔ اور وہ حیرانی سے مجھے دیکھنے لگی۔

"مجھ سے کچھ کہا۔"

"اس میں سے کچھ کھاؤ۔"

"شکریہ سالار۔" آنا حیرت سے چکرا کر بولی۔

"تم نے مجھے بہت چھوٹی عمر سے پالا ہے۔"

"ایں..... ہاں۔" اس نے کہا۔

"جو کچھ میں پوچھوں گا بتاؤ گی۔"

"میری مجال کہ سرتابی کروں۔"

"پاشا مجھے کہاں سے لایا تھا....؟"

"آغا نے بتایا تھا کہ جنگل سے' آغا خطرناک مہمات سر انجام دیتا ہے' ایک مہم سے واپسی پر وہ تمہیں ساتھ لایا تھا۔ بتاتا تھا کہ تم شیر زاد ہو اور جنگلی درندوں کے درمیان تھے۔ اس نے تمہیں جال ڈال کر پکڑا اور پھر یہاں لے آیا۔"

"جنگل میں، درندوں کے درمیان۔ شیرزاد.... مگر میں تو.... انسان ہوں۔"
"آغا تمہیں شیر کہتا ہے، اس نے تمہارا نام حیات رکھا ہے۔"
"اس سے پہلے میرا کیا نام تھا۔"
"کچھ نہیں، تمہارے حلق سے صرف غراہٹیں نکلتی تھیں۔"
"میرے خدا...." میرے منہ سے نکلا۔ میرا سر بری طرح چکرا رہا تھا کچھ یاد نہیں آر
تھا۔ جنگلی درندے۔ سب انوکھی باتیں تھیں میرے لئے۔ مجھے ان گمشدہ لمحات میں سے کچ
یاد نہیں تھا۔ پھر میں نے سب سے اہم بات پوچھی۔
"آغا مجھے ایک بات بتاؤ۔ اس دوران جب میں تمہارے پاس پرورش پا رہا تھا تم
کسی ننھے سے وجود کو تو نہیں دیکھا تھا۔ ایک بہت چھوٹا سا انسان جو میرے آس پاس منڈ
رہا ہو۔"
"نہیں سالار.... میں نے ایسے کسی وجود کو نہیں دیکھا ہاں تمہارے اندر ایک نئے انسا
کو دیکھ رہی ہوں۔" اس نے جواب نہیں دیا۔
ہیا کی کوئی خبر نہ پا کر مجھے سخت مایوسی ہوئی تھی۔ اسکے بعد میں کھانا کھا رہا تھا۔ پھر جو
کا جگ حلق میں انڈیل کر میں نے اسے ٹرالی پر پٹخ دیا اور غسل خانے میں داخل ہو
میرے دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ میرا ذہن اس گتھی کو سلجھانے میں نا
تھا۔ بس وہ مندر یاد تھا۔ پنڈت ہیوبرٹ، پنڈت رائے یاد تھا اور وہ تہہ خانہ..... اس کی
میں کہاں کھو گیا تھا یہ لوگ میرے بارے میں کیا کچھ کہہ رہے ہیں۔ ان کی سچائی کا ثبوت
تھا کہ میں اتنا بڑا ہو گیا تھا۔ اس عمارت سے مجھے پوری واقفیت تھی اور میں یہاں بہت
کر چکا تھا۔ بس یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میں حیات کیوں تھا۔
غسل خانے سے باہر آیا تو آغا ٹرالی لے کر جا چکی تھی۔ میں ایک کھڑکی کے پاس جا ک
ہوا۔ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی کچھ فاصلے پر طہیر پاشا ایک کیاری کے پاس بارش
بھیگ رہا تھا۔ میں کچھ سوچ کر اپنی جگہ سے ہٹا اور باہر نکل آیا۔ طہیر نے مجھے دور سے د
اور چیخا۔
"حیات..... ادھر آ جاؤ....." میں اس کی طرف چل پڑا۔ قریب پہنچ کر میں نے عاد
کے مطابق کہا۔
"تعظیم آغا....!"
"آؤ حیات۔ تمہیں بارش کیسی لگتی ہے....؟"
"جیسے دوسرے موسم....!"
"آہ۔ میں تو آسمان سے برستے پانی پر عاشق ہوں۔ بارش کا لطف یہی ہے کہ انسان
وجود پانی پانی ہو جائے، جبکہ دوسرے لوگ اسے دروازوں اور کھڑکیوں سے انجوائے کر۔

ہیں، مگر میں تم سے یہ سب کچھ غلط کہہ رہا ہوں۔"
"آغا خود ہی تشریح کریں، میں سمجھا نہیں...."
"تمہاری تشریح...." طہیر نے کہا پھر ہنس پڑا..... پھر بولا۔ "خدامہ طہورہ نے تمہارے
بارے میں سب سے عمدہ الفاظ کہے تھے وہ یاد ہیں؟"
"نہیں آغا۔"
اس نے کہا۔ "تم ایک خوبصورت درندے ہو۔ ایسے درندے جس کی مادہ نہیں ہے۔"
"وہ زیادہ بہتر جانتی ہوں گی جبکہ مجھے خود اپنے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"
"شاید کوئی دن ایسا آئے جب تمہیں اپنے بارے میں معلوم ہو جائے اور وہ دن بڑا
عجیب ہو گا۔"
"کیوں آغا....؟"
"پھر کون ہو گا جو تمہارے مقابل ہو گا، تم جس قدر خوبصورت، جس قدر طاقتور ہو،
تمہیں اندازہ نہیں ہے۔"
"لیکن مجھے افسوس ہے آغا کہ اس بوڑھے نے آسانی سے میرا وار سہہ لیا اور زبان
نہیں کھولی۔ آہ کاش مجھے اجازت دی جائے کہ میں اس کی زبان حلق سے باہر نکال لوں۔ پھر
اس زبان سے سوال کروں اور کہوں کہ وہ بڑے پاشا کی بات کا جواب دے۔"
"نہیں حیات، وہ بوڑھا ہمارے شاندار مستقبل کا ضامن ہے۔ اس کی زندگی میں ہماری
زندگی ہے، تم نہیں جانتے حیات، آغا عدلان پاشا اب ایک کھوکھلا پہاڑ ہیں، لوگ اس پہاڑ
کے پھیلاؤ سے ہیبت زدہ ہیں، لیکن کسی کو نہیں معلوم کہ اس کے اندر کیا ہے۔"
"میں نہیں سمجھا آغا...." میں نے کہا۔
"ازمیر میں، استنبول میں، انقرہ میں، غازی انتپ اور برسا میں ہماری لاتعداد جائیداد،
تمباکو، فولاد، کرومائٹ اور تانبے کے کارخانے ہیں، لیکن یہ سب غیر ملکی بینکوں میں رہن ہیں۔
ہم پر اٹلی، فرانس، جرمنی اور امریکہ کے بڑے بڑے بینکوں کے قرضے ہیں۔ صرف ایک
لمحہ..... صرف ایک اعلان ہمیں دیوالیہ قرار دے دے گا اور ہم کچھ بھی نہ رہیں گے۔
لیکن..... بوڑھا عالی حشم تبارک، وہ ہماری امیدوں کا مرکز ہے۔ اس کے پاس موجود لوح اگر
ہمیں حاصل ہو جائے تو ہم اپنی تمام مشکلات سے نکل آئیں۔"
"کیسے....؟" میں نے سوال کیا۔
"وہ لوح..... ایک ناقابل یقین خزانے کی کنجی ہے۔ ایک ایسے خزانے کی جس کے
حصول کے بعد ہم نہ جانے کیا بن سکتے ہیں۔"
"خزانہ کہاں ہے....؟"
"پراسرار صحرا میں۔ زمین کے اس واحد خطے میں جو زمانہ جدید میں بھی اپنے اسرار و

رموز سے کسی کو آگاہ نہیں ہونے دیتا' جس کی کشش آج بھی زندگیوں کی قربانیاں لیتی ہے۔ اور ہم جو خزانوں کے متلاشی دیوانہ وار اس کے ناقابل عبور گوشوں کا رخ اختیار کرتے ہیں زندگیاں کھوتے ہیں' لیکن وہ لوح...... زندگی کا پیغام ہے' اس میں زندگی پوشیدہ ہے۔"

"بوڑھا کون ہے.....؟"

"عالی حشم تبارک یمن کا باشندہ ہے۔ بین الاقوامی شہرت کا حامل آرکیالوجسٹ ہے لیکن دیوانہ' جس کے افکار بے وقوفی پر مشتمل ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ پھول درخت کا سرمایہ ہوتے ہیں انہیں ڈالی سے جدا نہ کرو' جو تمہارے لئے مخصوص ہے اس پر اکتفا کرو..... خزانے اگر پوشیدہ ہیں تو کسی کی امانت ہیں ان پر تمہارا حق نہیں ہے۔ انہیں مٹی میں مل جانے دو۔ احمق کہیں کا' درختوں پر پھل بھی تو ہوتے ہیں' اناج زمین کی ملکیت ہے اسے کیوں استعمال کرتے ہو' کوئی عقل کی بات ہے۔"

"اسے کہاں سے حاصل کیا.....؟"

"لمبی کہانی ہے بس ذرا سی غلطی ہو گئی پاشا سے' اس کے ساتھ اس کی اکلوتی بیٹی بھی تھی جسے کچھ نہ کہا گیا۔ کاش وہ بھی حاصل کر لی جاتی' تب بوڑھا ضرور زبان کھول دیتا۔"

"وہ کہاں گئی.....؟"

"بوڑھے کے حصول کے بعد گم ہو گئی۔"

"تلاش نہیں کیا۔"

"چالاک تھی' غائب ہو گئی۔"

"لوح میں خزانے کا نقشہ ہے۔"

"یقیناً ہو گا' یہ تفصیل آغا جانتے ہیں۔ بہرحال کوئی بات نہیں ہے وہ زبان کھولے گا ضرور کھولے گا۔ اس پر تشدد کرتے ہوئے اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ وہ مرنے نہ پائے۔"

"جو حکم آغا....." میں نے گردن جھکا کر کہا۔ پھر میری نظریں کچھ دور عمارت کے ایک جھروکے کی طرف اٹھ گئیں' وہاں ارباب طالع کھڑا ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی وہاں سے ہٹ گیا۔ پھر ایک خادم بھیگتا ہوا آیا اور بولا۔

"بڑے آغا طلب کرتے ہیں' آپ کو....." اشارہ طیر پاشا کی طرف تھا۔ وہ مجھ سے کچھ کہے بغیر وہاں سے چلا گیا اور میں بارش میں بھیگتا رہا۔ پانی کے سرد قطروں کے ساتھ میرے دماغ میں عقل آ رہی تھی۔ مجھے یہاں اپنی موجودگی کے کچھ خاکے تو حاصل ہو گئے تھے' یہ علم بھی ہو گیا تھا کہ ہیا یہاں کبھی نہیں آیا۔ پھر میرا یہاں کیا کام..... میں نہ تو عدلان کا غلام ہوں نہ زرخرید..... اس نے مجھے اپنا باڈی گارڈ یا جلاد کیوں بنا رکھا ہے۔ مجھے تبارک یمنی کا ساتھ دینا چاہئے۔ اس پر موت طاری ہے۔ اسے زندگی کا پیغام ملنا چاہئے۔ روتی ہوئی لڑکی مجھے یاد آ گئی اور میں اس کے بارے میں سوچنے لگا۔ بے چاری سوکھے کنویں میں رہ رہی ہے' کہیں مر ہی نہ جائے۔ وہ تو صرف ایک گہرا گڑھا ہے جہاں زندگی کم اور موت زیادہ ہے۔

بارش نے نہ رکنے کا فیصلہ کیا تھا' لیکن میرے ذہن میں سوچیں اتر رہی تھیں اور میں نے بہت کچھ سوچا تھا' اصل میں مجھے سوچنے کا وقت بھی مل گیا تھا کیونکہ میرے مالکوں نے مجھے آج کوئی ذمے داری نہیں سونپی تھی۔

شام کو ایک سنسان گوشے میں ارباب نظر آیا تو میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔ "آج کا دن میری زندگی کے بدترین دنوں میں شمار ہوتا ہے۔"

"یہ تمہاری کور ذوقی ہے۔ ورنہ یہ بارش تو بہت اچھی لگ رہی ہے۔" میں نے کہا۔

"ہاں بارش واقعی بہت خوبصورت ہے لیکن میرے احساسات نے مجھے زندہ درگور کر دیا ہے۔ میں اس بات سے خوف زدہ رہا کہ کہیں طیر پاشا کو رات کا واقعہ کسی طرح معلوم نہ ہو جائے۔"

"نہیں معلوم ہوا.....؟"

"نہیں' تمہارا شکریہ۔"

"یہاں سے نکلنا چاہتے ہو.....؟"

"ایں..... ہاں۔ سب بڑی خواہش ہے۔"

"پاشا تمہیں تلاش کر لے گا۔"

"نہیں میرے پاس منصوبہ ہے' پاشا ہماری تلاش کے لئے جو ذرائع اختیار کرے گا ہم اس سے مختلف راستے اپنائیں گے بشرطیکہ تم ہمارا ساتھ دو۔"

"میں اگر تمہارا ساتھ نہ دیتا تو تم بھی بوڑھے تبارک کے قریب رسیوں میں جکڑے ہوتے۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"اس کام کی انجام دہی کے بعد مجھے بھی تمہارے ساتھ نکلنا ہو گا ورنہ پاشا میری چندھیاں بکھیر دے گا۔"

"بصد خلوص' تمہاری قربت سے ہمیں ڈھارس رہے گی' ہماری آرزو ہے کہ تم ہمارا ساتھ دو۔"

"اس کے بعد میرا کیا ہو گا.....؟"

"تمہیں ایک دوست' ایک محسن کا درجہ دیا جائے گا۔ ہم سے جو خدمت چاہو گے ہم اس سے انکار نہیں کریں گے۔"

"دنیا میرے لئے نئی جگہ ہے۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ تمہیں میرے لئے کچھ کام

کرنے ہوں گے۔"

"ہمیں خوشی ہو گی حیات۔"

"اور اگر تم نے یوں نہ کیا تو' میں تنہا اس دنیا میں نہ جی سکوں گا اس سے بہتر یہ ہو گا کہ میں تم تینوں کو ہلاک کر کے خودکشی کر لوں۔"

"آہ کاش تم اس بات پر یقین کر لو کہ ہم تمہیں دھوکہ نہیں دیں گے۔" ارباب طالع نے کہا۔

"تب ٹھیک ہے تبارک کو آج رات یہاں سے لے چلو۔" میرے ان الفاظ نے ارباب کا چہرہ سرخ کر دیا۔

"کیا یہ ممکن ہے....؟" بہت دیر کے بعد اس نے کہا۔

پتہ نہیں میری فطرت میں یہ وحشت کہاں سے ابھر آئی۔ دونوں پہریداروں کے سر آپس میں ٹکرائے تو اس طرح پھٹ گئے کہ مجھے خود حیرت ہوئی۔ وہ خون میں نہا گئے اور آواز پیدا کئے بغیر ایک دوسرے پر ڈھیر ہو گئے۔ ماہہ تبارک نے دونوں آنکھیں بند کر لیں اور جھولنے لگی۔ شاید گر پڑتی لیکن ارباب نے اسے سنبھال لیا۔ میں ان حماقتوں سے بے نیاز اندر داخل ہو گیا۔ تبارک کے ساتھ میں نے ماضی میں بہت برا سلوک کیا تھا اس لئے مجھے دیکھ کر ہمیشہ اس کی حالت خراب ہو جاتی تھی۔ لیکن اس وقت میں نے اس کی بندشیں کھول کر بڑی نرمی سے اٹھایا تھا۔

"تمہارے ساتھ جو سلوک میرے ہاتھوں سے کرایا گیا ہے اس پر مجھے بہت افسوس ہے' لیکن اب ایسا نہ ہوگا۔ میرا سہارا لو اور باہر نکل آؤ۔" عمارت کے بغلی حصے میں پہنچ کر میں نے کہا۔ "تم لوگ اس اونچی دیوار پر نہیں چڑھ سکتے' لیکن میں تمہیں بلندی پر پہنچا دیتا ہوں۔ دوسری طرف تمہیں خود کودنا ہو گا۔" پھر میں نے سب سے پہلے بوڑھے تبارک کو اٹھا کر دیوار پر اچھالا وہ احمق واپس آ پڑا تو میں نے دوبارہ اسے اٹھایا اور خود دوسری طرف اچھال دیا۔ بوڑھا دیوار کے دوسری طرف غروب ہو گیا اور ارباب نے آنکھیں بھینچ لیں۔ "آؤ....." میں نے ماہہ کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ تو وہ سسک کر پیچھے ہٹ گئی۔

"اور کوئی ذریعہ نہیں ہے ماہہ.....ہمت کرو..... مگر ایک منٹ حیات۔ پہلے تم مجھے دیوار پر چڑھا دو میں دوسری طرف پہنچ کر ماہہ کو سنبھال......"

ابھی ارباب نے اتنا ہی کہا تھا کہ میں نے اسے پکڑ کر والی بال کی طرح دوسری طرف پھینک دیا۔ احمق' گدھے' ان خطرناک حالات میں تکلفات کر رہے تھے۔ پھر میں نے اس نرم و نازک لڑکی کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ خود میرے لئے اس دیوار کو عبور کرنا مشکل نہیں تھا۔ البتہ جب ہم آگے بڑھے تو تبارک لنگڑا رہا تھا۔

"رفتار تیز کرو..... آغا کے پہرے دار اس کے محل کے باہر بھی گشت کرتے ہیں۔"

میرے کہنے پر انہوں نے رفتار تیز کر دی' لیکن بوڑھا تبارک پیچھے رہ گیا تھا۔ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے پاؤں میں چوٹ آئی ہے' لیکن درحقیقت عدلان پاشا کے محل کے اطراف سے تیزی سے نکل جانا ضروری تھا۔ میں واپس پلٹا' بوڑھے کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور اسے اٹھا کر کندھے پر رکھ لیا۔ پھر برق رفتاری سے آگے بڑھ گیا۔ تبارک کے منہ سے ارے ارے کی چند آوازیں نکلی تھیں اور اس کے بعد اس نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ البتہ ارباب طالع نے اور اس کی ساتھی لڑکی نے آسودہ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور منہ سے کچھ نہیں بولے تھے۔ کافی سفر اسی طرح طے کیا گیا پھر میرے شانے سے آواز آئی....

"میں اب ٹھیک ہوں براہ کرم مجھے نیچے اتار دو۔" سامنے ایک چوڑی سڑک نظر آ رہی تھی جو پر رونق تھی اور روشنیوں سے معمور..... ایک جگہ ارباب رکا اور اس نے کہا۔

"اگر تم لوگ مجھے تھوڑا سا وقت دے دو تو میں ابھی یہاں آ جاتا ہوں۔" اس نے یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد ایک طرف اشارہ کیا اور ہم لوگ وہاں رک گئے' وہ برق رفتاری سے آگے بڑھ گیا تھا۔ مجھے یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ نہ میرے دل میں خوف کا گزر تھا' میں تو ایک جنگلی بیل تھا جو دل چاہا کر ڈالا نتائج پر کون غور کرے یہ فضول لوگوں کا کام ہوتا ہے۔

بوڑھا زمین پر بیٹھ گیا اور لڑکی اس کے قریب بیٹھ کر اس کا پاؤں دیکھنے لگی۔ پھر اس نے بڑی محبت سے بوڑھے کا پاؤں اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور اس کی مالش کرنے لگی۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ جب بھی اس کی نگاہ مجھ پر پڑتی وہ کسی قدر خوف کا شکار ہو جاتی تھی' ایسے لوگ مجھے ناپسند تھے۔ چنانچہ میں نے ان کی جانب دیکھنا چھوڑ دیا۔ البتہ وہ روشنیاں میری نگاہ سے اوجھل نہ رہ سکیں جو کسی کار کی تھیں اور ہماری ہی طرف آ رہی تھیں۔ لمبی سی خوبصورت کار تھی جو ہمارے نزدیک آ کر رک گئی اور اس میں سے ارباب طالع نیچے اترا' پھر اس نے جلدی سے کہا۔

"بیٹھو بیٹھو..... پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ اور تم حیات براہ کرم میرے پاس آ بیٹھو۔ لیکن اس سے پہلے ذرا اس شخص کو اٹھا کر ان جھاڑیوں میں پھینک دو۔"

میں نے قریب سے دیکھا تو ڈرائیونگ سیٹ کے برابر والی سیٹ پر ایک متناسب جسامت کا آدمی نظر آیا جس کی گردن اس کے سینے پر ڈھلکی ہوئی تھی اور جس کے جسم پر ڈرائیور کی وردی تھی۔ غالباً ارباب طالع نے اسے بے ہوش کر کے یہ کار حاصل کی تھی۔ میں نے بے ہوش شخص کی بغلوں میں ہاتھ ڈالا اسے اٹھایا اور جھاڑیوں کی جانب اچھال دیا جو اس سڑک کے نشیب میں واقع تھیں۔ لڑکی نے آنکھیں زور سے بھینچ لی تھیں' کیوں کہ اسے اندازہ تھا کہ اتنی دور سے پھینکے جانے والے ڈرائیور کے جسم کی ہڈیاں کس کیفیت کا شکار ہو گئی ہوں گی۔ بہرحال ارباب طالع نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ میں نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"تم تو بہترین چور ہو....." وہ پھیکی سی ہنسی ہنس کر خاموش ہو گیا۔ اور کار کی رفتار تیز کرتا رہا۔ مجھے اس سے غرض نہیں تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے' بس میں خاموش بیٹھا ہوا تھا اور میں نے سیٹ کی پشت سے گردن ٹکا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ نیند کا غلبہ تو نہیں تھا لیکن بس کچھ سستی سی سوار تھی۔ جو کچھ کیا تھا اس پر پشیمان نہیں تھا۔ پتہ نہیں عدلان پاشا نے مجھے اپنا غلام کیوں بنا لیا تھا۔ ایک طویل وقت تو اس کے ساتھ گزار لیا تھا میں نے' لیکن ہوش و حواس کی واپسی نے میری اپنی شخصیت کو جگا دیا تھا۔ میں تو خود ایک اتنے بڑے دولت مند باپ کا بیٹا تھا کہ اگر عدلان پاشا دولت سے مقابلہ کرتا تو شاید کسی بھی طور مجھے اپنے آپ سے کم نہ پاتا۔

سفر خاصا طویل رہا اور اس کے بعد کچھ دیر کے لئے یہ گاڑی پٹرول پمپ پر جا رکی۔ میں نے یہ جاننے کے لئے کہ گاڑی کیوں رکی ہے آنکھیں کھولیں تو پٹرول پمپ دیکھ کر دوبارہ بند کر لیں' لیکن پھر ماہہ نے مجھے پکارا۔

"مسٹر حیات پلیز....." میں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو وہ ریپر میں لپٹا ہوا ایک ہیمبرگر اور کافی کا کاغذی گلاس لئے کھڑی تھی..... "پلیز....." اس نے دونوں چیزیں میری طرف بڑھائیں تو مجھے ہنسی آ گئی میں نے کہا۔ "نہیں شکریہ۔"

"لے لیجئے۔ سفر تھوڑا سا دلچسپ ہو جاتا ہے۔" وہ بولی۔ تب میں دروازہ کھول کر نیچے اترا اور ہیمبرگر کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔ میں نے کاؤنٹر سے ایک درجن ہیمبرگر اور کافی کا ایک بڑا جگ طلب کیا اور ارباب کو ادائیگی کا اشارہ کر کے کار میں آ بیٹھا۔ نہ جانے کس کس نے مجھے حیرت کی نگاہ سے دیکھا تھا' مجھے اس کی چنداں فکر نہ تھی۔ اگر سفر کو کافی اور برگر سے دلچسپ بنانا تھا تو پھر اشیاء میری ضرورت کے مطابق تو ہوں۔ ارباب نے کار آگے بڑھا دی تھی۔ میں نے سفر کا مشغلہ جاری رکھا اور ہیمبرگر کے خالی پیکٹ سڑک پر اچھالتا رہا۔

اچانک ماہہ تبارک نے سنسنی خیز لہجے میں ارباب کو مخاطب کیا۔ "ارباب..... ہماری نشاندہی مشکل تو نہ ہو گی' گاڑی' پٹرول پمپ' اور ...... اور....." اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا' غالباً کہنا چاہتی تھی کہ میری غیر معمولی خریداری۔ جو باآسانی راز کھول سکتی ہے۔

"ہاں مجھے اندازہ ہے' لیکن اس میں جتنا وقت لگے گا اتنے وقت میں ہم نکل چکے ہوں گے اس کے علاوہ عدلان ایک سرمایہ دار شخص بے شک ہے پولیس کمشنر نہیں ہے۔"

کافی کا بلوریں جگ بھی میں نے لذیذ کافی کے آخری قطرے کو چوسنے کے بعد باہر اچھال دیا۔ پھر زبان کے تلخ ذائقے کو صاف کر کے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے بعد جاگا تو اجالا پھوٹ گیا تھا اور کار رک چکی تھی۔ ارباب نے عاجزی سے کہا۔ "حیات ہم منزل پر پہنچ گئے ہیں' کار سے اترنا ہو گا۔" میں خاموشی سے نیچے اتر آیا۔ کوئی دو فرلانگ کا فاصلہ طے کرنا

پڑا۔ اس کے بعد ایک عمارت میں داخلہ ممکن ہو سکا۔ لوگوں سے گفتگو کے معاملات ارباب نے طے کئے۔ مجھے جس چیز سے کوئی غرض نہیں ہوتی تھی اسے میں ساعت سے دور ہی رکھتا تھا۔ ایک ملازم نے ہمیں ڈرائنگ روم میں پہنچا دیا اور مسلسل پندرہ منٹ انتظار کے بعد ایک پستہ قامت شخص قیمتی گاؤن میں ملبوس اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے کا رنگ تانبے کی مانند تھا۔ جسامت معمولی لیکن بدن شدید مشقت کا عادی نظر آتا تھا۔ آنکھیں نیند سے قبل از وقت جاگنے کی وجہ سے چندھیائی ہوئی تھیں اور ہونٹوں پر نمودار ہونے والی مسکراہٹ قطعی مصنوعی تھی۔

"آخاہ..... میری جان ارباب..... لیکن اس وقت اس حال میں۔" اس نے کہا۔ پھر باقی لوگوں کو دیکھ کر اس نے خود ہی کہا۔ "یوں لگتا ہے جیسے تم نے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنا دیا ہے۔ یہ لوگ....."

"تمہارا خیال درست ہے۔" ارباب نے کہا۔

"میں نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے یہ تو..... عدلان پاشا کا سب سے وفادار خادم ہے۔"

"اب ہمارا دوست ہے لیکن ہمارے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے' اور تم جس قدر جلد ہمارا کام کر دو گے ہمارے لئے اتنا ہی سود مند رہے گا۔"

"تمہاری کشتی تیار ہے' میں جس چیز کا سودا کر لیتا ہوں اس کی تکمیل میرے سینے پر بوجھ بن جاتی ہے۔"

"تو پھر ہمیں وہاں پہنچا دو۔"

"ابھی..... اسی وقت.....؟" وہ حیرانی سے بولا۔

"ہاں' سورج بلند ہونے سے قبل اگر ہم ترکانیہ سے نکل جائیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔"

"ناممکن....." وہ حتمی لہجے میں بولا۔

"کیوں.....؟" ارباب کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"دریائے ہبا صرف ماہی گیروں کی ملکیت نہیں ہے' اس سے بہت سی سرکاری سرگرمیاں بھی عمل پذیر ہوتی ہیں' اس لئے یہ نہ سمجھو کہ ہم حسب مرضی سب کچھ کر لیں گے۔ ماہی گیر عموماً سورج ڈھلنے کے بعد اپنے سفر کا آغاز کرتے ہیں اور ماہی گیری کے لئے نکلتے ہیں۔ اگر نامناسب وقت پر کوئی ماہی گیر کشتی دریائے ہبا میں آگے بڑھتی نظر آئے تو اس پر سو نگاہیں نگراں ہو جائیں گی اور تم لوگ خواہ مخواہ بحری پولیس کی نگاہوں میں آ جاؤ گے۔ مناسب وقت شام کو چھ بجے کے بعد ہے اور میری رائے ہے کہ تم کوئی خطرہ مول نہ لو....."

"آہ یہ تو بڑا مشکل عمل ہو جائے گا....."

"لیکن محفوظ....." اس شخص نے کہا۔

"کوئی ایسی ترکیب بتاؤ یوساف کہ ہم یہاں سے جلد از جلد نکل جائیں۔"

"بہترین ترکیب یا تجویز یہ ہے کہ شام تک میرے مہمان رہو اور چھ بجے میں تمہاری کشتی تمہارے حوالے کر دوں اور اس کے بعد دریائے ہمبا میں تمہاری مہارت کا آغاز ہو جائے....."

ارباب طالع گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ "اگر یہ مجبوری ہے تو اسے قبول کرنا ہی ہو گا' لیکن ہمارے لئے بڑے مشکل وقت کا سامنا ہے' پتہ نہیں عدلان پاشا ہماری تلاش کے لئے کون کون سے ذرائع استعمال کرے۔"

"تب پھر تو یوساف بے پر اعتماد کرو میں تمہیں مکمل پناہ دیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے یوساف میرے دوست' اب ہم تمہارے ایک روزہ مہمان ہیں۔"

"میں ابھی ملازموں سے کہہ کر تمہاری آسائش کا بندوبست کرتا ہوں۔" وہ اٹھا اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

بوڑھے شخص اور لڑکی کے چہرے پر پریشانی کے آثار چسپاں تھے وہ کہنے لگی۔

"ہم یہ تو نہیں کہتے کہ عدلان پاشا روشن ضمیر ہے اور ہماری تمام کارروائیاں اسے لمحول میں معلوم ہو جائیں گی' لیکن کیا اس کے وسائل اور کیا وہ نشانات ہماری نشاندہی نہ کریں گے' آہ کاش ہم اس وقت یہاں سے نکل سکتے' لیکن اس شخص کا کہنا بھی درست ہے' واقعی یہ مشکل مرحلہ ہو گا۔" بوڑھا تبارک پہلی بار بولا۔

"اب میں بہتر حالت میں ہوں' کیا تم لوگ مجھے صورت حال بتاؤ گے.....؟"

"ہاں عالی حشم' یہ شخص یوساف بے ترکانیہ کا ایک بڑا ٹھیکیدار ہے' اس کی اپنی کشتیاں بھی ماہی گیری کرتی ہیں یوں سمجھ لیں کہ یہ ترکانیہ میں مچھلیوں کا سب سے بڑا تاجر ہے اور چھوٹے چھوٹے ماہی گیر اپنی مچھلیاں اس کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں' اس کا کشتیاں بنانے کا کارخانہ بھی ہے۔ میں نے یہ منصوبہ پہلے ہی ذہن میں ترتیب دے لیا تھا ہم یہاں سے دریائے ہمبا کے ذریعے ترکی کی سرحد عبور کریں گے اور بلغاریہ کے شہر برگاس میں پہنچ جائیں گے۔ برگاس پہنچنے کے بعد ہمارے لئے کوئی مشکل' مشکل نہیں رہے گی کیونکہ وہاں میرے پاس سب سے مناسب انتظام ہے۔ دریائے ہمبا کا یہ سفر البتہ نہایت مشکل رہے گا۔ میں نے زبردست معاوضہ ادا کر کے قصبہ ترکانیہ کے اس ٹھیکیدار کے ذریعے ایک کشتی کرائی ہے اور یہ تمام صورت حال کو جانتا ہے۔ بھلا آدمی نہیں ہے اسلئے کہ عموماً برے کام کرتا رہتا ہے' میرا مطلب ہے کہ انسانوں کی اسمگلنگ سمیت یہ وہ تمام کام کر لیتا ہے جس سے اسے معقول آمدنی ہو سکے۔ میرا خیال ہے تمام صورت حال آپ کی سمجھ میں آ گئی ہو گی۔"

بوڑھا تبارک مدبرانہ انداز میں گردن ہلانے لگا۔ دیر تک وہ اسی طرح گردن ہلاتا رہا۔

پھر آہستہ سے بولا۔

"صورت حال مخدوش ہے' لیکن ہمارے پاس دوسرے ذرائع بھی تو نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے اپنے آپ کو وقت کے فیصلوں پر چھوڑ دو۔"

میں نے خاموشی سے تمام تفصیل سنی اور ایک عجیب سی بے چینی محسوس کرنے لگا تھا پھر یوساف بے ہمارے پاس آ گیا اور بولا۔

"چار بستروں کا ایک کمرہ تیار ہو گیا ہے۔ تم لوگ میرے ساتھ آ جاؤ۔" ہم سب اٹھ گئے تھے' کمرہ اسپتال کا جنرل وارڈ معلوم ہوتا تھا لوہے کے قدیم پلنگ جن پر پرانے گدے بچھے ہوئے تھے لیکن چادریں اور تکئے فراہم کئے گئے تھے۔ "یہ تمہارے لئے ہیں۔" یوساف بے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر بولا۔ "ناشتہ کرنے کے بعد سونا پسند کرو گے یا جاگ کر ناشتہ کرو گے۔"

"بہتر ہے کہ ناشتہ مل جائے۔" ارباب نے کہا۔

"ملازموں کو جگانا پڑے گا' لیکن ٹھیک ہے کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے۔" وہ باہر نکلا تو ارباب بھی اس کے پیچھے باہر نکل گیا۔ پھر چند لمحوں میں واپس آ گیا اس کے بعد وہ سب مریضوں کی طرح بستروں پر لیٹ گئے' میں بیٹھا رہا۔

"حیات' تم بھی لیٹ جاؤ۔"

"میں اپنی نیند پوری کر چکا ہوں۔"

"بیٹھے بیٹھے۔"

"ہاں' میں کھڑے کھڑے بھی سو جاتا ہوں اور اکثر ایسا ہوا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تم واقعی باکمال ہو۔" ارباب نے کہا۔

"تم بھی باکمال ہو سکتے ہو....."

"کیسے.....؟"

"اپنے آپ پر غالب رہو۔ بھوک' پیاس' نیند' ہر طلب تمہارے اندر سے ابھرتی ہے۔ اس طلب کو پوری کرنے کی جدوجہد کرو' نہ کر سکو تو خود کو اس سے بے نیاز کر لو۔ اس احساس کو قتل کر دو..... ورنہ وہ تمہیں قتل کر دے گا۔ ہمیں جو شے دستیاب نہ ہو اس کی ضرورت سے گریزاں ہو جائیں کام ہو جاتا ہے۔"

"مگر کتنی دیر.....؟" اس بار ماہہ نے کہا۔

"جتنی دیر اس کے حصول میں لگے..... میں نے جدوجہد ختم کرنے کے لئے نہیں کہا ہے۔"

"واہ۔" تبارک بے اختیار بولا۔ اس کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات تھے' وہ کچھ دیر مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "یہ کون ہے ارباب.....؟" ارباب اور ماہہ اسے دیکھنے لگے۔ انہوں

نے کوئی جواب نہیں دیا تو تبارک خود ہی بولا۔ ”میں نے اسے صرف ایک جلاد کے روپ میں دیکھا ہے لیکن اب....؟“ وہ خاموش ہو گیا۔

پھر خاصی دیر کے بعد ناشتہ آیا۔ دو ٹرالیاں تھیں ایک پر ان تینوں کے لئے ناشتہ تھا دوسری پر بہت کچھ تھا جو میرے لئے تھا۔ غالباً ارباب اسی لئے یوساف کے پیچھے گیا تھا کہ اسے میرے ناشتے کے بارے میں ہدایت دے دے۔

ملازم ناشتہ لگا کر چلے گئے تو سب نے ناشتہ شروع کر دیا۔ تبارک کہنے لگا۔

”یہ شخص بڑا مہمان نواز معلوم ہوتا ہے۔ اس نے جو کچھ دیا ہے اس سے اس کی فطرت کا پتہ چلتا ہے۔“

”نہیں حشم.... یہ بات نہیں ہے، کشتی کی قیمت اسے اس کی خواہش کے مطابق چکائی گئی ہے اور اس وقت کے قیام اور دن بھر کے قیام کی قیمت بھی میں نے اسے ایڈوانس ادا کر دی ہے۔“

”ارے.... کب....؟“ ماہم بولی۔

”کچھ دیر قبل.... جب میں اس کے پیچھے باہر نکلا تھا۔“ تبارک نے گہری سانس لے کر خاموشی اختیار کر لی تھی ملازم ناشتے کے خالی برتن لے گئے تو سب بستروں پر دراز ہو گئے۔ انہوں نے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ پھر وہ نیند سے مغلوب ہو گئے اور میں خاموشی سے بیٹھا حالات پر غور کرتا رہا۔ میں نے جو کچھ کیا تھا اس پر پشیمان نہیں تھا۔ پہلے تو حالات کا تجزیہ میں نہ کر سکا تھا نہ جانے کیا ہوا تھا۔ میری زندگی کے گمشدہ سال میرے لئے معمہ بنے ہوئے تھے۔ دلی آرزو تھی کہ اس گمشدہ عمر کو تلاش کروں دوسری خواہش تھی کہ ہیا مجھے مل جائے۔ اس کے علاوہ کوئی خواہش میرے دل میں پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ باقی رہا عدلان کا معاملہ.... تو وہ بے اوقات شخص بھلا مجھے کیا غلام بنا سکتا تھا۔ نامعلوم سحر نے مجھے اس کے احکامات پر عمل کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ورنہ.... ایسا کبھی نہ ہوتا یہ بھی اس کی خوش بختی تھی کہ میں نے اس سے اس جسارت کا انتقام نہیں لیا تھا۔ البتہ اب آگے کے اقدامات کا فیصلہ کرنا تھا۔ میں نے اس بارے میں ارباب سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کی مدد کی ہے۔ اسے میری مدد کرنی ہو گی۔ میں سب سے پہلے ہیا کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔ پھر ایک نگاہ حارث طہابی اور اپنی والدہ کو دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ بس اس کے بعد میرا مستقبل کیا ہو گا میں اس کے بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔

میں نے ایک بیزار نگاہ سوتے ہوئے لوگوں پر ڈالی پھر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ یہاں کب تک بیٹھا رہوں۔ چنانچہ میں باہر نکل آیا۔ کسی کی رہائش گاہ میں یوں گھومنا ایک اخلاقی جرم ہو سکتا ہے لیکن میں باہر نکلنا چاہتا تھا اور باہر جانے والے راستوں کی تلاش میں ہی اس راہداری میں جا نکلا جہاں ایک کھلی کھڑکی سے مجھے وہ گفتگو سنائی دی۔ کسی عورت نے کہا۔

”ہاں، عدلان پاشا تو بہت بڑی شخصیت کا مالک ہے، اگر اسے کسی طرح علم ہو گیا کہ تم نے ان کے مفروروں کی مدد کی ہے تو اپنا حشر جانتے ہو کیا ہو گا۔“ میرے قدم بے اختیار رک گئے۔

”پھر بتاؤ کیا کروں....؟“ یہ یوساف بے کی آواز تھی۔

”میرا مشورہ مانو گے....؟“

”بولو....“

”فوراً عدلان پاشا کو ان کے بارے میں فون پر اطلاع دو۔ ڈائریکٹری میں اس کا نمبر مل جائے گا۔ اسے بتاؤ کہ فرار ہونے والے یہاں موجود ہیں۔ یہ شام تک رکیں گے۔ اس دوران عدلان پاشا ان کی گرفتاری کا انتظام کر لے گا۔ بلکہ یوں کرو.... دوپہر کے کھانے میں انہیں خواب آور سفوف دیدو اور پھر انہیں رسیوں سے کس دو۔ عدلان جیسی شخصیت کے لئے تم نے یہ کارنامہ سرانجام دے دیا تو ہمیں بے شمار فائدے حاصل ہوں گے جن نئے لائسنسوں کے لئے تم کوشش کر رہے ہو۔ ان کے لئے عدلان کی سفارش بڑی کارآمد ثابت ہو گی۔“

”ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارا مشورہ پسند ہے۔“

”تو پھر اٹھو.... اور سب سے پہلے عدلان سے رابطہ قائم کرو....“ عورت نے کہا اور شاید یوساف اٹھ گیا۔ میرے دماغ میں ایک روشن لہر گزر گئی۔ یہ کیا ہو رہا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہو گا.... یوساف کو اس عمل سے روکنا ہے، اسے اس لالچ اور بدعہدی کی سزا دینی ہے۔ میرے قدم متحرک ہو گئے۔

کھڑکی سے ہٹ کر میں دروازے پر آیا۔ اسے دبا کر دیکھا۔ اندر سے بند نہیں تھا چنانچہ میں نے اسے دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یوساف اور اس کی ساتھی عورت جو اس کی بیوی معلوم ہوتی تھی مجھے دیکھ کر اچھل پڑے۔ وہ میرے اس طرح داخلے پر اعصابی کشیدگی کا شکار ہو گئے تھے۔ اس لئے کچھ لمحے بول بھی نہیں سکے۔ پھر یوساف نے خود کو سنبھالا اور کسی قدر درشت لہجے میں بولا۔ ”یہ.... یہ کیا بدتمیزی ہے؟“

”معافی چاہتا ہوں، لیکن اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا۔“ میں نے گردن خم کر کے کہا۔

”کیا مطلب.... کیا مطلب ہے تمہارا....؟“ یوساف آواز کی لرزش پر قابو نہ پا سکا تھا۔

”وہ لوگ گہری نیند سو گئے ہیں، اس سے بہتر موقع اور کوئی نہیں مل سکتا تھا۔ اس سے پہلے کہ تم ان کے لئے کچھ کرو میں تم سے کچھ اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

یوساف کے چہرے پر تجسس پھیل گیا۔ اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بیوی کی طرف دیکھا پھر بولا۔ ”کس سلسلے میں....؟“

”جو کچھ تم کر رہے ہو.... کیا میں تمہاری اجازت سے دروازہ بند کر سکتا ہوں....؟“

”ٹھیک ہے بند کر دو۔“ اس نے کہا اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔

”کسی کے آنے کا خدشہ تو نہیں ہے....؟“ میں نے دروازہ بند کر کے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔ میری دبی آواز اور نرم مودبانہ انداز سے دونوں کچھ معتدل ہو گئے تھے۔

”نہیں.... طلب کئے بغیر یہاں کوئی نہیں آئے گا، مگر تم کیا کہنا چاہتے ہو۔“

”تمہیں معلوم ہے کہ میں عدلان پاشا سے غداری کر کے انہیں یہاں تک لایا ہوں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ اگر عدلان پاشا کو اس بارے میں علم ہو گیا تو وہ ہمیں زمین کی گہرائیوں سے بھی نکال لے گا....“

”ہاں، میں جانتا ہوں۔“

”اور تم اسے اطلاع دینے جا رہے تھے، اتفاق سے تمہاری سازش طشت از بام ہو گئی۔“ میرے ان الفاظ پر دونوں کی حالت پھر بگڑ گئی۔

”کیا مطلب ہے تمہارا....؟“

”بدقسمتی سے مجھے دنیا کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں، اس لئے صرف اتنا جانتا ہوں کہ جو خطرناک ہو اسے ختم کر دو....!“ ارباب طالع نے تمہیں کشتی اور دوسرے

لوازمات کے لئے ادائیگی کر دی تھی، لیکن طمع نے تمہیں برائی کے راستے دکھائے۔ ہاں ان خاتون کا شکرگزار ہوں جنہوں نے مجھے ایک تجربے سے روشناس کیا کہ عورت کے مشورے صائب نہیں ہوتے اور نقصان کی راہ پر لاتے ہیں۔ اپنی اس بدمعاملگی کے جواب میں موت قبول کرو....“ میں نے اچانک عقاب کی طرح لپک کر ان دونوں کی گردنیں اپنے چوڑے پنجوں میں دبوچ لیں۔ میرے ہاتھوں کی گرفت بھرپور تھی اور میں نے مہارت سے ان کے حلقوم دبوچے تھے۔ یہ سب کچھ مجھے آتا تھا اور میں شکار کے لئے کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا اسی لئے ان کی جدوجہد مذاق ثابت ہوئی۔ ان کے چہرے پہلے سرخ پھر سیاہ ہونے لگے۔ آنکھوں کا رنگ بدلا اور وہ بے نور ہو گئیں، لیکن اطمینان ضروری تھا۔ اس لئے کچھ وقت اسی طرح انہیں دبائے رکھا۔ پھر مطمئن ہو گیا۔ اس اطمینان کے بعد میں نے ان کے حلقوم چھوڑ دیئے اور دونوں اپنی جگہ لڑھک گئے۔ تب میری نگاہیں اس کمرے کا جائزہ لینے لگیں۔ میں نے لوہے کا ایک بڑا صندوق دیکھا جس پر موٹا تالا پڑا ہوا تھا۔ صندوق اتنا بڑا تھا کہ اس میں دونوں کے جسم سما سکتے تھے۔ تھوڑی سی جدوجہد سے وہ تالا ٹوٹ گیا جس میں میل اور چکٹ جمع تھی تب میں نے صندوق کا ڈھکن کھولا۔ اس میں بیش قیمت ملبوس بھرے ہوئے تھے جو زمانہ قدیم کی طرز کے تھے سونے اور چاندی کے تاروں سے بنے ہوئے۔ دو چھوٹے صندوقچے رکھے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود بہت جگہ تھی میں نے دونوں کے بدن اس صندوق میں ٹھونس دیئے اور ذرا طاقت سے ڈھکن دبا کر بند کر دیا۔ پھر تالے کی چکٹ نے بھی ساتھ دیا اور اپنی جگہ چپک گیا۔ میں نے کمرے کا جائزہ لیا کوئی ایسا نشان نہیں تھا جس سے کمرے میں داخل ہونے والے کو یہاں کسی واردات کا شبہ ہو۔ البتہ میں نے بستر کی شکنیں بھی ہموار کر دیں اور کمرے میں استعمال کرنے والے جوتے سنبھال کر رکھ دیئے تاکہ کوئی شے بے قرینہ نہ محسوس ہو۔ پھر میں دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اب یہ ضروری تھا کہ میری حرکات دوسروں سے مختلف نہ ہوں۔ چنانچہ میں بھی اسی کمرے میں آ کر بستر پر دراز ہو گیا۔ پھر ارباب طالع نے مجھے جگایا۔

”ملازمہ نے بتایا ہے کہ کھانا تیار ہے، ہم تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہے تھے۔“

چونکہ ارباب نے یہاں تمام ضروریات کا معاوضہ ادا کر دیا تھا اس لئے میرا خیال بھی رکھا گیا تھا اور کھانے کے وقت دوسری چیزوں سے میری دلچسپی ختم ہو جاتی تھی اس لئے اس وقت ہونے والی گفتگو میرے لئے بے معنی تھی۔ لیکن چونکہ کان بند نہیں تھے اس لئے آوازیں میری سماعت تک بھی پہنچ رہی تھیں۔

”کیا یوساف بہت مصروف ہے، وہ ہمارے ساتھ کھانے پر شریک نہیں ہوا۔“

”آغا اور محترمہ اچانک کہیں چلے گئے ہیں۔“

”کہاں....؟“

"افسوس مجھے نہیں معلوم۔"

"طورس بلال کہاں ہے....؟"

"اسے آقا نے آپ کے لئے انتظامات کی ہدایت کی تھی' وہ ابھی واپس نہیں آیا۔"

"یوساف کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"نہیں آغا....!" ملازم نے جواب دیا۔

شام جھکی تو ارباب طالع پریشان نظر آنے لگا۔ اسی دوران کئی بار اس نے ملازموں سے یوساف کے بارے میں پوچھا تھا۔ پھر اس نے تشویش سے کہا۔ "خدا خیر کرے..... ویسے یوساف بے حد لالچی اور چالاک آدمی ہے' لیکن اس سے کسی دھوکہ دہی کی امید نہیں ہے' تاہم ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے' اگر اس نے بدعہدی کی اور ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو....."

"طورس بلال کون ہے....؟" میں نے پوچھا۔

"یوساف کا ملازم خاص' یوساف نے اسے ہمارے لئے تمام انتظامات کی ذمے داریاں سونپی ہیں اور وہ ساحل پر ہماری ضروریات پوری کرنے گیا ہے۔"

طورس بلال آیا' اس نے حیران لہجے میں کہا۔ "آغا آپ کو بھی کچھ بتا کر نہیں گئے۔"

"تمہیں بھی نہیں معلوم۔"

"نہیں' میری تو ملاقات بھی نہیں ہوئی' تاہم آپ کے لئے انہوں نے مجھے جو ہدایات دی تھیں میں نے ان کی تعمیل کر دی ہے۔ اب وقت بھی نہیں ہے بہتر ہے آپ میرے ساتھ چلیں۔ اب مزید انتظار غیر مناسب ہے۔"

"ہمارے درمیان تمام ادائیگیاں ہو گئی ہیں' تمہیں علم ہے؟" ارباب نے پوچھا۔

"آپ اطمینان رکھیں' میں آغا کا کیشئر بھی ہوں' لیکن نہ جانے آغا کو کون سی ضرورت پیش آ گئی۔"

دریائے ھبا معمولی دریا نہیں تھا۔ ارباب طالع نے اس کے بارے میں خاطر خواہ معلومات حاصل کر لی تھیں اور یوساف کی مدد سے ایک نقشہ بھی تیار کر لیا تھا۔ وہ اس سفر سے بہت مطمئن تھا۔ انتہائی بوسیدہ وین ہمیں ساحل تک لائی تھی جس میں مچھلیاں لوڈ کی جاتی ہوں گی کیونکہ وہ مکمل طور پر بڑے بڑے سائز کی سڑی ہوئی مچھلی معلوم ہوتی تھی خصوصاً ماہہ تبارک اس مختصر سفر سے بدبو کی وجہ سے بے حال ہو گئی تھی۔ نیچے اتر کر اس نے گہری گہری سانسیں لے کر کہا۔

"اگر کچھ دیر اور یہ بدبودار سفر جاری رہتا تو میرا تو قصہ تمام ہو جاتا۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"احساس ہر تکلیف کا منبع ہے۔ احساس کو قتل کر دو' سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔"

"کیا احساس فطرت انسانی سے کوئی جدا شے ہے....؟" ماہہ کسی قدر جل کر بولی۔

"احساس کوئی شے نہیں مس' عمل ہے۔" میں نے کہا۔

"وہ بہت بڑی بات کہہ رہا ہے' تم اسے نہ سمجھ پاؤ گی ماہہ..... اس لئے اسے موضوع نہ بناؤ۔" تبارک نے دخل دیا اور ماہہ خاموش ہو گئی۔

اس کشتی کے حصول کے لئے ارباب طالع نے معمولی سرمایہ نہ صرف کیا ہو گا۔ وہ چھوٹی لیکن بہت سی خصوصیات کی حامل تھی۔ اس میں پتوار کے کڑے بھی لگے ہوئے تھے اور چھوٹا ڈیزل انجن بھی لگا ہوا تھا جس کے بارے میں طورس بلال نے بتایا۔

"ماہی گیر کبھی موٹر بوٹ نہیں استعمال کرتے ان کی کشتیاں بادبان اور پتوار سے سفر کرتی ہیں' لیکن چونکہ تمہارے سفر کی نوعیت مختلف ہے اس لئے آغا نے اس میں انجن لگوایا ہے۔"

"میں نے فرمائش کی تھی۔" ارباب نے کہا۔

"مجھے علم ہے' لیکن ابتدائی سفر میں خبردار اسے استعمال نہ کرنا' ورنہ بحری پولیس مشکوک ہو جائے گی۔"

"ٹھیک ہے۔" ارباب نے کہا۔ کھانے پینے کی اشیاء کی ضروریات کی دوسری چیزیں' موٹی رسیوں کے لچھے' سب جائزے لینے کے بعد جب سورج غروب ہو گیا تو ارباب نے کنارے کا رسہ کھول دیا اور پتوار سنبھال لئے۔ کشتی روانی پر آئی تو اس نے پتوار ہک میں پھنسائے اور رسی کے ایک ڈھیر پر آ بیٹھا۔ وہ ماہہ تبارک کی آنکھوں سے اپنی کاوشوں کا خراج وصول کر رہا تھا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ارباب کہ تم نے بڑے منظم طور پر یہ تمام کام کئے تھے۔ تمہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا۔" ماہہ نے پوچھا۔

"نہیں' لیکن میں جدوجہد اور کوششوں کی آخری حد عبور کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا' باقی سب تقدیر پر چھوڑ دیا تھا اور تقدیر...... وہ سب کا مرہم ہوتی ہے۔ حیات ہماری تقدیر کی دین ہے ورنہ تمہیں علم ہے کہ کیا ہوتا......"

"ہاں حیات ہمارے محسن ہیں۔" ماہہ ممنون لہجے میں بولی۔ ارباب رسی سے اٹھ کر بادبان کھولنے لگا تو تبارک ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"نہیں' دوسری کشتیوں نے ابھی بادبان نہیں کھولے' شاید ابتداء سست رفتاری سے ہی ہوتی ہے کسی کو شبہ نہ ہونے دو کہ یہ ماہی گیری کی کشتی نہیں ہے۔"

پھر دیر تک خاموشی طاری رہی۔ میں وسیع دریا کے پھیلاؤ میں بکھری کشتیوں کو دیکھ رہا تھا اور میرے ذہن میں پھر ہیا کا خیال جاگ رہا تھا۔ کیا وہ زندہ ہو گا۔ کیا اس نے مجھے تلاش نہ کیا ہو گا کیا وہ میری زندگی کے ان گمشدہ لمحات کا رازداں ہو گا۔ کیا وہ مجھے بتا سکے گا کہ

میں نے یہ جسامت کہاں سے پائی' لیکن..... کیا وہ مجھے مل سکے گا۔

کشتی کو جھٹکا لگا اور خیالات کا طلسم ٹوٹ گیا۔ سب خاموشی کے بھنور سے نکل آئے تھے۔

"بادبان کھول دوں۔" ارباب نے کہا۔

"کیوں.....؟"

"رفتار تیز ہے۔ بادبان اسے کنٹرول کرے گا۔" اسی وقت کہیں دور ایک طاقتور سرچ لائٹ روشن ہوئی اور اس نے لمحے میں ہم تک کا سفر طے کر لیا۔ ہم مستعد ہو گئے ماہہ کشتی میں لیٹ گئی۔ سرچ لائٹ کا دائرہ ہمیں حصار میں لئے رہا پھر وہ بند ہو گئی۔ غالباً محافظوں کو شک نہیں ہوا تھا' ہم بڑے ہیولے کو دوسری طرف کا رخ بدلتے دیکھ رہے تھے۔ ماہہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آہ.... روشنی کی رفتار بھی کیا ہے۔ میں نے پہلی بار اس کا تجربہ کیا ہے۔" ماہہ نے کہا پھر بولی۔ "کیا کوئی شے اس سے زیادہ تیز رفتار ہو گی۔"

"خیال...." میرے منہ سے نکلا اور ماہہ مجھے دیکھنے لگی۔ تبارک بھی مجھے ہی دیکھ رہا تھا' پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"تمہارے تجربے کی بنیاد کیا ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔ عدلان کا جلاد جو عمل کرتا تھا وہ عقل سے دور کا عمل تھا۔ انسانی فطرت سے ماورا' لیکن اب مجھے لگتا ہے جیسے تمہارے اندر کوئی اور بولتا ہے' کون ہے وہ....؟"

"ہیا...." میرے منہ سے حسرت بھی آواز نکلی۔ انہوں نے اس آواز کو بے معنی سمجھا وہ میرے تراشے ہوئے اس نام کے مفہوم کو کیا سمجھتے۔ انہوں نے سمجھا کہ میں نے ان کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا ہے چنانچہ وہ بھی خاموش ہو گئے۔

ہبا سکون سے بہہ رہا تھا۔ ہماری ہم سفر ماہی گیر کشتیاں اب بہت پیچھے رہ گئی تھیں۔ ہوا معتدل تھی اس لئے نہ پتوار چلانے کی ضرورت تھی نہ بادبان کھولنے کی' لیکن اس چھوٹی کشتی میں چار افراد صرف بیٹھ کر سفر کر سکتے تھے۔

"اگر تم اس سے بڑی کشتی تیار کرا لیتے تو۔" ماہہ نے کسلمندی سے کہا۔

"یہ ممکن نہیں تھا کیونکہ پھر وہ ماہی گیر کشتی نہ معلوم ہوتی اور ہمارے غیر قانونی سفر کا راز کھل جاتا۔" ارباب نے کہا۔

"ہاں' یہ مشکل تھی' اس میں کوئی ایک فرد دراز بھی نہیں ہو سکتا۔" ماہہ بدستور بوجھل لہجے میں بولی۔

"ہمیں اپنی جدوجہد کا وہی مزاج قائم رکھنا چاہئے۔ بیشک حشم تبارک ہمیں حاصل ہو گئے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ عدلان کے ہاتھ بہت لمبے ہیں' ابھی تک تو ہمیں سب سے مشکل مرحلے سے دوچار ہونا ہے۔"

"وہ کیا......؟"

"سرحد.... سوکاز کے اسمگلروں سے سودے بازی' کون جانے وہ کیسے لوگ ہیں۔" ارباب نے کہا۔

"تم نے مجھے کچھ بتایا بھی تو نہیں ہے۔" ماہہ نے کہا۔

"ہاں اب میں بھی تھوڑی سی تفصیل جاننا چاہتا ہوں مجھے بھی اپنی جدوجہد کا حال بتاؤ اس طرح سفر کی طوالت بھی آسان ہو جائے گی اور ہم سب آنے والے واقعات کے لئے ہوشیار بھی رہیں گے۔ جبکہ میری رائے ہے کہ ہم اپنے محسن کو بھی صورت حال سے آگاہ کریں۔ وہ نیک نفس انسان ہے۔ اس نے ہم سے ہمارے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں پوچھا۔ حیات کیا تم ہماری باتیں سن رہے ہو اور کیا تم ہماری گفتگو میں دلچسپی لینا پسند کرو گے۔"

"ہاں کیوں نہیں' تاریک رات خاموشی سے' آسانی سے نہ گزر سکے گی' بہتر ہے تم مجھے بھی اپنی جستجو میں شریک کر لو' حالانکہ اس سے پہلے میں صرف عدلان پاشا کے حکم پر تم پر تشدد کرتا رہا ہوں۔ آغا عدلان کیا چاہتا تھا' نہ میں نے اس پر کبھی غور کرنے کی کوشش کی نہ ضرورت سمجھی' لیکن بتاؤ تو سہی وہ کون سی لوح تھی جس کے حصول کے لئے وہ تمہیں اپنی رہائش گاہ پر لایا تھا۔" میں نے کہا۔

"بس انسانی ہوس' انسانی طمع' نفس کی بے راہ روی نے انسان سے تمام انسانی اقدار چھین لی ہیں' وہ دولت کا متلاشی تھا اور یہ دولت پتھر کی ایک ایسی لوح پر کندہ ہے' جو ایک سیاح کی قبر کے کتبے کی جگہ لگی ہوئی تھی۔ وہ اس عظیم خزانے کا راز جانتا تھا جس کے حصول میں ناکام ہو کر وہ نیم دیوانہ ہو گیا تھا اور اس نے بھوک پیاس کے عالم میں ایک صحرا میں زندگی ختم کر لی تھی' لیکن پھر بھی دوسروں کے لئے وہ یہ درد سر چھوڑ گیا۔ اس لوح پر اس نے مٹی کو گیلا کر کے ایسے نقوش کندہ کئے جو کسی پراسرار خزانے کا پتہ دیتے تھے اور پھر کچھ اور لوگوں نے لوح وہاں سے حاصل کی اور کسی طرح ان کو میرے بارے میں علم ہو گیا۔ میں دنیا کی قدیم و جدید اشاراتی زبانیں پڑھنے کا ماہر سمجھا جاتا ہوں اور بڑے بڑے لوگ مجھ سے رجوع کرتے ہیں' لیکن میں صرف وہی کہانیاں انہیں سناتا ہوں جو دنیا کے لئے بے ضرر ہوں' بھلا مجھے کیا پڑی ہے کہ میں کسی کو کسی خزانے کا نقشہ بتا کر ہلاکت میں ڈالوں۔ سو میں نے یوں نہ کیا اور وہ لوح پڑھ کر نہ دی۔ تب کچھ لوگ اس سلسلے میں مجھ پر تشدد پر آمادہ ہو گئے اور انکی آپس کی چپقلش نے کئی انسانی زندگیاں تباہ کر دیں۔ لوح میرے پاس رہ

گئی اور اس کے حصول کی جدوجہد کرنے والوں میں عدلان پاشا بھی تھا جس نے مجھ سے رجوع کیا اور مجھے طرح طرح کے لالچ دیئے..... لیکن میں اپنے موقف پر قائم تھا.... میں نے لوح غائب کر دی اور ان سے کہہ دیا کہ اب وہ میرے پاس نہیں ہے' وہ اسے لے آئیں تو میں کوشش کروں گا کہ نقوش کی تحریر پڑھ کر انہیں بتا دوں..... لیکن عدلان پاشا احمق نہیں تھا۔ اس کی تمام معلومات اس بات کی مظہر تھیں کہ لوح میرے پاس محفوظ ہے اور ایسا تھا۔ تو پھر اس نے سخت گیری کا مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ جرم کی طرف . ئل ہوا اور اس نے مجھے میری بیٹی ماہہ کے ساتھ اغوا کرنے کی کوشش کی' لیکن ماہہ اپنی ذہانت سے اس کے جال سے نکل گئی اور پوشیدہ ہو گئی۔ وہ لوگ ماہہ کو نہ تلاش کر سکے اور مجھے اغوا کر کے ایک طویل سفر طے کرا کے اپنے گھر لے آئے اور اس کے بعد انہوں نے مجھ سے لوح کے حصول کے لئے تشدد شروع کر دیا۔ ماہہ اپنے منگیتر ارباب طالع سے ملی اور اس نے اس سے درخواست کی کہ وہ میرے حصول کے لئے کوشش کرے اور ارباب بے چارہ اپنی تمام تر مصروفیات ترک کر کے میری تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

یہ اتنی کہانی ہے جس میں سے کچھ میرے علم میں ہے اور کچھ کا میں نے تصور کیا ہے' لیکن چونکہ اس کے بعد میری ماہہ اور ارباب سے کوئی تفصیلی گفتگو نہیں ہو سکی اس لئے اپنی جدوجہد کی کہانی ارباب طالع اور ماہہ خود ہی سنا سکیں گے۔"

ارباب طالع نے یہاں سے آگے کا سفر خود شروع کر دیا اور کہنے لگا.....

"ہاں ماہہ کو ساتھ لے کر میں نجانے کہاں کہاں مارا مارا پھرتا رہا چونکہ یہ بات میرے علم میں آ چکی تھی کہ حشم تبارک کو اغوا کرنے والا عدلان پاشا ہی ہے' سو میں نے یہاں آنے کے بعد کوششیں شروع کر دیں کہ کسی طرح عدلان پاشا تک رسائی حاصل کر لوں اور اس سلسلے میں اس کا بیٹا میرے چنگل میں آ پھنسا۔ یعنی طیر پاشا..... اور اس نے مجھے اپنے سیکرٹری کی حیثیت سے اپنے گھر میں رہنے کی پیشکش کی۔ بھلا اس سے بہتر اور کوئی موقع مجھے کہاں مل سکتا تھا' ماہہ میرے ساتھ تھی لیکن میں نے ماہہ کو پوشیدہ کر دیا تھا اور اس سے وعدہ کیا تھا کہ جونہی مجھے حشم تبارک کے بارے میں تفصیل معلوم ہو گی' میں ماہہ کو ان سے ملانے کی کوشش کروں گا..... اور یوں ایک طویل وقت طیر پاشا کے ساتھ صرف کر کے بالآخر میں نے وہ سب کچھ معلوم کر لیا جس کی تفصیل تمہیں بھی معلوم ہے حیات..... پھر اس رات کی بات کرتے ہیں جب میں ماہہ کو لے کر حشم تبارک کے پاس پہنچا اور اسے وہاں تک لانے کے لئے میں نے سخت جدوجہد کی تھی لیکن اس وقت میرے حواس معطل ہونے لگے جب اچانک تم آ گئے۔ میں نے ایک ہی فیصلہ کیا کہ تمہیں ختم کر دوں' حالانکہ میں نے زندگی میں کبھی کوئی قتل نہیں کیا' یہاں تک کہ میں نے تم پر لکڑی کے اس کندے سے حملہ کیا جو مجھے اتفاقیہ طور پر حاصل ہو گیا تھا..... لیکن نتیجہ وہ نہ نکلا جو میں چاہتا تھا البتہ تقدیر

تو چیز ہی عجیب ہوتی ہے' وہ کچھ سامنے لاتی ہے جو انسان کے تصور میں بھی نہ آئے۔ میں نے پہلی بار تم سے دشمنی کا آغاز کیا تھا' لیکن یہ دشمنی دوستی میں تبدیل ہو گئی اور ہمیں تم سے دو فائدے حاصل ہوئے جو ہمارے تصور میں بھی نہ تھے۔" ارباب طالع ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا' پھر بولا۔

"کہانی بے شک مختصر ہے لیکن ایسے واقعات کی حامل جس کے بارے میں سوچا جائے تو لگتا ہے کہ ہمیں صدیاں گزر گئیں یہ جدوجہد کرتے ہوئے..... لیکن اس جدوجہد نے ہمیں بہت کچھ دیا بھی ہے حیات' تم ہمارے قریب آ گئے۔"

ارباب طالع مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ خاموش ہو گیا تو میں نے کہا۔

"لیکن اس میں یوساف کی کہانی تو شامل ہی نہیں ہے' اس کی مدد تمہیں کہاں سے حاصل ہوئی.....؟"

ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مجھے تو حیرت ہے حشم تبارک کہ اس شخص نے عدلان پاشا کے لئے ایک ایسا عمل کیوں قبول کیا جو غیر انسانی تھا جبکہ یہ نہایت زیرک شخص ہے' آپ نے واقعات پر اس کی گرفت کا اندازہ لگایا۔"

"اس پر تبصرہ نہ کرو..... اپنی گفتگو جاری رکھو۔" تبارک نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"طیر پاشا کے سیکرٹری کی حیثیت سے میں اس کے اہم کام سرانجام دیتا تھا۔ کچھ ایسے کام بھی جو عدلان پاشا کے علم میں بھی نہ ہوتے۔ طیر پاشا کا ذہن کچھ جرم کی طرف مائل تھا' بعد میں کچھ ایسے شواہد بھی ملے تھے جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان کا جاہ و حشم نمائشی ہے ورنہ مالی طور پر وہ اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ طیر پاشا کے ساتھ ہی میں یوساف سے ملا تھا۔ کام طیر پاشا کا تھا لیکن مجھے یوساف کی شخصیت کا اندازہ ہو گیا یہ لالچی شخص ہر اس فرد کے لئے کام کر سکتا تھا جو اسے بہتر معاوضہ دے۔ بعد میں کئی بار طیر پاشا نے مجھے مختلف کاموں سے اس کے پاس بھیجا اور میں نے اس سے دوستی گانٹھ لی۔ ا۔ ، بہت سے تحفے دیئے اور وہ میرا گرویدہ ہو گیا۔ میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ شخص میرے کام کا ثابت ہو سکتا ہے تب میں نے اسے اپنا رازدار بنایا اور اس کے اپنے مطلب کی بات کی' لیکن اسے مشورے کا معاوضہ ادا کر کے۔ تب اس نے مجھے یہاں سے فرار کے راستے بتائے۔ اس نے کہا کہ اگر ہم دریائے ہبا کے ساتھ سفر کر کے بحر اسود کے سنگم کے قریب اسمگلروں کی اس آبادی تک پہنچ سکیں جو آزاد علاقہ تصور کی جاتی ہے تو وہ اسمگلر معقول معاوضہ لے کر ہمیں بلغاریہ کے شہر برگاس تک پہنچا سکتے ہیں۔ برگاس سے صوفیہ تک کا سفر طے کر کے ہم ایک محفوظ جگہ پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ صوفیہ میں حشم کا جگری دوست "وانگ چو" رہتا ہے چینی نژاد وانگ چو بلغاریہ کی دو فیصد چینی آبادی کا روحانی پیشوا ہے اور اس کے پاس پہنچ جانے کا مطلب ہے کہ ہم عدلان پاشا کو للکار کر طلب کر سکتے ہیں اور اس سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم

یہاں موجود ہیں۔ ہمت ہے تو آئے اور ہمارا کچھ بگاڑ لے۔ یہ سب کچھ جاننے کے بعد میں نے یوساف بے سے اپنے مطلب کا اظہار کیا اور بہترین معاوضے کے عوض اسے اس بات پر تیار کر لیا کہ وہ ہمارے لئے ایک ایسی کشتی تیار کرے جو ہمیں ہمبا کے ذریعے اسمگلروں کی بستی سوکانیہ تک پہنچا دے اور اسوقت ہماری منزل سوکانیہ ہی ہے۔"

ارباب طالع خاموش ہو گیا۔ میں نے بھی خاموشی ہی اختیار کر رکھی تھی۔ جب یہ خاموشی طویل ہو گئی تو ارباب نے کہا۔ "ہماری داستان تمہارے علم میں آ گئی۔"

"ہاں..... ایک اور تجربے کے ساتھ۔"

"وہ کیا.....؟"

"ایسے لوگوں پر کبھی اعتبار نہ کرو جو صرف دولت کے دوست ہوں۔ لالچ تو کسی بھی سمت سے ان کے ذہن میں داخل ہو سکتا ہے۔ جیسے یوساف۔"

"یوساف نے بے شک ضرورت سے زیادہ معاوضہ لیا لیکن اس نے اپنا فرض پورا کر دیا۔"

"ہونہہ....." میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کیوں......؟"

"لالچ موت کی سمت لے جاتا ہے۔ یہ ایک عام بات ہے۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ یوساف اپنی بیوی کے ساتھ کہاں گیا ہو گا۔ شاید یہ تمہاری خوش قسمتی ہی ہے کہ یوساف نے اپنے خادم کو تیاریوں کے لئے ہدایات دے دی تھیں ورنہ شاید تم اس وقت اس کشتی میں سفر نہ کر رہے ہوتے۔"

"کیوں.....؟" ارباب نے حیرت سے پوچھا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ یوساف اپنی بیوی کے ساتھ کہاں چلا گیا۔" ماہہ بے اختیار بول پڑی۔

"ہاں مجھے معلوم ہے اور ممکن ہے اب تک دوسروں کو بھی علم ہو چکا ہو کیونکہ لاشوں کا تعفن کمرے میں پھیل چکا ہو گا۔" میں نے زہریلے لہجے میں کہا۔ وہ لوگ چند لمحوں کے لئے تو میرے الفاظ کا مطلب نہیں سمجھ پائے اور جب سمجھے تو اچھل پڑے۔

"لاشیں، تعفن....." ماہہ شدید حیرانی سے بولی۔

"ہاں جیسا کہ میں نے کہا کہ ایک لالچی شخص جو معاوضہ لے کر ہر ایک کے خلاف کام کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے، قابل اعتبار نہیں ہوتا جیسا کہ یوساف۔" پھر میں نے ان لوگوں کے سونے سے لے کر یوساف اور اس کی بیوی کے قتل تک کے تمام واقعات انہیں سنائے اور ان کے سانس رک گئے۔ میرے خاموش ہونے کے بعد بھی وہ دیر تک کچھ نہ بول سکے۔ پھر تبارک کی آواز ابھری۔

"ہوتا ہے..... ایسے بھی ہوتا ہے۔ جب انسان بے بسی کی منزل میں داخل ہو چکا ہوتا ہے تو اسے کہیں سے کوئی ایسا ذریعہ حاصل ہو جاتا ہے جو اس کے تصور میں بھی نہ ہو۔ اور پھر یہ تو حیات ہے، موت کا مخالف۔ کم از کم ہمارے لئے اور اس نے ہمیں درحقیقت حیات سے ہی روشناس کیا ہے، کاش ہم اس کے بارے میں اور کچھ جان سکتے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے حیات کہ تم نے ہماری وہ مدد کی ہے جس کا شاید ہمارے پاس کبھی صلہ نہ ہو سکے اور تم نے یہ سب کچھ بے لوث کیا ہے۔"

"وہی بات آ جاتی ہے، کوئی طمع، کوئی لالچ اتنی پختگی کے ساتھ کچھ نہیں کرا سکتا جتنا انسان خلوص کے ساتھ کرتا ہے۔"

"حیات تم درحقیقت حیات بخش ہو، کیا تم ہمیں اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے۔ کیا ہم تمہیں صرف ایک آسانی مدد سمجھیں؟ حالانکہ دل چاہتا ہے کہ تم سے تمہارے بارے میں سب کچھ پوچھیں لیکن شاید تم ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتانا نہیں چاہتے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"اس بات کی گواہی کیا تم تینوں نہ دو گے کہ مجھ سے ابھی تک تم نے میرے بارے میں کچھ پوچھا ہی نہیں۔"

"آہ یہ تو ہماری دلی خواہش ہے لیکن سچ جانو حیات یہ بھی سوچتے رہے ہیں کہ کوئی بات تمہارے مزاج کے خلاف نہ ہو، کیونکہ....." ارباب طالع جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا۔

"نہیں جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو وہ میں نے سمجھ لیا ہے اور اب جبکہ میں تمہیں اپنے بارے میں بتانے جا رہا ہوں تو سب سے پہلے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میری فطرت میں شامل ہو چکا ہے میں اس سے واقف نہیں ہوں۔ اصل میں میری زندگی کے بہت سے سال کھو چکے ہیں۔ میں ان سے ناآشنا ہوں اور بجائے اس کے کہ میں تمہیں اپنے بارے میں کسی الجھن کا شکار رکھوں میں ابتدا سے تمہیں اپنی تفصیل بتائے دیتا ہوں کیونکہ جب تم اپنی مشکل سے نجات پا لو گے تو میں تم سے درخواست کروں گا کہ میری مدد کرو اور یہ بات میں نے پہلے بھی تم سے کہہ دی تھی کہ دنیا سے ناآشنا ہوں اور اس آشنائی کے لئے کسی کے سہارے کا طالب ہوں، ممکن ہو تو وہ سہارا تم لوگ ہی بن جانا، لیکن پہلے اپنا مقصد پا لو اس کے بعد....."

"حیات ہم تمہارے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔"

"ربڑ کے ایک تاجر کا بیٹا ہوں، جس کا نام حارث طہابی تھا۔ میری پیدائش میرے لئے ایک عجیب و غریب حادثہ بن گئی۔" میں نے ہیا کے بارے میں بتایا۔ پھر میں جرمنی سے لے کر ہندوستان تک کے واقعات انہیں سنانے لگا جن میں پنڈت رائے بھی تھا، پنڈت ہیوبرٹ،

وایلا اور میرے ارد گرد پھیلے ہوئے وہ تمام کردار۔ میں نے ہر کردار کو یاد کر کے اس کے بارے میں تفصیل بتائی اور پھر مندر تک آ کر خاموش ہو گیا۔ ان سب کے چہرے تجسس میں ڈوبے ہوئے تھے اور وہ اپنی چمکدار نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میری نظریں بوڑھے تبارک کی جانب اٹھ گئیں اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں کی جگہ دو روشن چراغ جل رہے ہوں۔ بڑی عجیب آنکھیں تھیں اس کی' مجھے دیکھ کر اس نے پلکیں بند کر لیں' شاید وہ اپنی آنکھوں کو چھپانا چاہتا تھا لیکن میرے خاموش ہونے کے بعد وہ مسلسل خاموش رہے تو میں نے کہا۔

"اس سے آگے میری کوئی کہانی نہیں ہے میں اس وقت جاگا جب تم تبارک پر تشدد کر رہا تھا اور مجھے افسوس بھی ہوا اور حیرت بھی' آنا میری آیا تھی اور اس نے شاید مجھے محبت سے پروان چڑھایا تھا لیکن افسوس میں ان لمحات کو نہ پا سکا' جب اس کے دل میں میرے لئے محبت کے وہ جذبے جاگتے ہوں گے جن کی میں نے ہمیشہ طلب محسوس کی ہے۔ اور سنو میری یہ خواہش ہے کہ جب تم لوگ اپنے مشاغل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے پہلے ہندوستان لے چلو' مجھے ہیا کی تلاش ہے۔ دیکھو میرے سینے پر آج بھی اس کا نشان موجود ہے اس نشان سے مجھے ہیا کی آواز آتی ہے۔ وہ میرے وجود کا ایک حصہ ہے اور میں اس کے' بغیر نامکمل ہوں۔ میں کیوں اس سے جدا ہو گیا' وہ کہاں گیا؟ پنڈت ہیوبرٹ اور پنڈت رائے ہی بتا سکتا ہے' مجھے ان سب کی تلاش ہے میں ان کے گردنیں مروڑ کر ان سے ہیا کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا اور اگر مجھے ہیا مل گیا تو کائنات کا کوئی بھی پرسکون گوشہ اپنی آئندہ زندگی کے لئے منتخب کر لوں گا۔ میں بس ہیا کا متلاشی ہوں اس سے زیادہ شاید میں تم سے کچھ اور نہ چاہوں۔"

بوڑھے تبارک نے پرخلوص لہجے میں کہا۔ "ہیا کی تلاش تمہارا ہی نہیں ہم تینوں کا فرض بھی ہے اور ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ سنو ماہر طہائی اب جبکہ ہمیں تمہارا اصل نام معلوم ہو چکا ہے تو ہم تمہیں اس مصنوعی نام سے مخاطب نہیں کریں گے جو اچھی شہرت کا حامل نہیں ہے' ہمارا کوئی مقصد نہیں تھا اس لوح کے بارے میں تمہیں بتایا جا چکا ہے وہ محفوظ ہے' میرے پاس۔ حالانکہ میری یہ بیٹی اور اس کا ہونے والا شوہر سب سے زیادہ اس خزانے کے حقدار ہیں جس کی تحریر میں پڑھ چکا ہوں اور ان تمام راستوں کے بارے میں جانتا ہوں' جو خزانے تک پہنچتے ہیں' لیکن میں انہیں بھی وہ خزانہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میری آرزو ہے کہ پتھر کی وہ لوح اس قبر تک پہنچا دوں جو اس سیاح کی قبر ہے۔ خزانے تو انسان کی اپنی ذات میں پوشیدہ ہوتے ہیں کوئی چھوٹی سی شے تمہیں خوشیوں کا وہ خزانہ دے سکتی ہے جو تمہاری زندگی کو سیراب کر دے' اپنی زندگی داؤ پر لگا کر سونے کے پیلے ڈھیر اور چمکتے ہوئے پتھر حاصل کرنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ زندگی کے جو

سانس تمہیں عطا کئے گئے ہیں انہیں خوشگوار بنانے کے لئے نہ سونا ضروری ہوتا ہے نہ ہیرے..... وہ سب کچھ اپنے اندر سے ابھرتا ہے۔ یہ میرا موقف ہے اور اس لئے میرا کوئی مقصد نہیں تھا اور نہ ہے' اپنی دنیا میں واپس جاؤں گا اور اگر وہاں خطرہ محسوس کیا تو وہ جگہ چھوڑ کر کوئی بھی گوشہ اپنا لوں گا اور پھر ہم تمہارے ساتھ ہوں گے۔ سمجھے ماہر طہائی' یوں سمجھو تم ان پروقار دوستوں میں ہو' جو احسان کا بدلہ چکانا جانتے ہیں۔"

میں خاموش ہو گیا مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ لوگ سچے ہیں اور واقعی جو لالچ سے پاک ہوتے ہیں انہی کے اندر سچائی کی زندگی ملتی ہے ورنہ سچ تو انسان کی ذات میں عنقا ہو چکا ہے۔

ہماری کشتی کی رفتار خاصی تیز ہو گئی تھی اور ہم چونکہ باتوں میں الجھے ہوئے تھے اور رات کی تاریکیوں میں جن میں دریا کے شور کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی' یہ پراسرار کہانیاں ایک انوکھے سحر کی حامل تھیں اور ہم سب اس سحر میں کھوئے ہوئے تھے۔ پھر جب داستان کا یہ سحر ٹوٹا تو ارباب طالع نے کہا۔

"ہمارا یہ سفر زیادہ طویل نہیں ہو گا..... اصل میں جو نقشہ یوساف نے بتایا تھا اس کے تحت ہمیں دریا کے کنارے درختوں کا ایک ایسا جھنڈ نظر آئے گا جو تاج کی سی شکل رکھتا ہے۔ اس جھنڈ کو عبور کر کے ہی ہمیں اپنی کشتی کو کنارے کی سمت لانا ہو گا اور اس کی رفتار سست کرنا ہو گی تاکہ ہم سوکانیہ کے ساحل پر اتر سکیں۔"

"کیا....؟" اچانک ہی ماہہ چونک پڑی اور ہم سب اسے دیکھنے لگے۔ ماہہ نے جلدی سے کہا۔

"وہ جگہ تو کافی پیچھے رہ گئی ہے' جہاں درختوں کا ایک جھنڈ تاج جیسی شکل رکھتا تھا۔ اگر ہم گفتگو کے جال میں نہ الجھے ہوتے تو میں تم لوگوں کو دھند میں لپٹا ہوا وہ تاج ضرور دکھاتی لیکن اس سے زیادہ دلچسپ باتیں ہو رہی تھیں اس لئے میں اس کا تذکرہ نہ کر سکی۔"

ارباب طالع بھی اچھل پڑا اس نے کہا۔

"تو کیا وہ جگہ پیچھے رہ گئی....؟"

"خاصی پیچھے....."

"آہ ہماری کشتی کی رفتار کتنی تیز ہوتی جا رہی ہے۔" ارباب طالع نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا....؟" ماہہ کا لہجہ بھی وحشت زدہ ہو گیا۔

"ہاں' ہم نے غیر متوقع تیزی سے سفر کیا ہے۔ اور گفتگو میں راستے کا خیال نہ رکھا۔ یہ رفتار بتاتی ہے کہ ہم برق رفتاری سے دریا کے آخری سرے کی طرف بڑھ رہے ہیں جہاں وہ بحر اسود میں گرتا ہے۔"

ماہہ کے حلق سے چیخ نکل گئی' ششم تبارک نے آہستہ لہجے میں کہا۔ "زندگی بچانے کی تدبیر کرو..... ورنہ جہاں دریا سمندر میں گرتے ہیں وہاں زندگی نہیں بچتی۔ پانی کے پہاڑ گہرائیوں میں لے جاتے ہیں اور ان گہرائیوں میں سے کوئی شے کبھی اوپر نہیں ابھرتی۔"

"کشتی کو دریا کے بہاؤ کے خلاف چلانا مشکل ہے' اوہو اس میں انجن بھی تو ہے۔"

"انجن اسٹارٹ کرو..... کشتی کا رخ موڑنے کی کوشش کرو..... ماہر' خدا کے لئے ہماری مدد کرو۔"

میرے ساتھ ماہہ اور تبارک نے بھی پتوار سنبھال لئے اور ہم کشتی کا رخ بدلنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے جبکہ ارباب طالع' سوتے ہوئے انجن کو جگانے کی کوشش کر رہا تھا' کشتی پانی کی مخالف لہروں کا مقابلہ کرتے ہوئے بری طرح ڈولنے لگی۔ ارباب اپنی کوششوں میں مصروف تھا اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "خدا یوساف کو جہنم نصیب کرے۔"

"کیوں..... کیا بات ہے.....؟"

"انجن پرانا اور ناکارہ ہے' اسٹارٹ ہی نہیں ہو رہا۔" وہ بے چین لہجے میں بولا۔

"کشتی کو مخالف سمت چلانے کی کوشش خطرناک ہے' لہریں اور ان کا خوفناک بہاؤ اسے الٹ دے گا۔" تبارک مدھم لہجے میں بولا۔

"کیا کروں' یہ انجن اسٹارٹ ہی نہیں ہو رہا۔"

"بادبان کا رخ بدلو..... اسے مخالف سمت موڑ دو تاکہ کشتی کی رفتار سست ہو جائے۔" تبارک نے مشورہ دیا اور ارباب انجن سے دھینگا مشتی چھوڑ کر بادبان کی گلی سے الجھ گیا۔ بمشکل تمام اس نے بادبان کو ہوا کی مخالف سمت تان لیا اور کشتی کی رفتار میں کچھ کمی واقع ہو گئی' لیکن اب اسے مسلسل جھٹکے لگ رہی تھی اور یہ خوف دامن گیر ہو گیا تھا کہ کسی بھی لمحے وہ الٹ جائے گی.....! باقی کام ہم پتواروں سے لے رہے تھے۔

"ارباب.....!" ماہہ کی آواز ابھری۔

"ہاں کہو....."

"یوں کرو..... کسی طرح ہم آپس میں منسلک ہو جائیں تاکہ اگر کشتی الٹ جائے اور ہم پانی میں گریں تو ایک دوسرے سے فاصلے پر نہ رہیں۔ مجھے تنہا موت سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔"

"ہم بچ جائیں گے ماہہ....." ارباب کے لہجے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اسے خود بھی زندگی کا یقین نہیں رہا ہے۔"

"مشکل ہے ارباب....."

"ہمت نہ ہارو ماہہ۔"

"کیا ایسا ممکن نہیں ہے' بتاؤ..... کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم کسی طرح ایک دوسرے سے منسلک ہو جائیں....."

"میں ایسا ہی کرتا ہوں۔" تبارک نے کہا اور کشتی کے مختلف گوشوں کو پکڑ کر اپنے پاؤں جماتا ہوا اٹھا۔ پھر اس نے رسی کا ایک لچھا اٹھایا اور اسے کھول کر اس کے پھندے بنانے لگا۔ اس نے ایک پھندہ اپنی کمر سے کسا' پھر آگے بڑھ کر دوسرا پھندہ ماہہ کو پہنا دیا۔ تیسرا پھندہ اس نے ارباب کی کمر میں باندھا اور اسے مضبوط کرنے کے بعد چوتھا پھندہ تیار کرنے لگا۔ وہ اس کام میں بڑی عرق ریزی دکھا رہا تھا۔ پھر جب چوتھا پھندہ اس نے میرے شانوں سے نیچے اتارنا چاہا تو میں نے نہیں کہہ دیا۔

"نہیں..... میرے اور تم تینوں کے درمیان صرف زندگی کا رشتہ ہے۔ موت میں' تمہارے ساتھ شرکت نہیں کروں گا۔" میرے الفاظ پر وہ لاجواب ہو گئے۔ کوئی کچھ نہیں بول سکا۔

اچانک ایک ہولناک آواز کے ساتھ بادبان پھٹ گیا اور کشتی پوری قوت سے گھوم گئی۔ تبارک چونکہ کھڑا ہوا تھا اس لئے۔وہ ہوا میں اچھلا اور پانی میں جا پڑا۔ ماہہ اور ارباب کے حلق سے دلخراش چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ خود بری طرح ایک دوسرے میں الجھ گئے تھے' لیکن اس وقت ماہہ کی خواہش بڑی کار آمد رہی تھی۔ میں نے رسی پکڑی اور تبارک کو واپس کشتی پر کھینچ لیا۔ وہ پانی میں شرابور اندر آ گرا۔ کشتی مسلسل چکرا رہی تھی اور ہم اس کے ساتھ گھوم رہے تھے۔ میں نے سب سے پہلے بادبان کی گلی گرائی اور کشتی کو یکساں رخ مل گیا' لیکن وہی پانی کے بہاؤ پر۔ وہ پھر اسی رفتار سے آگے بڑھنے لگی۔ اب وہ تینوں خاموش تھے۔ ان کے پاس اب کوئی تدبیر نہیں رہی تھی اور وہ سہمے ہوئے کبوتروں کی طرح گم صم پڑے ہوئے تھے۔ میں نے پتوار سنبھال لئے اور کشتی کو ایک رخ پر کاٹنے لگا۔ چونکہ میں صرف ایک سمت کا پتوار چلا رہا تھا اس لئے کشتی آہستہ آہستہ اسی سمت کٹتی جا رہی تھی۔ گو اس کا رخ سیدھا ہی تھا لیکن میری کاوش سے اتنا ضرور ہوا تھا کہ وہ دریا کے چوڑے پاٹ کے درمیان بہنے کے بجائے اب تھوڑی تھوڑی کنارے کی طرف ہٹ رہی تھی۔ اپنی یہ کوشش کارگر ہوتے دیکھ کر میں نے ایک اور عمل کیا۔ رسی کے دوسرے لچھے کو اٹھا کر میں نے اس کا سرا تلاش کیا اور اسے پتوار کے فولادی کنڈے سے باندھنے لگا۔ پھر پوری رسی کھول کر دوسرا سرا اپنی کمر سے کس لیا۔ اس کے بعد میں بدستور پتوار چلاتا رہا۔ میں نے بخوبی دیکھا تھا کہ وہ لوگ بے سدھ ہو گئے تھے اور آنکھیں بند کئے ہوئے پڑے تھے۔ مجھے ایک اور تجربہ ہوا موت کا انتظار کیسے کیا جاتا ہے۔

اچانک میں نے محسوس کیا کہ ایک بھیانک شور اٹھ رہا ہے۔ ایسی گڑگڑاہٹ جیسے بادل گرج رہے ہوں۔ پہلے تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر اندازہ ہو گیا کہ آواز کیسی ہے۔ وہ جگہ قریب آتی جا رہی تھی جہاں دریا سمندر میں گر رہا تھا اور یہ آواز پانی کی گڑگڑاہٹ کی تھی۔

صورت حال بہت نازک ہو گئی تھی۔ وہ جگہ اب شاید زیادہ دور نہیں رہی تھی جہاں دریائے ہبا بحر اسود میں گر رہا تھا۔ کشتی اگر وہاں تک پہنچ گئی تو اس کا نام و نشان نہیں ملے گا۔ ارباب طالع اور تبارک کو شاید اس صورت حال کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ بہرے نہیں تھے' انہوں نے بھی پانی کی آواز ضرور سن لی ہو گی لیکن شاید کوئی حل ان کے ذہن میں نہیں تھا اور انہوں نے موت کا تعین کر لیا تھا' لیکن میں ایک موہوم سی امید پر اپنا عمل جاری رکھے ہوئے تھا۔

مضبوط رسی کے سرے کو میں نے اتنا کس کر چپو کے کڑے سے باندھا تھا کہ اس کے کھلنے کا امکان نہ رہے۔ دوسرے سرے کو میں نے اپنی کمر کے گرد لپیٹا اور اس میں گرہ دے لی۔ کشتی کو میں نے جس مشقت سے دریا کے کنارے کی طرف کاٹا تھا اس کے نتائج کا مجھے اندازہ تھا۔ پھر میرے یقین کی تصدیق ہو گئی۔ تاریکی کے باوجود میں نے وہ سیاہ لکیر دیکھ لی جو بہت زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔ میں نے پوری قوت سے چپو چلانا شروع کر دیا لیکن اب پانی کی سرکشی بھی عروج پر پہنچ گئی تھی اور گرتا ہوا دریا کشتی کو پوری قوت سے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ پھر ایک کڑاکے سے چپو کا ڈنڈا درمیان سے ٹوٹ گیا' لیکن میں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور چپو ٹوٹتے ہی اپنی جگہ سے اچھل کر دریا میں چھلانگ لگا دی۔ اپنے پیچھے میں نے چیخوں کی آوازیں سنی تھیں۔ اب میں اپنی حیوانی قوت کا مظاہرہ کر رہا تھا جس کا مجھے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔ میں سب کچھ بھول گیا تھا۔ میرے دماغ میں اب کسی کی مدد کا خیال نہیں تھا بس میں خود اس طوفانی بہاؤ سے جنگ کر رہا تھا۔ مجھے احساس بھی نہیں رہا تھا کہ تین انسانوں کے وزن سے لدی ہوئی کشتی اور پانی کی طاقت مجھ سے نبرد آزما ہے۔ مجھے کنارہ درکار تھا اور مجھے کنارہ مل گیا۔ دریا میں جھکے ہوئے درختوں میں سے ایک کی شاخ میرے ہاتھوں کی گرفت میں آئی اور میں اسے پوری قوت سے پکڑ کر آگے بڑھا آیا۔ درخت نے کہا کہ میں برسوں سے اس طوفانی بہاؤ سے لڑ رہا ہوں یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ تو میرا سہارا قبول کر اور اسے شکست دے۔ میں نے شاخ چھوڑے بغیر زمین پر قدم جمائے۔ پھر شاخ ہی کے سہارے سے آگے بڑھا اور درخت کے تنے تک آ گیا۔ اس ہیجان خیزی نے میری عقل پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا چنانچہ میں نے درخت کے تنے کے گرد تین چکر لگائے اور خود اپنی قوت سے کشتی کو سنبھالنے کے عمل سے آزاد ہو گیا۔ درخت کے مضبوط تنے نے کشتی کو

سنبھال لیا اور میں جلدی سے سامنے آ گیا۔ پھر میں نے رسی کو کھینچنا شروع کر دیا اور کشتی ساحل پر آنے لگی۔ یہاں تک کہ میں نے اسے خشکی پر کھینچ لیا۔

وہ تینوں غالباً میری کاوش سے پرامید ہو کر خود بھی متحد ہو گئے تھے اس لئے جیسے ہی کشتی نے زمین کی شکل دیکھی انہوں نے اس سے باہر چھلانگ لگا دی۔ ان کے حلق سے خوشی کی چیخیں آزاد ہو گئی تھیں۔ وہ فوراً اٹھے اور اندھا دھند بھاگے' لیکن زمین پر بکھری ہوئی چھوٹی شاخوں سے الجھ کر دوبارہ گر پڑے۔ اب وہ زخمی کبوتروں کی طرح جھاڑیوں پر پڑے ہانپ رہے تھے۔

میں نے ان کا جائزہ لیا اور اپنی کمر سے رسی کھولنے لگا۔ پھر میں بھی ایک درخت کے تنے سے کمر لگا کر بیٹھ گیا۔ پانی گرج رہا تھا اور کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے' لیکن کچھ بھی برا نہیں لگ رہا تھا۔ کامیابی کی خوشی نے میری دیگر حسیات کو فنا کر دیا تھا۔ سب سے پہلے بوڑھا تبارک میرے پاس آیا۔

"کیا تم زخمی ہو گئے ہو۔"

"نہیں...." میں نے جواب دیا۔

"ہمیں بتاؤ اب کیا کریں۔"

"کشتی محفوظ ہے اسے خالی کر دینا چاہئے۔"

"اگر تم اجازت دو تو روشنی ہونے کا انتظار کر لیں' اعصابی کشیدگی بھی کم ہو جائے گی۔"

"جیسے تم چاہو۔" میں نے کہا۔

"ہاں' کچھ وقت آرام کر لینا بہتر ہے۔" تبارک نے کہا اور واپس ان کے پاس چلا گیا۔

پھر صبح کی روشنی سے پہلے ان میں زندگی کے آثار نہیں نظر آئے۔ صبح جاگنے کے بعد وہ میرے بجائے کشتی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس میں جو کچھ تھا نکال لیا اور اس کے پیکٹ بنائے۔ کھانے پینے کی اشیاء بھیگ گئی تھیں لیکن کچھ ایسی تھیں جن پر پانی بے اثر تھا۔ ان سے شکم سیری کی گئی' میں ان کی غیر معمولی خاموشی کو محسوس کر رہا تھا۔ پھر تبارک نے کہا۔

"کیا ہم یہاں سے چلیں ماہر طبالی۔"

"ہاں یہاں رکنا بے سود ہے۔" میں نے جواب دیا۔

وہ سامان اٹھا کر بنڈل اپنے شانوں پر باندھنے لگے تو میں نے دو بڑے بنڈل سنبھالے۔ فوراً ارباب طالع نے ان پر ہاتھ رکھ دیئے۔

"نہیں ماہر.... ہمیں اور شرمندہ نہ کرو' تم ہمارے لئے کیا حیثیت اختیار کر گئے ہو شاید ہم الفاظ میں نہ کہہ سکیں۔" وہ آہستہ سے بولا اور میں نے تعجب سے اسے دیکھا۔ پھر میں نے وہ وزنی بنڈل اٹھا کر شانوں پر ڈال لئے اور کہا۔ "نہیں ارباب' مجھے دوست کا درجہ دو

حاکم کا نہیں مجھ سے جو بن پڑے گا کرتا رہوں گا آؤ آگے بڑھیں۔"

"جو کچھ تم نے ہمارے لئے کیا ہے' اس پر تبصرہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ جان کر کہ اس ناقابل یقین جدوجہد میں تم زخمی نہیں ہوئے ہمیں بہت خوشی ہوئی۔" ماہہ تبارک نے بھی لب کشائی کی۔

میں نے تمام باتوں کو نظر انداز کر دیا تھا۔ پھر ہم نے ایک راستے کا تعین کیا اور چل پڑے۔ تبارک نے تجویز پیش کی تھی کہ جنگل میں زیادہ دور چلنا مناسب نہیں ہے' بہتر ہے دریا کے کنارے کو نہ چھوڑا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ سفر کیا جائے۔ اس نے اپنا موقف یوں پیش کیا۔

"اصل میں ہمیں بحر اسود کے ساحل تک جانا ہے۔ سوکانہ ساحل پر ہی آباد ہے اور وہیں سے سمندر عبور کرنا ہو گا۔" مجھے اعتراض نہیں تھا۔ آدھے دن کے سفر نے ہمیں اس ہولناک جگہ پہنچا دیا جہاں ہما سمندر میں گر رہا تھا۔ ہولناک شور ہماری رہنمائی کر رہا تھا جہاں سے دریا سمندر میں گر رہا تھا وہاں سے سمندر کوئی سو فٹ نیچے تھا اور سو فٹ کی بلندی سے سینکڑوں فٹ کی چوڑائی میں بہنے والا دریا جس بھیانک انداز میں نیچے گر رہا تھا وہ بس دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بس کچھ دیر کے بعد یہ زمین فنا کی منزل میں داخل ہو جائے گی۔ سطح سمندر بلند ہو گی اور پورا جنگل زیر آب آ جائے گا۔ ہمارے پیروں کی زمین اس طرح لرز رہی تھی جیسے زلزلہ آ گیا ہو اور آن کی آن میں وہ سمندر کی طرف بڑھنے والی ہو۔

ماہہ تبارک نے باپ کا لباس پکڑ کر دہشت زدہ لہجے میں کچھ کہا جو ممکن ہے تبارک کی سمجھ میں آ گیا ہو کیونکہ اس نے آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ یہ جنگل سطح سمندر سے سو فٹ کی بلندی پر تھے اور ساحل تک اسی ڈھلان میں پھیلے ہوئے تھے۔ ہم بلندی پر ہی چلتے رہے اور ڈھلان عبور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ پھر شام تک ہم نے بلندی پر ہی سفر کیا تھا۔ گھنے درختوں نے آسمان چھپایا ہوا تھا پھر تاریکی کا احساس ہونے پر اندازہ ہوا کہ شام ہو چلی ہے۔

"ہم تھک گئے ہیں ماہر..... کیا یہاں پڑاؤ ڈال لیا جائے؟" میں نے اعتراض نہیں کیا۔ ضروری امور سے فارغ ہو کر بوڑھے تبارک نے کہا۔ "کیا اس کے امکانات ہیں کہ ہم سوکانہ سے دور ہٹ گئے ہوں اور آگے وہ ہمیں نہ مل سکے؟"

"یہ خیال کیوں آیا؟" میں نے سوال کیا۔

"اس لئے کہ ہم اصل جگہ سے ہی بھٹک گئے ہیں۔"

"اگر یوں ہوا بھی ہے تو آپ لوگ فکر نہ کریں' کل دن کی روشنی میں ' میں ایک نقشہ بنا کر جنگل میں داخل ہو جاؤں گا اور سوکانہ کی آبادی تلاش کر لوں گا۔"

"آہ نہیں' تم سے تو ہم ایک لمحے جدا ہونا پسند نہ کریں گے' ہر طرف پھیلی ہوئی موت کے احساس میں تم ہمارے لئے زندگی کا چراغ ہو ماہر طہابی! جو کچھ بھی کریں گے ساتھ کریں گے۔" ماہہ تبارک نے جلدی سے کہا۔

"ہمیں جدوجہد کرنی ہے' جیسے بھی ممکن ہو۔" میں نے خاموشی اختیار کر لی تھی' لیکن دوسری صبح ہماری مشکل خود بخود حل ہو گئی۔ سورج بلند بھی نہ ہوا تھا کہ ایک آواز سنائی دی اور سب چونک پڑے۔ ایک لمحے کی لئے آواز کے بارے میں صحیح اندازہ نہیں ہو سکا کہ کیسی تھی' لیکن دوسرے لمحے مسلسل آنے لگی اور شاید تبارک وغیرہ کے لئے یہ خوشی کی آواز تھی۔ اس نے مسرور لہجے میں کہا۔

"سوکانہ.....!"

"ہاں یہ دف کی آواز ہے' انسانی زندگی کی نشاندہی ہو گئی' یقیناً سوکانہ قریب ہے۔" ارباب نے تصدیق کی۔ اسکے بعد جلدی جلدی تمام امور نمٹا لئے گئے۔ پھر ہم آبادی کی تلاش میں نکل پڑے۔ ان کے ساز زور و شور سے بج رہے تھے اور جنگل بھیانک آواز سے گونج رہا تھا۔

"یہ ساز کون بجا رہے ہیں؟" ماہہ نے کہا۔

"پتہ نہیں' ان کے بارے میں مجھے بھی زیادہ معلومات نہیں ہے۔ یوساف نے بتایا تھا کہ یہ جرائم پیشہ لوگوں کا قبیلہ ہے۔ سمندری راستوں سے اسمگلنگ کرتا ہے۔ یہ لوگ تمہیں برگاس ضرور پہنچا دیں گے لیکن تمہارے ساز و سامان میں سے تمہارے پاس کچھ نہیں بچے گا۔"

ہمارا سفر جاری رہا پھر ہم نے جنگل سمٹتے دیکھے۔ درخت پہلے چھدرے ہوئے پھر خالی خالی رہ گئے۔ ڈھلانوں پر بھی بس گھاس اور چٹانیں نظر آنے لگیں' پھر وہ عظیم الشان میدان نظر آیا جس کے دوسری طرف کچے مکانوں کی آبادی تھی۔ عظیم الشان میدان میں کوئی کھیل ہو رہا تھا۔ دس بارہ افراد گھوڑوں پر سوار تھے اور ایک دوسرے کا پیچھا کر رہے تھے۔ آگے والے گھوڑے پر دوڑنے والے کے ہاتھ میں کسی جانور کی کھال تھی اور اندازہ ہو رہا تھا کہ دوسرے اس کھال کو چھیننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے چوڑے ہاتھوں کی کلائیاں خون آلودہ تھیں اور خون کے دھبے ان کے لباسوں پر بھی پڑے ہوئے تھے۔

"یہی سوکانہ ہے۔" ارباب طالع نے آہستہ سے کہا۔

"لیکن یہ کھیل کیا ہے؟" ماہہ بولی۔ میں دلچسپی سے ان کی جدوجہد دیکھ رہا تھا۔ وہ سب ہی تنومند تھے اور ان کے چہرے دھوپ میں تپے ہوئے نظر آتے تھے۔ کھال ایک۔ دوسرے سے چھینی جاتی رہی۔ پھر وہ ایک شہسوار کے ہاتھ لگی اور وہ دوسروں کو ڈاج دیتا ہوا گھوڑا دوڑاتا رہا۔ اس نے اس وسیع میدان کے نو چکر لگائے اور کوئی شہ سوار اس سے کھال نہیں

چھین سکا۔

میدان کے کنارے بے شمار افراد جمع تھے ان میں سے چند بڑے سائز کی دفیں بجا رہے تھے۔ جونہی توانا جوان نے نواں چکر پورا کیا اچانک دف بجنا بند ہو گئیں اور لوگ شور مچانے لگے۔ وہ رنگین کپڑے اچھال رہے تھے۔

"انوکھا کھیل ہے۔" میں نے دلچسپی سے کہا۔

"ہاں وحشت اور دیوانگی کا آئینہ دار مگر یہ کہیں اور سے یہاں پہنچا ہے۔" تبارک بولا۔

"کہاں سے....؟" ارباب نے پوچھا۔

"ایک اور علاقے کے بارے میں سنا تھا جہاں یہ کھیل کھیلا جاتا ہے' تمہارے خیال میں یہ صرف جانور کی کھال ہے۔"

"تو پھر....؟"

"ان کے جسم پر پڑے خون کے دھبے نہیں دیکھ رہے۔ ایک زندہ بھیڑ میدان میں چھوڑی جاتی ہے پھر یہ جوان اسے زمین سے اٹھا کر بھاگتے ہیں اور اسے ایک دوسرے سے حاصل کرنے کے لئے چھینا جھپٹی کرتے ہیں یہاں تک کہ اس مظلوم بھیڑ کی چندھیاں ہو جاتی ہیں جو جوان اسے دوسروں سے بچا کر اس میدان کے نو چکر پورے کر لیتا ہے وہ فاتح ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی اور اسے چھونے نہ پائے۔ اگر کسی نے اسے ہاتھ لگا لیا تو باقی چکر بے کار ہو جاتے ہیں۔"

"اوہ خدا....! انہوں نے زندہ بھیڑ کا یہ حشر کیا ہے۔" ملیحہ نے روہانسے لہجے میں کہا۔

"انسان بہت سنگدل مخلوق ہے۔"

تبارک نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ پھر بولا۔ "چلو آگے بڑھیں' ہمیں بہرحال ان سے ملاقات کرنی ہے۔" پھر ہم ڈھلان عبور کرنے لگے۔ سوکانیہ کے لوگ خوشیاں منا رہے تھے اچھل کود رہے تھے۔ پھر ہمیں دیکھ لیا گیا اور ایک دم خاموشی طاری ہو گئی۔ تمام نظریں ہماری جانب نگراں ہو گئی تھیں۔ ہم نے رفتار تیز کر دی اور کچھ دیر کے بعد ان کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے ہمیں اپنے درمیان سے آگے جانے کا راستہ دیا تھا۔ ہم سب نے دیکھ لیا تھا کہ اس کھیل کا ایک مہمان خصوصی بھی ہے جو ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ کافی عمر رسیدہ آدمی تھا اور نارنجی رنگ کی پگڑی باندھے ہوئے بیٹھا تھا جس کا طرہ بہت اونچا تھا۔ ہم اس کے سامنے پہنچ گئے۔ تبارک نے ایک خاص انداز میں اسے تعظیم دی اور وہ شخص تخت سے نیچے اتر آیا' اس نے ہاتھ بلند کیا اور ساکت لوگوں میں زندگی دوڑ گئی وہ سب پھر شور مچانے لگے۔

"ہم نے تمہیں مہمان کا درجہ دیا' آؤ ہمارے پاس بیٹھو' میرے بیٹے نے "غلاری" جیتی ہے ہم سب بہت خوش ہیں تم بھی ہماری خوشی میں شریک ہو جاؤ۔"

"ہماری طرف سے جیت کی مبارک باد قبول کرو۔" تبارک نے کہا اور بوڑھے نے پھر ہاتھ اٹھالیا۔ پھر اس جیت کی رسم پوری ہوئی اور دلچسپ مناظر دیکھنے میں آئے۔ بھیڑوں کا ایک بہت بڑا گلہ ہانک کر میدان میں لایا گیا اور ہر شخص قصائی بن گیا۔ چند بوڑھوں نے جیتنے والے توانا جوان کو ویسی ہی طرے والی پگڑی پہنائی اور چاروں طرف بھیڑیں ذبح ہونے لگیں۔ اس کے بعد معمر شخص اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اس نے ہمیں ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔ ہم اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک ایسے احاطے میں پہنچ گئے جسے سائبان سے ڈھک دیا گیا تھا۔ اس کی چھتوں میں ٹوٹے ہوئے بحری جہازوں کے پرزے' تختے رسیاں اور فرنیچر پڑا ہوا تھا۔ انتہائی قیمتی لیکن بوسیدہ کرسیاں ہمیں بیٹھنے کے لئے دی گئیں' پھر بوڑھے نے کہا۔

"کہاں سے آئے ہو.... اپنا حال سناؤ۔"

"ہم پریشان حال لوگ ہیں' ہمارے بدخواہوں نے ہمارے لئے موت کا سامان کر دیا تھا چنانچہ جان بچا کر بھاگے ہیں' تمہارے پاس امان چاہتے ہیں۔" ارباب نے کہا۔

"امان مل جائے گی لیکن تم لوگ جانا کہاں چاہتے ہو؟"

"ہم بلغاریہ جانا چاہتے ہیں' اگر تم لوگ ہمیں سمندر عبور کرا کے برگاس پہنچا دو تو ہم تمہارا احسان نہیں بھولیں گے۔"

"یہ ہو جائے گا' اگر تم اس کے خواہش مند ہو تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کل تمہیں برگاس روانہ کر دیا جائے گا۔ آج ہمارے مہمان رہو۔"

"ہمیں کیا معاوضہ ادا کرنا ہو گا....؟" ارباب نے پوچھا اور بوڑھا مسکرانے لگا' پھر بولا۔

"وہ معاوضہ اتنا ہو گا کہ تم ادا نہ کر سکتے' لیکن آج میرے بیٹے نے خود کو مرد میدان ثابت کر دیا ہے اور میں بہت خوش ہوں۔ اس لئے تم سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔" ارباب نے شکریہ ادا کیا سب خوش ہو گئے تھے۔

پورے میدان میں بھیڑیں بھونی جا رہی تھیں۔ دھوئیں اور گوشت اور چربی کے جلنے کی بو فضا میں پھیل گئی تھی۔ بعد میں ان لوگوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ نسلا کرد ہیں۔ ایران' عراق اور ترکی کی حکومتوں کے باغی ہیں اور خانہ بدوشوں کی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے روابط دوسرے کرد قبائل سے ہیں۔ ہم ان کی خرمستیاں دیکھتے رہے۔ ہمیں پوری بھیڑ پیش کی گئی' چند ٹکڑے ان لوگوں کے کام آئے' باقی میں نے صاف کر دی اور انہیں مایوسی نہ ہوئی۔ رات کو رقص و موسیقی کی محفل جمی' نذریں گزاری گئیں اور ارباب نے جو معاوضہ ان کے لئے مخصوص کیا تھا وہ انہیں نذر کے طور پر پیش کر دیا گیا۔ ارباب کی لائی ہوئی بیش قیمت اشیاء کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا اور ہماری مشکل مزید آسان ہو گئی۔

یہ رات شور شرابے میں گزری لیکن ارباب وغیرہ ذہنی طور پر مطمئن تھے اس لئے پرسکون رہے۔ دوسرے دن انہوں نے ہمیں ایک عمدہ لانچ فراہم کی اور ان کے جدید

وسائل دیکھ کر ہم حیران رہ گئے۔ ہمیں مہمانوں کی حیثیت سے رخصت کیا گیا تھا اور حیرت ناک طور پر انہوں نے ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا تھا۔ بحر اسود کی لہریں جھاگ اڑاتی ہوئی سٹیمر سے ٹکرا رہی تھیں اور میں سوچ رہا تھ کہ ہوش کی دنیا بغیر ہوش کی دنیا کے مقابلے میں کس قدر مشکل ہے۔ برسوں کے فاصلے طے ہو گئے تھے' لیکن کوئی احساس نہیں تھا۔ کیا' کیا؟ کیا نہیں کیا؟ کس نے سنبھالا' کیسے سنبھالا' کچھ نہیں پتہ تھا لیکن اب' یادیں تھیں' اضطراب تھا' آس تھی بس ایک ہی آس.... ہیا مل جائے۔

سمندر کے سفر میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں پیش آیا۔ وہ جانتے تھے کہ انہیں کہاں رکنا ہے اور اس کے بعد ارباب جانتا تھا۔ اس بے چارے نے منصوبہ ضرور بنایا تھا' لیکن ذرا ناقص۔ اس نے سوچا تھا کہ جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے' اس کی مرضی کے مطابق ہی ہو جائے گا۔ لیکن بلغاریہ میں داخل ہونے کے بعد وقت نے اس کا ساتھ دیا۔ اس کی کاوشیں کارگر رہیں اور برگاس کے ڈیڑھ دن کے قیام کے بعد' بلغاریہ کے دوسرے شہر "ورنا" پھر "ریوس" ہوتے ہوئے ہم "صوفیہ" میں داخل ہو گئے جہاں ایک رات قیام کے بعد دوسری صبح تبارک نے اپنے دوست "وانگ چو" سے رابطہ کیا اور کچھ ہی دیر کے بعد سرخ رنگ کی ایک لمبی کار جس پر ڈریگن کا نشان بنا ہوا تھا ہمیں لینے آ گئی۔ کار کی کھڑکیوں پر پردے پڑے ہوئے تھے جس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی' لیکن ارباب نے بتایا۔

"بلغاریہ کمیونسٹ ملک ہے' ویسے تو دنیا کے کسی بھی ملک میں بین الاقوامی قوانین کا احترام کئے بغیر داخلہ بدترین جرم ہے اور بعض حالات میں اس جرم کی سزا موت بھی ہو سکتی ہے لیکن کمیونسٹ ممالک میں یہ جرم ناقابل تلافی ہے اور ہم پاسپورٹ اور کاغذات کے بغیر یہاں داخل ہوئے ہیں' سمجھ رہے ہو نا.... وانگ چو کو تفصیل بتا دی گئی ہے اور وہ ہمیں احتیاط سے بلا رہا ہے۔"

"اب تک ہمیں گرفتار کیوں نہیں کیا گیا۔ ہم نے تو ایک طویل سفر کیا ہے۔" میں نے سوال کیا اور ارباب طالع مسکرا دیا۔

"بس یوں سمجھ لو ماہر کہ جس طرح تم سمندر میں ڈوبنے والی کشتی گھسیٹ کر ساحل تک لائے تھے ایسے ہی حالات سے مجھے گزرنا پڑا ہے۔ میں نے یہاں تک کے سفر کا ایک ایک لمحہ سولی پر گزارا ہے۔"

"وانگ چو تمام صورت حال سنبھال لے گا وہ بہت صاحب اثر ہے۔" تبارک نے کہا۔

سرخ کار چوڑے اور کشادہ راستوں سے گزرتی ہوئی' ایک ایسی گلی میں داخل ہوئی جو بہت پتلی تھی اور اسکے دونوں طرف رکلوٹیں بکھری ہوئی تھیں جن میں چپٹی ناک' چھوٹی آنکھوں اور چھوٹے قد والے لوگ نظر آ رہے تھے۔ مجھے یوں لگا جیسے کسی کھلونا فیکٹری نے ایک ہی شکل کے بہت سے متحرک کھلونے بنا کر جگہ جگہ بٹھا دیئے ہوں۔ اس بات پر مجھے

حیرت ہوئی تھی لیکن میں نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ پھر سرخ رنگ کی کار گلی کے آخری حصے میں رکی جہاں ایک عمارت بنی ہوئی تھی۔ اس عمارت کا چوڑا گیٹ کھلا اور کار اندر داخل ہو کر رک گئی۔ سامنے مخصوص طرز کی عمارت کا دروازہ نظر آ رہا تھا' لیکن کار اس گیراج نما جگہ رکی اس کا انجن اسٹارٹ ہی رہا تھا اور دفعتاً مجھے یوں لگا جیسے وہ زمین میں دھنس رہی ہو۔ شیشوں کے دونوں طرف ایک لمحے کے لئے تاریکی پھیل گئی پھر روشنی ہو گئی۔ ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض جگہ کئی اور کاریں بھی کھڑی تھیں۔ سامنے شیشے کا ایک بڑا دروازہ نظر آ رہا تھا جس کے سامنے چند افراد کھڑے ہوئے تھے۔ انہی میں سر سے پاؤں تک سفید لبادے میں ملبوس ایک دراز قامت شخص کھڑا ہوا تھا جس کی آنکھوں کی جگہ بس دو لکیریں نظر آتی تھیں۔ نوکیلی نیچے کو لٹکی ہوئی مونچھیں اور نوکیلی داڑھی جو صرف ٹھوڑی پر اگی ہوئی تھی لیکن کوئی چھ انچ کے قریب لمبی تھی۔

ہم کار سے اترے تو وہ آگے بڑھا اور اس کے دانت نمودار ہو گئے۔ اس نے تبارک کے قریب آ کر دونوں بازو سینے پر باندھے اور پھر تبارک کے سینے سے لگا دیئے۔ تبارک نے بھی وہی عمل کیا تھا۔ دونوں کے درمیان کچھ الفاظ کا تبادلہ بھی ہوا تھا۔ پھر وہ واپس پلٹا اور تبارک نے ہمیں ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ وہاں کھڑے ہوئے لوگ عجیب انداز میں جھک گئے اور ہم ان کے درمیان شیشے کے دروازے سے گزرتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ بڑا حسین ماحول تھا۔ سرخ قالین' سرخ روشنیوں والے فانوس' تھوڑے تھوڑے فاصلے پر انسانی قد و قامت کی گڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ سب کی سب ایک شکل و صورت کی مالک۔ رنگین کپڑے پہنے ہوئے۔ ان کے چہرے بالکل سفید تھے سب پر ایک ہی پینٹ کیا ہوا تھا' لیکن ہمارے قریب سے گزرنے کے بعد جب وہ متحرک ہوئیں تو میں دنگ رہ گیا۔ وہ جاندار تھیں..... انسان تھیں..... عجیب جادونگری تھی یہ۔ ماہہ تبارک میرے بالکل قریب تھی میں نے سرگوشی میں کہا۔

"یہ زندہ ہیں۔" وہ چونک پڑی' میرے اشارے کی سمت دیکھا اور بولی۔

"ہاں کیوں نہیں۔ یہ گیشائیں کہلاتی ہیں۔" میری سمجھ میں بات نہیں آئی تھی' لیکن میں خاموش ہو گیا۔ پھر وانگ چو رکا اور اس نے ایک گڑیا کو اشارہ کیا۔ گڑیا آگے بڑھی لیکن اس کی چال بھی میری سمجھ مین نہیں آئی۔ وہ پاؤں اٹھا کر چلنے کے بجائے زمین پر رینگ رہی تھی' لیکن تیزی سے۔ وانگ چو نے اس سے کچھ کہا اور وہ جھک گئی۔ پھر وہ صاف انگریزی زبان میں ارباب سے بولی۔

"آپ کی آرام گاہ اس طرف ہے' میرے ساتھ آیئے میں آپ کو وہاں پہنچا دوں۔"

اس وقت تبارک نے بھی ہماری طرف مڑ کر کہا۔

"تم لوگ آرام کرو..... میں اپنے دوست سے کچھ تبادلہ خیالات کروں گا۔"

"آؤ ماہر طباخ۔" ارباب نے کہا اور ہم تینوں اس چابی سے چلنے والی عورت کے ساتھ چل پڑے۔ یہاں ہمیں الگ الگ کمروں میں ٹھہرایا گیا تھا۔ پھر بڑے شرمناک انداز میں ہماری ضیافت کا بندوبست کیا گیا۔ کچھ عجیب عجیب سی چیزیں تھیں۔ مذاق اڑانے والے نامعقول برتن تھے جن کی سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ وہ بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ ایک گیشا چمکدار ٹرے میں یہ چیزیں رکھ کر لائی تھی اور بلا وجہ دانت نکال کر انہیں میرے سامنے رکھا تھا۔ بس میرا پارہ چڑھ گیا' ایسا مذاق مجھے قطعی ناپسند تھا.... وہ واپسی کے لئے مڑی تو میں نے کہا۔

"ٹھہرو...." اور وہ رک گئی۔ میں نے ٹرے اٹھائی' اس کے دونوں سرے آپس میں ملائے اور اچھی طرح پچکا کر کہا۔ "اب یہ لے جاؤ...!" تو وہ ٹرے اٹھانے کے بجائے منہ سے چوہے جیسی چیں چیں کی آواز نکالتی ہوئی باہر بھاگی۔

میں نے غصیلی نظروں سے دروازے کو دیکھا اور گہری سانس لے کر دراز ہو گیا۔ پھر خاصی دیر گزر گئی' تب دو "چینی ناجوان" ایک ٹرالی گھسیٹتے ہوئے اندر آئے۔ انہیں نوجوان کہنا مضحکہ خیز لگتا تھا کیونکہ ان کے چہرے مکمل تھے بدن اتنی چھوٹی قامت کے تھے کہ یہ لوگ جوان کہلانے کے قابل نہیں تھے' لیکن ٹرالی جوان تھی..... میری پسند کے مطابق... عقب میں ماہہ اور ارباب بھی تھے۔

"یہ بے چارے بے قصور ہیں۔ انہیں نہیں معلوم تھا' لیکن اب معلوم ہو گیا ہے۔" ارباب نے کہا اور پچکی ہوئی ٹرے کی طرف اشارہ کر دیا۔ دونوں ٹرے اٹھا کر چلے گئے اور میں ٹرالی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

شکم سیری کے بعد سب کچھ اچھا لگنے لگا اور میں ماہہ وغیرہ سے باتیں کرنے لگا۔ رات کو ہمیں کھانے کے بعد وانگ چو سے ملاقات کے لئے طلب کیا گیا اور ایک ناجوان کی رہنمائی میں ہم ایک بڑے دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ خوبصورت ہال تھا اس میں روایات سے آراستہ ایک دیوار کے ساتھ نشستیں لگی ہوئی تھیں جو چوبی نقش و نگار سے آراستہ تھیں' لیکن ان نقوش میں ایک نقش نمایاں تھا جسے دیکھ کر میرے دماغ میں کوئی شے کلبلانے لگی۔ یہ نقش...... یہ نقش شناسا کیوں ہے۔ دیکھا دیکھا کیوں لگ رہا ہے۔ ایک بڑا سا دائرہ تھا جس میں ایک لہراتا ہوا سانپ نظر آ رہا تھا۔ میں نے یہ نقش کہیں دیکھا تھا' لیکن کہاں..... یہ یاد نہ آ سکا.... نشستوں پر میں نے تبارک اور وانگ چو کو دیکھا۔ وانگ چو نے اپنی جگہ سے تھوڑا سا اٹھ کر مجھے تعظیم دی تھی۔ ہمارے بیٹھنے کے لئے بھی نشستیں تھیں جن پر ہم بیٹھ گئے۔ تبارک نے کہا۔

"مسٹر وانگ چو کے بارے میں تم لوگوں کو تقریباً تمام تفصیلات معلوم ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ مسٹر وانگ چو بلغاریہ میں رہنے والے چینی باشندوں کے مفادات کے نگران ہیں اور یہاں

کی حکومت میں ایک مشیر کا عہدہ رکھتے ہیں۔ نہایت ہی صاحب اثر اور پسندیدہ شخصیت کے مالک ہیں۔ ان تمام باتوں کے علاوہ مسٹر وانگ چو یہاں رہنے والے چینی باشندوں کے روحانی پیشوا بھی ہیں اور ان کی ہر بہتری کے لئے سینہ سپر رہتے ہیں۔ مسٹر وانگ چو کا تعلق ایک قدیم چینی گھرانے سے ہیں جس نے نیک ناموں میں کمال حاصل کیا ہے اور مسٹر وانگ چو خود بھی روحانی علوم سے بے پناہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی ایک دانش گاہ یہاں موجود ہے' لیکن وہاں تک کسی کی رسائی ممکن نہیں ہے کیونکہ مسٹر وانگ اسے عبادت گاہ کا درجہ دیتے ہیں بتایا گیا ہے کہ اس عبادت گاہ میں ایسے ایسے علوم پوشیدہ ہیں جو انسانی نگاہوں سے نہ گزرے ہوں گے۔ بہرحال وانگ سے میری یہ دوستی میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں۔ بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ مسٹر وانگ ہمارے لئے وہ تمام چیزیں مہیا کر رہے ہیں جو ہمیں آزادی سے ہر جگہ کی نقل و حرکت کی آسانی فراہم کر دیں گی بلکہ میں ذاتی طور پر مسٹر وانگ سے بے حد متاثر ہوں اور اس کی بنیاد صرف ان کی نیک نیتی ہے۔"

میری نگاہیں عمر رسیدہ چینی بزرگ کی جانب اٹھیں تو نجانے کیوں مجھے یہ احساس ہوا کہ جو کچھ اس شخص کے بارے میں کہا گیا ہے اس میں کہیں نہ کہیں مبالغہ آرائی ہے..... میں نے ابھی اتنا ہی سوچا تھا کہ وانگ چو کی آنکھوں کی لکیریں کشادہ ہونے لگیں اور پھر یہ آنکھیں خاصی بہتر شکل میں نظر آنے لگیں۔ پتہ نہیں اس بوڑھے شخص نے ان آنکھوں کو رول کرنے کا طریقہ کیسے دریافت کر لیا تھا۔ سفید ڈیلوں کے درمیان گہری سبز پتلیاں نمودار ہو گئیں اور اس کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ کافی دیر مجھ پر نگاہیں جمائے رہا۔ پھر اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"اور سب کچھ وہ نہیں ہے میرے پیارے دوست عالی تبارک جو تم نے محسوس کیا بلکہ اور بھی بہت کچھ ہے اس نوجوان کی شخصیت میں اگر میں نے غلط نہیں سوچا۔ اس شخص نے تمہاری باتوں کو تسلیم نہ کرتے ہوئے مجھے دیکھا۔ شاید یہ تم سے متفق نہیں ہے اور اسے ہونا بھی نہیں چاہئے' میں بہت زیادہ باعلم ہونے کا دعویٰ نہیں رکھتا لیکن اس کی غیر معمولی شخصیت کا تجزیہ اگر باریک بینی سے کیا جائے تو ایسے ایسے جوہر منکشف ہوں گے کہ تم حیران رہ جاؤ' اور ایسے نوجوان میرے لئے جس قدر دلچسپی کا باعث ہو سکتے ہیں تم تصور بھی نہیں کر سکتے عالی تبارک۔"

"مسٹر وانگ میں تو واقعی ایک ناشناس انسان ہوں۔ میں کیا میری حیثیت کیا' لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس نوجوان میں کچھ غیر انسانی خوبیاں ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آئیں کچھ یوں لگتا ہے جیسے یہ ہر طرح کے حالات کو اپنی گرفت میں لینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔"

"اور جانتے ہو' ایسے لوگ علمی زبان میں کیا کہلاتے ہیں؟"

"میں نہیں جانتا....."

"سیسٹامک اور آئی جینٹک' یعنی ڈبل فریکوئنسی کا مکسچر' جو ملا کر سیسٹک کہلاتا ہے۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات۔"

عالی تبارک مسکرا دیا اور اس نے کہا۔ "نہیں سمجھ رہا۔"

"ہوں..... اصل میں یوں سمجھ لو' مختصر ترین الفاظ میں ایسی شخصیتیں مافوق الفطرت ہوتی ہیں..... جادو..... جادوگر یا کوئی بہت بڑا جینیس' اپنے اندر بے پناہ دماغی صلاحیتیں رکھتا ہے اور اپنی دماغی صلاحیتوں سے وہ دوسروں سے منفرد ہو جاتا ہے' کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خود اپنی ان دماغی صلاحیتوں سے شناسائی نہیں رکھتے اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اندر موجود پوشیدہ قوتوں کو پہچان کر ان کی ترغیب کرتے ہیں اور ترغیب کے بعد وہ دنیا سے الگ اپنے مقام کو تلاش کر لیتے ہیں اور پھر اس کے تحت وہ ماحول کے' وقت کے اور حالات کے حکمران کہلاتے ہیں۔ جہاں تک دماغی صلاحیتوں کے قدرتی ہونے کا تعلق ہے تو میری جان عالی تبارک! ہر شخص کو ایک دماغ عطا کیا گیا ہے اور اسے ضروریات کے مطابق ان خلیوں کی تحریک کا موجد بنا دیا گیا ہے جن سے وہ اپنی زندگی گزارنے میں مشکلات نہ محسوس کرے' تم انہیں حواس خمسہ کا نام دیتے ہو' لیکن یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے کہ دماغ کے بیس ہزار خلئے ہوتے ہیں ان خلیوں کے مطابق میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ یہ باقی خلئے جن کا فنکشن ہمارے علم میں نہیں ہے پوری باڈی کو کنٹرول کرتے ہیں بالکل درست ہے' لیکن باقی خلئے بھی تو باڈی کو کنٹرول ہی کرتے ہیں سونگھنے کی حس' چکھنے کی حس' دیکھنے کی حس وغیرہ وغیرہ۔ تو باقی بھی تو کسی حس کے حامل ہوتے ہوں گے' جن لوگوں کے کچھ خلئے متحرک ہو جاتے ہیں وہ اپنے اندر اور بہت سی صلاحیتوں کو بیدار کر لیتے ہیں' جیسے فریکوئنسی کا تضاد یعنی ان لہروں کو کاٹ کر دوسری لہروں سے متفق کر لینا' جو تمہاری پسند کے مطابق نہ ہوں اور ان میں اپنے آپ کو شامل کر لینا۔ یہ ایک پاور ہے۔ ایک قوت جو انسان کو اگر حاصل ہو جائے تو یوں سمجھ لو وہ بہت سی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کا مالک ہو سکتا ہے جو کہانی اس شخص کے بارے میں تم نے مجھے سنائی ہے اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو اس کے سینے کا ننھا سا وجود اپنے اندر ایک مکمل صلاحیت رکھتا ہے اور میں یہ بھی بتا دوں تمہیں کہ اگر یہ زندہ ہے تو اس بات کو تسلیم کر لو کہ وہ بھی زندہ ہو گا کیونکہ ان کی زندگی مشترک ہے' جن لوگوں نے یہ پیش گوئی کی کہ ان پر آپریشن کرتے ہوئے ایک ہلاک ہو جائے گا وہ حقیقت میں اس رمز سے آشنا نہیں ہوں گے کہ جب دو وجود مل کر ایک سیسٹک وجود نمو پاتا ہے تو وہ ایک ہی ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ وہ دو جداگانہ حصوں میں تقسیم ہو جائے لیکن اس کی اصل ایک ہی ہوتی ہے۔ اگر ایک ہلاک ہو جائے تو دوسرے کی زندگی ناممکن ہے..... جڑواں بچوں کے بارے میں تم نے یہ سنا ہو گا کہ ان کی حسیات یکساں ہوتی ہیں' ایک کو تکلیف ہوتی ہے تو

دوسرا بھی اسی تکلیف کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایک بیمار ہوتا ہے تو دوسرا بھی بیمار ہو جاتا ہے' چاہے ان کے درمیان کتنا ہی فاصلہ پیدا کر دیا جائے' لیکن ان کے ذہن و دل کے تار ملے ہوتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کی فریکوئنسی ایک ہوتی ہے۔ کسی بھی شکل میں وہ دوسرے سے جدا نہیں رہ سکتے' اگر یہ فریکوئنسی دو فریکوئنسیز کو کراس کر کے ایک بن جائے۔ یعنی سیسٹک تو پھر یوں سمجھ لو کہ جڑواں بچوں کو دو نہیں کیا جا سکتا' بلکہ وہ ایک ہی ہوتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی طاقتور فریکوئنسی ہے جس سے سیسٹک عمل میں آتے ہیں۔ شاید یہ سب کچھ تمہارے لئے اچنبھا ہو لیکن اس کی ایک باقاعدہ تھیوری ہے۔ خیر یہ تو اس شخص کے بارے میں میرا نظریہ ہے ویسے تم نے ایک ایسی دلچسپ شخصیت کو مجھ سے روشناس کرایا ہے کہ میری نیت خراب ہونے لگی ہے۔" وانگ چو کے ہونٹوں پر پھر وہی مصنوعی مسکراہٹ پھیل گئی۔

میں خاموشی سے یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ وانگ چو اس بار مجھ سے مخاطب ہوا۔

"مجھے تمہارا نام ماہر طبابی بتایا گیا ہے۔ نوجوان میں تمہیں ایک پیش کش کرنا چاہتا ہوں....."

"کیا....؟" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"جو کچھ تم ہو میں نہیں جانتا کہ تم اپنے بارے میں کیا جانتے ہو' لیکن یہ کہنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر تم خود سے روشناس ہو جاؤ تو ایک عظیم نام بن کر ابھر سکتے ہو۔"

"اس سے آگے کہو....." میں نے سرد لہجے میں کہا اور میرے لہجے سے ماہہ' ارباب اور تبارک چونک پڑے۔ میں وانگ چو کو بالکل خاطر میں نہیں لایا تھا۔

"میری خواہش ہے کہ تم میرے پاس کچھ وقت گزارو....."

"اس کے جواب میں مجھے کیا کہنا چاہئے مسٹر عالی تبارک۔" میں نے عالی تبارک سے کہا اور وہ بوکھلا گیا۔ اس نے پریشان نگاہوں سے ماہہ اور ارباب کو دیکھا' پھر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"مم..... میں..... میرا مطلب ہے۔"

"کیا تم نے معزز وانگ چو کو پوری تفصیل بتائی ہے اپنے اور میرے بارے میں۔"

"ہاں..... ہاں۔"

"کیا یہ بھی کہا ہے کہ تم نے مجھے عدلان کی غلامی سے نکال کر اپنا غلام بنا لیا ہے۔"

"نہیں۔"

"پھر مسٹر وانگ چو کس بنیاد پر مجھے اپنے تجربات کے لئے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔"

"نہیں نوجوان دوست۔ یہ تو ایک مخلصانہ پیش کش تھی۔ اگر تم اسے نامنظور کرو گے تو میں دوبارہ تم سے اس بارے میں نہیں کہوں گا۔"

"تو میں اسے نامنظور کرتا ہوں۔ عالی حشم تبارک سے میرا واسطہ اس حد تک ہے کہ عدلان پاشا نے میرے ذریعے اس پر تشدد کرایا تھا۔ اس وقت میں حواس میں نہیں تھا۔ اچانک میرے حواس کی واپسی ہوئی تو مجھے ندامت کا احساس ہوا اور میں نے اپنے کئے کا تدارک کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے جو کچھ کیا اسی احساس کا نتیجہ تھا اور میرے خیال میں یہ فرض ادا ہو چکا ہے۔ اس کے بعد اگر عالی تبارک مجھ سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہے تو میں کوئی احتجاج نہیں کروں گا اور بعد کے نتائج خود بھگت لوں گا‘ لیکن ایک آزاد انسان کو کسی کے سپرد کرنے کا حق شاید اسے نہیں ہے۔"

حشم تبارک کا چہرہ اتر گیا تھا۔ وہ کچھ بھی نہ بول سکا‘ وانگ چو نے البتہ کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں اور اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ عالی تبارک! میرے دوست! مجھے افسوس ہے کہ میری ایک مخلصانہ پیشکش نے تمہیں نادم ہونے پر مجبور کر دیا۔ کوئی بات نہیں ہے ماہر طیبائی! تم حشم کے مددگار ہو اس لئے میں تمہارا احترام کرتا ہوں‘ اس گفتگو کو براہ کرم نظرانداز کر دو....."

پھر میرے وہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ میں نے کھڑے ہو کر کہا۔ "مجھے اجازت....."

"ایں..... ہاں ضرور..... میں تمہیں....." وانگ چو کے الفاظ بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ میں تیز قدموں سے چلتا ہوا دروازے سے باہر نکل آیا۔ باہر دو نوجوان مستعد کھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ جن بھول بھلیوں سے گزر کر ہمیں یہاں لایا گیا تھا وہ میں نے ذہن میں نہیں رکھی تھیں لیکن اب ایسا بھی نہیں تھا کہ میں اپنی رہائش گاہ تلاش نہ کر سکوں‘ البتہ ایک راہداری سے گزرتے ہوئے ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور اس سے ایک گڑیا باہر نکلی۔ میرا اور اس کا سامنا ہوا تو وہ زور سے اچھلی اور چوں..... چوں‘ چاؤ‘ کی آوازیں نکال کر واپس کمرے میں جا گھسی۔ دل تو چاہا کہ اس کے کمرے میں داخل ہو کر اس سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں‘ لیکن یہ غیر مہذبانہ بات ہوتی اور بے چارے عالی تبارک کے لئے مشکلات پیدا ہو جاتیں۔ اسلئے وہاں سے آگے بڑھا پھر اپنا کمرہ تلاش کر کے اس میں داخل ہو گیا۔

یہاں آئے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ماہہ تبارک اور ارباب میرے کمرے میں آ گئے۔ انہوں نے سہمی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھا تو میں مسکرا دیا۔

"تم ہم سے ناراض ہو ماہر.....؟" ماہہ نے کہا۔

"ہاں....." میں نے جواب دیا۔

"ہم تو تمہارے ساتھ ہی وانگ چو کے پاس پہلی بار گئے تھے۔" ارباب نے کہا۔

"تو میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔"

"عالی تبارک باہر کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ اندر آنا چاہتے ہیں۔"

"مجھے کیا کرنا چاہئے۔" میں نے پوچھا۔

"تم انہیں اندر آنے کی اجازت دو گے۔"

"مضحکہ خیز بات ہے‘ یہ میری مملکت نہیں ہے۔ میں انہیں یہاں آنے سے کیسے منع کر سکتا ہوں۔"

دروازے سے عالی حشم تبارک اندر داخل ہوا تو آتے ہی بولا۔

"خدائے بزرگ و برتر کی قسم اسے تمہارے بارے میں بتاتے ہوئے صرف تمہاری توصیف پیش نگاہ تھی‘ اس سے زیادہ اور کچھ نہ تھا‘ نہ ہی اس سے پہلے وانگ چو نے میرے سامنے کوئی ایسی خواہش بیان کی تھی۔"

"وہ شخص میرے لئے ناپسندیدہ پہلو رکھتا ہے۔ اس کی ذات میں کوئی برائی پوشیدہ ہے۔ مجھے بتاؤ کیا میرے اس انکار سے تمہارے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔"

"امکان نہیں ہے....."

یہ حقیقت ہے کہ وانگ چو نے ہمارے بلغاریہ سے نکلنے میں کوئی مشکل نہ پیدا کی‘ بلکہ وہ تمام انتظامات تمام تر قانونی امور کے ساتھ کرا دیئے جن کے تحت اب ہم دنیا کے ہر گوشے میں جا سکتے تھے۔ چنانچہ ہم نے یونان کا سفر کیا اور ایتھنز پہنچ گئے۔ یہاں کچھ وقت قیام کے دوران میں نے مخلصانہ پیش کش کی کہ اب وہ مجھے تنہا چھوڑ سکتے ہیں اور بخوشی کہیں جا سکتے ہیں۔ لیکن تبارک نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"میری آرزو ہے کہ ہمارا ساتھ اس وقت تک رہے جب تک تم اپنی منزل نہ پا لو....."

میں نے اس لہجے میں خلوص پا کر خاموشی اختیار کر لی۔ یوں بھی ابھی مجھے سہارا درکار تھا‘ میری خواہش پر..... ہندوستان کے سفر کے انتظامات کئے گئے اور میں نے انہیں پوری تفصیل بتا دی۔ ان تینوں سے اب مجھے بھی انس ہو گیا تھا اور یہ ہر طرح میرے دست راست بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ میں نے اس مندر کو پہچان لیا جہاں بچپن میں عجیب و غریب واقعات سے دوچار ہو چکا تھا۔ یہاں ارباب نے ایک تجویز پیش کی اور کہا کہ مندر میں داخل ہونے کے لئے عقیدت مندوں کا روپ اختیار کرنا سود مند رہے گا ورنہ دوسروں کی نگاہوں کا شکار ہو جائیں گے۔ میں نے اس تجویز سے انحراف نہیں کیا تھا۔ چنانچہ ارباب نے وہ تمام انتظامات کئے اور ہم ان یاتریوں کے درمیان انہی کے بھیس میں فروکش ہو گئے جو مندر میں پوجا پاٹ کرنے دوسرے شہروں سے آئے تھے۔ مجھے اپنا اور ان لوگوں کا حلیہ بہت عجیب لگ رہا تھا۔ بہرحال یہ مشکل کام نہیں تھا‘ لیکن مندر میں پہلے قدم نے مجھے چونکا دیا۔ سامنے کی دیوار پر ایک بہت بڑا نقش بنا ہوا تھا‘ دائرہ اور اس میں لہراتا سانپ۔

عالی تبارک' ارباب طالع اور ماہہ تبارک' مندر کے ماحول میں کھوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے شاید اس سے پہلے کوئی مندر نہیں دیکھا تھا۔ یاتریوں کی بھیڑ' سنگیں مجسمے' جو مختلف شکلوں کے تھے۔ پیلے اور سفید مختصر لباس والے پجاری جو پوجا پاٹ کے کاموں میں مصروف تھے چنانچہ یہ تینوں آگے بڑھ گئے۔ میں حیرت کے عالم میں اس نقش کو دیکھتا رہا۔ اب مجھے یاد آگیا کہ یہ نقش میں نے بچپن میں اسی مندر میں دیکھا تھا۔ اس کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا لیکن یہ میرے ذہن میں تھا اور جب میں نے اسے وانگ چو کی رہائش گاہ میں دیکھا تو یہ میرے دماغ میں چبھنے لگا۔ لیکن مجھے یاد نہیں آ سکا۔ اب بھی اسے دیکھ کر حیران تھا کہ اس کا وانگ چو سے کیا تعلق ہے۔

ان لوگوں کو احساس ہوا کہ میں ان کے ہمراہ نہیں ہوں تو وہ چونکے پھر میرے پاس پلٹ آئے۔ ارباب نے کہا۔

"کیا بات ہے طہابی تم یہاں کیوں رک گئے؟"

"نہیں..... کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے کہا اور ان کے ساتھ قدم آگے بڑھا دیئے۔ سنگ مرمر کے فرش پر جگہ جگہ یاتریوں نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی ایک جگہ چن لی اور بیٹھ گئے۔ بیٹھنے کے بعد تبارک نے کہا۔

"یہاں لوگ جو عمل کر رہے ہیں وہ ہمارے مذہب کے منافی ہے اور ہم کسی مجبوری کے عالم میں بھی ان کی نقل نہیں کر سکتے لیکن بہت جلد یہ لوگ ہمیں مشکوک نگاہوں سے دیکھیں گے' اس لئے اب بتاؤ یہاں کیا کرنا ہے۔"

"میں یہاں کسی مانوس شکل کی تلاش میں ہوں جس سے معلومات حاصل کروں۔ اب تک کوئی نظر نہیں آیا' مندر کے نیچے ایک تہہ خانہ بھی تھا۔ اگر مجھے کوئی شناسا چہرہ نہیں نظر آیا تو پھر کسی کو پکڑنا پڑے گا۔"

"اسی سلسلے میں ہمیں تمہاری ہدایات درکار ہیں' جیسے تم کہو گے ہم ویسا ہی کریں گے۔"

"باہر یاتریوں نے ڈیرے جما رکھے ہیں' وہاں پوجا نہیں ہوتی ہمیں اپنے لئے وہاں جگہ تلاش کرنی ہو گی۔"

"اس کے بعد....؟" ماہہ نے کہا۔

"رات کا انتظار..... رات کے کسی حصے میں یہاں عبادت ختم ضرور ہوتی ہو گی' وہی میرے کام کا وقت ہو گا۔"

"کیا کرو گے....؟" تبارک بولا۔

"یہ کام کرنے کے بعد بتاؤں گا۔"

"کیا ہم تمہارے پاس نہیں ہوں گے؟" ارباب نے کہا۔

"ممکن نہیں ہے۔"

"لیکن تمہیں کوئی مشکل بھی پیش آ سکتی ہے' ایسے لمحات میں ہمارا تمہارے ساتھ ہونا ضروری ہے۔"

"نہیں..... یہ ممکن نہیں ہو گا اور نہ یہ موضوع قابل بحث ہے۔" میں نے حتمی لہجے میں کہا۔ وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ماہہ بولی۔ "میں نے پہلی بار ہندو مذہب کا طریقہ عبادت دیکھا ہے' لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ کچھ لوگوں کی نگاہیں ہم پر ہیں۔"

"میرا بھی یہی اندازہ ہے' اس لئے اب یہاں سے نکلا جائے۔" میرے کہنے پر سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ باہر نکلتے ہوئے میں نے کہا۔ "آپ لوگ ایک چیز دیکھنا پسند کریں گے۔ ذرا اس دیوار کی طرف نگاہ اٹھایئے۔" میرے اشارے پر تینوں کی نظریں اٹھ گئیں۔ "وہ ایک دائرہ..... اور اس سے نکلتا ہوا سانپ۔"

"ہاں..... وہ ان لوگوں کا کوئی مذہبی نشان ہے' یہاں تو چاروں طرف عجیب عجیب نقش بنے ہوئے ہیں' کہیں بارہ ہاتھوں والی عورت' کہیں بندر نما انسان' کہیں ہاتھی کی سونڈ والا حیوان..... اور کہیں چکر گھماتا ہوا کوئی مرد..... یہ نشان بھی اسی سلسلے کی کوئی چیز ہے....." ارباب طالع نے کہا۔

"تین ہزار آٹھ سو پینسٹھ دیوی دیوتاؤں کے پیروکار ہوتے ہیں یہ لوگ۔" عالی تبارک نے کہا۔

"اسی نشان کو ذہن میں رکھئے اور آیئے۔" میں انہیں لے کر باہر نکل آیا۔ پھر ہم نے بھی ایک ٹھکانہ تلاش کر لیا..... لیکن وہ میرے الفاظ پر متجسس تھے اور ٹھکانہ پانے کے بعد حشم تبارک نے سب سے پہلا سوال یہی کیا۔

"نشان کے بارے میں کوئی خاص خیال ہے تمہارے ذہن میں.....؟"

"ہاں..... میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں آپ لوگوں سے کہ آپ نے یہ نشان کہیں اور دیکھا ہے.....؟"

حشم تبارک' ارباب طالع کی صورت دیکھنے لگا اور ارباب طالع نے پرخیال انداز میں ہونٹ سکوڑے لیکن ماہہ تبارک جلدی سے بولی۔

"پہلے میں نے اس بات پر کوئی توجہ نہیں دی تھی لیکن اب جب ماہر طہابی نے اس کے بارے میں اس انداز میں گفتگو کی تو مجھے معاً یہ احساس ہوا کہ یہ نشان واقعی میں نے کہیں دیکھا ہے اور اب غور کرنے سے اندازہ ہوا ہے کہ جب ہم وانگ چو کی رہائش گاہ میں گئے تھے تو ایسا ہی ایک نشان ہمیں وہاں بھی نظر آیا تھا اور جس طرح اس وقت ارباب طالع نے کہا کہ یہاں اس نے لاتعداد دیویوں اور دیوتاؤں کے سنگیں مجسمے عجیب عجیب شکلوں میں دیکھے ہیں تو مجھے یاد آیا کہ دائرے کے اندر لہراتے ہوئے اس سانپ کو دیکھ کر میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ یہ نشان چینی روایات کا کوئی سمبل ہو گا کیونکہ وہاں مختلف شکلیں ڈریگن وغیرہ کی پائی جاتی ہیں۔ بے شک وہ میرے لئے کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی جس کا میں تذکرہ کرتی یا اس کے بارے میں خاص طور سے سوچتی۔ ماہر کیا میرا یہ خیال درست ہے‘ کیا تم اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتے ہو کہ ایسا نشان تم نے وانگ چو کی رہائش گاہ پر بھی دیکھا تھا۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا..... "ہاں ماہہ تبارک یہی میں بھی کہنا چاہتا تھا۔ اصل میں جب میں وانگ چو کی رہائش گاہ میں داخل ہوا اور میری نگاہ اس نشان پر پڑی تو مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ میں نے یہ نشان کہیں دیکھا ہے‘ لیکن مجھے بالکل یاد نہیں آ سکا کہ کہاں....؟ بات میرے ذہن سے نکل گئی تھی لیکن اب یہاں اس مندر میں داخل ہو کر جب میری نگاہ اس نشان پر پڑی تو مجھے یاد آ گیا کہ بچپن میں یہی نشان میں نے دیکھا تھا اور اب یہ بات میرے لئے باعث حیرانی ہے کہ وانگ چو کا اس نشان سے کیا تعلق ہے۔" عالی تبارک اور ارباب طالع کے چہرے حیرت سے سکڑ گئے۔ ارباب طالع نے تعجب سے کہا۔

"کہاں بلغاریہ میں چینیوں کی نمائندگی کرنے والا وانگ چو..... اور کہاں ہندوستان میں یہ مندر..... ان دونوں کا آپس میں کیا تعلق ہو سکتا ہے....؟"

عالی تبارک نے آنکھیں بند کر لیں۔ بہت دیر تک سوچتا رہا اور اس کے بعد آہستہ سے بولا۔

"یہ حقیقت ہے کہ میں نے زندگی میں بہت کچھ کیا ہے لیکن اب مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ بہت سے معاملات میری سوچ سے ہی آگے ہیں جن کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ پتہ نہیں کیا اسرار ہے؟ ویسے اب تمہارا کیا ارادہ ہے‘ براہ کرم مجھے تفصیل سے بتاؤ....."

"مندر میں داخل ہونے کے بعد میں نے اس نشان کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی‘ یہ میرے ماضی سے وابستہ ہو ایک بھی چہرہ نظر نہیں آیا‘ لیکن عالی تبارک یہ تو ضروری ہے کہ میں کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کروں۔ تم لوگوں نے یہاں تک میرا ساتھ دیا ہے اور بار بار

تم سے یہ کہتے ہوئے مجھے خود اچھا نہیں لگتا کہ اگر چاہو تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو‘ کیونکہ میرا کام طویل ہے۔ مجھے اپنے ماضی کی تلاش ہے‘ اور اس ماضی میں مجھے کچھ ملے یا نہ ملے لیکن میرا وہ ننھا سا ساتھی‘ میرا وہ بھائی جس کے لئے شاید میں کائنات کے ہر گوشے کو کھنگال ماروں وہ مجھے مل جائے تو میں باقی زندگی سکون سے گزار دوں اور مجھے کسی شے کی طلب نہ ہو۔ میں یہاں اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔ میں اب تم لوگوں سے بہت مانوس ہو چکا ہوں۔ لیکن میں یہ بالکل نہیں چاہتا کہ اگر میں اپنے دل کی کسی لگن کے لئے طویل عرصہ کام کروں تو تم میرے ساتھ بھٹکتے رہو۔ مجھے ابھی اس بات کا جواب دو کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو....."

عالی تبارک نے میرے زانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ماہر طہابی اگر تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ اب تمہارے دل میں بھی ہمارے لئے انسیت پیدا ہو چکی ہے تو بالکل اسی انداز میں ہمارے بارے میں سوچو اور پھر ہمارے لئے تو تم وہ ہو جس نے ہمیں نئی زندگی سے روشناس کرایا ہے۔ میں شاید پہلے بھی تمہیں بتا چکا ہوں اور اب بھی بتا رہا ہوں۔ میرا تعلق یمن سے ہے اور یہ دونوں بچے بھی وہیں سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ تمہارے علم میں میرا اور ان کا رشتہ آ چکا ہے‘ ہم لوگ وہاں ایک مناسب زندگی گزارتے ہیں اور ہمارا اپنا ایک بہتر مقام ہے۔ جو حالات پیش آئے ان کے بارے میں تم سے کچھ کہنا فضول ہے کیونکہ تم ہمارے راہبر اور راہ نما بنے ہو۔ میں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا حصہ کچھ علوم کی معلومات میں گزارا ہے‘ بہت کام کر لیا ہے اور بہت کام کر رہا ہوں‘ لیکن مقصد یہ نہیں ہے کہ اس کام کی تکمیل کر کے میں آسمان کی بلندیوں میں پرواز کر جاؤں گا۔ اگر کچھ وقت تمہارے ساتھ صرف ہو جائے تو یقین کرو‘ ہم تینوں کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے‘ ہم جب بھی وہاں واپس جائیں گے اپنے کام کا از سر نو آغاز کر لیں گے‘ لیکن اب جبکہ تمہارے دل میں ہمارے لئے محبت کا ایک جذبہ پیدا ہو گیا ہے تو تم ہمیں انسانیت سے عاری نہ سمجھو۔ ہم تمہیں اس سے بھی زیادہ چاہتے ہیں اور تمہارے ہر مسئلے میں اس طرح شریک ہیں جیسے وہ ہمارا اپنا مسئلہ ہو..... میری درخواست ہے ماہر طہابی کہ ہماری محبت کو نہ ٹھکراؤ۔ ہم ساری زندگی تمہارے ہمراہ تمہاری کاوشوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔"

میرا اندرونی نظام غالباً خاصا تبدیل ہو گیا تھا کیونکہ ان باتوں نے مجھے متاثر کیا تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "محترم تبارک‘ میرا ارادہ یہ ہے کہ آج کی رات میں اس مندر میں گزاروں اور ایسے کسی شخص کو تلاش کروں جو مجھے ماضی کی باتیں بتا سکے۔ نہ مجھے پنڈت ہیوبرٹ نظر آیا نہ پنڈت رائے.... اور بھی کئی ایسے کردار تھے جو میری نگاہوں میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی مجھے نظر آ جائے تو میں ہیا کے بارے میں ان سے معلومات

حاصل کروں اور بس مجھے اس کا پتہ مل جائے باقی مجھے یہاں سے کچھ اور درکار نہیں ہے۔"

"تو تم مندر میں یہ رات تنہا گزارنا چاہتے ہو' کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتے....؟"

"ایسا کبھی نہ کرنا' جہاں میں تمہاری ضرورت محسوس کروں گا تم سے ضرور کہہ دوں گا لیکن یوں نہ ہو کہ تمہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ مجھے میرے کام سے روک دے اور مجھے تمہاری وجہ سے نقصان اٹھانا پڑے۔"

ارباب طالع نے پوری طرح میرے موقف کو سمجھ لیا اور اس نے کہا۔ "نہیں.... لیکن اگر تمہیں ہمارے تحفظ کی ضرورت پیش آ جائے تو ہمیں یہ بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' میں نے آہستہ سے کہا۔ "ہرچند کہ اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی' لیکن پھر بھی میں تمہاری محبت پر پابندی نہیں لگاؤں گا۔ اگر ایسا ہی کوئی مرحلہ درپیش ہو تو میرے تحفظ کے لئے جو قدم چاہو اٹھا سکتے ہو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

ارباب طالع نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی اور بولا۔ "تو پھر تم مندر میں واپس کب جاؤ گے.....؟"

"ذرا رات ڈھل جانے کا انتظار کر لیا جائے' میں کسی نہ کسی طرح اندر داخل ہو جاؤں گا....."

جب رات ڈھلی تو میں نے دیکھا کہ مندر کے اندر آنے جانے والوں پر کوئی پابندی نہیں ہے عقیدت مند رات میں بھی بتوں کے سامنے پوجا پاٹ میں مصروف تھے' میں نے ایک طویل القامت شخص کو دیکھا' جو چند پجاریوں کے درمیان گھرا ہوا تھا اور کچھ بیزار بیزار سا نظر آ رہا تھا جبکہ پجاری اس کے سامنے اس طرح مودب تھے جیسے وہ ان کے لئے بڑی حیثیت رکھتا ہو۔ میں نے پہلے بھی اسے پوجا میں شریک دیکھا تھا اور لوگ اس کا احترام کر رہے تھے۔ کوئی اس کے ہاتھ چوم رہا تھا' کوئی اس کے قدم چوم رہا تھا اور کوئی اس کا لباس' کوئی اس کے بدن کو چھو کر ماتھے سے لگا رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی ان کی مقدس ہستی ہے' عمر بھی پینسٹھ سے کم نہیں ہو گی اور تندرستی بہترین.... میں نے اس شخص کو تاڑ لیا اور بڑی احتیاط سے اس کی نگرانی کرنے لگا۔ وہ اپنے پیروکاروں کو کچھ اپدیش دے رہا تھا اور اس کے بعد وہ واپسی کے لئے پلٹ پڑا۔ میرے لئے اس سے اچھا موقع اور کون سا ہو سکتا تھا چنانچہ سنگین ستونوں اور پتھریلے مجسموں کی آڑ لیتا ہوا میں اس کا تعاقب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایسی جگہ داخل ہو گیا جسے اس کی رہائش گاہ کہا جا سکتا تھا۔ اس رہائش گاہ میں دروازہ نہیں تھا' بس کچھ راہداریاں مڑنے کے بعد وہ ایک ایسی شکل اختیار کر جاتی تھی جسے محفوظ بھی کہا جا سکتا ہے لیکن یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی وہاں داخل ہی نہ ہو سکے اور سنگین ستونوں ہی کی آڑ سے میں نے دیکھا کہ اس شخص نے وہاں پہنچنے کے بعد ایک جگہ

رکھے ہوئے مٹکے سے پانی نکالا اپنا چہرہ دھویا۔ وہ تلک وغیرہ صاف کیا جو اس کی پیشانی پر لگا ہوا تھا' گردن وغیرہ پر پانی پھیرا اور پھر ایک آرام دہ بستر پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گیا' ایک سمت روشنی ہو رہی تھی۔ چند لمحات وہ اسی طرح بیٹھا رہا' اور اس کے بعد بستر پر لیٹ گیا۔ گویا وہ آرام کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ بستر پر لیٹتے ہی اس نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے وہ روشنی بجھ گئی اور تاریکی ہو گئی۔ میں اب اس بات سے خود کو متفق کر چکا تھا کہ اس شخص کو اپنی معلومات کا نشانہ بنایا جائے ہو سکتا ہے یہ میرے لئے کارآمد ہو لیکن تھوڑا سا انتظار مزید ضروری تھا اور انتظار کے یہ لمحات میں نے مختلف سوچوں میں گزار دیئے۔ پھر میں اپنی جگہ سے نکل کر آگے بڑھا اور ایک دم دوبارہ روشنی ہو گئی۔ غالباً وہ شخص جاگ رہا تھا اور اس کے حساس کانوں نے میرے قدموں کی آواز محسوس کر لی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ ایک دم اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے کسی قدر درشت لہجے میں کہا۔ "کون ہو تم یہاں تک کیوں چلے آئے؟ کیا کسی پجاری نے تمہیں روکا نہیں؟ سارے دن کا تھکا ہوا ہوں میں' اب میرے پاس کسی سے باتیں کرنے کے لئے کوئی سمے نہیں ہے' تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو' جاؤ یہاں سے چلے جاؤ' اگر میں نے پجاریوں کو آواز دے لی تو وہ تمہارے ساتھ سخت سلوک کریں گے۔ اس وقت نہیں صبح کو میرے پاس آنا اور جو بھی منوکامنا ہو وہ مجھے بتانا۔ جاؤ بھائی جاؤ' تم نے مجھے سوتے سے جگا کر اچھا نہیں کیا...." وہ بیزار لہجے میں ہاتھ اٹھا کر بولا لیکن میں چند قدم آگے بڑھ کر اس کے پاس پہنچ گیا اور پھر میرے اندر میری فطرت عود کر آئی۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑ لیا اور بستر سے اٹھا کر اس کمرے کے وسط میں لے آیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اس نے اپنی گردن چھڑانے کے لئے میری کلائی پر ہاتھ جما دیئے اور اپنے آپ کو میری گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگا کمرے کے وسط میں لا کر میں نے اس سے کہا۔ "اصل میں جس طرح تم نے بستر پر لیٹے لیٹے روشنی بند کی اور جلائی اور اس کے بعد تم نے یہ کہا کہ تم پجاریوں کو بلا سکتے ہو تو اس کے بعد مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں تمہارے پاس کوئی ایسا ہی نظام نہ ہو جس کے تحت تم باہر سے پجاریوں کو بھی بلا لو' اس لئے میں تمہیں یہاں تک لے آیا ہوں۔ تمہاری گردن پر میری گرفت اتنی سخت نہیں ہے کہ تمہارا دم نکل جائے' لیکن یہ گرفت سخت ہو سکتی ہے' چنانچہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سنو اور غور سے سنو۔ نا میں تمہارا عقیدت مند ہوں نا ہی میں کسی ایسے کام سے آیا ہوں جس میں مجھے تمہاری دعائیں درکار ہوں' سمجھ رہے ہو نا.... میں تم سے کچھ معلومات حاصل کروں گا اگر تم نے مجھے شرافت سے وہ معلومات فراہم کر دیں تو خاموشی سے تم سے معذرت کر کے اور تمہارا شکریہ ادا کر کے چلا جاؤں گا اور اگر تم نے کسی چالاکی یا بدمعاشی سے کام لیا تو تمہاری اس گردن کو اتنا پتلا کر دوں گا کہ تمہارا سر اس میں قائم نہ رہ سکے اور لوگ حیرت سے تمہیں دیکھ کر یہ سوچیں کہ اس شخص کی موت کس

طرح واقع ہوئی ہے۔ بولو کیا میں اس گرفت کو سخت کر دوں یا تمہاری گردن چھوڑ دوں....؟

اس نے میرے یہ تمام الفاظ بغور سنے اور انسان کا چہرہ اس کی اندرونی کیفیات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ برے نہیں ہوتے' خوف ان کے چہروں سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے اور یہی کیفیت اس پجاری کی ہوئی تھی۔

اس نے زور زور سے گردن کو اوپر نیچے کرنے کی کوشش کی۔ گویا اس بات کا اظہار کرنا چاہتا تھا کہ وہ زندہ رہنے کا خواہش مند ہے اور میری ہدایت پر عمل کرنا چاہتا ہے' چنانچہ میں نے اس کی گردن چھوڑ دی اور اس سے کہا۔

"آؤ اب یہاں بیٹھ جائیں اور شریف انسانوں کی طرح ایک دوسرے سے بات کریں۔ میری مجبوری تھی کہ میں چھپ کر تمہارے پاس آؤں کیونکہ اور کوئی دوسرا ذریعہ مجھے نظر نہیں آیا تھا۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کو مسل رہا تھا' پھر اس نے پیاس بھری نگاہوں سے پانی کے اس مٹکے کی جانب دیکھا جس سے اس نے پانی لے کر اپنا چہرہ وغیرہ دھویا تھا اور میں نے اس سے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تم تک اس طرح پہنچنا اور تمہیں خاموش رکھنا میری مجبوری تھی اس کے علاوہ میں تمہارے ساتھ کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا۔ پانی پینا چاہتے ہو۔"

"ہاں' ہاں.... ہاں۔" اس کے حلق سے تین قسم کی آوازیں نکلیں اور میں نے اسے اشارہ کر دیا۔ گردن دبنے سے غالباً اس کا حلق متاثر ہوا تھا۔ پانی اس وقت اس کے لئے بہتر ثابت ہو سکتا تھا اس نے دو کٹورے پانی پیا اور پھر میری جانب دیکھنے لگا۔ میں نے مسکرا کر اسے اشارہ کیا۔

"آ جاؤ۔ اپنی جگہ آ جاؤ۔" وہ خاموشی سے آگے بڑھا اور میرے سامنے آسن مار کر بیٹھ گیا۔ خوف کے آثار اب بھی اس کے چہرے سے ہویدا تھے اور کئی بار اس کی نگاہیں اس انداز میں ادھر ادھر بھٹکتی تھیں جیسے وہ کسی مدد کی تلاش میں ہو۔ میں نے بدستور نرم لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں ڈرنے کا شوق ہے تو تمہارے اس شوق پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے' لیکن میں بار بار اپنی نیت کی وضاحت نہیں کروں گا اور اگر تم نے مجھے سچا نہ سمجھا تو پھر جو کچھ بھی ہو گا۔ وہ تمہاری اپنی حرکتوں سے ہو گا۔ بتا چکا ہوں کہ تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اور بس۔ اس کے بعد میں خاموشی سے یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اگر تم نے مجھے خاموشی سے یہاں سے جانے دیا۔ ورنہ پھر جو کچھ ہو گا اس کے ذمے دار تم خود ہو گے۔"

"مم مہاراج' مجھے شما کر دیں' مم میں کچھ نہیں کروں گا..... بھگوان کی سوگند میں آپ کے خلاف کچھ نہیں کروں گا آپ پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔"

"ہاں..... میرا پہلا سوال یہ ہے کہ تم کتنے عرصے سے اس مندر میں رہ رہے ہو.....؟"

"میرا تو جیون ہی بیت گیا مہاراج' کوئی سولہ سال ہو گئے مجھے یہاں رہتے ہوئے' اب تو میں باقی سنسار کو بھول ہی چکا ہوں...."

"ہوں.... کیا نام ہے تمہارا....؟"

"ہری داس.... لوگ مجھے سوامی ہری داس کے نام سے جانتے ہیں۔"

"ہری داس اس یہاں ایک پنڈت ہیوبرٹ ہوتے تھے؟؟"

"پنڈت جی مہاراج.... وہ تو اس مندر کے بانی ہیں انہوں نے ہی تو یہ مندر بنایا تھا۔"

"کہاں گئے.....؟"

"پرلوک سدھار گئے' بھگوان کے چرنوں میں پہنچ گئے' آتم ہتیا کر لی تھی انہوں نے۔"

"آتم ہتیا کیا ہوتی ہے....؟"

"تم اسے خودکشی کہہ لو' خودکشی کر کے مر گئے تھے وہ۔"

"کب....؟"

"کوئی بارہ سال ہو گئے' ہو سکتا ہے تیرہ سال ہو گئے ہوں۔"

"کیوں خودکشی کی تھی انہوں نے.....؟"

"بھگوان کی سوگند ہمیں نہیں معلوم کسی کو بھی نہیں معلوم۔"

"ایک پنڈت رائے ہوا کرتا تھا....؟"

"پنڈت رائے نا مہاراج' اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔"

"ایک لڑکی وایلا ہوتی تھی....؟"

"نہ مہاراج بھگوان کی سوگند' پنڈت ہیوبرٹ کو تو ہم اس لئے جانتے ہیں کہ ہمارے گرو تھے وہ اور انہوں نے ہمیں یہاں بلا کر رکھا تھا اور ہمارے سپرد بہت سے کام کئے تھے۔"

"اس مندر میں ایک تہہ خانہ تھا...."

"اب بھی ہے...."

"میں وہ دیکھنا چاہتا ہوں...."

"مہاراج اس کے دروازے سدا کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں کیونکہ اس تہہ خانے میں پنڈت ہیوبرٹ نے آتم ہتیا کی تھی۔"

"کیسے بند کر دیئے گئے ہیں....؟"

"اینٹیں چن دی گئی ہیں وہاں' اب وہاں آپ کو چمگادڑوں کی بیٹ اور بدبو دار گندے چوہوں کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا....."

"پھر بھی میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں....؟"

"بھگوان کی سوگند آپ دیکھنا چاہتے ہیں ضرور دیکھ لو' مگر وہاں سات آٹھ سال سے کوئی بھی نہیں گیا ہے' پوری طرح چن دیا گیا تھا اس تہہ خانے کو اگر آپ چاہو تو میں آپ کو وہ دروازہ دکھا سکتا ہوں جسے اب مضبوطی سے چن کر اس پر پلاستر کر دیا گیا ہے۔"

"ہوں.... اور کوئی ایسی شخصیت جو اس دور کی ہو جب پنڈت ہیوبرٹ زندہ تھے....؟"

"یوں تو بہت سے ہیں مہاراج' مندر کی سیوا کرنے والے تو بے شمار ہیں۔ رانی ہرونت کور جی آج بھی اس مندر کی ساری دیکھ بھال کرتی ہیں اس کی رکھشا کرتی ہیں۔"

میرے ذہن میں ایک کھٹاک کی سی آواز ہوئی' رانی ہرونت کور کو بھی میں اچھی طرح جانتا تھا' یہ بھی ایک کردار تھا۔ میں نے ہری داس سے کہا۔

"میں رانی ہرونت کور سے ملنا چاہتا ہوں۔ کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں مجھے۔ میں برا آدمی نہیں ہوں' لیکن یہ ساری معلومات میری زندگی کے لئے ضروری ہے۔ مجھے رانی ہرونت کور کا پتہ بتاؤ۔"

"مہاراج آپ مجھے آگیا دیں۔ میں خود آپ کو وہاں تک پہنچا کر چلا آؤں گا۔"

"نہیں سیدھا اور سچا پتہ بتا دو' بس میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا۔" میں نے کہا ہری داس گردن ہلانے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"تو آپ یاد کر لیجئے۔ ہرونت کور کا گھر یہاں سے کافی دور ہے۔ پر مشکل نہیں ہو گا آپ کا وہاں پہنچنا...."

"میں وہاں جانا نہیں چاہتا' بس اس کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔" اور وہ مجھے پتہ ذہن نشین کرانے لگا۔

"ٹھیک ہے اور کوئی ایسی بات جو اس دور سے تعلق رکھتی ہو....؟"

"کوئی نہیں مہاراج...."

"اب جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ کیا تم نے کوئی اتنا چھوٹا سا انسان یہاں دیکھا ہے جسے دیکھ کر تمہیں حیرت ہوئی ہو بہت چھوٹا سا' اتنا چھوٹا کہ اتنے چھوٹے انسانوں کے بارے میں تم تصور بھی نہ کر سکو...."

"نہیں مہاراج' کون ہے وہ....؟" ہری داس نے کہا اور میرے چہرے پر کرب کے آثار پھیل گئے' لیکن پھر میں نے خود کو سنبھال لیا اور اس سے کہا۔

"دیکھو ہری داس میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ میں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا لیکن اگر میں یہ سب کچھ نہ کرتا جو میں نے کیا ہے تو تم میری باتوں کا صحیح طور سے جواب نہیں دے سکتے تھے کیونکہ تمہارے ذہن میں یہ خیال رہتا کہ تم بہت بڑے پجاری ہو.... لیکن ایک بات یاد رکھو یہاں سے جانے کے بعد بھی اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی جس سے

مجھے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا تو میری بات کان کھول کر سن لو نقصان پہنچانے والے کو میں کبھی زندہ نہیں چھوڑتا۔"

"جے ہو مہاراج کی' آپ نے کیا ہی کیا ہے ہمارے ساتھ؟ جو ہم آپ کے ساتھ کوئی برا سلوک کریں گے ہم تو امن و شانتی کے پجاری ہیں' آپ بے فکر رہو' ہم کسی کو یہ بتائیں گے بھی نہیں کہ یہاں کوئی آیا تھا۔"

"شکریہ.... اب مجھے باہر تک خود چھوڑ کر آؤ۔"

"آؤ مہاراج آؤ' کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ہوا سو ہوا جے بھگوان...." اور اسکے بعد وہ واقعی بڑی شرافت سے مجھے مندر کے دروازے کے باہر چھوڑ گیا.... لیکن اتنی ذہانت میرے ذہن میں بھی تھی کہ میں نے فوراً ہی عالی تبارک ارباب طالع اور ماہر تبارک کی جانب رخ نہیں کیا تھا۔ ہو سکتا ہے پنڈت ہری داس میرے بارے میں معلوم کرنے کے لئے میرا پیچھا کرے۔ سب لوگ دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رہنے چاہئیں۔ اطمینان کرنے کے بعد میں ان کی طرف چل پڑا۔ وہ تینوں جاگ رہے تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں اس بات سے بھی متاثر ہوا اور میں نے کہا۔ "ارے آپ لوگ سو کیوں نہ گئے۔"

"کیسے سو سکتے تھے' چھوڑو اس بات کو۔ یہ بتاؤ کیا رہا۔"

"کوئی خاص کام نہیں ہوا۔ یہاں سب کچھ بدل چکا ہے۔" میں نے انہیں پوری تفصیل بتا دی۔ پھر ہرونت کور کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔ "بس یہاں کے بارے میں کچھ معلومات ہو سکتی ہے تو اس عورت سے۔ اگر اس سے بھی کچھ نہ معلوم ہوا تو...."

"ہاں بولو۔" عالی تبارک نے کہا۔

"تو مجھے اپنے وطن جانا ہو گا!؟"

"چلیں گے۔ ہر اس جگہ چلیں گے جہاں ہیا کے مل جانے کے امکانات ہوں۔"

"اب میری ایک رائے ہے اگر آپ لوگوں کو پسند ہو۔ رات کا بقیہ حصہ گو ہمیں یہاں گزارنا پڑے گا۔ یہ مجبوری ہے۔ صبح ہم کوئی بہتر ہوٹل تلاش کر کے اس میں فروکش ہو جائیں گے۔ ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں ماہر کے بتائے ہوئے پتے کو تلاش کر کے واپس آؤں گا اور ماہر کو اطلاع دوں گا۔ پھر یہ رانی سے ملیں گے۔" ارباب طالع نے کہا۔

"بہت مناسب تجویز ہے۔" عالی تبارک نے کہا اور اسی تجویز پر عمل کیا گیا۔ ہم نے یاتریوں کے لباس اتار پھینکے اور جدید لباسوں میں آ گئے۔ جس ہوٹل میں قیام کیا گیا وہ بہت خوبصورت تھا۔ پھر تمام امور سے فراغت کے بعد ارباب جانے کے لئے تیار ہو گیا تو میں نے کہا۔

"میری خواہش ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں ارباب تاکہ وقت نہ ضائع ہو۔"

"مجھے انکار نہ ہوتا۔ بس ایک خیال دل میں ہے۔ جب تک ممکن ہو سکے بہتر ہے کہ

ہم یکجا کسی کی نگاہوں میں نہ آئیں۔ آ گئے تو دیکھا جائے گا۔ دوسری صورت میں ہم تمہارے اردگرد رہ کر اپنا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری واپسی کا انتظار کروں گا۔" میں نے اس سے اتفاق کر لیا۔ یہ سب جس خلوص اور لگن سے میرے لئے کام کر رہے تھے وہ میری نگاہ میں تھی اور اب میں ان سے ہر تعاون چاہتا تھا۔

میرے لئے الگ کمرہ حاصل کیا گیا تھا۔ چنانچہ ارباب کے جانے کے بعد باپ بیٹی اپنے کمرے میں چلے گئے۔ رات بھر بے سکون رہے تھے اس لئے شاید وہ سو گئے۔ میں بھی آرام کرنے لگا تھا۔ ہرونت کور سے بھی ہیا کے بارے میں نہ معلوم ہو سکا تو کیا ہو گا۔ مجھے وانگ چو کے الفاظ یاد تھے جس نے میرے اور ہیا کے بارے میں حتمی طور پر کہا تھا کہ اگر میں زندہ ہوں تو وہ بھی ضرور زندہ ہو گا۔ یہ الفاظ میرے لئے حیات بخش تھے اور ان کے سہارے میں پوری زندگی ہیا کو تلاش کر سکتا تھا۔

پھر ارباب طالع خلاف توقع بہت جلد واپس آ گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دلچسپ بات یہ ہے کہ رانی ہرونت کور کی رہائش گاہ یہاں سے کچھ گز کے فاصلے پر ہے۔ آؤ میں تمہیں دکھاؤں۔" میں حیرت و اشتیاق سے اٹھ گیا۔ ارباب طالع کمرے سے باہر بھی نہیں نکلا تھا اس نے عقبی کھڑکی کھول لی۔ کھڑکی سے بائیں سمت وہ اشارہ کر کے بولا۔

"ادھر دیکھو..." میں نے اس کے اشارے کی طرف نگاہ دوڑائی تو مجھے ایک عالی شان عمارت نظر آئی۔ میں نے حیرت سے کہا۔

"تو کیا یہ عمارت....؟"

"ہاں دلچسپ بات ہے۔ میں نے ہوٹل سے کافی دور نکل کر اس علاقے کے بارے میں معلوم کیا تو میرے راہبروں نے مجھے واپس ہوٹل کے پاس بھیج دیا۔ پھر میں نے یہاں آ کر دوبارہ معلومات حاصل کیں تو مجھے یہ عمارت بتائی گئی۔ مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ ہوٹل بھی رانی کی ملکیت ہے۔"

"خوب۔ واقعی دلچسپ بات ہے۔ اب میں زیادہ صبر نہیں کر سکتا۔" پھر میں تیار ہو کر باہر نکل آیا اور ہوٹل کی پوری عمارت گھوم کر اسی چوڑی سڑک پر آ گیا جس کے دونوں سمت درخت جھول رہے تھے۔ سڑک شفاف تھی اور شاید صرف رانی کے محل میں آنے جانے والوں کے لئے مخصوص تھی کیونکہ آگے جا کر وہ بند نظر آ رہی تھی۔ میں یہ فاصلہ طے کر رہا تھا کہ میں نے محل نما عمارت کے گیٹ سے ایک کار باہر نکلتے دیکھی۔ کھلی چھت والی کار تھی اور ڈرائیور کے علاوہ عقب میں دو افراد بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے مجھ پر توجہ نہیں دی لیکن میں نے انہیں دیکھ لیا اور چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ کیونکہ ان میں ایک چینی

باشندہ تھا۔ زرد رو چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھوں والا۔

چینی باشندہ....اور رانی کا محل.... غور کرنے کی بات تھی۔ یہی غور کرتے ہوئے میں بڑے گیٹ پر پہنچ گیا۔ جہاں دو دربان کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"کہو.... کیا بات ہے؟"

"رانی ہرونت کور سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں؟"

"تمہیں نہیں بتا سکتا۔"

"رانی جی کسی سے نہیں ملتیں۔ کوئی ضروری کام ہو تو بتاؤ۔ ان کے سیکرٹری سے اجازت لے کر تمہیں ان تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اگر اجازت نہ ملی تو....؟"

"دیکھو۔ میں فضول بکواس نہیں سنتا۔ مجھے خاموشی سے ہرونت کور کے پاس پہنچا دو۔ بہت ضروری کام ہے ان سے۔"

"دیکھنے سے تو تم دیہاتی نہیں لگتے لیکن باتیں بے وقوفوں جیسی کر رہے ہو۔ رانی صاحبہ کا مرتبہ جانتے ہو۔"

"تم میں سے ایک میرے ساتھ چلے اور مجھے ہرونت کور کے پاس پہنچا دے اور اب مزید کوئی بات نہ کی جائے۔"

"تمہارا دماغ خراب معلوم ہوتا ہے۔" ایک پہرے دار تلخ لہجے میں بولا۔ اور میں نے لپک کر ان دونوں کی گردنیں دبوچ لیں۔ پھر پوری قوت سے ان دونوں کے سر ایک دوسرے سے ٹکرا دیئے۔ خون کی سرخ چادر ان کے چہروں پر پھیل گئی اور وہ شرابیوں کی طرح لڑکھڑانے لگے۔ میں اطمینان سے اندر داخل ہو گیا۔ اتفاق سے قرب و جوار میں کوئی نہیں تھا۔ ایک چوڑی روش اصل عمارت تک چلی گئی تھی جس کے دونوں طرف شاداب گھاس کے لان تھے۔ میں اس روش کو عبور کر کے عمارت کے شیشے لگے دروازے تک پہنچ گیا۔ دروازے سے اندر داخل ہوا تھا کہ ایک شخص نظر آیا۔ جو مجھے دیکھ کر چونک پڑا۔ پھر دانت پیستا ہوا بولا۔

"او سامنے سے ہٹو۔ رانی صاحب آ رہی ہیں۔ جلدی ہٹو۔ باہر نکل جاؤ۔" اس نے گھبرا کر ایک طرف دیکھا۔ اس ہال نما جگہ کے دونوں سمت دائرے کی شکل کے زینے تھے جن پر قالین بچھے ہوئے تھے۔ اور انہی میں سے ایک زینے سے مجھے رانی ہرونت کور اترتی نظر آئی۔ اس کے پیچھے دو افراد فاصلہ دے کر اتر رہے تھے۔

میں نے ہرونت کور کو پہچان لیا۔ وہی شان و شوکت تھی بس آنکھوں پر عینک چڑھ گئی تھی اور بال چاندی کی طرح سفید ہو گئے تھے لیکن چہرے پر وہی حسن وہی بانکپن تھا۔

"باہر نکل جاؤ بے وقوف آدمی۔ کیوں موت آ رہی ہے تمہاری۔" نیچے میرے نزدیک موجود شخص نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے دروازے کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی تو میرا داہنا ہاتھ چٹاخ کی زور دار آواز کے ساتھ اس کے گال پر پڑا اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔ اس دوران رانی بہت سی سیڑھیاں نیچے اتر چکی تھی۔ اس آواز پر وہ ٹھٹھک کر رک گئی اور حیرت سے مجھے دیکھنے لگی۔ پیچھے موجود دونوں آدمی گھبراہٹ میں نیچے اترنے کے بجائے کئی سیڑھیاں واپس اوپر چڑھ گئے۔ پھر سنبھل کر جلدی سے نیچے آئے اور رانی کے آگے ہوتے ہوئے جلدی جلدی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئے۔ پہلے انہوں نے قالین پر پڑے ہوئے آدمی کو دیکھا جس کے بدن میں جنبش نہیں تھی' شاید بے ہوش ہو گیا تھا یا اس صورت حال سے گھبرا کر مکر کر کے لیٹا رہ گیا تھا۔ پھر وہ میری جانب بڑھے اور ان میں سے ایک نے پھٹی پھٹی آواز میں کہا۔

"کک کون ہو تم.... یہ کیا کیا تم نے....؟" میں نے ہاتھ اٹھایا اور انگلی سے رانی ہرونت کور کی جانب اشارہ کر کے بول اٹھا۔

"میں رانی ہرونت کور سے ملنا چاہتا ہوں اور راستے میں کوئی رکاوٹ پسند نہیں کرتا۔ رانی مجھے تم سے ملنا ہے۔" اس بار میں نے اونچی آواز میں کہا۔ اس سے قبل کہ وہ دونوں کچھ بولتے رانی ہرونت کور نے وہیں سے کہا۔

"کون ہو تم.... میں تمہارے پاس آ رہی ہوں اور دیپک' پرکاش' تم لوگ' کوئی کچھ نہ بولے...." ہرونت کور دلیری کے ساتھ باقی سیڑھیاں اترنے لگی۔ اس میں بھی اس نے جلد بازی نہیں کی تھی۔ وہ یقینی طور پر ایک پروقار اور بہادر عورت تھی لیکن یہاں راستے میں آنے والی رکاوٹوں نے میرا موڈ خراب کر دیا تھا۔ دونوں آدمی پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ رانی ہرونت کور نے بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "کیا کام ہے تمہیں مجھ سے....؟"

"کھڑے کھڑے گفتگو نہیں ہو سکتی۔ میں تم سے اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہوں.... آؤ اس طرف۔" اس نے بدستور دلیری سے کہا۔ ہال میں ایک جانب سفید رنگ کے انتہائی خوبصورت صوفے پڑے ہوئے تھے۔ رانی نے ادھر ہی مجھے چلنے کا اشارہ کیا تھا' واپس پلٹتے ہوئے اس نے کہا۔

"دیپک اسے دیکھو' جاؤ یہاں سے چلے جاؤ' کوئی بات نہیں ہے۔ میں اس سے بات کروں گی۔"

وہ دونوں بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کو اٹھانے لگے' میں رانی کے ساتھ ساتھ قدم

بڑھاتا ہوا صوفے تک پہنچ گیا اور رانی صوفے پر اطمینان سے بیٹھ گئی۔ اس نے دوسرے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو.... تم اچھے خاصے انسان ہو.... لیکن تم نے میرے آدمی کو بلا وجہ مارا۔ کیا صرف اس بات پر کہ وہ تمہیں مجھ تک آنے سے روک رہا تھا....؟"

"اسی بات پر تمہارے دروازے کے دو پہریدار بھی بے ہوش پڑے ہوئے ہوں گے۔"

"ہیں....!" رانی کا منہ ایک لمحے کے لئے حیرت سے کھلا۔ پھر نجانے کیوں اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم دیوانے معلوم ہوتے ہو۔ جانتے ہو یہاں آنے کے بعد ان حرکتوں کے نتیجے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو سکتا ہے۔ خیر چھوڑو مجھ سے کوئی کام ہے' کوئی شکایت ہے مجھ سے' دشمن ہو میرے' مجھے نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ اصل میں ان لوگوں کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کی وجہ سے یہ اجنبی لوگوں کو مجھ تک آنے سے روکتے ہیں اور بے چارے نوکر ہیں۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اگر تم نے کیا ہے تو وہ اچھی بات نہیں ہے.... لیکن اب تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہو....؟"

میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم نے مجھے نہیں پہچانا رانی ہرونت کور لیکن میں نے پہچان لیا ہے۔ تمہیں بہت سے سال پیچھے لوٹنا ہو گا۔ اتنا پیچھے جب پنڈت رائے جرمنی سے ایک لڑکے کو پنڈت ہیوبرٹ کے پاس لایا تھا اور تم لوگوں نے اس معصوم بچے کو اپنے لئے کھلونا بنا لیا تھا۔"

اچانک رانی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اچنبھے کے آثار نمودار ہوئے۔ پھر پسندیدگی کے' پھر جوش کے۔ آخر میں اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کملیشو...." اس نے مسرور لہجے میں کہا۔

"اور غور کرو.... اس کا نام کملیشو نہیں ماہر طہابی تھا اور اس کی آدھی زندگی اس سے چھین لی گئی تھی۔ اب بھی یاد نہیں آیا تو میرے سینے کے اس نشان کو دیکھو جس کے ذریعہ میری آدھی زندگی مجھ سے دور کر دی گئی۔"

"ہاں ہاں۔ مجھے سب یاد آ گیا ہے۔ ہم نے تمہارا نام کملیشو ہی رکھا تھا۔ مگر.... ہے رام.... تم تو بڑے ہی سندر جوان نکلے.... مگر.... تم جیتے کیسے بچ گئے۔ تمہارے جہاز کا تو حادثہ ہو گیا تھا۔ وائیلا بھی تمہارے ساتھ تھی۔ ہے بھگوان تو کیا.... تو کیا وانگ چو نے....!"

وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گئی۔ مگر میرے کانوں میں وانگ چو کا نام رجسٹر ہو گیا۔ تاہم میں نے جلد بازی سے کام نہیں لیا اور اس کے بارے میں کچھ نہ پوچھا۔ وہ ایک دم اپنی جگہ سے اٹھی اور بولی۔

"اٹھو.... تمہاری جگہ یہ نہیں ہے۔ تم تو میرے معزز مہمان ہو.... آؤ ادھر چلیں۔"

"یہی جگہ بہتر ہے۔ پہلے مجھے میری باتوں کا جواب دو۔" میں نے کہا۔

"ارے آؤ.... ہر.... برے خیال کو من سے نکال دو....!" میں تمہیں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گی۔ اٹھو آؤ..... جنہوں نے تمہیں میرے پاس آنے سے روکا ہے انہیں معاف کر دو....! آؤ نا....!" اس نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

رانی ہرونت کور مجھے ساتھ لئے ہوئے ایک بہت خوبصورت کمرے میں داخل ہو گئی۔ یہ کمرہ اس کی خواب گاہ معلوم ہوتا تھا۔ یہاں آ کر اس نے مجھے ایک خوشنما کوچ پر بیٹھنے کی پیش کش کی اور میرے بیٹھنے کے بعد خود بھی میرے عین سامنے بیٹھ گئی۔ اس کی پراشتیاق نگاہیں میرا بھرپور جائزہ لے رہی تھیں اور ہونٹ متبسم تھے۔

"مجھے یہ خاموشی ناپسند ہے۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی۔

"بس ایک منٹ دیدو مجھے' تمہیں دیکھ رہی ہوں' ماہ و سال کے اوراق پلٹ رہی ہوں' سوچ رہی ہوں کہ سمے تم سے کیسے گزرا ہو گا' یہ رنگ و روپ یہ سندرتا تم پر کیسے کھنڈی ہو گی۔ ہائے رام کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ بدلتا سمے کیسے کسی کو کیا بنا دیتا ہے۔ کتنی گھائل ہوئی ہوں گی' کتنوں نے ہتیا کی ہو گی' کہاں یہ کونپل پیڑ بنی ہو گی۔"

"تم شاعری کر رہی ہو ہرونت کور۔" میں نے خشک لہجے میں کہا اور وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئی۔ پھر سنبھل کر بولی۔

"پوچھو' مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔"

"سچ بولو گی....؟" میں نے کہا اور وہ عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھنے لگی' پھر بولی۔

"ہاں.... آج سچ ہی بولوں گی' چاہے وہ سچ مجھے سولی پر ہی کیوں نہ لٹکا دے۔ بڑا سمے بیت گیا۔ کسی نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھ سے اس لہجے میں نہیں کہا کہ سچ بولو گی' برسوں بیت گئے جھکی آنکھیں' جھکے سر دیکھتے ہوئے۔"

"ہیا کہاں ہے....؟"

"ہیا.... وہ تمہارا چھوٹا....؟"

"ہاں...."

"تمہاری سوگند' مجھے نہیں معلوم وہ اس سمے سے غائب ہو گیا' جب پنڈت رائے نے اسے ٹرانس میں لانے کی کوشش کی تھی' مگر وہ اس ننھے سے دماغ میں بھرے کرنٹ کو برداشت نہیں کر سکا اور..... اور...." وہ رک گئی۔

"بولتی رہو...."

"اس کے دماغ کے والو جل گئے' وہ پاگل ہو گیا اور کہیں مر کھپ گیا۔" رانی نے جواب دیا۔

"ہیا کہاں گیا....؟"

"وہ بھاگ گیا تھا' پھر کہیں سے اس کی خبر نہیں ملی۔"

"پنڈت رائے کے علاوہ پنڈت ہیوبرٹ بھی تھا۔"

"ہیوبرٹ مہاراج نے آتم ہتیا کر لی' مگر..... بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے آتم ہتیا نہیں کی بلکہ انہیں کسی نے چھت کے کنڈے سے لٹکا کر مار ڈالا۔"

"اور وہ وائیلا کہاں گئی....؟"

"میرا خیال تھا کہ اس کے بارے میں تم مجھے بتاؤ گے۔"

"میں.....؟"

"ہاں' تم اس کے ساتھ جہاز میں جا رہے تھے جہاز تباہ ہو گیا' پھر کسی کا پتہ نہ چل سکا' جہاز کے بارے میں اخباروں میں چھپا تھا کہ اس کے سارے مسافر مر گئے۔"

"تو تمہیں ہیا کے بارے میں نہیں معلوم...."

"اس سے تو تم پاتال کے خزانوں کے بارے میں بھی پوچھتے اور مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہیں بتا دیتی۔"

"تو پھر مجھے اس نشان کے بارے میں بتاؤ جو دائرے اور سانپ کی شکل میں ہے۔"

"اوہ..... وہ تمہارے من میں ہے؟"

"کیا ہے وہ.....؟"

"شانتی کا نشان.... ہماری تنظیم کا نشان....."

"ہاں مجھے یاد ہے' پہلے بھی میں نے یہ نام سنا تھا' مگر یہ شانتی کیا ہے....؟" میں نے سوال کیا۔

"بتا دوں گی' پہلے یہ بتاؤ کچھ کھاؤ گے' کچھ پیو گے؟"

"بالکل نہیں' مجھے صرف میرے سوالوں کے جواب دو....." حالانکہ میرا لہجہ بے حد خشک تھا لیکن رانی ہرونت کور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہی کھیلتی رہی' جیسے وہ مجھے اب بھی بچہ ہی سمجھ رہی ہو' اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"بڑے ضدی' بڑے کٹھور ہو' بچپن میں بھی ایسے ہی تھے۔ شانتی صحیح معنوں میں ایک انسان دوست تنظیم ہے کوئی مانے یا نہ مانے لیکن شانتی کی بنیاد رکھنے والوں کے من میں ہمیشہ ہی سے اس سنسار کا دکھ تھا۔ پھولوں کی دنیا' آگ کے تیروں سے چھلنی کر دی گئی ہے۔ منش تھوڑا سا جیون لے کر سنسار میں آتا ہے' بے چارہ لاکھوں دکھوں کا مارا' سنسار والے اگر چاہیں تو اپنے لئے اور سب کے لئے امن اور شانتی کا بن کھلا سکتے ہیں۔ پر نجانے کیوں شروع ہی سے منش کے من میں کرودھ رہا ہے۔ وہ خوشیوں کا بیوپاری نہیں ہے بلکہ اس کی سوچ برائیوں کی طرف زیادہ رہی ہے۔ نتیجہ دیکھ لو' سارا سنسار عجیب عجیب مشکلوں کا شکار

ہے۔ شانتی کا مقصد یہی تھا کہ منش کے من کو شانت کیا جائے اور تخریب کا راستہ روکا جائے۔ بھگوان کی بنائی ہوئی اس دھرتی کو پھولوں سے سجا دیا جائے۔

آگ کے پھولوں سے نہیں.... اور جب شانتی کے کرتا دھرتاؤں نے یہ دیکھا کہ منش کے من کو شانت کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ کرودھ کی اگنی من کو بھسم کر رہی ہے تو پھر بڑوں نے بیٹھ کر سوچا کہ وہ پراسرار علوم جو کہیں جادو ٹونا کہلاتے ہیں' کہیں سائنسی طلسم' زیادہ سے زیادہ حاصل کر کے انسانوں کے ذہنوں کو ان کے ذریعے امن کی جانب لے جایا جائے اور سارے کے سارے ایسے شکتی مانوں کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے جو اعلیٰ پیمانے پر یہ کام کر سکیں۔ ان میں پنڈت ہیوبرٹ ہی نہیں نجانے کتنے بڑے بڑے لوگ شامل تھے اور ہیں...... کام اب بھی ہو رہا ہے' لیکن نیک کام جلدی نہیں ہوتے کیونکہ ان کے راستوں میں بدی کی رکاوٹیں رہتی ہیں۔ شانتی کا نشان تم نے دیکھ لیا یہ ہے اس کی پوری کہانی.... ہم ایسے ذہنوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو اپنے اندر کوئی خاص بات رکھتے ہوں اور پھر انہیں اپنے لئے قابل استعمال بناتے ہیں۔"

رانی ہرونت کور خاموش ہو گئی' اس کی باتیں تو میری سمجھ میں خیر کیا ہی آتیں لیکن شانتی کا نام میرے ذہن میں تازہ ہو گیا تھا۔ تب میں نے اس سے سوال کیا۔

"وانگ چو سے تمہارا کیا تعلق ہے....؟"

میرے اس سوال پر رانی ہرونت کور نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور پھر بڑی محبت سے مسکرائی اور بولی۔

"کہا تھا نا میں نے اور پنڈت رائے کا بھی خیال کوئی غلط تھوڑی تھا۔ بھگوان نے تمہیں ضرور کوئی ایسی شکتی دی ہے کہ سارے کے سارے باؤلے ہو گئے تمہارے لئے۔ جن میں پنڈت رائے بھی تھا اور پنڈت ہیوبرٹ بھی' اس سے بالکل اتفاق کرتے تھے۔ ایک بار لفظ نکل گیا تھا میرے منہ سے وانگ چو کا تم نے اپنے من میں بٹھا لیا۔ وانگ چو بھی شانتی کا رکن ہے اور شانتی کے حوالے سے ہمارا آپس میں تعلق ہے' مجھے وانگ چو نے ایک ایسے شخص کے بارے میں اطلاع دی تھی جو عجیب و غریب قوتوں کا اور صفات کا مالک ہے اور اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس کا رخ ہندوستان کی طرف ہے' ہمارے اپنے شہر کی طرف' بس اتنی سی بات ہے جسے افسانہ بنا رہے ہو۔"

میں خاموش ہو گیا' چند لمحے سوچتا رہا۔ ہرونت کور اپنی کہانیاں سنائے جا رہی تھی' لیکن ہیا کے سلسلے میں اس نے صاف بتا دیا تھا کہ اس وقت سے ہیا کا کوئی پتہ نہیں چل سکا ہے۔ چنانچہ یہاں آنا بے مقصد ہو گیا تھا۔ بھلا ہرونت کور سے مجھے کیا لینا دینا۔ میں تو ویسے بھی دنیا سے بہت پیچھے رہ گیا تھا' میری معلومات ہی کیا تھیں کچھ بھی نہیں جانتا تھا میں۔ دنیا' اس کی برائیوں اور انسانیت کی بھلائی کے سلسلے میں۔ میری کائنات تو میرا ننھا سا ساتھی تھا' مجھے تو

یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بے خبری کے وہ لمحات میرے لئے آگہی کے ان لمحات سے بدرجہا بہتر تھے' جب میں ہر چیز کو فراموش کئے ہوئے تھا' مجھے ہیا بھی یاد نہیں رہا تھا' لیکن ہوش آیا تو ہیا کی جدائی میرے دل کا زخم بن گئی اور اب میری دولت' میری کائنات وہی تھا جو میرے پاس موجود نہیں تھا۔ میرے دل میں ایک نمی سی اترنے لگی۔ ہرونت کور بدستور میرے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی' کچھ لمحوں کے بعد اس نے کہا۔ "مگر تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا' مجھے کچھ نہیں معلوم' بس مجھے ہیا کی تلاش ہے۔"

"یہ بھی نہیں بتاؤ گے کہ تباہ ہونے والے جہاز میں سے کون کون بچ گیا....؟"

"میں نہ جھوٹ بولنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں نہ جھوٹ بولتا ہوں کیونکہ مجھے کسی سچ سے کوئی خوف نہیں محسوس ہوتا۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے کہاں زندگی گزاری۔ کیسے وقت گزارا بس مجھے اتنا ہی یاد ہے کہ ہیا میرے پاس نہیں ہے' میں ہیا کو تلاش کرنا چاہتا ہوں اور اب میں چلتا ہوں کیونکہ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تم سے مجھے ہیا کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو سکے گا۔"

"ارے ارے بیٹھو بیٹھو' یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں ہیا کی تلاش کے سلسلے میں تمہاری مدد نہیں کروں گی۔ میں تمہیں پیش کش کرتی ہوں کہ میرے ساتھ رہو۔ میرے پاس رہو۔ میں اور تم مل کر اس کو تلاش کریں گے۔ میں وہ ساری کوششیں کروں گی جن سے ہیا تمہیں مل جائے۔"

"نہیں..... میں تمہاری مدد نہیں چاہتا اور نہ ہی میں کسی تنظیم سے کوئی ہمدردی رکھتا ہوں' مجھے کسی سے کوئی دلچسپی یا ہمدردی نہیں ہے۔ ہیا زندہ ہے' یقیناً زندہ ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں زندہ ہوں اگر وہ مرجاتا تو یقیناً میں بھی مرچکا ہوتا۔ اب میں چلتا ہوں....."

وہ اٹھ کر میرے پیچھے لپکی' کئی قدم میرے ساتھ آئی لیکن میں نہیں رکا تھا۔ اب بھلا رکنے سے کیا فائدہ' چنانچہ میں فاصلے طے کرتا رہا اور وہ میری تیز رفتاری کا ساتھ نہیں دے سکی' پھر نجانے کون کون سی بھول بھلیاں طے کرتا ہوا میں اس جگہ آ ہی گیا جہاں سے باہر نکلنے کا راستہ مل سکتا تھا اور اب میرا راستہ روکنے والا کوئی نہیں تھا۔ وہ زخمی بھی وہاں سے ہٹا لئے گئے تھے جو میرے راستے کی رکاوٹ بنے تھے چنانچہ میں باہر نکل آیا اور تیز رفتاری سے چلتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں میرے ساتھی موجود تھے۔ ان لوگوں کو میں اپنے آپ سے زیادہ قریب محسوس کرتا تھا۔ عالی تبارک اور ملہہ تبارک میرے منتظر تھے جبکہ ارباب طالع میرے کمرے میں داخل ہوتے ہی فوراً وہاں پہنچا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ارباب طالع رانی ہرونت کور کے محل کے باہر میری نگرانی کر رہا تھا اور اب میرے پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا یہاں

تک آیا تھا۔ یہ لوگ میرے ساتھ کچھ زیادہ ہی مخلص تھے۔ ارباب طالع نے کہا۔

"پتہ نہیں بعد میں کیا ہوا' لیکن میں نے تمہیں ان دو پہریداروں کو زخمی کرتے ہوئے دیکھا تھا اور اس قدر بے چین تھا' تمہارے لئے کہ تم تصور نہیں کر سکتے' لیکن اب بھی دو افراد تمہارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں ہوٹل تک آئے ہیں۔"

میں نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔ "میرے سلسلے میں بالکل فکر نہ کیا کرو ارباب طالع! میں اپنے دشمنوں سے نمٹنا اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"رانی ہرونت کور سے ملاقات ہو گئی....؟" عالی تبارک نے سوال کیا۔

"ہاں اور وہ بھی ہیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتی' ہیا یہاں نہیں ہے' اگر وہ یہاں ہوتا تو ضرور مجھ تک پہنچ جاتا اور اب عالی تبارک! میں اپنے وطن جانا چاہتا ہوں۔ دیکھنا چاہتا ہوں کہ حارث طہابی کس حال میں ہیں اور کیا انہیں ہیا کے بارے میں کچھ معلوم ہے' اگر وہاں بھی مجھے مایوسی ہوئی تو پھر میں نہیں جانتا کہ میں ہیا کو کہاں تلاش کروں گا۔ پھر وہ شاید مجھے کبھی مل ہی نہ سکے...." میرے دل میں ایک لمحے کے لئے عجیب سے بے چینی پیدا ہو گئی تھی' عالی تبارک نے نرم لہجے میں کہا۔

"بیٹے تم اس بات کا اعتراف کرو کہ اس دنیا کے بارے میں تمہاری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں' جبکہ میں ایک بوڑھا انسان ہوں' اگر میں تم سے یہ کہوں کہ ابھی اپنی سوچ کو آخری شکل نہ دو اور اپنے دوستوں سے رجوع کرو تو کیا تم میری اس درخواست کو قبول کر لو گے....؟"

"جو کہنا ہے ان الفاظ میں کہو جو فوراً میری سمجھ میں آ جائیں' جبکہ تم خود اس کا اظہار کرتے ہو کہ میں دنیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"ٹھیک ہے' میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہیا' جیسا کہ تمہارا خیال ہے اگر زندہ ہے تو اس کی تلاش ناممکن نہیں ہے لیکن صبر ایک چیز ہوتی ہے۔ وقت اپنے فیصلے خود کرتا ہے' ہم اسے یقیناً تلاش کر لیں گے اور اس تلاش میں یوں سمجھ لو کہ میں اتنا ہی تمہارے ساتھ ہوں جتنا میں خود اپنے ساتھ' یقین آ سکتا ہے تو یقین کر لو.... نہ آئے تو تم آزاد ہو اپنے طور پر فیصلے کرو' لیکن بہتر یہی ہو گا کہ میری بات مانو' میرے ساتھ تعاون کرو' میں تمہارا مخلص ہوں اور تمہیں اس وقت تک دنیا کے بارے میں بتا سکتا ہوں جب تک تم اس دنیا کو اچھی طرح نہ سمجھ جاؤ۔ اگر میری بات سمجھ میں آئے تو ٹھیک ہے اور نہ سمجھ میں آئے تو اب اس لمحے کے بعد تم سے کنارہ کش ہونے کو تیار ہوں...."

میرا دماغ اتنا خشک بھی نہیں تھا کہ کوئی موثر بات سمجھ میں نہ آ سکے۔ عالی تبارک ابھی تک ایک بے غرض انسان ثابت ہوا تھا۔ غالباً وہ ان لمحات کا قرض ادا کر رہا تھا جب میں نے اسے' اس کی بیٹی اور اس کے ہونے والے شوہر کو موت کے چنگل سے بچایا تھا۔ اگر یہ

مخلص شخص تھوڑا سا وقت میرے ساتھ گزار دے اور میں ہیا کو پالوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ کسی طور میرے لئے غلط انسان نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے کہا۔

"نہیں میں خلوص سے تمہارا ساتھ قبول کرتا ہوں۔ اور اب یہاں سے میرے وطن روانہ ہونے کی تیاری کرو اور میرے لئے دعا کرو کہ ہیا مجھے مل جائے' کاش وہ میرے والد حارث طہابی کے پاس موجود...." ارباب طالع نے کہا۔

"وانگ چو نے ہمارے لئے جو انتظامات کئے ہیں ہم ان کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے' کیونکہ ان کے تحت تمہارے وطن روانہ ہونا بہت معمولی سا کام ہے۔"

میں خاموش ہو گیا تھا' پھر ارباب طالع مصروف عمل ہو گیا اور اس کے نتیجے میں ہم ایک بار پھر ایک فضائی سفر پر چل پڑے۔ ماہہ تبارک' ارباب طالع کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی' جبکہ عالی تبارک میرے ساتھ تھا اور ہم مکمل خاموشی کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں تھے۔ مجھے کچھ یاد آیا تو میں نے کہا۔

"کہا جاتا ہے کہ وہ مجھے ساتھ لے کر کسی بارباڈوس نامی جگہ جا رہے تھے' میرے ساتھ وہ عورت بھی تھی جس کا تعلق پنڈت ہیوبرٹ سے تھا اور اس کا نام وائیلا تھا' پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ جو اس جہاز میں سفر کر رہے تھے سب کے سب فنا ہو گئے اور مجھے بھی ان کے ساتھ موت کا شکار ہی سمجھ لیا گیا۔"

عالی تبارک چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ چند لمحات خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا پھر ہم غنودہ سی کیفیت میں آنکھیں بند کر لیں' کچھ دیر کے بعد مجھے پھر کچھ یاد آیا تو میں نے کہا۔

"اور جانتے ہو وانگ چو بھی شانتی کا ممبر ہے...." اونگھتے ہوئے عالی تبارک نے پھر آنکھیں کھول دیں اور آہستہ سے بولا۔ "شانتی...."

"ہاں ایک تنظیم جو نجانے کیا کیا سوچتی ہے' زمین پر بچھے ہوئے آگ کے پھولوں کو حقیقی پھولوں کا رنگ دینا چاہتی ہے اور اس کے لئے اس وقت سے کام ہو رہا ہے جب میں چھوٹا سا بچہ تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے یہ لوگ کب سے مصروف عمل ہیں۔" عالی تبارک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ کچھ دیر خاموش رہ کر وہ بولا۔

"شاید یہی فطرت کا عمل ہے' یہی انسان کی سرشت ہے ہم اس پر تبصرہ کیوں کریں۔"

"یہ وہ الفاظ ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آئے۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا اور عالی تبارک سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اسے یاد آ گیا کہ ابھی میری فطرت اور سرشت میں بھی کوئی خاص تبدیلی رونما نہیں ہوئی ہے۔ وہ جلدی سے بولا۔

"انہوں نے دنیا کو ایک ہی سبق سکھایا' امن و آشتی' بھائی چارہ' نیکی اور بھلائی' بہبود انسانیت' ایک لاکھ چوبیس ہزار بار.... پورے ایک لاکھ چوبیس ہزار بار یہاں تک کہ آخری پیغام دے کر یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا کہ اس کے بعد کوئی پیغام نہیں آئے گا۔ اب خود سمجھو'

خود سوچو۔ سبق پورا ہو گیا ہے امتحان کی منزل میں آ جاؤ.... لیکن بھٹکنے والے بھٹک رہے ہیں کیونکہ یہ سارے ڈھونگئے ہیں۔ ڈھونگ رچاتے ہیں' نت نئے طریقوں سے دنیا کے سکون کے لئے نہیں وہ اپنی ذات کی آسودگیوں کے لئے سرگرداں ہیں۔"

"شانتی کیا ہے....؟"

"میں نہیں جانتا' تمہاری زبانی جتنا سمجھا ہے وہ یہی ہے کہ بہت سے لوگ مل کر پھر ایک ڈھونگ رچا رہے ہیں۔ ایک لمبا ناٹک کھیل رہے ہیں۔"

پتہ نہیں کب اور کیسے جہاز نیچے اتر گیا' دوسرے اپنی جگہ سے اٹھے تو میں بھی اٹھ گیا۔ ویسے یہ ہوٹل خوب ہوتے ہیں' کہیں اپنا گھر نہ ہو تو ان میں چلے جاؤ' خدمت گار تیار' کھانا تیار.... ہم پھر ایک ہوٹل میں رہنے لگے۔ بے چارہ ارباب طالع ہی ساری مشکلات برداشت کرتا تھا چنانچہ طویل مشقت کے بعد واپس آیا اور اس نے کہا۔

"میں نے حارث طہابی کے گھر کا پتہ لگا لیا ہے۔"

"مزید کچھ بتائے بغیر مجھے وہاں لے چلو۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔"

"کیا ہمارا تمہارے ساتھ چلنا مناسب ہو گا....؟"

"تم لوگ میرے محسن ہو...... میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا۔" میں نے کہا۔ پھر ہم چل پڑے اور میں نے ایک نگاہ میں اس گھر کو پہچان لیا جہاں میری زندگی کے بہت سے برس گزرے تھے۔ کچھ بچے نظر آئے جنہیں میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا' ہیا کچھ تو بڑا ہوا ہو گا' لیکن ان میں ہیا نہیں تھا۔ پھر ظاہر طہابی اور..... مغرور اور خود پسند..... وہ تو کسی سے ملنا بھی پسند نہ کر رہا تھا' لیکن اندازہ ہوا کہ طاقت کی زبان سب سے موثر ہوتی ہے میں نے اسے شانوں سے دبوچ کر اپنے سامنے بٹھا کر کہا۔

"میں حارث طہابی کا بیٹا ہوں اور تمہیں مار مار کر اس عمارت سے باہر نکال سکتا ہوں' اس لئے حواس قائم رکھو۔"

"حارث طہابی کا بیٹا....؟"

"ہاں' میرا نام ماہر طہابی ہے کچھ یاد ہے۔" اسے شاید بہت کچھ یاد تھا کیونکہ اس نے میرے سینے کی طرف دیکھا تھا۔ "ہاں میں اسی کی تلاش میں آیا ہوں جسے تم میرے سینے پر تلاش کر رہے ہو۔"

"تم جانتے ہو کہ میرا تم سے کبھی واسطہ نہیں رہا' نہ ہی میرا طہابی تمہیں جانتی ہے جو میری بہن ہے۔"

"ہاں' میں جانتا ہوں' لیکن مجھے اس کے بارے میں بتاؤ جو میرے سینے سے اترا تھا.... وہ کہاں ہے۔"

"یقین کرو مجھے کچھ نہیں معلوم' میں نے تو بس گھر کے ملازموں سے کہانیاں سنی ہیں جو یوں ہیں کہ ماہر طمابی کو آپریشن کے لئے جرمنی بھیجا گیا جہاں اس کا کامیاب آپریشن ہوا لیکن پھر وہ دونوں غائب ہو گئے اور کبھی نہ ملے۔"

"حارث طمابی کہاں ہیں.....؟"

"وہ بہت پہلے جب میں بچہ تھا فضائی حادثے میں ہلاک ہو گئے۔"

"ماں کہاں ہے.....؟"

"پانچ سال قبل وہ بھی انتقال کر گئیں' اب میرا طمابی ہے اور میں۔ میرا کی شادی ہو چکی ہے اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ لیبیا میں رہتی ہے۔ ہمیں کسی اور کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"چلو....." میں نے عالی تبارک سے کہا اور ظاہر طمابی نہ جانے کس خیال سے بولا۔

"نہیں نہیں' یہ کیسے ممکن ہے' میں تمہیں نہیں پہچان سکا تھا۔ اب تم میرے پاس رہو' تم میرے بھائی ہو....."

میں ان تینوں کو اشارہ کر کے اس عمارت سے باہر نکل آیا۔ ہوٹل میں پہنچ کر میں نے عالی تبارک سے کہا۔ "ہیا کی تلاش کے لئے میرے ذہن میں صرف یہ دو جگہیں تھیں۔ اس کے بعد میرا دماغ تاریک ہے' اب مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟؟"

"ہمارے ساتھ یمن چلو..... اب ہمیں ایک مرکز بنا کر سارے کام کرنے چاہئیں' جن میں میرے چند کام ہوں گے اس کے بعد ہم صرف ہیا کو تلاش کریں گے۔"

"تم لوگ میرے چھوٹے سے احسان کو کب تک خود پر مسلط رکھو گے.....؟" میں نے کہا۔

"شانتی برسوں سے انسان کی فلاح کے لئے کام کر رہی ہے۔ میرے خیال میں وہ بدنیت لوگ ہیں' نیت صاف ہو تو منزل ضرور نظر آتی ہے میں پوری انسانیت کے لئے نہیں صرف ایک انسان کے لئے کام کرنے کا خواہش مند ہوں۔ اگر میں ہیا کو تلاش کر کے تم تک پہنچا سکا تو شانتی پالوں گا اور یہ میری آرزو ہے۔"

اس سے زیادہ گریز ممکن نہیں تھا۔ مجھے دنیا سے اپنی عدم واقفیت کا احساس تھا اور میں جانتا تھا کہ اپنی کاوشوں سے میں ہیا کو تلاش نہیں کر سکوں گا۔ چنانچہ ہم یمن چل پڑے۔ جس شہر میں ہم داخل ہوئے اس کا نام "صنعا" تھا۔ عالی تبارک نے ایک گھر کے دروازے پر دستک دی تو مقامی لباس میں ایک شخص باہر نکل آیا۔ وہ عالی تبارک کو دیکھ کر بھونچکا رہ گیا۔

"آپ زندہ ہیں حشم..... آہ.....! ہم تو آپ کا سوگ منا چکے تھے۔ آہ..... حشم..... ہم بے سایہ ہو گئے تھے۔" پھر وہ ہمیں اندر لے گیا اور محسوس کیا کہ وہ عالی تبارک کا بے حد وفادار ہے۔ میرے بارے میں اسے بتا دیا گیا تھا اس لئے پہلی ضیافت میں میرا بڑا خیال رکھا گیا۔ پھر

عالی تبارک نے اس سے پہلی نشست بھی میرے سامنے ہی رکھی اور پوچھا۔

"میری رہائش گاہ کا کیا حال ہے....؟"

"جوں کی توں ہے' خدام اس کے نگران ہیں۔"

"کوئی سرکاری مشکل تو نہیں پیش آئی۔"

"فاصل بصاری نے تمام امور سنبھال رکھے ہیں اور مشہور کیا ہے کہ آپ کسی تحقیقاتی مشن پر گئے ہوئے ہیں۔"

"خوب.... کوئی ایسا واقعہ تو نہیں پیش آیا جو باعث حیرت ہو....؟"

"کوئی واقعہ نہیں...."

"میں فاصل بصاری سے ملنا چاہتا ہوں۔"

فاصل بصاری عالی تبارک کا قانونی مشیر تھا اور بہت زیرک نظر آتا تھا دوسری باتوں کے بعد عالی تبارک نے اس سے فرمائش کی کہ "مجھے کم از کم آٹھ ایسے توانا' مستعد اور ماہر جنگ جوان درکار ہیں جو دن اور رات میری رہائش گاہ پر پہرہ دیں۔ ان کے پاس جدید اسلحہ اور میرے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے اجازت نامے ہونے چاہئیں' تمہیں یہ انتظام کرنا ہے کیونکہ مجھے اپنے کچھ دشمنوں سے خطرہ ہے۔"

"انتظام ہو جائے گا حشم...."

جب عالی تبارک کو اس کام کی تکمیل کی خبر مل گئی تب وہ اپنی خوبصورت رہائش گاہ میں منتقل ہوا۔ یہ بھی عالی شان عمارت تھی اور اسے دیکھ کر مجھے وہ لمحات یاد آ رہے تھے جب میں چمڑے کے ہنٹر سے اس بے بس بوڑھے پر تشدد کرتا تھا۔ عالی تبارک میرے ساتھ جو سلوک کر رہا تھا وہ میرے لئے باعث شرمندگی تھا۔ ابتدائی کچھ روز ماہہ تبارک اور ارباب طالع نے مجھے سیر و سیاحت کرا کے گزارے۔ وہ بہترین استادوں کی مانند مجھے ایک ایک بات بتاتے تھے اور میں نے بہت کچھ سیکھا تھا۔ پھر ایک دن عالی تبارک نے کہا۔

"اب کچھ وقت تم میرے ساتھ گزارو گے۔"

"میں تمہارے ساتھ ہوں حشم...." میں نے کہا۔

"نہیں کچھ مختلف مشاغل ہوں گے...."

"مجھے اعتراض نہیں ہے...."

"ہیا کی طرف سے میں غافل نہیں ہوں۔ میں نے فاصل بصاری کو کچھ ہدایات جاری کی ہیں' لیکن کوئی بات دعوے سے نہیں کہی جا سکتی' لیکن اگر تقدیر نے ساتھ دیا تو کہیں نہ کہیں سے ہیا کے کچھ نشانات ملیں گے۔ یوں سمجھ لو کہ ایک دائرہ بنایا ہے میں نے' جس کے تحت کسی بھی جگہ سے کوئی نہ کوئی معلومات ضرور حاصل ہوں گی' اگر ہم اپنی ان کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے تو پھر کچھ اور طریقہ کار اختیار کریں گے اور اس کے لئے

میں نے ایک طویل عرصہ نہیں رکھا بلکہ جو کارروائی کی ہے اس کے لئے وقت کا تعین بھی کر لیا ہے کیونکہ ہمیں ہر قیمت پر ہیا کو تلاش کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس سلسلے میں تم جس قدر کاوش کر سکتے ہو میری کاوشیں بھی اس سے کم نہیں ہوں گی۔"

"نہیں حشم تم یہ نہ سمجھو کہ میں تمہاری کوشش سے متفق نہیں ہوں' میں تم پر مکمل اعتبار کرتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ جو کچھ تم لوگ کرو گے وہ میں نہیں کر پاؤں گا۔ میرے پاس نہ وسائل ہیں نہ تجربہ' میں یقین رکھتا ہوں کہ تم میرے لئے بہتر ہی کرو گے۔"

"تو اس دوران جیسا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے میں تمہیں کچھ باتیں سکھاؤں گا کچھ بتاؤں گا تاکہ تم دنیا کے بارے میں جان سکو۔" میں نے سعادت مندی سے گردن خم کر دی تھی اور مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ اس عمارت کے نیچے ایک اور خفیہ مقام بھی ہے۔ ایک عظیم الشان تہہ خانہ جو قابل دید تھا اور اوپر کی عمارت اس کے سامنے کچھ بھی نہ تھی۔ یہاں اعلیٰ درجے کے قالین بچھے ہوئے تھے۔ دیواروں میں نصب الماریوں میں نادر کتابیں تھیں' کچھ اور ایسی چیزیں تھیں جو سمجھ میں نہ آئیں اور یہاں ہماری رہائش گاہ بھی تھی یعنی ضروریات زندگی کے وہ تمام لوازمات جن کا تعلق روزانہ کے عمل سے ہے اور ایک طرح سے عالی تبارک میرا استاد بن گیا۔ جس چیز کو ٹیلی ویژن کہا جاتا تھا اور جس پر انسانی تصاویر متحرک ہوتی تھیں اس پر عالی تبارک نے مجھے ملکوں ملکوں کے بارے میں بتانا شروع کیا' وہاں کے مناظر دکھائے۔ سائنس کی زندگی سے متعارف کرایا اور یہ بتایا کہ انسانی ذہن کہاں تک سوچ رہا ہے؟ لوگ دنیا میں کیسے رہتے ہیں' ان کا طرز زندگی کیا ہے؟ گھروں کے مسائل کیا ہیں' مختلف چہرے مختلف لوگ اور یہ حقیقت ہے کہ میں ان سب کو سمجھتا جا رہا تھا۔ زبانیں اس طرح میرے ذہن میں اتر جاتیں کہ عالی تبارک بھی بعض اوقات پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگتا تھا اور پھر اس کے چہرے پر ایک پرسکون مسکراہٹ پھیل جاتی تھی۔ جب بے شمار چیزوں سے اس نے مجھے روشناس کرا دیا اور یہاں رہتے ہوئے ایک لمحہ مجھے یہ احساس نہیں ہوا کہ میں باہر جاؤں یا کسی اور سے ملوں تو عالی تبارک نے کہا۔

"اور اب تم نے دنیا کو جان لیا' کم از کم اتنا ضرور جان لیا کہ اگر تم انسانوں میں شامل ہو جاؤ تو اپنے آپ کو ان سے اجنبی نہ سمجھو' لیکن جو سب سے اہم چیز باقی رہ گئی ہے وہ تمہاری اپنی ذات ہے۔ اب تم اپنی ذات میں سفر کیلئے تیار ہو جاؤ۔"

"یہ خوبصورت الفاظ ہیں حشم۔ میری اپنی ذات کی پوری کہانی تو آپ کے سامنے ہے۔ باقی کیا ہے اس کے بارے میں' میں کچھ نہیں جانتا اور اگر آپ مجھے وہ سب کچھ بتانا چاہتے ہیں تو یہ بھی میرے لئے ایک دلچسپ تجربہ ہو گا۔" میں نے کہا۔

"ہاں.... اصل میں.... میں' تمہیں ایک انوکھے تجربے سے دوچار کرنا چاہتا ہوں' سب سے مشکل چیز انسان کی اپنی ذات کی شناخت ہے' کسی شے کی کوئی بیرونی شکل نہیں ہوتی جو

کچھ اس کائنات میں ہے سب اپنے اندر ہے۔ باقی سب روشنی کا کھیل ہے' نگاہوں کی بصارت ہے' جہاں تک دیکھ سکو وہ تمہارے اندر کی قوتوں میں پنہاں ہے۔ ورنہ تاریکی ہی تاریکی ہے' کوئی کچھ نہیں جانتا' کچھ نہیں سمجھتا جب تک شناخت نہ ہو..... ہم اسی شے کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں جس کی ہمیں شناخت ہو' تمہیں سیسٹامک یا آئی جینٹک کہا گیا ہے یعنی وہ دماغی قوتوں والا جو فوقیت رکھتا ہے۔ قدرتی فوقیت' نمود سے قبل شکم مادر میں کچھ ایسے عوامل ہوتے ہیں جو ہیئت ترتیب دیتے ہیں اور جو کچھ بھی ہو جائے۔ اس عمل کا تجزیہ کبھی نہیں کیا جا سکا اور شاید کیا بھی نہ جا سکے' کیونکہ یہ اس لامحدود قوت کا راز ہے جو خالق کائنات ہے یہاں ایک امتحان چھوڑا گیا ہے اور اس امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو انعام ملتا ہے۔ کیا تم مجھے اپنے ذہن میں سفر کی اجازت دو گے۔"

"جو بات میں سمجھ ہی نہیں رہا اس کے بارے میں کیا کہوں' لیکن مجھے تم پر اعتبار ہے۔"

"میں کچھ شعاعی عمل کروں گا جو تمہیں ناگوار گزریں گے۔ مجھے ان کی اجازت دو گے۔"

"میں نے جو عمل کئے تھے وہ تمہیں ناگوار گزرے تھے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"آہ.... وہ بالکل مختلف تھا۔ وہ مجھ سے ایک ایسی لوح حاصل کرنا چاہتے تھے جو خزانوں کی طرف اشارہ کرتی تھی۔ ان احمقوں پر احسان کیا ہے میں نے' زندگی کے حسین ماہ و سال کھو دیتے۔ ہلاکتوں میں پڑتے اور کون جانے کچھ حاصل کر پاتے یا نہیں۔"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی حشم...."

"کیا...؟"

"وہ میرے حصول کے لئے کیوں سرگرداں تھے۔ میں ان کے کس کام آ سکتا ہوں۔"

"فیصلہ کن بات تو میں نہیں کہہ سکتا' لیکن پنڈت ہیوبرٹ کے بارے میں جو کچھ تم نے بتایا ہے اس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ تمہاری خصوصی ذہنی قوت کے ذریعے کوئی بڑا کام کرنا چاہتے تھے۔"

"کیا معلوم.... بہرحال میں تیار ہوں۔" میں نے عہد کر لیا' پھر عالی تبارک نے نہ جانے کیا کیا کھڑاگ پھیلائے' البتہ اس کے انتظامات سے مجھے دلچسپی محسوس ہوئی تھی۔ میں نے کہا۔ "تم نے یہ سب کچھ کیوں جمع کیا ہے حشم....؟"

وہ مسکرا دیا اور بولا۔ "کیوں کہ مجھے معلومات کے خزانے جمع کرنے سے دلچسپی ہے یہی میرا شغل رہا ہے۔ اب دیکھو یہ ایک مشین ہے۔ قدرت نے زمین پر رنگ بکھیرے ہیں اور دماغ کو ہدایت کی ہے کہ ان رنگوں کو خوشنما محسوس کرو۔ ہم زمین پر پھول بکھرے دیکھتے ہیں' کوئی مصور ان رنگوں کا احاطہ نہیں کر سکتا یہ زمین سے پھوٹتے ہیں۔ زمین کو کہیں سے

کھود کر دیکھو، مٹی کا کوئی رنگ نہیں ہوتا لیکن یہ بے رنگ اور بدنما مٹی اپنی سطح پر خوشنما رنگ اگاتی ہے یہ سب ایک حکم ہے۔ اس کے بعد عمل ہے، اس حکم کی تعمیل میں اور رنگ ایک استحکام رکھتے ہیں کیونکہ حکم سے وجود میں آتے ہیں، مختلف رنگوں میں مختلف قوتیں پوشیدہ کی گئی ہیں۔ اس مشین میں رنگ قید ہیں اور تم جسد خاکی رکھتے ہو۔ میں ان رنگوں کو تمہارے ذہن تک پہنچاؤں گا اور یہ رنگ تمہیں کہانیاں سنائیں گے، وہ کہانیاں جو نہ تمہیں یاد ہیں نہ مجھے..... گویا مٹی کے وجود میں کونپلیں اگیں گی اور اگر کوئی رنگ تمہارے ذہن کے خلیوں سے ہم آہنگ ہو گیا تو تم پر انوکھے انکشافات ہوں گے۔"

"کیا میں پھر نامعلوم اندھیروں میں کھو جاؤں گا.....؟" میں نے پوچھا۔

"میں سمجھا نہیں....."

"جیسے میں بچپن سے اب تک کی زندگی کھو چکا ہوں۔"

"ہرگز نہیں، تم جاگتے رہو گے۔ خوابوں کے بارے میں جانتے ہو۔"

"نہیں....."

"عالم نیند میں شعور سو جاتا ہے۔ تب لاشعوری خلئے اور کبھی کبھی تحت الشعور متحرک ہو جاتا ہے۔ یادداشت کے وہ خلئے سانس لیتے ہیں جو عام حالت میں کسی کو اپنا پتہ نہیں دیتے۔ وہ واقعات شعوری بصارت پر ابھرتے ہیں جو گہرائیوں میں جا چکے ہوتے ہیں۔ انہیں خواب کہا جاتا ہے۔ کبھی باترتیب اور کبھی بے ترتیب..... ہم عالم شعور میں کسی خواب کی ترتیب نہیں کر پاتے۔ لیکن اگر لاشعوری عمل کے درمیان ہی ہم ان کی شعوری ترتیب کر لیں تو ان کا کھیل سمجھ میں آ جاتا ہے..... اور....." وہ رکا تو میں نے کہا۔

"اور کیا.....؟"

"ایک سیسٹامک یا آئی جینئک ایسا کر سکتا ہے..... کیونکہ اسے اپنے شعور پر کمانڈ حاصل ہوتی ہے۔"

"لیکن مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا ہو گا.....؟"

"اگر تم اجازت دو تو میں تمہیں اپنے پروگرام کے زیر عمل لاؤں.....؟"

"میں نے تمہیں کبھی منع کیا ہے حشم، کیونکہ مجھے تم پر مکمل اعتبار ہے۔"

"تو پھر آؤ، میری تیاریاں مکمل ہیں۔" اس نے کہا اور میں اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے مجھے سفید رنگ کی ایک میز پر لٹا دیا اور اس کے بعد اپنی مشینوں کے زاویئے درست کرنے لگا۔ ایک انوکھی مشین تھی جس کے سامنے ایک چرخی سی لگی ہوئی تھی اور اس چرخی پر سات رنگوں کے شیشے لگے ہوئے تھے۔ یہ چرخی عین میرے چہرے کے سامنے تھی اور میری نگاہیں اسے بہت قریب سے دیکھ رہی تھیں۔ عالی تبارک نے کہا۔

"اب تم اپنے آپ کو اس تجربے سے گزرنے کے لئے تیار کر لو اور اپنی زبان کو آزادی بخشو کہ وہ جو بولنا چاہے بولے اور ان رنگوں سے جو کیفیات تم پر گزریں، ان کی داستان سناتی رہے اور تمہارے دماغ میں ہیا کا تصور ہے جو تمہیں دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔" اچانک ہی اس نے کوئی بٹن دبایا اور ایک زناٹے دار آواز کے ساتھ وہ چرخی گھومنے لگی، اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ چند لمحوں کے بعد میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی سنسناہٹ کی آواز اس پورے ہال میں پھیل گئی تھی، پھر اچانک ہی عالی تبارک نے کوئی اور عمل کیا اور وہ چرخی روشن ہو گئی۔ تیز رفتاری کی بناء پر تمام رنگ گڈمڈ ہو رہے تھے اور میری آنکھوں کے سامنے رنگوں کی ایک عجیب سی چادر پھیل گئی تھی۔ پھر وہ رنگ ست ہونے لگے اور آہستہ آہستہ چرخی رک گئی۔ میری آنکھوں کے سامنے پیلا رنگ تھا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے وجود میں سمندر جیسی لہریں ابلنے لگی ہوں۔ کانوں میں لہروں کا شور سنائی دے رہا تھا اور پورا وجود پانی میں بہتا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہوا۔ تب رنگ تبدیل ہونے لگے اور پھر پتہ نہیں وہ کون سا رنگ تھا جو میرے چہرے پر آ کر مرکوز ہو گیا اور مجھے یوں لگا جیسے کچھ مٹی مٹی تصویریں نمودار ہو رہی ہوں۔ یہ جاگتی آنکھوں کا خواب تھا۔ تصویریں واضح ہوتی گئیں تو میں نے کہا.....

"ہاں کچھ نقوش ابھر رہے ہیں۔ یہ میرا گھر ہی ہے اور وہ میری والدہ اور یہ حارث طمابی ہیں۔ آہ وہ شاید ڈاکٹر ہے اس کا نام میرے ذہن سے اتر گیا ہے اور یہ میرے سینے پر آہ یہ میرا ننھا سا ہیا ہے۔ یہی تو ہے جس کی مجھے تلاش ہے اور وہ دیکھو ہم جرمنی چل پڑے ہیں۔ یہ ڈاکٹر شمٹ ہے جو کہتا ہے کہ ہم دونوں زندہ رہیں گے اور ہیا اب میرے سینے پر نہیں ہے..... لیکن وہ..... وہ کہاں ہے..... نہیں وہ ہے، وہ موجود ہے، اور یہ کم بخت پنڈت رائے ہی ہے جو ہمیں بھکا رہا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے اور یہ کم بخت مجھ سے کہتا ہے کہ میں اس کے ساتھ چلوں..... لیکن یہ کونسی جگہ ہے۔ ارے ہاں یہ شانتی مندر ہی تو ہے اور وہ پنڈت ہیوبرٹ لیکن یہ رائے کیا کرنا چاہتا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا ذہن سوتا جا رہا ہے۔ ہاں یہ کہتا ہے کہ مجھے اس کے احکامات کی پابندی کرنا ہو گی..... اوہو یہ تو وائیلا ہے اور یہ ہم..... لیکن یہ شخص، یہ شخص کہتا ہے کہ میں اس کا بیٹا ہوں۔ ہم شاید جہاز میں پرواز کر رہے ہیں ہاں عالی حشم تبارک یہ جہاز ہی تو ہے اور یہ شخص حارث طمابی میرا باپ جو ان سے لڑ رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس کا بیٹا ہوں۔ مگر یہ کیا..... یہ دھماکہ..... کیا تم نے بھی اس کی آواز سنی۔ یہ اف یہ دیکھو غالباً یہ وہ جہاز ہے جس پر ہم سفر کر رہے تھے۔ یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور اس سے جگہ جگہ دھواں بلند ہو رہا ہے اطراف میں پہاڑیاں بکھری ہوئی ہیں اور یہ انسانی لاشیں خدا کی پناہ یہ سب کیا شکل اختیار کر چکے ہیں۔ مگر یہ اف ہولناک جانور جو ان لاشوں کو بھنبھوڑ رہے ہیں۔ غالباً یہ کوئی جنگلی

علاقہ ہے اور یہ سیاہ چیتوں کا جوڑا..... آہ مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے ان سے..... یہ میری ہی جانب بڑھ رہے ہیں' شاید وہ میرے بدن کو مردہ سمجھ کر میرے گوشت کی ضیافت اڑانا چاہتے ہیں۔ میرے خدا یہ سیاہ چیتا مجھے کہاں لے جا رہا ہے۔ یہ تو کوئی گہرا غار ہے۔ مگر کیسی بدبو ہے یہاں یہ گوشت کی بدبو ہے۔ کئی مردہ جانور یہاں پڑے ہوئے ہیں۔ مگر یہ جنگل بہت خوبصورت ہے اور تازہ کچا گوشت' اس کی لذت بھی انوکھی ہے۔ موروں کا یہ جوڑا جو میرے پاس بیٹھا کوکتا رہتا ہے' لیکن یہ دریا عبور کر کے آنے والے میرے جیسے یہ کون ہیں۔ آہ انہوں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے جو میرے پرورش کنندہ تھے' سیاہ چیتوں کا یہ جوڑا جن کے بدن اب خون اگل رہے ہیں اور میرے بدن کے گرد یہ رسیوں کا جال..... میں بھوکا ہوں۔

یہ پتھروں کی عمارت مجھے ناپسند ہے' لیکن وہ مجھے کھانے کے لئے انوکھی چیزیں دیتے ہیں۔ یہ پکے ہوئے کھانے ہیں۔ کیا کروں' ان سب کو ہلاک کرنے کو دل چاہتا ہے مگر عدلان پاشا کہتا ہے کہ میں جانور نہیں انسان ہوں اور اس کی باتیں مجھے عجیب لگتی ہیں مگر سمجھ میں آتی ہیں اور میں بھوکا ہوں' لیکن یہ سب کچھ برا تو نہیں ہے جو میں نے کھایا ہے..... اور یہ لوگ تو اچھے ہیں' مگر یہ شخص کون ہے جو زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے اوہ میرے خدا..... عالی حشم یہ تو تم ہو..... حشم....." میں نے گردن اٹھا کر دیکھا۔ پھر ایک عجیب سی آواز سن کر چونک پڑا۔

عالی تبارک رو رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے ہوئے تھے اور وہ سسک سسک کر رو رہا تھا۔

"حشم..... عالی تبارک۔" میرے منہ سے نکلا اور میں اپنا سر مشین سے ٹکرانے سے بچانے کے لئے جھک کر میز سے نیچے اتر آیا میں اس کے پاس پہنچ گیا۔

"عالی تبارک....." میں نے اسے پکارا۔ لیکن اسے اپنی ہچکیوں اور آنسوؤں پر قابو نہ رہا تھا۔ وہ بری طرح رو رہا تھا..... نہ جانے کیوں..... یہ کیا قصہ ہے..... اسے کیا ہوا..... میں نے پریشانی سے سوچا۔

میں پریشان نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے بے چین لہجے میں کہا۔ "عالی تبارک خود کو سنبھالو۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔ میں تمہیں کچھ بتانے کے لئے بے چین ہوں۔"

وہ اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرنے لگا اور دیر تک اپنا چہرہ رگڑتا رہا' میں بے چین نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا' پھر اس نے خود پر قابو پا لیا اور گلوگیر لہجے میں بولا۔

"آئی ایم سوری۔ آئی ایم سوری ماہر' میں..... میں بہت افسردہ ہوں۔"

"لیکن کیا بات ہے تمہیں کیا ہوا؟"

"مجھے کچھ نہیں ہوا بیٹے' میرے بچے مجھے کچھ نہیں ہوا بس انسان ہوں انسانی دکھوں پر دل بھر آیا....."

"مگر میں کچھ نہیں سمجھا؟"

"میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ان رنگوں کے زیر تحت تم جو کچھ دیکھو گے وہ الفاظ بن جائیں گے اور تم اس عالم میں اپنی زبان سے وہ پوری کہانی سناتے رہے ہو' جو تمہارے تصور سے گزرتی رہی ہے' رنگوں کے اس امتزاج نے اصل میں تمہارے ذہن کے ان خلیوں کو متاثر کیا تھا جن میں تمہاری یہ کہانی پوشیدہ تھی۔ رنگ تمہارے ذہن کے ان چھپے ہوئے گوشوں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور تمہاری زبان نے وہ کہانی مجھے سنا دی جو بے حد دردناک ہے' کم بخت عدلان پاشا نے ایک ایسے وجود کو وہ رنگ بخش دیئے جو بہت معصوم بہت سادہ لوح تھا' خدا اسے غارت کرے' کس رنگ میں اس نے تمہیں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ بہرحال ہم ان قدرتی عوامل سے منحرف نہیں ہو سکتے جو انسان کی تقدیر سے وابستہ ہیں' مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ اس پوری کہانی کو سن کر اور تم پر بھی یہ راز منکشف ہو چکا ہو گا کہ یہ سب کچھ کیا ہوا ہے۔ آہ تمہارا تو کوئی قصور نہیں تھا..... دو محبت کرنے والے سادہ لوح بھائی جن میں سے ایک دوسرے کے سینے پر سر رکھے ہوئے دراز تھا اور اگر وہ یونہی رہتا تو کوئی حرج نہ تھا لیکن دنیا اپنا تسلط چاہتی ہے' حارث طحابی نے نہ جانے کیوں یہ سب کچھ کیا۔ تم سے لاپرواہ ہو گیا تھا۔ کم از کم تم دونوں کو یکجا ہی رہنے دیتا' دو معصوموں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے اس نے بہتر نہ کیا اور اسکے بعد باقی عمل دنیا والوں نے پورا کر دیا..... لیکن حارث طحابی کے دل میں باپ کی شفقت قدرت کا عطیہ تھی' آہ جہاز میں وہ

تمہیں ملا اور اس نے اپنی شفقت سے مجبور ہو کر تمہیں حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں تھا۔ کیا عجیب کہانیاں ہوتی ہیں اس دنیا میں اور میں نے غلط تو نہیں کہا تھا کہ لوگ ساری کائنات کو سب کچھ دینے کے لئے سرگرداں ہو جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کسی ایک دکھی دل کا مداوا کر دو تم اپنا مقصد پا لو گے.... باقی جو آسمانوں میں ہے وہی سب کو سنبھالنے والا ہے۔ کیا ہے یہ دنیا..... سب مطلب کا ڈھونگ ہے صرف اپنے لئے' صرف اپنی ذات کے لئے.... باقی کچھ نہیں.... باقی کچھ نہیں....“

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے وہ مشینیں بند کر دیں بہت زیادہ متاثر نظر آ رہا تھا۔ لیکن اسکی باتوں کی روشنی نے مجھے بھی سوچ کے دائروں میں جکڑ دیا تھا۔ وہ سب کچھ جو میں نے جاگتی آنکھوں سے خواب کی مانند دیکھا میری زندگی کا ایک حصہ تھا.... تو یوں ہوا تھا' وائیلا مجھے لے کر باربادوس جا رہی تھی۔ جہاز میں میرے باپ نے مجھے دیکھا اور میں تو اس وقت سے اس سے جدا تھا جب پنڈت رائے مجھے اغوا کر کے لے آیا تھا۔ پتہ نہیں حارث طبابی نے اس کے بعد کس انداز میں سوچا ہو گا.... ممکن ہے اس کے دل میں شفقت پدری جاگی ہو اور وہ میرے لئے سرگرداں ہو گیا ہو' لیکن سب بعد از وقت تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ظاہر طبابی نے سب کچھ اپنی تحویل میں لے لیا۔ ہنہ یہ سب کہانیاں ہیں۔ دنیا میں ہر شخص اپنے ذات سے محبت کرتا ہے اور اپنی ہی ذات کے لئے دوسروں کی محبتیں بھی اپنا لیتا ہے ورنہ کون کسی کے لئے کیا کر سکتا ہے....

عالی تبارک نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

”اور آخر اس عمل کی تکمیل بھی ہو گئی۔ تمارا ماضی تمہاری نگاہوں کے سامنے آ گیا' جہاز تباہ ہوا اور قدرت ایسے معجزے دکھاتی رہتی ہے اور یہی اس کی ذلت کا اظہار ہوتا ہے' یعنی جہاز والوں میں ممکن ہے کچھ اور بھی لوگ زندہ بچ گئے ہوں لیکن تم زندہ تھے اور سیاہ چیتوں کا وہ جوڑا قدرت کا بھیجا ہوا محافظ تھا تمہارے لئے اور یوں قدرت نے تمہیں زندگی عطا کی اور یہ کوئی انہونی بات نہیں ہے لاتعداد واقعات ایسے ہیں جن میں قدرت اپنا عمل دکھاتی ہے اور اس کی مخلوق عمل کرتی ہے' بالکل حیرت کی بات نہیں ہے یہ۔ اگر اس پر حیرت کی جائے تو خدا کے وجود کی نفی ہوتی ہے۔ پھر عدلان پاشا تمہیں لے آیا اپنے ساتھ اور تمہاری جسمانی قوتوں کو اور فطرت کی نیکیوں کو مدنگاہ رکھ کر اس نے اپنی شیطانی فطرت کے مطابق تمہیں اپنی راہ پر لگا لیا۔ اس میں بھلا تمہارا کیا قصور' چھوڑو ان باتوں کو' اب کچھ نہیں رکھا ان میں۔ ہم گزرے وقت کی کہانیاں دہرانے بیٹھ جائیں تو تعطل کا شکار ہو جاتے ہیں' باعمل لوگوں کو ماضی کی داستانوں میں گم نہیں رہنا چاہئے بلکہ حال کے عمل کی رفتار تیز کرنی چاہئے تاکہ وہ گزرنے والے وقت کے دھارے پر قدم جما سکیں۔ یہی کامیابی کے راز ہوتے ہیں' میری بات تمہاری سمجھ میں آ رہی ہے.....؟“

”ہاں حشم' اب میں اپنے ماضی سے پوری طرح واقف ہو چکا ہوں لیکن میں اس کے غم میں سوگوار نہیں ہوں بلکہ حال کا عمل چاہتا ہوں اور حال کے عمل میں میرے ماضی کا ایک ایسا حصہ پوشیدہ ہے جسے میں اپنے مستقبل کی انتہا تک لے جانا چاہتا ہوں۔“

”ہیا....“ عالی تبارک نے کہا۔

”ہاں میں ہیا کی تلاش میں ہوں اور عالی تبارک میں نہیں کہتا کہ تمہاری زندگی کے کچھ اور مقاصد نہیں ہیں لیکن میری زندگی میں صرف ایک ہی مقام ہے' اپنے ننھے سے بھائی کی تلاش۔ اس کے علاوہ میں زندگی میں اور کچھ نہیں کرنا چاہتا۔ میرا ایک محور ہے اور اس محور سے ہٹنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔“

”ہاں میں جانتا ہوں۔ پوری طرح یہ بات مجھے معلوم ہے لیکن اب اپنی بات الگ سے نہ کرو جو کچھ بھی سوچو مجھے شامل کر کے سوچو۔ تمہیں نہیں ہمیں ہیا کی تلاش ہے اور ہیا کی تلاش کے لئے وہ اقدامات کریں گے جو موثر ہوں۔ آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھ سامنے کر کے دنیا کو ٹٹولنے نہیں نکل کھڑے ہوں گے بلکہ مستحکم بنیاد پر ہم اپنے اس عمل کا آغاز کریں گے اور میں خود بھی اس بات سے متفق ہوں کہ ہیا زندہ ہے' یہ خوشخبری تمہیں جس نے بھی سنائی ہے وہ بے شک مجھ پر سبقت لے گیا لیکن میں بھی یہی کہتا ہوں کہ ہیا اگر زندہ نہ ہوتا تو ہمارے ذہنوں میں اس کے لئے اس قدر جستجو نہ ہوتی۔ یہ بھی قدرت کا ایک عطیہ ہے۔ انسانی دماغ بالاخر صحیح راستے تلاش کر لیتا ہے قدرت کی دی ہوئی روشنی کی راہنمائی میں۔ ورنہ ہمارے ذہنوں میں اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد ہیا کے لئے صرف مایوسی کا تصور ہونا چاہئے تھا اور ہم اسے ایک غم زدہ یاد بنا لیتے لیکن ہمارے دلوں میں جو اس کی طلب' اس کی تلاش کا جوش ہے وہ اس بات کا غماز ہے کہ ہیا زندہ ہے اور اس کی تلاش ہمیں دعوت عمل دے رہی ہے۔ سنو میں نے بہت کچھ کیا ہے اپنی زندگی میں' لیکن اسے محدود رکھا ہے' ایک محور بنا لیا تھا میں نے اپنا کہ مجھے صرف یہ کرنا ہے اس میں بارہا رخنہ اندازیاں بھی ہوئیں لیکن بالاخر میں اسی سمت واپس آ گیا۔ جہاں سے میں نے آغاز کیا تھا اور اب میرے ذہن میں ایک تصور' ایک عمل کا احساس ہے اور وہ عمل یہ ہے کہ ہمیں ہر قیمت پر ہیا کو تلاش کرنا ہے' سمجھے ماہر طبابی' تمہیں نہیں ہمیں۔“ حشم تبارک نے کہا اور میں نے مسکرا کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم مجھ پر احسانات کے اتنے انبار لگا چکے ہو کہ میں اب تمہاری سعادت مندی میں زندگی بسر کر کے ہی اپنے آپ کو بہتر راستوں پر تصور کروں گا۔“

”تو پھر تمہیں مجھ سے ہر طرح کا تعاون کرنا ہو گا یوں سمجھ لو کہ میری عمر کا دیا ہوا تجربہ اس سلسلے میں عمل پذیر ہو گا۔ تمہیں اعتراض تو نہیں ہے۔“

”نہیں حشم اور میں جب کسی بات کا حتمی وعدہ کر لیتا ہوں تو پھر وہ میرے وجود کا عمل

بن جاتی ہے میری جانب سے مطمئن رہنا....."

حشم تبارک مجھے اس جگہ سے باہر نکال لایا اور پھر اس نے تھوڑا وقت میرے ساتھ گزارنے کے بعد مجھ سے اجازت طلب کر لی اور کہا کہ میں یہاں اجنبیوں کی طرح نہیں بلکہ اپنے گھر کی مانند رہوں اور میں نے گردن ہلا دی۔

بہرحال اب مجھے سوچنا آ گیا تھا اور میں نے دل سے یہ بات تسلیم کر لی تھی کہ قدرت نے مجھے ایک ہمدرد عطا کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے اور کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔ عالی تبارک نے اپنے وکیل فاصل بصاری کے ذریعے ایسے جانباز حاصل کر لئے تھے جو عدلان پاشا جیسے خطرناک لوگوں سے اس کی حفاظت کر سکیں۔ وہ جب بھی کبھی باہر نکلتا دو مسلح گارڈز اس کے ہمراہ ہوتے۔ سب سے زیادہ فکر اسے اپنی بیٹی ماہہ تبارک کی تھی اور وہ اس کے لئے پریشان رہتا تھا' پھر ایک دن اس نے مجھ سے مشورہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہم اپنے عمل کا آغاز کرنے سے پہلے اپنے اس چھوٹے سے فرض سے سبکدوش ہو جائیں' تو کیا تمہارے خیال میں یہ بہتر نہیں ہو گا ماہر.....؟"

"چھوٹا سا فرض....." میں نے سوالیہ انداز سے اسے دیکھا وہ مسکرا دیا پھر بولا۔

"دنیا بھر میں والدین اور اولاد کا تعلق ایک خاص شکل رکھتا ہے' والدین پہلے اولاد کی پرورش کرتے ہیں اپنی استطاعت کے مطابق اور اس کے بعد جب وہ اپنے قدموں پر مضبوط ہو جاتی ہے تو بیٹی اور بیٹوں کی حیثیت سے اسے اس کا مقام دے دیتے ہیں.... اور پھر زندگی کے اختتام کا انتظار کرنے لگتے ہیں' میری بیٹی ماہہ تبارک' ارباب طالع سے منسوب ہے۔ میں ان دونوں کو یکجا کرنے کے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں تاکہ اپنے شانوں کا بوجھ ہلکا کر کے توانائی کے ساتھ اپنی منزل کی جانب قدم بڑھاؤں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اور چونکہ میں ابھی دنیا کے بہت سے معاملات سے ناواقف ہوں' اس لئے اس مسئلے میں بھی کچھ نہیں جانتا ہوں میں تمہاری ہر بات سے متفق ہوں۔"

سو پھر یوں ہوا کہ ایک چھوٹی سی تقریب منعقد کی گئی اور ارباب طالع' ماہہ تبارک کو اس گھر سے لے کر چلا گیا۔ کچھ عجیب سا لگا تھا مجھے بھی کہ دو انسان اس طرح ایک جگہ سے جدا ہو جائیں۔ لیکن شاید یہی ہوتا ہے' جب عالی تبارک کو اس پر اعتراض نہ ہوا تو مجھے کیوں ہوتا۔ ہاں وہ دو تین دن تک مغموم رہا تھا اور اس کے بعد معتدل ہو گیا۔ پھر فاصل بصاری کو طلب کر لیا گیا کہ انتہائی زیرک آدمی تھا اور جب اس نے فاصل بصاری کو میرے راز میں شریک کیا تو مجھے اعتراض نہیں ہوا کیونکہ اب عالی تبارک پر مجھے مکمل اعتماد تھا' تاہم عالی تبارک نے وہ بہت سے پہلو تشنہ چھوڑ دیئے تھے جن کا شاید ان معاملات سے کوئی تعلق نہ ہو..... اور اس کے بعد فاصل بصاری سے کہا۔

"سرمائے کی فکر کی دعوت نہ میں نے پہلے تمہیں کبھی دی ہے فاصل بصاری اور آج

بھی میں تم سے یہی کہتا ہوں کہ اخراجات کی فکر نہ کرنا' تمہیں ایک شعبہ ترتیب دینا ہے جتنے افراد چاہو اس شعبے کے لئے حاصل کر لو۔ ان کے اخراجات میں خوشدلی سے برداشت کروں گا ان افراد کا کام یہ ہو گا کہ اپنی تمام تر کاوشوں کے ساتھ دنیا بھر کے اخبارات کی تفصیلات حاصل کریں جو مضمون میں تمہیں دوں وہ دنیا کی ہر زبان میں اور ہر اس اخبار میں شائع ہونا چاہئے جو تمہارے علم میں آ جائے۔ ہم اس طرح ہیا کو تلاش کریں گے۔"

فاصل بصاری نے وعدہ کر لیا اور پھر چلا گیا تب عالی تبارک نے اپنی فراست سے کام لے کر ایک مضمون تیار کیا جسے ایک کہانی کی شکل دے دی گئی۔ اس کہانی میں ایک ایسے وجود کا تذکرہ تھا جس نے کسی کے سینے پر جنم لیا اور اس کے بعد آپریشن کے ذریعے اسے جدا کر دیا گیا۔ اس نے اس کہانی میں لکھا کہ ماہر طہابی کو آج بھی ہیا کی تلاش ہے' اور اگر ہیا خود عالم ہوش و حواس میں ہے تو ماہر طہابی سے یمن کے اس پتے پر رجوع کرے' ماہر طہابی اس کا منتظر ہے۔ غرض یہ کہ اس مضمون کی تکمیل کے بعد اسے دنیا بھر کے اخبارات کے لئے جاری کر دیا گیا اور فاصل بصاری نے اس کام کو بخیر و خوبی انجام دیا۔

ادھر عالی تبارک نے دوسرے مرحلے کے طور پر مجھے دنیاوی تہذیب سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔ انسانوں سے گفتگو کیسے کی جاتی ہے' لباس کا استعمال کیا چیز ہے۔ ایک مہذب انسان میں کیا خوبیاں ہونی چاہئیں۔

میں صبر و سکون کے ساتھ اس کی ہر بات پر عمل کر رہا تھا..... اور مجھے خود اپنے اندر ایسی انوکھی تبدیلیاں رونما ہوتی محسوس ہو رہی تھیں' جن سے پہلے میں آشنا نہیں تھا۔

عالی تبارک میرا دوست' میرا بزرگ اور میرا اتالیق تھا۔ وہ جانتا تھا کہ دنیا میں زندگی کیسے بسر کی جاتی ہے اس نے مجھے انسان بنانے کا تہیہ کر لیا تھا اور وہ بڑی ذہانت سے میری ذہنی تربیت کر رہا تھا۔ میں اب ہر طرح کے لباس پہننے کی صلاحیت حاصل کر چکا تھا۔ شاندار ڈرائیور بن گیا تھا۔ اپنے چہرے کی تراش خراش سے واقف ہو گیا تھا۔ مجھے اپنا روپ نکھارنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن عالی تبارک کا کہنا تھا کہ یہ سب ضروری ہے۔ مستقبل میں مجھے ہیا کے ساتھ مہذب لوگوں کی زندگی بسر کرنی ہے۔ اس لئے مجھے یہ سب کرنا چاہئے اور جو کام ہیا کے نام کے ساتھ منسوب کر دیا جائے وہ میری زندگی کا جزو بن جاتا تھا۔ ہاں کچھ امور میں میں نے معذوری کا اظہار کیا تھا اور عالی تبارک نے مجھ سے تعاون کیا تھا۔ مثلاً میری خوراک..... یا خالص ذاتی امور سے گریز..... عالی تبارک نے کہا۔

"اور ہم قدرت کے اس عمل سے گریزاں نہیں ہیں کہ اس نے تمہیں درندوں کے درمیان پرورش کیا۔ تم نے وحشی چیتوں کے ساتھ ضرور جنگل کے جانوروں کا شکار کیا ہو گا۔ ان کے اجسام کو اپنے دانتوں سے ادھیڑا ہو گا۔ کچے گوشت نے جو اثرات تم پر مرتب کئے ہیں میں نہیں جانتا وہ کتنے دیرپا ہیں لیکن تم جنگلی جانور نہیں انسان ہو۔ انسانوں کی سرشت

اپنانے کی کوشش کرو...!"

ماہہ تبارک اور ارباب طالع پابندی سے آتے رہتے تھے اور مجھ سے مل کر بہت خوش ہوتے تھے۔ پھر ہم نے تقاریب میں بھی جانا شروع کر دیا۔ عالی تبارک اب عدلان پاشا کے خوف سے آزاد ہو گیا تھا.... لیکن جن لوگوں کو اس نے اپنے لئے پہرے پر مقرر کیا تھا وہ بدستور اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

ایسی ہی ایک تقریب میں میری ملاقات بی ہام سے ہوئی۔ بی ہام ایک یہودی سرمایہ دار تھا' اور شاید عالی تبارک کا شناسا۔ اس نے عالی تبارک سے پرجوش معانقہ کرتے ہوئے کہا۔

"آہ' پراسرار بوڑھے بہت دن کے بعد بہت سی تبدیلیوں کے ساتھ تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تم اب تک کون کونسے خزانے دفن کر چکے' کمال ہے لوگ دفینوں کی تلاش میں زندگیاں فنا کرتے ہیں اور تم ان کنجوسوں کی روحوں کو خوش کرنے میں کوشاں رہتے ہو جو اپنی دولت کو دوسروں کے استعمال سے محفوظ کر جاتے ہیں تاکہ وہ زمین کی گہرائیوں میں پڑے پڑے مٹی ہو جائے۔ میرے خیال میں تم بعد از موت ان سے دوستی کے خواہاں ہو۔"

"نہیں..... میں موت سے قبل ان لوگوں کو فنا کے راستوں سے ہٹانا چاہتا ہوں جو پیلی دھات اور روشن پتھروں کے فریب کا شکار ہو کر موت کی راہ پر دوڑ پڑتے ہیں۔"

"انوکھی منطق ہے۔ اوہو.... یہ کون ہے۔ اتنا حسین جوان انسانوں کے قبیلے میں سے تو نہیں ہو سکتا۔ کون ہے یہ....؟" وہ میری طرف متوجہ ہوا۔

"یہ ماہر طہابی ہے۔"

"اس سے پہلے اور اس کے بعد۔"

"بس اتنا کافی ہے۔" عالی تبارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس وقت ایک خوبصورت سی لڑکی ہمارے پاس آ گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی ان سے میرا تعارف کرائیے۔"

"ایں... ہاں ضرور.... یہی میری بیٹی ہیلیسا ہے اور ہیلیسا یہ ماہر طہابی ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"انہیں میرے حوالے کر دیں۔ باقی معلومات میں آپ کو فراہم کر دوں گی۔" وہ ہنس کر بولی۔

"ہاں نوجوان..... بہتر ہے تم ہم بوڑھوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ ہیلیسا تم سے باتیں کرنے کی خواہش مند ہے۔" اس سے قبل کہ میں خشک لہجے میں اس کی دعوت کو مسترد کر دیتا عالی تبارک نے کہا۔

"ضرور.... واقعی ماہر تمہیں ہیلیسا کی دعوت قبول کر لینی چاہئے۔"

چونکہ عالی تبارک نے مجھ سے کہا تھا اس لئے میں ہیلیسا کے ساتھ آگے بڑھ گیا اور کچھ

فاصلے پر کھڑے ہوئے لڑکیوں کے غول نے ہم پر دھاوا بول دیا۔ دوسری لڑکیاں رشک بھرے انداز میں ہم دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"میں نے تم سے کہا تھا۔ ہیلیسا نے زندگی میں جسے چاہا اسے حاصل کر لیا ہے۔"

"ہمیں بھی ان سے متعارف کراؤ۔ مسٹر اپنے سیارے سے یہاں آ کر آپ کہاں روپوش تھے؟" ایک لڑکی نے سوال کیا۔

"کیا آپ کے سیارے پر تمام نوجوان آپ جیسے ہی ہوتے ہیں؟" دوسری لڑکی نے سوال کیا۔

میرے لئے اب انہیں جواب دینا ناگزیر ہو گیا تھا اور یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوئی تھی جب سے عالی تبارک نے مجھے مہذب انسان بنانے کی کوششوں کا آغاز کیا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خواتین کو ناقص العقل کہا جاتا ہے.... لیکن مجھے اس سلسلے میں پہلا تجربہ ہوا ہے۔ آپ لوگوں نے مجھے کسی اور سیارے کا انسان قرار دے دیا جبکہ میں آپ ہی کی دنیا کا باشندہ ہوں لیکن شاید قصور آپ کا نہیں ہے۔" لڑکیاں جھینپ گئیں۔ ہیلیسا نے قہقہہ لگایا اور بولی۔ "کہو پتہ چل گیا تم لوگوں کو....." چونکہ عالی تبارک نے مجھے ہیلیسا سے روابط بڑھانے کا حکم دیا تھا اس لئے میں نے ہیلیسا کو مایوس نہیں کیا۔ ہاں کچھ ایسی ناخوشگوار باتیں اس بے باک لڑکی نے کہیں' جن پر بعد میں.... میں نے عالی تبارک سے گفتگو کی۔ میں نے کہا۔

"کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ میں ایسی تقاریب سے گریز کروں اصل میں اپنے مقصد کے سوا مجھے اس کائنات میں کسی اور شے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"میں جانتا ہوں.... لیکن میرے پیارے دوست! میرے پیش نگاہ کچھ عوامل ہیں اور میں تمہیں پہلے بھی ان کے بارے میں مختصراً بتا چکا ہوں' زندگی گزارنے کے کچھ ڈھنگ ہوتے ہیں اور یہ ڈھنگ آنا ضروری ہیں۔ ہم اپنی زندگی کے فیصلے اپنی پسند کے مطابق کرتے ہیں لیکن راہ میں آنے والے تجربات ہمیں روشنی بخشتے ہیں' تم یہ سمجھ لو کہ یہ بھی تمہاری تربیت ہے' عورت کو قریب سے دیکھو گے اسے سمجھنا بھی ضروری ہے کیونکہ ممکن ہے آئندہ کی زندگی میں تمہیں کچھ عورتوں سے بھی واسطہ پڑے...."

میں خاموش رہا۔ تو عالی تبارک نے کہا۔ "اس کے علاوہ ایک دولت مند باپ کی بگڑی ہوئی بیٹی ہے اور میں بی ہام کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں' وہ کینہ پرور اور سازشی انسان ہے اور ہمارے پاس اتنا وقت کہاں کہ ہم دشمنیاں مول لیتے پھریں اگر کبھی کبھی وہ تم سے ملے تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

میں پھر خاموش ہو گیا.... بہرحال حشم جو کچھ کہتا ہے وہ غلط نہیں ہوتا لیکن ہیلیسا کچھ زیادہ ہی آگے تھی۔ دوسرے ہی دن وہ ہمارے محافظوں سے لڑتی ہوئی اس وقت ہم تک آ

گئی جب میں عالی تبارک کے ساتھ بیٹھا کچھ گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے آتے ہی کہا۔

"انکل تبارک میرے ڈیڈی کا کہنا ہے کہ آپ ان کے بہترین دوستوں میں سے ہیں اور میں آپ کو اپنا حقیقی انکل سمجھ سکتی ہوں..... لیکن یہ کیا کہ آپ تک پہنچنے کے لئے مجھے آٹھ خونخوار انسانوں کی تند نگاہی برداشت کرنی پڑی ہے اور دیکھ لیجئے مجھے اتنی اجازت دی گئی ہے کہ میں آپ تک آ جاؤں اور وہ یہ دیکھ لیں کہ آپ نے مجھے خوش آمدید کہا ہے یا نہیں..... تب وہ واپس جائیں گے اور یہ مہربانی بھی اس لئے کی گئی ہے کہ کل کی تقریب میں آپ کے دو باڈی گارڈ موجود تھے اور انہوں نے مجھے ماہر طہابی کے ساتھ دیکھ لیا تھا ورنہ شاید میں یہاں تک پہنچ ہی نہ پاتی....." عالی تبارک نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور بیٹھنے کی پیش کش کی محافظ چلے گئے تو اس نے کہا۔

"ہم لوگ بس ذرا محتاط زندگی گزارتے ہیں ہیلسا..... لیکن بہرحال تم میرے ایک اچھے دوست کی بیٹی ہو۔"

"آپ مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں ماہر طہابی کے ساتھ کچھ وقت گزار سکوں۔" سو دوسرے دن کی دعوت عالی تبارک کے ایماء پر مجھے قبول کرنا پڑی اور ہیلسا اپنی خوب صورت سرخ کار میں مجھے لے کر چل پڑی۔ راستے میں وہ میرے کان کھاتی رہی۔ اس نے مجھ سے میرے بارے میں بہت سے سوال کئے تو میں نے اس سے صرف اتنا ہی کہا کہ مجھے زیادہ گفتگو کرنے کی عادت نہیں ہے۔ پھر ایک انتہائی خوبصورت جھیل کے کنارے جہاں درختوں کے جھنڈ لگے ہوئے تھے اور ماحول واقعی بے حد حسین تھا اس نے مجھ سے کہا۔

"اور میں نے اپنی دوستوں کو بتایا تھا کہ میں جس شے کی خواہش مند ہوتی ہوں وہ صرف میری ہوتی ہے اور اس وقت کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ یہاں اس خوب صورت جھیل پر موجود ہوں سو کیا تم اس بات کا اعتراف کرو گے کہ اس کے بعد تمہاری زندگی میں میرے سوا اور کوئی نہیں ہو گا۔"

اچانک ہی میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا' مجھے یہ بات سخت ناگوار گزری کہ ہیلسا نے مجھ سے ایک ایسا سوال کیا ہے جو براہ راست میرے دل کو چبھتا ہے۔ بھلا ہیا کے علاوہ میرے دل میں اور کون ہو سکتا تھا' میں نے تلخ لہجے میں اس سے کہا۔

"احمق لڑکی عجیب سی بات کہی ہے تو نے۔ میں نے تو صرف کسی کے کہنے پر تجھ سے قربت کی یہ راہ اپنائی ہے میرے دل و دماغ سے تیرا کوئی تعلق نہیں ہے اور تو نے ایک ایسا لفظ کہہ دیا ہے جو مجھے سخت ناپسند ہے بالکل اسی طرح جیسے تو مجھے ناپسند ہے۔"

ہیلسا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "اور تمہارا نام ماہر طہابی ہے۔ سنو طہابی میں ہیلسا ہوں اور جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں سے کچھ بھی غلط نہیں ہے' تمہارے یہ الفاظ نہ صرف تمہارے لئے بلکہ اس سے تمہارا جو کوئی بھی رشتہ ہے' میری مراد

عالی تبارک سے ہے تو تم دونوں کے لئے ایک ایسا جہنم بن جائیں گے جس میں تم تا زندگی سلگتے رہو گے۔ میری یہ توہین تمہیں کتنی مہنگی پڑے گی' تم دیکھو گے۔"

تب میں نے اسے غور سے دیکھا۔ میرے ہونٹ سکڑ گئے اور میری آنکھوں کا رنگ بدل گیا۔ وہ واپس پلٹی تو میں نے عقب سے اسے دونوں ہاتھوں میں دبوچ لیا۔ پھر اس کی چیخ بھی اس کے حلق میں ہی دبا دی۔ میں نے کہا۔

"میرے وجود پر صرف میرے ہیا کا حق ہے' جو کوئی میرے سامنے یہ دعویٰ کرے اس کے لئے زندگی ممکن نہیں ہے۔ تم نے تو بہت سے اوٹ پٹانگ دعوے کئے ہیں۔ عالی تبارک کا کہنا ہے کہ تم لوگ بہت کینہ پرور اور سازشی ہو۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے ہیلسا ورنہ میں تم باپ بیٹی سے نمٹ لیتا۔ مگر تم..... مجھے دیکھو' مجھے پہچانو..... بتاؤ کیا کیا ہے میں نے؟"

میں نے اسے ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کیا لیکن..... وہ درخت کے کٹے ہوئے تنے کی مانند نیچے گھاس پر ڈھیر ہو گئی۔ میں چونک پڑا اور میں نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کی ادھ کھلی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ یہ کیسے مر گئی۔ میں نے حیرت سے سوچا اور اس کی موت کے عوامل پر غور کرنے لگا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ اس کی موت کی دو وجوہات ہیں۔ اول تو میں نے اسے عقب سے شانوں کے اوپر سے دبوچا تھا۔ میرے مربی چیتے جب اپنے پنجوں میں اپنے شکار کو دبوچتے تھے تو انہی رگوں کو نشانہ بناتے تھے۔ اس سے شاید شکار کے بدن میں خون کی روانی رک جاتی ہے اور اس کی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ پھر میں نے اپنے حساب سے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں کو روکا تھا۔ میرے پنجے کی چوڑائی نے اس کے ناک اور منہ کو بیک وقت کور کر لیا تھا چنانچہ اس کی چھٹی ہو گئی۔

چلو بہتر ہی ہوا..... اب وہ اپنے سازشی باپ کو یہ نہ بتا سکے گی کہ میں نے اسے مسترد کر دیا ہے لیکن کچھ اور بھی ہونا چاہئے۔ میں نے ایک لمحے سوچا۔ پھر ایک فیصلہ کر لیا ہیلسا کو اٹھا کر میں نے اس کی سرخ کار میں ڈالا۔ پھر کار کا رخ جھیل کی طرف کیا اور اسے گیئر سے نکال کر جھیل کی طرف دھکیلنے لگا۔ پھر پوری قوت سے اسے جھیل میں دھکیل دیا۔ کار اچھل کر جھیل میں چلی گئی اور میں ہاتھ جھاڑ کر اس کے گہری جھیل میں ڈوبنے کا منظر دیکھتا رہا۔ دیر تک پانی کی سطح پر بلبلے اٹھتے رہے پھر وہ ساکن ہو گئی۔ میں نے زمین سے ٹائروں کے نشانات صاف کئے اور وہاں سے چل پڑا۔ گھر تک کا فاصلہ میں نے پیدل اور دوسروں کی نگاہوں سے بچ کر طے کیا تھا۔

عالی تبارک نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔ "لگتا ہے آج تم نے خوب سیر کی؟"

"ہاں وہ جگہ بہت خوبصورت تھی جہاں ہم دونوں گئے تھے۔"

"بہتر ہے اپنا لباس تبدیل کر لو.....! بالوں میں گرد اور تنکے لگے ہوئے ہیں۔"

غسل کے بعد لباس تبدیل کر کے میں عالی تبارک کے سامنے آ بیٹھا اور اپنے چائے کے کپ سے سپ لینے لگا۔ عالی تبارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "شاید وہ لڑکی تمہیں بہت پسند آ گئی ہے۔"

"نہیں..... یہ سب کچھ میرے لئے ناقابل قبول ہے۔"

"اوہ! تو میرا خیال غلط ہے۔"

"اس کا کہنا تھا کہ وہ میرے وجود کی مالک بن چکی ہے۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میرے وجود پر صرف میرے ہیا کا حق ہے۔"

"لڑکیاں بے وقوف ہوتی ہے لیکن خیر..... اگر وہ تمہیں پسند نہیں ہے تو تم آئندہ اس سے نہ ملنا۔"

"آئندہ.....!" میں ہنس پڑا۔

"ہاں۔ مصروفیت کا بہانہ کر دینا۔"

"وہ خود آئندہ مجھ سے نہیں ملے گی۔ کیونکہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔" عالی تبارک کو چائے کا پھندا لگ گیا اور اس نے جلدی سے چائے کی پیالی رکھ دی' پھر بولا۔

"کک..... کیا مطلب!؟"

میں نے اسے مطلب سمجھا دیا۔ بے چارہ بری طرح خوفزدہ ہو گیا تھا اور دیر تک منہ کھولے بیٹھا رہا۔ پھر گھٹے گھٹے لہجے میں بولا۔

"وہاں کوئی اور بھی تھا؟"

"نہیں..... لیکن میں نے کوئی نشان نہیں چھوڑا۔"

اس کے باوجود عالی تبارک کئی دن تک خوف زدہ رہا تھا۔ میں تو شاید اس واقعہ کو بھول بھی چکا تھا اور میں نے عالی تبارک کے خوف کو کوئی اہمیت بھی نہیں دی تھی۔

پھر ایک دن فاصل بصاری ہمارے پاس آیا ابھی تھوڑی دیر قبل ارباب طالع اور اس کی بیٹی ماہہ تبارک ہمارے پاس سے گئے تھے اور ہم انہی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے' عالی تبارک نے انہیں بھی میرے اس عمل کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا بلکہ ایک دن خوف زدہ لہجے میں کہا تھا۔

"تمہاری یہ سرشت شاید کبھی تبدیل نہ کی جا سکے یہ بھی میری زندگی کا ایک انوکھا تجربہ ہے۔ بہرحال شکر ہے کہ اس سلسلے میں کسی اور کو کچھ معلوم نہیں تھا ورنہ ہمارے لئے نجانے کتنی مشکلات کھڑی ہو جاتیں۔" فاصل بصاری کی آمد پر ہماری گفتگو رک گئی تھی۔ عالی تبارک نے کسی قدر متحیرانہ انداز میں کہا تھا۔

"اطلاع کے بغیر تمہارا آ جانا یوں لگتا ہے جیسے کسی اندرونی جوش کا نتیجہ ہے' کہو کیا بات ہے خیریت ہے یا پھر پہلے میں تمہاری خاطر مدارات کروں اور اس کے بعد معمول کے

مطابق تم سے تمہاری آمد کی وجہ پوچھوں؟"

میں اس دوران خاموش ہی رہا تھا بس میں عالی تبارک کے سامنے کچھ بولنا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ فاصل بصاری بولا۔

"نہیں میں جس قدر سنسنی کا شکار ہوں اس کے تحت اس وقت کسی تکلف میں نہیں پڑ سکتا....."

"کیوں کیا بات ہے؟" عالی تبارک کا ذہن شاید اس لڑکی کی موت کی طرف چلا گیا تھا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں خوف کے سائے رینگتے ہوئے دیکھے تھے جو اکثر بیٹھے بیٹھے اس تصور کے ساتھ ابھر آتے تھے کہ کہیں مجھے ایک قاتل کی حیثیت سے شناخت نہ کر لیا جائے لیکن فاصل بصاری نے کچھ اور ہی کہانی سنائی تھی اس نے کہا۔

"اور آپ کو تو یہ علم ہے کہ آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے اخبارات میں ہیا کے بارے میں وہ مضمون شائع کرایا تھا جو آپ نے مجھے لکھ کر دیا تھا۔"

"ہاں ہاں پھر.....؟"

"اس شخص کا تعلق سکے لس سے ہے اور سکے لس کے دارالحکومت وکٹوریہ کا رہنے والا ہے اور اس نے یہ سفر ہمارے ہی اخراجات پر کیا ہے اور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر وہ اپنی پرخلوص کوشش میں ناکام بھی رہے تب بھی ہمیں اس کے سفر کے اخراجات برداشت کرنا ہوں گے۔"

"گفتگو کو مختصر کرو اور یہ بتاؤ کہ وہ کیا اطلاع لے کر تمہارے پاس پہنچا ہے۔" میری مانند عالی تبارک بھی بری طرح متجسس تھا۔ فاصل بصاری نے کہا۔

"وہ کہتا ہے اور شکل و صورت سے بھی لگتا ہے کہ وہ ایک مہم جو ہے اور اسے پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرنے کا سودا ہے اور اس میں اس نے اپنی زندگی کا بیشتر وقت ضائع کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اخبار میں جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے سلسلے میں اس کے پاس کچھ ایسی معلومات موجود ہیں جو ہمارے لئے دلچسپی کا باعث ہو سکتی ہیں.....؟"

"کیا اس نے وہ معلومات تمہیں فراہم کی ہیں۔" عالی تبارک نے کہا۔

"نہیں وہ کہتا ہے کہ وہ ان معلومات کا سودا کرنا چاہتا ہے۔"

"کہاں ہے.....؟"

"ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہے اور ہوٹل کا یہ کمرہ میں نے ہی اسے حاصل کر کے دیا ہے۔"

"ان تمام باتوں سے مجھے کوئی غرض نہیں' تم اسے فون کر کے یہیں طلب کر لو یا پھر اس کے لئے گاڑی بھجوا دو ہم اس سے فوراً ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔" عالی تبارک نے کہا۔

"باہر جاؤ اور زیاد سے کہو کہ وہ گاڑی لے کر ہوٹل چلا جائے۔ تم اسے اپنا کارڈ دے

دینا تاکہ یہ شخص یہاں آ جائے.... جاؤ زیاد تمہارے احکامات کی تعمیل کرے گا۔"

فاصل بصاری چلا گیا۔ میں خاموش بیٹھا ہوا تھا اور میرے ذہن و دل پر ایک عجیب سا خمار طاری تھا۔ کیا آنے والا شخص واقعی ہیا کے بارے میں کچھ معلومات لے کر آیا ہے لیکن اپنے اس انتشار کو میں نے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا اور جب فاصل بصاری' عالی تبارک کی ہدایت کے مطابق زیاد کو روانہ کر کے واپس آیا تو عالی تبارک نے اس سے سوال کیا۔

"سیکے لس کا رہنے والا یہ باشندہ یقینی طور پر تمہاری نگاہوں میں ہو گا تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو....؟"

"ایک مضبوط اور توانا جسم کا آدمی ہے' چہرے سے مہم جو لگتا ہے اور اس کی آنکھوں میں ذہانت کی چمک ہے۔"

"کیا نام ہے اس کا....؟"

"اوہو واقعی میں آپ کو اس کا نام بتانا بھول گیا وہ گیرٹ میئر کے نام سے جانا جاتا ہے۔"

"تنہا ہے....؟"

"ہاں بالکل۔" فاصل بصاری ایک بار پھر اس گفتگو کو دہرانے لگا جو اس کے اور گیرٹ میئر کے درمیان ہوئی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے واقعی اس شخص کے پاس معلومات کا ایک خزانہ ہے اور وہ اس کی وجہ سے اتنا خطرہ مول لے کر آ گیا ہے۔ ظاہر ہے سیکے لس سے یمن تک آنا اچھے خاصے اخراجات کا باعث بنا ہو گا۔"

"اگر وہ ہمیں موثر معلومات فراہم کر دیتا ہے تو اخراجات ہی نہیں بلکہ اس انعام کی رقم کو بھی بڑھایا جا سکتا ہے۔"

گیرٹ میئر کی آمد تک میں نے ان دونوں کی گفتگو میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ میں پتھرایا ہوا بیٹھا رہا تھا۔ پھر محافظ اس شخص کو ہمارے پاس پہنچا گئے۔ اس نے مسکراتے ہوئے ہمیں ہیلو کہا تھا۔

"میں نے یہ نہیں کہا مسٹر بصاری سے کہ میں بہت موثر معلومات لے کر حاضر ہوا ہوں لیکن جو تفصیل میں نے اخبار میں پڑھی میری معلومات اس سے مماثل ہیں۔"

"کیا تفصیلات ہیں....؟" عالی تبارک نے پوچھا۔

"دیکھئے جناب۔ وکٹوریہ میں ایک علاقہ کیسونک ہل کے نام سے مشہور ہے اگر آپ اس علاقے میں جا کر گیرٹ میئر کا نام لیں گے تو لوگ ناک بھوں چڑھا کر آگے بڑھ جائیں گے۔ کوئی ایسا نہیں ملے گا جو آپ کو اس کا پتہ بتا دے۔ اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ وہ اس کے بارے میں نہیں جانتے بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ اسے جانتے ہیں۔"

"یہ تم کیا کہانیاں لے کر بیٹھ گئے۔" عالی تبارک نے بگڑ کر کہا۔

"نہیں مسٹر۔ کہانی کا دوسرا نام حقیقت ہے۔ جاہل لوگ کسی واقعے کو کہانی کہتے ہیں بلکہ ہر کہانی ایک ٹھوس حقیقت ہوتی ہے۔"

شاید اس کے الفاظ عالی تبارک کو پسند آئے تھے اس لئے اس کا رویہ بدل گیا۔ "چلو... اس حقیقت کو مکمل کرو۔"

"تھینک یو لارڈ.... تو میں بتا رہا تھا کہ وہ گیرٹ میئر کو جانتے ہیں مگر وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔"

"کیوں....؟"

"گیرٹ میئر ایک مہم جو کا بیٹا ہے جس نے انیس اکتوبر انیس سو چون میں "چوپو" کی چوٹی سر کی تھی۔ پھر چھ جولائی انیس سو ساٹھ میں وہ "ماشربرم" کی بلندیوں پر پہنچا۔ اس کے بعد..."

"مسٹر گیرٹ...." فاصل بصاری نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

"کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مہم جو کا بیٹا فطری طور پر مہم جو ہوتا ہے۔ مگر میرے باپ نے میرے لئے کوئی اثاثہ نہیں چھوڑا اور میں اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اخراجات چلانے کے لئے مجھے چوریاں کرنی پڑیں۔ آپ یقین کریں میں ایک ناکام مہم جو ہی نہیں ناکام چور بھی ہوں۔" اس کا لہجہ دردناک ہو گیا۔

"تمہاری اس سوانح عمری کا تعلق اخبار کی کہانی سے کیا ہے؟" عالی تبارک کا پیمانہ صبر پھر لبریز ہونے لگا۔

"میں کب کہتا ہوں کہ ہے۔ بس چوریاں نہیں کر سکا اور بدنام ہو گیا۔ آپ لوگ یقین کریں نیپال تک کے سفر کے لئے مجھے بہت سے لوگوں سے قرض لینا پڑا ہے۔ اگر میں وہ معلومات آپ کو فراہم کر دوں اور وہ آپ کے کام کی نہ ہوں تو میرے قرض اور واپسی کے انتظامات کا کیا ہو گا۔"

"اوہ.... فاصل اسے سفر کے اخراجات دو.... عجیب آدمی ہے' لیکن اگر اس نے ہمارا وقت برباد کرنے کی کوشش کی تو....؟" عالی تبارک زچ ہو کر بولا۔ پھر اس عجیب انسان کو مطمئن کیا گیا اور وہ اپنے مخصوص انداز میں بولا۔

"جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ میں ایک ناکام مہم جو ہوں۔ اب اگر میں نے دنیا کے عظیم پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرنے کی کوشش اور ان میں ناکامیوں کی تفصیلات بتانا شروع کیں تو آپ لوگ شاید برداشت نہ کر سکیں۔ اس لئے میں فوراً اصل بات پر آ جاتا ہوں۔"

"اب یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

"جی بالکل.... آپ نے ہیمل ٹی روڈ کا نام سنا ہے۔"

"نہیں۔"

"ایک عظیم مہم جو.... جو نندا دیوی کو عبور کرتے ہوئے جاں بحق ہو گیا تھا! ہرچند
مجھے انعام کی رقم نہیں ملی ہے لیکن پھر بھی میں یہ ڈائری آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔ البتہ
یہ وعدہ ضرور کریں کہ اگر یہ آپ کے کام کی ثابت ہو تو مجھے انعام سے ضرور نوازیئے۔"

اس نے اپنے لباس سے سرخ رنگ کے کور والی ایک بوسیدہ ڈائری نکالی جسے عالی تبارک نے
اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا...! نہ جانے اس ڈائری کا ہیا سے کیا تعلق تھا۔

میں نے اب تک صبر و سکون کا مظاہرہ کیا تھا۔ ہرچند کہ بات ہیا سے تعلق رکھتی تھی اور عالی تبارک لاکھ مجھ سے محبت کرنے والا تھا لیکن جو آگ میرے سینے میں شعلہ فشاں تھی وہ کسی اور کے دل میں نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر بھی مجھے تبارک پر اعتبار تھا اور خاموشی سے سب کچھ برداشت کر رہا تھا۔

عالی تبارک نے ڈائری کے پہلے ورق پر نگاہ جما رکھی تھی اور اسے پڑھ رہا تھا۔ پھر وہ جلدی جلدی اوراق الٹنے لگا تو گیرٹ میئر نے کہا۔

"نہیں جناب! اب اس قدر مختصر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ اس کی صحیح قدر و قیمت جاننا چاہتے ہیں تو اس کا صفحہ نمبر ستاون دیکھئے۔ میں نے وہاں نشان بھی لگا رکھا ہے۔"

گیرٹ میئر کے کہنے پر عالی تبارک نے نشان زدہ صفحہ کھول لیا اور اسے پڑھنے لگا۔ میں نے اور فاصل بصاری نے بھی اس کے چہرے پر رونما ہونے والی تبدیلی کو محسوس کیا اور یقیناً گیرٹ میئر نے بھی کیونکہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلنے لگی تھی۔

پھر عالی تبارک کو ہی کچھ خیال آیا اور اس نے چونک کر میرا چہرہ دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار پھیل گئے۔ اس نے کہا۔

"سوری ماہر..... میں تجسس میں ڈوب کر تمہاری بے چینی کو بھول گیا تھا۔ میرے خیال میں اس شخص نے جس صفحے کی نشاندہی کی ہے۔ میں وہی پہلے تمہیں سنائے دیتا ہوں۔"

"قبیلہ تساما اولو کا کہلاتا ہے۔ وہاں کے رہنے والے تبتی زبان بولتے ہیں لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کے نقوش تبتی نہیں ہیں بلکہ کھڑے اور تیکھے نقوش کے مالک یہ لوگ کچھ یونانی خط رکھتے ہیں۔ مرد عورتیں بے پناہ خوبصورت اور دراز قامت ہیں۔ میری ناقص عقل میں یہ بات آتی ہے کہ زمانہ قدیم میں کوئی قافلہ جس کا تعلق یونان سے ہو گا ادھر آیا اور ان علاقوں کی بھول بھلیوں میں پھنس گیا لیکن چونکہ انہیں وہاں زندہ رہنے کے لئے وسائل مل گئے اس لئے وہ وہیں آباد ہو گئے اور ان کی نسلوں کی افزائش ہوئی اور رفتہ رفتہ وہیں کی بود و باش اختیار کر گئے۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ بدھ مذہب کے پیروکار ہیں نہ کنفیوشس ہیں بلکہ شاید آتش پرستی کرتے ہیں۔ ان کا رہنما 'مذہبی پیشوا' دیوتا جو کچھ بھی ہے ایک حیرت انگیز شخص ہے۔ یہ ایک جوان العمر لیکن نہایت مختصر قد و قامت رکھنے والا آدمی ہے۔ جسے لوگ ہیا کہتے ہیں۔ ہیا کے بارے میں علم ہوا ہے کہ وہ عظیم پراسرار قوتوں

کا مالک ہے۔ وہ ان لوگوں کے سارے مسائل حل کرتا ہے اور پورا قبیلہ اس سے شدید عقیدت رکھتا ہے۔ ہیا ایک غار میں رہتا ہے۔ اس کے نقوش سبک اور مشرقی ہیں اور وہ بہترین انگلش بولتا ہے۔ اس کے بعد کچھ نامعلوم یا بے نام پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن کی بلندی زیادہ نہیں ہے لیکن اندازہ یہ ہوتا ہے کہ یہ چنگ ہاری کا مشرقی سلسلہ ہے اور....."

عالی تبارک خاموش ہو گیا۔ اس نے دوسرا صفحہ الٹا اور آگے کی تحریر پر نظر دوڑانے لگا۔ اس وقت گیرٹ میئر نے کہا۔

"نہیں.... اس کے بعد اس قبیلے یا ہیا کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔" ان الفاظ پر عالی تبارک نے ڈائری بند کر دی۔

میں اپنے جذبات سینے میں دبائے ہوئے تھا لیکن اس تحریر نے میرے وجود میں طوفان برپا کر دیا تھا۔ ہیا کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا تھا وہ پوری طرح اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ وہی میرا ہیا ہے۔ وہ وہی ہے۔

عالی تبارک کو میری کیفیت کا احساس ہو گیا تھا لیکن مجھ سے کچھ کہنے کے بجائے اس نے گیرٹ میئر سے کہا۔

"گیرٹ میئر..... اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈائری کے اس پورشن میں ہماری پسند کا مواد ہے۔ آپ کے اخراجات اور آپ کا انعام آپ کا حق بن چکا ہے لیکن کیا آپ کو اپنے وطن واپس جانے کی جلدی ہے۔"

"ایک سیاح ایک مہم جو کا کوئی وطن نہیں ہوتا۔ میرے پاس اگر کچھ مناسب رقم آ جائے تو پھر کسی مہم پر نکل کھڑا ہوں گا۔" گیرٹ میئر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر گیرٹ میئر آپ نے جس ہوٹل میں قیام کیا ہے کیا وہ آپ کی پسند کے مطابق ہے؟"

"حقیقت تو یہ ہے کہ میں ایک صاف گو آدمی ہوں اور جھوٹ بول کر کسی الجھن میں نہیں پھنسنا چاہتا۔ میں نے زندگی میں پہلی بار اتنے قیمتی ہوٹل میں قیام کیا ہے اور اس سے لطف اندوز ہوا ہوں۔ بہت سی خواہشات میں ایک خواہش یہ بھی تھی لیکن بس اس وسوسے کا شکار رہا ہوں کہ کہیں میری کاوشوں کو مسترد نہ کر دیا جائے اور میں ہوٹل کا بل بھی ادا نہ کر سکوں۔"

"آپ کا انداز فکر بہت غیر مناسب ہے مسٹر گیرٹ میئر، اگر یہ سب کچھ نہ بھی ہوتا اور آپ ہمارے لئے ایک سفر کر کے یہاں تک پہنچتے تو اصولی طور پر ہمیں آپ کے اس جذبے کی پذیرائی کرنی چاہئے تھی اور ہم اب بھی یہی جذبہ رکھتے ہیں لیکن بہرحال آپ کی تسلی کے لئے آپ کو ایک مناسب رقم پیش کی جاتی ہے تاکہ آپ کا اضطراب ختم ہو جائے لیکن اگر آپ ایک بہتر رقم کے خواہاں ہیں تو اپنے اس ہوٹل میں ہمارے رابطے کا انتظار کیجئے گا۔"

"اب میں بالکل مطمئن ہوں۔ اگر آپ لوگ مجھے قابل اعتنا سمجھتے ہیں تو کم از کم ایک سیاح، ایک مہم جو کی نگاہ اتنی کوتاہ نہیں ہوتی کہ وہ انسانوں کی شناخت نہ کر پائے۔ آپ جیسے لوگوں کی کسی بات پر شک نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس گفتگو کے دوران میرے منہ سے کچھ ایسے الفاظ نکل گئے ہیں جن کی نوعیت غیر معیاری ہو تو یقینی طور پر مجھے آپ سے معافی مانگنی چاہئے۔"

"یہ ڈائری آپ ہمارے پاس ہی چھوڑ جایئے اور مسٹر فاصل بصاری آپ مسٹر گیرٹ میئر کو ان کی پسند کے مطابق معقول رقم ادا کر دیجئے۔ میری چیک بک آپ کے پاس ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں سر۔" فاصل بصاری نے کہا۔

"تو پھر آپ لوگ آرام کیجئے گا۔" عالی تبارک نے کہا اور فاصل بصاری، گیرٹ میئر کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔ تب ہم اپنی جگہ سے اٹھے۔ عالی تبارک نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور اپنے کمرہ خاص میں پہنچ گیا اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جان من تمہارے اندر جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، وہ میری روح میں بالیدگی پیدا کرتی ہیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا کام کر لیا ہے، جس صبر و سکون سے تم نے یہ سب کچھ سنا اور تحمل کا مظاہرہ کیا وہ قابل ستائش ہے۔ بہرحال ہم اس ڈائری کی ابتداء پر آتے ہیں اس کا کہنا بالکل درست ہے۔ یہ ہاتھ سے تحریر کی ہوئی ڈائری، ہیل ٹی روڈ نامی ایک سیاح کی ہے، مجھے سیاحتوں سے یا مہم جوئی سے کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی ہے لیکن ہیل ٹی روڈ کا نام بہرطور میرے علم میں ہے۔ یقیناً کہیں تحریری شکل میں پڑھا ہے ہو سکتا ہے وہ اس کی موت کا اعلان ہو، ہیل ٹی روڈ نے اپنا یہ سفرنامہ لکھا ہے جس میں اس نے تبت، نیپال اور اس کے علاقوں کے بارے میں تفصیلی طور پر ذکر کیا ہے۔ اب تم بذات خود اسے پڑھ لینا، تمہارے لئے کارآمد ثابت ہو گا۔ میں اپنے طور پر تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اس میں جو کچھ ہے کیا تمہارا دل اسے قبول کرتا ہے۔"

"ہیا ایسی ہی صلاحیتوں کا مالک تھا، بہت چھوٹا ہونے کے باوجود وہ مجھے ایسی ایسی باتیں بتاتا تھا جن پر مشکل ہی سے یقین آئے.... لیکن اس کی ذہانت جیسا کہ بعد میں اس کے بارے میں تعین کیا گیا کہ وہ "سیسٹک" ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ سب کچھ کیا ہوتا ہے لیکن ہیا میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنا ایک مقام بنا لے اور کسی قبیلے کا حکمران بن جائے۔ ہاں اس کے عوامل کیا تھے اور اس نے کیسے یہ سب کچھ قبول کر لیا میں اس کی تفصیل نہیں جانتا.....!"

"گویا تمہارا دل ان باتوں کو قبول کرتا ہے؟"

"ہاں....."

"تب پھر بالکل ٹھیک ہے ہم اس سلسلے کو قبول کرتے ہیں اور اس کے بعد ہم کوشش کریں گے کہ ہیل ٹی روڈ کی نشاندہی پر اس قبیلے تک کا سفر کریں۔"

میں نے بے چین نگاہوں سے عالی تبارک کو دیکھا لیکن اب یہ کہنے کی جرات نہ کر پایا کہ مجھے میرے مقصد کے لئے کام کرنے دے اور اس چکر میں نہ پڑے۔ میں خود اپنی مشکل کا حل تلاش کروں گا لیکن یہ ناسپاسی ہوتی۔ اس نے اب تک میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس کے تحت اب اس پیشکش کو مسترد کرنا اس کی شخصیت کی نفی کے مترادف تھا۔ میں نے ڈائری کی جانب ہاتھ بڑھا دیا تو اس نے وہ ڈائری میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے اس کا پڑھنا بے حد ضروری ہے کیونکہ تم بہترین یادداشت کے مالک ہو ویسے تو یہ ڈائری ہم اپنے پاس ہی رکھیں گے لیکن جو اہم باتیں تم ذہن نشین کر لو گے وہ ہمارے اس سفر میں کارآمد رہیں گی۔ البتہ میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا ہے۔"

"کیا....؟" میں نے سوال کیا۔

"پہلے تو یہ آخری فیصلہ کہ ہمیں تبت کے ان اندرونی علاقوں میں سفر کرنا ہے کیا میں اسے تمہاری طرف سے مکمل سمجھوں؟"

"ہاں....."

"تو پھر میرا خیال ہے گیرٹ میئر ہمارا بہترین راہنما ثابت ہو گا۔ دولت کا لالچی یہ شخص بظاہر مخلص آدمی نظر آتا ہے اس کے چہرے مہرے اور جسم کی بناوٹ سے بھی یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک کارآمد انسان رہے گا۔ بشرطیکہ ہم اسے اس کی قیمت ادا کرتے رہیں اور اسے اس کی قیمت ادا کرنا کوئی اہم مسئلہ نہیں' اگر یہ شخص ہمارے ساتھ رہے گا تو ان ناواقف علاقوں میں ہمارا مددگار ثابت ہو سکتا ہے اور اس کے ذریعے ہم بہت سی مشکلات سے بچ سکتے ہیں۔ کیا تمہارے مشورے سے میں اسے یہ پیشکش کر دوں کہ اس بار وہ اپنی زندگی کی ناکام مہم ہمارے ساتھ انجام دے۔"

میں نے عالی تبارک کے ان الفاظ سے لطف محسوس کیا تھا لیکن اس وقت جس کیفیت کا شکار تھا اس کے تحت مسکراہٹ میرے ہونٹوں پر نہ آئی' البتہ میں نے اس سے کہا۔ "لیکن ایک سوال ضرور پیدا ہوتا ہے عالی تبارک....؟"

"کیا....؟"

"یہ ڈائری اس کے پاس کہاں سے آئی جبکہ یہ ہیل ٹی روڈ نامی کسی شخص کی ہے؟"

"غالباً ہم نے اس سلسلے میں اس سے سوال کیا تھا۔"

"اگر کیا تھا تو میرے علم میں نہیں ہے' آپ مجھے بتائیے۔" میں نے کہا اور عالی تبارک سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر بولا۔

"میرے ذہن میں بھی اس کا جواب نہیں ہے' لیکن ہم اس سے دوبارہ یہ سوال کر سکتے ہیں؟"

"میں آپ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہم اسے اپنے ساتھ اس مہم میں شریک کر سکتے ہیں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے اب مزید سوچ بچار میں وقت ضائع کئے بغیر ہمیں اپنے مشن کی تیاری کرنی چاہئے۔ میرا خیال ہے ہم انتہائی مکمل ذرائع کے ساتھ جن کی بناء پر ہمیں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اپنے اس سفر کا آغاز کرتے ہیں۔"

میں ایک بار پھر اس احساس کا شکار ہوا تھا لیکن اس کے بعد میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ عالی تبارک جس انداز سے یہ الفاظ کہتا ہے اس کے بعد کسی پس و پیش کی گنجائش نہیں رہتی اور مجھے یہ احمقانہ عمل نہیں کرنا چاہئے۔

تو پھر یوں ہوا کہ عالی تبارک تو اپنے کاموں میں مشغول ہو گیا اور میں نے اپنے کمرے میں اس ڈائری کو پڑھنا شروع کر دیا۔ ہیل ٹی روڈ نے اپنی زندگی کے کچھ واقعات لکھے تھے اور اس کے بعد ان علاقوں کی نشان دہی کی تھی جن سے گزر کر اس قبیلے تک پہنچا جا سکتا تھا۔ انتہائی دشوار گزار اور مشکل راستوں کا تذکرہ کیا گیا تھا اور پھر وہ صفحہ آ جاتا تھا۔

ہیل ٹی روڈ تو آرام سے ہیا کا تذکرہ کر کے ڈائری کے صفحات پر آگے بڑھ گیا تھا لیکن میں نے نجانے کتنی بار وہ صفحات پڑھ ڈالے تھے اور چشم تصور سے ہیا کو ایک قبیلے کی حکمرانی کرتے ہوئے دیکھا تھا' میں نے اس کے ذہن میں ذہن ڈال کر یہ سوچنے کی کوشش کی تھی کہ ہیا نے میری تلاش کے لئے کیا کیا کچھ نہ کیا ہو گا اور پھر یا تو بددل ہو کر یا پھر ممکن ہے کسی اور منصوبے کے تحت اس نے اپنے آپ کو اس قبیلے میں ضم کر لیا ہو گا۔ شاید وہ میری تلاش سے مایوس ہو گیا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہے اور اسے بھی علم ہونا چاہئے کہ میں زندہ ہوں اور جب ہم دونوں زندہ ہیں تو دنیا اتنی وسیع نہیں ہے کہ ہمارے راستے کبھی یکجا نہ ہو سکیں۔

میں نے ڈائری رکھ دی اور اپنے مستقبل کے منصوبوں کے بارے میں سوچنے لگا۔

دوسرے دن ہم ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ارباب طالع اور ماہہ ہمارے پاس پہنچ گئے' ان کی گفتگو سے مجھے اندازہ ہوا کہ عالی تبارک نے انہیں طلب کیا ہے' باقی گفتگو میرے سامنے ہی ہوئی تھی۔ عالی تبارک نے کہا۔

"کہو ارباب طالع تمہاری مصروفیات اور مشغولیات کیا ہیں؟"

ارباب طالع مسکرا دیا پھر بولا۔ "حشم میں آپ سے اتنا دور تو نہیں ہوا کہ آپ کو میری مشغولیات کا بھی علم نہ رہے جو کچھ ہو رہا ہے اطمینان بخش ہے اور کوئی ایسی مشکل نہیں ہے جس کے لئے مجھے تشویش ہو۔"

"میں تمہیں کچھ حقائق سے روشناس کرانا چاہتا ہوں۔" عالی تبارک نے کہا اور پھر ساری تفصیل ارباب طالع کو بتا دی۔ ارباب طالع کے چہرے پر جوش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اس نے فرمائش کی کہ وہ ڈائری اسے بھی دکھائی جائے اور پھر دیر تک وہ ڈائری کے اوراق الٹتا رہا تھا۔

"اس کی بوسیدگی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ زیادہ قدیم نہیں ہے' تحریر اور روشنائی نہایت واضح ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ نامکمل صفحے پر ختم ہو گئی ہے لیکن بہرحال کچھ ایسی باتیں ضرور ذہن میں آتی ہیں جن سے یہ خیال پیدا ہو کہ ہمیل ٹی روڈ کی یہ ڈائری اس کی موت کے بعد کسی اور کے ہاتھ کیسے آئی جبکہ ہمیل ٹی روڈ کے بارے میں یہ بات علم میں آ چکی ہے کہ وہ ایک مہم سر کرتے ہوئے موت کا شکار ہوا۔"

"بے شک یہی سوال ماہر طبائی نے کیا تھا اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اس بارے میں گیرٹ میئر سے معلومات حاصل کر لیں گے لیکن بہرحال یہ اس قدر اہم بات نہیں ہے۔ جو کہانی سنائی گئی ہے یا تحریر کی گئی ہے اس سے جو تصورات ذہن میں آتے ہیں وہ بیا ہی کے ہیں اور اس بات کے امکانات ہیں کہ اس جیسا ذہین بچہ بالاخر وہ مقام حاصل کر لے۔"

"میں اس سے منحرف نہیں ہوں۔"

"تو بس میں تمہیں یہی اطلاع دینا چاہتا تھا کہ ممکن ہے ہم اپنی مہم کا یہ انتظام جلد از جلد کر لیں۔"

"اس سلسلے میں آپ اپنی تمام ذمہ داریاں مجھے سونپ دیجئے۔ میں یہ انتظامات کر لوں گا اور آپ نے ہم سے نہیں کہا کہ ہمیں بھی آپ کے ساتھ چلنا ہے۔"

"نہیں میرے خیال میں یہ غیر مناسب ہو گا' میں گیرٹ میئر کو اپنے ساتھ شامل کئے لیتا ہوں ہم تین مرد ہر طرح کی مشکلات سے گزر سکتے ہیں۔"

"حشم میں نے کبھی آپ کے کسی حکم سے انحراف نہیں کیا اور نہ ہی کوئی ضد' لیکن کیا یہ مناسب ہے کہ ہم یہاں آپ کے لئے مضطرب رہیں اور ہم پر زندگی تنگ ہو جائے جبکہ ہمیں ساتھ نہ لے چلنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔ ماہہ آپ کی بیٹی ہے مجھ سے زیادہ آپ اسے جانتے ہیں' وہ ہر طرح کے مشکل حالات کا سامنا کر سکتی ہے اور حشم میں نے بھی کبھی اپنے آپ کو ایک نکما شخص نہیں ثابت کیا ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ ہم دونوں کی شمولیت نامناسب سمجھتے ہیں تو میں آپ سے ضد نہیں کروں گا لیکن مجھے بے پناہ افسوس بھی رہے گا اور ہم لوگ سکون کھو بیٹھیں گے۔"

عالی تبارک نے تشویش زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھا تو میں نے کہا۔ "اگر آپ اس سلسلے میں میرا عندیہ لینا چاہتے ہیں تو ان دونوں کو اپنے ساتھ رکھنے میں مجھے کوئی مشکل نہیں نظر آتی۔ میرے خیال میں یہ ہمارے بہترین ساتھی اور یقینی طور پر قابل اعتماد مہم جو ہیں۔"

عالی تبارک مسکرا دیا پھر بولا۔ "اگر یہ بات ہے تو پھر میری جانب سے انہیں اجازت ہے۔"

ارباب طالع نے مستعدی سے کہا۔ "اور میں تو پیشکش کر ہی چکا ہوں کہ سفر کے تمام انتظامات میں خود کر لوں گا' غالباً ہمارے ساتھ گیرٹ میئر بھی ہو گا البتہ اس شخص سے آخری گفتگو کر لی جائے۔" اور آخری گفتگو کے لئے ہم نے خود ہی اس ہوٹل کی جانب رخ کیا تھا جس میں گیرٹ میئر مقیم تھا۔

مہم جو نے مسکراتے ہوئے بڑی نیاز مندی کے ساتھ ہمارا استقبال کیا اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے طلب کر لیا جاتا تو حاضری میں لحہ بھی نہ لگاتا' لیکن آپ لوگ تشریف لائے ہیں' میں اپنے آپ کو آپ کا میزبان محسوس کر کے کچھ عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا ہوں' میں آپ کی کیا خاطر کروں۔"

"گیرٹ میئر تم سے کچھ سوالات کرنا ازحد ضروری ہیں' یہ میری بیٹی اور یہ داماد ہے ارباب طالع' ماہہ تبارک۔"

"آپ لوگوں سے مل کر بہت مسرت ہوئی ہے۔"

"گیرٹ میئر یہ ڈائری تمہیں کہاں سے ملی۔" ارباب طالع نے براہ راست سوال کر دیا اور گیرٹ میئر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کسی قدر شرمندہ لہجے میں کہا۔

"دیکھئے جناب بار بار اپنے آپ کو دہرانا کچھ عجیب سا لگتا ہے اگر میں کسی بہتر شہرت کا حامل ہوتا تو یقیناً اپنے بارے میں بتانا سب کو پسند کرتا لیکن عالی تبارک کو بتا چکا ہوں کہ ایک معمولی سی حیثیت کا انسان ہوں' خیر مختصر یہ کہ میرے ذہن میں بھی عام قسم کے ناکام نوجوانوں جیسا جذبہ موجود تھا اور آج بھی ہے یعنی ایسے خزانوں کا حصول جو تقدیر پلٹ دیں اور جنہیں حاصل کرنے کے لئے زندگی کی بازی لگا دی جائے۔ میری مہم جوئی کی جتنی داستانیں ہیں ان میں ایسے نوادرات اور خزانوں کی تلاش بھی شامل ہے اور اس کے لئے میں مختلف کاوشیں کرتا رہا ہوں۔ کھٹمنڈو کے ایک کباڑی کے ہاں مختلف اشیاء تلاش کرتے ہوئے ہمیل ٹی روڈ کی ڈائری میرے ہاتھ لگی تھی اور میں نے صرف اس تصور کے ساتھ خریدی تھی کہ ممکن ہے اس میں کسی مہم جو کی کوئی ایسی داستان نظر آ جائے جس میں کسی خزانے کا تذکرہ ہو' لیکن یہ ڈائری اس شکل میں میرے لئے خوش بختی کا باعث بنے گی اس وقت مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔"

"یہ ڈائری کباڑی کے ہاتھ کیسے لگی ہو گی۔" ارباب طالع پرخیال لہجے میں بولا۔ گیرٹ میئر مسکرانے لگا پھر بولا۔

"ہر خطے کے لوگ محنت مشقت کے ذرائع دریافت کر لیتے ہیں۔ سیاح اور مہم جو عموماً

اپنے سفر میں آسانیاں حاصل کرنے کے لئے علاقائی مزدور اور گائیڈ حاصل کرتے ہیں۔ کامیابی یا ناکامی کچھ بھی ہو۔ یہ مزدور وغیرہ ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ پھر جب ان کی ذمے داریاں ختم ہو جاتی ہیں تو وہ اپنی آبادیوں میں واپس آ جاتے ہیں۔ اس دوران وہ سیاحوں کی پھینکی ہوئی بے کار اشیاء جمع کرتے رہتے ہیں جو ان غریب لوگوں کے کام آ جاتی ہیں۔ یہ ڈائری بھی اسی شکل میں کباڑی تک پہنچی ہو گی۔"

"خیر گیرٹ میئر! تم نے اپنے آپ کو اس انعام کا حقدار ثابت کر دیا ہے' جس کے بارے میں تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کے حصول کے بعد تمہارے مشاغل کیا ہوں گے۔"

"کسی بھی پراسرار خطے کا رخ..... نئی جہت..... نئے جہانوں کی سیر..... اور باقی سب تقدیر کے سپرد.....!"

"ہمارا ساتھ دینا پسند کرو گے۔" عالی تبارک نے کہا اور گیرٹ میئر کا چہرہ سنسنی کا شکار ہو گیا۔ وہ عالی تبارک کو دیکھنے لگا۔

"سمجھا نہیں لارڈ...؟"

"اس ڈائری کے مطابق ہم تساما ارلوکا کا سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ہمیں تمہارے جیسے کسی ساتھی کی ضرورت ہے۔"

گیرٹ میئر کے چہرے سے دبے دبے جوش کا اظہار ہو رہا تھا۔ اس نے چند لمحات اپنے تیز تیز سانسوں پر قابو پانے میں صرف کئے پھر آہستہ سے بولا۔ "بگ لارڈ کیا آپ مجھے اس قابل سمجھیں گے.....؟"

"ہاں گیرٹ میئر' کیونکہ تم سیاحت میں ایک خاص تجربہ رکھتے ہو اپنی ناکام مہمات کو تم نے اس لئے ناکام قرار دیا ہے کہ اس میں تم اپنے مطلب کی اشیاء تلاش نہیں کر سکے لیکن کم از کم تمہیں ان راستوں پر سفر کرنے کے تجربات ہیں جبکہ ہم اس بات کا اعتراف کرنے سے گریز نہیں کرتے کہ ہم ان علاقوں کا سفر باآسانی نہیں کر سکتے اگر ہم تمہارے تجربے سے فائدہ اٹھا لیں تو؟"

"دل و جان سے تیار ہوں بگ لارڈ' لیکن کیا اس سفر کے تمام اخراجات آپ اٹھائیں گے.....؟"

"ظاہر ہے یہ تو ایک خود بخود سمجھ میں آنے والی بات ہے۔"

"تو بگ لارڈ آپ یقین کریں کہ مجھ سے بہتر صحیح رستوں پر جانے والا شخص آپ کو کوئی دوسرا نہیں مل سکتا۔"

"گویا تم تیار ہو.....؟"

"خلوص دل سے لارڈ..... اور میرا خیال ہے آپ میرے بارے میں سب کچھ جان چکے

ہیں۔ مزید کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ چونکہ میرے خون میں مہم جوئی کے جراثیم ہیں اس لئے یہ ہنگامہ پرور دنیا مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔ وسیع و عریض برف زاروں میں پرہول زندگی ہوتی ہے۔ اس کا تصور ہی اتنا دلکش ہے کہ ایک بار ایسی مہم جوئی کرنے کے بعد آپ بار بار اس کے آرزو مند رہیں گے کہ دوبارہ کوئی ایسا سفر کیا جائے۔ البتہ اگر آپ واقعی مجھ پر اعتماد کریں اور مجھے اپنا ساتھی بنائیں تو چند سوالات کا جواب صرف اس لئے دے دیں کہ میں لائن آف ایکشن متعین کر سکوں۔"

"ہاں پوچھو۔" عالی تبارک نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کے پیش نگاہ کسی خزانے کا حصول ہے؟ کیا آپ ہیا نامی جس شخص کی تلاش میں ہیں وہ کسی خاص اہمیت کا حامل ہے؟"

"یہی سمجھ لو....."

"تو بگ لارڈ سمجھ لیجئے کہ میری تمام تر خدمات آپ کے لئے حاضر ہیں اور آپ مجھے میری کاوشوں میں اس قابل پائیں تو صرف اتنا سا کیجئے کہ ایک شخص کو پرسکون اور خوش باش زندگی گزارنے کے لئے جو کچھ درکار ہو سکتا ہے آپ اس عظیم خزانے میں سے بس اتنا سا حصہ مجھے دے دیں۔"

"تم نے تو ابھی سے شرائط عائد کرنا شروع کر دیں؟" عالی تبارک مسکرا کر بولا۔

"نہیں بگ لارڈ' بس یہ ایک میری درخواست ہے ورنہ میں تو بغیر کسی تردد کے آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں اور آپ یہ دیکھ لیجئے گا کہ اس سلسلے میں میری کاوشیں اور میرے مشورے آپ کے لئے کس طرح رہبر ثابت ہوتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ہمیں منظور ہے۔"

گیرٹ میئر کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ خوشی سے ناچنا شروع کر دے ہم اس کی خوشیاں محسوس کر رہے تھے۔ بالآخر اس بات پر ارباب طالع بھی متفق ہو گیا' جو شکوک و شبہات تھوڑے بہت ان لوگوں کے ذہنوں میں تھے وہ غالباً رفع ہو چکے تھے لیکن مجھے ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میرے دل میں تو بس ہیا بسا ہوا تھا۔ اس کا عظیم خزانہ اگر ان لوگوں کی نگاہوں میں اور کوئی ہو سکتا ہو تو ہو' اور یہ لوگ بے شک اس کی تلاش میں سرگرداں رہیں۔ لیکن میرا خزانہ میرا بھائی تھا' میرے وجود کا صحیح معنوں میں ایک حصہ..... اور میں یہ محسوس کرتا تھا کہ اس کے بغیر میرا وجود قطعی طور پر نامکمل ہے۔ گیرٹ میئر سے چند اور ضروری باتیں ہوئیں اور بالآخر یہ سلسلہ طے ہو گیا..... گیرٹ میئر کو ہوٹل سے اپنے ساتھ ہی لے آیا گیا تھا اور انتظامات کے وقفے کے لئے عالی تبارک نے اسے اپنی ہی رہائش گاہ میں رہنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا تھا لیکن یہ شخص واقعی بڑا کارآمد ثابت ہوا۔

یہاں منتقلی کی پہلی ہی رات ہمارے اور اس کے درمیان ایک نشست ہوئی لیکن اس

نشست میں ارباب طالع شریک نہیں تھا کیونکہ اسے جلد از جلد تمام انتظامات کرنے کی ہدایت کر دی گئی تھی البتہ ماہہ تبارک اس نشست میں شریک تھی' گیرٹ میئر نے کہا۔

"بگ لارڈ ویسے تو آپ جس طرح پسند فرمائیں گے اس طرح کام ہو گا لیکن میرا خیال ہے ہمیں نیپال کے راستے ان علاقوں میں داخل ہونے میں سب سے زیادہ آسانیاں حاصل ہوں گی کچھ اس طرح کے عوامل ہیں۔ یوں تو ہم مختلف راستے اپنا سکتے ہیں' لیکن آسان راستہ وہی ہے۔"

"یوں سمجھ لو کہ تم ہمارے گائیڈ ہو....."

عالی تبارک نے اپنے تعلقات سے بھی کام لیا اور ارباب طالع خود بھی ایک بہتر منیجر تھا اس لئے اس نے تمام کام باآسانی کر لئے اور پھر تیاریوں کے بعد یہ مختصر سا قافلہ کھٹمنڈو کی جانب روانہ ہو گیا۔ ہماری منزل ہمارے لئے دلکشی کا باعث تھی۔ میری تو اب ہیئت ہی بدل چکی تھی اور میں قطعی طور پر ایک مہذب انسان نظر آنے لگا تھا۔ یہ تمام کوششیں عالی تبارک کی تھیں اور عالی تبارک میری جانب سے بالکل مطمئن تھا۔ گیرٹ میئر' ارباب طالع' ماہہ تبارک' عالی تبارک اور میں.... پانچ افراد پر مشتمل یہ قافلہ کھٹمنڈو کے ایک ہوٹل میں مقیم ہو گیا اور قیام کی پہلی ہی رات ایک بار پھر ہمارے درمیان نشست ہوئی۔ گیرٹ میئر اب زیادہ اعتماد کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا' اس نے کہا۔

"میرا مشورہ ہے بگ لارڈ کہ نہ تو ہم یہاں سے کوئی مزدور ساتھ لیں گے' نہ گاڑیاں اور گھوڑے۔ اس سفر کے لئے یہاں مضبوط قسم کے خچر دستیاب ہوتے ہیں اور سفر کے لئے سب سے بہترین یہ خچر ہی ہوتے ہیں جو مشکل ترین راستوں پر ٹس نہیں ہو جاتے' گو ان کے ذریعے سفر ذرا سست رفتار رہتا ہے لیکن زیادہ موزوں اور مشکلات سے پاک ہو جاتا ہے۔ آپ یقین نہیں کریں گے بگ لارڈ کہ اعلیٰ قسم کے مہم جو جنہیں مہم جوئی آتی ہے ہر طرح کے ذریعہ سفر پر ان خچروں کو ترجیح دیتے ہیں۔"

"ہمیں ان کی خریداری کرنا ہو گی؟" عالی تبارک نے پوچھا۔

"سو فیصد.... اور اسی لئے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ مزدور ضروری نہیں ہوتے' چونکہ عموماً یہ مزدور دھوکا دیا کرتے ہیں۔ ویسے تو یہاں مستند کمپنیاں ہیں جو مہم جوؤں کو مزدور فراہم کرتی ہیں لیکن ان پر بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ عام طور سے اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں کہ کسی مشکل مقام پر کسی برفانی طوفان کے دوران مزدور' خچر اور سامان لے کر رفو چکر ہو جاتے ہیں اور پھر دو ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تو مہم جو خوفناک مشکلات میں مبتلا ہو کر اپنی یہ مہم ترک کر دیتا ہے یا پھر مشکل حالات میں آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔"

"تم مناسب تجربہ رکھتے ہو' مگر ایک بتا بتاؤ گیرٹ میئر کیا یہاں اسلحہ وغیرہ بھی دستیاب ہو سکتا ہے۔"

"نہیں بگ لارڈ اسلحہ یہاں بالکل نہیں مل سکتا اور اس پر سخت پابندیاں عائد ہیں کیونکہ بعض اوقات مہم جوؤں کی ٹولیاں آپس کی دشمنی میں بھی مبتلا ہو جاتی ہیں آپ کو مہم کے آغاز کے آخری مرحلے پر مکمل تلاشی دینا ہو گی اور اگر آپ کے پاس سے اسلحہ برآمد ہو جائے تو پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو واپس کر دیا جائے۔"

"لیکن جنگلات میں خطرناک حالات کے پیش نظر کیا کرنا ہوتا ہے؟"

"ہر مشکل کا حل موجود ہوتا ہے' سرحدوں سے آگے نکلنے کے بعد چھوٹی چھوٹی برفانی بستیاں ملتی ہیں اور ان برفانی بستیوں میں اسمگل کیا ہوا اسلحہ مل جاتا ہے لیکن ذرا مہنگی قیمت پر' ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے' غالباً یہ نظام بھی مہم جوؤں ہی نے قائم کیا ہو گا اور اس کا انتظام بھی انہوں نے ہی کیا ہو گا کہ اسلحہ دستیاب ہو جائے۔"

"تب پھر ٹھیک ہے۔ ہمیں ظاہر ہے کسی کو نقصان تو نہیں پہنچانا ہو گا لیکن اسلحہ بہرحال ضروری ہوتا ہے۔"

"اس کے لئے آپ بے فکر رہیں وہ تمام انتظامات میں کر لوں گا۔" گیرٹ میئر نے کہا۔

یہ محسوس کیا گیا کہ گیرٹ میئر کا ساتھ لانا واقعی ایک نیک فال ہے' میرے سینے میں ہزاروں طوفان برپا رہتے تھے لیکن یہ طوفان میں اپنے وجود میں ساکن رکھتا تھا تاکہ باہر کسی اور کو ان کے بارے میں اندازہ نہ ہو جائے۔ کھٹمنڈو کی زندگی میں نمایاں فرق محسوس کیا گیا تھا لیکن ہمیں کسی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہم تو بس یہ چاہتے تھے کہ جلد از جلد آگے کے لئے ہمارے سفر کا آغاز ہو..... بالآخر سارے مراحل طے ہو گئے اور ہم نے اس عظیم الشان پہاڑی سلسلے کی جانب سفر کا آغاز کیا جس کا ایک طویل حصہ گزارنے کے بعد اس بات کے امکانات تھے کہ ہم اس پراسرار قبیلے تک پہنچ جائیں جہاں "ہیا" پوشیدہ تھا۔

گیرٹ میئر تجربے کار آدمی تھا۔ ہم سب نے اس پر مکمل بھروسہ کیا تھا اور سفر کے تمام انتظامات کی ذمے داریاں اسے سونپ دی تھیں۔ جس ہوٹل میں ہم نے قیام کیا تھا وہ بہت معمولی درجے کا تھا اور غالباً کھٹمنڈو کی سرحد پر تھا۔ شمال میں تبت تھا اور یہ شمالی سرحد ہی کا علاقہ تھا۔ رات کو کئی گھنٹے اس ڈائری کی تحریر کی روشنی میں بڑے بڑے کاغذوں پر نقشے ترتیب دیئے گئے۔ بالآخر ایک راستے کا تعین کر کے یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ ماہہ تبارک نے خواہش ظاہر کی تھی کہ تمام تر سفر برفانی راستے سے کیا جائے لیکن گیرٹ میئر نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ہمالیہ کی وادیوں میں برف سے گریز تو ممکن ہی نہیں ہے لیکن کچھ عرصہ برف میں سفر کرنے کے بعد خشکی کو خوش قسمتی کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ خاص طور سے اس وقت جب بدن کے مسامات پسینے کے بجائے خون کی بوندیں ابھارتے ہیں اور ناخن گوشت

چھوڑنے لگتے ہیں۔ کبھی کبھی تو ایسے لمحات بھی آ جاتے ہیں کہ انگلیاں کٹ کر نیچے گر جاتی ہیں اور انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔"

"خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ۔ تم اگر خوفناک کہانیاں لکھو تو ایک کامیاب رائٹر ثابت ہو گے۔" ماہہ نے لرز کر کہا۔

"یہ آنکھیں جو کچھ دیکھ چکی ہیں اگر واقعی مجھے لکھنا آتا تو وہ ہولناک تحریریں ہوتیں۔"

رات کو سب کے سو جانے کے بعد میں باہر نکل آیا۔ چاند وادیوں سے اٹھکیلیاں کر رہا تھا۔ بادلوں کی اوٹ میں تو اطراف میں بکھری چٹانیں سیاہ کمبل اوڑھے' بیٹھے ہوئے بھوتوں کی شکل اختیار کر جاتیں۔ پھر جب بادلوں کے سائے ہٹتے تو یہ اصل روپ میں نمایاں ہو جاتیں' تاحد نگاہ سبز قالین بچھے نظر آتے اور ان کے پس منظر میں ہمالیہ کا بلند سلسلہ آسمان سے جڑا محسوس ہوتا تھا۔ حالانکہ باہر بہت سردی تھی لیکن میں موسموں پر کم ہی دھیان دیتا تھا۔ منظر کچھ اس قدر حسین تھا کہ میں بہت دور تک نکل آیا۔ بائیں سمت کافی فاصلے پر محکمہ سیاحت کے کیمپ لگے ہوئے تھے' یہیں مختلف اشیاء کے بازار ہوتے تھے۔ ایک جگہ رک کر میں دور تک نگاہیں دوڑاتا رہا۔ میرے دل میں ایک حسرت بھرا خیال گردش کر رہا تھا۔ کیا میرا ہیا یہاں موجود ہے۔ اگر ہمیل ٹی روڈ کی داستان درست ہے تو وہ کس طرح یہاں تک پہنچا۔ واقعات تو مجھ پر بھی گزرے تھے ہیا بھی تو زمانے کی گردش میں رہا ہو گا۔ اس کی زندگی کی بھی تو کوئی کہانی ہو گی۔

میری نگاہیں خلاؤں میں اسے تلاش کر رہی تھیں۔ پھر مجھے کچھ فاصلے پر ایک سفید پراسرار روشنی نظر آئی۔ یہ روشنی ایک چٹان کے عقب سے ابھر رہی تھی۔ میں اس پر غور کرنے لگا۔ وہاں کون ہو سکتا ہے شاید میری طرح کوئی سرپھرا۔ لیکن وہ وہاں کیا کر رہا ہے۔ روشنی خاصی تیز ہو گئی تھی۔ پھر چٹان پر ایک وجود نظر آیا۔ سلک کے سفید لبادے میں ملبوس یوں لگ رہا تھا جیسے روشنی اس وجود سے پھوٹ رہی ہو۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ فضا میں پھیلائے اور میں نے ایک حیرت ناک منظر دیکھا۔ اس کے ہاتھوں سے چمکتے ہوئے روشن ستارے منتشر ہوئے اور فضا میں لکیریں بناتے ہوئے معدوم ہونے لگے۔ رات کے گھپ اندھیرے میں یہ ستارے ناقابل بیان حسن بکھیر رہے تھے۔ میں سحر زدہ ہو گیا۔ ایسا منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا ستارے مسلسل رقصاں تھے۔ میں اس انوکھے راز کو جاننے کے لئے بے چین ہو گیا اور میں نے اس طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ میرے قدموں کی چاپ نے اس وجود کو میری طرف متوجہ کر دیا اور میں نے روشنی کے سائے میں ایک چہرہ دیکھا۔ لمبے سنہرے بال لبادے کی حد چھو رہے تھے' حسین بیضوی چہرے پر بڑی بڑی گہری چمکدار آنکھیں ہراس کے عالم میں میری طرف اٹھی تھیں۔ پھر اس نے جلدی سے چٹان کی دوسری طرف چھلانگ لگا دی تھی۔ میرے دونوں ہاتھ اوپر اٹھے۔ میں اسے روکنا چاہتا تھا۔ کہنا چاہتا تھا کہ سنو رک

جاؤ۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ رکو.... لیکن میرے منہ سے یہ آوازیں نہیں نکلیں۔ البتہ میں دوڑتا ہوا چٹان کے پاس پہنچ گیا۔ اب نہ روشنی تھی' نہ ستارے اور نہ کوئی وجود.... ہاں ایک ناقابل بیان سحر انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ ایک ایسی خوشبو جس کی تعریف کے لفظ متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔

لیکن وہ کہاں گئی۔ کون تھی۔ یہ کیا طلسم ہے۔ دور دور تک نظریں دوڑائیں کوئی نہ تھا۔ دیر تک وہاں رکا چاروں طرف نظریں دوڑاتا رہا۔ کسی کا وجود نہ پا کر وہاں سے پلٹ آیا۔ یہ نہ خواب تھا نہ کوئی تصور.... جو کچھ دیکھا تھا عالم ہوش میں دیکھا تھا لیکن اس کی کوئی توجیہہ نہ ہو سکی تھی۔ شاید لاماؤں کی پراسرار سرزمین نے میرا استقبال کیا تھا۔

پرچیز آفیسر نے نہ جانے کیا کیا کاٹھ کباڑ خرید ڈالا تھا۔ یہ تمام اختیارات اسے ہی دے دیئے گئے تھے۔ لکڑی کی لمبی لمبی میخیں' لوہے کی کیلیں نائلون کی رسیوں کے ڈھیر فولڈنگ خیمے۔ لکڑی کے برتن اور نہ جانے کیا کیا۔ اس کے ساتھ خچروں کا غول۔

"یہ خچر ضرورت سے زیادہ نہیں ہیں؟" ارباب طالع نے حیرت سے پوچھا اور گیرٹ مسکرانے لگا۔

"نہیں سر.... ضرورت کے عین مطابق ہیں! یہ شریف مزدور کبھی دھوکا نہیں دیتے۔"

"پھر بھی ان کا کیا کرو گے؟"

"دوران سفر آپ دیکھیں گے' کوئی شے بے مصرف ہو تو میری گردن پکڑ لیجئے۔"

"اسلحے کے لئے کیا کیا؟"

"میں نے بتا دیا تھا وہ راستے میں ملے گا....!"

"کچھ اور خریداری کرنی ہے؟" تبارک نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"تو پھر کب سفر شروع کرو گے؟"

"آج رات.... چاند نکلے....!"

یہی کیا گیا۔ تبارک نے گیرٹ میسرؔ کو پورے اختیارات دے دیئے تھے۔ میں نے رات کے واقعے کا کسی سے تذکرہ نہیں کیا۔ پھر اس رات ہم شہری آبادی سے نکل کر آگے بڑھ گئے۔ خچروں پر تین گھنٹے کے سفر کے بعد ناہموار راستے شروع ہو گئے۔ موسم خوشگوار تھا اور آسمان صاف۔ خچر اس وقت بلندیاں عبور کر رہے تھے۔ پھر ڈھلانوں کا آغاز ہو گیا۔ چاند کی روشنی دور دور تک کے مناظر اجاگر کر رہی تھی۔ ڈھلانوں کے اختتام پر بائیں سمت کھنڈرات کا ایک وسیع شہر آباد نظر آیا تو ارباب طالع بے اختیار بول اٹھا۔

"وہ کھنڈرات ویران لگتے ہیں۔"

"ہاں.... وہ تماموریہ کا تباہ شدہ شہر ہے۔ اسے بھون بیرا بھی کہا جاتا ہے۔ ہزاروں سال

قبل کھٹمنڈو کو وادی نیپال کہا جاتا تھا لیکن اٹھارہویں صدی میں پرتھوی نارائن شاہ نے اسے فتح کر کے متحد کیا۔ یہ گورکھا حکومت کے بانی وار ویا شاہ کی نسل سے تھا لیکن اس کا اقتدار مستحکم نہ ہو سکا کیونکہ وزیر اعظم بھیم سین پاتھا نے ایسٹ انڈیا کمپنی سے ساز باز شروع کر دی تھی۔ انگریزوں نے یہاں حملہ کیا اور نیپال کی فوجوں کو شکست ہوئی۔ پھر رانا جنگ بہادر نے انگریزوں کی مدد سے یہاں حکومت قائم کی لیکن وہ یورشوں کو نہ سنبھال سکا اور بالآخر تری بھون بیر بکرم شاہ نے یہاں اقتدار سنبھال لیا۔ یہ کھنڈرات قدیم کھٹمنڈو کے ہیں۔"

"تم آہستہ آہستہ اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کر رہے ہو۔" عالی تبارک نے تعریفی لہجے میں کہا۔

"میں نے انہی بکھیڑوں میں زندگی گزاری ہے۔"

صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو ہمیں دور سے ایک بستی نظر آئی اور ہم نے خچر روک لئے۔ گیرٹ میسَر نے کہا۔

"نہیں لارڈ.... آگے بڑھتے رہیں۔ یہ بے ضرر لوگ ہیں اور ہمیں یہاں اسلحہ مل سکتا ہے۔" گیرٹ میسَر کے کہنے پر ہم نے خچر آگے بڑھا دیئے۔ ابھرتے سورج کے ساتھ زندگی کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔ کھیتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ارغوانی لباس کی اوڑھنیوں میں پیتل کی نتھیں پہنے ہوئے عورتیں کھیتوں میں کام کرنا شروع کر چکی تھیں۔ دھان کی فصل تیار تھی اور بستی کا ماحول اجاگر ہوتا جا رہا تھا۔ کتے، بلیاں کیچڑ کے ڈھیر کرید رہے تھے۔

آخرکار ایک جگہ ہم نے خچر روک دیئے۔ گیرٹ میسَر یہ کہہ کر چلا گیا کہ وہ اسلحہ کے سوداگروں کو تلاش کرتا ہے۔ ہم نے کھلی جگہ قیام کیا تھا۔ ننگ دھڑنگ بچوں نے ہمارے گرد دائرہ بنا لیا تھا اور دور سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔ ماحول میں تعفن پھیلا ہوا تھا۔ ماہہ تبارک نے کہا۔

"نہ جانے ہمیں یہاں کتنی دیر رکنا ہو گا۔ یہ ماحول کچھ عجیب سا ہے۔" کسی نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر گیرٹ میسَر دو آدمیوں کے ساتھ آ گیا۔ دونوں نے بڑے بڑے ٹوکرے اٹھائے ہوئے تھے۔

"بڑی مشکل ہو گئی بگ لارڈ.... ان کا کہنا ہے کہ بستیوں میں اب اسلحہ فروخت نہیں ہوتا۔ حکومت نے اسلحہ برآمد ہونے پر سزائے موت کا قانون لاگو کر دیا ہے اس لئے یہ خطرہ مول نہیں لیتے۔ البتہ ضرورت کے لئے یہ آہنی ہتھیار خرید سکتے ہیں۔"

وزنی ٹوکروں میں آبدار خنجر اور کلہاڑیاں وغیرہ تھیں۔ حالانکہ یہ بیکار چیزیں تھیں۔ پھر بھی کافی مقدار میں یہ اسلحہ خرید لیا گیا۔ ارباب طالع نے ہنس کر کہا۔

"اب جنگلوں میں یہ اسلحہ استعمال کرنے کی مشق بھی کرنی ہو گی۔"

"آتشیں اسلحہ ضروری تھا۔" عالی تبارک بولا۔

"ممکن ہے آگے کسی بستی میں مل جائے۔" گیرٹ میسَر بولا۔ میں نے خاموشی ہی اختیار کیے رکھی تھی۔ ہمارے آس پاس کافی مجمع جمع ہو گیا تھا۔ بچے ہنس رہے تھے کچھ عورتیں بھی جمع ہو گئی تھیں۔

"اب یہاں رکنے کے بجائے ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔ کیا یہاں دیر تک قیام ضروری ہے۔" ماہہ تبارک نے کہا اور میں جمع ہو جانے والوں کو دیکھنے لگا۔ تبھی میری نگاہ ایک عورت کی طرف اٹھ گئی۔ وہ مقامی لباس پہنے ہوئے تھی۔ ارغوانی اوڑھنی کو اس نے سر اور چہرے سے لپیٹ رکھا تھا۔ بس آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ یہ آنکھیں مجھے دیکھ رہی تھیں اور یہ آنکھیں میں پچھلی رات کو بھی دیکھ چکا تھا۔ گہری اور خوبصورت آنکھیں جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہی ستارے لٹانے والی آنکھیں تھیں۔ میرے حلق سے ایک آواز سی نکل گئی.... "یہ کون ہے....؟"

میرے ان الفاظ پر سب چونک پڑے۔ چونکہ ستارے لٹانے والا واقعہ میری سمجھ میں نہیں آیا تھا اس لئے میرے ذہن میں شدید تجسس تھا اور اب میں نے ان آنکھوں کو دیکھا تھا تو بے اختیار ہو گیا تھا۔ میں ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے بغیر تیزی سے اس عورت کی طرف بڑھا تو اس نے بھی محسوس کر لیا اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔ میرے راستے میں وہ لوگ مزاحم تھے جو ہمیں دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ انہیں ہٹا کر راستہ بنانے میں کچھ وقت لگ گیا اور وہ دور نکل گئی۔ پھر جب میں مجمع چیرتا ہوا ان کے بیچ سے نکلا تو وہ کافی دور جا چکی تھی۔ میں نے اس کے پیچھے دوڑ لگا دی لیکن وہ چھلاوے کی طرح بھاگ رہی تھی۔ ہر چند کہ اس کا لباس دوڑنے میں مزاحم ہو رہا تھا لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ بے پناہ تیز دوڑ رہی ہے۔ بھورے پتھریلے راستے پر ایک عورت کا اس تیز رفتاری کا مظاہرہ بھی ناقابل یقین تھا۔ میں ان لوگوں سے خاصی دور نکل آیا۔ پھر اچانک وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ یوں لگا جیسے اسے زمین نگل گئی ہو۔

میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ایک لمحے کے لئے میں نے رفتار سست کی۔ پھر اتنی ہی تیزی سے دوڑتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں وہ گم ہو گئی تھی لیکن یہاں آ کر اس کی گمشدگی کا معمہ حل ہو گیا۔ اس جگہ سے گہرے ڈھلان شروع ہوتے تھے لیکن ایسے کہ ان پر دوڑنا بے حد خطرناک تھا۔ ڈھلانوں کی گہرائیوں کے آخری سرے تک پتھر بکھرے ہوئے تھے اور اختتام کے بعد ایک چٹانی میدان تھا جس کا سلسلہ دور پہاڑوں کے دامن تک چلا گیا تھا۔ یہ چٹانیں بہت بڑی بڑی تھیں اور ان میں غار بھی نظر آ رہے تھے۔ غاروں کے دہانوں کا یہ سلسلہ بے حد وسیع تھا اور ان لاتعداد غاروں میں سے کسی ایک غار میں کسی ایک انسان کو تلاش کرنا ممکن نہیں تھا۔

میں یہاں آ کر رک گیا۔ پھر میں نے ایک اور بات محسوس کی۔ فضا میں ایک خوشبو پھیلی ہوئی تھی یہ خوشبو بھی شناسا تھی۔ وہی خوشبو جو مجھے اس پہاڑی پر محسوس ہوئی تھی لیکن کچھ لمحوں کے بعد یہ خوشبو فنا ہو گئی۔

میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ لیکن مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں نے ان آنکھوں کو پہچاننے میں غلطی نہیں کی تھی۔ اس خوشبو نے میرے اس خیال کی تصدیق کر دی۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں کتنی دور نکل آیا ہوں آبادی نظروں

سے اوجھل تھی۔ بہت دیر چلنے کے بعد مجھے گیرٹ میسر اور ارباب طالع نظر آئے۔ وہ حیران پریشان میری طرف آ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ اس جگہ رک گئے۔ باقی فاصلہ طے کر کے میں ان کے قریب پہنچ گیا۔

"خیریت ماہر.... کیا بات تھی۔ کون تھی وہ؟" ارباب طالع نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تم نے اسے دیکھا تھا؟"

"اس وقت جب تم اس کی طرف دوڑے تھے اور وہ تم سے آگے بھاگ پڑی تھی۔"

"ہوں.... آؤ۔" میں نے کہا اور آگے قدم بڑھا دیئے۔ ارباب نے دوبارہ اپنا سوال نہیں دہرایا۔ یہ لوگ میری عادت کو جان گئے تھے۔ پھر مزید کچھ آگے جا کر میں نے عالی تبارک اور ماہہ کو خچروں کے لشکر کے ہمراہ آتے ہوئے دیکھا۔ عالی تبارک انہیں ایک چابک سے ہانکتا ہوا لا رہا تھا۔ گیرٹ میسر نے کہا۔ "اب یہیں رک جاؤ۔ وہ لوگ آ رہے ہیں۔"

"نہیں دوبارہ واپسی کا راستہ طے کرنا پڑے گا۔"

"نہیں.... ہمیں اسی راستے سے گزرنا ہے۔" گیرٹ میسر بولا اور میں رک گیا۔ وہ دونوں دو الگ الگ پتھروں پر بیٹھ گئے اور میں کھڑے ہو کر انہیں آتے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ہمارے پاس آ گئے۔

"تم خیریت سے ہو ماہر۔" عالی تبارک نے کہا اور خچر سے نیچے اتر آیا۔ ماہہ بھی متجسس نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی لیکن دونوں باپ بیٹی نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ پھر ماہہ بھی نیچے اتری اور مسکراتے ہوئے بولی۔

"خچروں پر سفر کرنے سے ایک فائدہ ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اترنے اور سوار ہونے میں کوئی وقت نہیں ہوتی۔" بات چونکہ بالکل بے موقع تھی اس لئے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا۔ عالی تبارک نے گیرٹ میسر سے کہا۔ "تمہارا کیا کہنا ہے ہمیں یہی راستے اپنانے ہیں؟"

"جی بگ لارڈ..... اس بستی کو عبور کرنے کے بعد ہمیں ایک ڈھلان ملے گا۔ گو ڈھلان کا سفر ذرا مشکل ہے لیکن اگر ہم بستی سے آگے جانے کے لئے سیدھا راستہ استعمال کریں تو ہمیں کورگنی تک جانا ہو گا۔ وہاں سے ہم ایک راستہ طے کر کے اس سامنے والے پہاڑی سلسلے کے دوسری طرف پہنچیں گے جبکہ ایک چٹانی میدان عبور کر کے ہمیں ان پہاڑوں میں کوئی ایسا درہ ضرور مل جائے گا جس سے گزر کر ہم انہیں' بلندیوں پر سفر کئے بغیر عبور کر لیں گے۔"

میں نے تعریفی نظروں سے گیرٹ میسر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان علاقوں سے تمہیں قابل تعریف واقفیت ہے۔ اسی طرح جیسے اپنے شہر کی سڑکوں اور گلیوں سے ہوتی ہے۔"

"ایسی ہی بات ہے گولڈ مین۔ میرے لئے یہ راستے اپنے شہر کی گلیوں کی مانند ہیں۔"

کاش میرا باپ زندہ ہوتا اور اس مہم میں شریک ہوتا تو تم اس کی تعریف کرتے۔ وہ مجھ سے کہیں زیادہ ان جگہوں سے واقف تھا۔ میں نے ان علاقوں کی بڑی خاک چھانی ہے اور میں کوشش کر رہا ہوں کہ آبادیوں اور بستیوں کے راستے کاٹ دیئے جائیں تاکہ منزل پر پہنچنے میں ہمارا وقت کم سے کم خرچ ہو۔"

"گولڈ مین....!" ماہہ تبارک مسکرا کر بولی۔ "یہ خطاب تم نے ماہر کو کب دیا۔"

"اوہ مس.... اس وقت جب سکے لس میں' میں نے اخبار میں اشتہار پڑھا تھا۔ اسی وقت میں نے اپنی تقدیر اس انعام سے منسلک کر لی تھی جو اس اطلاع کی فراہمی پر مجھے ملنے والا تھا۔ مسٹر طبابی میرے لئے گولڈ مین ہی ثابت ہوئے ہیں اور میں اپنے ذہن میں انہیں گولڈ ہی تصور کرتا رہا ہوں۔ اس وقت بے اختیار میرے منہ سے یہ نام نکل گیا۔"

"میں نے آگے وہ ڈھلان دیکھے ہیں جن کا تذکرہ گیرٹ میسَر نے کیا ہے۔"

"اب یہاں رک کر وقت ضائع کرنے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم آگے بڑھیں۔" عالی تبارک بولا۔

"آپ نے تمام سامان سنبھال لیا تھا حشم....؟" ارباب طالع نے پوچھا۔

"ہاں بالکل..... میں نے خود نگرانی کی تھی۔" ماہہ نے کہا۔ سب خچروں پر سوار ہو گئے اور ہم آگے بڑھ گئے۔ کچھ دور چل کر اچانک گیرٹ میسَر نے کہا۔

"تم نے وہ ڈھلان کہاں سے دیکھ لئے مسٹو.... گولڈ مین؟"

"میں ان کے کنارے سے واپس ہوا ہوں۔"

"اور وہ....؟" گیرٹ میسَر نے بے اختیار پوچھا۔

"وہ مجھ سے قبل ان ڈھلانوں پر اتر گئی۔" میں نے بھی بے اختیار جواب دے دیا۔

"مگر وہ کون تھی؟ اور تم اس کے پیچھے کیوں دوڑے تھے؟"

"رات کے قیام میں' میں تمہیں اس کے بارے میں بتا دوں گا لیکن تم سب لوگ ایک بات کا خیال رکھنا۔ ڈھلان کے اختتام پر بے شمار بڑی بڑی چٹانیں بکھری ہوئی ہیں۔ ان چٹانوں میں غاروں کے دہانے ہیں۔ اگر ان کے قریب سے گزرتے ہوئے تمہیں کوئی خوشبو محسوس ہو تو فوراً مجھے بتانا۔"

"کیسی خوشبو؟" گیرٹ میسَر بولا اور میں سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر بولا۔

"ہاں.... شاید جوہی کے پھولوں جیسی۔ بالکل' جوہی کے پھولوں سے میں عدلان پاشا کی کوٹھی میں واقف ہوا تھا۔ وہاں اس کے بہت سے پودے لگے ہوئے تھے۔"

"اس خوشبو کا کیا راز ہے؟" گیرٹ میسَر بولا۔

"کیا تم بہت زیادہ بکواس نہیں کر رہے ہو۔" ایک دم میرا پارہ چڑھ گیا اور گیرٹ میسَر سنبھل گیا۔

"سوری.... سوری سر.... ویری سوری...." اس نے مدھم آواز میں کہا لیکن عادت سے مجبور تھا۔ میں نے اسے ارباب سے سرگوشی کرتے ہوئے سنا۔ "کیا گولڈ مین نے مختصر سے وقت میں بہت زیادہ فاصلہ طے نہیں کر لیا تھا۔ وہ ڈھلان اب بھی یہاں سے بہت دور ہیں۔"

"اس نے چیتوں کے درمیان پرورش پائی ہے۔" عالی تبارک مسکرا کر بولا۔

"چیتوں کے درمیان....؟ میں سمجھا نہیں۔"

"تم واقعی بہت زیادہ بولتے ہو۔" عالی تبارک بیزاری سے بولا۔ ہم وہاں سے آگے چل پڑے لیکن میں عالی تبارک کی بات پر غور کر رہا تھا۔ اس نے میرے دوڑنے کی تعریف کی تھی لیکن اسے میں دوڑ کر نہیں پکڑ سکا تھا۔

ڈھلان عبور کر لئے گئے۔ چٹانوں کے میدان میں اب کہیں وہ خوشبو نہیں تھی۔ البتہ گیرٹ میسَر نے ایک جگہ رک کر چوہے کی طرح ناک سکوڑی۔ پھر رک کر سسپس پیدا کیا۔ آخر میں ایک جھاڑی سے کچھ پھل توڑ لایا جن سے خوشبو اٹھ رہی تھی۔ پھر وہ شرمندگی سے بولا۔

"سوری بگ لارڈ۔ اصل میں مجھے جوہی کے پھولوں کی پہچان نہیں ہے۔"

خچروں کو اس میدان کو عبور کرنے میں بہت وقت لگا تھا۔ پھر بھی ہم اسے عبور کر کے پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہمیں ایک درہ بھی نظر آ گیا۔ شام جھک آئی تھی لیکن عالی تبارک کے فیصلے کے مطابق ہم درے میں داخل ہو گئے۔ خوش بختی سے راستے ہموار مل گئے اس لئے ہماری کوششوں نے درہ عبور کرا دیا لیکن جب دوسری طرف پہنچے تو رات ہو گئی تھی۔ اس طرف کا ماحول یکسر مختلف تھا۔ خالص برفانی علاقہ نظر آ رہا تھا گو برف باری کا موسم نہیں تھا اور کہیں برف کی سفیدی نہیں تھی لیکن چیڑ کے بغیر پتوں کے درخت ہر طرف بکھرے ہوئے تھے۔ جھاڑیاں بھی بکثرت تھیں۔ پہاڑ کے دامن میں دو خیمے لگائے گئے اور اطراف میں آگ روشن کر لی گئی جس کے لئے سوکھی جھاڑیاں بہت معاون ثابت ہوئی تھیں۔ جھاڑیوں میں سرسراہٹیں ابھر رہی تھیں۔ یہاں زندگی کے بھرپور آثار تھے۔

ماہہ تبارک کھانے پینے کا انتظام کرتی تھی اس وقت بھی اس نے پھرتی سے یہ سب کچھ کیا اور ہم کھانے سے فارغ ہو گئے۔ پھر آگ کے پاس محفل جم گئی اور گیرٹ میسَر کی زبان چل پڑی۔

"ہمیں بائیں سمت کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اگر ہم داہنی سمت چل پڑیں تو بہت سی آبادیوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ سب سے پہلے ہمیں کالی گندر کے پاس سے گزرنا ہو گا اور اس کی بعد...."

"ہم ادھر جائیں گے ہی نہیں..... پھر ان جگہوں کے بارے میں تفصیل جاننے سے کیا فائدہ....." ماہہ تبارک نے کہا۔

"ایں..... ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔"

"یہاں شکار ملتا ہو گا۔" میں نے بے اختیار کہا۔

"شکار..... ہاں جنگلی بکروں کی بہتات ہے لیکن آہ..... ہمارے پاس آتشیں اسلحہ.....!"

"وہ ہتھیار نکالو جن سے تم نے خچروں کی پشت پر وزن بڑھا دیا ہے۔"

"ایں..... ہاں لاتا ہوں۔" گیرٹ میئر نے سامان سے کچھ ہتھیار نکالے۔ خاص قسم کے بھاری پھل کے چھرے تھے جن کی آب بے مثال تھی۔ خنجر وغیرہ بھی خوب تھے۔ "یہ چھرے پھینک کر مارنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر پوری قوت بازو کے ساتھ انہیں پھینکا جائے تو میرے خیال میں ان سے جنگلی بھینسا تک شکار کیا جا سکتا ہے۔"

عالی تبارک ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "کچھ کم نہیں کر سکتے۔ جنگلی بھینسا بارہ بور کی بندوق کی گولیاں کھا کر بھی ہنستا ہوا بھاگ جاتا ہے۔"

"ایں..... اچھا..... کمال ہے۔ میں نے کسی بھینسے کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔" میئر کی اس بات پر سب ہنس پڑے تھے۔

"تاہم یہ ہتھیار نہ ہونے سے بہتر ہیں۔" مجھے خود بھی یہ چھرے بہت پسند آئے تھے اور میں نے ان میں سے تین چھرے منتخب کر لئے۔

موسم سرد ہوتا جا رہا تھا لیکن آگ کی قربت نے اس کا احساس نہ ہونے دیا۔ پھر ہم آرام کرنے کے لئے خیموں میں داخل ہو گئے۔ ارباب اور ماہہ ایک خیمے میں تھے دوسرے میں ہم تینوں تھے۔ میئر اور تبارک سو گئے تو میں خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل آیا۔ میری نگاہیں دور دور تک بھٹک رہی تھیں۔ دفعتاً میں نے عقب میں قدموں کی آہٹ سنی۔ پھر ماہہ اور ارباب کو پہچان لیا وہ میرے پاس آ گئے۔

"نیند نہیں آئی ماہر.....؟" ارباب نے کہا۔

"ہاں یہ آرام گاہیں اس قدر پرسکون نہیں ہیں کہ فوراً نیند آ جائے۔"

"ماہر ایک سوال کروں۔ برا تو نہیں مانو گے؟"

"نہیں۔"

"وہ عورت کون تھی؟"

"نہ سمجھ میں آنے والی مخلوق۔"

"کیسے؟" ماہہ نے پوچھا اور میں نے ستاروں کی دیوی کی داستان مختصراً سنا دی۔ وہ حیران رہ گئے تھے۔ پھر ماہہ نے کہا۔

"ماہر..... کیا تم اس سے متاثر ہو گئے ہو۔ میرا مطلب ہے کہ تمہیں اس کی تلاش

ہے۔" کوئی اور یہ سوال کرتا تو مجھے اچھا نہ لگتا لیکن یہ لوگ میرے محسن اور میرے لئے ایثار کرنے والے تھے۔ میں نے اس سوال کا جواب قدرے توقف سے دیا۔

"میری زندگی میں ہیا کے سوا کچھ نہیں ہے محسن زادی..... اگر ہیا کے علاوہ میں نے کسی اور کو اپنی پسند، اپنی چاہت یا اپنی ضرورت بنایا تو یہ ہیا سے غداری ہو گی۔ بچپن میں ہیا میرے لئے راستے منتخب کرتا تھا اور میں ان راستوں پر آنکھیں بند کر کے چل پڑتا تھا۔ ماہہ تبارک! زندگی مجھ پر رک گئی ہے یہ جدوجہد ہیا کی تلاش کے لئے ہے۔ وہ مجھے مل جائے گا تو اس کے بعد آگے کی سمت سفر ہو گا وہ بھی اس کے مشورے سے۔ میں نامکمل ہوں۔ میری تکمیل مجھ میں سے نکل گئی ہے اس کے سوا اور کوئی مجھے متاثر نہیں کر سکتا۔ وہ صرف ایک عجیب شے تھی اس لئے مجھے اس کی جستجو ہوئی۔"

رات کو بہت کم نیند آئی تھی۔ جانوروں کی سرسراہٹوں نے کئی بار جگایا تھا۔ اس کے علاوہ بھیڑیئے غراتے رہے تھے۔ میں نے کئی بار خیمے سے باہر نکل کر دیکھا تھا اور بیشتر چمکدار آنکھوں کو خود سے کچھ فاصلے پر پایا تھا۔

دوسری صبح علاقے کو غور سے دیکھا گیا۔ خاصا مشکل اور ویران علاقہ تھا۔ گیرٹ میئر کی رہنمائی میں ہم نے بائیں سمت کی وادیوں کا رخ اختیار کیا تھا۔ راستے میں چیڑ کے درخت میرے لئے بہت دلچسپ ثابت ہوئے۔ میں نے ہلکے دستے والے چھرے اپنی کمر میں اڑس لئے تھے اور پیدل چل رہا تھا۔ یہ چھرے میں بار بار درختوں کے تنوں پر پھینک پھینک کر نشانہ بازی کر رہا تھا اور پوری قوت سے پھینکے ہوئے یہ چھرے دستے تک درختوں میں پیوست ہو جاتے تھے۔ پھر وہ لوگ بھی میرے اس مشغلے میں شریک ہو گئے۔ یہاں تک کہ عالی تبارک نے بھی یہ مشق کی لیکن ایک بھی چھرا نشانے پر نہیں پھینک سکا۔ گیرٹ میئر نے ایک بار دوڑ کر میرے پھینکے ہوئے چھرے کو درخت سے نکالنے کی کوشش کی اور دیر تک کوشش کرتا رہا پھر شرمندہ ہو کر پیچھے ہٹ آیا۔

شام تک میں نے خوب مشق کر لی اور دو بار درختوں کے ایسے تنوں کو درمیان سے دو ٹکڑے کر دیا جو چھرے کی لمبائی کی زد میں آتے تھے۔ عالی تبارک ہنس کر بولا۔

"یہ تو بندوق سے زیادہ موثر ہتھیار ہو گیا۔" پھر سورج ڈھلے ہمیں جنگلی بکروں کا ایک غول نظر آیا اور میں نے ان پر ہتھیار آزمائے۔ یکے بعد دیگرے تین بکرے شکار ہو گئے اور عالی تبارک اور ارباب نے آگے بڑھ کر انہیں دم توڑنے سے قبل ذبح کر لیا۔ گیرٹ میئر نے اس عمل کو حیرت سے دیکھا تھا پھر اس نے کہا۔

"بے شک بکروں کا غول بھاگ گیا لیکن فوراً ہی ان کی طرف دوڑنا بڑا خطرناک ہے۔ ان کی گردنیں کچھ توقف سے بھی کاٹی جا سکتی ہیں۔"

"پھر وہ ہمارے لئے بیکار ہوتے۔ کیونکہ حلال نہ رہتے۔"

تازہ گوشت کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ میں نے شاید خوب شکم سیر ہو کر گوشت کھایا تھا کیونکہ بقیہ لوگ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ ہم نے طویل سفر کیا بالاخر رات کو ایک جگہ قیام کا فیصلہ کر لیا۔ اب برفانی میدان شروع ہو چکے تھے اور اس مناسبت سے موسم بدل گیا تھا۔ خیمہ زنی کرنے کے بعد ہم اپنے مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ یہاں تک کہ آرام کا وقت آگیا۔ بھیڑیوں کی آوازیں ابھرنے لگی تھیں لیکن وہ بہت فاصلے پر تھے۔ گیرٹ میسَر نے ان سے ہوشیار رہنے کا مشورہ دیا اور خیموں کے پردوں کو مضبوطی سے باندھ لینے کی ہدایت کی۔ اس وقت رات کا پہلا پہر اپنی آخری عمر سے گزر رہا تھا۔ میں کھلی فضاؤں کا انسان تھا۔ بند خیموں میں گیرٹ میسَر اور عالی تبارک کے سانس گھٹن پیدا کر رہے تھے اور مجھے یہ گھٹن ناپسند تھی۔ چنانچہ میں نے باہر نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔

تاریک رات میں پراسرار ہواؤں کی سرسراہٹیں آوارہ روحوں کی مانند گردش کر رہی تھیں۔ ہر سمت سے چاپ ابھر رہی تھی۔ جگہ جگہ چیڑ کے ننگے درخت لنگوٹی بندھے سادھوؤں کی طرح کھڑے ماحول کو گھور رہے تھے۔ برف کے سفید دھبے ابھرے ہوئے ٹیلوں کو ڈھکے یوں محسوس ہوتے جیسے کوئی سفید چادر اوڑھے ساکت بیٹھا ہو۔

میں بے خیالی کے انداز میں چلتا ہوا خیموں سے خاصی دور نکل آیا۔ زمین کی یہاں کوئی متناسب ہیئت نہیں تھی کہیں گہرے ڈھلان کہیں کوہانی بلندیاں لیکن وہ روشنی میرے لئے حیرت ناک تھی۔ میلی بھدی یرقان زدہ.... دور کسی قدر ڈھلان میں یہ روشنی نظر آ رہی تھی۔ میں ٹھٹھک کر رک گیا۔ معاً مجھے ستاروں والی کا خیال آیا تھا۔ ابھی میں اپنی جگہ رک کر اس روشنی پر غور کر رہا تھا کہ اچانک مجھے کچھ متحرک دھبے نظر آئے جو اسی روشنی کے قریب تھے۔ پھر بھیڑیوں کے بھونکنے کے شور سے فضا گونج اٹھی۔ میرے حساس کانوں نے کچھ انسانی چیخیں بھی سنی تھیں جو صاف اور نمایاں تھیں۔ ایسے موقعوں پر سوچ سے زیادہ اعصاب رو بہ عمل ہوتے ہیں اور تمام فیصلے اعصابی ہوتے ہیں۔ میں واپس خیمے کی طرف دوڑا اور کھلے ہوئے خیمے میں داخل ہو گیا۔ یہ آوازیں عالی تبارک اور گیرٹ میسَر نے بھی سن لی تھیں اور جب میں طوفانی انداز میں اندر داخل ہوا تو وہ دہشت سے چیخ پڑے۔

”کون.... کون ہے؟“

”لیکن جواب دینے کا وقت نہیں تھا۔ میں نے لوہے کے مڑے ہوئے ہتھیار اٹھائے اور خیمے سے باہر نکل آیا۔ عقب میں مجھے گیرٹ میسَر کی آواز سنائی دی تھی۔

”ماہر..... ماہر..... رکو....“ پھر آواز کی لمبی لکیر کھنچتی چلی گئی تھی۔

باہر نکلتے ہی میں نے اسی سمت دوڑ لگا دی تھی جدھر سے آوازیں ابھر رہی تھیں۔ شور اور بڑھ گیا تھا اور انسانی آوازوں کا شور بھی بھیڑیوں کی آوازوں میں شامل تھا۔ جہاں سے میں نے پہلے یہ منظر دیکھا تھا وہاں پہنچ کر دوبارہ دیکھا تو کچھ تبدیلیاں پائیں وہ یقیناً مشعلیں

تھیں جو فضا میں گردش کر رہی تھیں اور ان کی جلتی ہوئی لمبی لکیروں میں بھیڑیوں اور انسانوں کے درمیان زندگی اور موت کی کشمکش نمایاں نظر آ رہی تھی۔ میں اپنے مخصوص انداز میں دوڑنے لگا اور فاصلے مختصر ہو گئے۔ دو مشعلیں زمین پر پڑی سلگ رہی تھیں دو متحرک تھیں' بپھرے ہوئے بھیڑیئے اپنے شکار بھبھوڑ رہے تھے۔ ایک دوسرے کو لمبے دانتوں سے کھینچ کر پیچھے کر رہے تھے۔ باقی بہت سے ان دو مشعل برداروں پر حملہ آور تھے جو اب بھی ان پر مشعلوں سے وار کر رہے تھے۔ میں نے بھیڑیوں پر حملہ کر دیا۔ اس وقت یہ ہتھیار پھینک کر مارنے کا موقع نہیں تھا کیونکہ بھیڑیوں کی تعداد زیادہ تھی دو تین کو ہلاک کر کے میں نہتا ہو جاتا چنانچہ دونوں ہاتھوں میں یہ ہتھیار سنبھال کر ان پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے پہلے ہی حملے میں دو بھیڑیوں کی گردنیں اڑا دیں اور ان کے خون سے رنگین ہو گیا۔ میرے چہرے اور بدن کے دوسرے کھلے ہوئے حصوں پر خون کے چھینٹے پڑے تو نہ جانے کیوں بدن میں گرم گرم لہریں دوڑنے لگیں۔ پھر میرے حلق سے ایک عجیب سی خرخراہٹ نکلی جو کسی خاص تصور کا نتیجہ نہیں تھی۔ بس نہ جانے کیوں میرا اس طرح چیخنے کو دل چاہا تھا۔ میری وحشت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا اور دل میں آواز ابھری کہ میں ان تمام بھیڑیوں کو ہلاک کر دوں لیکن بھیڑیوں پر اس آواز کا عجیب رد عمل ہوا۔ ان کی وحشیانہ چیخیں ایک دم رک گئیں اور میں نے اپنے سامنے موجود بھیڑیوں کو دم دباتے دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ بھیڑیئے بھی جو خون کی چاٹ سے بدمست ہو کر خود ایک دوسرے پر حملہ آور تھے' گردنیں اٹھا کر ادھر دیکھنے لگے۔ پھر انہوں نے کوں کوں کر کے دمیں دبائیں اور ایک دم بھاگ کھڑے ہوئے۔ میں نے بھاگتے ہوئے بھیڑیوں پر بھی ہتھیار پھینک مارے۔ مجھے ان کا میدان چھوڑ بھاگنا پسند نہیں آیا تھا۔ میرے آخری وار پر بھی دو بھیڑیئے جان کھو بیٹھے۔

اور میں برق رفتاری سے لپک کر ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ میں نے ان کے شانوں کے قریب پیوست ہتھیار ان کے جسموں سے کھینچے۔ تھوڑی سی دقت ہوئی تو میں نے ان کے جسموں پر پاؤں جما کر قوت صرف کی اور ہتھیار ان کی ہڈیاں توڑتے باہر نکل آئے۔ وہ دونوں مشعلیں ہاتھوں میں سنبھالے جھول رہے تھے۔ پھر وہ بھی زمین پر گر پڑے۔ بھیڑیوں کا اب کوئی پتہ نہیں تھا۔ لیکن میں نے دور سے گیرٹ میسَر اور ارباب طالع کو دیکھ لیا تھا جو ہری کین روشن کئے گرتے پڑتے ادھر آ رہے تھے۔ اس کے بعد میں نے روشنی کے اس مرکز کو دیکھا جہاں اب بھی وہی روشنی جھلک رہی تھی جسے میں نے دور سے دیکھا تھا۔ غالباً پیٹرومیکس روشن تھا اور اندر کچھ اور انسان بھی موجود تھے۔ یہ لکڑی کا ایک ٹوٹا پھوٹا کیبن تھا جس کے تختے سیاہ اور جگہ جگہ سے ادھڑے ہوئے تھے۔ دو چار پتھریلی دیواریں بھی تھیں جو بوسیدہ تھیں۔ ایک دروازہ بھی تھا جو کبھی دروازہ ہو گا۔ اب وہاں صرف ٹوٹے ہوئے تختے کھڑے کر لئے گئے تھے اور شاید ان تختوں کو ہٹایا جا رہا تھا۔ پھر ادر تختوں کے عقب سے

کچھ لوگ نمودار ہوئے اور دوسری طرف سے ارباب طالع اور گیرٹ میسٔر پہنچ گئے۔

"تم خیریت سے ہو ماہر....؟"

"کیا تم زخمی ہو؟" ارباب اور گیرٹ نے کہا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں کیبن سے نمودار ہونے والوں کو دیکھ رہا تھا۔ بھرے بدن کا توانا مرد تھا جس کے بال شانوں تک لمبے تھے اور دو نوجوان لڑکے جو اچھے تن و توش کے ماہر تھے۔ پیچھے والا لڑکا پیٹرومیکس سنبھالے ہوئے تھا۔ وہ باہر نکل آئے۔ ادھیڑ عمر توانا مرد نے روشنی میں زمین پر پڑے ہوئے ان لوگوں کو دیکھا جو مشعلوں کے ساتھ بھیڑیوں سے لڑ رہے تھے۔ ایک مشعل ان میں سے ایک کے کپڑوں کو چھو رہی تھی اور وہ آگ پکڑنے لگے تھے۔ نوجوانوں میں سے ایک نے لپک کر مشعل اس کے پاس سے ہٹائی اور اس کے کپڑوں میں لگی آگ بجھانے لگا۔ باقی دونوں دوسرے جوانوں کو ٹٹولنے لگے۔ پھر دوسرے نوجوان نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"پتا جی.... ہری چند اور مول چند...."

"مر گئے....؟ توانا آدمی نے کہا۔

"ہاں.... بھیڑیئے انہیں چبا گئے۔" نوجوان کی آواز سسکی میں بدل گئی۔

"اور یہ...." ادھیڑ عمر شخص نے باقی دو افراد کی طرف رخ کر کے کہا۔

"ناگر جیتا ہے اور.... اور.... پربھات ہے بھگوان.... یہ بھی...." نوجوان نے تیسرے آدمی کو ٹٹول کر کہا۔

"ماتا بھوانی...." توانا مرد کے منہ سے نکلا۔ پھر اس نے کہا۔ "ناگر کو اندر لے جا کر دیکھو۔ اس کی مرہم پٹی کرو۔ روشنی اندر لے جاؤ۔ یہاں روشنی ہے۔"

دونوں نوجوانوں نے پہلے زخمی شخص کو اٹھا کر اندر پہنچایا پھر ایک واپس آ کر پیٹرومیکس لے گیا۔ عمر رسیدہ آدمی نے مشعلیں سمیٹ کر بجھائیں۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوا۔

"مجھے شما کر دینا بھائیو.... میں ایک لٹا ہوا حواس باختہ انسان ہوں۔ یہ آخری مہر بھی لگ گئی میری تقدیر پہ....!"

"آؤ...." میں نے ارباب اور میسٔر سے کہا اور واپسی کے لئے قدم اٹھا دیئے وہ دونوں اس طرح واپس نہیں جانا چاہتے تھے لیکن بادل نخواستہ انہوں نے بھی میرے ساتھ واپسی کے لئے قدم اٹھا دیئے۔

ادھیڑ عمر آدمی کی لرزتی آواز ابھری۔ "میں تمہیں روکنے کا ادھیکار نہیں رکھتا۔ تم فرشتوں کی طرح آئے اور میری مدد کر کے جا رہے ہو۔ مگر تھوڑی سی سن لیتے تو اچھا تھا۔" اس کی آوز درد و غم میں ڈوبی ہوئی تھی۔ شاید میں رک جاتا۔ شاید واپس چل پڑتا لیکن دونوں خچر نزدیک آ گئے جن میں سے ایک پر عالی تبارک اور دوسرے پر ملہہ سوار تھی۔ عالی تبارک نے قریب آ کر تیز روشنی والا الیکٹروڈر روشن کر لیا اور دودھیا روشنی کے بھیانک

ماحول کو دن کی روشنی میں بدل دیا۔ چاروں طرف بھیڑیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ تینوں انسانی لاشیں بھی نمایاں ہو گئی تھیں۔

"خداوندا....!" عالی تبارک کے منہ سے نکلا۔ ملہہ دہشت زدہ نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی اور سکتے کی سی کیفیت میں تھی۔ عالی تبارک خچر سے نیچے اترا اور نیچے پڑے ہوئے انسانوں کو دیکھ کر بولا۔

"انہیں اٹھاؤ.... کیا یہ....؟"

"ہاں.... یہ مر چکے ہیں لیکن ہماری مدد کرنے والو۔ بھیڑیئے زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے اور ان کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ خون کی بو کے آس پاس چکراتے رہتے ہیں۔ یہ قدیم مندر اندر سے بہت کشادہ ہے۔ بہتر ہے اندر آ جاؤ۔ ہم اور نقصان اٹھانے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔"

"ہمارے خچر غیر محفوظ ہیں۔ بھیڑیوں کے غول اگر ادھر جا نکلے تو ہمیں نقصان اٹھانا پڑے گا۔" گیرٹ میسٔر نے کہا۔

"لیکن انہیں یہاں تنہا بھی تو نہیں چھوڑا جا سکتا۔" عالی تبارک نے کہا۔

"اندر ایک شدید زخمی انسان موجود ہے۔ تین عورتیں ہیں انہیں یہاں سے کہیں لے چلنا مشکل ہو گا۔" معمر شخص نے کہا۔

"تب پھر.... یہی کیا جا سکتا ہے کہ خچروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ صبح تک جو کچھ بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔" عالی تبارک ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"نہیں.... میں خیمے اکھاڑ کر خچروں کو لے آتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"یہ مناسب ہے گیرٹ تم ماہر کے ساتھ چلے جاؤ۔"

"مم.... میں شدید اعصابی کھنچاؤ کا شکار ہوں۔ میرے جسم کی جان نکل رہی ہے۔" گیرٹ میسٔر نے کہا لیکن ارباب طالع میرے ساتھ چل پڑا۔

جب ہم واپس وہاں پہنچے تو وہ سب اندر مندر میں تھے۔ تیز روشنی میں بھیڑیوں کا زخمی کیا ہوا شخص ایک گوشے میں پڑا ہوا نظر آ رہا تھا اور عالی تبارک اس کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں نوجوان گیرٹ میسٔر کے ساتھ اس خستہ حال مندر کے رخنے پر کر رہے تھے تاکہ بھیڑیئے وہاں سے اندر نہ داخل ہو جائیں۔ ایک اور گوشے میں تین عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔

"خچروں کو باندھ دیا....؟" عالی تبارک نے پوچھا اور ارباب طالع نے اسے مطمئن کر دیا۔ "گیرٹ بڑے تختے دروازے پر لگا دو۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں خچروں کی حفاظت بھی کرنی ہے۔" میں نے خشک لہجے میں کہا۔ معمر شخص نے نگاہ اٹھا کر مجھے دیکھا۔ پھر مسکرایا اور میرے قریب آ کر مجھے

دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"اس آواز نے ان کے حوصلے پست کر دیئے تھے۔ تم بے حد کار آمد نوجوان ہو، مگر تم نے یہ ترکیب کہاں سے سیکھی؟"

میں ایسی بے تکلفیوں کا عادی نہیں تھا۔ یہ بات میرے ساتھی جانتے تھے۔ عالی تبارک فوراً ہمارے نزدیک آگیا اور بولا۔ "آپ کونسی آواز کی بات کر رہے ہیں؟"

"بھیڑیئے بپھرے ہوئے تھے۔ اس جوان کے ہاتھوں میں دبے ہوئے ہتھیار انہیں ٹکڑوں میں تقسیم کر رہے تھے۔ پھر اس کے حلق سے ایسی غراہٹیں نکلیں جیسے کوئی خونخوار چیتا غرا رہا ہو اور بھیڑیوں کے حوصلے پست ہو گئے تب ہی وہ دم دبا کر رفو چکر ہو گئے۔ بڑی باکمال نقل تھی۔ میں خود ششدر رہ گیا لیکن اس کا طریقہ جنگ بھی چیتوں جیسا ہی تھا۔"

"وہ آواز نقل نہیں تھی لیکن کیا بہتر نہیں ہو گا کہ تم ہمیں اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"ہم کیشو کائی کے ایک علاقے سمبار کاچ کی طرف سفر کر رہے تھے۔ کچھ بدکاروں نے ہمارے راستے روکے اور ہمیں سیدھا سفر ترک کرنا پڑا۔ بس پھر یہ افتاد آ پڑی۔ ہمارے پاس بھی خچر تھے لیکن وہ ہمارے پاس نہ رہ سکے۔ ادھر اسلحہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ رات گزارنے کے لئے یہ بوسیدہ جگہ منتخب کی تھی لیکن افسوس.... میرے تین جاں نثار کام آ گئے۔"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"ہندوستان کی ریاست پٹیالہ کے نواح میں دھیرج گڑھی ہے، وہاں سے.... میرا نام پربت راؤ ہریجہ ہے۔ یہ میرے دونوں بیٹے وکرم اور نرت ہیں اور دو بیٹیاں شوبھا اور سدھا ہیں اور تیسری میری دھرم پتنی ہے۔"

"خاندان کے کسی اور فرد کو آپ گھر چھوڑ آئے ہیں....؟" گیرٹ میئر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور عالی تبارک اسے گھورنے لگا۔

"کسی یاترا وغیرہ کو نکلے ہوں گے؟" عالی تبارک نے کہا۔

"ہاں جیون یاترا کو...." راؤ ہریجہ مغموم مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"کئے کی سزا سمجھ لو...... دیوی دیوتاؤں کے راستے میں آگیا تھا جس کا پھل بھوگ رہا ہوں۔"

"کچھ اور تفصیل بتانا پسند کرو گے؟"

"کیوں نہیں..... رات بھی تو کاٹنی ہے۔"

"تو بتاؤ...."

"دھیرج گڑھی کبھی ریاست تھی، مہاراجہ پٹیالہ نے پربت راؤ ہریجہ کو راجہ کا خطاب دیا

تھا۔ پھر ریاستیں سرکار کی تحویل میں چلی گئیں اور وظیفے رہ گئے۔ مجھے جنگلوں اور پہاڑوں میں خزانوں کی تلاش کا شوق تھا۔ ایک بار بدنصیبی ان پربتوں پر لے آئی سمبار کاچ کی ایک عبادت گاہ میں، میں نے ایک مورتی دیکھی جس میں دنیا کے قیمتی ترین ہیرے لگے ہوئے تھے اور وہ سونے کی بنی ہوئی تھی۔ من للچا گیا اور ہزاروں جتن کر کے میں نے وہ مورتی وہاں سے چرا لی۔ پھر کامیابی سے اسے لے کر ہندوستان چلا گیا۔ حالانکہ واپس آتے ہوئے کچھ ایسے واقعات پیش آئے تھے کہ مجھے سنبھل جانا چاہئے تھا۔"

"کیسے واقعات...!" عالی تبارک کو اس داستان سے زیادہ دلچسپی محسوس ہو رہی تھی۔

پربت ہریجہ ایک لمحے خاموش رہ کر سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "مجھے ہوشیار کیا تھا ایک لامہ نے۔ مورتی میرے پاس تھی میرے دو ساتھی برف کے طوفان کا شکار ہو گئے تھے۔ دو مزدور سامان لے کر بھاگ گئے لیکن مورتی کو میں نے جان سے لگا کر رکھا تھا۔ تین دن کی بھوک پیاس سے نڈھال ہو کر جب میں ایک ویران مندر کے پاس جا کر بے ہوش ہو گیا تھا تو مندر کے عبادت گزار نے میری نگہداشت کی۔ اس نے یہ مورتی سنبھال کر رکھی تھی۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ یہ میرے پاس کہاں سے آئی تو میں نے اسے جھوٹی کہانی سنا دی۔ جس پر اس نے کہا کہ یہ کال بھوتری ہے سات سمپتوں کا سمبندھ..... ان کا سمبندھ توڑنے والا کبھی نہیں پنپ سکتا۔ چھ کالی بھوتریاں آفتیں بن کر اس پر منڈلاتی رہتی ہیں وہ اسے سمے دیتی ہیں کہ وہ سنبھل جائے اور انہیں یکجا کر دے۔ پھر وہ اسے اس وقت تک نقصان پہنچاتی رہتی ہیں جب تک وہ کالی بھوتریوں کو یکجا نہ کر دے۔"

"میں نے اس کہانی پر کوئی توجہ نہیں دی اور اسے لے کر ہندوستان آگیا اور پھر میں نے اسے اپنے خزانے میں محفوظ کر دیا۔ کوئی دو مہینے کے بعد علاقے کے ایک نامی گرامی ڈکیت ویر چندر نے میرے خزانے پر ڈاکہ مارا اور سارا خزانہ لوٹ لیا۔ میرا ایک بیٹا، ویر چندر کی گولی کا شکار ہو گیا۔ اس طرح یہ مورتی ویر چندر کے پاس پہنچ گئی۔ ویر چندر بہت بڑا ڈکیت تھا۔ کوئی بیس دن کے بعد ویر چندر پر دھاڑ پڑی اور اس کے گروہ کے دس آدمی مارے گئے۔ ویر چندر گرفتار ہو گیا۔ اس کا مال اسباب بھی پولیس کے ہاتھ لگا جس میں وہ مورتی بھی تھی۔ جیل میں ویر چندر نے میرا نام لے کر مجھ سے ملنے کی خواہش کی میں جب اس سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ وہ مورتی کیسی ہے۔ جب سے اس نے وہ مورتی حاصل کی تھی اسے عجیب عجیب سپنے نظر آئے تھے۔ کوئی اس سے کہتا تھا کہ مورتی واپس کر دے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ پھر یہ نقصان ہو گیا۔ میرے خزانے کا بہت تھوڑا حصہ مجھے واپس ملا لیکن پولیس نے ایسی کسی مورتی سے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسی کوئی مورتی وہاں سے نہیں حاصل ہوئی۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ کوئی دو ماہ کے بعد ایک شام پولیس کے ایک بڑے افسر نے مجھ سے خفیہ ملاقات کر کے اس مورتی کے بارے میں پوچھا تو میں نے

اسے تفصیل بتا دی۔ اس نے مجھے وہ مورتی دیتے ہوئے کہا کہ اس سے بڑی غلطی ہو گئی۔ اس نے برآمد شدہ مال سے یہ مورتی چرا لی تھی اور بدنیتی کا مرتکب ہوا تھا لیکن اس دن سے اس کا کھانا پینا حرام ہو گیا۔ گھر والی اچانک مرگئی بیٹے کا حادثہ ہو گیا اور وہ معذور ہو گیا۔ بیٹی ایک نوجوان کے ساتھ فرار ہو گئی۔ اسے خوابوں میں وارننگ ملی تھی مگر اس نے اسے صرف خواب سمجھا تھا۔ اس نے مجھے مشورہ دیا کہ جہاں سے یہ مورتی اٹھائی ہے وہیں پہنچا دی جائے۔ مگر میری آنکھیں پھر بھی نہ کھلیں۔ پھر بہت سے حادثے ہوئے۔ میری ایک بیٹی پاگل ہو گئی دھرم پتنی بیمار ہو گئی۔ دشمنوں نے سر ابھارے کئی مقدمے ہارنے کے بعد میرا دیوالیہ نکل گیا۔ ساری عزت خاک میں مل گئی۔ تب میرے ہوش جاگے اور آخر کار میں نے اس سفر کی تیاری کی اور چل پڑا۔ میرے ساتھ یہ سب لوگ تھے میرے چار جاں نثار.... بیوی بچے' راستے میں پھر ہمیں کٹھنائیاں بھوگنی پڑیں۔ کچھ ڈاکو پیچھے لگ گئے' بچ تو گئے ان سے مگر.... مال اسباب ان کے ہاتھ لگ گیا۔ مجبوراً راستہ کاٹ کر ادھر آئے اور اب.... یہاں ہیں اور اس حال میں ہیں۔"

میں نے بھی یہ پوری کہانی سنی تھی۔ مگر اسے سن کر میرے دل میں صرف ایک احساس جاگا تھا۔ میرا بھی میرے ہیا سے ہستی سمبندھ ہے۔ کوئی میرے ہیا کو مجھ تک کیوں نہیں پہنچا دیتا۔ کافی وقت میں نے اس نئے خیال کے بارے میں سوچتے ہوئے گزارا تھا۔ دنیا میں کوئی ایسا علم نہیں ہے کہ میں ہیا کو اپنے پاس بلا سکوں۔ کاش کوئی ایسا شخص ملے جو مجھے اس علم سے روشناس کرا دے۔ میں نے عالی تبارک کی آواز سنی۔

"مورتی تمہارے پاس ہے؟"

"ہاں۔"

"ہم دیکھ سکتے ہیں؟"

"ہاں دیکھ سکتے ہو۔" راجہ راؤ نے عجیب سے لہجے میں کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ عورتوں کے پاس پہنچ کر اس نے ایک گٹھری اٹھائی اسے کھولا پھر خانقاہ میں رنگین اجالا ہو گیا۔ مہاتما بدھ کی مورتی تھی اور اسے دنیا کی سب سے حسین تخلیق کہا جا سکتا تھا۔ سونے کی سنہری چمک اور بیش قیمت جواہرات سے مرصع ایسی شے جسے دیکھ کر سحر طاری ہوتا تھا۔ راؤ ہریچہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ "دنیا کے لئے ایک انمول خزانہ.... لیکن...." اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"واقعی نایاب ہے۔" عالی تبارک بولا۔

"کوئی سوچ سکتا ہے کہ جس کے پاس یہ ہے وہ دل سے یہ چاہتا ہو کہ کوئی اسے چرا لے' چھین لے۔"

"اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔ یہ پھر تمہارے پاس آ جائے گی۔" عالی تبارک نے

کہا۔

"ہاں.... بدبختی یہی ہے کہ میں نے اسے حاصل کیا تھا اور مجھے ہی اسے اس کی منزل پر پہنچانا ہو گا۔"

"ماہر.... تمہیں یاد ہے کہ عدلان پاشا نے ایک لوح کے حصول کے لئے میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ خدا کی قسم وہ اس سے بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا۔ یہ ایک پراسرار کھیل ہے۔ شیطان نے انسان کو بہکانے کے مختلف ڈھنگ نکالے ہوئے ہیں اور لوگ اس کے جال میں پھنس کر خود کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔"

"میں اسے چھو کر دیکھ سکتا ہوں۔" گیرٹ میئر بولا۔

"جیسے دل چاہے' دیکھ سکتے ہو۔ یہ وہ شے ہے جس سے اب مجھے دنیا میں سب سے زیادہ نفرت ہے۔" پربت راؤ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

گیرٹ نے مورتی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو عالی تبارک نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"نہیں گیرٹ۔ جس شے کی نحوست کے لاتعداد ثبوت ہوں اسے چھونا بھی درست نہیں ہے۔ دل میں لالچ پیدا ہوتا ہے اور انسان بھٹک جاتا ہے۔"

"میں مضبوط قوت ارادی رکھتا ہوں مسٹر تبارک۔" گبرٹ بولا۔

"لیکن تم اسے چھونے سے گریز کرو۔ کیونکہ تم ہمارے ساتھ ہو۔" اس بار عالی تبارک نے کسی قدر درشت لہجے میں کہا۔

"سوری لارڈ.... سوری۔" گیرٹ اس مطالبے سے دستبردار ہو گیا۔

"بس تم اسے رکھ دو....!" عالی تبارک بولا اور راجہ ہریچہ نے اسے اسی طرح گٹھری میں باندھ کر اپنی بیوی کے حوالے کر دیا۔

"پتا جی.... مجھے نیند آ رہی ہے۔" کونے سے راجہ ہریچہ کی بیٹی کی آواز سنائی دی۔

"تو لیٹ جا.... کیا یہ تیرا بیڈ روم ہے کہ تیرے لئے انتظام کروں۔"

"ہونہہ.... دوسروں کی مصیبتیں کس طرح بھگتنی پڑتی ہیں۔ مجھے جگہ دو۔" لڑکی نے کہا اور ماں اور بہن کے پاس گٹھری بن کر لیٹ گئی۔

"ہم اس طرف چلے جاتے ہیں۔ تم یہاں آرام کرو....!" عالی تبارک نے کہا اور ماہہ کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف چل پڑا۔ بوسیدہ خانقاہ پہلے ضرور ایک شکل رکھتی ہو گی لیکن اب وہ لکڑی اور پتھروں کی تعمیر کا ایک کھنڈر تھی۔

پھر سب دوسرے حصے میں آ گئے۔ عالی تبارک نے ماہہ سے کہا۔ تم خود کو سنبھالو ماہہ۔ یہ تو معمولی سا واقعہ ہے۔ ہمیں ابھی نہ جانے کیا کیا خطرات درپیش ہوں گے۔"

"باہر جو کچھ ہے۔ اس کے بارے میں سوچ کر مجھے اختلاج ہو رہا ہے ڈیڈی۔"

"تم نے حوصلہ ہار دیا ہے۔ ورنہ عدلان پاشا کے چنگل سے میری رہائی کے لئے تم نے

جس دلیرانہ جدوجہد کا ثبوت دیا تھا وہ بے مثال تھی۔ خیر خود کو سنبھالو۔ ویسے بھی شاید صبح کی روشنی نمودار ہونے والی ہے۔ اس کے بعد ہم یہ جگہ چھوڑ دیں گے۔"

"آؤ ارباب باہر چلیں۔ یہاں گھٹن ہے۔" میں نے کہا اور ارباب اٹھ گیا۔ "بشرطیکہ تم چلنا چاہو۔" میں جلدی سے بولا۔

"کیوں خطرہ مول لے رہے ہو۔ یہ گوشہ عافیت ہے۔ آرام سے بیٹھو۔" گیرٹ میسٹر بولا لیکن ہم دونوں اس کی بات کو نظر انداز کر کے باہر نکل آئے۔ ابھی روشنی نہیں پھیلی تھی لیکن اندازہ ہو رہا تھا کہ صبح ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ ارباب نے کہا۔

"حشم اگر چاہے تو دنیا کے بیش قیمت خزانوں کی نشاندہی کر سکتا ہے لیکن..... وہ سیر چشم ہے اور ان چیزوں کو بے حقیقت سمجھتا ہے۔"

"اور تم...؟" میں نے سوال کیا۔

"میں بھی اس کا تربیت یافتہ ہوں۔ اپنی محنت سے حاصل کیا ہوا رزق دنیا کی سب سے قیمتی چیز ہوتی ہے۔"

"ارباب..... سونے اور چمکدار پتھروں سے بنے ہوئے ان مجسموں کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ خود کو دوسرے مجسموں سے جدا کرنے والے کو اس طرح مجبور کر دیں۔ کیا انسان یہ قدرت نہیں حاصل کر سکتا۔" میں نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سونے کے مجسموں کا یہ طلسم بھی انسان ہی کا رہین منت ہے ورنہ یہ بے جان مجسمے خود کچھ نہیں ہوتے۔"

"ایسے انسان کہاں ہوتے ہیں جن کے پاس یہ علم ہے....!"

"ایں..... ہاں..... ارے وہ دیکھو..... وہ.....اوہ..... میرے خدا..... دیکھو وہ.....!" ارباب ایک طرف اشارہ کر کے بولا۔ میں نے بھی اس طرف دیکھا نیم تاریک فضا میں ستاروں کی پھواریں ابھر رہی تھیں اور وہ پرواز کرتے ہوئے فضا میں تحلیل ہو رہے تھے۔

میرے دماغ میں خون کی گردش تیز ہو گئی۔

اس لمبی چھلانگ میں میری قوت ارادی کا دخل نہیں تھا۔ نہ ہی وہ تجسس سے پیدا ہونے والی کیفیت تھی۔ بس اندرونی طور پر ایک خواہش ابھری تھی کہ اسے قریب سے دیکھوں اس کے بارے میں جانوں لیکن اس خواہش میں بے خودی بھی نہیں تھی۔ نہ جانے کونسے جذبے تھے۔ میں نے ارباب طالع کی چیخ سنی تھی۔ "سنبھل کر ماہر..... راستے پر خطر ہیں۔"

میں نے یہ فاصلہ برق رفتاری سے عبور کر لیا۔ اس دوران میری نظریں ستاروں پر ہی نہیں ستاروں والی پر بھی تھیں۔ وہی دلفریب پیکر جس سے ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی اور وہ ستارے لٹا رہا تھا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ گرائے اور ٹیلے کے دوسری طرف اتر گئی۔

اس ٹیلے کو بھی میں نے لمحوں میں عبور کیا تھا اور اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں اب سے ایک ثانیہ قبل وہ کھڑی تھی۔ اس کا منتشر کیا ہوا آخری ستارہ بھی ابھی روپوش نہیں ہوا تھا اور فضا کو چمکاتا ہوا دور جا رہا تھا۔ لیکن ٹیلے کے دوسری طرف ایک پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی یہاں تک کہ ہوا بھی کچھ لمحوں کے لئے دم بخود ہو گئی تھی۔ میری نگاہ تاحد نگاہ تک پھیلے ہوئے میدانوں میں بھٹکنے لگی، لیکن کہیں کوئی جنبش نہیں تھی۔ پہاڑ پتھر سہمی ہوئی نظروں سے مجھے تک رہے تھے۔ البتہ فضا میں پھیلی ہوئی خوشبو مجھے احساس دلا رہی تھی کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ جاگتی آنکھوں کا خواب نہیں تھا۔ یہاں تو دور دور تک کوئی غار یا ایسے پتھر بھی نہیں تھے جن کے عقب میں کوئی چھپ جائے۔

اچانک کچھ آوازیں ابھریں اور میں نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ ارباب طالع تھا جو بے تحاشا دوڑتا چلا آ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ میرے قریب آ گیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ اس عالم میں اس سے کوئی سوال تو نہیں کیا جا سکتا تھا۔ البتہ میں نے اس سے اتنا ضرور کہا۔ "اپنی قوت شامہ کو ضرور استعمال کرنا اور مجھے بتانا کہ کیا تم نے کوئی خوشبو محسوس کی۔"

ارباب طالع نے آنکھیں بھینچ کر گردن اٹھائی اور اسے ہلا کر گویا مجھے یقین دلایا کہ وہ میری ہدایت پر عمل کرے گا۔ میں نے اس پر سے توجہ ہٹا کر پھر دور دور تک دیکھا۔ اب اجالا پھوٹنے لگا تھا اور رات کا سحر بے نور ہوتا جا رہا تھا۔ ارباب کی حالت آہستہ آہستہ درست ہوئی تو اس کے منہ سے آواز نکلی۔

"خدا کی پناہ' سینہ پھوڑے کی طرح دکھنے لگا تھا۔"

"تمہیں اتنی تیز نہیں دوڑنا چاہئے' خوشبو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"خوشبو کی بات کیوں کرتے ہو۔ شاید یہ بھول رہے ہو کہ میں نے تمہیں اس کی طرف متوجہ کیا تھا۔ ویسے یہ خوشبو یقیناً جوہی کے پھولوں کی ہے' لیکن وہ کون ہے؟"

"یہی تجسس مجھے اس کی طرف دوڑاتا ہے۔" میں نے کہا۔

"یقیناً وہ کوئی طلسم کوئی سحر ہے' تمہارے یہاں آنے پر وہ روپوش ہو گئی کیا اس ٹیلے سے اترنے کے بعد وہ تمہیں نظر آئی؟"

"بالکل نہیں۔"

"تعجب ہے ذرا اپنی جگہ سے ہٹو۔" ارباب طالع نے اچانک گھٹنوں کے بل ٹیلے پر بیٹھ کر کہا اور میں اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ طالع نے زمین پر دونوں ہاتھ لگائے اور جھک کر چٹانی زمین دیکھنے لگا پھر ایک دم بولا۔ "آہ..... یہ دیکھو یہ تمہارے قدموں کے نشان ہیں' لیکن یہ نشان دیکھو یہ اجنبی ہیں۔"

اس کے متوجہ کرنے پر مجھے بھی پہلی بار خیال آیا اور میں بھی جھک گیا رات کو گرنے والی شبنم نے پتھر نم کر دیئے تھے اور اس نمی نے قدموں کے نشان ابھارے تھے۔ چھوٹے چھوٹے سپاٹ نشان جو عجیب سے تھے.....! میں ان نشانوں کا سہارا لے کر نیچے اتر گیا۔ پھر ٹیلے کے دامن میں بھی مجھے کچھ نشان نظر آئے۔ پتھریلی زمین اس سے زیادہ رہنمائی نہیں کر سکی تھی۔ ارباب میرے پاس آ گیا اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"ان نشانات نے صورت حال کو اور پراسرار کر دیا ہے۔"

"کیوں.....؟"

"اس کا مطلب ہے وہ کوئی جاندار وجود ہے' صرف سایہ یا ہوا نہیں ہے۔"

"سایہ' یا ہوا انسانی شکل اختیار کر کے ستارے لٹا سکتا ہے؟" میں نے کہا اور واپسی کے لئے قدم اٹھا دیئے۔

"ہاں کیوں نہیں' غول بیابانی سے متعلق لاتعداد داستانیں وجود رکھتی ہیں' لیکن بس ایک بات ذہن کو الجھاتی ہے وہ یہ کہ وہ تمہارا پیچھا کیوں کر رہی ہے؟"

"اتفاق نہیں ہو سکتا؟"

"شاید نہیں' کیونکہ جہاں تم ہوتے ہو' وہ وہاں پہنچ جاتی ہے جیسے اس آبادی میں ویرانوں کے باسی اگر ویرانوں میں نظر آ جائیں تو اتنی تعجب کی بات نہیں۔"

"اس اسرار کا سراغ لگانا ہو گا۔"

"اس کی ایک ترکیب ہے' ہم آئندہ کا سفر آبادیوں میں کریں۔ وہاں وہ نمایاں ہو سکتی ہے۔"

"گیرٹ میئر اور حشم یہ پسند نہ کریں گے۔" میں نے کہا تو ارباب نے خاموشی اختیار کر لی۔ جب ہم اپنی اقامت گاہ پر پہنچے تو خوب اجالا ہو گیا تھا۔ سب جاگ گئے تھے اور ہمیں اپنی طرف آتے دیکھ رہے تھے۔ عالی تبارک نے کہا۔

"تم دونوں کہاں چلے گئے تھے۔"

"صبح کی ہوا لینے۔"

"راؤ ہریچہ اور اس کے بچے اس بات کے خواہش مند ہیں کہ اب یہاں ایک لمحہ نہ گزاریں' اس کی بیوی اور بیٹیاں اس خوف سے باہر نہیں نکلیں کہ انہیں یہ بھیانک منظر دیکھنا پڑے گا۔ ماہہ بھی باہر آنے سے گریز کر رہی ہے۔"

"ان لوگوں کو جانے دیا جائے۔" ارباب طالع نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں ارباب..... بے چارہ زندہ درگور ہو رہا ہے پھر میں نے گیرٹ میئر سے مشورہ بھی کیا ہے' وہ کہتا ہے کہ ہم اسی راستے سے گزریں گے' فرق صرف اتنا ہو گا کہ ہم کیشو کائی کی آبادی سے کچھ فاصلے پر احتیاط کر کے چلیں گے' لیکن تھوڑا سا رخ بدل لیا جائے تو کیشو کائی کی آبادیاں دور نہ رہیں گی۔"

"لیکن اس کے بعد ہمیں راؤ ہریچہ کا ساتھ دینا چھوڑنا ہو گا ہم اس کے باقی کام میں اس کے ہمراہ نہیں ہوں گے۔"

"اگر آپ ہمیں وہاں تک بھی نہ سہارا دیں مہاراج تو ہم شکایت نہیں کریں گے' ہم نے سنسار سے شکایت چھوڑ دی ہے۔" راؤ ہریچہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"نہیں راؤ ہریچہ ہم کیشو کائی تک تمہارا ساتھ دیں گے۔" تبارک نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

بعد میں دوران سفر ارباب طالع نے کہا۔ "ہمارا منصوبہ بھی یہی تھا کہ تھوڑا سا سفر آبادیوں میں کیا جائے شکر ہے اس کی فرمائش کی ضرورت نہیں پیش آئی۔"

چونکہ ہمارے پاس خچروں کی تعداد ضرورت سے زیادہ تھی اس لئے تھوڑی سی تبدیلی کر کے سامان تقسیم کر لیا گیا تھا۔ اسی طرح ہر ایک کو سفر کے لئے خچر مل گیا تھا۔ راؤ ہریچہ کی دونوں لڑکیاں بہت خوبصورت تھیں۔ شوبھا دیوانی تھی بکھرے بال اور خشک چہرے والی جس کے ہر انداز سے وحشت ٹپکتی تھی۔ چھوٹی لڑکی بے شک بڑی سے زیادہ خوبصورت تھی لیکن بے حد نک چڑھی معلوم ہوتی تھی خچر پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔

"یہ میرے آگے پیچھے کیوں لٹکا دیئے ہیں انہیں ہٹاؤ یہاں سے۔"

"تیرے ہوش خراب ہیں کیا.....؟" راؤ ہریچہ نے کہا۔

"ہونہہ.....!" اس نے منہ ٹیڑھا کر کے کہا۔ راستے بھر اس نے ہر بات پر اعتراض کیا تھا۔ زخمی ناگر کی کیفیت راستے بھر خراب رہی تھی۔ وہ مسلسل نیم بے ہوشی کا شکار رہا تھا

اور عالی تبارک نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اس کا بہت خیال رکھا تھا۔ اسے سامان کے انبار پر اوندھا لٹا دیا گیا تھا اور عالی تبارک نے اس کا خچر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ چونکہ خچر ویسے بھی سست رفتار تھے پھر ایک شدید زخمی اور بے ہوش آدمی ہمراہ تھا اس لئے بھی رفتار مزید سست رکھی گئی تھی۔ اس لئے پہلے دن سفر بہت کم رہا اور فاصلے کم طے ہوئے۔ ارباب طالع نے سرخوشی کے عالم میں کہا۔

"کیشو کائی کے سفر میں کافی وقت لگے گا' ہمیں راشن اور پانی کا خیال رکھنا ہو گا۔"

"آبادی میں پہنچ کر ضرورت کی تمام چیزیں مل جائیں گی۔ اب انہیں بھوکا تو نہیں مار سکتے۔ ان پہ اظہار نہ کرو تو اچھا ہے' مجھے اس زخمی کی فکر ہے' بھیڑیئے کے دانتوں کا زہر چڑھ رہا ہے' مجھے اس کے بدن پر نیلاہٹیں نظر آ رہی ہیں۔"

"اس کا علاج ہے۔" میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگے۔

"کیا ماہر...؟"

"اس کا زہر ختم ہو جائے گا اگر آپ مجھے اجازت دیں۔"

"یہ تو اچھی بات ہے' انسان ہر حالت میں انسان ہوتا ہے چاہے کسی بھی حیثیت کا مالک ہو۔"

شام کے قیام میں راؤ ہریچہ سے بات ہوئی تو اس نے کہا۔

"بے بسی انسان کو بے حس بھی کر دیتی ہے۔ میری مجبوری ہے ورنہ یہ میرے ایسے وفاداروں میں ہے جنہوں نے ہمیشہ میرے لئے جان کی بازی لگائی ہے اور وہ تینوں بھی جو مجھ سے بچھڑ گئے۔ ہریچہ کی آواز سسکی بن گئی۔

کھانا کھانے کے وقت سدھا نے کہا۔ "ان لوگوں کے ساتھ سرونٹس بھی نہیں ہیں۔"

"کیوں سدھا؟"

"یہ برتن بہت گندے ہیں اور یہ کھانا....."

"بھگوان ہی تجھے عقل دے۔" راؤ ہریچہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا' جوں جوں رات ہوتی جا رہی تھی میرے دل میں تجسس بڑھ رہا تھا۔ ارباب میرا راز دار بن گیا تھا۔ اس وقت موسم بے حد خوشگوار تھا میں اور ارباب خیمے سے باہر نکلے تو ماہہ نے کہا۔

"اگر مجھے اجازت ہو تو میں بھی تم لوگوں کا ساتھ اختیار کر لوں' کیا اس علاقے میں بھی بھیڑیئے ہوں گے۔" ارباب نے میری طرف دیکھا تو میں نے کہا۔

"آؤ ماہہ اور بھیڑیوں کا خوف نہ کرو۔" ہم ٹہلتے ہوئے دور نکل آئے ہریچہ اور عالی تبارک باتیں کر رہے تھے۔ ہریچہ کی بیوی اور لڑکیاں شاید خیمے میں تھیں' ہم ٹہلتے ہوئے کچھ دور نکل آئے۔ ارباب نے کہا۔

"اس شخص کی کراہوں پر مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے کل ہم سفر کی رفتار تیز کریں گے تا

کہ کیشو کائی پہنچنے میں زیادہ وقت نہ لگے۔ ویسے تم اس کے علاج کی بات کر رہے تھے۔"

پھر ہمیں ایک دم خاموش ہونا پڑا۔ ایک چٹان کے عقب سے کچھ آوازیں ابھری تھیں جو رات کے سناٹے میں واضح ہو گئیں۔ "تم یہاں کیوں آ مرے...." یہ سدھا کی آواز تھی۔

"نو مس.... نو مس' آپ کا یہاں تنہا ہونا مخدوش ہے۔ یہ برفانی علاقے ہیں اور رات ہوتے ہی برفانی بھیڑیئے شکار کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔" گیرٹ میئر کی آواز بھی صاف پہچان لی گئی۔

"تو پھر....؟"

"میں نے سوچا کہ آپ کی حفاظت کروں۔"

"تم حفاظت کرو گے۔" سدھا حقارت سے بولی۔

"بیشک....!"

"دیکھو.... میں دوسری قسم کی لڑکی ہوں' مجھے مردوں کی بو سے نفرت ہے سمجھے' دفع ہو جاؤ۔"

"ہم نے بہترین پرفیوم لگایا ہے۔ آپ محسوس کریں۔"

"تم سب کی نظریں دیکھ رہی ہوں' جہاں لڑکیاں ہوتی ہیں وہاں تم مکھیوں کی طرح منڈلاتے ہو۔ وہ بہادر بھی میری وجہ سے بھیڑیوں سے لڑ گیا۔ اس نے سوچا ہو گا کہ شاید اس طرح وہ میرا ہیرو بن جائے گا۔"

"مسٹر طبالی.... ہاں شاید ایسا ہی ہو۔" گیرٹ میئر نے کہا۔

"اور کوشش کر رہا ہے کہ میں خود اسے مخاطب کروں لیکن میں نے آج تک کسی نوجوان کو گھاس نہیں ڈالی۔"

"اوہ.... کیا آپ کے ہاں نوجوان گھاس کھاتے ہیں۔"

"کوشش ضرور کرتے ہیں۔" سدھا نے کہا۔ پھر بولی۔ "اور تم..... تم تو نہایت گندی نسل سے تعلق رکھتے ہو۔ مجھے سفید چمڑی والوں سے شدید نفرت ہے۔"

"نہیں سدم' یہاں دوران سفر مجبوری ہے' ورنہ میں تو روزانہ نہاتا ہوں' میرا تعلق نہایت صاف ستھری نسل سے ہے۔"

"بکواس کرتے ہو' انگریز سے زیادہ گندا اور کوئی نہیں ہوتا اور پھر میں تو تمہاری گندی ذہنیت کی بات کر رہی ہوں۔" سدھا نے کہا۔

"مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی مس...."

"تم نے.... تم نے ہمارے ہندوستان پر قبضہ کر لیا تھا۔"

"میں نے....؟" گیرٹ میئر نے حیرت سے کہا۔ پھر بولا۔ "یقین کریں مس اگر میرے پاس سے ہندوستان کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نکل آئے تو آپ مجھے گولی مار دیں۔"

”میں تم سے نفرت کرتی ہوں..... تم سب سے۔“

”دوسرے کون مس....؟“

”بس تم سب.....“

”آہ..... کتنے دن سے آپ لوگ مشکلات کا شکار ہیں۔ میں تو مسٹر راؤ ہریجہ کی داستان سن کر ہی غمزدہ ہو گیا ہوں۔ بے چارے اس عمر میں کتنی پریشانی اٹھا رہے ہیں۔ میرا دل بار بار چاہتا ہے کہ آپ کی مدد کروں۔“

”تم ہماری کیا مدد کر سکتے ہو؟“

”خاص طور سے میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اس طرح پہاڑوں میں سر پٹختے دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ بس آپ کو ایک پیشکش کرنا چاہتا ہوں۔“

”کیا.....؟“

”آپ خاموشی سے وہ مورتی میرے حوالے کر دیجئے اور مجھے وہ جگہ بتا دیجئے جہاں اسے پہنچانا ہے۔ میں اسے لے کر نکل جاؤں گا اور آپ کو آزادی مل جائے گی۔“

”چلو اٹھو میرے پاس سے۔ اٹھ جاؤ ورنہ میں چیختی ہوں....“ سدھا نے کہا اور گیرٹ میئر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”سوری سوری مس... آپ یقین کریں یہ تو بس ایک تجویز تھی وہ بھی آپ کی وجہ سے....“ گیرٹ میئر دوبارہ بیٹھتے ہوئے بولا۔

”اٹھو.....“ سدھا تیز لہجے میں بولی اورر گیرٹ میئر جلدی سے اٹھ گیا۔

”وہ مس‘ دراصل.....“ اس نے کہا پھر یہ محسوس کر کے کہ سدھا اب چیخنے والی ہے اس نے دوڑ لگا دی۔ ماہہ تبارک بے اختیار ہنس پڑی تھی۔ اس کی ہنسی کی آواز سن کر سدھا بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے ہم تینوں کو دیکھا اور نفرت سے ”ہونہہ“ کہہ کر وہاں سے خیموں کی طرف چل پڑی۔

”بیمار لڑکی۔“ ارباب طالع نے آہستہ سے کہا۔

”لیکن یہ گیرٹ میئر.....“ ماہہ تبارک بولی اور دوبارہ ہنس پڑی۔

”وہ جس قدر لالچی ہے ہمیں پہلے ہی اندازہ ہے۔ مورتی دیکھ کر وہ پاگل ہو گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے ک وہ دنیا کی قیمتی ترین چیز ہے۔ لیکن بے حد خطرناک۔“

”تم اسے خطرناک تسلیم کرتے ہو ارباب....؟“ میں نے سوال کیا۔

”اس سے متعلق کہانی تم نے بھی سنی ہے۔“

”وہ صرف کہانی ہے‘ ورنہ کیا تم اس حقیقت کو نہیں مانتے کہ اسے انسانی ہاتھوں نے ہی بنایا ہو گا۔ پیلی دھات اور چمکدار پتھروں کے آمیزے کو کسی انسان نے ہی یکجا کیا ہو گا۔“

”بالکل ٹھیک‘ لیکن انسانی عقیدے ہی طلسم ہوتے ہیں ورنہ طلسم کیا چیز ہے‘ پراسرا

علوم کیا ہوتے ہیں‘ جنتر منتر‘ جادو ٹونے۔ یہ سب تصوررات کی تخلیق ہیں اور تصور..... سب کچھ تصور میں ہی پوشیدہ ہے۔ تصور ہی نقش کی شکل اختیار کرتا ہے اور تخلیق ناقابل تسخیر ہوتی ہے۔ وہی کہیں پتھروں کی مجسموں میں‘ کہیں سورج کی شعاعوں میں‘ کہیں چاند کی کرنوں میں ایمان بن جاتا ہے اور عقیدہ اسے حقیقت بنا دیتا ہے۔“

میں نے حیرت سے ارباب طالع کو دیکھا - پھر بولا۔ ”یہ تمہاری ریسرچ ہے۔“

”نہیں‘ عالی حشم کی تعلیمات‘ اس کے افکار۔“

”مجھے عقیدوں کا یہ علم درکار ہے طالع....“

”پالو گے.... عقیدہ پختہ کر لو....“ ارباب طالع نے کہا۔

”آہ۔ کیا میرا عقیدہ میرے ہیا کو مجھ سے ملا سکتا ہے۔“ میں نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خدا کی قسم‘ ہاں..... میں زندہ رہوں یا نہ رہوں میری اس ہاں کو یاد رکھنا۔“ ارباب طالع نے کہا۔

صبح ہو گئی۔ معمولات کا آغاز ہو گیا۔ لیکن ناگر کی حالت بہتر نہیں تھی۔ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں کراہ رہا تھا۔ خیمے سے نرت کی آواز ابھری جو ہریجہ کا بیٹا تھا۔

”میری رائے ہے اسے یہیں چھوڑ دیں۔ آخر ہم اسے کہاں تک لئے لئے پھریں گے۔ اس کی وجہ سے سفر کسی قدر سست ہو گیا ہے۔ ہمیں جلدی پہنچنا بھی ہے۔“ نرت کی اس بات پر کسی نے کچھ نہیں کہا تھا۔ میرے جبڑے بھنچ گئے تھے۔ میں دوسرے خیمے میں پہنچا۔ یہاں پیٹرومیکس رکھا ہوا تھا۔ دوسرے سامان میں سے میں نے کاٹن کی ایک قمیض نکالی جو نہ جانے کس کی تھی۔ میں نے اس پر غور نہیں کیا تھا بس میں نے قمیض لے کر اس کی بے شمار چندھیاں کر لیں۔ دوسرے لوگوں کو میری اس کارروائی کا علم نہیں تھا۔ بہت سی چندھیاں اور لمبی پٹیاں لے کر میں باہر آیا۔ دوسرے تمام لوگ خیمے سے نکل آئے تھے صرف ناگر خیمے میں پڑا کراہ رہا تھا۔ میں نے اسے بستر سے ہٹا کر زمین پر لٹا دیا۔ پھر اس کے ادھڑے ہوئے شانے سے وہ بینڈیج کھولنے لگا جو اتنے خطرناک زخم کے لئے بے مقصد تھی۔ اس کا زخم نمایاں ہو گیا۔ ناگر تکلیف کی وجہ سے زور زور سے کراہنے لگا تھا۔ میں نے کپڑے کی چندھیاں اس کے پورے زخم پر کس دیں۔ پھر اور بہت سا کپڑا اس پر باندھ دیا۔ اس کے بعد میں نے پیٹرومیکس لیمپ کی ٹنکی کا ڈھکن کھولا اور کیروسین آئل ان چندھیوں پر انڈیلنے لگا۔ کیروسین آئل زخم تک پہنچا تو ناگر کی کراہیں چیخوں میں بدل گئیں اور وہ ہاتھ پاؤں پٹخنے لگا۔ اس کی چیخیں سن کر نہ جانے کون کون اندر آ گیا۔ مجھے دیکھ کر سب حیران رہ گئے تھے۔

”یہ..... یہ کیروسین کی بدبو کہاں سے پھیلی۔ ارے.... یہ..... یہ کیا کر رہے ہو؟“

ہریچہ کے بیٹے وکرم نے کہا لیکن میں نے گردن نہیں گھمائی۔ مجھے اندازہ تھا کہ کچھ دیر کے بعد ناگر کی حالت بالکل مختلف ہو جائے گی اس لئے اسے قابو میں کرنے کے لئے میں اس کے بدن پر سوار ہو گیا۔ نرت پر کچھ زیادہ ہمدردی سوار ہوئی تو وہ آگے بڑھ کر میرے سر پر پہنچ گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو دیوانے۔ ارے تم دیکھ رہے ہو..... یہ کیا ہو رہا ہے.....یہ.....اٹھو..... جنگلی جانور..... اٹھو اس پر سے.....!" نرت نے میری بغلوں میں ہاتھ ڈال کر مجھے اٹھانے کی کوشش کی۔ یہ ایسی کوشش تھی جسے میں نے کبھی برداشت نہیں کیا تھا۔ میں خاموشی سے اٹھ گیا۔ نرت نے مجھے ایک طرف دھکیلنے کی کوشش کی اور خود ہی لڑکھڑا گیا۔ تب میں نے آگے بڑھ کر اس کی گردن اپنے ہاتھ کے شکنجے میں کس لی اور خیمے میں کئی چیخیں گونج اٹھیں لیکن مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے یہ بھی نہیں دیکھا تھا کہ وہاں کون کون موجود ہے۔ البتہ نرت کی گردن ایک ہاتھ سے دبوچ کر دوسرے ہاتھ سے میں نے اس کی کمر پکڑی اور اسے اٹھائے ہوئے باہر نکل آیا۔ خیمے سے باہر نکل کر میں نے اسے سر سے بلند کیا اور بہت دور اچھال دیا۔

ایک بار پھر بہت سی چیخیں ابھری تھیں۔ لیکن ان پر توجہ دیئے بغیر میں واپس خیمے میں آ گیا اور تڑپتے ہوئے ناگر پر دوبارہ سوار ہو گیا۔ قریب رکھے ہوئے پیٹرومیکس سے میں نے پھر چندھیوں پر تیل انڈیلا اس کے بعد ماچس نکال کر چندھیوں کو آگ دکھا دی۔

"ہے رام..... ہے رام..... ہے رام کی کئی آوازیں ابھریں۔" اور کچھ لوگ چیختے ہوئے باہر بھاگ گئے۔ آگ ناگر کے زخموں تک پہنچی تو اس نے وحشت سے آنکھیں کھول دیں۔ پھر اس کی دہشت ناک چیخوں سے فضا گونج اٹھی میں نے اسے دبوچ رکھا تھا اور اس میں مجھے کافی طاقت صرف کرنی پڑ رہی تھی۔ شدت تکلیف سے اس کی طاقت کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ سارا بدن پسینے سے بھیگ گیا تھا مگر میں اسے بری طرح دبوچے ہوئے تھا۔ باہر کون کیا کہہ رہا تھا میرے کانوں میں کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ میں بس ناگر کے جلتے ہوئے زخم کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بار بار بے ہوش ہو رہا تھا۔ بار بار ہوش میں آ رہا تھا۔ اس کی آواز اب بند ہو گئی تھی۔ ساری چندھیاں جل گئیں تو میں نے جلے ہوئے کپڑے کو اس کے زخموں میں ٹھونس دیا پھر ایک پٹی کس کر اپنے کام سے فارغ ہو گیا۔ خیمے میں اب عالی تبارک کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ عالی تبارک نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور بولا۔ "اللہ تمہاری اس کوشش کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔"

سفر پھر شروع ہو گیا۔ البتہ مسافروں میں ایک اور زخمی کا اضافہ ہو گیا تھا یہ نرت تھا جس کے کافی چوٹیں آئی تھیں لیکن کسی نے میرے اس عمل پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ دوسری رات کے بعد دوسرا دن تھا اور اس دن دوپہر کے بعد راجہ ہریچہ نے کہا۔ "ہم کیشو

کائی کے قریب ہیں۔ یہ سامنے جو میدان نظر آ رہے ہیں انہیں عبور کرنے کے بعد ہمیں کیشو کائی نظر آ جائے گی۔" گیرٹ نے اس خیال کی تائید کر دی تھی۔ ویسے دوران سفر وہ سب مجھ سے وحشت زدہ رہے تھے۔ سدھا تو مجھ پر نظر ڈال کر آنکھیں بند کر لیتی تھی۔ ہریچہ پارٹی میرے سامنے سے گزرنے سے بھی کتراتی تھی۔ خود گیرٹ مسٹر اب مجھ سے بات کرتے ہوئے ہکلانے لگتا تھا لیکن ناگر کے ساتھ میں نے جو کچھ کیا تھا اس نے ناگر کو فائدہ دیا تھا۔ اس کی حالت بہتر نظر آتی تھی۔ کیشو کائی کے بارے میں جاننے کے بعد میدان کو عبور کرنے میں خاصی تیز رفتاری کا مظاہرہ کیا گیا۔ پھر ہم نے کیشو کائی دیکھا۔ ہم جس سڑک سے گزر رہے تھے وہ کشادہ اور خوبصورت تھی دونوں طرف کھیتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور ان کی انتہا پر درختوں کے جھنڈ بکھرے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ عبادت گاہیں نظر آ رہی تھیں۔ چھوٹی چھوٹی آبادیاں بھی ان کے اطراف میں بکھری ہوئی تھیں۔ کافی دور کچھ اونچی عمارتیں بھی دھند میں لپٹی نظر آ رہی تھیں جس سے احساس ہوتا تھا کہ کیشو کائی اچھا خاصا بڑا شہر ہے۔

"کچھ فاصلہ طے کر کے ہم بداوا کی عبادت گاہ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ یہ بہت بڑا گوڑا ہے اور اس کے اطراف میں لوگ کیمپ لگاتے ہیں۔" ہریچہ راؤ نے بتایا۔

"تمہارا کیا منصوبہ ہے؟"

"سمبار کالچے کے لئے یہیں سے راستہ جاتا ہے۔ میں یہاں کچھ وقت قیام کر کے سمبار کالچے جاؤں گا۔"

"اپنے خاندان کے ساتھ.....؟" عالی تبارک نے پوچھا اور راؤ ہریچہ سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔ "نہیں۔ ان لوگوں کو یہیں چھوڑنا ہو گا۔ مورتی کو اس کی جگہ واپس پہنچانا ایک مشکل کام ہے۔ کیا تم اس کام میں میری کچھ مدد کرو گے؟"

"بالکل نہیں..... یہاں سے ہم اپنی منزل کا راستہ لیں گے۔"

"ہاں تمہیں ایسا ہی کرنا چاہئے لیکن تم نے میری جس طرح مدد کی ہے میں اسے کبھی نہیں بھولوں گا۔"

جس وقت ہم اس عبادت گاہ کے پاس پہنچے جس کی نشاندہی راجہ ہریچہ نے کی تھی تو شام رات کے اندھیروں میں بدل گئی تھی لیکن یہاں خوب رونق تھی۔ گھٹے ہوئے سر والے بھکشو چاروں طرف نظر آ رہے تھے۔ سفید کپڑوں والے مسافر بھی جگہ جگہ ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔

"ناہر....." ارباب طالع نے مجھ سے سرگوشی کی اور میں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا "کئی دن گزر گئے لیکن اس کے بعد وہ نہیں نظر آئی۔"

"ہوں۔"

"میں نے کئی بار راتوں کو اٹھ کر دور دور تک نظریں دوڑائی ہیں۔"

"کیا کہا جا سکتا ہے؟"

"نہ جانے کون تھی۔ کیا تمہیں بھی اس کا انتظار ہے۔"

"ایک بار وہ میرے ہاتھ آ جائے پھر اس کا راز کھل جائے گا۔"

"یہاں خاص طور سے اس کے لئے نگاہ رکھنا.....!"

دوسرے معمولات سے فارغ ہو کر ماہر نے کہا۔ "کیسی عجیب جگہ ہے۔ کیا ہم اس عبادت گاہ کو اندر سے دیکھ سکتے ہیں۔"

"پتہ نہیں۔ اس کی اجازت ملے یا نہ ملے۔"

"کوشش کر کے دیکھیں۔"

"کیوں ماہر..... کیا خیال ہے۔"

"ہاں۔ ہم اسے اندر سے دیکھیں گے۔" میرے دل میں شوق جاگ اٹھا۔ پھر ہم تیار ہو کر چل پڑے۔ عبادت گاہ کے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوئے تو یہ احساس ہو گیا کہ کسی بھی مسافر کو اندر جانے سے نہیں روکا جاتا۔ اندر پوجا ہو رہی تھی۔ چاروں طرف مشعلیں اور لیمپ روشن تھے۔ زمین سرخ قالینوں سے سجی ہوئی تھی۔ ہر طرف عود و عنبر کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ دیواروں میں لاتعداد طاق بنے ہوئے تھے جن میں عجیب و غریب مورتیاں نظر آ رہی تھیں۔ بعض جگہوں پر قد آدم بت ایستادہ تھے۔ بھجن گائے جا رہے تھے اور بھکشوؤں کی آوازیں مکھیوں کی آوازیں لگ رہی تھیں۔ ایک جگہ بہت سے لامہ مہاتما بدھ کے بڑے سے مجسمے کے سامنے سجدہ ریز تھے۔

یہ سارا ماحول بے حد عجیب تھا۔ میں نے طالع سے سرگوشی کی۔ "طالع لوگ عبادت کیوں کرتے ہیں؟"

"روح کے سکون کے لئے.....!"

"یہ روح کا سکون پا لیتے ہیں۔"

"کیوں نہیں۔"

"لیکن یہی تو روح کو پراگندہ کرتے ہیں۔ یہی بگاڑنے والے ہوتے ہیں۔ بنانے اور بگاڑنے کا کھیل انسانی زندگی میں اتنی اہمیت کیوں رکھتا ہے۔"

"دنیا کا مزاج کیسے واضح ہو۔"

"میری ماں اولاد سے محروم تھی۔ میں پیدا ہوا لیکن..... ہیا کی وجہ سے اس نے مجھے پسند نہ کیا۔ میرے باپ نے ڈاکٹروں سے کہا۔ آپریشن کر کے ہیا کو میرے سینے سے الگ کر دیں، چاہے وہ مر ہی کیوں نہ جائے۔ مجھے وہ اس لئے زندہ رکھنا چاہتے تھے کہ میں ان کی دنیا تھا۔ ہمیں الگ کر دیا گیا لیکن ہم ناخوش تھے۔ ہیا میری طلب تھا۔ اسے مجھ سے چھین

انسان انسان کی خوشبو کا محتاج کیوں ہوتا ہے۔ ہر ذی روح اپنی پسند سے کیوں نہیں جی سکتا۔"

"یہی بنانے بگاڑنے کا عمل ہے۔" طالع نے کہا۔

"روح...... میرے خیال میں اپنی پسند' اپنی طلب کا دوسرا نام ہے اپنی خواہش کی تکمیل کو یہ روح کا نام دیتے ہیں اور اس کی تکمیل نہ ہونے کو روح کی پیاس قرار دیتے ہیں۔ اس پیاس نے انہیں ان مجسموں کے سامنے لا جھکایا ہے۔ گویا بات صرف اپنی پسند کی ہے۔"

"تمہیں بھی تو ہیا کی تلاش ہے۔"

"ہاں..... لیکن میں روح کا یہ فریب توڑنا چاہتا ہوں۔ یہ جسمانی خواہشوں کو روح سے کیوں منسوب کر دیتے ہیں۔"

بہت رات گئے ہم واپس آ گئے۔ ہماری قیام گاہ کا ماحول پہلے سے مختلف نہیں تھا لیکن دوسری صبح اس ماحول میں تبدیلی رونما ہو گئی جب راؤ ہریچہ اپنے بیٹے' بیٹیوں اور بیوی کے ساتھ قیام گاہ میں نہ ملا.....

"یہ کہاں گئے.....؟" گیرٹ میئر نے حیرت سے کہا۔

"کہیں آس پاس ہوں گے۔" عالی تبارک نے لاپروائی سے کہا لیکن پھر بہت وقت گزر گیا اور وہ واپس نہیں آئے تو گیرٹ میئر نے کہا۔

"میرا خیال کچھ اور ہے مسٹر عالی تبارک!"

"کیا.....؟"

"یہ لوگ چلے گئے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"جیسے بھی ہو۔ ان کا سامان تلاش کریں۔" کچھ دیر کے بعد گیرٹ کے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ ان کا مختصر سامان بھی موجود نہیں تھا۔ سب لوگ انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔

"اسے جانا تو تھا۔ ہم سے مل کر چلا جاتا تو کیا حرج تھا۔"

"اس زخمی کو وہ ایسے ہی چھوڑ گیا۔" طالع نے ناگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک بے کار بوجھ تھا ان کے لئے۔ نرت تو اسے جنگل میں چھوڑنے کے لئے تیار تھی کہ سفر کی رفتار تیز ہو۔" میں نے انکشاف کیا۔ سب حیرت اور افسوس کا شکار ہو گئے۔ پھر عالی تبارک نے کہا۔

"تب وہ کم ظرف انسان نکلا..... ہم تو اس سے ہر طرح تعاون کر رہے تھے۔ بہر حال اب بے چارے کے لئے ہمیں یہاں رکنا ہو گا۔ اس کی حالت بہت بہتر ہے بلکہ ممکن ہو تو اب اسے کسی ڈاکٹر کو دکھا دیا جائے یہاں اس کی سہولت ہو گی۔"

"ہاں ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے۔" ارباب طالع نے کہا۔

"وقت لگ جائے گا۔ میں چاہتا تھا کہ ہم جلدی سے یہاں سے آگے بڑھیں۔" گیرٹ میسّر نے کسی قدر بیزاری سے کہا اور عالی تبارک نے غصیلی نظروں سے اسے دیکھا پھر بولا۔

"بہتر ہے صرف اس موضوع پر اظہار خیال کرو جس کا مشورہ تم سے لیا جائے۔" شام بھی ہو گئی اور راؤ ہریچہ کے بارے میں ہر امید ختم ہو گئی۔ عالی تبارک بہت دل برداشتہ تھا اور کئی بار اس کے بارے میں اظہار افسوس کر چکا تھا۔ رات کو اس نے کہا۔

"کل شہری آبادی میں داخل ہو کر ضروری خریداری کریں گے۔ ماہر کیا خیال ہے؟ کل ہم ناگر کو یہاں کے کسی اسپتال میں داخل کرا دیں گے۔ اس کے بعد ہم آگے بڑھ جائیں گے۔"

لیکن دوسری صبح ناگر مکمل ہوش میں آگیا۔ اس دوران وہ کئی بار ہوش میں آیا تھا لیکن اس پر نیم غشی طاری رہتی تھی۔ خوراک دینے کے بعد اسے آرام سے لٹا دیا جاتا تھا۔ اس صبح سب جاگے تو ناگر اپنی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اس حال میں دیکھ کر خوشی ہوئی تھی۔

"کیسے ہو ناگر....." عالی تبارک نے مسکرا کر پوچھا۔

"دیا ہے مہاراج.... مگر.... آپ کون ہیں۔"

"پہلی بار غور کیا ہے ہم پر....."

"نہیں مہاراج.... مگر میں آپ کو جانتا نہیں ہوں۔"

"پچھلے واقعات یاد ہیں۔"

"ہاں۔"

"تکلیف کیسی ہے۔"

"اب بہت کم ہے۔ جگناتھ جی کہاں ہیں۔"

"کون جگناتھ...؟"

"ٹھاکر جگ ناتھ...! نرت' وکرم پانڈے۔ یہ لوگ نہیں نظر آ رہے۔"

"وکرم پانڈے یا نرت تو ٹھیک ہیں لیکن جگناتھ.... بلکہ ٹھاکر جگناتھ سمجھ میں نہیں آئے۔"

"مہاراج ہم جن کے ساتھ تھے۔ میرے تینوں ساتھی تو بھیڑیوں نے مار دیئے تھے۔ ٹھاکر جگناتھ۔"

"راؤ ہریچہ کی بات تو نہیں کر رہے۔"

"اوہ.... تو انہوں نے.... مگر وہ ہیں کہاں۔" ناگر نے کسی قدر پریشان لہجے میں کہا۔

"وہ سب تمہیں چھوڑ کر چلے گئے۔"

"کہاں....؟"

"یہ نہیں معلوم۔"

"یہ کونسی جگہ ہے۔"

"کیشو کائی۔"

"نہیں..." وہ اچھل پڑا۔ "ہم کیشو کائی آ گئے۔"

"ہاں۔"

"اور.... اور وہ چلے گئے؟"

"ہاں بھئی۔ تمہیں بتایا ہے نا....!"

"میرے لئے کچھ کہہ کر گئے ہیں؟"

"وہ کسی کے لئے کچھ نہیں کہہ گئے۔ ہم لوگ اس وقت تمہارے پاس پہنچے تھے جب بھیڑیوں نے تمہارے تین ساتھی مار دیئے تھے اور تمہیں زخمی کر دیا تھا۔ وہاں ہم نے تمہاری مدد کی اور بہت سے بھیڑیوں کو مار دیا۔ تب ہماری ملاقات راؤ ہریچہ سے ہوئی اور....." عالی تبارک نے آخر تک ساری کہانی سنا دی اور ناگر کا سر جھک گیا۔ ہم اب اسے تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"ٹھگ تھا وہ.... شروع ہی سے غلطی ہو گئی۔ اس ٹھگ کی اصلیت معلوم ہونے کے بعد ہی ہمیں ہوشیار ہو جانا چاہئے تھا۔ ٹھگ لیا اس نے۔ ہمارا جیون بھی ٹھگ لیا...!" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولا۔ پھر ایک دم پرجوش ہو گیا اور بولا۔ "مگر..... میں بھی راجپوت ہوں۔ چھوڑوں گا نہیں اس حرام خور کو..... جائے گا کہاں۔ ایسا بدلہ لوں گا کہ..... کہ....." اس کا سانس تیز تیز چلنے لگا۔

"کچھ تفصیل نہیں بتاؤ گے ناگر....!"

"بتاؤں گا مہاراج..... سب کچھ بتاؤں گا۔ کیا وہ آپ کا سامان بھی لے گیا؟"

"نہیں..... ہمارا کوئی سامان نہیں لے گیا۔"

"لاج آ گئی ہو گی پاپی کو..... یا پھر آپ لوگوں کے سامان میں اسے کوئی قیمتی چیز نہ ملی ہو گی۔"

"تم ہمیں اس کے بارے میں بتاؤ۔" ارباب طالع نے کہا اور ناگر نے ایک ٹھنڈی سانس بھری پھر بولا۔ "اس نے آپ کو اپنا نام پربت راؤ ہریچہ بتایا ہو گا۔"

"ہاں.... کیا اس کا اصل نام نہیں تھا اور کیا وہ کسی ریاست کا راجہ نہیں تھا؟"

"نہیں مہاراج.... جس ریاست کا وہ خود کو راجہ بتاتا ہے اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ وہ گورکھ پور کا رہنے والا ہے۔ جگناتھ ہے اس کا نام۔ وہاں چھوٹی موٹی جاگیر ہے اس کی بلکہ اس کی کہاں اس کے بھائی مندر ناتھ کی تھی وہ جاگیر جسے اس نے ہتھیا لیا تھا۔ پورا پریوار تھا پالی کا مگر وہ نکما اور آوارہ گرد تھا۔ نگر نگر گھومتا رہتا تھا۔ پھر کہیں سے اسے چن گوماتری کی مورتی کے بارے میں معلوم ہوا جو اکال بھوتری کہلاتی ہے۔ سونے اور ہیروں کی اس مورتی

کے بارے میں معلوم کر کے اس نے ایک ناٹک رچایا۔ بڑی لڑکی شوبھا سچ مچ دیوانی ہو گئی تھی اس پاپی کو اپنی سنتان کا خیال بھی نہ آیا اور اس نے اپنے ناٹک کا آغاز کر دیا۔ کیس بڑھائے اور جوگ اپنا لیا۔ جوگی بن گیا سسرا۔ پھر اس نے اپنی دیوانی بیٹی کے علاج کا سوانگ رچایا۔ اپنے گھر والوں سے کہا کہ ایک منتر کا جاپ کیا ہے اس نے اور اسے پتہ چلا ہے کہ اس کی پتری شوبھا کا علاج ہے۔ مگر اس کے لئے اسے ہمالیہ کا سفر کرنا پڑے گا۔ سب لوگ شوبھا کے لئے پریشان تھے اس لئے سب اسے علاج کے لئے لے جانے کو تیار ہو گئے۔ ہم اس کی جاگیر کے رہنے والے تھے۔ برسوں کی جان پہچان تھی۔ غریب لوگ ہیں اس لئے اس کی باتوں میں آ گئے۔ اس نے ہمیں پیسے دیئے اور کہا کہ اگر شوبھا ٹھیک ہو گئی تو واپس آ کر وہ ہمیں بڑا انعام دے گا۔ مجھ سمیت چار آدمی تیار کئے تھے اس نے۔ پھر یہ اپنے سارے پریوار کو لے کر چل پڑا۔ ہم مہاسر سے ہمالیہ کے علاقوں میں داخل ہوئے اور پھر چن گوماتری چل پڑے۔ مشکلوں میں سفر کٹا تھا لیکن ہم نے ہر مشکل میں اس کا ساتھ دیا۔ دونوں باتیں تھیں ایک تو یہ خیال کہ شوبھا ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر یہ کہ اس سے پیسے بھی لئے تھے۔ چن گوماتری کی عبادت گاہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہاں دماغی مریضوں کو شفا ملتی ہے۔ اس نے یاتریوں کا روپ دھارن کیا۔ عورتیں ساتھ تھیں اس لئے کسی کو شک بھی نہیں ہوا۔ تب اس نے اکال بھوتری چرا لی۔ پاپی نے بڑی چالاکی سے منصوبہ بنایا تھا اور ہمیں بھی اس میں شریک کر لیا تھا۔"

"کیا بعد میں اس نے تمہیں حقیقت بتا دی تھی؟" ارباب طالع نے ایک دم سوال کر دیا۔

"اس سے جب مورتی کی چوری ہمارے علم میں آ گئی اور اس کی تلاشی کے لئے یاتریوں کو پکڑا جانے لگا۔"

"پھر کیا ہوا...؟" ماہہ نے دلچسپی سے کہا۔

"ہم وہاں سے بھاگے۔" مورتی اس کے پاس تھی اور چونکہ قیمتی ہونے کے ساتھ وہ مذہبی نوعیت بھی رکھتی تھی اس لئے یہ بات ہمیں بھی معلوم تھی کہ پکڑے گئے تو پتھروں سے کچل کر ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ لاماؤں نے اپنے لوگوں کو ہدایت کر دی تھی کہ مورتی کے چوروں کو ہلاک کر دیا جائے۔ شہری راستے چھوڑ کر ہمیں پہاڑیوں سے گزرنا پڑا۔ کیونکہ پکڑے جانے کا خطرہ تھا اور ہم بڑی بے بسی سے سفر کرنے لگے۔ اس نے ہمیں کہا تھا کہ وہ واپس پہنچ کر ہمیں ایک ایک لاکھ روپے دے گا۔"

"وہ واپس ہندوستان جا رہا تھا۔" عالی تبارک نے پوچھا۔

"ہاں۔ بعد میں اس نے بتایا کہ اس نے کچھ اور لوگوں کو بھی راز دار بنایا ہے اور وہ اسے کیشو کائی میں ملیں گے۔ جہاں سے وہ اسے سانگ تری کے راستے ہندوستان نکال دیں

گے۔ وہ ان راستوں سے گزر کر کیشو کائی پہنچنا چاہتا تھا کہ راستے میں بھیڑیوں نے گھیر لیا اور.... ہریا، گنگا اور پرتھوی مارے گئے۔" ناگر نے ایک سسکی لی۔

"اور اس نے جو کہانی سنائی تھی۔"

"سب کچھ جھوٹ تھا مہاراج۔ کھانے کو کچھ نہ دیا تھا' ساتھی مارے گئے تھے ضرور اسے خطرہ ہوا ہو گا کہ اب آپ لوگ اس سے مورتی چھین لیں گے اس لئے اس نے وہ من گھڑت کہانی سنا دی۔ وہ بس کیشو کائی تک آنا چاہتا تھا۔"

"اس کے مددگار کون لوگ تھے؟"

"ان کے بارے میں ہم نہیں جانتے مہاراج۔"

"اس کے اہل خاندان کو بھی حقیقت نہیں معلوم تھی۔"

"کسی کو نہیں مہاراج۔ سب کو دھوکا دے کر لایا تھا۔ مگر بعد میں اس نے سب کو حقیقت بتا دی تھی۔"

"کتنا ذلیل اور سنگ دل انسان تھا۔ ایک دماغی مریضہ کو بھی نہ بخشا اس نے' جو اس کی بیٹی تھی۔" ماہہ تبارک نے کہا۔

"وہ اس پورے ناٹک کو حقیقت کا رنگ دینا چاہتا تھا مہاراج۔ عبادت گاہ مشہور ہے اور وہاں دنیا بھر سے لوگ ایسے علاج کے لئے آتے ہیں۔ اگر وہ اکیلا آتا تو کامیاب نہ ہوتا۔"

میں نے عالی تبارک سے کہا۔ "یہ تو سارے قصے جھوٹے ہو گئے حشم۔ اب آپ ان پراسرار رشتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جن کے بارے میں سن کر میں نے ہیا سے ایسے کسی رشتے کے بارے میں سوچا تھا۔"

"پراسرار رشتوں کا وجود ہے ماہر.... خدا کی قسم ان کا وجود ہے صرف ایک واقعہ اس صدیوں کے طلسم کو نہیں توڑ سکتا۔" عالی تبارک نے پریقین لہجے میں کہا۔ پھر عالی تبارک نے ناگر کو اطمینان دلایا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور اس کی ہندوستان روانگی کا بندوبست بھی کرے گا۔ ارباب طالع نے گیرٹ میئر کو پوری داستان ترجمہ کر کے سنائی تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"آہ کیا نایاب چیز تھی۔ کاش میرے دل میں وہ خوف در نہ آتا....." پھر ارباب طالع اور گیرٹ میئر خریداری کے لئے نکل گئے۔ میں عبادت گاہ کے گرد آوارہ گردی کر کے عقیدت کے روپ دیکھتا رہا۔ شام کو ہم پھر یکجا ہو گئے تھے۔ رات کو بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ پھر سب سو گئے لیکن آدھی رات گزری ہو گی کہ خیمے کے دروازے پر کچھ آہٹیں ابھریں اور ہم جاگ گئے۔ ہم نے ہتھیار سنبھالے اور باہر نکلے تو خیمے کے دروازے پر ایک شخص زمین پر گھسٹتا ہوا آیا۔ ابھی ہم اسے پہچان بھی نہ پائے تھے کہ اس کی آواز ابھری۔ "مدد کرو.... میری مدد کرو.... بھگوان کے لئے میری مدد کرو۔ آہ میں سخت زخمی ہوں۔" یہ آواز جانی پہچانی تھی۔

ذرا سا غور کیا تو تصدیق ہو گئی۔ وہ راؤ ہریچہ تھا۔ اس نے دہشت زدہ کیفیت میں اپنے بدن کو خیمے کے اندر داخل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "بھگوان کے لئے مجھے چھپا لو وہ مجھے تلاش کر رہے ہیں جیتا نہیں چھوڑیں گے۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے مجھے چھپا لو...! مجھے..." وہ خیمے میں داخل ہو گیا۔ "پردہ گرا دو.... پردہ...."

ہم سب ساکت کھڑے تھے۔ اس نے اندر داخل ہو کر زمین پر رخسار رکھ دیا اور گہری گہری سانسیں لینے لگا جو کراہنے کا سا انداز رکھتی تھیں۔

"پردہ بند کر دو...." عالی تبارک نے کہا۔ طالع اور ماہیہ بھی اپنے خیمے سے آ گئے تھے اور راؤ ہریچہ کو دیکھنے کیلئے آنکھیں پھاڑ رہے تھے۔ "روشنی کر دو...." عالی تبارک نے کہا تو وہ چیخ پڑا۔

"نہیں، بھگوان کے لئے روشنی بند کرو، انہیں شبہ نہ ہو جائے۔" وہ پھر بولا۔ میرے دل میں اس کے لئے نفرت ابھر رہی تھی، میں نے اس کے لئے بھیڑیوں سے جنگ کی تھی، اس سے ہمدردی کی تھی لیکن وہ چور تھا، چور اور دھوکے باز۔

عالی تبارک رحمدل اور انسان دوست تھا اور میں نے اس کے لہجے میں بھی بیزاری محسوس کی تھی۔ گیرٹ میسز جو لیمپ جلانے کے لئے آگے بڑھا تھا رک گیا، پھر عالی تبارک نے آہستہ سے کہا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں....؟"

"وہ سب کچھ مہاراج، جسے میں نے جھوٹی کہانی بنا کر سنایا تھا مگر.... کہانی سچ ہو گئی۔ اکال بھوتری نے مجھے گھر نہ پہنچنے دیا، مر گئے، سارے مر گئے۔ میری شوبھا، سدھا، نرت ہائے سب مر گئے۔" اس نے پھٹی پھٹی آواز میں کہا۔

"کیا....؟" تبارک نے چیخ کر کہا۔

"ہاں مر گئے، سارے مر گئے، میرا پریوار ختم ہو گیا، سزا مل گئی مجھے۔"

"مگر کیسے...."

"پانی، پانی پلا دو مجھے، پانی پلا دو۔ بھگوان تمہارا بھلا کرے اب تو کوئی پانی پلانے والا بھی نہیں رہا۔"

"مدد کرو اس کی۔ لاوارث ہے، اسے ٹھکرایا نہیں جاسکتا۔" عالی تبارک نے کہا۔ میں

نے ذہن میں عالی تبارک سے اختلاف کیا تھا لیکن عالی تبارک کو منع نہیں کیا۔ ٹارچ کی مدھم روشنی میں اسے دیکھا گیا اس کے بدن میں تین گولیاں پیوست تھیں۔ دو بازوؤں میں بغل کے پاس ایک ران میں۔ وہ خون سے لت پت ہو رہا تھا۔

"اسے طبی امداد بھی دو۔" عالی تبارک نے کہا۔

"بچا لو مہاراج.... مجھا بچا لو.... ہائے میں مر جاؤں گا۔"

"بے غیرت انسان ہو۔ سب کچھ کھونے کے بعد بھی جینا چاہتے ہو۔ طالع اس کا خون روکنے کی کوشش کرو۔" گیرٹ میسز اور طالع میڈیکل بکس اٹھا لائے۔ روشنی کرنی پڑے گی لیکن میں چوکنا تھا اور میں نے ہتھیار سنبھال لئے تھے جنہیں استعمال کرنے میں اب مجھے خوب مہارت ہو گئی تھی۔ وہ دونوں اس میں مصروف ہو گئے۔ راؤ ہریچہ پر سرسامی کیفیت طاری تھی۔ وہ اپنے زخموں کے چھونے سے کراہ بھی نہیں رہا تھا اور اس کی زبان مسلسل چل رہی تھی۔

"اکال بھوتری کی کہانی میں نے گھڑی تھی، مگر وہ کہانی میں نے نہیں گھڑی تھی۔ وہ اکال بھوتری نے سنائی تھی۔ سچی کہانی تھی، بالکل سچی تھی وہ اور اب....." وہ ہذیانی انداز میں ہنسا.... "اب ان کی مصیبت آ گئی۔ اب وہ مریں گے سسرے، کتے کی موت مریں گے۔ ہائے.... ہائے.... مر گیا.... گولی لگی ہے.... بھائی.... سوراخ ہو گیا ہے، ہائے.... بھاگ گیا تھا میں، یہیں تک آنا تھا مجھے، تمہارے سہارے آ گیا، جگناتھ ہے میرا نام، جھوٹ کہا تھا میں نے۔ مگر ہو سچ گیا، سب سچ ہو گیا۔ ہائے آہستہ.... آہستہ میرے بھائی..... سب مر گئے ہیں میرے۔ وہ سب میرے دوست تھے، میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ وہ کیشو کائی میں رک کر یہاں سے نکل جانے کا انتظام کریں۔ اکال بھوتری میں لے آؤں گا اصل کام اس علاقے سے نکلنے کا ہے۔ انہوں نے کہا وہ بندوبست کریں گے۔ میں یہاں سے نکل گیا وہ مل گئے ہیں بھگوان ان سے میرا بدلا لینا۔ ان کے من میں کھوٹ تھی، اکال بھوتری کو دیکھ کر وہ پاگل ہو گئے۔ سب کو مار دیا، نرت ہائے وکرم ہائے، ایک کو بھی نہ چھوڑا، میں نکل بھاگا۔ میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں مجھے بھی مار دیں گے وہ مجھے ان سے بچا لو...."

"اپنے پورے خاندان کے مرنے کے بعد تم کیوں جینا چاہتے ہو....؟" میں نے کہا اور سب چونک کر مجھے دیکھنے لگے، اس نے میری بات سنی بھی نہیں تھی وہ تکلیف اور دیوانگی کے عالم میں بول رہا تھا۔

عالی تبارک نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ ہمارا کام نہیں ہے ماہر..... زندگی اور موت کا حساب کہیں اور ہوتا ہے وہاں کے کام وہیں رہنے دو۔"

"یہ دھوکے باز ہے۔"

"ہمارا کچھ نہیں بگڑا۔" عالی تبارک نے کہا۔

"مگر میں کسی دھوکے باز کی زندگی کے حق میں نہیں ہوں۔" میں نے کہا اور وہاں سے نکل کر دوسرے خیمے میں داخل ہو گیا۔ پھر میں آرام سے سو گیا تھا اور دوسری صبح اس وقت جاگا جب مندر میں سنکھ بج رہے تھے میں اطمینان سے ان لوگوں کے پاس پہنچا تھا' باہر گیرٹ میئر مل گیا۔

"وہ مر گیا....؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"مر جائے گا' اسے مر جانا چاہئے۔"

"تم اس کے بہت خلاف ہو۔" گیرٹ نے کہا اور میں نے اسے گھور کر دیکھا۔

"وہ اگر زندہ ہے تو میں اسے ہلاک کر دوں گا۔ وہ دھوکے باز اور جھوٹا ہے' اور.... اور...." میں خاموش ہو کر خیمے کی طرف دیکھنے لگا جہاں سے ارباب طالع اور عالی تبارک باہر نکلے تھے' دونوں کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جاگ رہے ہیں۔

عالی تبارک نے مجھے دیکھ کر کہا۔ "تم جاگ گئے ہو ماہر' ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔"

"کیا کام ہے....؟"

"اس کے جسم میں تین گولیاں پھنسی ہوئی ہیں انہیں نکالنا ضروری ہے اور یہ کام.... ان میں سے کوئی نہیں کر سکتا۔"

میں نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں اس کی موت کے حق میں ہوں۔"

"مگر میں نہیں ہوں ماہر طہابی۔ انسانوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں وہ یا تو اچھا ہوتا ہے یا برا۔ دونوں انسان ہوتے ہیں' بے بس انسان کے ساتھ رحم کرنا چاہئے' میں نے تمہیں یہی تعلیم دی ہے مگر تم اس وقت اس سے انحراف کر رہے ہو۔" عالی تبارک کی آواز خشک ہو گئی۔

"یہ دھوکے باز ہے۔" میں نے کہا۔

"دکھ پہنچا ہے نا تمہیں اس سے۔"

"ہاں۔"

"تم نے بھی تو میرے جسم کو کوڑوں سے داغدار کر دیا تھا۔ مگر اس کے بعد میرا رویہ تم سے کبھی خراب ہوا' کیا میں تمہارے لئے دربدر نہیں پھر رہا ہوں۔" عالی تبارک نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ یہ غلط الفاظ تھے۔ یہ میری توہین تھی وہ میری دیوانگی کا دور تھا اور جب میں نے اس دیوانگی سے نجات حاصل کی تو ان لوگوں کی مدد کی۔ ان کا ساتھ نہ چھوڑا۔ یہ غلط الفاظ تھے.... اور.... اور۔

میں خاموشی سے خیمے میں داخل ہو گیا۔ وہ زمین پر پڑا تھا اور ہوش میں تھا۔ باقی لوگ میرے پیچھے اندر داخل ہوئے تھے۔ میں نے اس کے وہ زخم دیکھے جو کھلے ہوئے تھے۔

"خنجر گرم کرو۔" میں نے کہا اور عالی تبارک جلدی سے بولا۔ "گرم ہیں۔ ہم کوشش کر رہے تھے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔"

"یہ چیخے گا۔" میں نے کہا۔

"اس کے منہ میں حلق تک کپڑا ٹھونس دیں گے۔"

"زخم جلانا ہے؟"

"ہاں' ناگر پر تمہارا تجربہ بے حد کامیاب رہا ہے۔ وہی بہتر رہے گا۔"

"کپڑا۔" میں نے کہا۔ وہ لوگ تمام تیاریاں کر چکے تھے اور شاید میرا ہی انتظار کر رہے تھے۔ میں نے اس کا منہ بھر دیا۔ بڑی بے دردی سے میں نے اس کے حلق تک میں کپڑا ٹھونس دیا۔ اس نے کھانسنے کی کوشش کی لیکن کھانس بھی نہ سکا۔ پھر میں نے اس کے ہاتھ باندھے اور پاؤں بھی باندھ دیئے۔ خنجر گرم کرنے والا ہیٹر میرے پاس رکھ دیا گیا تھا۔ وہ لوگ سہمی ہوئی نگاہوں سے میری اس کارکردگی کو دیکھ رہے تھے اور ان کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے۔ غالباً وہ یہ بات محسوس کر رہے تھے کہ میں یہ کام کر تو رہا ہوں لیکن میرے انداز میں بڑی سختی ہے اور یہ حقیقت تھی وہ شخص اپنی کہانی کے منظر عام پر آنے کے بعد میری نگاہوں میں جینے کے قابل نہیں رہا تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرا انداز فکر درست ہے لیکن بہرحال میری فطرت اس بات کو قبول نہیں کر رہی تھی اور پھر عالی تبارک کے الفاظ نے میرے بدن میں آگ بھر دی تھی۔ غلط جملے استعمال کئے تھے اس نے۔ بالکل غلط جملے استعمال کئے تھے' اس نے اور میرا ذہن ان جملوں میں کھویا ہوا تھا۔ ان لوگوں کو صورتحال کا احساس نہیں تھا اور وہ خاموشی سے میری کارکردگی دیکھ رہے تھے۔ میں نے راؤ ہریجہ کے زخم کھول دیئے اور اس کے بازو پر متوجہ ہو گیا۔ خنجر گرم تھا اور سرخ ہو رہا تھا۔ راؤ ہریجہ ہوش میں تھا اور اس کے چہرے پر خوف منجمد تھا میں نے خنجر ہاتھ میں اٹھایا۔ راؤ ہریجہ کے زخم کو دیکھا اور پھر خنجر اس کے بازو میں اتار دیا۔ راؤ ہریجہ کئی کئی فٹ اوپر اچھلا تھا۔ لیکن میں نے اس کے سینے پر اپنا گھٹنا رکھ دیا اور اس کے زخم کو دیوانوں کی طرح ادھیڑنے لگا۔ ارباب طالع نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ ماہہ تبارک چیختی ہوئی باہر بھاگ گئی تھی اور گیرٹ میئر اس طرح بیٹھتا چلا گیا جیسے اس کی ٹانگوں کی جان نکل گئی ہو۔ میں نے سیسے کا ٹکڑا نکال کر ایک جانب پھینک دیا۔ راؤ ہریجہ اپنی آخری کوشش کر رہا تھا کہ وہ میرے گھٹنے کے نیچے سے نکل جائے۔ لیکن اس کے لئے ممکن نہیں ہو رہا تھا پھر میں نے اس خنجر سے اس کے دوسرے زخم کو کریدا اور راؤ ہریجہ کے پورے بدن نے پسینہ اگل دیا۔ وہ بھرپور مدافعت کر رہا تھا اور مجھے صحیح جگہ تلاش کرنے میں دقت ہو رہی تھی چنانچہ میں نے اس کی گردن اپنے ہاتھ کے شکنجے میں کسی اور اسے دبانے لگا۔ عالی تبارک آنکھیں پھاڑے مجھے دیکھ رہا تھا۔ ارباب طالع کی ہمت بھی جواب دیتی جا رہی تھی۔ بہرحال میں نے راؤ ہریجہ کے بازو سے

دوسری گولی بھی نکال دی۔ تیسرا اور آخری زخم باقی تھا۔ گردن پر میری گرفت نے راؤ ہریچہ کے ہوش و حواس ختم کر دیئے اور وہ بے ہوش ہو گیا' لیکن بے ہوشی کے عالم میں بھی اس کے جسم کی جنبش جاری رہی تھی اور وہ اپنی زندگی کے سب سے اذیت ناک دور سے گزر رہا تھا اور میرے دل میں اس کے لئے رحم کا ذرہ برابر شائبہ تک نہیں تھا۔ میں نے اس کی ران کے زخم سے بھی گولی نکالی اور پھر خونی نگاہوں سے ان لوگوں کی جانب دیکھا اور اپنا ہاتھ سامنے کر دیا' ارباب طالع میرے نزدیک آیا اور لرزتی آواز میں بولا۔ "ہاں ماہر کیا...."

"پیٹرول...." میں نے کہا اور اس نے لرزتے ہاتھوں سے پیٹرول کا کین اٹھا کر میری جانب بڑھا دیا۔ میں نے اس کے زخموں پر پیٹرول ڈالا اور قریب رکھے ہوئے ہیٹر سے کاغذ کا ایک ٹکڑا جلا کر اسے پیٹرول پر لگا دیا۔

راؤ ہریچہ کچھ زیادہ ہی سخت جان تھا ناگر کی بات اور تھی' اول تو وہ جوان آدمی تھا اور پھر شانے کا زخم بھیڑیئے کے زہریلے دانتوں سے بنا تھا' جبکہ اس وقت میں نے راؤ ہریچہ کے ان زخموں کو خنجر سے بری طرح ادھیڑ ڈالا تھا اور گولی کی جگہ تلاش کرنے کے لئے اتنے گڑھے بنا لئے تھے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پیٹرول نے آگ پکڑی' زخموں کا زہر ختم ہوا اور بالآخر پیٹرول جل کر بجھ گیا۔ یہ زبردستی کا علاج تھا میں نے بہرحال ان کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں نے بھاری لہجے میں کہا۔

"اور اس کے بعد جو کچھ کرنا ہے آپ لوگوں کو کرنا ہے۔" یہ کہہ کر میں باہر نکل آیا اور پھر وہاں رکے بغیر برداوا کے مندر کی جانب چل پڑا۔ میں اپنے سینے میں بڑی تپش محسوس کر رہا تھا اور ایک عجیب سی وحشت میرے اندر ابھر رہی تھی حالانکہ عالی تبارک نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا تھا۔ ہر اس جگہ پہنچا تھا جہاں میں جانا چاہتا تھا' بھرپور ساتھ دیا تھا انہوں نے میرا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے میری ذہنی تربیت کرنے کی کوشش بھی کی تھی اور میں نے اس کے کہے ہوئے الفاظ کی حقیقتوں کو محسوس بھی کیا تھا لیکن کیا کرتا۔ اندر کی جو کیفیت تھی وہ بار بار وحشت خیزی کی طرف متوجہ کرتی تھی۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا تھا کہ میرے ہاتھ میں خنجر ہو اور میں ہر اس شے کو مجروح کر دوں جو میرے سامنے آئے.....

نجانے کیوں یہ فطرت میرے اندر پل رہی تھی اور اس وقت کچھ ایسی ہی کیفیتوں کا شکار تھا۔ بدھ بھکشو' عبادت گزار لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے اور میں ایک گوشے میں کھڑا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ ان لوگوں کے ذہنوں میں کون کون سی داستانیں پل رہی ہیں۔ یہ سب بھی کسی نہ کسی کہانی سے منسلک ہوں گے' پتہ نہیں ان میں سے کس کس کے پیارے بچھڑے ہوئے ہوں' نجانے وہ کہاں ہے جس کی تلاش مجھے سکون بخشے گی۔ پھر میں بہت دیر تک فیصلے کرتا رہا اور ان فیصلوں کے سلسلے میں بہت سی سوچیں میرے ذہن میں گردش کرتی رہیں' پھر ارباب طالع ہی مجھے تلاش کرتا ہوا میرے پاس پہنچا تھا۔

"سب لوگ کھانے پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں ماہر' چلو گے نہیں....؟"

"ہاں چلو...." میں نے کہا اور میں ارباب طالع کے ساتھ واپس آ گیا۔ راؤ ہریچہ کو دوسرے خیمے میں پہنچا دیا گیا تھا اور وہ وہیں موجود تھا۔ میں نے ارباب طالع سے اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔ حالانکہ دل میں یہ خیال آیا تھا کہ پوچھوں زندہ ہے کہ مر گیا' لیکن پھر میں نے اپنے آپ کو اس سوال سے باز رکھا۔

عالی تبارک اور دوسرے لوگ مطمئن تھے اور مسکرا رہے تھے' مجھے حیرت ہوئی' عالی تبارک نے کہا۔

"تم نے کیا طریقہ علاج نکالا ہے ماہر طمہابی' یہ تو ایک بالکل نئی چیز دریافت ہو گئی حالانکہ راؤ ہریچہ کے زخم بہت خطرناک ہیں اور اس کے جسم سے خون بھی کافی بہہ گیا ہے لیکن گولی نکالنے کے بعد تم نے زخموں کو جس طرح جلایا ہے اس سے ایک عجیب و غریب چیز دریافت ہوئی ہے وہ یہ کہ پیٹرول کی آگ شاید زخموں کو بھرنے میں بھی معاون ہوتی ہے۔ وہ خاصی بہتر حالت میں ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا' کھانے کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ میں خاموشی سے کھانے پر بیٹھ گیا اور اس کے بعد اپنی خوراک پوری کر کے وہاں سے اٹھ گیا۔

"کہیں جا رہے ہو....؟"

"نہیں' خیموں میں جگہ کم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔"

"ارے یہ کیسی بات کہی تم نے....!"

"نہیں اس کا کوئی خاص مقصد نہیں ہے' آؤ ارباب باہر بیٹھتے ہیں۔"

باہر خوب رونق تھی مہاتما بدھ کا جنم دن تھا اور برداوا کے پگوڈے میں خوب رونق تھی' شام کو سب لوگ تیار ہو گئے۔ اور مجھے بھی ساتھ لے کر پگوڈے کی طرف چل پڑے وہ ان رونقوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے لیکن میری سوچیں ہی اور تھیں کچھ دیر کے بعد میں ان سے آنکھ بچا کر خیموں کی طرف آ گیا۔ مجھے اس ڈائری کی تلاش تھی جس میں ہیا تک پہنچنے کے راستوں کا تعین کیا گیا تھا۔ عالی تبارک بے شک اس ڈائری کا مالک تھا لیکن وہ میرے لئے خریدی گئی تھی چنانچہ اگر میں اسے حاصل کر لوں تو گناہ نہ ہو گا۔ میں نے ڈائری کی تلاش شروع کر دی' لیکن وہ عالی تبارک کے سامان میں نہیں تھی.... پھر.... وہ کتاب ماہہ تبارک کے سامان سے برآمد ہوئی تھی۔ میں نے اس کا جائزہ لیا اور اسے اپنے لباس میں پوشیدہ کر لیا۔ عالی تبارک اور باقی لوگ ابھی تک عبادت گاہ میں مہاتما بدھ کے جنم دن کی تقریبات دیکھ رہے تھے' برابر کے خیمے سے ناگر اور راؤ ہریچہ کے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں وہاں سے چل پڑا' کچھ دیر کے بعد ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔ پھر بہت دیر

تک میں ان کے ساتھ رہا اور انہی کے ساتھ خیموں تک واپس آیا تھا۔

یہاں آنے کے بعد کھانے کا بندوبست کیا گیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد میں نے کچھ دیر آرام کیا پھر گیرٹ میئر سے کہا۔ "باہر رات بہت خوبصورت ہے کیا تم سونا چاہتے ہو۔"

"نہیں لارڈ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"تو آؤ.... باہر کی سیر کرتے ہیں۔" میں نے اسے پیش کش کی تو وہ خاموشی سے تیار ہو گیا۔ اس بے چارے سے پہلے میں نے کبھی کوئی خاص بات نہیں کی تھی۔ ہم دونوں چہل قدمی کرتے ہوئے پگوڈا سے بہت دور نکل آئے۔ اب سنسان پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ وہ بولا۔ "اس سے زیادہ دور جانا مناسب نہیں ہے لارڈ۔"

"ہاں ٹھیک ہے' آؤ ان چٹانوں پر بیٹھیں گے۔" میں نے سامنے اشارہ کیا اور ہم وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ "تم ہمم جو گیرٹ میئر خاص طور سے ان علاقوں سے خوب واقفیت رکھتے ہو۔"

"ہاں لارڈ.... اپنی بے کار جدوجہد کے بارے میں بہت کچھ بتا چکا ہوں آپ کو۔"

"میں تم سے کچھ معلومات چاہتا ہوں۔"

"حکم دیں لارڈ...."

"کیا ان علاقوں میں ایسی کوئی روایت ہے کہ ایک پراسرار عورت نظر آتی ہے۔ رات کی تاریکیوں میں اس کے ہاتھ فضا میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہ ستارے لٹاتی ہے۔"

گیرٹ میئر نے رخ بدل لیا۔ اور زمین پر گری ہوئی کوئی چیز اٹھانے لگا' پھر بولا۔

"نہیں لارڈ.... میں نے تو کبھی نہیں سنا' کیا تم نے ایسی کوئی روایت سنی ہے۔"

"نہیں.... دیکھی ہے۔"

"کب.... کہاں..... کیسے....؟" وہ بولا تو میں نے اسے مختصر الفاظ میں ساری تفصیل بتا دی' پوری تفصیل سننے کے بعد اس نے کہا۔ "نہیں مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

میں نے چاروں طرف پھیلی ہوئی پراسرار خاموشی پر ایک نگاہ ڈالی پھر بولا۔ "گیرٹ' راؤ ہریجہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔"

"وہ ہمدردی کے قابل نہیں تھا۔" گیرٹ میئر کا لہجہ نہ جانے کیوں خوفزدہ ہو گیا۔

"خودغرض' جھوٹا.... ناقابل اعتبار.... ہم جس کے لئے مخلص ہو جاتے ہیں وہ دھوکے باز نکلے تو پھر.... ذہن اس کی زندگی قبول نہیں کرتا۔"

"میں آپ کے موقف سے اتفاق کرتا ہوں۔"

"عالی تبارک بہت اچھا انسان ہے' میں تمہیں اس کے لئے ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔"

"پیغام...." میئر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں' میری باتیں ذہن نشین کر لو.... جو میں کہہ رہا ہوں اس سے انہیں الفاظ میں کہہ دینا۔"

"تم خود لارڈ.... اوہ سمجھا.... شاید تم اپنی زبان سے یہ سب کچھ اس سے نہیں کہنا چاہتے۔"

"ہاں' ایسی ہی بات ہے۔"

"میں ضرور کہہ دوں گا مجھے بتاؤ...."

"ہیا میری روح ہے اور میں اس کے بغیر ایک بے جان جسم ہوں' میری آرزو ہے کہ وہ مجھے مل جائے۔ اسکی جدائی کا ہر لمحہ مجھ پر شاق ہے اور اب جب اس کے نشان ملے ہیں تو میری آرزو ہے کہ میں قوت پرواز حاصل کر لوں اور اس کے پاس پہنچ جاؤں' لیکن مجھے مجبوریوں کی زنجیر میں باندھ دیا گیا ہے۔ عالی تبارک کے سفر کی رفتار بہت سست ہے' وہ اپنی اقدار مجھ پر مسلط کئے ہوئے ہے۔ راؤ ہریجہ کے لئے کتنے دن ضائع کر دیئے گئے اور پھر.... اس دھوکے باز کی زندگی کے لئے جدوجہد کی گئی۔ مجھے میری مرضی کے خلاف اس کے زخموں کا علاج کرنے کے لئے کہا گیا اور اس سلسلے میں عالی تبارک نے مجھے یاد دلایا کہ اس نے مجھ پر احسانات کئے ہیں۔ گیرٹ میئر اس سے کہنا کہ کوڑے میں نے اس پر اس وقت برسائے تھے جب میں عالم دیوانگی میں تھا اور وہ مجھے ہوش میں لانے کا باعث نہیں بنا تھا اور میں نے ہوش میں آنے کے بعد بے لوث اس کی خدمت کی' پھر اس نے جو کچھ کہا۔ میں نے جگہ جگہ اسے باز رکھنے کی کوشش کی مگر اس نے مجھے مجبور کر دیا۔ اس کا کہنا ہے کہ میں اس کا احسان مند ہوں' لیکن شاید میری فطرت میں کسی کی حکمرانی قبول کرنے کے جراثیم نہیں ہیں۔ اور میں کسی بھی شکل میں خود کو محکوم نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے گیرٹ میئر میں اس سے علیحدہ ہو رہا ہوں۔ میں اسے مزید احسانات کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

گیرٹ میئر کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ "علیحدہ ہو رہے ہو۔"

"ہاں' میں جا رہا ہوں۔"

"لیکن کہاں....؟"

"ہیا کی تلاش میں۔"

"تمہارا مطلب ہے ہیا....؟"

"ہاں' وہ میری مشکل ہے' کسی اور کی نہیں۔ وہ ڈائری میں نے ماہبہ کے سامان سے حاصل کر لی ہے۔ اس کے لئے میں تبارک سے شرمندہ ہوں' مگر وہ میری ضرورت ہے۔"

"تم کب جا رہے ہو....؟"

"اب سے تھوڑی دیر کے بعد۔"

"اسی جگہ سے...."

"ہاں، تمہیں اس لئے میں اپنے ساتھ لایا ہوں کہ تم میرا پیغام حشم کو دے دو۔" گیرٹ کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔

"میں تمہارا ساتھ دے سکتا ہوں ماہر طبابی۔ مجھے ساتھ رکھنا تمہارے لئے کار آمد ہو گا۔"

"نہیں گیرٹ میرے پاس کچھ نہیں ہے، میں تمہاری کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔"

"اس کے باوجود میں تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔"

"نہیں، میں اب کسی کا احسان قبول نہیں کر سکتا۔ یہ بہتر وقت ہے میں یہ علاقہ چھوڑ دوں، تمہیں تھوڑی سی تکلیف برداشت کرنی ہو گی۔" میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ گیرٹ میئر کچھ نہیں سمجھ سکا تھا۔ میں نے لپک کر اس کی گردن پکڑ لی اور کہا۔ "میں نہیں چاہتا کہ تم ابھی جاؤ اور عالی تبارک کو میری کہانی سنا دو۔ اس لئے تمہیں کچھ دیر یہاں گزارنا ضروری ہے۔" گیرٹ میئر کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ میں نے اسے بے ہوش کر کے احتیاط سے اسی چٹان کے عقب میں لٹا دیا جہاں ہم بیٹھے تھے۔ پھر وہاں سے چل پڑا..... دل میں کوئی خیال نہیں تھا۔ نہ ان لوگوں کو چھوڑنے کا کوئی افسوس تھا۔ البتہ یہ خیال ضرور تھا کہ کیشو کالی سے نکل جایا جائے تاکہ عالی تبارک مجھے تلاش نہ کر سکے۔ فی الوقت کہیں بھی نکل جایا جائے بعد میں صحیح راستہ تلاش کر لیا جائے گا۔

شہری آبادی زیادہ دور نہیں تھی لیکن سب کچھ اجنبی اجنبی تھا۔ حقیقی معنوں میں، میں نے تو کچھ دیکھا ہی نہیں تھا۔ زندگی کا یہ تمام دور بے مقصد اور فضول ہی گزارا تھا۔ یہ بھی سچ تھا کہ اس دوران عالی تبارک، ماہہ اور طالع نے ہی مجھے تھوڑا بہت دنیا سے روشناس کرا دیا تھا ورنہ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ ایک سیدھ اختیار کر کے چل پڑا۔ ساری رات کے پیدل سفر نے مجھے کیشو کالی سے بہت دور کر لیا۔ صبح کا اجالا پھوٹ آیا۔ البتہ کوئی خاص تھکن نہیں تھی، میں آرام سے چل سکتا تھا۔ اس لئے دوپہر تک چلتا رہا۔ پھر ایک بستی نظر آئی، چھوٹے چھوٹے کھلونے نما مکان دور تک بکھرے ہوئے تھے۔ داہنی سمت سخت ڈھلوانی پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں جن کے پس منظر میں ہمالیہ کی بلند و بالا چوٹیاں آسمان میں گم نظر آ رہی تھیں۔

میں نے بستی کا رخ کیا، کچھ دور چلا تو ایک پتھریلی ناہموار سڑک مل گئی جو بستی تک پہنچاتی تھی۔ کچھ فاصلے پر ایک نہر نظر آئی جس کے کناروں پر سرسوں کے جھنڈ ابھرے ہوئے تھے۔ میں آگے بڑھا اور بستی میں داخل ہو گیا۔ کتے اور مرغیاں، کچرا اور گندگی کے ڈھیر کرید رہے تھے۔ گلے سڑے پھلوں کے چھلکے بری طرح بدبو پھیلا رہے تھے۔ میں ان کے درمیان سے گزرتا ہوا اس بوسیدہ حال گاؤں کے ایک جھونپڑے کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت ایک بوڑھی عورت جھونپڑے کے باہر نکلی اور مجھے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ کچھ دیر اس

کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیلے رہے۔ پھر وہ اندر گئی اور میں وہاں سے آگے بڑھ گیا، لیکن پھر عقب سے تیز قدموں کی آواز سن کر رکا تو بوڑھی عورت میرے پاس پہنچ گئی۔ اس کے ہاتھ میں کھانے پینے کا کچھ سامان تھا۔ اس نے وہ سامان میری طرف بڑھا دیا۔ بھوک کی شدت اس قدر تھی کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب ہوتی جا رہی تھیں۔ نجانے یہ عورت کیا سمجھ رہی ہے اور نجانے اس نے کیا سوچا ہے۔ عورت نے اشارہ کر کے یہ چیزیں دوبارہ میری طرف بڑھائیں اور میں نے انہیں قبول کر لیا اور ایک جانب جا بیٹھا۔ میرے لئے اجنبی آٹے کی کچھ موٹی موٹی روٹیاں تھیں اور اس کے ساتھ ہی غالباً کسی قسم کے پتوں سے بنا ہوا سالن۔ میں نے ایک ٹکڑا روٹی توڑ کر اس سالن سے لگا کر کھایا تو ایک عجیب ذائقہ محسوس ہوا، پتہ نہیں یہ میری بھوک کا کرشمہ تھا یا پھر یہ سب کچھ تھا ہی لذیذ لیکن میرے لئے ناکافی۔ تاہم تھوڑا بہت سہارا ہو گیا تھا۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ اس عورت کو اس مہربانی کے عوض کیا دوں۔ البتہ میری کلائی پر گھڑی بندھی ہوئی تھی جو سونے کی تھی اور ایک بار ماہہ تبارک نے مجھے پیش کی تھی دنیا کی تمام چیزیں میرے سامنے بے حقیقت تھیں اور کسی بھی شے کو میں نے کبھی اتنی اہمیت نہیں دی تھی کہ اسے اپنے لئے ضرورت سمجھوں۔ کھانا کھانے کے بعد پانی پیا، عورت نجانے کیوں مہربان ہو گئی تھی لیکن اس کی مہربانی نے اس وقت میرا بڑا ساتھ دیا تھا۔ جب اس نے اپنے ٹوٹے ہوئے برتن اٹھائے تو میں نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کھول کر اس کی جانب بڑھا دی۔ اس نے گھڑی کو دیکھا پھر مجھے، اس کے بعد اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے، میں نے اشارے سے گھڑی دوبارہ اس کی جانب بڑھائی اور اس کا لرزتا ہوا ہاتھ میری جانب بڑھا۔ اس نے گھڑی میرے ہاتھ سے لے لی، اسے دیکھتی رہی پھر ہاتھوں میں پکڑے ہوئے برتن نیچے رکھے میری جانب بڑھی اور میرے ہاتھ کی کلائی پکڑ لی۔ میں دلچسپ نگاہوں سے اس کا یہ عمل دیکھ رہا تھا۔ عورت نے اپنے ہاتھ سے گھڑی میری کلائی پر دوبارہ باندھ دی اور پھر میری کلائی چوم کر میرا ہاتھ تھپتھپایا۔ جھک کر برتن اٹھائے اور جھونپڑے میں چلی گئی۔ میں خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عورت کے اس عمل سے میں بہت متاثر ہوا تھا۔ درحقیقت یہ وہ احسان کرنے والے ہوتے ہیں جو کبھی اپنے احسان کا صلہ نہیں مانگتے۔ یہ بات اس کے لئے ناگوار تھی کہ میں تھوڑی سی روٹیوں کے عوض اسے یہ قیمتی گھڑی دوں، لیکن جس انداز میں اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا وہ میرے دل پر بہت اثر انداز ہوئی تھی۔

عورت اپنے جھونپڑے میں گئی تو پھر واپس نہیں آئی اور میں بہت دیر تک اس کا انتظار کرتا رہا۔ پھر ایک گہری سانس لے کر وہاں سے چل پڑا۔ لیکن یہ احساس میرے دل میں پیدا ہو گیا تھا کہ ہر احسان کا صلہ نہیں دیا جا سکتا۔ چھوٹی سی بستی تھی کچھ دور چلنے کے بعد ختم ہو گئی، لیکن آگے ایک ندی جو غالباً برساتی ندی تھی اور کسی پہاڑ سے بہتی ہوئی آئی تھی

میری ہم سفر ہو گئی اور میں اس کے ساتھ ساتھ تیز قدموں سے چلتا ہوا اس بستی سے دور نکل آیا۔ اب دل چاہ رہا تھا کہ آرام کروں۔ کافی دور آنے کے بعد میں نے ایک جگہ منتخب کی اور وہاں بیٹھ گیا۔ وہ بستی بھی بہت پیچھے رہ گئی تھی اور اب تاحد نگاہ کوئی انسانی وجود نظر نہیں آتا تھا۔ البتہ ندی میرے ساتھ ساتھ بہہ رہی تھی۔ میں ایک چٹان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں۔ پھر آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا اور پاؤں سکوڑ لئے۔ نیند بڑی اچھی چیز ہوتی ہے' پھر آنکھ کھلی تو چاروں طرف ہیبت ناک تاریکی پھیلی ہوئی تھی' سناٹے میرے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے اور میں نجانے کیسی کیسی سوچوں میں مبتلا ہو گیا تھا۔ بے شک عالی تبارک کو چھوڑ کر میں نے اپنے لئے بے شمار مشکلات پیدا کر لی تھیں۔ لیکن عالی تبارک کے وہ الفاظ میرے لئے ناقابل برداشت تھے۔ اس نے اپنا احسان جتایا تھا مجھ پر اور میرا احسان بھول گیا تھا۔ پھر بہت سی باتیں سوچیں' یہ تنہا رات سوچنے کے لئے بہت کافی تھی۔ دفعتاً ہی میری نگاہیں اطراف میں بھٹکنے لگیں۔ اب مجھے ستاروں والی کی تلاش تھی۔ اگر وہ مل جائے تو اس وقت میری راہبر ہو سکتی ہے لیکن میری یہ سوچ بھی غلط تھی وہ مجھ سے گریز کرتی تھی۔ مگر وہ ہے کون؟ چاروں طرف نظریں دوڑائیں لیکن کوئی شے نظر نہ آئی اور میں یہاں بھی مایوس ہو گیا۔ پھر باقی رات میں نے وہیں اسی جگہ گزاری تھی اور سوچوں نے میرے ذہن میں جگہ بنا لی تھی۔ عالی تبارک کے بہت سے اقوال یاد آ رہے تھے' عالی تبارک کو چھوڑنے کا جب بھی احساس کرتا دل یہ کہتا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے ٹھیک کیا ہے' لیکن بہرحال اس نے مجھے کافی دنیا دکھائی تھی اور میرے لئے بہت سی مشکلات اٹھائی تھیں۔ پھر بھی اب اسے زیادہ پریشان کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں تھا۔

دن کی روشنی میں' میں نے پھر اپنے سفر کا آغاز کر دیا۔ دور دور تک کسی کے نشانات نہیں مل رہے تھے لیکن جب میں ایک گہرا ڈھلان عبور کر کے بلندی پر پہنچا تو مجھے احساس ہوا کہ وہ کوئی کچی پگڈنڈی ہے جو کسی سمت جاتی ہے۔ اس پگڈنڈی پر پہنچنے کے بعد مجھے ٹائروں کے نشانات بھی ملے۔ ٹائروں کے یہ نشانات کافی دور تک چلے گئے تھے۔ یہ پگڈنڈی آگے جا کر پھر ایک ڈھلان میں اتر گئی تھی لیکن ڈھلان کے اختتام پر مجھے سفید رنگ کے خیمے لگے ہوئے نظر آئے اور میں چونک سا پڑا۔ یہ خیمے وہ خیمے نہیں تھے جنہیں چھوڑ کر میں آ گیا تھا۔ کوئی اور تھا جو یہاں پناہ گزین تھا' لیکن ایسا کون دیوانہ ہو سکتا ہے جو اس ویرانے میں خیمہ لگائے ہوئے ہو۔ تب ہی میں نے خیمے کے پاس کچھ لوگوں کو دیکھا۔ دل تو چاہا کہ راستہ کاٹ کر ادھر سے نکل جاؤں لیکن پھر عقل نے ساتھ دیا۔ عالی تبارک کے اقوال زریں میں بہت سی ایسی باتیں مجھے یاد تھیں جو ہر طرح سے کارآمد ہو سکتی تھیں انسان کو تھوڑا بہت موقع شناس ہونا چاہئے کبھی کبھی وہ کچھ بھی کرنا پڑتا ہے جسے ذہن و دل قبول نہ کریں۔ یہی مصلحت پرستی ہے اور اس سے انسانی زندگی رواں دواں ہوتی ہے۔ دنیا سے ہوشیار رہنا

ضروری ہے۔ اپنے دل کی بات کسی کو کبھی نہ بتائی جائے جب تک کہ مدمقابل پر بھروسہ نہ ہو جائے اور بھروسہ لمحوں کا کھیل نہیں۔ کبھی کبھی اس میں صدیاں گزر جاتی ہیں۔ زندگی ختم ہو جاتی ہے لیکن بھروسے کا سفر ختم نہیں ہوتا۔ میں ان باتوں کو سوچتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور پھر ان لوگوں نے بھی مجھے دیکھ لیا...... چست و چالاک اور کسی سفید نسل کے لوگ تھے جن میں دو تین لڑکیاں بھی نظر آ رہی تھیں انہوں نے جسموں پر مردانہ لباس ہی پہنے ہوئے تھے۔ شکل و صورت خاصی خوبصورت تھی اور وہ سب سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں آہستہ آہستہ ان کے قریب پہنچ گیا اور انہوں نے خیر مقدمی انداز میں مجھے دیکھا۔ پھر ان میں سے ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ہیلو....."

"ہیلو....." میں نے آہستہ سے گردن ہلائی۔

"تم تنہا ہو.....؟"

"ہاں....."

"مہم جو ہو۔" اس نے سوال کیا اور میں نے نفی میں گردن ہلا دی۔

"پھر ان علاقوں میں کیوں بھٹک رہے ہو.....؟"

"بس آوارہ گرد ہوں اور اس جانب نکل آیا ہوں۔"

"کیا نام ہے تمہارا.....؟"

"ماہر طہانی۔"

لڑکی میرے نام کا تلفظ ادا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ پھر بولی۔ "اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے تو ہم تمہیں فراہم کر سکتے ہیں۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھو بڑی عجیب بات ہے کہ تم تنہا ہو۔" ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے جو کسی قدر پستہ قامت اور اچھی خاصی شکل و صورت کا مالک تھا اپنی پیشانی سے ذہین نظر آتا تھا۔ مجھے اپنے برابر ایک فولڈنگ کرسی پر جگہ دی اور بولا۔

"معزز مہمان کے لئے کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرو۔" ایک نوجوان نے گردن ہلائی اور بڑے خیمے میں داخل ہو گیا۔ دو لڑکیاں اور دوسرے نوجوان وہیں کھڑے رہے اور مجھے دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ پھر پرتکلف چائے اور کچھ بسکٹ وغیرہ آ گئے اور ان کے اصرار پر میں نے انہیں قبول کر لیا۔

"تم انڈین تو نہیں معلوم ہوتے۔"

"پتہ نہیں' تم کون ہو۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ میرا نام سائمن ریچ ہے۔ یہ سب میرے ساتھی ہیں لیکن تمہارا جواب میری سمجھ میں نہیں آیا' کیا تم یہ بتانا نہیں چاہتے کہ تم کہاں کے باشندے ہو۔"

"ہاں' ایسی ہی بات ہے' تمہارا شکریہ تم نے میری خاطر کی اور اس کے عوض مجھے کیا کرنا ہے۔"

"گڈ.... عجیب آدمی ہو۔ بہرحال کسی کو چائے کا ایک کپ پلا کر اس پر تسلط حاصل نہیں ہو جاتا۔ ہم تم سے تمہارے بارے میں کچھ نہیں پوچھیں گے۔ البتہ ایک سوال کی اگر تم اجازت دو تو...." سائمن رینج نے نرم لہجے میں کہا۔ اس کی یہ نرمی مجھے پسند آئی تھی۔ میں نے کہا۔

"میں ایک الجھا ہوا آدمی ہوں' اصل میں کیا ہوں شاید میں بھی نہیں جانتا۔ ایک مشکل کا شکار ہوں اس لئے ان علاقوں میں بھٹک رہا ہوں۔"

"نہیں دوست.... یقین کرو میں تمہیں کسی طور مجبور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جو سوال میں نے نامکمل چھوڑ دیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی گروہ ہے یا تنہا ہو۔"

"اور کوئی نہیں ہے میرے ساتھ۔"

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے پاس کوئی سامان بھی نہیں ہے۔ اس بے سرو سامانی کے عالم میں تم یہ سفر جاری رکھو گے کسی بستی کی تلاش ہے تمہیں۔"

"نہیں مجھے آگے جانا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ آگے کا سفر بے حد خطرناک ہے۔ یہ جگہ ان علاقوں میں آخری ہے' اس کے بعد ناقابل عبور برفانی میدان اور پہاڑی سلسلے ہیں جن کا سفر بے حد مشکل ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"تب خودکشی کے دوسرے طریقے بھی ہوتے ہیں۔ تم نے خودکشی کے لئے یہ سفر کیوں شروع کیا ہے۔" اس بار ایک لڑکی نے تیکھے لہجے میں کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ سائمن رینج فوراً بولا۔ "ریلھا بالکل ٹھیک کہتی ہے مسٹر ماہر' تم ہر طرح سے غیر محفوظ ہو' اول تو تنہا' پھر راستوں سے ناواقف' اس کے علاوہ اس طرح بے سرو سامان' یہ سب کچھ خودکشی کے مترادف ہے۔"

"میں موت کی تلاش میں ہوں مس اور آپ کو مجھ پر طنز کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ میں نے اس طنز کو اپنے رجسٹر میں درج کر لیا ہے۔"

"میں نے تم پر طنز نہیں کیا' لیکن آخر تم زندگی کیوں کھونا چاہتے ہو۔"

"یہ آپ کو بتانا ضروری ہے؟ بہرحال آپ نے مجھے جو کھلایا پلایا ہے وہ یہ طنز کر کے وصول کر لیا ہے۔ شکریہ مسٹر سائمن رینج اب مجھے اجازت دیجئے۔"

"عجیب انسان ہو۔ میری رائے ہے کہ تم اس طرح نہ جاؤ۔ کم از کم یہ بتا دو تمہاری منزل کیا ہے....؟"

"نہیں میرا چلا جانا آپ کے حق میں بہتر ہے۔"

"دیکھو ہم چنگ ہاری تک جا رہے ہیں' تم اگر چاہو تو ہمارے ساتھ سفر کر سکتے ہو۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد تم جہاں چاہو چلے جانا ہم تمہیں نہیں روکیں گے۔" سائمن نے کہا اور میرے پورے بدن میں کرنٹ دوڑ گیا۔ چنگ ہاری کے اس طرف تو تساما اوکا آباد تھا۔ ہیا کی مملکت...! میرا وجود پانی بن کر بہہ گیا۔ قدم رک گئے مجھے تبارک کے الفاظ یاد آئے' مصلحت زندگی کے سفر کو آسان بناتی ہے۔ ایک لمحے میں میرا ارادہ بدل گیا پھر بھی میں نے کسی قدر ہچکچا کر کہا۔

"لیکن میں آپ پر بوجھ نہیں بننا چاہتا۔"

"تم جوان آدمی ہو.... ہمارے ساتھی بنو گے تو ہمیں خوشی ہوگی۔ بدن کی مناسبت سے تم جفاکش اور طاقتور بھی لگتے ہو۔ ہمیں یہاں کچھ خطرناک لوگوں سے جنگ کرنی پڑ رہی ہے۔ تم اگر مناسب سمجھو تو ہمارا ساتھ دو...."

"میں ہر وہ کام کروں گا جس کا آپ مجھے حکم دیں گے' لیکن کوئی طنز نہیں برداشت کر سکوں گا۔"

"اس کا خیال رکھا جائے گا۔" سائمن رینج نے کہا اور میں نے ریلھا کی طرف دیکھا' لیکن اس نے رخ بدل لیا تھا۔ "تم بالکل مطمئن رہو' تمہیں ایک ساتھی کا درجہ دیا جائے گا' ہاکر ایک چھوٹا خیمہ اور کھول کر لگا دو۔ ہم اپنے نئے ساتھی کو خوش آمدید کہتے ہیں۔"

میں خاموشی سے اپنے لئے خیمہ لگتے دیکھتا رہا۔ ریلھا نامی لڑکی بھی اس کام میں دوسروں کا ہاتھ بٹا رہی تھی لیکن اس نے مجھ پر طنز کر کے دشمنی کا آغاز کر دیا تھا اور میرا خیال تھا کہ جس دن میں نے اپنے کسی دشمن کو معاف کر دیا اس دن میری شخصیت ختم ہو جائے گی۔

خیمے میں مختصر آسائش زندگی فراہم کر دی گئی تھی۔ میں اندر داخل ہو کر ان لوگوں کے بارے میں سوچنے لگا۔ ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ باہر کسی گاڑی کے انجن کی آواز سنائی دی جو خیموں کے پاس آ کر بند ہو گئی تھی۔ پھر ایک نسوانی آواز ابھری۔

"ہیلو اولڈ مین کیا ہو رہا ہے۔"

"تمہارا انتظار..... سناؤ کیا رہا۔"

"دو تین کلومیٹر کے علاقے میں نہیں ہیں۔ میں نے چپہ چپہ چھان مارا ہے۔"

"گروڈی شیطان کا چیلا ہے۔ خدا کرے وہ ہماری راہ پر نہ ہو۔"

"یہ تمہاری عمر کی بزدلی ہے ورنہ میں تمہارے ساتھ ہوں' کسی اور کا نام لے کر میری توہین نہ کرو۔" عورت کی آواز بڑی پراثر اور پاٹ دار تھی پھر وہ بولی۔ "یہ نیا خیمہ کیوں لگوایا ہے....؟"

"ایک مہمان کے لئے....."

"مہمان....." آواز چونکی ہوئی تھی۔

"ہاں ایک تنہا آوارہ گرد..... جو بھٹکتا ہوا یہاں تک آ گیا ہے۔" اب میرے لئے اس خیمے میں رکنا ممکن نہ تھا' میں باہر نکل آیا۔ پہلے میں نے اس عورت کو دیکھا۔ عورتوں کے اسٹینڈرڈ قامت سے کوئی ایک فٹ اونچی..... اسی تناسب سے توانا..... عمر اٹھائیس اور تیس کے قریب..... چست لباس..... دلکش لیکن کرخت چہرہ ایک عجیب سی جاذبیت کا حامل' ہاتھ میں رائفل لئے تنی ہوئی کھڑی تھی۔ اس سے بھی زیادہ انوکھی شخصیت اس دیو قامت کی تھی جو پونے سات فٹ سے کم نہ ہو گا۔ انتہائی چوڑا چہرہ' پچکے گال' بے رونق چھوٹی چھوٹی آنکھیں' سینہ بے حد چوڑا' عورت کے پیچھے رائفل سنبھالے کھڑا تھا۔ کچھ نئے لوگ بھی تھے جو مسلح تھے۔

ایک نگاہ میں اندازہ ہو گیا کہ دونوں بے حد سرکش اور خطرناک ہیں۔ عورت کی آنکھوں میں بھوکی بلی جیسی کیفیت تھی۔ اس کی آنکھوں میں پتلیاں عام پتلیوں سے چھوٹی اور کسی قدر سرخ تھیں۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ بوڑھا سائن ریچ اس کے سامنے دبا دبا تھا۔

عورت میری جانب دیکھنے لگی۔ پھر اس کے ہونٹوں پر زہریلی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ اپنی جگہ سے آگے بڑھی' میرے گرد چکر لگایا پھر ہونٹ سکوڑ کر بولی۔ "واؤ..... یہ تمہارا مہمان ہے سائن ریچ۔"

"ہاں۔"

"کون ہے' کہاں سے آیا ہے' کیا نام ہے.....؟"

"نام ماہر طہالی ہے' آوارہ گرد ہے۔"

"اور.....؟" اس نے سوال کیا۔

"اور کچھ نہیں۔" سائن ریچ نے کہا۔ عورت چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ چند لمحات خاموشی سے کچھ سوچتی رہی' پھر گردن ہلا کر بولی۔ "اتنا میں ضرور جانتی ہوں کہ گروڈی کے گروہ کا کوئی فرد نہیں ہے' کسی کے ساتھ مہربانی کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ گروڈی کا ساتھی نہیں ہے۔ او کے اپنے مہمان سے کہو آرام کرے۔"

وہ خیموں کی طرف بڑھ گئی۔ سائن ریچ کے چہرے پر سکون پھیل گیا تھا۔ اس نے مجھ سے کچھ نہ کہا اپنے آدمیوں کو ہدایت دینے لگا۔ میں واپس خیمے میں چلا گیا تھا' لیکن میرے ذہن میں بہت سے خیالات رقصاں تھے۔ میں ان لوگوں کے ساتھ ایک لمحہ رہنا پسند نہیں کرتا' لیکن سائن ریچ نے مجھ سے کچھ جانے بغیر چنگ ہاری کا نام لیا تھا۔ وہ چنگ ہاری جا رہا تھا۔ صرف یہی ایک دلکشی تھی اس کے قرب میں' کیونکہ میں نہ ان جگہوں کے بارے میں جانتا تھا نہ راستوں کے بارے میں۔ اگر کسی شکل میں ان لوگوں کا ساتھ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے' لیکن کچھ حاصل کرنے کے لئے صبر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عالی تبارک نے مجھے جو کچھ بتایا تھا۔ میں نے دنیا کو جان کر اسے قبول بھی کیا تھا۔

"کیا تم ہر اس شخص کو ہلاک کر سکتے ہو جو تمہیں ناپسند ہو.....؟"

"نہیں۔"

”تب کیا کرو گے....؟“

”کنارہ کشی۔“

”لیکن تم کسی دوسرے سیارے کے رہنے والے نہیں ہو‘ تمہیں انہی کے درمیان رہنا ہو گا۔“

”اس کے لئے کیا کرنا چاہئے۔“

”صبر.... تحمل.... مصلحت سے کام لینا ہو گا.... اپنے وقت کا انتظار کرنا ہو گا.... ورنہ کچھ نہ پاسکو گے۔“

مگر عالی تبارک نے بہتر نہیں کیا تھا‘ ساری زندگی میں صرف اسی کا احسان قبول کیا تھا میں نے۔ دل سے اسے تسلیم کیا تھا۔ سوچا تھا کہ کوئی نہیں ہے مگر وہ ہے لیکن اس نے احسان کا بدلہ طلب کر لیا۔ قرض واپس مانگ لیا جبکہ کچھ حساب میرا بھی تھا۔

”مسٹر ماہر.... مسٹر ماہر.... باہر آؤ موسم بہت اچھا ہے۔“ خیمے کے باہر سے آواز ابھری تو میں خیمے سے نکل آیا۔ خطرناک عورت‘ خوبصورت لباس میں خیمے کے دروازے کے باہر کھڑی تھی۔ آسمان سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے‘ بہت ننھے‘ بہت باریک۔ ”میں نے سب لوگوں کو خیمے سے نکال لیا ہے اور ایک خاص قہوہ تیار کرایا ہے‘ تم بھی آؤ۔“

میں اس کے ساتھ چل پڑا‘ سائن رینج کا پورا گروہ فولڈنگ اسٹولوں پر بیٹھا ہوا تھا‘ اور بھی اجنبی چہرے تھے۔ بردبار‘ عمر رسیدہ‘ ان کی تعداد خاصی تھی۔

”مضبوط‘ طاقتور‘ پراسرار شخصیت کا مالک نوجوان جسے ایک نگاہ دیکھ کر قبول کرنے کو دل چاہتا ہے‘ ورنہ ایسے پرہول سفر میں اجنبی لوگ ہمیشہ خطرے کا باعث ہوتے ہیں‘ نام ماہر ہے‘ دریافت سائن رینج کی ہے۔ رینج کیا اس کا سب سے تعارف ہو چکا ہے؟“ عورت نے کہا۔

”کہاں لوئیسا‘ تمہارے آنے سے کچھ ہی وقت پہلے اس شخص سے ہماری ملاقات ہوئی ہے‘ زیادہ گفتگو نہیں ہوئی تھی کہ تم آ گئیں اور اس کے بعد گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔“

”بہرحال میں بتا چکی ہوں کہ اس کی شخصیت ایسی ہے کہ ہم اسے بخوشی اپنے درمیان رکھ سکتے ہیں اور یہ بہتر ہو گا اس کے حق میں بھی اور ہمارے حق میں بھی۔ مسٹر ماہر طبابی اس گروہ کو دیکھ چکے ہو‘ ہمالیہ کی ترائیوں میں دشوار گزار اور زندگی چھین لینے والے راستوں پر کوئی بے مقصد سفر نہیں کیا کرتا۔ ہر شخص لالچ کی دولت سے مالا مال ہے اور زندگی کو اعلیٰ درجے کے رئیسوں کی مانند گزارنے کا خواہش مند‘ اور اس خواہش کی تکمیل جب ان کی اپنی بستیوں میں نہ ہوئی تو یہ خزینوں اور دفینوں کی تلاش میں چل پڑے۔ بات صرف ان کی ہی نہیں ہے‘ یہ میرا بھی تعارف ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں ان پر کوئی طنز کر رہی ہوں‘ یہ تو تعارف ہے‘ پہلے مجھ سے ملو‘ میرا نام اینا لوئیسا ہے‘ نام کی حد تک تو تعارف یہ ہے‘ باقی

اپنے بارے میں اور بھی بہت کچھ بتاؤں گی اور تم سے تمہارے بارے میں پوچھوں گی۔ پہلے فرداً فرداً ان سب سے مل لو.... مسٹر سائن رینج کے بارے میں تو تمہیں تھوڑا بہت علم ہو گا ہی یا ممکن ہے نہ ہو‘ یہ بہت بڑے آرکیالوجسٹ ہیں۔ اپنے فن کے ماہر‘ انہوں نے زندگی میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اور اس وقت خزانوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ بقول ان کے‘ ان کے سامنے ان کے خاندان کا مستقبل ہے‘ یہ دوسرے جو بیٹھے ہوئے ہیں یوں سمجھ لو‘ ہمالیائی انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ ان کا نام ڈیوڈ پارک ہے‘ مسٹر ڈیوڈ پارک بھی بہت سے خاص معاملات میں کارآمد شخصیت کے مالک ہیں ان کی بیٹی ریتھا اور یہ دوسرے لوگ....“ اینا لوئیسا ان سب کا تعارف کراتی رہی اور پھر بولی۔

”تو ہم سب خزانوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور کچھ ایسے نقشے اپنے پاس رکھتے ہیں جن کے ذریعے ہم ان خزانوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہمارے پاس وہ نقشے کسی تحریری شکل میں موجود نہیں ہیں بلکہ ہم نے ایک خاص نظریئے کے مطابق ان نقشوں پر ایک طویل عرصے سے کام کیا ہے اور انہیں اپنے ذہنوں میں اتار لیا ہے۔ یہ اس لئے کیا ہے ہم نے کہ کوئی یہ نقشہ ہمارے پاس سے چرا نہ سکے چنانچہ ڈیئر ماہر طبابی اگر کبھی تمہارے دل میں یہ خیال آئے کہ ان خزانوں کا نقشہ لے کر فرار ہو جاؤ گے تو بے کار وقت ضائع کرو گے اور ہماری دشمنی مول لو گے۔ ایسی کوئی کوشش نہ کرنا۔ باقی تمام معاملات میں تم ہمارے دوست ہو۔ ایک اور شخصیت کا تعارف کرا دوں جو ہمارے ساتھ نہیں ہے اس کا نام گروڈی ہے‘ گروڈی ہام..... اس کا اپنا ایک گروہ ہے۔ زمانہ گزرا یہ شخص آسٹریلیا میں بہت خوفناک تسلیم کیا جاتا تھا اور ایک قاتل اور ڈاکہ زن تھا۔ پھر اس کا ایک بازو اس کے بدن سے علیحدہ ہو گیا اور اس کے اندر انوکھی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ یہ بھی اس نقشے سے متاثر تھا جو ہمارے پاس موجود تھا خود تو صحیح انداز میں کام نہیں کر سکا لیکن جب ہم اپنی مہم پر روانہ ہوئے تو ہمارے پیچھے پیچھے چل پڑا اور اب مسلسل ہمارا تعاقب کر رہا ہے۔ اس بدبخت کو یہ معلوم نہیں کہ جس دن وہ ہماری گولیوں کی رینج پر آ گیا اس کی کہانی ختم ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک بہترین تعارف ہے اور اب ہم اس بات کے حقدار ہو گئے ہیں کہ تم سے بھی تمہارے بارے میں معلومات حاصل کریں اور تمہیں اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ یہ تو ایک لازمی امر ہے کہ تم جیسا نوجوان اگر ان پہاڑوں اور راستوں میں بھٹک رہا ہے تو ظاہر ہے اس کے پیش نگاہ بھی کوئی ایسی ہی بات ہو گی اور تمہاری عمر بھی ایسی ہے کہ دولت حاصل کرو اور عیش کی زندگی گزارو میں یہ نہیں کہتی کہ تمہارا فیصلہ غلط ہے‘ یعنی یہ کہ تم ان علاقوں میں تنہا نظر آ رہے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ تم نے منصوبہ بندی کی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کسی گروہ کے آلہ کار ہو۔ دیکھو ڈیئر میں تم پر کوئی الزام نہیں لگا رہی‘ اگر کسی گروہ سے تمہارا واسطہ ہے اور گروہ نے کسی طرح تمہیں ہم تک بھیجا ہے تو واپس جا کر

انہیں یہ بتا دینا کہ اینا لوئیسا اس گروہ کی سردار ہے اور اگر اینا لوئیسا کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں تو آسٹریلیا کی پچھلے دس سال کی زندگی میں اینا لوئیسا کو تلاش کر لو۔ سمجھ رہے ہو نا..... اور اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو تم تنہا کس مہم جوئی کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہو؟ ہم سے تبادلہ خیال کرو۔ ممکن ہے ہم تمہارے بھی مددگار ثابت ہوں۔ ویسے اپنی تنہا جسمانی قوت کے بل پر کسی بڑی مہم کو ایسے علاقوں میں سرانجام دینا دانشمندی نہیں ہے۔ لیکن بہرحال' یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے اور ذاتیات میں دخل اندازی مناسب نہیں ہو گی۔"

میں اس عورت کی بے باکانہ گفتگو کو غور سے سن رہا تھا۔ اس وقت میں کسی جملے پر گرفت نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس سے عالی تبارک کی تعلیمات متاثر ہوتی تھیں اور پھر بات بھی کوئی ایسی نہیں کہی تھی اس نے' جو میرے لئے زیادہ مشکلات کا باعث ہوتی اور ذہنی طور پر مجھے متردد کرتی۔ بہت صاف گو بننے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن مجھے کیا کرنا چاہئے' اب اپنے آپ کو بالکل ہی احمق بنا کر تو کسی کے سامنے کوئی حیثیت حاصل نہیں کی جا سکتی..... میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو مس کہوں یا میڈم کہوں' کیا کہنا چاہئے مجھے.....؟"

وہ مسکرائی اور بولی ...."اینا یا لوئیسا....."

"مس لوئیسا؟"

"ہاں۔" اس نے کہا۔

"آپ کا کہنا بالکل درست ہے' میں نہ تو پاگل ہوں نہ دیوانہ کہ ان علاقوں میں زندگی کھونے کے لئے نکل آیا ہوں۔ ہاں ایک مشن ہے میرا' اور میں اس مشن کی تکمیل چاہتا ہوں۔ میں بھی ایک عظیم الشان خزانہ تلاش کر رہا ہوں جو میرے لئے بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں' لیکن میں آپ کو یقین دلانے کی کوشش کرتا ہوں اور ایک درخواست کرتا ہوں آپ سے..... آپ لوگ بہت اچھے لوگ ہیں اور آپ نے مجھے اپنے درمیان مختصر وقت میں ہی سہی یہ جگہ دے کر اپنا ممنون احسان بنا لیا ہے' یہ دیکھئے میرے پاس ایک ڈائری ہے اس میں اس خزانے کا نقشہ ہے جس کا میں خواہش مند ہوں۔ آپ لوگ اس ڈائری کو ملاحظہ فرمایئے۔"

میں نے ڈائری نکال کر ان کے سامنے کر دی۔ سب ہی کی نگاہیں متجسس انداز میں اس ڈائری پر پڑ رہی تھیں لیکن یہاں شاید اینا لوئیسا کو ہی سب سے بڑی حیثیت حاصل تھی کیونکہ کسی اور نے ڈائری کی جانب ہاتھ بڑھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اینا لوئیسا آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور ایک اسٹول پر بیٹھ گئی۔ میں بھی اس سے کچھ فاصلے پر دوسرے اسٹول پر جا بیٹھا تھا۔ اینا لوئیسا خاموشی سے ڈائری پڑھتی رہی۔ باقی تمام لوگ سکوت کے عالم میں تھے۔ پھر اس نے ڈائری پڑھ کر سب سے پہلے ڈیوڈ پارک کی جانب بڑھائی' ڈیوڈ پارک کے

بعد سائن ریچ نے اسے پڑھا' پھر دو اور افراد نے' اور اس طرح پانچ افراد نے یہ ڈائری پڑھ کر واپس اینا لوئیسا کی جانب بڑھا دی اور اینا لوئیسا نے کہا۔

"تحریر کی روح وہی ہے' لیکن اس میں کہیں کسی خزانے کا نقشہ نہیں ملتا نہ کوئی پوشیدہ لفظ اس میں موجود ہے جو خزانے کی نشاندہی کرتا ہے۔"

"ہاں میڈم لوئیسا' اس میں ایک قبیلے کا ذکر کیا گیا ہے جس کا سربراہ ایک چھوٹے قد کا انسان ہے۔"

"ہاں..... غالباً توسامہ اولوکا.."

"جی..... اور اس شخص کو "ہیا" کہا جاتا ہے۔"

"بالکل اس کا ذکر اس میں موجود ہے۔"

"یہ "ہیا" میرا بھائی ہے۔" میں نے جواب دیا اور ان سب کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔

"کیا.....؟" اینا لوئیسا نے کہا۔

"مجھے اس "ہیا" کی تلاش ہے اور اس کے علاوہ میرا مقصد اور کچھ نہیں ہے' یہی وہ عظیم الشان خزانہ ہے جس کے لئے میں ان پہاڑوں میں سرگرداں ہوں۔"

"توسامہ اولوکا کا سربراہ چھوٹے قد کا ایک ننھا سا آدمی جسے وہاں کے لوگ "ہیا" کہہ کر پکارتے ہیں تمہارا بھائی ہے لیکن کیسے.....؟"

"یہ ایک ایسی طویل کہانی ہے جسے مختصر وقت میں بیان نہیں کیا جا سکتا' مجھے بس اس خزانے کی تلاش ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں درکار ہو گا۔"

"ہوں..... کہانی اچھی ہے' ڈائری بھی بہت اچھی ہے اس کے علاوہ....."

"جن چیزوں سے جذباتی رشتے ہوتے ہیں مس اینا لوئیسا اور اگر کوئی انہیں جاننا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ ان جذبات کا احترام کرے۔ آپ لوگوں نے مجھے یہ تھوڑا سا وقت دیا ہے۔ میری کچھ خاطر مدارات بھی کی گئی ہے یہاں لیکن اس سے زیادہ میں آپ سے کچھ اور طلب نہیں کروں گا۔ آپ لوگوں کو یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ آپ لوگ چنگ ہاری کی جانب جا رہے ہیں اور میرا بھی سفر چنگ ہاری ہی کی سمت ہے۔ اگر آپ لوگ مجھے اپنا ساتھ نہیں دیں گے تو میں آپ کا تعاقب کروں گا اور بالکل بے ضرر انداز میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہوں گا اس سے زیادہ آپ سے کچھ طلب نہیں کروں گا۔ لیکن اس ڈائری کے سلسلے میں میرے جذبات کا احترام کیجئے اور ایک لفظ ایسا نہ کہیں جو میرے اور آپ کے درمیان دشمنی کی بنیاد ڈال دے۔ آپ سمجھ رہی ہیں نا۔"

اینا لوئیسا پھر بولی۔ "صرف اتنا بتاؤ کہ اس کے علاوہ تو اور کوئی بات نہیں ہے.....؟"

"ہر زبان اپنا ایک انداز رکھتی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے بالکل جھوٹ نہیں

بولا۔ لیکن میرے سچ کو جھوٹ ثابت کرنے کی بجائے آپ مجھ سے یہ کہہ سکتی ہیں کہ میں آپ سے کتنا فاصلہ اختیار کر لوں کہ میری صورت آپ کو نظر نہ آئے اس بات پر آپ کو اختیار ہے' لیکن اس سچ کو جھوٹ کا درجہ دینا آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ میں آپ کا جواب چاہتا ہوں۔" میں اسٹول پر سے کھڑا ہو گیا۔

"ارے نہیں بیٹھو بیٹھو' کھڑے کیوں ہو گئے؟ چلو ایک بات کا اعلان کر دیا جاتا ہے وہ یہ کہ ہم تمہیں دوستوں کی طرح قبول کرتے ہیں۔ تمہیں اپنے ساتھ رکھیں گے اور اس وقت تک تم پر بھروسہ کریں گے جب تک تمہاری جانب سے کوئی غلط عمل نہیں ہوتا..... ہاں اس وقت ہمیں تمہاری دشمنی کا اختیار ہے جب تم ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو..... ٹھیک ہے مطمئن ہو نا۔"

"ہاں مس اینا لوئیسا..... اس گروہ میں میری حیثیت کیا ہو گی.....؟"

"ہاں یہ ایک دلچسپ سوال ہے' دیکھو وہ ڈوم ہے لیپا ڈوم ایک اتنا طاقتور آدمی جتنی طاقت تم کسی انسان میں تصور نہیں کر سکتے' اپنے فن کا ماہر' مارشل آرٹس کا شہزادہ اور ایک ایسی خطرناک شخصیت جو قابل فخر کہی جا سکتی ہے۔ میرا غلام ہے میرے احکامات کی پابندی کرتا ہے' یوں سمجھ لو وہ صرف ایک روبوٹ ہے جو صرف میرے احکامات پر متحرک ہوتا ہے۔ باقی یہ تمام لوگ میرے گروہ کے ساتھ ہیں اور اس راستے میں میرے ہم سفر' ان سب کا اپنا اپنا ایک مقام ہے لیکن ان سب کو میرے احکامات کی پابندی کرنا ہوتی ہے اور مجھ سے ان کی سرکشی' ان میں سے کسی ایک کے لئے ممکن نہیں۔ اس سفر سے پہلے اس پورے گروہ نے مجھے اپنا لیڈر تسلیم کیا ہے اور میرے احکامات پر عمل کرتا ہے۔ جو شخص اس گروہ میں شامل ہو گا یا اس کے ساتھ سفر کرے گا' میرے احکامات کا پابند ہو گا اور میرے خیال میں تم بھی۔"

"وہ احکامات کیا ہوں گے.....؟"

"ان کا تعین حالات کے تحت کیا جائے گا۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا' کیا میں ایسا کر سکوں گا' اس طرح میری اپنی حیثیت کیا رہے گی' لیکن عالی تبارک کے اقوال۔

"ٹھیک ہے....." میں نے کہا۔

"تم ہمیں اچھا ساتھی پاؤ گے' اب آرام کرو..... اور سنو..... کوئی سرکشی نہ کرنا۔ گروہ میں تمام لوگ کام کرتے ہیں۔ انہیں خوراک ملتی ہے' لیکن صرف محنت کے عوض..... اوکے....."

سینے پر ایک بوجھ سا تھا' دل و دماغ جل رہے تھے..... مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں نے کسی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر اپنے بارے میں صفائی پیش کی ہو۔ عدالت سے

اپنے لئے رحم مانگا ہو' اینا لوئیسا کیا تھی..... میں اسے درمیان سے پکڑ کر دو ٹکڑے کر سکتا تھا لیکن اسے اپنے بارے میں بتانا پڑا تھا' میں نے اس کے سامنے یہ مدافعتی انداز کیوں اختیار کیا تھا۔ عالی تبارک نے کہا تھا۔

"یہ جلن تمہاری سرشت ہے' اس پر قابو پالو تو دو آتشہ بن جاؤ گے۔"

"کیسے.....؟"

"تمہاری ذہنی قوت دوسرے لوگوں سے کہیں برتر ہے..... جسمانی قوتوں میں تم بے مثال ہو' لیکن تمہارے وجود میں پلنے والا سرکش آتش فشاں تمہاری ان صلاحیتوں کا دشمن ہے' یہ تمہارے راستے روکتا ہے' اسے سرد کر لو..... اس پر حاوی ہو جاؤ..... ورنہ یہ تمہیں اندر سے خاکستر کر دے گا۔"

یہ بوجھ ختم کرنا ضروری ہے' دنیا میرے سامنے ہیچ ہے اور میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میرا دشمن میرے اندر ہے' میری اصل جنگ اسی سے ہے' میں نے خود کو سمجھا لیا۔

دوسری صبح وہ لوگ کھانے پینے کی تیاریاں کرنے لگے' چائے وغیرہ بنائی گئی' مجھے ناشتہ پیش کیا گیا تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میری آخری مہمان نوازی ہے۔"

"کیا مطلب.....؟" سائن ریچ بولا۔

"یہ لوگ تمہارے لئے کچھ نہ کچھ کرتے ہیں' جس کا صلہ پاتے ہیں میرے لئے تعین کرو..... اور کچھ نہ کر پاؤں تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو..... ویسے بھی میں روزانہ کھانے کا عادی نہیں ہوں۔"

"کیا مطلب.....؟"

"ایک آدھ ہفتے میں کچھ مل جائے تو ٹھیک ہے' ورنہ ایک ماہ تک گزارہ کر لیتا ہوں۔"

"عجیب گفتگو کر رہے ہو۔ تمہارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

"ہے۔" میں نے کہا۔

"مجھے تو نظر نہیں آیا۔" سائن ریچ نے کہا۔

"مجھے نظر آگیا ہے' میں کوشش کرتا ہوں....." میں نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"ارے ناشتہ کر لو....."

"اب یہ بھی ممکن نہیں رہا۔" میں نے کہا اور وہاں سے چل پڑا۔ سائن ریچ کے پیچھے ریتھا بھی کھڑی تھی جو مجھے طنزیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ یہ حقیقت تھی کہ میں نے یہاں بہت کچھ دیکھ لیا تھا۔ جنگلی جھاڑیاں جن میں بے شمار سوکھی ہوئی تھیں' نوکیلے پتھر' ایسی خود رو بیلیں جو لمبی لمبی رسیوں کی شکل میں تھیں' سوکھے درخت اور میرے ذہن میں منصوبہ آگیا تھا..... میں ان لوگوں سے بے نیاز ہو کر دور نکل آیا۔ پھر میں نے انتظامات

شروع کر دیئے۔ پورے پورے جھاڑ جڑوں سمیت اکھاڑ کر پھینک دیئے اور ان سے سوکھی لکڑیاں الگ کرنے لگا۔ میرے ہاتھ طوفانی انداز میں کام کر رہے تھے اور میں عقب سے بے نیاز ہو گیا تھا' اصل چیز میں نے دیکھ لی تھی جو میرے کام آ سکتی تھی۔ یہ جنگلی بکرے تھے جن کے ریوڑ مجھے نظر آئے تھے۔ برفانی علاقوں میں سفر کرنے والے ان بکروں کے شکار سے گریز کرتے ہیں' لیکن یہ میری خوراک تھے۔ میں ان سے کیسے گریز کر سکتا تھا۔ میں نے بھی انہیں نظر انداز کر دیا اور اپنے کام میں مصروف رہا۔ لکڑیوں کا ایک بڑا ڈھیر حاصل کر کے میں نے اسے بیل کی رسیوں سے باندھ لیا' پھر ایک چھوٹے درخت کو اس کی جڑ سے محروم کر دیا اور اس کی لکڑیاں حاصل کر کے ایک ٹکٹکی بنائی۔ یہ ٹکٹکی زمین میں گاڑ کر میں نے اپنے شکار پر نظر کی۔ کافی فاصلے پر مجھے جنگلی بکرے نظر آئے جن کی تعداد دس بارہ کے قریب تھی۔ تب میں نے ایک بڑے سائز کا نوکیلا پتھر اٹھایا۔ ساتھ ہی ہاتھ میں ایک مضبوط لکڑی لے لی۔ پھر میں ان بکروں کی طرف دوڑ پڑا۔ بکروں کا ایک غول پہلے مجھے دیکھ کر رکا پھر راہ فرار اختیار کر لیا گیا۔ لیکن میری رفتار ان سے زیادہ تھی اور میرے اور ان کے درمیان فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ البتہ یہاں سے زیادہ دور نہ جانے کے لئے میں نے پتھر استعمال کیا۔ نوکیلا پتھر میرے ہاتھ سے نکلا اور ایک تندرست بکرے کے بازو پر لگا۔ بکرے نے قلابازی کھائی اور گر پڑا.... باقی بکرے فرار ہو گئے۔

لمبے سینگوں والے اس بکرے کو میں نے لکڑی پر ٹانگا اور واپس چل پڑا۔ اس کے شانے کی ہڈی چور چور ہو گئی تھی' بہرحال واپس آ کر میں نے اسے ٹکٹکی پر باندھ دیا' پھر چقماق کے عمل سے آگ روشن کی اور بکرے کو بھوننے لگا۔ گوشت کی خوشبو اور دھواں دور دور تک پھیل گیا تھا اور غالباً اس دھویں کے سہارے لوئیسا' سائن اور دوسرے چند افراد وہاں پہنچے تھے۔ میں انہیں دیکھنے لگا۔

لوئیسا نے قریب آ کر یہ سب کچھ دیکھا' پھر ہنس پڑی۔ "اور اب تم یہ بکرا کھاؤ گے.....؟" میں نے کوئی جواب نہیں دیا تو لوئیسا پھر بولی۔ "مگر تم نے یہ سب کچھ خوب کیا۔ زمانہ قدیم کے انسان..... دیکھ رہے ہو ڈیوڈ۔"

"ہاں۔" ڈیوڈ نے کہا۔

"ایسا کب تک کرو گے ماہر.....؟"

"آگے یہ سب ممکن نہ ہو گا۔ نہ تمہیں لکڑیاں ملیں گی..... نہ بکرے۔"

"دیکھا جائے گا۔" میں نے کہا اور پھر بکرے کا ایک بازو اکھاڑ لیا۔ اس پر سے جلی ہوئی کھال نوچی اور پھر اس کا گوشت ادھیڑنے لگا..... وہ سب عجیب نظروں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں نے گوشت چباتے ہوئے کہا۔

"شاید یہ خوراک تمہارے شایان شان نہ ہو' لیکن پھر بھی ایک مہذب انسان کی

حیثیت سے میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اگر تم چاہو تو اس میں سے گوشت استعمال کر سکتے ہو۔"

اینا لوئیسا نے ہنس کر کہا۔ "میں تمہارا ساتھ دوں گی۔" پھر وہ آگے بڑھی اور اس نے اپنی کمر میں بندھی ہوئی پیٹی سے ایک خنجر نکال لیا' جلے ہوئے گوشت کا ایک بدنما ٹکڑا اس نے اس خنجر کی مدد سے علیحدہ کیا اور میری ہی طرح اس پر سے کھال ادھیڑ کر اسے اپنے دانتوں سے چبانے لگی۔ پھر اس نے دوسروں کو بھی دعوت دی اور کہا۔

"انوکھی غذا ہے' شاید تم لوگوں میں سے کسی نے استعمال نہ کی ہو اور دعوت عام بھی ہے کیوں ڈیئر ماہر....."

میں نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے ان سب کو دیکھا' اپنا بازو چٹ کرنے کے بعد میں نے بکرے کی ایک ران ادھیڑ لی تھی۔ لوئیسا ہنس کر بولی۔

"نہ کسی اوزار کی ضرورت ہے اور نہ نمک مرچ مصالحے کی' واہ حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کا اپنا ایک مقام ہے لیکن ہمیں اس سے ایک معاہدہ کرنا ہو گا۔" وہ بہت خوشگوار موڈ میں تھی اور پھر جب میں نے بکرے کی دوسری ران اس کی جگہ سے الگ کی تو وہ بولی۔

"کیا پورا بکرا کھا جاؤ گے.....؟"

میں بھی ذرا بہتر کیفیت محسوس کر رہا تھا' میں نے کہا۔

"تم سب کے لئے یہ بہت بہتر ہے کیونکہ میری خوراک بہت زیادہ ہے۔"

"مگر مسٹر سائن ریج نے تو بتایا تھا کہ تم کہتے ہو کہ اگر تمہیں طویل عرصے تک خوراک نہ ملے تب بھی تم جی سکتے ہو۔"

"آنے والے وقت میں میرے اس بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔"

"نہیں تم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ تمہاری شخصیت پر کسی کا تسلط نہیں ہو گا۔ تم اپنی مرضی سے کچھ بھی کر سکو گے لیکن وہ' جو ہمارے مفاد کے خلاف نہ ہو۔ اگر تمہاری خوراک تمہیں آسانی سے حاصل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ تم اس کے حصول کے لئے آزاد ہو گے۔"

وہ مجھے کھاتے دیکھتے رہے' بکرے کا بچا ہوا گوشت جو بہت کم رہ گیا تھا میں نے محفوظ کیا۔ پھر لکڑی کا گٹھر اور دوسری چیزیں کندھے پر رکھ کر میں ان کے ساتھ واپس آ گیا۔

یہاں آگے بڑھنے کے مکمل انتظامات تھے۔ میرا زاد راہ بھی گاڑی کی چھت پر پہنچا دیا گیا اور پھر مجھے ایک گاڑی میں بیٹھنے کی پیش کش کی گئی۔ لوئیسا اس گاڑی میں موجود نہیں تھی۔ البتہ ریتھا اور دو اور لڑکیاں اس گاڑی میں تھیں۔ ڈیوڈ پارک بھی موجود تھا۔

"تم باتیں نہیں کرتے.....؟" بہت دیر کے بعد ریتھا نے کہا اور میں نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

''نہیں.....'' میں نے جواب دیا۔
''تمہارا تعلق کہاں سے ہے.....؟''
''جہنم سے.....''
''کیا تم اس سے بھی اسی طرح ناراض ہو سکتے ہو۔''
''کس سے.....؟''
''اینا لوئیسا سے.....''
''اگر وہ میرے معیار سے گری ہوئی بات کرے۔''
''میں نے کسی برے پیرائے میں وہ الفاظ نہیں کہے تھے جن کا تم نے برا مان لیا۔ میں نے تو ہمدردی سے کہا تھا کہ آگے کے راستے پر خطر ہیں اور وہاں تنہا سفر ممکن نہیں ہے۔ پھر بھی اگر تمہیں میری بات بری لگی ہے تو میں معافی چاہتی ہوں۔''
''ایک اچھے انسان کی حیثیت سے ہی معاف کر دو ماہر..... میں اس کی سفارش کرتا ہوں۔''
میں خاموشی سے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔ ''چنگ ہاری کا سفر کتنا طویل ہے۔''
''کافی' آگے کچھ سفر کرنے کے بعد دشوار گزار راستے شروع ہو جائیں گے ان کی وجہ سے سفر کی رفتار ست ہو جائے گی۔ ویسے بھی چنگ ہاری دور ہے۔''
''مسٹر ڈیوڈ پارک' کیا آپ کو قبیلہ تسامہ اولوکا کے بارے میں کچھ حالات معلوم ہیں۔''
''نہیں.... اس قبیلے کے بارے میں کچھ نہیں سنا' لیکن..... پراسرار پہاڑوں کا یہ سلسلہ ہزاروں کلومیٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ بدھ مت اور کنفیوشسی مذاہب کے پیروکار جہاں تک پہنچ سکے ہیں انہوں نے اپنا مذہب وہاں تک پھیلا دیا ہے لیکن جس طرح دوسرے سیاروں پر آبادیوں کا تصور موجود ہے اسی طرح زمین کے بیشتر خطے ایسے ہیں جہاں کی آبادی خلائی آبادیوں سے مختلف نہیں ہے۔ ہر مذہب سے بے نیاز ان کے افکار کچھ اور ہی ہیں وہاں مہذب انسان کے قدم نہیں پہنچے یہ قبیلہ بھی ایسا ہی ہو گا۔''
''لیکن ایک مہذب انسان اس قبیلے کا حکمران ہے۔''
''وہ جس کا تم نے تذکرہ کیا۔''
''ہاں.....''
''تمہارا بھائی تم سے کب دور ہوا.....؟''
''ڈیڈی آپ کیوں بیچ میں ٹپک پڑے۔ میں مسٹر ماہر سے باتیں کر رہی تھی۔'' ریتھا نے احتجاج کیا۔
''تمہاری ذہنی سطح مسٹر ماہر سے بہت نیچے ہے۔ تم ان سے گفتگو نہ کر سکو گی۔ اس

لئے خاموش رہو۔'' ڈیوڈ پارک نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور گھور کر ریتھا کو دیکھا۔ وہ منہ بنا کر خاموش ہو گئی تھی۔ میں بھی دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔
''تم نے جواب نہیں دیا مسٹر ماہر....'' ڈیوڈ پارک نے کہا۔
''جس سوال کا جواب نہ دوں' وہ دوبارہ مجھ سے نہ کریں مسٹر پارک۔'' میں نے کہا۔
''اوہ... سوری.....'' ڈیوڈ پارک خوش اخلاقی سے بولا' پھر ایک طویل خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ جوں جوں آگے کا سفر طے ہوا موسم کی تبدیلیاں رونما ہوتی گئیں۔ آگے برفانی میدان نظر آ رہے تھے اور موسم بھی خنک ہونے لگا تھا۔
پورے دن کے سفر کے بعد شام کو قیام کے لئے جگہ منتخب کر لی گئی' خیمے لگا دیئے گئے اس دوران مجھے مسلسل یہ احساس رہا تھا کہ وہ لوگ گروڈی سے ہوشیار بھی ہیں اور کسی قدر خوف زدہ بھی۔ خاص طور سے بلند جگہوں پر گاڑیاں روکی جاتی تھیں اور بلندی سے دوربینوں کے ذریعے دور دور تک کا جائزہ لیا جاتا تھا۔ یقینی طور سے یہی اندازہ لگانے کے لئے کہ اگر گروڈی ان کا تعاقب کر رہا ہے تو اب ان سے کتنے فاصلے پر ہے۔ انہوں نے کیا دیکھا اس کا مجھے کوئی علم نہیں تھا اور ویسے بھی میں نے خاموشی اختیار کئے رکھی تھی۔ انہوں نے خیمے اس انداز میں لگا دیئے کہ محفوظ رہیں۔ ویسے اس برفانی زندگی میں بھی اس قسم کے آثار نظر آ رہے تھے کہ اگر میں اپنے موقف پر جما رہوں تو کچھ نہ کچھ کھانے پینے کے لئے ضرور مل جائے' میں ان جانوروں کے بارے میں کچھ جانتا بھی نہیں تھا جن کی ڈاریں برفانی جھاڑیوں کے درمیان سے نکل کر بھاگتی نظر آ جاتی تھیں۔ بہرحال انہوں نے اس خنکی سے بچاؤ کا انتظام بھی کیا تھا۔ جبکہ رات مزید سرد ہوتی جا رہی تھی۔ میں اپنے خیمے میں چلا گیا۔ ان لوگوں کی کمپنی میرے لئے بے مقصد ہی تھی اور نا ہی کسی نے مجھے بلانے کی کوشش کی تھی۔ غالباً وہ میرے بارے میں گفتگو کرنا چاہتے تھے کیونکہ میں نے دو آوازیں سنیں جو خیمے کے بائیں سمت سے آ رہی تھیں غالباً یہ وہ باپ بیٹی تھے جو دن میں میرے ساتھ سفر کر رہے تھے ریتھا نے مجھ سے معافی مانگ لی تھی اور میرے ذہن میں بھی اس کے لئے کوئی خاص بات نہیں تھی' میں اس بات کو نظر انداز کر چکا تھا۔ دونوں باپ بیٹی باتیں کرتے رہے۔ پھر ریتھا نے کہا۔
''میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا ڈیڈی' کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک منفرد انسان نہیں ہے.....''
''یہی تو محسوس کرتا ہوں کہ وہ ایک منفرد انسان ہے لیکن اس کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ کسی کو جواب دہی کا پابند نہیں سمجھتا۔ تم انسانوں کی شناخت سیکھو' ایک فضول بات کر کے تم نے اس سے معافی مانگی' کیا تم اپنی زبان پر کنٹرول نہیں کر سکتی ہو۔'' اسی وقت ایک اور آواز سنائی دی جسے میں نے پہچان لیا یہ اینا لوئیسا کی آواز تھی۔

"ڈیوڈ پارک تم وہاں کیا کر رہے ہو‘ ادھر آ جاؤ سب لوگ یہاں موجود ہیں۔"

"میں ادھر ہی آ رہا تھا میڈم لوئیسا‘ آؤ ریتھا۔" وہ دونوں وہاں سے ہٹ گئے ان کی جو نشست جمی تھی وہ بھی مجھ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھی‘ لیکن اس نشست میں میری شرکت مناسب نہیں سمجھی گئی اور پھر میرے اس اندازے کی تصدیق بھی ہو گئی کہ وہ میرے ہی بارے میں باتیں کر رہے تھے۔"

"ہاں مسٹر سائمن ریچ کا کہنا ہے مسٹر ڈیوڈ پارک! کہ میں اپنی فطرت سے کچھ مختلف نظر آ رہی ہوں ماہر طہالی کے سلسلے میں۔"

"میڈم بات تو درست ہے۔"

"بات بے شک درست ہے لیکن آپ لوگوں نے اس کے پس منظر پر غور نہیں کیا۔"

"ہاں ہم نہیں سمجھ پائے۔"

"وہ ایک خطرناک آدمی ہے‘ طاقتور اور کچھ منفرد طبیعت کا مالک‘ جنگلی بکروں کا شکار صرف ایک پتھر سے کیا آپ لوگوں کے لئے ممکن ہے....؟"

"نہیں.... یہ سب کچھ تو ٹھیک ہے لیکن کیا آپ یہ پورے وثوق سے کہہ سکتی ہیں کہ اس کی شخصیت آگے چل کر کسی بھی شکل میں ہمارے لئے خطرناک نہیں ثابت ہو گی۔"

"اگر اس کے اندر صرف ایک بات موجود نہیں ہے تو میں آپ لوگوں سے وعدہ کرتی ہوں کہ وہ ہمارا بہترین ساتھی ثابت ہو گا۔"

"کیا مطلب....؟" ڈیوڈ پارک نے سوال کیا۔

"وہ صرف ہمارے کسی دشمن کا آلہ کار نہ ہو۔ آپ یہ دیکھئے کہ اگر وہ ہم سے دور رہ کر ہمارے ہی خلاف کچھ کرتا ہے تو اس جیسے طاقتور دشمن سے نمٹنا ہمارے لئے کاردارد ہو گا۔ اس کا پتہ تو بہرحال ہمیں چل ہی جائے گا کہ وہ کون ہے‘ لیکن میں تو یہاں تک سوچے ہوئے ہوں کہ اگر وہ دشمن ہے تو ہم بہتر سلوک سے اسے دوست بنائیں۔"

"آپ اسے برداشت کر لیں گی....؟"

"کوشش کروں گی۔"

"اس ڈائری کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔"

"وہ ایک معروف شخص کی تحریر ہے۔"

"اور اس شخص کے الفاظ۔ وہ کہتا ہے کہ توسامہ اولوکا کا سردار اس کا گمشدہ بھائی ہے۔"

"ایک معصوم کوشش ہے ہو سکتا ہے اسے توسامہ اولوکا میں کسی خزانے کی تلاش ہو۔" ایتا نے کہا۔

"گویا اس نے یہ جھوٹی کہانی گھڑی ہے۔"

"آپ اس قدر احمق ہیں کہ اس کہانی کو سچ سمجھ رہے ہیں۔"

"ڈائری کی تحریر کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"میں نے اس سے انحراف نہیں کیا۔ لیکن ضروری نہیں کہ بونا سردار اس کا بھائی ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ اس نے زبردستی اسے اپنا بھائی بنا لیا ہو۔"

نہیں برداشت ہوا۔ ہیا میرا بھائی تھا۔ میرے نامکمل وجود کی تکمیل تھا۔ یہ اسے ایک فرضی کہانی بتا رہے تھے۔ میں باہر نکل آیا اور ان کے سامنے پہنچ گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر چونک پڑے۔ انہوں نے لیمپ روشن کر رکھے تھے کچھ فاصلے پر الاؤ جل رہا تھا۔ سفید برف دور تک روشن ہو گئی تھی۔ میں لوئیسا کے سامنے جا کھڑا ہوا میں نے اسے خونی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہیا حقیقت ہے تم اسے تسلیم کرو۔ یہ بھی سچ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے۔ اس نے میرے سینے پر جنم لیا تھا۔ یہ بھی مانو کہ مجھے وہ ساری کائنات سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ ان خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے جن کے حصول کے لئے تم لوگ کتوں کی طرح ان برفانی میدانوں کی خاک چھان رہے ہو۔"

لوئیسا کی آنکھوں سے بھی چنگاریاں برسنے لگیں‘ اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"پیچھے ہٹو.... یہ کس طرح میرے سامنے آ کھڑے ہوئے ہو۔"

"ہیا کی حقیقت کو مانو.... تم معاہدے کی خلاف ورزی کر رہی ہو۔" میں نے غرا کر کہا۔

"پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو۔" لوئیسا چیخ کر بولی اور کھڑی ہو گئی۔ "بکواس کی ہے تم نے‘ تم خزانے کے متلاشی ہو۔ ساری کہانی۔" لیکن اس کا جملہ پورا نہیں ہوا۔ میرا تھپڑ تڑاخ سے اس کے گال پر پڑا تھا اور وہ پہلے اسٹول پر گری پھر زمین پر لڑھک گئی۔

"ہیا ایک مکمل سچ ہے‘ وہ میری تکمیل ہے‘ وہ میرا بھائی ہے۔ اس حقیقت کو اپنی زبان سے ادا کرو۔" میں نے آگے بڑھ کر اسے گریبان سے پکڑا اور اٹھا کر کھڑا کر دیا‘ لیکن اس وقت کسی نے میری گردن دبوچی اور مجھے پیچھے کھینچ لیا۔ جس نے بھی یہ عمل کیا تھا بیشک وہ ایک طاقتور وجود تھا۔ کیونکہ وہ مجھے گھسیٹ کر دور لے گیا تھا۔ باقی تمام لوگ گھبرا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ خاصا پیچھے لے جا کر اس طاقتور وجود نے مجھے چھوڑا۔ میں نے پلٹ کر اسے دیکھنا چاہا لیکن ایک طاقتور ہاتھ میرے جبڑے پر پڑا اور میرا توازن بگڑ گیا۔ میں برف پر گر پڑا۔ تب میں نے اس دیو قامت کو دیکھا جو ایتا کا باڈی گارڈ تھا اور جس کا نام ڈوم تھا.....

میں نے برف پر لوٹ لگائی اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ آج مدمقابل وہ تھا اور اس سے طاقت آزمائی کا لطف آنے والا تھا۔ اب میں بھی سنبھل گیا۔ وہ نپے تلے قدموں سے میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔ پھر وہ رکوع کے انداز میں جھکا اور جونہی سیدھا ہوا میں نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن وہ جھک کر میری زد سی نکل گیا۔ جہاں میرے قدم جمے تھے۔ وہیں اس نے

گھوم کر میری ٹانگوں کے جوڑ پر ضرب لگائی اور میں پھر گر پڑا......وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور سیدھا میرے سینے پر آگرا۔ بہت زور سے چوٹ آئی تھی لیکن میں نے دونوں ہاتھوں کی قوت سے اسے اچھال دیا اور پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بیشک بہت اونچا اچھلا تھا لیکن زمین پر پیروں کے بل ہی گرا تھا۔ نہ صرف گرا تھا بلکہ کمبخت نے وہیں سے الٹی چھلانگ لگائی اور اس بار اس کی لات میرے جبڑے پر پڑی۔ میری گردن ٹیڑھی ہو گئی' لیکن اب میرے بدن میں خون کی روانی تیز ہونے لگی تھی' پورا بدن پھڑکنے لگا تھا' تمام بدن کے پٹھے اکڑنے لگے تھے۔ ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوتی جا رہی تھی جسے میں خود بھی نہیں سمجھ سکا تھا۔ وہ پھر میرے قریب آیا اور اس نے حلق سے عجیب عجیب سی آوازیں نکال کر مجھ پر تابڑ توڑ وار کئے۔ میری گردن سینے اور کمر پر کھڑے ہاتھ رسید کئے۔ پھر گھوم کر ایک لات میرے سینے پر جما دی۔ میں نے اس کی یہ ضربیں برداشت کیں' لیکن اب ان ضربوں سے میں گرا نہیں تھا۔ ایک بار میں پھر اس پر جھپٹا لیکن وہ بدن کو جھکائی دے کر آسانی سے میری گرفت سے نکل گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میری کمر پر بائیں سمت لات جما دی۔ میں ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ ایک بار اسے گرفت میں لے لوں لیکن یہی ممکن نہ ہو پا رہا تھا اور ہر ایسی کوشش مجھے نقصان پہنچا رہی تھی۔ پھر سارا ماحول سرخ ہو گیا۔ میرے دماغ میں خون کی سرخ چادر چڑھ آئی' ہونٹ مڑ گئے اور میرے حلق سے غراہٹیں نکلنے لگیں۔

میرے کان ان غراہٹوں کو سن رہے تھے لیکن سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب ہو گئی تھیں۔ پھر میں نے پنجے جوڑے اگلے ہاتھوں پر جھکا اور خود میرے کانوں نے ایک وحشت ناک چیخ سنی۔ ساتھ ہی میں نے لمبی چھلانگ لگائی اور ڈوم کو دبوچ لیا۔ میں نے اپنے دانتوں سے اس کی گردن پکڑ لی تھی لیکن وہ گھوم گیا تھا اور اس کا نرخرہ میرے دانتوں کی گرفت میں نہ آ سکا بلکہ بایاں شانہ میرے دانتوں میں آ دبا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اپنی انگلیوں سے اس کے بغل کے پٹھوں کو دبوچ لیا اور میرے پیروں کے پنجے ایک مخصوص انداز میں اس کی رانوں میں گڑھ گئے۔

نمکین خون کے ساتھ گوشت کے لوتھڑے میرے دانتوں میں آ گئے۔ میں نے انہیں چبانا شروع کر دیا تھا۔ کانوں میں بیشمار چیخیں ابھر رہی تھیں جن میں ڈوم کی کربناک چیخیں بھی شامل تھیں۔ سب کچھ اجنبی لگ رہا تھا' لیکن میں ڈوم کو بھنبھوڑ رہا تھا۔ اور آس پاس کھڑے لوگ چیخ رہے تھے۔ پھر ایک بھیانک شے میری آنکھوں کے سامنے لہرائی اور میں خوفزدہ ہو گیا۔ میں اس خوفناک شے سے ڈر گیا۔ اور ڈوم کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا' لیکن میری زبان' ہونٹوں اور ٹھوڑی پر لگے خون کو چاٹ رہی تھی۔ وہ خوفناک شے آہستہ آہستہ میری جانب بڑھ رہی تھی۔

روشن' چمکتی' لپکتی لکیریں بناتی یہ شے' مجھے خاکستر کرنے کے لئے آگے بڑھی اور میں نے جان بچانے کے لئے دوڑ لگا دی۔ میں ان لوگوں کو بہت پیچھے چھوڑ آیا۔ تاحد نگاہ برف کی سفید چادر بچھی ہوئی تھی۔ اونچے نیچے برفانی ٹیلے' آنکھیں بند کئے' سرد چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ہلکے بادلوں کے پیچھے چاند مسکرا رہا تھا اور سفیدی کچھ اور سفید ہو گئی تھی۔ پھر میں ایک جگہ رک گیا۔ وہ لوگ بہت دور رہ گئے تھے اب کوئی خطرہ نہیں تھا۔ میں برف پر بیٹھ گیا۔ رفتہ رفتہ میری کیفیت بحال ہونے لگی۔ جو واقعات پیش آئے تھے ان کا تجزیہ کرنے لگا اور ایک پشیمانی کا سا احساس دل میں بیدار ہو گیا۔ میں نے پھر غلطی کر ڈالی ہے۔ ایک بار پھر میں نے عالی تبارک سے کئے گئے وعدوں سے انحراف کیا ہے۔ ان تسلیم شدہ تعلیمات سے منہ موڑا ہے جو میرے لئے نشان منزل ہیں۔ عالی تبارک نے کہا تھا۔

"مصلحت کامیابی کی غذا ہے۔"

مگر کیا کروں' کوئی ہیا سے میری محبت پر شک کرے' میں تو اپنے بدن سے زیادہ اسے چاہتا تھا۔ وہ عورت.... مگر غلطی ہوئی ہے۔ وہ لوگ تو جنگ ہاری جا رہے ہیں۔ وہ میرے رہبر بھی بن سکتے ہیں ان سے دوری مناسب نہیں تھی۔ دوری تو عالی تبارک سے بھی مناسب نہیں تھی۔ مگر عالی تبارک نے جو کچھ کہا تھا' وہ غلط تھا' وہ مجھ پر احسان جتا رہا تھا۔ میں صرف اسے ہی مخلص سمجھتا تھا اور کسی پر یہ اعتبار نہیں تھا مجھے اس کے لئے مصلحت اختیار کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی' البتہ یہ لوگ۔

رات گزر گئی۔ میں نے کچھ وقت کے لئے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ پھر روشنی ہو گئی' جب میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو مجھے ایک جیپ نظر آئی جو مجھ سے کوئی بیس فٹ کے فاصلے پر تھی۔ اس میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اچھل پڑا..... اب میں دیوانگی کے عالم میں نہیں تھا' خطرہ محسوس کر سکتا تھا۔ یقیناً میں ان کی رائفلوں کی زد پر تھا۔ انہوں نے مجھ پر نیند کے عالم میں قابو پا لیا تھا۔ میں نے زمین پر دونوں ہاتھ ٹکائے اور گردن گھما کر اپنے چاروں سمت دیکھا جگہ ایسی تھی جہاں سے دور دور کے مناظر نظر آ سکتے تھے' لیکن مجھے احساس ہوا کہ اس جیپ کے علاوہ اور کوئی وہاں موجود نہیں ہے۔ ان لوگوں نے مجھے صرف ایک سمت ہی سے گھیرا تھا۔ میں اگر چاہتا تو آسانی سے ان گولیوں کی زد سے بچ کر بھاگ سکتا تھا' لیکن فوراً ہی ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں آئی تھی کہ اگر وہ مجھے

نقصان ہی پہنچانا چاہتے تو انتظار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ سوتے میں آرام سے مجھے گولی ماری جا سکتی تھی۔ یا پھر رسیوں میں جکڑا جا سکتا تھا۔ انہوں نے مجھ پر یہ احسان کیوں کیا ہے۔ میں خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھا رہا تب میں نے جیپ سے سائمن رتیج' ریتھا' ڈیوڈ پارک اور ایک اور نوجوان کو اترتے ہوئے دیکھا۔ وہ سب خالی ہاتھ تھے۔ کوئی ہتھیار ان کے پاس نہیں تھا۔ چاروں ایک لائن میں کھڑے ہو کر مجھے دیکھتے رہے' پھر ڈیوڈ پارک نے ہمت کی۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھا' لیکن اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا رکھے تھے' گویا یہ اظہار کر رہا تھا کہ وہ لوگ مجھے کوئی نقصان پہنچانے نہیں آئے بلکہ ان کا انداز دوستانہ ہے.....
ڈیوڈ پارک کے پیچھے پیچھے باقی تینوں افراد بھی چل پڑے تھے اور میں پرسکون انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ میرے قریب پہنچ گئے۔

ڈیوڈ پارک نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں لیکن پھر ایک جھرجھری سی لے کر اس نے نگاہیں سیدھی کر لی تھیں' پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "ماہر طہابی...."

"جی مسٹر ڈیوڈ۔" میں نے نرم اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیجئے۔" میں نے کہا۔

"کیا تم اپنے دل میں ہمارے لئے کچھ نرمی پیدا کر سکتے ہو....؟"

"میرا دل آپ کے لئے نرم ہے مسٹر ڈیوڈ پارک' آپ لوگوں نے اور مسٹر سائمن رتیج نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔"

"رات کے واقعہ کو نظرانداز کر سکتے ہو تم..."

"میرا خیال ہے رات کا واقعہ کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا۔ اصل میں ڈیوڈ پارک! میں سچ بولتا ہوں شاید زندگی میں بہت کم بار ایسا ہوا ہو کہ میں نے جھوٹ بولا ہو۔ جھوٹ کمزوری کی نشانی ہوتا ہے اور میں کمزور نہیں ہوں اس لئے میں سچ بولتا ہوں' آپ لوگوں نے مجھ پر شک کیا وہ شک سچائی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا بھر کے خزانے میرے بھائی "ہیا" کے سامنے ہیچ ہیں۔ "ہیا" کی حیثیت مجھے ان تمام خزانوں سے زیادہ عزیز ہے' جو اس روئے زمین پر موجود ہیں۔ ہیا کے بارے میں کسی شک کو برداشت نہیں کر سکتا میں۔ اور وہ عورت' مجھے یہ بھی اندازہ ہے کہ اس کے باڈی گارڈ نے مجھ پر عقب سے حملہ کیا تھا اور میں نے اپنا دفاع کیا۔ آپ لوگ میری زندگی کے گاہک بن گئے۔ یہ آپ کی مرضی ہے' میں تو تنہا ہی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا۔ بے شک مجھے اپنی منزل کی تلاش میں دقت ہوتی لیکن آپ لوگوں نے مجھے اپنا ساتھ پیش کیا۔ میرے لئے بہتر تھا' میں نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ آپ لوگوں پر بوجھ نہ بنوں۔ اپنا شکار خود کروں اور خود کھاؤں۔ میں نے آپ سے وہ بھی سچ کہا تھا مسٹر سائمن رتیج اور مسٹر ڈیوڈ پارک! کہ جس وقت تک مجھے اپنا شکار نہیں

ملے گا' میں آرام سے بھوکا رہ کر زندگی بسر کر سکتا ہوں۔ مجھے وہ خیمہ بھی درکار نہیں جس کے نیچے آپ لوگ پناہ لیتے ہیں۔ آسمان کی تنی ہوئی چادر میرے لئے کافی ہے۔ ہاں اگر کسی طرح میں آپ کے لئے ان مزدوروں کی مانند ثابت ہو سکتا جو آپ کے معاون ہوتے ہیں تو پھر میں آپ سے کچھ قبول کر لیتا۔ یہ تو ایک باہمی خلوص کی بات تھی۔ نہیں ممکن ہو سکا نہ سہی۔"

ڈیوڈ پارک' سائمن رتیج' ریتھا اور وہ نوجوان تعجب بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ غالباً یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ایک ایسا وحشی انسان جو دیوانوں کی طرح کسی پر حملہ کر دے اور اس کا خون پی جائے کیا اتنی نستعلیق گفتگو کر سکتا ہے' لیکن وہ الگ بات تھی۔ ریتھا کی نگاہیں میرے لباس کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جس پر لیپا ڈوم کے خون کے دھبے پڑے ہوئے تھے' لیکن میں نے ابھی ان دھبوں پر غور نہیں کیا تھا۔ وہ تو ریتھا کی نگاہوں کے تعاقب میں میری نگاہیں بھی اپنے لباس کی جانب اٹھ گئی تھیں اور مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ میں نے لیپا ڈوم کو اچھا خاصا زخمی کر دیا ہے مگر کیا ہی چیز تھا وہ شخص بھی' کم بخت مشینی انسان معلوم ہوتا تھا۔ طاقت میں بھی بے مثال تھا نجانے کیوں لیپا ڈوم کے لئے میرے دل میں ہمدردی کے کچھ جذبات بیدار ہو گئے۔ سائمن رتیج نے ڈیوڈ پارک کی طرف دیکھا اور ڈیوڈ پارک بولا۔

"مسٹر طہابی آپ ٹھنڈے دل سے ہماری کچھ باتیں سن سکتے ہیں؟"

"آپ لوگ میری جانب سے کسی جارحیت کی توقع نہ رکھیں' میں نے خود بھی کہہ دیا ہے رات گئی بات گئی۔ وہ عورت جس کا نام آپ لوگ شاید اینا لوئیسا لیتے ہیں خود کو بہت زیادہ چالاک سمجھتی ہے۔ اگر اپنے باڈی گارڈز کی وجہ سے وہ اپنے آپ پر نازاں ہے تو میرا خیال ہے کہ اسے کم از کم میرے معاملے میں گریز کرنا چاہئے۔ اس جیسے بہت سے باڈی گارڈز میں قتل کر سکتا ہوں' یہ میرے لئے مشکل نہیں ہے۔"

"اگر غصے کو نظرانداز کر کے تم ہماری کچھ باتیں سن لو تو زیادہ بہتر ہو گا۔"

"پہلے ایک بات بتایئے آپ لوگ۔"

"ہاں پوچھو....."

"آپ مجھے رات کے واقعہ کے نتیجے میں گرفتار کرنے آئے ہیں....؟"

"نہیں مائی ڈیئر ایسا کوئی تصور ہمارے ذہنوں میں پیدا بھی نہیں ہو سکتا۔ ہم تمہاری تلاش میں نکلے تھے اور یقین کرو اسی وقت نکل کھڑے ہوئے تھے جب تم وہاں سے چلے تھے۔ بمشکل تمام ہم نے تمہیں تلاش کیا لیکن تم سو رہے تھے اس لئے ہم نے تمہارے جاگنے کا انتظار کیا۔"

"آپ لوگوں نے میرے لئے تکلیف اٹھائی ہے' لیکن میری یہ تلاش...."

"ہاں ہم تمہیں کھونا نہیں چاہتے' ہماری خواہش ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہی رہو۔"
میں نے حیران نظروں سے انہیں دیکھا' پھر آہستہ سے کہا۔ "جو کچھ ہو چکا ہے اس کے باوجود۔"
"ہاں ماہر طھابی۔"
"لیکن وہ عورت..... کیا وہ مجھے برداشت کرے گی' جبکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ تم لوگ اس سے دبے رہتے ہو۔"
"اس وقت بہترین موقع ہے کہ ہم تمہیں اس کے بارے میں بتا دیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم سب اس سے خوفزدہ ہیں' اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ وہ انتہائی خطرناک عورت ہے۔ اس کا گروہ بہت طاقتور ہے جبکہ ہم لوگ صرف مہم جو ہیں۔"
"دیکھو۔ میں تمہیں بتا دوں' نہ میں کسی خطرناک عورت سے ڈرتا ہوں نہ مجھے کسی گروہ کی پروا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مجھے صرف اپنے ہیا کی تلاش ہے جس کا نشان طویل عرصے کے بعد مجھے ٹی روڈ کی اس ڈائری سے ملا ہے۔ سونے چاندی کے ڈھیر' چمکدار پتھروں کے انبار میرے لئے بے حقیقت ہیں۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تسامہ اولوکا تک جانا چاہتا ہوں جو جنگ ہاری کے پاس آباد ہے اور ہیا وہاں کا حکمران ہے۔ مجھے وہاں تک جانے کے راستے نہیں معلوم' لیکن جب ہیا کے بارے میں کوئی کچھ کہتا ہے تو میرے لئے خود کو سنبھالنا ممکن نہیں ہوتا۔"
"اب ہمیں احساس ہو گیا ہے۔"
"میں اب تمہارے ساتھ کیسے رہ سکتا ہوں۔ میری وجہ سے وہ عورت تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی؟"
"نہیں۔"
"یہ تو حیرانی کی بات ہے۔"
"وہی حقیقت تو ہم تمہیں بتانا چاہتے ہیں دل سے چاہنے کے باوجود اس کی اجازت کے بغیر تمہارے پاس نہیں آ سکتے تھے اس نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ تم ہمارے ساتھ رہو۔"
"وہ یقیناً مجھ سے اپنی توہین کا بدلہ لینا چاہتی ہو گی۔" میں نے کہا۔
"شاید نہیں' کیونکہ اسی نے تمہیں تلاش کیا تھا۔ اس وقت جب تم سو رہے تھے اس کے پاس رائفل تھی' وہ تمہیں سوتے میں ہلاک کر سکتی تھی' لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور ہمیں یہاں بھیجا۔ اس نے کہا ہے کہ ہم تمہیں دوست بنائیں اور اس سے دشمنی کا اظہار کریں۔ تم سے کہیں کہ ہم دو گروہوں میں بٹ گئے ہیں اور تمہیں ساتھ رکھنے کے حامی ہیں' لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ ہم اس سے منحرف ہو ہی نہیں سکتے۔ وہ زبردست طاقت ہے

اور ہم معمولی سے لوگ۔ یہ اس کا حکم ہے' لیکن ہم تمہیں دھوکہ نہیں دینا چاہتے۔"
"کیوں....؟"
"اس لئے کہ ہم بھی تمہیں ساتھ رکھنے کے خواہش مند ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ تم اپنے ہیا کو پا لو... اس سے زیادہ ہم تم سے کوئی طلب نہیں رکھتے۔" سائمن ریج نے کہا۔
"گویا تم نے وہ کہا ہے جو اس نے نہیں کہا۔" میں نے پوچھا۔ سائمن ریج کے الفاظ مجھے بہت بھلے لگے تھے۔
"ہاں تمہیں حقیقت بتانے کے لئے۔"
"لیکن میرے ہاتھوں اپنی توہین ہونے کے باوجود وہ مجھے اپنے ساتھ کیوں رکھنا چاہتی ہے۔"
"اس کی وجہ میں بتا سکتا ہوں۔" نوجوان شخص نے کہا اور سب اسے دیکھنے لگے۔ "وہ جنونی عورت ہے' ایک خاص فطرت کی مالک.... طاقت کی دیوانی.... اس نے ماہر کے ہاتھوں ڈوم کی شکست دیکھی ہے اور..... اور۔" نوجوان ریتھا کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔
"ولیم ٹھیک کہتا ہے۔" ڈیوڈ پارک نے کہا۔
میں الجھی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا' پھر میں نے کہا۔
"تو مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔"
"ماہر طھابی..... ہمارے ساتھ سفر کرو.... اس سے ہمیشہ ہوشیار رہو' یہ تو طے ہے کہ وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی بلکہ پشیمانی کا اظہار کر کے دوست بنانے کی کوشش کرے گی۔ تم صورت حال سے پوری طرح واقف ہو چکے ہو۔ مصلحت اختیار کرنا ہم تمہاری بہتری چاہتے ہیں۔ اپنی منزل پا لو تو ہماری طرف رخ بھی نہ کرنا۔ تم سے وعدہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال ہوا تو ہم تمہیں آگاہ کر دیں گے۔"
"تم لوگ میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کر رہے ہو.....؟"
"انسانی رشتوں کی بنیاد پر....."
"بس....؟" میں نے سوال کیا۔
"نہیں ماہر بیٹے' ان الفاظ میں کہیں "بس" نہیں ہوتا۔" ڈیوڈ پارک نے کہا اور میں بے حد متاثر ہو گیا۔ میں نے ڈیوڈ پارک کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا - "تھینک یو مسٹر ڈیوڈ پارک۔"
واپسی میں ڈیوڈ پارک نے کہا۔ "ایک طرح سے ہم اس کے غلاموں کی حیثیت رکھتے ہیں' لیکن جو ڈرامہ ہمیں کرنا ہے اس کے تحت ہم اس سے کشیدگی کا اظہار کریں گے' تم اسے حقیقت نہ سمجھنا۔" میں مسکرا دیا۔
وہ لوگ دور سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔ جب ہماری جیپ خیموں کے قریب پہنچی تو سب

خیموں میں چلے گئے۔ سائمن ریج کے اشارے پر میں اپنے خیمے میں چلا گیا۔

دوپہر تک میں اپنے خیمے میں رہا۔ وہ لوگ شاید آج آگے نہیں بڑھنا چاہتے تھے اس لئے کوئی آثار نہیں نظر آئے۔ سائمن ریج نے مجھے دوپہر کے کھانے کی پیشکش کی تو میں نے کہا۔

"دو باتیں ہیں مسٹر ریج' پہلی یہ کہ میری خوراک بہت زیادہ ہے۔ تمہارے راشن میں بے ترتیبی پیدا ہو جائے گی۔ دوسری یہ کہ میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر رہا اور ان برفانی میدانوں میں نہ کوئی میزبان بن سکتا ہے نہ مہمان۔ میں خود اپنی خوراک تلاش کروں گا۔ البتہ مہمان نوازی کے طور پر مجھے ایک خنجر دے سکتے ہو تو ضرور دے دو۔"

"لیکن...." سائمن ریج پریشانی سے بولا۔

"نہیں مسٹر سائمن ریج اگر یہ بھی آپ کے لئے ممکن نہ ہو تو آپ اس کی فکر نہ کریں میں اپنے لئے ہتھیار بھی خود ہی تلاش کر لوں گا۔"

"میرا یہ مطلب نہیں ہے' ویسے یہ حقیقت ہے کہ اپنے طور پر میں تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکتا' لیکن اس کی جانب سے مجھے اجازت ہے کہ تمہیں اپنا دوست بنائے رکھنے کے لئے تمہاری ہر خواہش پوری کروں۔ سوائے آتشیں ہتھیاروں کے.... وہ تو میں اپنی مرضی سے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہمارے اوپر پابندیاں ہیں' لیکن میری خواہش ہے کہ تم اس عمل کو اپنے لئے لازمی نہ بناؤ۔ آگے برف کے میدان ہیں اور وہاں کسی جاندار کا ملنا ممکن نہیں ہو گا۔ اس وقت تمہیں بھوکا رہنا پڑے گا اور اتنا اندازہ تو تمہیں خود بھی ہو گا کہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکیں گے۔"

"جب ایسی کوئی بات ہو گئی تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے کھانے کو دیں۔" میں نے جواب دیا اور سائمن ریج چند گہری سانسیں لے کر خاموش ہو گیا۔ پھر اسلحے کے اس انبار سے میں نے اپنی پسند کا ایک خنجر اٹھا لیا۔ یہ بہت بڑا تھا اور کچھ ایسا ہی جیسے ہتھیار ہمیں وہاں حاصل ہو گئے تھے۔ آگے سے وزنی پیچھے سے ہلکا لیکن اپنی کاٹ میں بے مثال۔ میری اس پسند کو بھی سنسنی خیز نگاہوں سے دیکھا گیا تھا۔ سائمن ریج نے کہا۔

"یہ ہتھیار ڈوم کی ملکیت ہے اور اس کی فرمائش پر اسے ساتھ رکھا گیا تھا۔" میرے ذہن میں ڈوم کا خیال آیا اور میں نے ایک دم چونک کر کہا۔ "آہ کیا وہ شخص مر گیا...."

"نہیں.... لیکن سخت زخمی ہے ہیری اس کا علاج کر رہا ہے اور غالباً اس کی وجہ سے ہمیں کچھ زیادہ قیام کرنا پڑے گا۔" میں یہ سن کر خاموش ہو گیا تھا.... لیکن کچھ دیر تک میں ڈوم کے بارے میں سوچتا رہا تھا..... طاقتور آدمی تھا اور کچھ ایسی صفات سے آراستہ جو میری سمجھ میں نہیں آئی تھیں۔ وہ جسمانی طور پر بھی طاقتور تھا اور بے حد پھرتیلا بھی اور کچھ ایسی اچھل کود جانتا تھا جو مجھے نہیں آتی تھی۔ غالباً میری زندگی میں وہ پہلا شخص تھا جس نے مجھے

خاصا زچ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ میرے اندر دیوانگی ابھر آئی تھی۔ انسانوں میں وہ پہلا ہی انسان تھا یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرا واسطہ جنگ و جدل سے رہا ہی نہیں۔ لیکن ایک ایسے شخص کے لئے دل میں تھوڑی سی جگہ بنائی جا سکتی ہے جو اپنے طور پر بھی بہت کچھ ہو۔ پھر میں خنجر لے کر خوراک کی تلاش میں چل پڑا۔ برفانی بکرے ان علاقوں میں موجود ہونے چاہئے تھے۔ کسی نے میری روانگی پر کوئی تعرض نہیں کیا' ابھی تک لوئیسا میرے سامنے نہیں آئی تھی۔ اس نے اپنا زیادہ وقت خیموں میں ہی گزارہ تھا۔

میں برف کے میدانوں پر قدموں کے نشانات تلاش کرتا ہوا کافی دور نکل آیا۔ تقدیر مجھ پر مہربان تھی اور میری اس خوراک کا انتظام کم از کم ان علاقوں میں تو موجود تھا۔ ویسے یہ حقیقت تھی کہ بہت سے معاملات میں میری معلومات نہ ہونے کی برابر تھیں۔ اگر ضرورت پیش آئی تو شاید مجھے آگ کی حاجت بھی نہ ہوتی۔ خوراک تو بہرحال خوراک ہے' معدے کی دکھن دور ہونی چاہئے۔ باقی سب ٹھیک ہی ہوتا ہے۔ لیکن اگر ممکن ہو تو کوئی حرج بھی نہیں۔ سو یوں ہوا کہ بکروں کا ایک ریوڑ جو چھوٹا سا تھا مجھے پھر نظر آ گیا اور میں نے ایک تندرست و توانا بکرے کو منتخب کیا۔ پھر آگے سے وزنی خنجر جس کی لمبائی بہت زیادہ تھی سنسناتا ہوا میرے ہاتھ سے نکلا اور اس موٹے تازے بکرے کی گردن میں ترازو ہو گیا۔ بکرے نے قلابازی کھائی اور اس ناگہانی افتاد پر باقی ریوڑ بھاگ نکلا' اپنے شکار تک پہنچنے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی' میں دوڑ کر اس کے قریب پہنچ گیا اور بکرے کا تیاپانچہ کرنے لگا۔ پھر اسے شانے پر لاد کر واپس چل پڑا۔ ایک تنومند اور طاقتور بکرے کو جس کے وزن کا مناسب اندازہ نہیں لگایا جا سکتا' شانوں پر رکھ کر دوڑنا بھی عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی' لیکن ان لوگوں تک واپس پہنچنے میں مجھے زیادہ وقت نہیں لگا..... ڈیوڈ پارک نے مجھے دیکھا تو ہنس کر بولا۔

"بھئی واہ اگر اسی طرح تم نے اپنے شکار تلاش کر لئے تو چند رو کے بعد باقی افراد بھی تم سے فرمائش کرنے لگیں گے کہ ان کے لئے شکار تلاش کرو کیونکہ تازہ گوشت تو ایک ایسی چیز ہے جو مہم جوئی کے دوران اور خاص طور سے ایسے علاقوں میں مشکل ہی سے دستیاب ہو سکتا ہے لیکن ہم تم سے یہ نہ کہیں گے کہ اپنی خوراک میں کمی کر کے ہماری ضیافت کرو۔ البتہ اگر ہم اس بکرے کو بہت نفاست کے ساتھ بھون کر تمہارے حوالے کر دیں تو اس میں سے تھوڑا سا گوشت تو ہمارا حق بنتا ہے۔" ان ظریفانہ الفاظ پر مجھے ہنسی آ گئی' میں نے کہا۔

"نہیں اگر آپ لوگ چاہیں تو میں آپ کے لئے بھی شکار کر سکتا ہوں...."

"سوال وہی پیدا ہو جائے گا کہ جب تم ہمارے شکاری بن جاؤ گے تو ہم تمہیں اس کے عوض کیا دیں گے...."

میں ہنستے ہوئے خاموش ہو گیا۔ پھر ان سب نے مل کر میرے ہی انداز میں اس بکرے کو بھونا' لیکن کھال وغیرہ اتار دی گئی تھی۔ ابھی تک لوئیسا میرے سامنے نہیں آئی تھی۔ وہ زیادہ تر اس بڑے خیمے ہی میں گھسی رہتی تھی جس میں ڈوم کو رکھا گیا تھا۔ شکم سیری کے بعد میں آرام کرنے چلا گیا.... اور میری مست زندگی میں اور کوئی اہم بات نہیں تھی' بس ماضی کے واقعات' ہیا کا تصور' اس کی آرزو' بس یہی میری زندگی تھی۔

میں سو گیا اور رات کو اس وقت جب برف پر پوری چاندنی چھا گئی' میری آنکھ کھلی.... طویل ترین نیند لینے کے باوجود میں زندہ سلامت تھا اور کسی بھی طرح سے مجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں تھی اس لئے ذرا اطمینان ہوا۔ باقی لوگ آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے خیموں میں جا لیٹے تھے' میں نے ایک برفانی ٹیلے پر کھڑے ہو کر دور دور تک نظریں دوڑائیں اور چاروں طرف خاموشی اور سناٹے کا راج پا کر یہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ میری نیند تو پوری ہو گئی تھی' میں نے فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کی پہرے داری کی جائے' جو کچھ بھی اب تک ہوا تھا اس کی اپنی ایک کہانی تھی' لیکن اگر ان کے ذریعے مجھے چنگ ہاری تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو میں سمجھتا تھا یہ میری خوش قسمتی ہو گی۔ پھر عالی تبارک کے اقوال یاد کرتا رہا اور نجانے کتنی دیر تک سوچوں میں ڈوبا رہا۔ لیکن میرے حساس کانوں نے قدموں کی وہ چاپ دور ہی سے محسوس کر لی تھی جس کا رخ میری ہی جانب تھا۔ پلٹ کر دیکھا تو دور سے ریتھا کو اپنی جانب آتے ہوئے پایا۔ ایک لمحے کے لئے میرے دل میں اس کے خلاف ایک تصور ابھرا' لیکن پھر یہ بھی یاد آ گیا کہ اس نے بڑے خلوص سے مجھ سے معافی مانگ لی تھی۔

میں نے اپنے آپ ہی کو سرزنش کی اور کہا کہ ماہر طہابی اپنے اس جنون پر قابو پانے کی کوشش کرو کیونکہ تمہیں ہیا تک پہنچنا ہے اور "ہیا" تو ہمیشہ ہی تمہارا رہبر رہا۔ اتنا ننھا سا ہونے کے باوجود' بہت مختصر وقت کے ساتھ کے باوجود' اس نے تمہیں دنیا سے روشناس کرایا۔ جب وہ مل جائے گا تو تمہاری شخصیت مکمل ہو جائے گی۔ پھر اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دینا اور خود دنیا سے بے فکر ہو جانا۔ آہ کیا میرا ہیا بھی میری ہی مانند میرے لئے تڑپتا ہو گا۔ لیکن ریتھا کے قریب آ جانے سے سوچوں کا یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ وہ جھجکتی ہوئی مجھ سے چند فٹ کے فاصلے پر آ کر رک گئی اور اس نے لرزتی آواز میں کہا۔

"مسٹر طہابی کیا میں آپ کے پاس تھوڑی دیر تک بیٹھ سکتی ہوں...."

"ہاں مس ریتھا براہ کرم تشریف رکھئے۔" میرے اس انداز تخاطب پر اس کے چہرے پر حیرانی ابھر آئی تھی پھر بھی وہ مجھ سے کوئی تین فٹ کا فاصلہ اختیار کر کے بڑے محتاط انداز میں بیٹھی تھی۔ میں نے اس کے اس انداز کو محسوس کر کے کہا۔ "آپ مجھ سے خوف زدہ ہیں مس ریتھا...."

اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا' چاند اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں قید ہو گیا تھا اور اس وقت اس کی آنکھیں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ نجانے کیوں ان آنکھوں کو دیکھ کر مجھے وہ آنکھیں یاد آ گئیں جو اب بہت دن سے میرے سامنے نہیں آئی تھیں۔ ستاروں کی سوداگر نجانے کہاں روپوش ہو گئی تھی' لیکن میرے دل میں اس کے لئے اب بھی صرف تجسس کا جذبہ تھا اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ریتھا نے آہستہ سے کہا۔

"پتہ نہیں.... اصل میں مجھے ڈر لگتا ہے کہ میرے منہ سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے' جس کی بناء پر آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں۔ آپ نے خود ہی تو مجھے خوفزدہ کر دیا ہے مسٹر طہابی۔"

میں چند لمحات اسے دیکھتا رہا' پھر میں نے کہا۔ "مس ریتھا آپ خیال رکھئے گا کہ کبھی مجھ سے میرے "ہیا" کے بارے میں ایسا کوئی لفظ نہ کہیں جس سے اس کی توہین یا میرے جذبوں کا مذاق اڑتا ہو۔ باقی میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں۔"

"میں "ہیا" ہی کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔ "ہیا" آپ سے دور کیوں ہو گیا....؟"

"کچھ لوگوں کے ظلم کی بناء پر۔ یہ برے لوگ تھے اور انہوں نے "ہیا" کو مجھ سے چھین لیا۔ بہت عرصہ ہو گیا ہے مس ریتھا میرا "ہیا" مجھ سے دور ہے۔ آپ یوں سمجھ لیجئے جس طرح آپ کی آنکھوں میں بینائی ہے' جس طرح آپ کے دل میں دھڑکن ہے اور آپ اس کے سہارے جیتی ہیں "ہیا" بھی میری آنکھوں کی بینائی' میرے دماغ کی سوچ اور میرے وجود کی دھڑکن تھا پتہ نہیں اس کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے۔ ویسے مس ریتھا ایک بات بتایئے کیا واقعی تسامہ اولوکا کا سردار میرا بھائی "ہیا" ہی ہو گا۔"

"میں کچھ نہیں کہہ سکتی مسٹر طہابی' اوپر والا دعائیں قبول کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے۔ میں سچے دل سے کہہ رہی ہوں کہ میری تمام دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ جس قدر محبت آپ اپنے "ہیا" سے کرتے ہیں آپ ایک بات کا یقین رکھئے کہ وہ آپ کو مل جائے گا۔ وہ ضرور مل جائے گا۔ دعائیں بے اثر نہیں ہوتیں' میری سچی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں...."

میں نے اس لڑکی کو دیکھا۔ بہت بڑا احسان کر دیا تھا اس نے مجھ پر.... میرا سر اپنے سامنے جھکا دیا تھا۔ وہ "ہیا" کے لئے مجھے دعائیں دے رہی تھی۔ اس سے قیمتی چیز اور کیا ہو سکتی تھی میرے لئے۔ میری نگاہوں میں تشکر کے جذبات ابھر آئے۔ میں نے کہا۔

"جب میں نے آنکھ کھولی مس ریتھا! تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے سینے سے لپٹا ہوا ہے' اتنا چھوٹا سا تھا وہ۔" میں نے ہاتھ کے اشارے سے ریتھا کو بتایا۔ "اور پھر یہ کہا گیا کہ اسے میرے سینے سے جدا کر دیا جائے گا۔ ہم چھوٹے سے تھے' احتجاج نہیں کر سکتے تھے' حالانکہ نہ میں چاہتا تھا نہ وہ کہ ہم دونوں میں جدائی ہو لیکن مسٹر حارث طہابی.... آہ نجانے کیوں وہ ہم سے دشمنی پر آمادہ تھے۔ انہوں نے یہی کیا۔ جرمنی میں ایک ڈاکٹر نے ہمارا آپریشن کیا۔ دیکھئے مس ریتھا میرے سینے پر اس وقت بھی وہ مقدس نشان موجود ہے' جو

میرے "ہیا" کا نشان ہے' یہ دیکھئے۔" میں نے اپنا سینہ اس کے سامنے عیاں کر دیا اور وہ جھک کر اس نشان کو دیکھنے لگی۔ میں نے کہا۔

"میرے سینے میں اس جگہ "ہیا" کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔ اسے مجھ سے جدا کر دیا گیا۔ لیکن وہ بھی کیا خوب تھا' ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ ہم پر تجربہ کریں گے اور وہ کم بخت پنڈت رائے ہماری تاک میں تھا' لیکن ہیا نے بھی کیا خوب چکمہ دیا انہیں اور فرار ہو گیا' لیکن مجھ سے دور نہ رہا وہ.... پھر نجانے کیا کیا ہوا.... ان کم بختوں نے ہم لوگوں کے درمیان اتنی خلیج حائل کر دی کہ ہم ایک دوسرے کے لئے ترس کر رہ گئے اور اب نجانے وہ کہاں ہے۔ آہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ اس قدر صلاحیتوں کا مالک تھا کہ کسی قبیلے کی حکمرانی اس کے لئے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی تھی۔ وہ ضرور تسامہ اولوکا کا سربراہ ہو گا اور جب بھی میں اس کے سامنے جاؤں گا مس ریتھا تو وہ مجھے پہچان لے گا' مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں مل کر ایک ہو جائیں گے۔ ابھی نہ وہ مکمل ہے نہ میں.... یوں سمجھو ان لوگوں نے میرے سینے سے میرا دل نکال لیا ہے۔ میں بڑا مضطرب ہوں اس کے لئے۔"

میری آواز میں نجانے کیا تھا کہ ریتھا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ میرے خاموش ہونے کے بعد بھی دیر تک مجھے دیکھتی رہی تھی۔ میں نے چونک کر اسے دیکھا اور کہا۔

"سوری مس ریتھا شاید میری یہ کہانی آپ کو عجیب لگی ہے' مجھے خود بھی احساس ہے کہ میری سنائی ہوئی یہ باتیں بے ترتیب تھیں لیکن میں کیا کروں؟ میرے ذہن میں میرے دل میں ان کی ترتیب ہے اور نجانے کیوں مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ ہر شخص جو میری یہ باتیں سن رہا ہے۔ مجھے اندر سے دیکھ رہا ہے' وہ میری اس کہانی سے واقف ہے۔ مس ریتھا اتنے واقعات ہیں کہ اگر ترتیب دینے بیٹھ جاؤں تو صبح ہو جائے۔ ارے یہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ کیوں مس ریتھا؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"کچھ نہیں مسٹر طہابی.... سوری...." ریتھا آنسو پونچھنے لگی۔ میں تعجب سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ خاموشی سے گردن جھکائے بیٹھی تھی۔ چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔ "میں ایک معمولی سی گناہ گار لڑکی ہوں مسٹر طہابی! لیکن سنا ہے دعاؤں کے دروازے سب کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ اوپر والے کے ہاں کسی کی تخصیص نہیں ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کسی کے لئے کبھی دعا نہیں مانگی۔ آج پہلی بار میں دعا کرتی ہوں کہ آپ کا بھائی آپ کو مل جائے' آپ میرے ساتھ ہوں یا نہ ہوں۔ میں ہمیشہ آپ کے لئے دعا کرتی رہوں گی اور آپ یقین کریں مسٹر طہابی ہیا آپ کو ضرور مل جائے گا۔"

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ میرے دل میں اس لڑکی کے لئے بڑی گنجائش پیدا ہو گئی تھی۔

دوسرا دن موسمی اعتبار سے بہت خراب تھا صبح جاگے تو آسمان پر گھرے کالے بادلوں کے

غول گردش کر رہے تھے۔ ہواؤں کے جھکڑ چل رہے تھے۔ میں خیمے سے باہر نکل آیا۔ وہ سب باہر جمع تھے اور ان کے چہروں پر تشویش کے آثار نظر آ رہے تھے۔ میں نے ان کے درمیان اینا لوئیسا کو بھی دیکھا۔ اس نے بھی مجھے دیکھا تھا اور میں نے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوتے دیکھی۔ پھر وہ دوسروں کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ میں ان کے قریب گیا بلکہ میں نے ایک لڑکی کو اشارہ کیا جسے میں نے پہلے دن دیکھا تھا۔ میرے اشارے پر لڑکی کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے میرے پاس آ گئی۔

"کیا بات ہے' کوئی واقعہ ہو گیا ہے۔"

"نہیں جناب۔ کالے بادلوں سے خوف پیدا ہو گیا ہے کہ بارش ہو جائے گی۔"

"تو پھر.... بارش اتنی خطرناک چیز تو نہیں ہوتی۔"

"ان برفانی میدانوں میں ہوتی ہے جناب' پانی برف سے گزرتا ہے تو برف پر پھسلن پیدا ہو جاتی ہے۔ کوئی شے اس پر نہیں رکتی اس کے علاوہ سردی ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔"

"یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔"

"اس جگہ سے کہیں اور منتقل ہونا چاہتے ہیں' ایسی جگہ جو محفوظ ہو۔" اس کے یہ الفاظ ابھی ختم نہیں ہوئے تھے کہ آسمان سے موٹی موٹی بوندیں ٹپکنے لگیں اور بھگدڑ مچ گئی۔ میں حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔ جونہی میرا رخ بدلا لڑکی کھسک گئی۔ بوندوں نے تسلسل اختیار کر لیا اور پانی دھاروں کی شکل اختیار کر گیا۔ وہ سب خیمے اکھاڑ کر گاڑیوں پر بار کرنے لگے خود اینا بھی اس کام میں شریک تھی۔ جلدی جلدی یہ کام ختم کیا گیا۔ اور سب گاڑیوں میں جا گھسے۔ ڈیوڈ پارک نے مجھے بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا اور گاڑیاں اسٹارٹ ہو کر چل پڑیں۔ ڈوم کو ایک اسٹریچر پر ڈال کر گاڑی میں پہنچایا گیا تھا۔ ذرا سی دیر میں جل تھل ہو گیا اور میں نے لڑکی کی بات کی عملی شکل دیکھی۔ آگے جانے والی ایک جیپ جو سیدھی چل رہی تھی اچانک بائیں سمت کھسکنے لگی' پھر وہ تیزی سے پھسلتی ہوئی کافی دور چلی گئی۔ میں نے چیخیں سنی تھیں' لیکن اسے سنبھال لیا گیا اور وہ رخ بدل کر رینگتی ہوئی واپس اپنی جگہ آنے لگی۔ سب کے چہرے فق تھے۔ پھر خوب لطف آیا۔ برف کی زمین پر ٹائروں کی گرفت ختم ہو گئی تھی اور جدھر ڈھلان ہوتی گاڑیاں ادھر ہی جانے لگتیں۔ میں نے ڈیوڈ پارک سے کہا۔

"اگر آپ کے پاس موٹے رسے ہوں تو ان گاڑیوں کو آپس میں باندھ لیا جائے' اس طرح سب کا وزن مل جائے گا اور کسی ایک گاڑی کے لئے خطرہ نہیں رہے گا۔"

"بیکن.... گاڑی روکو...." اچانک ڈیوڈ چیخا.... اور جیپ چلانے والے نے جیپ روک دی۔ ڈیوڈ پارک میری دی ہوئی ہدایات دوسروں تک پہنچانے لگا۔ اسے میری تجویز بھا گئی تھی۔ دوسری جیپیں بھی رک گئیں۔ ان کے پاس موٹے رسے موجود تھے۔ میں خود بھی نیچے اتر گیا۔ برف واقعی بری طرح چکنی ہو گئی تھی۔ اس پر قدم جمانا مشکل تھا۔ ڈیوڈ پارک جوش

کے عالم میں نیچے اترا تھا اس لئے برف پر قدم رکھتے ہی وہ بڑی تیزی سے نیچے گرا اور دور تک پھسلتا چلا گیا۔ پھر قلابازی کھا کر گرا اور جہاں تک ڈھلان تھی وہاں تک پھسلتا چلا گیا۔ ریتھا بری طرح رونے لگی تھی۔ میں نے جیپ کے عقبی حصے میں رکھا ہوا رسے کا ایک لچھا اٹھایا اور اس کا ایک سرا پکڑ کر وزنی ڈھیر پوری قوت سے ڈیوڈ پارک کی طرف پھینکا۔ کوئی ڈیڑھ سو فٹ کا فاصلہ ہو گیا تھا اور وزنی رسے کو اتنی طاقت سے پھینکنا ممکن نہیں تھا۔ پھر بھی اندازے کا تعین اور طاقت کا توازن کارگر رہا۔ رسا طوفانی رفتار سے کھسکتا ہوا ڈیوڈ پارک کے اوپر سے اچھل کر اس سے آگے نکل گیا۔ ڈیوڈ پارک نے لیٹے لیٹے اچھل کر اسے پکڑ لیا پھر اسے اپنے گرد کس لیا۔ دوسرا سرا میرے پاس تھا میں نے اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ وہ خود برف پر قدم نہیں جما پا رہا تھا اور گھسٹتا ہوا آ رہا تھا۔ بالآخر وہ جیپ تک آ گیا۔ پھر میں نے اس کام میں عملی حصہ لیا اور تینوں جیپوں کو آپس میں اس طرح کس لیا کہ وہ ایک دوسرے سے ٹکرانے بھی نہ پائیں۔ یہ سب بے حد خوفناک تھا لیکن میں ہر خوف سے بے نیاز تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے حسابوں سے جیپوں کو ایک مناسب جگہ روک لیا۔ اس سلسلے میں وہ زیرک تھے۔ میں نے برف کے میدانوں میں پانی کے شور مچاتے ہوئے ریلے متحرک دیکھے، جس جگہ جیپیں پہلے موجود تھیں وہاں اب جھیل نظر آ رہی تھی۔ بارش کوئی ایک گھنٹے کے بعد رک گئی، لیکن اسی ایک گھنٹے میں اس نے ان میدانوں کے نقشے بدل دیئے تھے۔

بعد میں سائمن رینج نے مجھے بتایا۔ "اصل خطرہ ان گڑھوں کا ہوتا ہے جو برف میں نمودار ہو جاتے ہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کہاں گہرا گڑھا ہو گا اور وہاں برف نے اس پر چھت ڈال رکھی ہو گی۔ یہ چھت اتنی پختہ ہوتی ہے کہ گاڑیاں اس پر سے آسانی سے گزر جاتی ہیں لیکن جب اس پر پانی کی دھاریں پڑتی ہیں تو یہ حوصلہ چھوڑ جاتی ہیں، اور....."

"گڑھے خالی ہوتے ہیں۔"

"پانی بھرا ہوتا ہے ان میں، تم خود سوچو کوئی گاڑی اگر ایسے کسی گڑھے میں گر پڑے تو....؟" سائمن نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔

"یہاں قیام اتنا طویل کر دیا گیا ہے۔"

"ڈوم کی وجہ سے، ڈاکٹر سیلر کا کہنا ہے کہ وہ ابھی سفر کے قابل نہیں ہے، اس کا نرخرہ ادھڑا ہوا ہے اور کوئی جھٹکا اس کے ٹانکے کھول سکتا ہے۔"

میں نے سائمن رینج پر نظریں جما دیں اور وہ بوکھلا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔ "کیا وہ بہت طاقتور ہے۔ اس نے عجیب سی اچھل کود کی تھی، مگر وہ انوکھی تھی۔ جب تک وہ میری گرفت میں نہیں آیا۔ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا پھر مجھے غصہ آ گیا۔"

"وہ مارشل آرٹس کا ماہر ہے۔"

"یہ کیا ہوتا ہے۔"

"ایک فن، جس کی ابتدا انہی علاقوں سے ہوئی اور اب وہ پوری دنیا میں پھیل گیا ہے۔"

میں خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ سب اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ یہ قیام طویل ہوتا جا رہا تھا اور میرے دل میں بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اسی رات میں نے ڈیوڈ پارک سے کہا۔

"اگر تم لوگوں نے مزید قیام کیا تو پھر میں شاید تمہارے ساتھ نہ رہ سکوں، میرا سفر رک گیا ہے اور اگر اس طویل قیام کی وجہ صرف ڈوم ہے تو میں اسے اس کے خیمے میں داخل ہو کر قتل کر دوں گا۔"

"نہیں ڈیئر..... پلیز..... ایسا نہ کرنا..... ویسے ڈوم ٹھیک ہو گیا ہے، میں نے اسے چہل قدمی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میرے خیال میں اب لوئیسا خود بھی زیادہ دیر نہیں لگائے گی۔"

"تم لوگ اس سے نجات کیوں نہیں حاصل کر لیتے۔ کیا تمہیں خود بھی اس کے غلاموں کی حیثیت سے رہنا پسند ہے۔"

"نہیں ماہر..... یہ بات نہیں ہے، اس کے گروپ کے لوگ بہترین لڑاکے ہیں جبکہ ہمارا ٹولہ شریف لوگوں کا ہے، نقصان صرف ہمیں ہو گا۔"

"اس کا گروپ کونسا ہے۔ مجھے اس کی نشاندہی کرو....." میں نے کہا۔

"بس تھوڑا توقف اور کر لو..... میرے خیال میں کل یا زیادہ سے زیادہ پرسوں سے دوبارہ سفر شروع کر دیں گے۔ پھر یہ سفر طوفانی رفتار سے کیا جائے گا تاکہ جو وقت یہاں ضائع ہوا ہے اس کی کسر پوری کی جا سکے۔" میں برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا تھا۔

لیکن یہ رات اپنے دوسرے پہر میں کافی دلچسپ ہوئی۔ بارش کے بعد بقیہ دنوں کے قیام میں کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ لوئیسا میرے سامنے آنے سے کترا رہی تھی۔ وہ زیادہ تر اپنے خیمے میں وقت گزارتی تھی۔ اس وقت سب ہی گہری نیند میں ڈوبے ہوئے تھے جب اچانک رائفلوں کے قہقہے ابھرے اور خیموں سے کچھ چیخیں سنائی دیں۔

میں بھی جاگ گیا، کچھ لمحے اپنی جگہ بیٹھا غور کرتا رہا پھر خیمے سے نکل آیا۔ سرخ چنگاریاں خیموں کے پاس سے گزر رہی تھیں۔ کئی انگارے میرے نزدیک سے بھی گزرے۔ لوئیسا اور دوسرے لوگ برف پر لیٹ کر پناہ لے رہے تھے۔ لوئیسا تمام لوگوں کو آتشیں ہتھیار تقسیم کر رہی تھی۔ مجھے حملہ آوروں کا اندازہ ہو گیا۔ انہوں نے برف کے مورچے بنائے ہوئے تھے اور ان کی آڑ سے گولیاں چلا رہے تھے۔ لوئیسا کے گروہ اور سائمن رینج وغیرہ نے بھی جوابی فائرنگ کر دی جس سے دوسری طرف سے چلائی جانے والی گولیوں کی شدت میں کمی آ گئی۔ لیکن لوئیسا کا گروپ کامیابی سے دور تھا کیونکہ ان کی طرف سے چلائی جانے والی گولیاں برف کے مورچوں میں داخل ہو کر ٹھنڈی ہو رہی تھیں۔ اس وقت شاید

سب ہی زندگی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے یہاں تک کہ میں نے ریتھا اور دوسری لڑکیوں کے پاس بھی رائفلیں دیکھیں۔ صرف میں خالی ہاتھ تھا اور دوسری طرف موجود حملہ آوروں کے مورچوں کو خونی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اچانک مجھے عقب سے آہٹ سنائی دی۔ پلٹ کر دیکھا تو لوئیسا میرے قریب تھی۔ میرے جبڑے بھنچ گئے۔ میں نے سرد نظروں سے اسے دیکھا تو لوئیسا نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی آٹومیٹک رائفل میری طرف بڑھا دی۔ میں چند لمحات ساکت نظروں سے اسے دیکھتا رہا وہ رائفل آگے بڑھائے ہوئے کھڑی تھی۔ گولیاں اس کی قریب سے بھی گزر رہی تھیں لیکن وہ واقعی نڈر تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے ان چنگاریوں کی پرواہ نہ ہو۔ تب میں نے ہاتھ آگے بڑھا کر رائفل اس سے لے لی۔ پھر میرے کانوں نے اپنے ہی حلق کی خرخراہٹ سنی اور دوسرے لمحے میں نے برف کے ان مورچوں کی طرف چھلانگ لگا دی۔

وہ لوگ بزدلی کی جنگ لڑ رہے تھے' دشمن کی کامیابی موت سے بدتر ہے۔ اسے ہر طرح مارو جیسے وہ مر سکے اور میں نے دیکھا تھا کہ اینا لوئیسا اور دوسرے لوگ دشمن کی حکمت عملی سے زیر ہو رہے تھے' لیکن میں خالی ہاتھ تھا' مجھے اس جنگ میں شریک نہیں کیا گیا تھا اور جب اینا نے میرے ہاتھ میں رائفل دیدی تو پھر انہیں فتح سے دوچار کرانا میری ذمے داری تھی۔

عقب سے چیخوں کی آوازیں ابھری تھیں جو شاید میرے لئے تھیں۔ وہ مجھے میری ناعاقبت اندیشی سے روکنا چاہتے تھے' مگر میں ہوش میں کہاں تھا۔ میری نظریں تو ان برف کے ڈھیروں پر تھیں جن کے عقب میں وہ لوگ چھپے ہوئے تھے جنہیں ہلاک ہونا چاہئے تھا۔ مجھے آگ کے شعلوں سے خوف محسوس ہوتا تھا' ننھی چنگاریوں سے نہیں جو میرے اردگرد شائیں شائیں کرتی گزر رہی تھیں۔ ان میں سے کچھ نے میرے لباس کو چھوا تھا لیکن وہ میرے بدن کو نہیں چھو سکی تھیں پھر میں ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ دو چور نظر آئے تھے میں نے ان پر زقند لگائی اور ان کی دہشت ناک چیخوں نے مجھے مسرور کر دیا۔ میں نے رائفل ان کے سروں پر دے ماری پھر انہیں ان کی جگہ سے اٹھا کر دوسری طرف اچھال دیا۔ ساتھ ہی میں نے دوسرے تودے کی طرف دوڑ لگائی۔ وہ ایسے بدحواس ہوئے کہ انہوں نے سامنے فائر کرنے کی بجائے اپنے آتشیں ہتھیاروں کے رخ میری جانب پھیر دیئے۔ یہ ان کی ناعاقبت اندیشی تھی۔ میں نے تو پھر زقند بھری تھی اور ان کی چلائی ہوئی گولیوں نے اپنے ہی ساتھیوں کو بھون دیا تھا۔ نتیجے میں ان میں افراتفری پھیل گئی۔ اینا نے مجھے جو رائفل دی تھی وہ تو بس اس جنگ میں میری شمولیت کا اشارہ ہی ثابت ہوئی تھی اور میں نے اسے پہلے دو آدمیوں کے سر پر توڑ دیا تھا۔ اب میں ایک خونخوار بھیڑیا تھا جو وہاں موجود ہر شخص کو بھنبھوڑ رہا تھا۔ وہ فائرنگ کرنا بھول گئے اور رائفلوں کو ڈنڈوں کی طرح استعمال کرنے لگے۔ سب یکجا ہو گئے تھے اور ایسے بدحواس ہوئے تھے کہ ان لوگوں کو بھول گئے جن پر فائرنگ شروع کی تھی۔ اینا بھلا اس موقع سے کیسے چوکتی۔ اس کا قہقہہ انہیں اپنے کانوں کے قریب سنائی دیا اور پھر اس نے بالکل قریب آ کر انہیں نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

"لوئیسا' نہیں لوئیسا..... پلیز لوئیسا۔" کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور لوئیسا کا قہقہہ بلند ہو گیا۔

"ہائے گروڈی‘ لطف آ رہا ہے نا....."

"لوئیسا پلیز....."

"رک جاؤ..... جو زندہ ہیں ان سے ہتھیار چھین لو۔" آخر کار لوئیسا نے کہا اور اس کے ساتھی رک گئے۔

"اسے..... اسے روکو..... آہ اس بھیڑیے کو روکو۔" میری گرفت میں دبے ہوئے شکار نے دہشت بھری آواز میں کہا۔ اینا زور سے ہنسی تھی۔

"وہ اپنا کوٹہ پورا کئے بغیر نہیں رکے گا‘ اس پٹے کے لئے کوئی زنجیر ابھی تک نہیں بنی۔"

جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔ حملہ آور ہلاک ہو گئے تھے۔ دو چار ہی بچے تھے‘ جنہیں اینا نے سنبھال لیا۔ وہ ان پر رائفلیں تانے ہوئے تھی‘ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو گروڈی..... اب کتوں کی طرح میرے کیمپ میں چلو اور تم لوگ ان لاشوں کی تلاشی لے کر جو کچھ ان کے پاس ملے حاصل کر لو..... اس کے بعد گروڈی کا سامان قبضے میں لے لو..... اس کے ایک آدمی کو رہنمائی کے لئے ساتھ لے لو..... کیوں گروڈی‘ زمانہ قدیم میں فاتحین ایسا ہی کرتے تھے نا..... کیا کہلاتا تھا وہ..... مال غنیمت.....چلو....." وہ گرجی اور زندہ بچ جانے والے کتوں کی طرح برف پر چلنے لگے۔

اینا لوئیسا میرے پاس آ گئی۔ پھر اس نے اپنا چہرہ میری طرف جھکا دیا۔ میں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ "تمہارا پہلا تھپڑ میرے اس گال پر پڑا تھا‘ یہ دوسرا رخ ہے‘ اتنی خوش ہوں میں تم سے کہ دوسرا تھپڑ کھانا چاہتی ہوں۔"

میں نے رک کر اسے دیکھا‘ پھر نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ "ہیا ایک حقیقت ہے‘ اسے یاد رکھنا۔" یہ کہہ کر میں آگے بڑھ گیا۔

گروڈی کو کیمپ پر لے آیا گیا۔ آگے کے معاملات سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی چنانچہ میں اپنے خیمے میں داخل ہو گیا۔ پھر آرام سے لیٹ کر سو گیا۔ دوسری صبح جاگا تو باہر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ باہر نکلا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ سفر کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں۔ میں نے اپنا خنجر سنبھالا اور خوراک کی تلاش میں نکل گیا۔ بہت دیر تک اور بہت دور تک میں نے خوراک تلاش کی۔ پھر برف میں بنے ایک سوراخ نے میری مشکل حل کر دی۔ سوراخ کے نیچے مچھلیاں اچھل کود کر رہی تھیں۔

کچھ مچھلیاں مزہ دے گئیں۔ اس کے علاوہ ایک ذریعہ خوراک بھی دریافت ہو گیا تھا۔ مچھلیاں چبا رہا تھا کہ دو لڑکیاں نظر آئیں۔ ان میں ایک ریتھا تھی۔ اس نے مچھلیوں کے کھلپڑے وغیرہ پڑے ہوئے دیکھے‘ پھر مجھے‘ پھر حیرت سے بولی۔

"کچی.....؟"

"یہ کچی ہی پیدا ہوتی ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"وہاں دوسرے لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" ریتھا اور سولیسٹر کے ساتھ کیمپ کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے پوچھا۔ "رات کو پکڑے گئے چوہوں کا کیا حال ہے۔"

"ان کی لاشیں برف پر پڑی ہوئی ہیں۔"

"لاشیں.....؟" میں چونک کر بولا‘ لیکن ریتھا نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ اس کے چہرے پر افسردگی پھیل گئی تھی۔ البتہ دوسری لڑکی سولیسٹر نے ایک سسکی سی بھر کر کہا۔

"وہ گڑگڑا‘ گڑگڑا کر زندگی کی بھیک مانگتے رہے تھے‘ گروڈی کہتا تھا کہ اسے بے سرو سامانی کے عالم میں یہیں چھوڑ دیا جائے۔ وہ ہار چکا ہے لیکن....." لڑکی سسکی لے کر خاموش ہو گئی۔

"لوئیسا نہ مانی..... اس نے انہیں بھاگ جانے کا مشورہ دیا اور وہ بھاگے تو..... اس نے انہیں گولیوں کا نشانہ بنا دیا....." ریتھا نے کہا اور رونے لگی۔ سولیسٹر اسے خاموش رہنے کے لئے کہہ رہی تھی۔

"نہیں سولیسٹر..... تم دیکھ لینا‘ وہ چنگ ہاری تک ہمیں بھی ختم کر دے گی تم دیکھ لینا۔" ریتھا نے سسکتے ہوئے کہا۔

میں نے رک کر ریتھا کو دیکھا‘ پھر آہستہ سے کہا۔

"نہیں لڑکیو..... وہ چنگ ہاری تک کبھی نہ جا سکے گی‘ انہیں برف زاروں میں کسی دن اس کی لاش پڑی ہو گی۔"

کیمپ قریب آ گیا۔ تمام سامان بار ہو چکا تھا۔ آخری انتظامات ہو رہے تھے۔ لوئیسا سامنے کھڑی تھی۔ اس نے مسکرا کر مجھے دیکھا پھر ریتھا اور سولیسٹر کو پھر اس کا موڈ خراب ہو گیا۔

"تم لوگ اسے بلانے گئی تھیں....."

"میں نے انہیں بھیج دیا تھا میڈم۔" سائن ربیج نے کہا۔

"آئندہ....." اینا نے انگلی اٹھا کر کہا۔ "آئندہ میں تمہیں اس کے قریب نہ دیکھوں۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی۔

"چلو ریتھا..... گاڑی میں بیٹھو..... اور تم..... اس طرف آ جاؤ۔" سائن ربیج بولا۔

گاڑیاں آگے بڑھ گئیں۔ میرے ذہن میں کچھ نہیں تھا اور میں خاموشی سے کھڑکی کے باہر جھانک رہا تھا۔ برف‘ کہیں کہیں درختوں کے سیاہ تنے۔ آج طویل سفر کیا گیا اور شام تک رکے بغیر سفر جاری رکھا گیا۔ پھر شام کے دھندلکوں میں کچھ کھنڈرات نظر آئے اور گاڑیوں کا رخ ان کی جانب ہو گیا۔ کھنڈرات کا ایک وسیع سلسلہ جو دور تک چلا گیا تھا۔ رات کے قیام کے لئے یہ جگہ بہترین قرار دی گئی اور گاڑیاں ترتیب سے کھڑی کر دی گئیں۔ میں نیچے اتر کر ایک پتھر پر جا کھڑا ہوا۔ دھندلکوں میں یہ کھنڈرات عجیب لگ رہے

تھے غالباً کوئی تباہ شدہ شہر تھا جو اب شہر خموشاں کا منظر پیش کر رہا تھا۔

جگہ جگہ برف کے سفید انبار نظر آ رہے تھے، حالانکہ یہ بھی برفانی علاقہ تھا لیکن اس کی نوعیت جدا تھی۔ یہاں زیادہ سردی بھی نہیں تھی اور پچھلے علاقے کی نسبت موسم ذرا گرم تھا۔ وہ لوگ رات کے معمولات کی تیاریاں کرنے لگے، مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اور نہ ہی میں نے ان کی کوئی اعانت قبول کی تھی۔ یہ سب کچھ تو میری فطرت میں تھا ہی نہیں۔ ہاں خود کچھ اپنا دل چاہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں اپنا بوجھ خود اٹھائے ہوئے تھا۔

گروڈی ہلاک ہو گیا تھا اور میں نے اس کے خاتمے کے لئے ان لوگوں کی مدد کی تھی، لیکن میری فطرت میں یہ تصور بھی نہیں تھا کہ کسی کے ساتھ کئے ہوئے احسان کو یاد رکھوں، اور اب تو یہ جذبے شاید بالکل ہی ختم ہو گئے تھے۔ گروڈی نے اس گروہ پر حملہ کیا تھا جس میں، میں بھی موجود تھا اور جب میں نے ان لوگوں کو بے بسی کے عالم میں ناکامیوں سے دوچار دیکھا تو میرے دل میں یہ خیال ابھرا کہ مجھے ان کی مدد کرنی چاہئے۔ سب لوگوں کے پاس آتشیں ہتھیار موجود تھے لیکن مجھے جنگ میں شامل ہونے کی دعوت نہیں دی گئی تھی اور جب لوئیسا نے میرے ہاتھ میں رائفل تھمائی تو میرے دل میں چھپے ہوئے جذبے جاگ اٹھے اور اس کے بعد حالات تبدیل ہو گئے۔ لوئیسا نے گروڈی کو بے دردی سے قتل کر دیا، یہ ان کا اپنا معاملہ تھا، مجھے نہ گروڈی کی زندگی سے کوئی دلچسپی تھی نہ ان لوگوں کے معاملات سے۔ بہرحال تاحد نگاہ تک پھیلے ہوئے ان ویران کھنڈرات نے اس وقت مجھے اپنے سحر میں گرفتار کر لیا تھا۔ ان لوگوں کو ان کے کاموں میں مشغول چھوڑ کر میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ پھر ان ٹوٹے پھوٹے کھنڈرات کے درمیان سے گزرتا ہوا میں ان کا جائزہ لیتا رہا۔ یہاں کبھی زندگی رواں دواں ہو گی۔ لوگ اپنے اپنے معمولات میں مصروف رہا کرتے ہوں گے لیکن اس کے بعد یہ شہر خاموش ہو گیا اور یہاں زندگی مفقود ہو گئی۔ پتہ نہیں یہاں کے لوگ یہاں سے کہیں چلے گئے، یا مر کھپ گئے۔ میرے ذہن میں تحقیق کے جذبے ابھر آئے۔ میں یہ سوچنے لگا کہ اگر اس شہر پر کوئی تباہی نازل ہوئی ہے تو کم از کم انسانی ڈھانچے تو یہاں مل سکتے تھے۔ لگتا یہی ہے کہ یہاں کی آبادی اپنے گھربار چھوڑ کر کہیں اور منتقل ہو گئی۔ پھر میں ایک ٹوٹے ہوئے کھنڈر میں داخل ہو گیا.... کائی زدہ اینٹوں کے ڈھیر جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ مکان کی طرز تعمیر سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں کے لوگ کس طرح رہتے ہوں گے، کیسے زندگی گزارتے ہوں گے۔ میں اس کا جائزہ لے رہا تھا.... لیکن نہ تو مجھے کوئی ساز و سامان ملا نہ ہی کوئی سوکھا ہوا انسانی بدن جو ان کائی زدہ اینٹوں کی عمر سے تعلق رکھتا ہو، لیکن یہ سب کچھ خاصا اچھا لگ رہا تھا۔ کھنڈرات کا سلسلہ تو بہت طویل تھا میں آخری سرے تک نہیں جا سکتا تھا۔ پھر وہاں سے بائیں سمت چل پڑا۔ پیروں کے نیچے کئی جگہ بھربھری برف آئی تھی لیکن یہاں برف بہت کم تھی۔ ایک ہی علاقے میں یہ تبدیلی خاصی دلچسپ تھی۔ کچھ فاصلے پر

ایک چوڑی جھیل نظر آئی جس کے کنارے کنارے چھوٹے چھوٹے درختوں کی بہتات تھی۔ ان درختوں میں جانوروں کی موجودگی بھی یقینی رہی ہو گی۔ کل دن کی روشنی میں اس جھیل کے کنارے اپنی خوراک کا بندوبست کروں گا۔ میرا خنجر میرے پاس محفوظ تھا۔ آہستہ آہستہ قدموں سے جھیل کی جانب بڑھ گیا۔ قدرتی جھیل میں شفاف پانی نظر آ رہا تھا۔ آسمان پر تاریکیاں پھیل گئی تھیں اور اجالے کے غلاف میں لپٹے ستارے نمودار ہو گئے تھے جن کی مدھم روشنی زمین کے ماحول کو اجاگر کر رہی تھی۔ پھر میں نے قدموں کی چاپ محسوس کی۔ پلٹ کر دیکھا تو لوئیسا تھی جس نے سفر کا لباس تبدیل کر لیا تھا اور اس وقت ایک انتہائی خوبصورت لباس میں میری جانب بڑھ رہی تھی۔ ایک نگاہ دیکھنے سے اس عورت کے چہرے کی دلکشی اپنی حقیقت کا احساس دلاتی تھی چنانچہ میں نے اس کی جانب کسی رغبت کی نگاہ سے نہیں دیکھا، لیکن وہ آہستہ آہستہ میرے قریب آ گئی۔

"شاید تم یقین نہ کرو ماہر، میں نے اس وقت تمہیں دل کی نگاہوں سے تلاش کیا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے الفاظ میرے لئے باعث دلچسپی تھے اور نجانے کیوں میرے ذہن پر ان کا ایک خوشگوار اثر ہوا شاید میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی ایک لکیر بھی کھنچ گئی تھی۔

"تم عورتیں کیسی کیسی باتیں کر لیتی ہو، دل کی نگاہیں.... یہ کیا چیز ہوتی ہے۔" میں نے کہا اور لوئیسا مجھ سے کچھ فاصلے پر آ کھڑی ہو گئی....

"یہ تجسس ہی تو ہے جس نے مجھے دیوانگی کی حد میں داخل کر دیا ہے ورنہ.... ورنہ...."

"تم دل کی نگاہوں کی بات کر رہی تھیں کیا مجھے اس کے بارے میں بتا سکتی ہو...."

"یہی کہہ رہی تھی میں کہ تمہاری ذات میں چھپا ہوا ایک پراسرار وجود ہی میرے تجسس کا باعث ہے، سچ جانو ماہر طہابی پہلے میں نے تمہیں صرف ایک عام آدمی سمجھا تھا، ایک ایسا طاقتور انسان جو خزانوں کی تلاش میں بھٹک رہا ہو۔ اس نے اپنی طاقت پر بھروسہ کیا ہو اور اپنا کوئی گروپ نہ بنایا ہو.... حالانکہ بات اپنی طاقت کی نہیں ہوتی۔ خزانوں کے حصول کے لئے تنہا کاوشیں ہی کافی نہیں ہوتیں بلکہ مشترکہ ذہانتیں اس حصول کو آسان بنا دیتی ہیں، لیکن تمہارا اپنا نظریہ.... پھر تم نے مجھے ہیا کے بارے میں بتایا..... اور اس وقت سچ جانو میں نے اپنی فطرت کے مطابق تم سے اس احساس کا تذکرہ بھی کر دیا جس کے نتیجے میں، تمہاری سختیاں برداشت کرنا پڑیں۔ لیکن پھر تمہاری فطرت نے یہ احساس دلا دیا کہ تم جیسا انسان جھوٹا نہیں ہو سکتا اور میں اس وجود کی زندگی کی دعا دیتی ہوں جس کے لئے تم سرگرداں ہو اور یہ بھی دعا دیتی ہوں میں تمہیں کہ تمہارا ہیا مل جائے.... دیکھو ماہر یہ نہ سوچنا کہ دعائیں دینے والے خاص ہی لوگ ہوتے ہیں۔ گناہ و ثواب کی تربیت تو آسمانوں میں

کی جاتی ہے' اگر گناہ گاروں کی کوئی دعا قبول نہ ہو تو اس دنیا میں گناہ کا وجود نہ ہو' سارے گناہ گار فنا ہو جائیں.... میں جو کچھ بھی ہوں لیکن سچے دل سے تمہیں تمہارے ہیا کے مل جانے کی دعا دیتی ہوں اور نجانے کیوں یہ یقین رکھتی ہوں کہ میری یہ دعا پوری ہو جائے گی اور ایک دن تمہارا ننھا بھائی تمہیں مل جائے گا۔"

اینا لوئیسا نے اس وقت میری دکھتی رگ کو چھیڑ دیا تھا اور جو "ہیا" کے لئے نیک جذبات رکھے اور جو ہیا کے لئے کوئی اچھی بات کہے وہ تو میرا دوست ہی ہوتا ہے اور اس سے سارے گلے شکوے دور ہو جاتے ہیں۔

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تو لوئیسا نے دو قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"فطرت کی تبدیلیاں بھی بعض اوقات مسٹر طہابی انسان کے لئے ایک ایسا سکون مہیا کرتی ہیں کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ میں نے ساری زندگی جہنم کی آگ میں سلگتے ہوئے گزاری ہے' یہ آگ میری فطرت کا ایک حصہ بن چکی ہے' لیکن تم یقین کرو وہ تھپڑ جو میرے رخسار پر پڑا تھا اس نے مجھے ایک ایسا انوکھا سکون بخشا ہے کہ میرا وجود مسرور ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں کیوں؟ شاید اس لئے کہ میں نے اپنی اس نئی زندگی میں کسی تھپڑ کا تصور نہیں کیا تھا.... آہ کاش' ایسا کوئی تھپڑ اس وقت پڑ جاتا جب میں برائی کے راستوں پر نکل رہی تھی..... اگر تم یہ کہو کہ کوئی بھی برا انسان برائیوں کے راستے پر آگے بڑھ جانے کے بعد اپنے آپ کو مطمئن سمجھتا ہے تو طہابی یہ درست نہیں ہے' ہر برا انسان اندر کی آواز پر نیکیوں کیلئے چیختا ہے' برائی کے راستے پر نکلنے کے صرف کچھ لمحات ہوتے ہیں جو اسے اتنا آگے لے جاتے ہیں کہ پھر اس کی نظر واپسی کے راستے تلاش نہیں کر پاتی۔ لیکن یہ ایک تھپڑ' یہ ایک تھپڑ اگر ابتداء میں ہی اس کے رخسار پر پڑ جائے تو شاید وہ برائی کی جانب نہ جا سکے۔ آؤ بیٹھو دل چاہ رہا ہے کہ تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتا دوں۔ میرے دل کا بوجھ ہلکا کر دو طہابی! بہت عرصے کے بعد میں ماضی کی چادر کا کونا الٹ رہی ہوں۔ وہ ماضی جسے میں نے ہمیشہ کے لئے فراموش کر دیا تھا..... بہت خوبصورت شہر تھا میرا! ماں مر چکی تھی۔ باپ ایک دولت مند آدمی تھا۔ لیکن عجیب و غریب فطرت کا مالک۔ مجھے پتہ چلا کہ میرے کنجوس باپ نے میری ماں کو ہمیشہ اپنے مظالم کا نشانہ بنائے رکھا۔ کبھی اس کے ساتھ محبت کا سلوک نہیں کیا۔ وہ دولت پر جان دیتا تھا جبکہ اس کے پاس بے پناہ دولت تھی۔ یہ دولت کبھی میری ماں کے کام نہ آئی اور ماہر طہابی! اس نے مجھے بھی اس سے محروم ہی رکھا۔ ایک بہت بڑے باپ کی بیٹی ہونے کے باوجود' میں زندگی کی ان آسائشوں سے محروم ہی رہی جو دولت سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ میرے باپ نے ہمیشہ میری ہر شکایت کو نظر انداز کر دیا۔ پھر میرے دل میں بغاوت کی جذبات ابھرے۔ میں نے اپنے باپ ہی سے بغاوت کی۔ میں نے اپنے کچھ دوستوں کی مدد سے اپنے اغوا ہونے کا ڈرامہ رچایا اور خود ان کے ساتھ روپوش ہو گئی۔ پھر

میرے دوستوں نے میرے مشورے پر میرے باپ سے ایک بڑے تاوان کا مطالبہ کیا' لیکن میرا باپ مجھے کھونے پر آمادہ ہو گیا اس نے اس تاوان کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ حالانکہ میرے دوستوں نے اس سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تاوان کی ادائیگی نہ ہوئی تو مجھے قتل کر دیا جائے گا اور ماہر طہابی میرے باپ نے ان سے کہا کہ اگر میری زندگی باقی نہیں ہے تو وہ کسی قیمت پر مجھے نہیں بچا سکتا' ان لوگوں کا جو دل چاہے کریں.... اور اس دن میرے باپ سے میرا رشتہ ٹوٹ گیا۔ میں نے اسے اپنے دشمنوں کی فہرست میں شامل کر لیا۔ میرے ذہن میں جو جہنم سلگ رہا تھا اس میں میری ماں کی بے کسی کی موت کا احساس بھی تھا۔ تب میں نے اپنی ماں کی بے کسی کا انتقام لیا اور اپنے باپ کو اس کی عظیم الشان تجوری میں بند کر کے آگ لگا دی۔ وہ نوٹوں کے انبار میں سلگ گیا اور اسی تجوری میں جل کر راکھ ہو گیا' لیکن یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہ سکی۔ قانون نے میرا پیچھا کیا' انتقام کی آگ شعلہ جوالہ بن چکی تھی۔ میں قانون کے سامنے سینہ سپر ہو گئی۔ بس پھر ایک طویل جدوجہد چلتی رہی۔ میرے اور قانون کے درمیان اور درحقیقت میرے دشمن ہی میرے استاد ٹھہرے۔ انہوں نے مجھے سب کچھ سکھا دیا۔ قتل و غارتگری اور خونریزی فطرت میں رچ بس گئی۔ میں نے ایک چھوٹا سا گروہ بنا لیا تھا۔ جہاں جو دل چاہتا تھا کرتی تھی۔ میرے گروہ کا کوئی خاص مقصد نہیں تھا بس یہ لوگ زندگی میں بہتری کے خواہاں تھے اور میں بھی ان کی ساتھی' انہی کے لئے میں یہ سب کچھ کرتی تھی اور اس طرح میری زندگی گزر رہی تھی کہ مجھے تبت کے ان علاقوں میں اس خزانے کا راز معلوم ہوا۔ ایک عظیم الشان خزانہ جس کا حصول میرے لئے بھی باعث دلچسپی بنا اور میں نے اپنے مطلب کے لوگ تلاش کئے۔ ان میں ڈیوڈ پارک ہے جو قدیم دفینوں اور دنیا کی پراسرار زبانوں کا ماہر ہے' سائمن ریچ ہے جو ایک عظیم سیاح اور کئی بار تبت کے علاقوں میں مختلف چوٹیاں سر کرنے کے لئے آ چکا ہے۔ ان لوگوں کو میں نے اپنے موقف سے آگاہ کیا اور انہیں اپنے لئے تیار کر لیا۔ البتہ کسی کی برتری میں نے کبھی قبول نہیں کی۔ ان لوگوں سے میں نے باقاعدہ معاہدہ کیا ہے کہ انہیں میرے احکامات کی پابندی کرنا ہو گی سوائے ان لمحات کے جب ان کی ذہانت اور ان کی فراست اس خزانے کے راستوں کی تائید کرے۔ یہ لوگ اس معاہدے کے تحت میرے ساتھ چل پڑے۔ جو نقشہ مجھے حاصل ہوا تھا گروڈی بھی اس کے حصول میں شریک تھا لیکن وہ اس قابل نہیں تھا کہ میں اسے اپنا ساتھی بناتی نتیجے میں ہم دونوں میں چپقلش ہو گئی اور وہ اپنا الگ گروہ بنا کر ہمارے پیچھے چل پڑا۔ اس نے جگہ جگہ ہمارے راستے روکے لیکن مجھ سے آگے نہ بڑھ سکا اور بالآخر میرے ہی ہاتھوں موت کا شکار ہو گیا جس کی میں نے پیش گوئی کر دی تھی۔ ڈیئر ماہر طہابی خزانے اصل میں انسان کی اپنی ذات میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ دولت کے انبار تو کہیں بھی لگائے جا سکتے ہیں۔ مجھ جیسی عورت کے لئے دولت حاصل کرنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے اس کے

حصول کے لئے مجھے ان دشوار گزار علاقوں میں آنے کی ضرورت نہیں تھی' لیکن بس زندگی میں تبدیلی کی خواہش ایک ایسی طلب جس کا کوئی نام نہ ہو' مجھے ان علاقوں میں لے آئی اور اس کے بعد میری یہ جدوجہد جاری ہے۔ لیکن ماہر طہابی ایک بات تم سے خاص طور سے کہنا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ میں نے ابھی تم سے کہا کہ خزانہ صرف وہ ہوتا ہے جو اپنی ذات کو سکون دے اور مجھے اپنی ذات کے سکون کے لئے ہیروں کے انبار یا پیلا سونا درکار نہیں۔ سکون تو کسی ایک معمولی سی شے سے مل سکتا ہے' مثلاً یہ بھی ممکن ہے کہ میں خزانوں کی تلاش ترک کر کے صرف تمہارے لئے ہیا کو تلاش کروں۔ ہاں ماہر طہابی ان الفاظ میں فریب نہیں ہے۔ میں ایسی عورت ہوں کسی معمولی سی شے کے لئے میں دنیا ترک کر کے راہبر بن سکتی ہوں۔ ماہر میں تمہارے لئے یہ کرنا چاہتی ہوں کیونکہ میں نے تمہاری ذات میں ایک ایسا انوکھا وجود پایا ہے جس کا تصور صرف خوابوں میں ہی کیا جا سکے۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں؟"

میں اس کی کہانی سن رہا تھا۔ یہ اس کی کہانی تھی۔ نہ اس کا کوئی گہرا تاثر میرے ذہن پر طاری ہوا تھا اور نہ ہی مجھے اس کی مدد درکار تھی۔ میں تو کسی کا احسان لینے کا روادار ہی نہیں تھا۔ "ہیا" میری زندگی تھا۔ اگر احسان لینا تھا تو پھر عالی تبارک ان سب میں بہتر تھا۔ یہ سب تو لمحوں کے ساتھی اور ناقابل اعتبار لوگ تھے۔

میں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا' پھر آہستہ سے کہا۔ "تمہاری اس پیشکش کا شکریہ اینا لوئیسا' میری منزل اور ہے تمہاری منزل اور..... چنگ ہاری تک اگر ہو سکے تو مجھے اپنے ساتھ لے چلو اور اس کے بعد سارے معاملات میرے اور ہیا کے درمیان چھوڑ دو۔ بہر حال تم نے خلوص سے یہ پیشکش کی اور تمہارے اس خلوص کے نتیجے میں' میں ہر مشکل مرحلے پر تمہارا ساتھ دوں گا....."

وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ کچھ دیر سوچتی رہی۔ آسمان پر چاند ابھر آیا تھا اور جھیل کے پانی پر ستارے جگمگا رہے تھے۔ چند لمحے خاموشی سے گزر گئے پھر اس نے کہا۔

"موسم بہت خوشگوار ہے اور شاید ان برفانی علاقوں میں ہمیں یہ خوشگوار موسم دوبارہ نہ ملے۔ اس پانی میں نہانے کو دل چاہتا ہے۔" وہ آہستہ سے ہنسی اور اس کے بعد ضروری عمل کر کے پانی کی جانب بڑھ گئی۔ میں نے ایک نگاہ اسے دیکھا لیکن بے تاثر ہی رہا۔ حالانکہ محسوس یہی ہوا تھا کہ جیسے چاندنی سمٹ کر یکجا ہو گئی ہو اور ایک انسانی وجود اختیار کر چکی ہو۔ یہ متحرک وجود روشنی کی لکیریں بکھیرتا ہوا جھیل کے پانی میں اتر گیا۔ اس کی پر شوق نگاہوں نے مجھے کئی بار پیچھے آنے کی دعوت دی لیکن میں رخ بدل کر وہاں سے چل پڑا۔ جس احساس سے رغبت ہی نہ ہو۔ اس کے لئے اخلاق بھی نہیں برتا جا سکتا۔ جھیل کے قریب سے ہٹ کر ایک لمبا چکر کاٹتا ہوا میں وہاں سے دور نکل آیا۔ دفعتاً ہی مجھے احساس

ہوا کہ میرے قریب کوئی اور بھی موجود ہے۔ مجھے اینٹوں پر چلنے کی آواز سنائی دی' لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ میں نے ایک بار پھر قدم آگے بڑھائے اور غور سے سنا۔ کوئی ضرور میرا تعاقب کر رہا ہے۔ لیکن کون..... پھر میں ایک ٹوٹی دیوار کی آڑ میں رک گیا۔ میرے حساس کان ان قدموں کی چاپ مسلسل سن رہے تھے۔ پھر وہ جو کوئی بھی تھا' میرے قریب سے گزرا' اور میں نے اسے عقب سے دبوچ لیا۔ ایک نسوانی چیخ سنائی دی تھی اور میں نے بوکھلا کر اسے چھوڑ دیا۔ اسے پہچاننا بھی مشکل نہ ہوا۔ وہ ریتھا تھی اور اب گھبرائی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ کچھ لمحے اس نے خود کو سنبھالنے میں صرف کئے پھر آہستہ سے بولی۔

"شکریہ ماہر طہابی.... بے حد شکریہ۔" یہ کہہ کر وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"رکو....." میں نے سرد لہجے میں کہا' وہ رک گئی۔

"تم میرا پیچھا کر رہی تھیں.....؟"

"نہیں تمہارا نہیں..... لوئیسا کا۔"

"کیوں.....؟"

"اس نے تمہیں دور سے دیکھا تھا' پھر لباس تبدیل کیا تھا اور تمہارے پیچھے چل پڑی تھی' وہ..... وہ تمہیں رجھانا چاہتی ہے۔ تمہارے ملنے سے قبل وہ صرف قہر و غضب تھی۔ اس کے اندر صرف وحشت تھی۔ تم یقین کرو ماہر..... ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس کے پاس ایسا کوئی نامعقول لباس بھی ہو گا۔ پہلے کبھی اس نے ایسا لباس نہیں پہنا تھا۔ لیکن اب وہ تمہارے لئے سب کچھ کر رہی ہے۔ میں..... عورت ہوں' کوئی جانے یا نہ جانے..... عورت کی نظر عورت ضرور پہچانتی ہے۔"

"چلو....." میں نے کہا وہ میرے ساتھ چل پڑی' میرا رخ کیمپ کی طرف تھا۔ میں اس کے بارے میں سوچ رہا تھا' پھر میں نے کہا۔ "تم نے میرا شکریہ کیوں ادا کیا تھا۔" میرے اس سوال پر اس نے مجھے دیکھا پھر بولی۔

"تم نے اس کی جھیل میں نہانے کی دعوت قبول نہ کر کے اس کے نسوانی غرور کو پاش پاش کر دیا۔"

"اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوا....؟"

"یہ میں نہیں بتا سکتی۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"میرے ہر سوال کا جواب ضروری ہے' کیونکہ نفی میری توہین ہے۔" وہ آہستہ آہستہ کئی قدم چلی۔ پھر رکی' اور بولی۔ "کیونکہ..... کیونکہ میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔"

"تم سب احمق ہو..... بالکل بے وقوف.... میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں آدھا انسان ہوں' میرا دل ایسے جذبوں سے خالی ہے۔ جب ہم یکجا تھے تو دنیا کے بارے میں سوچتے تھے۔

وہ عقل تھا میں بدن۔ اگر ہم یکجا ہوتے تو زندگی کے ہر پہلو پر سوچتے، لیکن آدھا وجود کچھ نہیں سوچ سکتا۔ میں تنہا کسی سے محبت بھی نہیں کر سکتا۔ میں تو میں ہوں ہی نہیں..... جو کچھ ہے میرا ہیا ہے۔"

"میں جانتی ہوں ماہر..... اور اب پوری طرح جان چکی ہوں، لیکن تمہارے الفاظ سے نہ مجھے مایوسی ہوئی ہے نہ افسوس..... تمہارا ہیا تمہیں مل جائے تو تم کائنات کے بارے میں سوچنا۔ تم ساری کائنات کو پا لو گے..... لیکن جب کائنات کے بارے میں سب کچھ جان لو..... تو عورت کے بارے میں بھی ضرور جاننے کی کوشش کرنا۔ تم ایک نئی کائنات سے روشناس ہو گے..... وہ عورت کی دل کی کائنات ہو گی۔ انوکھی اور حیرت انگیز..... عورت کو اپنے جوتوں سے کچل کر ہلاک کر دو..... اگر وہ تم سے محبت کرتی ہے تو خوشی سے مر جائے گی، لیکن اس کا محبوب کسی اور عورت کی ملکیت بن جائے..... تو..... تو خدا کی قسم وہ تم سے زیادہ طاقتور ثابت ہو گی۔ میری بات کا برا نہ ماننا ماہر..... یہ ایک تجربہ ہو گا تمہارے لئے۔" اس نے کہا اور پھر ایک دم دوڑ لگا دی.....

میں رک گیا۔ اسے بھاگتے دیکھتا رہا۔ چند ہی لمحوں میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ تب میں نے خود سے کہا۔ "ماہر طہابی..... تمہارے لئے تنہائی سب سے بہتر ہے۔ انسانوں کے گروہ تمہیں اپنے مسائل میں الجھانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور ہیا سے تمہاری دوری کے لمحات بڑھتے رہیں گے۔ یہ لوگ اپنی مرضی سے سفر کر رہے ہیں اور تم ان کی ست رفتاری کا ساتھ دینے کے لئے مجبور ہو..... جبکہ ہیا سے دوری کا ہر لمحہ تم پر شاق ہے۔ اتنی تیزی سے چنگ ہاری تک دوڑو کہ فاصلے سمٹ جائیں اور ہیا تمہارے سامنے ہو، آہ کسی طرح تمہیں چنگ ہاری کا صحیح راستہ معلوم ہو جائے، کسی بھی طرح۔"

اس جگہ پہنچ گیا جہاں تمام لوگ خیمہ زن تھے، لیکن پھر میرے قدم رک گئے۔ میں نے کسی کو بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک لمبی راڈ تھی جسے وہ اتنی تیزی سے گھما رہا تھا کہ صرف راڈ کی چمکدار لکیریں نظر آ رہی تھیں۔ وہ راڈ کے ساتھ ہی اچھل کود کر رہا تھا۔ یہ ڈوم تھا جو اپنے وزنی جسم کے ساتھ اس قدر پھرتی کے مظاہرے سے کوئی غیر انسانی مخلوق معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے نہیں دیکھا لیکن میں دیر تک اسے دیکھتا رہا تھا۔ کچھ بھی ہو اس شخص کی طاقت اور پھرتی قابل داد تھی۔ غالباً اب وہ بالکل تندرست ہو گیا تھا۔

میں اپنے خیمے میں آ گیا۔ دیر تک غور و خوض کرتا رہا پھر سو گیا۔ دوسری صبح باہر شور سن کر خیمے سے باہر نکل آیا تھا۔ تمام خیمے فولڈ کئے جا چکے تھے۔ لوگ دوڑ دوڑ کر سامان گاڑیوں میں بار کر رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر اینا کھڑی ہوئی تھی، اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ہنٹر تھا اور اس کے ساتھی بدحواس نظر آ رہے تھے۔ ذرا سی غلطی پر وہ ہنٹر گھما دیتی تھی۔ ساتھ ہی وہ انہیں گالیاں دیتی جا رہی تھی۔

"وہ خیمہ بھی اکھاڑو....." اس نے چیخ کر کہا اور بہت سے لوگ بھرا مار کر اس طرف دوڑے۔ ریتھا مسکراتی ہوئی میرے پاس آ گئی تھی۔

"آج اس نے کسی کو ناشتے کی اجازت بھی نہیں دی ہے۔"

"کیوں.....؟"

"وہ فضا میں پرواز کر کے چنگ ہاری پہنچنا چاہتی ہے، لیکن میں جانتی ہوں اس پر یہ جنون کیوں سوار ہے۔"

"کیوں.....؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ اس طرف دیکھو..... اس طرف....." ریتھا نے ایک سمت اشارہ کیا اور میں ادھر دیکھنے لگا۔ مجھے جلے ہوئے کپڑوں کا ایک ڈھیر نظر آیا تھا۔

"کیا ہے وہ.....؟"

"اس کے زنانہ لباس....."

"کس نے جلائے ہیں.....؟"

"خود اس نے..... یہ اعتراف شکست ہے۔" ریتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس وقت سائن ریج نے میرے قریب آ کر میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"آؤ....." اس نے کہا، تو میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ دوسرے لوگ گاڑیوں میں سوار ہو رہے تھے۔ میں نے یہ نہیں دیکھا کہ ریتھا بھی ہمارے پیچھے چل پڑی ہے۔ سائن ریج کے ساتھ میں جیپ میں سوار ہوا تو ریتھا بھی اسی جیپ میں چڑھنے لگی۔ مگر بے چاری کی شامت آ گئی۔ اینا نے دور سے اسے دیکھ لیا اور تیز رفتاری سے اس طرف آنے لگی۔ کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیا کرنے والی ہے لیکن قریب آ کر اس نے ریتھا کے بال پکڑے اور اسے بری طرح نیچے گھسیٹ لیا۔ ریتھا کی چیخیں بلند ہوئی تھیں اور دوسری گاڑی سے ڈیوڈ پارک کود کر اس طرف بھاگا تھا، لیکن اس دوران لوئیسا نے شائیں شائیں کر کے دو ہنٹر ریتھا کے رسید کر دیئے تھے اور ریتھا کے سفید لباس پر خون کی لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔ تیسرا ہنٹر ڈیوڈ پارک کے جسم پر پڑا جو ریتھا پر گر پڑا تھا۔

"نہیں میڈم لوئیسا..... پلیز میڈم لوئیسا..... پلیز نہیں..... کیا غلطی ہو گئی اس سے پلیز۔"

"اس سے کہو جس بات کے لئے منع کر دوں..... اس کو دہرانے کی سزا اس سے زیادہ ہے، میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ ماہر طہابی کے پاس دوبارہ نظر نہ آئے، لیکن۔"

"بے وقوف ہے، چل اٹھ۔" احمق لڑکی! میڈم کے حکم کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ چل

اٹھ۔" ڈیوڈ پارک نے کرب ناک آواز میں کہا اور ریتھا کو اٹھا کر دوسری گاڑی کی طرف لے چلا' لیکن میں نے یہ بھی دیکھا کہ اٹھتے ہوئے نرم و نازک ریتھا کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ میں نے گہری سانس لے کر رخ بدل لیا تھا۔

گاڑیوں کا سفر پھر شروع ہو گیا۔ راستے میں کھانے پینے کا دور چلا تھا' اور تمام مشاغل سفر کے دوران ہی رہے تھے ہم کھنڈرات کے شہر کو پیچھے چھوڑ آئے۔

راستے دشوار گزار ترین ہوتے جا رہے تھے۔ برفانی تودوں کے درمیان صرف تجربے کی بناء پر سفر کیا جا رہا تھا۔ جہاں برف سخت ہو۔ بعض جگہ رک رک کر پہلے آگے کے راستوں کا تعین کیا جاتا تھا اس کے بعد گاڑیاں آگے بڑھتی تھیں' یوں سفر کیا جا رہا تھا۔ ریتھا کے واقعہ کے بعد گاڑی میں خاموشی ہی طاری رہی تھی۔ سائمن ریج چند افراد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور شاید ان میں اپنا لوئیسا کا کوئی آدمی شامل نہیں تھا۔ بہت دیر کے سفر کے بعد جب آگے کے راستے مزید پریشان کن ہو گئے اور کہیں کہیں برف کی دلدلیں نظر آنے لگیں تو سائمن ریج نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

"یا تو اندازے کی غلطی ہو رہی ہے یا پھر یہ راستے ایسے ہی ہیں اگر یونہی سفر جاری رکھنا پڑا تو ہمیں یہ گاڑیاں چھوڑنی پڑیں گی۔"

"مسٹر سائمن ریج اگر ہم ان برفانی راستوں کو چھوڑ کر آبادیوں کے راستے اختیار کر لیں تو آخر اس میں کیا حرج ہے ہم پہلے بھی ایک بار ناناگوانی آ چکے ہیں۔ چنگ ہاری' ناناگوانی کے راستے سے بھی آ سکتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آبادیوں کے راستے کیوں چھوڑے جا رہے ہیں۔"

"کیا اس میں بھی نہ سمجھنے والی کوئی بات ہے' لاماؤں کی سرزمین پر بعض جگہیں ایسی خطرناک ہوتی ہیں کہ زندگی بچانا مشکل ہو جائے۔ کیا تمہیں وہ واقعات یاد نہیں؟"

"پھر بھی ان قبیلوں سے بچ کر سفر کیا جا سکتا ہے۔"

"ممکن نہیں ہوتا۔ میں نے نہایت جانفشانی سے چنگ ہاری تک کا یہ نقشہ ترتیب دیا ہے ہمارے کمپاس بتاتے ہیں کہ ہم آبادیوں کے ساتھ ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ اگر ہم داہنی سمت ہٹ جائیں تو یہ سفر راستے کی شکل میں بے شک آسان ہو جائے لیکن کون جانے قبیلوں کے لوگ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں۔"

"لیکن پھر آگے جا کر اگر ہمیں گاڑیاں چھوڑنی پڑیں تو پھر ہم کیا کریں گے؟"

"یہ بات تو میڈم لوئیسا سے پہلے ہی طے ہو چکی ہے کہ ایسی شکل میں ہمیں پیدل سفر کرنا ہو گا۔"

"یہ سفر آسان تو نہیں ہو گا....."

"جس کام کے لئے ہم لوگ جا رہے ہیں کیا اس میں تم نے آسانیوں کا تصور کر رکھا ہے؟" سائمن ریج ناخوشگوار لہجے میں بولا اور اس کا ساتھی خاموش ہو گیا۔ تب میں نے اس گفتگو میں دخل دیا۔

"مسٹر سائمن ریج آپ کے پاس پنگ ہاری تک جانے کا کوئی نقشہ موجود ہے۔" سائمن ریج نے چونک کر مجھے دیکھا اور بولا۔

"ہاں مسٹر طہابی ہم پورے انتظامات کے ساتھ چلے ہیں۔"

"کیا آپ وہ نقشہ مجھے فراہم کر سکتے ہیں' میرا مقصد ہے اس شکل میں کہ میں اگر چاہوں تو اپنے طور پر ادھر تک کا سفر طے کر سکوں۔"

سائمن ریج گہری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر تفکر کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"بے شک ایسا ہو سکتا ہے ماہر طہابی' لیکن میں نے تم سے ایک ایسی توقع قائم کر رکھی ہے جس کے بارے میں' میں تم سے آخر تک نہیں کہنا چاہتا تھا' لیکن اب کہنا ضروری ہو گیا ہے۔ طہابی ہماری مدد کرو...... وہ خطرناک عورت ان علاقوں میں داخل ہو کر بہت بدل گئی ہے۔ اس کی فطرت میں حکمرانی ضرور ہے لیکن..... وہ ہمارے اوپر اس قدر سختیاں شروع کر دے گی' ہمیں اندازہ نہیں تھا۔ ہم نے برابری کی بنیاد پر اس سے تعاون کیا تھا' لیکن وہ ہماری مالک بن بیٹھی ہے۔ اس کے صلے میں طہابی! ہم پہلے ہیا کی تلاش میں تمہاری مدد کریں گے۔ پھر اپنے کام کے بارے میں سوچیں گے' تم ہمارے لیڈر بننے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ ہم غور کر رہے ہیں' سوچ رہے ہیں اور ضرور کوئی فیصلہ کر لیں گے۔ پلیز ہم سے اپنا سہارا نہ چھینو' اگر کچھ ہو سکا تو پھر ہم دن رات سفر کریں گے اور اپنی منزل پانے میں کوئی تاخیر نہ کریں گے....."

میں خاموش ہو گیا۔ لوئیسا پر جنون سوار تھا اس کی جیپ سب سے آگے تھی اور وہ مسلسل چلتی رہی تھی' شام ہو گئی' پھر رات اور پھر رات بھی ڈھلنے لگی' لیکن یہ مسلسل سفر جاری تھا راستے بھی اتفاق سے آگے چل کر کچھ بہتر ہو گئے تھے لیکن ڈرائیونگ کرنے والے اب حواس کھوتے جا رہے تھے۔ پھر صبح ہونے میں کچھ دیر تھی تب لوئیسا کی جیپ رکی اور لوگ نیچے اتر آئے۔ سب پر نیم غشی طاری تھی' آنکھیں سرخ تھیں۔ لوئیسا کے ساتھی بھی اس عالم میں تھے پھر سب نے پیٹ کے دوزخ بھرے اور اوندھے سیدھے دراز ہو گئے۔ خود لوئیسا نے ایک جیپ میں بسیرا کیا تھا' میں بھی ایک طرف نیم دراز ہو گیا لیکن ریتھا باہمت تھی۔ موقع ملتے ہی وہ میرے پاس آ گئی۔

"جنونی عورت..... رقابت کے جہنم میں جل رہی ہے' اس کے وجود میں سلگتی آگ میرے ان زخموں کے لئے ٹھنڈک ہے جو اس نے میرے بدن پر لگائے ہیں۔" میں نے ریتھا کی بات کا جواب نہیں دیا کیوں کہ میری نظروں نے لوئیسا کو قریب آتے دیکھ لیا تھا۔

اس کے ہاتھ میں ہنٹر تھا اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ قریب آ کر اس نے ہنٹر بلند کیا اور میں اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ لوئیسا کا ہنٹر میرے بدن پر پڑا تھا اور ریلھا لڑھک کر ایک طرف ہو گئی تھی، لیکن جو کچھ ہوا تھا اس کے لئے میری لغت میں معافی نہیں تھی۔ لوئیسا نے ہاتھ پیچھے کیا تو میں نے اس کا ہنٹر پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل گر پڑی، تب ہنٹر میرے ہاتھ میں آ گیا۔

میرے بدن پر ہنٹر کی ضرب سنسنا رہی تھی اور رفتہ رفتہ میرا دماغ سوتا جا رہا تھا۔ میں یہ بھولتا جا رہا تھا کہ اصل واقعہ کیا ہے۔ بس لوئیسا نظر آ رہی تھی جو گھٹنوں کے بل گرنے کے بعد سنبھل کر اٹھ رہی تھی۔

میرا ہاتھ گھوم گیا۔ سڑاک کی آواز ابھری اور لوئیسا، سی کی آواز نکال کر کہنیوں کے بل گر گئی۔ "نہیں ماہر نہیں، مجھے اس کے لئے نہ مارو.... ورنہ میں تمہیں معاف نہیں کر سکوں گی۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ میرا ہاتھ دوسری بار گھوما..... اور اس کے حلق سے کراہ نکل گئی۔ پھر تیسرا، چوتھا اور پانچواں ہنٹر اس کے بدن پر پڑا اور اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔ ان چیخوں کو سن کر سب ہی باہر نکل آئے۔ لوئیسا کے ساتھیوں نے ہوائی فائرنگ کی تو لوئیسا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے غرا کر کہا۔

"نہیں خبردار..... اسے کوئی نقصان نہ پہنچے..... ڈوم..... ڈوم....." وہ حلق پھاڑ کر چیخی اور ڈوم اپنے خیمے سے نکل آیا۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کی وہی لمبی راڈ تھی جو اس کا مخصوص ہتھیار تھی۔ وہ قریب آ گیا۔ سائن رینج اور اس کے ساتھی دم بخود کھڑے تھے۔ "مار اسے ڈوم..... اپنا بدلہ لے اس سے، اتنا ہی زخمی کر دے اسے جتنا اس نے تجھے کیا تھا۔"

میری نگاہیں ڈوم کی طرف اٹھ گئیں۔ وہ کسی سنگین ستون کی مانند تنا کھڑا تھا۔ اس کی حلقوں میں دھنسی آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔ ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ وہ دو قدم آگے بڑھا تو لوئیسا لوٹ لگا کر پیچھے کھڑی ہو گئی۔ میں خونیں نگاہوں سے ڈوم کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ لمحوں کے بعد ڈوم کی آواز ابھری۔

"میرے مقدس رہنما اور استاد اعظم شانگ لائی کور نے مجھے بتایا تھا کہ میں قبیلہ کور کے ایک مقتدر خاندان کا فرد ہوں۔ میرا مربی ایڈمن ایڈلاز ایک مہم کے دوران مجھے لے بھاگا تھا۔ اس وقت میں پانچ سال کا تھا۔ مجھے اپنا قبیلہ ایک مدہم خواب کی مانند یاد ہے جہاں مقدس آگ کی حکمرانی تھی اور آتش زادی "آشا" وہاں کی حکمران تھی۔ ایڈمن ایڈلاز مجھے افریقہ سے کیوں لایا یہ میں نہیں جانتا تھا لیکن مہذب دنیا میں لا کر اس نے جس طرح میری پرورش کی وہ مجھے یاد ہے۔ پھر اس نے مجھے شانگ لائی کور کے حوالے کر دیا جس نے مجھے مارشل آرٹس سے روشناس کرایا۔ وہ میرا روحانی پیشوا بھی تھا۔ اس نے مجھے درس دیا کہ طاقت کائنات کی حکمراں ہے۔ کوئی تم سے برتر ہے تو اس کی برتری قبول کرو..... ہٹ دھرمی

نہ کرو.... طاقت کی.... اطاعت گزاری کرو.....! بار بار خود کو آزمائش میں نہ ڈالو.....! اس لئے اب میں تمہارا غلام بے دام ہوں۔ میری آنکھیں عقیدت سے تو تمہاری جانب اٹھ سکتی ہیں' نفرت سے نہیں۔ اپنے علم کا سرچشمہ میں تمہارے قدموں میں رکھتا ہوں آقا.....!" اس نے فولادی گرز جھک کر میرے قدموں میں رکھ دیا۔

"ڈوم...." لوئیسا دیوانگی سے چیخی۔ ڈوم اس کی طرف گھوم گیا۔

"تم صرف میری کفیل ہو لوئیسا میری مالک نہیں۔"

"میں نے تیری پرورش کی ہے۔"

"اس وقت جب میرا استاد مر چکا تھا اور میں سمجھ نہیں سکتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تمہاری قربت اور تمہارے احکامات کی تعمیل صرف ایک احساس ممنونیت تھا۔ میں اس کا مفتوح ہوں۔ اس نے مجھے ختم کیا ہے اور تم جانتی ہو کہ میں صرف اپنے روحانی باپ کے احکامات کو اپنا ایمان تسلیم کرتا ہوں۔"

"اوہ.... ڈوم کتے..... غدار....." اینا نے تلملا کر کہا۔

"چونکہ تم نے کچھ عرصے میری کفالت کی ہے اس لئے تمہاری یہ گالیاں میری طرف سے تمہارے احسانات کی ادائیگی ہیں۔ بہتر ہے اپنے غصے کو ٹھنڈا کر کے خیمے میں چلی جاؤ اور اس وقت سے بچو کہ یہ میرا رخ تمہاری طرف کر دے۔" ڈوم نے سرد لہجے میں کہا۔

لوئیسا خونیں نظروں سے مجھے اور ڈوم کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور خیمے کی طرف چل پڑی۔

میں نے ہنٹر پھینکا اور وہاں سے واپس مڑ گیا۔ مجھے نہ ڈوم کی غلامی سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی اینا لوئیسا کی اس ناکامی سے۔ میں نے اینا لوئیسا سے اپنا بدلہ لے لیا تھا' جہاں تک ریتھا کا معاملہ تھا تو اس کے لئے بھی میں دل میں کوئی مقام نہیں رکھتا تھا۔ بس کسی کی برتری مجھے پسند نہیں آتی تھی حالانکہ میں نے ریتھا کے معاملے میں کوئی مدافعت نہیں کی تھی' اس لڑکی کو بھی اپنے لئے مصیبتیں مول نہیں لینی چاہئیں۔

لوگ دوبارہ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے تھے ڈوم کو بھی میں نے کوئی حیثیت نہیں دی تھی اور نہ ہی اس کے الفاظ پر غور کیا تھا۔ البتہ ایک دور دراز حصے میں بیٹھ کر میں پریشانی سے سوچنے لگا کہ آخر اس سفر کا اختتام کب ہو گا۔ سب سے مشکل مسئلہ چنگ ہاری تک جانے کے راستوں کا تھا یہ راستے ہی مجھے معلوم نہیں تھے اور برف کے ان لامتناہی ویرانوں میں اگر بھٹکتا رہا تو زندگی یہیں ختم ہو جائے گی۔ کیا کروں کیا نہ کروں' بہت سے خیالات دل میں آنے لگے' ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر اگر آگے بڑھوں اور کوئی بستی مل جائے تو وہاں کسی کو اپنا ہمنوا بناؤں اور چنگ ہاری تک کے سفر کے لئے اپنے ساتھ لے لوں' لیکن دنیا کے معمولات بالکل ہی مختلف تھے اور نجانے کیوں میں ان سے اتنا محروم رہا تھا

اب مجھے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کسی کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کوئی ایسا لالچ جو اسے چنگ ہاری تک کے سفر کے لئے مجبور کر دے یا پھر وہ معاوضہ جو اسے ادا کیا جا سکے اور میرے پاس اس کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ میں چاہتا تو لوٹ مار کر کے یہ سب کچھ کر سکتا تھا لیکن ابھی تک ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں آئی تھی۔

دن تقریباً گزر گیا۔ وہ لوگ ذہنی طور پر سخت منتشر تھے بلکہ میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ سائن ریچ اور ڈیوڈ پارک وغیرہ بھی مجھ سے علیحدہ رہنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شاید انہیں اسی بات پر حیرت ہو کہ اینا لوئیسا نے میرے ہاتھوں سے زخم کھانے کے باوجود مجھے زندہ کیوں رکھا تھا۔ شام تک یہ خاموشی ماحول پر مسلط رہی۔ میں نے ڈوم کو کچھ فاصلے پر خاموش بیٹھے ہوئے دیکھا اور میرے دل میں خیال ابھرا کہ ڈوم نے مجھ سے منسوبیت کا اظہار کر کے اپنی زندگی کے لئے خطرہ مول لیا ہے۔

پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے اینا لوئیسا کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا..... عجیب عورت تھی اس وقت اس کے چہرے پر نہ کوئی تاثر تھا اور نہ کوئی ایسا احساس' جیسے اسے مجھ سے نفرت ہو۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب آ کر میرے سامنے بیٹھ گئی اور میں اسے سرد نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ وہ محبت سے مسکرا دی۔

"میرے جسم پر شدید زخم آئے ہیں اور اگر تم یقین کرو تو میں تمہیں بتاؤں کہ میرا بدن اتنا شفاف تھا کہ اس پر کوئی میلا نشان نہیں تھا۔"

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تو وہ پھر بولی۔ "اور یہ بھی یقین کرو کہ تمہارے ہاتھ سے لگے ہوئے ان زخموں نے میرے دل میں تمہاری قدر و قیمت اور بڑھا دی ہے کیا ہی شاندار انسان ہو' اپنے دشمن کی شخصیت کو بالکل بھول جاتے ہو لیکن مجھے ایک بات بتاؤ....."

میں نے پھر بھی کچھ نہ کہا تو وہ خود بولی۔ "کیا تم ریتھا کو پسند کرتے ہو.....؟"

"نہیں..... اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ تم لوگوں کی سرشت کیا ہوتی ہے۔ میں بارہا تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس کائنات میں میرے لئے محبت کا مرکز' زندگی کا مرکز' ہر راستے کی منزل میرا "ہیا" ہے۔ جب وہ مجھے مل جائے گا تو میں زندگی کے آگے کے سفر کے بارے میں سوچوں گا بس اور کچھ نہیں۔"

"آہ تو میں نے بلاوجہ ہی اپنے ذہن کو اس تردد کا نشانہ بنایا' غلطی میری ہی ہے' مگر وہ لڑکی' تم اس کے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آتے ہو تو مجھے بہت برا لگتا ہے البتہ میں تم جیسے نڈر اور دلیر انسان کی ہر بات پر یقین کرتی ہوں اسے اپنے قریب آنے سے منع کر دو' میرا اس سے ہر اختلاف ختم ہو جائے گا۔"

"تعجب اور افسوس بھی ہے' تم لوگ اپنی اپنی کہانیاں مجھے سناتے رہتے ہو' پتہ نہیں

میری بات تمہارے ذہن سے کیوں محو ہو جاتی ہے' نہ میں کسی کو اپنے قریب بلانا چاہتا ہوں' نہ قریب آنے پر اسے دھتکار سکتا ہوں۔ کوئی مجھے نہ چھیڑے تو مجھے اس کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ تم لوگ میرے دل کی حالت نہیں جانتے "ہیا" سے دوری میرے دل کا ناسور بن چکی ہے اور میں اپنے ہی کرب کا شکار رہتا ہوں۔"

"میں تمہیں "ہیا" سے ملواؤں گی سمجھے ماہر طہالی' میری ذمے واری ہے' اب تک جو کچھ ہوا ہے اسے بھول جاؤ' آہ کسی مرد کے ہاتھوں سے کھانے والے زخموں کی لذت شاید مجھ سے زیادہ اور کوئی نہ جان سکے۔ ڈوم نے تمہارا خادم ہونے کا اعلان کیا ہے' میں چاہتی تو اسے گولی مار کر ہلاک کر سکتی تھی' لیکن میں تمہارے خادم کو بھی ہلاک نہیں کر سکتی۔ ماہر طہالی اپنے دل سے تمام کدورت نکال دو۔ میں اپنی رفتار تیز کر دوں گی ہم سفر کے لئے نیا رخ اختیار کریں گے اور بہت جلد چنگ ہاری پہنچ جائیں گے۔ پھر جب تم "ہیا" سے مل جاؤ گے تو میں تم سے پوچھوں گی کہ اب بتاؤ تمہارے دل میں میرے لئے کوئی مقام پیدا ہوا یا نہیں اب میں اس وقت تک تمہیں پریشان نہیں کروں گی جب تک تمہارا "ہیا" تمہیں نہ مل جائے اور اس کے لئے جدوجہد میں کروں گی۔"

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ چند لمحات کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور واپس پلٹتی ہوئی بولی۔

"سمجھے ماہر طہالی میرا مشن اب اس خزانے کا حصول نہیں بلکہ "ہیا" کی تلاش ہے' تم تسلیم نہ کرو تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہو گا۔" وہ تیز تیز قدموں سے واپس چلی گئی' پھر رات کو اس وقت جب کھانے پینے سے فراغت ہو چکی تھی' میں نے ان سب کو ایک جگہ یکجا دیکھا۔ سائن ریج' ڈیوڈ پارک بھی تھے اور باقی افراد بھی..... انہوں نے ایک نقشہ سامنے پھیلایا ہوا تھا اور اینا لوئیسا بڑے خوشگوار انداز میں ان لوگوں سے راستے کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی۔ میں بھی ان کے درمیان پہنچ گیا' لیکن اینا اپنے کام میں مصروف رہی اور اس نے سائن ریج سے کہا۔

"اس سے ہمیں یہ فائدہ ہو گا کہ ادھر کا یہ راستہ ہم اس شکل میں تبدیل کر کے فاصلے مختصر کر سکیں گے اور ان دشوار گزار راستوں سے بچیں گے جو ہمارے سامنے پھیلے ہوئے ہیں۔"

"لیکن میڈم لوئیسا' ہمیں مکمل طور پر یقین نہیں ہے کہ یہ راستے صحیح منزل کی جانب ہماری رہنمائی کر سکیں گے۔" ڈیوڈ پارک نے کہا۔

"نہیں مسٹر ڈیوڈ پارک میرے خیال میں میڈم لوئیسا کا یہ مشورہ نہایت مناسب ہے آپ دیکھئے ہم اس کراس کو عبور کر کے اگر اس طرف نکل جاتے ہیں تو پہلی بات تو یہ کہ ہمیں موسم بہترین ملے گا۔ ان برفابوں پر سفر کرنے میں کسی بھی جگہ ہمیں گاڑیوں سے ہاتھ

دھونے پڑ سکتے ہیں۔ جبکہ اگر ادھر سے ہم اپنا رخ تبدیل کر لیں تو ہمیں جنگلوں کے راستے مل سکتے ہیں اور یہ سفر تیز رفتار ہو سکتا ہے آگے جا کر پھر ہم اس پٹی پر آ جائیں گے میں سمجھتا ہوں میڈم لوئیسا کا یہ مشورہ نہایت مناسب ہے۔"

"اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو پھر یقیناً مناسب ہی ہو گا۔"

لوئیسا نے اپنے ساتھیوں کو سفر کی تیاریوں کا حکم دیا رینھا اس بار کسی تنازع کا سبب نہیں بنی تھی۔ رات کے سناٹوں میں ہم نے آگے کے سفر کا آغاز کر دیا۔ میں نے اس بات پر یقین نہیں کیا تھا کہ اینا لوئیسا میرے معاملے میں اس قدر سنجیدہ ہو گئی ہے' یہ ان کے اپنے معاملات تھے اور وہی بہتر جانتے تھے۔

آدھی رات کو چاند نے سر ابھارا اور میں نے محسوس کیا کہ واقعی برفانی سلسلہ ختم ہو گیا ہے اب خال خال درخت نظر آ رہے تھے اور رات کی تاریکیوں کو چاند کی روشنی نے جو جلا بخشی تھی ان سے یہ احساس ہوتا تھا کہ یہ درخت آگے جا کر گھنے ہو گئے ہوں گے' لیکن یہ صرف احساس ہی نکلا۔ رات بھر کے سفر کے بعد صبح کو جب میں نے ماحول کا جائزہ لیا تو درختوں کی تعداد میں زیادتی نہیں ہوئی تھی اور پتھریلی زمین پر برف کی مقدار بہت کم تھی۔ البتہ کہیں کہیں یہ زمین سیاہی سے رنگی ہوئی تھی۔ ہم لوگوں نے دوپہر تک سفر کیا اور اس کے بعد جب تھکن ہو گئی تو ایک محفوظ جگہ خیمے لگا دیئے۔

یہاں کا ماحول بہت عجیب تھا اور درختوں کے درمیان ایک پراسرار خاموشی طاری تھی' مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اس جگہ قیام کی مدت کیا ہو گی۔ یہ اینا لوئیسا پر ہی منحصر تھا اور وہی اس سلسلے میں فیصلے کرتی تھی البتہ سائن ریج اور ڈیوڈ پارک اب بھی مجھ سے دور ہی رہے تھے اور رینھا بھی میرے پاس نہیں آئی تھی۔

شام ہو گئی اور پھر آہستہ آہستہ شام کی دھندلاہٹوں میں تاریکی شامل ہونے لگی۔ بادلوں کی وجہ سے یہ تاریکی مزید گہری ہوتی جا رہی تھی' کوئی خاص بات نہیں تھی اور بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اینا لوئیسا اس رات سفر کا ارادہ نہیں رکھتی۔ میں بھی معمول کے مطابق خاموشی سے اس سنسان ماحول کو ایک جگہ سے دیکھ رہا تھا' فضا میں کچھ حبس سا پیدا ہونے لگا تھا۔ پھر غالباً آدھی رات کا وقت تھا اور میں اپنے خیمے میں نیم غنودگی کے عالم میں تھا کہ فضا میں ایک سنسناہٹ سی پیدا ہو گئی۔ ایک عجیب سی گونج دور دور کے پہاڑوں میں بلند ہو رہی تھی' پھر یہ سنسناہٹ ایک خوفناک گڑگڑاہٹ میں تبدیل ہوئی اور خیموں میں موجود لوگ چیختے ہوئے باہر نکل آئے' کسی نے زور دار آواز میں کہا۔

"زلزلہ..... زلزلہ....." اور اس کے ساتھ ہی فضا میں ایک عجیب سی روشنی پھیل گئی فاصلہ بے شک زیادہ تھا لیکن میں بھی وہ انوکھا منظر دیکھ رہا تھا جو میرے لئے بالکل نیا تھا۔ کافی فاصلے پر کسی بلند جگہ چنگاریوں کا ایک درخت نمودار ہوتا جا رہا تھا..... اور اس کی

جسامت بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے فضا میں آتش بازی چھوٹ رہی ہو۔ وہ سب بری طرح سہمے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یہ آتش بازی بلند سے بلند تر ہوتی گئی اور فضا میں دھماکے گونجتے رہے۔ سرخ پگھلے ہوئے پتھر گیس کے دباؤ کے ساتھ آتشیں لکیریں بناتے ہوئے آسمان کی جانب جا رہے تھے' ایک اور ساعت شکن دھماکہ ہوا اور آسمان پر سیاہ دھوئیں کے مرغولوں میں چمکتے ہوئے آتشیں پتھر بلند ہو گئے' زمین اس طرح ہل رہی تھی کہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ سب ہی ادھر ادھر لڑھک رہے تھے' میں بھی گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل زمین پر پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ اگر کھڑے ہونے کی کوشش کرتا تو توازن قائم رکھنا ممکن نہ ہوتا۔ وہ سارے کے سارے ہولناک انداز میں چیخ رہے تھے اور پتھروں کے فضا میں بلند ہو کر گرنے کی آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں' گڑگڑاہٹ سے کان پھٹے جا رہے تھے اور ماحول میں گرمی کی شدت پیدا ہونے لگی تھی۔ پھر مجھ سے کچھ فاصلے پر اچانک زمین میں ایک گہری لکیر نمودار ہوئی اور چوڑی ہوتی چلی گئی۔ اینا لوئیسا بھی اپنی بھیانک چیخوں پر قابو نہیں پا سکی تھی' زمین جگہ جگہ سے شق ہو رہی تھی اور دھماکے سے پتھر فضا میں بلند ہو کر ہمارے آس پاس گر رہے تھے۔

میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ "زلزلہ' آتش فشاں" وغیرہ چیخ رہے تھے اور پھر خیموں میں آگ لگنے لگی۔ جلتے ہوئے پتھر ان خیموں پر گرے تو خیموں نے آگ پکڑ لی اور ان لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا' اینا لوئیسا نے چیخ کر کہا۔

"جسے جہاں پناہ مل سکے بھاگو۔" اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی بھاگنے لگی۔ میرے آس پاس اب کوئی بھی نہیں رہا تھا اور میں احمقوں کی طرح کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ تاریک رات بھیانک ماحول جس میں صرف پتھروں سے نکلنے والی چنگاریاں روشنی پیدا کر رہی تھیں ورنہ تاریکی۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ گرمی کی شدت کچھ اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حلق خشک ہونے لگا تھا۔ پھر فضا میں جگہ جگہ روشنیاں بلند ہونے لگی تھیں۔ جنگل کے خشک درختوں اور ٹہنیوں نے آگ پکڑ لی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی جانوروں کی چیخیں بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ میرے لئے بھی اب وہاں رکنا ممکن نہیں رہا تھا۔ نجانے کیا ہونے والا تھا۔ زمین مسلسل کروٹیں بدل رہی تھی کبھی چند لمحات کے لئے خاموشی چھا جاتی اور کبھی دھماکوں کا مسلسل طوفان شروع ہو جاتا۔ میں چھلانگیں مار مار کر پھٹی ہوئی زمین کی دراڑوں کو عبور کر کے آگے بھاگتا رہا۔ سلگتے ہوئے درخت شعلے اگل رہے تھے اور آنکھوں میں جلن ہو رہی تھی۔ کافی دور نکل آیا تھا اور اب یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ لوگ کہاں ہیں اور ان میں سے کون کون بچ گیا ہے' کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں تھی جو سمجھ میں آ رہی ہو..... میرے لئے یہ منظر بے حد ہولناک تھا اور پہلی بار مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ میرے دل سے بھی خوف کا گزر ہے۔ غالباً سمجھ میں نہ آنے والی اس آگ سے۔ بہت

دیر تک یہ سب کچھ جاری رہا اور میں زندگی بچانے کے لئے ادھر ادھر دوڑتا رہا۔ کتنا فاصلہ طے ہو گیا' مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا..... لیکن اب آسمان کی سیاہی مدھم سفیدی میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ صبح ہونے والی ہے ساری رات ہولناک دھماکوں اور خوفناک آگ کے درمیان گزری تھی' لیکن اب یا تو فاصلہ زیادہ ہو گیا تھا یا پھر دھماکے ہی بند ہو گئے تھے جو میرے لئے نامعلوم تھے۔ پتھریلی زمین' اونچے اونچے پہاڑ اور درخت ہر طرف بکھرے ہوئے تھے اور مجھے دور دور تک دیکھنے سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ میں ان لوگوں سے کافی دور نکل آیا ہوں اب ان کا کوئی نشان دور دور تک نہیں ملتا تھا..... اچھا ہی ہوا ان لوگوں کے اپنے مسائل تھے اور اب تک کے تجربات یہی بتاتے تھے کہ لوگوں کی اپنی مشکلات ہوتی ہیں جن میں شامل ہو کر اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے صبر کرنا پڑتا ہے اور میں صبر نہیں کرنا چاہتا تھا میں تو اپنی منزل پر پہنچنے کا خواہاں تھا۔ وہ سب کچھ جو میں نے اپنے طور پر سوچا تھا' قدرتی طور پر ہو گیا تھا۔ وہ لوگ بچھڑ گئے تھے اور اب میرا واسطہ اینا لوئیسا سے تھا اور نہ ڈیوڈ پارک سے' سارے ہی لوگ خود بخود جدا ہو گئے تھے۔ دن کی روشنی پوری طرح پھوٹ آئی اور میں ایک بار پھر وہاں سے اٹھ کر آگے بڑھ گیا۔ پتھروں کے درمیان سفر کرتا ہوا نجانے کتنا فاصلہ طے کر چکا تھا۔ تب ایک جگہ رک کر میں نے اپنی بھوک اور پیاس پر غور کیا اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ جہاں زندگی متحرک نظر آئی' چھوٹے بڑے جانور کہیں کہیں نظر آ رہے تھے۔ پتھر بھی موجود تھے۔ میں آسانی سے ان کا شکار کر سکتا تھا پھر میں یہ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ تب میں نے اپنے بائیں سمت ایک انسانی وجود کو دیکھا اور میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس کے قد و قامت اور جسامت سے میں نے اسے پہچان لیا' یہ ڈوم تھا۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے کاندھے پر کوئی وزنی جانور لدا ہوا ہے اور اس نے اپنے ایک ہاتھ میں لوہے کی وہی لمبی راڈ پکڑی ہوئی ہے جسے زمین پر ٹکاتا وہ میری ہی جانب بڑھ رہا ہے' میں تحیر آمیز نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا' ڈوم آہستہ آہستہ میرے قریب آیا' اس نے اپنی گردن خم کی اور کاندھے پر لدے ہوئے بھورے رنگ کے بڑے سینگوں والے جانور کو زمین پر ڈال دیا جس کی گردن غالباً اس نے کسی دھار دار چیز سے کاٹ دی تھی۔ میں اسے حیران نگاہوں سے دیکھتا رہا' ڈوم نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد لکڑیاں اور پتھر جمع کرنے شروع کر دیئے تھے پھر اس نے اپنی جیب سے ایک قیمتی لائٹر نکالا اور ان جھاڑیوں میں آگ لگا دی۔ وہ اس جانور کو بھوننے کی تیاری کر رہا تھا اور اس نے میرے ہی انداز میں کھال اتارے بغیر جانور کو بھوننا شروع کر دیا تھا۔ گوشت کی چراند اور بھننے کی اشتہا انگیز خوشبو میری ناک سے ٹکرائی تو ڈوم کے لئے میرے دل کے گوشے نرم ہو گئے اور میں آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ ڈوم مجھے دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔

"آقا آپ اس کا خیال رکھیے یہ جلنے نہ پائے' میں پانی کی تلاش میں جاتا ہوں۔"

"رک جاؤ..... پانی کہیں آس پاس نظر نہیں آتا۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور ڈوم اونٹ کی طرح گردن اٹھا اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"خیر یہاں بغیر پانی کے بھی گزارہ ہو سکتا ہے۔"

"تم ان لوگوں سے جدا ہو گئے.....؟"

"میں تو ان لوگوں سے اسی وقت جدا ہو گیا تھا آقا جب آپ نے مجھے شکست دی تھی۔"

"کوئی فتح کوئی شکست میں تسلیم نہیں کرتا اور نہ ہی تمہاری اس بات کو جو تم نے کہی۔ انسان انسان کا غلام کبھی نہیں ہو سکتا۔"

"یہ اپنے دل میں پیدا ہونے والی عقیدت کا معاملہ ہے آقا اور میری زندگی کی آخری سانس تک آپ کے لئے وقف ہے۔ آپ مجھے غلام کی حیثیت سے قبول کریں یا نہ کریں میں آپ کا پیچھا کرتا رہوں گا۔ اگر مجھ سے کہیں گے کہ میں اپنے اور آپ کے درمیان ایک طویل فاصلہ رکھوں تو مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں ہوگا..... لیکن اب میری زندگی کی ساری سانسیں آپ سے وابستہ ہیں۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو..... میں کسی کو قبول نہیں کر سکتا۔"

"آقا' آپ کے دل میں اپنے "ہیا" کے لئے محبت ہے اور آپ اس کی طلب میں دیوانے ہو رہے ہیں۔ میرے دل میں اب آپ کی عقیدت اور محبت ہے' اگر میری قربت اب آپ کو قبول نہیں تو کم از کم اس بات کو قبول کر لیجئے کہ عقیدت کا ایک مقام ہوتا ہے' محبت کا ایک درجہ ہوتا ہے۔"

"ڈوم میرے مزاج کے متحمل نہیں ہو سکو گے۔"

"جب نہ ہو سکوں گا آقا تو کسی بلند پہاڑ سے کود کر خودکشی کر لوں گا اور یہ اس شکل میں بھی ہو گا جب آپ مجھ سے کہیں گے کہ ڈوم میری نگاہوں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو جاؤ۔"

"مگر تمہیں مجھ سے کچھ حاصل نہیں ہو گا....."

"میں کچھ حاصل نہیں کرنا چاہتا آقا' بس آپ کے قریب آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔"

"اگر تم دیوانے ہو تو ٹھیک ہے میرے ساتھ رہو لیکن میری منزل میں مشکلات ہیں۔"

"ڈوم ان مشکلات میں آپ کا خادم رہے گا۔ یہ کور کے ایک باعزت خاندان کے نوجوان کا قول ہے جسے وہ ہمیشہ نباہے گا۔"

میں نے اپنی تنہائی کو دور کرنے کے لئے ڈوم کی قربت کو قبول کر لیا۔ گوشت کھانے

کے بعد ہم دونوں وہاں سے آگے بڑھ گئے تھے۔ راستے میں ڈوم سے باتیں کرتے ہوئے میں نے پوچھا۔

"ان لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم ہے.....؟"

"یقیناً کچھ زندہ بچے ہوں گے اور کچھ مر گئے ہوں گے۔"

"مگر وہ سب کچھ کیا تھا.....؟"

"یہ علاقے آتش فشانوں کے علاقے ہیں اور کسی آتش فشاں نے آتش فشانی کی تھی۔"

میں نے ڈوم سے آتش فشانوں کے بارے میں تفصیل نہیں پوچھی تھی کسی شے سے کوئی دلچسپی ہی نہیں محسوس ہوتی تھی۔ ایک لگن' ایک آرزو' ایک احساس' ایک ہوک' ایک کسک' بس یہی میرے وجود کا سرمایہ تھا۔ پھر ہم لوگوں نے کافی فاصلہ طے کر لیا اور مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ ڈوم ایک بے لوث اور مخلص آدمی ہے۔ علاقائی مناظر پھر تبدیل ہو گئے تھے اور اب یہ حصہ پھر برفانی ہو گیا تھا بلکہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آگے چل کر ہمیں زیادہ شدید موسم اور زیادہ دشوار گزار راستوں سے گزرنا پڑے گا..... لیکن نہ راستے کی دشواریاں مشکل تھیں نہ فقر و فاقہ کی زندگی۔ تسامہ اولوکا میں "ہیا" مل جائے تو ساری مشکلات کا ثمر حاصل ہو جائے۔ اس کے سوا کوئی آرزو میرے دل میں نہیں تھی۔ البتہ مشکل راستوں پر سفر کرتے ہوئے میں ڈوم کے بارے میں ضرور سوچنے لگتا تھا۔ وہ جس مستعدی اور اطاعت گزاری کے ساتھ میرا ساتھ دے رہا تھا وہ باعث حیرت تھی۔ اس بارے میں میرے سوال پر اس نے کہا۔

"زندگی کے لئے ایک مقصد درکار ہوتا ہے عظیم آقا..... بہت چھوٹا تھا جب میری دنیا مجھ سے چھن گئی تھی۔ اس کے بعد صرف دوسرے تھے جن کے درمیان رہا۔ مختصر حالات تمہیں بتا چکا ہوں پھر استاد محترم کی تعلیمات زندگی کا معیار بن گئیں اور اب یہی تعلیمات میرا راستہ ہیں۔"

برفانی راستے مشکل تر ہوتے جا رہے تھے لیکن ایک آسانی حاصل تھی وہ یہ کہ ہمیں برفانی بھیڑوں کے ریوڑ مل جاتے تھے جنہیں ڈوم آسانی سے شکار کر لیتا تھا۔ ان کا گوشت تیار کرتا جو بہترین غذا تھی۔ اس کے علاوہ وہ بڑا کاریگر تھا۔ شکار کی ہوئی کھالوں کو وہ اب ضائع نہیں کرتا تھا بلکہ اپنے تیز خنجر سے انہیں صفائی کے ساتھ نکال لیتا تھا۔ خنجر کی مدد سے اس نے ان کھالوں کے پتلے تار بھی کاٹے اور پھر جب بہت سی کھالیں جمع ہو گئیں تو ان کا ایک خیمہ بنایا اور جب پہلی بار اس نے یہ خیمہ نصب کیا تو مجھے بہت ہنسی آئی۔

"یہ میری طرف سے تمہارے لئے تحفہ ہے عظیم آقا....." اس نے کہا۔

ہم مسلسل سفر کر رہے تھے چونکہ منزل کا علم نہیں تھا اس لئے صرف بھٹک رہے

تھے۔ برفانی جانور ہماری خوراک بنتے اور پگھلی ہوئی برف پیاس بجھاتی۔ یوں تقریباً اٹھارہ دن گزر گئے۔ انیسویں دن ہم ایک تنگ درے کے سامنے پہنچ گئے تھے۔ یہ درہ ایک عظیم الشان پہاڑ کے عین وسط میں تھا اور اس تک پہنچنے کے لئے باقاعدہ سڑک بنائی گئی تھی۔ ہر چند کہ یہ سڑک بھی برف سے ڈھکی ہوئی تھی لیکن یہاں انسانی کارکردگی کے ہلکے ہلکے نقوش ملتے تھے۔ ہم درے میں داخل ہوئے تو دونوں سمت کے پہاڑوں میں قدرتی گیلریاں سی بنی ہوئی نظر آئیں' میں یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا کہ یہ انسانی ہاتھوں کی تراش ہے یا پھر قدرت کے کارنامے' لیکن جو سڑک برف میں ڈھکی ہوئی نظر آتی تھی اس کے دونوں طرف پتھر لگائے گئے تھے اور ان پتھروں کو دیکھ کر ہی یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اس راستے کو سڑک کی شکل دینے کی کوشش کی گئی ہے اور ظاہر ہے یہ کوشش انسانی ہاتھوں ہی کا کارنامہ ہو سکتی تھی' لیکن میں نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور ہم اس امید پر اس سڑک پر آگے بڑھتے رہے کہ ممکن ہے آگے چل کر ہمیں کوئی بستی نظر آ جائے۔

راستے بہت عجیب تھے اور جب درے کا اختتام ہوا تو ہم نے دوسرا حیرت ناک منظر دیکھا۔ آگے بڑے گہرے ڈھلان تھے اور ان ڈھلانوں پر برف جمی ہوئی تھی یہاں سے نیچے گہرائیوں میں نظر ڈالنے سے ایک بڑی سی جھیل نظر آئی جس کے اطراف میں سبزہ پھیلا ہوا تھا۔ گویا موسم یہاں اس قدر شدید نہیں تھا لیکن بہرحال ان ڈھلانوں پر ذی ہوش انسانوں کا سفر ناممکنات میں سے تھا کیونکہ ڈھلانوں پر پختہ برف پھیلی ہوئی تھی اور ان کی گہرائی تین چار سو فٹ کے قریب ہو گی اور جھیل کے پانی پر برف کے تیرتے ہوئے ٹکڑے نظر آ رہے تھے سوال یہ تھا کہ اب آگے کے لئے کیا کیا جائے۔ ہم دونوں ہی کافی دیر وہاں کھڑے ادھر ادھر کا جائزہ لیتے رہے لیکن کوئی حل سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ ان ڈھلانوں پر سفر کرنے سے پہلے ذرا غور کرنا تھا۔ چٹانیں بھی نظر آ رہی تھیں جو ہمارے آس پاس بکھری ہوئی تھیں چنانچہ کوئی فیصلہ نہ کرتے ہوئے ہم نے ان چٹانوں کے ساتھ ساتھ دائیں سمت قدم بڑھا دیئے اور خاصا فاصلہ طے کر لیا تب ہمیں ایک گلیشئر نظر آیا بڑے بڑے پتھروں کے درمیان کچھ اس انداز میں برف جمی ہوئی تھی کہ یہ گلیشئر لگتا تھا اور ان پتھروں کے ساتھ اس طرح لٹکا ہوا تھا جیسے آبشار کے دہانے پر کوئی بڑا سا پتھر پڑا ہوا ہو۔ گلیشئر کے سائز کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بہرحال ان تمام کاوشوں کے درمیان اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا اور بالاخر ہم نے یہی طے کیا کہ یہاں خیمہ لگا لیا جائے اور اس کے لئے ڈوم مناسب تھا اس نے فوراً ہی خیمہ نصب کر دیا اور ایک پورے گدھے کا وزن اپنے بدن پر سے اتار کر زمین پر بار کر دیا۔ گوشت کے بڑے بڑے ٹکرے ہمارے ساتھ تھے چنانچہ انہیں پیٹ بھرنے کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ ڈوم بھی افریقی نژاد تھا اور جس ہیئت کا مالک تھا اس سے مجھے آسانی ہو گئی تھی کیونکہ اس کے ہاں مہذب انسانوں جیسی نفاست نہیں تھی جو مل گیا کھا لیا۔ غرض یہ کہ وقت گزرتا

رہا اور اب ہمارے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ اس برف پر پھسل کر نیچے پہنچیں حالانکہ یہ بہت مشکل کام تھا لیکن طریقہ کار اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ فیصلہ کرنے کے بعد ہم نے آہستہ آہستہ برف پر نیچے اترنا شروع کر دیا۔ ہم اگر چار قدم بڑھتے تو برف کی پختگی اور چکناہٹ ہمیں چھ قدم آگے بڑھا دیتی۔ ڈوم میرے آگے آگے پھسل رہا تھا اور میں اس سے تقریباً چند گز پیچھے دائیں سمت چل رہا تھا۔

بہرحال ہم اسی انداز میں نیچے اترتے رہے۔ ڈوم اس وقت غالباً مجھ سے زیادہ بہتر حالت میں تھا کیونکہ اگر برف پر پھسلتے ہوئے وہ قلابازی کھا بھی جاتا تو وہ خیمہ اور دوسرا سامان جو اس پر لدا ہوا تھا کم از کم چوٹیں لگنے سے اسے روک سکتا تھا۔ راستے ہی میں ایک بار برف کا بڑا سا تودا عین ہمارے سامنے آ کر گرا اور دوسری بار ایک بہت بڑا پتھر کسی چٹان سے ٹوٹ کر ہماری جانب لپکا لیکن ہمارے سروں پر سے گزرتا ہوا نیچے لڑھک گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا' لیکن ان چھوٹے موٹے واقعات کی پروا نہ مجھے تھی نہ ڈوم کو' ہم مضبوط اعصاب کے مالک تھے اور آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ راستہ زندگی کی جانب نہیں بلکہ موت کی جانب سفر کرتا ہو بہرحال ہمارا یہ سنسنی خیز سفر جاری رہا اور ہم اپنے اس سفر کا ایک چوتھائی حصہ طے کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے ایک مناسب جگہ رک گئے۔ ہمیں اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ ذرا سی غلطی ہمارے تمام ارادوں کو نیست و نابود کر دے گی اور ہم اپنی تمام تر کاوشوں کے باوجود زندگیاں نہیں بچا سکیں گے جبکہ میں جینا چاہتا تھا اور ڈوم کو بھی شاید اپنی موت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہم دونوں خاموشی سے گہرائیوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ ایک بڑا سا پتھر ایک بار پھر پھسل کر ہمارے سروں سے گزرتا ہوا نیچے دوڑتا چلا گیا اور اس تصور نے ڈوم کے ذہن میں ایک خیال پیدا کیا' اس نے کہا۔

"عظیم آقا جس طرح یہ پتھر برف سے پھسل کر تیزی سے فاصلے طے کرتے ہیں کیا ہم ایسے ہی دو پتھروں کو اپنا گھوڑا بنا کر ان ڈھلانوں کو عبور نہیں کر سکتے۔"

میں نے متحیرانہ انداز میں ڈوم کو دیکھا اور حیرت سے اس کے منصوبے پر غور کرتا رہا۔ پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"اور اگر ہم ان پتھروں پر اپنے جسموں کو نہ جما سکے تو ہمارے بدن چکنا چور ہو جائیں گے۔" لیکن ڈوم یہ تجربہ کرنے پر اصرار کرنے لگا اور کیا ہی دلچسپ سفر تھا ہمارا۔ بس اس میں یہ کوششیں تھیں کہ ہم کسی طرح اپنے آپ کو ان وزنی پتھروں پر جمائے رکھیں..... بڑے بڑے دو پتھر ڈوم نے ہی حاصل کئے تھے اور ہم اپنے ساز و سامان بمیت ان پتھروں سے چپک گئے تھے اور پھر ہم نے ان پتھروں کو گہرائیوں کی جانب اپنے پیروں کی مدد سے دھکیل دیا تھا' لیکن ڈوم کا یہ منصوبہ انتہائی کامیابی کے ساتھ عمل پذیر ہوا اور پتھر گہرائی تک

پہنچنے کے بعد بہت دور تک پھیلتے چلے گئے لیکن انہیں جس جگہ رکنا تھا وہ خطرناک بھی ہو سکتی تھی چنانچہ جیسے ہی ہموار سطح پر ان کی رفتار ست ہوئی ہم نے ان پر سے چھلانگیں لگا دی تھیں۔ پھر ہماری نگاہیں اوپر کی جانب اٹھیں اور ہمیں اس بات پر خود حیرت ہونے لگی کہ ہم نے اتنا طویل سفر اتنے مختصر وقت میں کیسے طے کر لیا ہے.....

ڈوم بھی ہنس رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ”عظیم آقا‘ آئندہ بھی اگر ہمیں ایسی ڈھلانوں سے گزرنا پڑا تو ہم یہی طریقہ سفر اختیار کریں گے۔“

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس عظیم الشان برفانی میدان میں میری نگاہیں دور تک بھٹک رہی تھیں جگہ جگہ برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑی ٹیلے نظر آ رہے تھے۔ میری نظروں نے بہت دور ایک ٹیلے کے عقب سے اٹھتی ہوئی دھوئیں کی لکیر دیکھی اور میں نے ڈوم کو اس طرف متوجہ کیا۔

”دھواں زندگی کی علامت ہے‘ ادھر چلیں عظیم آقا.....“ اس نے کہا اور ہم دھوئیں کی سیدھ اختیار کر کے چل پڑے۔ ٹیلے کے دوسری جانب ہمیں چھوٹے پتھروں سے بنائی ہوئی ایک عظیم الشان عبادت گاہ نظر آئی دھواں اس کے احاطے سے ہی اٹھ رہا تھا۔ عبادت گاہ کے بڑے دروازے پر دو انسان نظر آئے تھے۔ دونوں عمر رسیدہ تھے ان میں سے ایک کے چہرے پر سینے تک لمبی سفید داڑھی نظر رہی تھی دوسرا گنجے سر کا دبلے پتلے بدن کا مالک تھا۔ اس نے آنکھوں پر چشمہ لگایا ہوا تھا۔ دونوں ہمارے قریب آنے کا انتظار کر رہے تھے اور کسی قدر خوفزدہ تھے۔ غالباً ہماری یکساں جسامتوں نے انہیں مرعوب کر دیا تھا۔ ہم ان کے سامنے پہنچ گئے تو چشمے والے نے کہا۔

”کون ہو تم دونوں‘ کیا مہم جو‘ کیا دولت کے متلاشی.....؟“

”سوالات کرنے سے قبل کیا تمہارا فرض نہیں ہے کہ ہمیں آرام کرنے کا موقع دو تا کہ یہاں تک کے پر صعوبت سفر کی تھکن اتاری جائے۔“

چشمے والے شخص نے برف کی طرح سفید بوڑھے کو دیکھا اور اس نے گردن ہلا دی‘ تب اس نے کہا۔

”آؤ.....“ پھر دونوں ہماری رہنمائی کرنے لگے۔ عبادت گاہ بہت وسیع تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہاں بہت سے لوگ رہتے ہوں۔ وہ دونوں ہمیں جس جگہ لے گئے وہ بہت بڑے کمرے کی مانند تھی اور اسے چٹانیں کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ یہاں بستر لگے ہوئے تھے جن کی طرف اشارہ کر کے چشمے والے نے کہا۔

”یہاں آرام کرو‘ میں تمہارے لئے انتظام کرتا ہوں۔“

طویل عرصے کے بعد پتھریلی چھت ملی تھی جو اس وقت بہت بھلی لگ رہی تھی۔ چشمے والا راہب تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا تو تین خادم اس کے ساتھ تھے۔ ایک کے ہاتھ میں

گرم پانی کا بڑا برتن تھا تو دوسرا دو کمبل اٹھائے ہوئے تھا۔ چشمے والے نے کہا۔

”یہاں تمہیں لباس تو نہ مل سکیں گے لیکن یہ کمبل بہتر رہیں گے۔ اس گرم پانی سے اپنے چہرے صاف کر لو۔“ ہم دونوں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا جس کے بعد ہمیں پیالوں میں کسی چیز کی یخنی پیش کی گئی جو بڑی فرحت بخش تھی‘ تب اس نے کہا۔

”طبی اصولوں کے تحت تمہیں اس وقت ضرور آرام درکار ہے اس یخنی میں خواب آور اور سکون پہنچانے والی دوا شامل تھی جس سے تمہیں گہری نیند آئے گی۔ اب آرام سے سو جاؤ۔“ چنانچہ ہم بستروں پر لیٹ گئے میں اس خواب آور دوا کے اثرات کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے ڈوم کو غافل پایا‘ لیکن مجھ پر وہ دوا ابھی تک اثر انداز نہیں ہوئی تھی‘ میں لکڑی کی چارپائی پر لیٹا حالات پر غور کر رہا تھا باہر گہری تاریکی چھا گئی تھی لیکن نیند کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ نہ جانے کتنا وقت گزر گیا مجھے احساس ہو رہا تھا کہ رات کافی گزر گئی ہے۔ سوچتے سوچتے دماغ تھک گیا تھا چنانچہ میں نے آنکھیں بند کر لیں‘ لیکن کچھ ہی لمحوں کے بعد میرے حساس کانوں نے ایک سرسراہٹ سنی اور میری آنکھیں کھل گئیں میں نے داخلی راستے کی طرف دیکھا۔ ایک سایہ اندر داخل ہوا تھا اور دبے قدموں آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کا رخ ڈوم کی طرف تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور احساس میرے ذہن میں جاگا۔ میں نے طویل عرصے کے بعد وہ خوشبو محسوس کی تھی۔ وہ پراسرار خوشبو جو خوشبو کی دیوی کی موجودگی کا پتہ دیتی تھی۔ کیا یہ ستاروں والی ہے۔ میں نے دل میں سوچا اور لمحہ بھر میں ایک فیصلہ کر لیا۔ آج یہ راز ضرور کھولوں گا کہ یہ کون ہے۔

سیاہ لبادے والی نے جھک کر پہلے ڈوم کو دیکھا۔ پھر اس کا رخ میری جانب ہو گیا اور وہ اسی طرح دبے پاؤں میری طرف بڑھنے لگی‘ میں دم سادھ کر اس کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا۔ میں نے اپنے بدن کو تول لیا تھا اور پوری طرح تیار تھا‘ وہ آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھی۔

آنکھوں میں ہلکی سی جھری پیدا کر کے میں اسے دیکھ رہا تھا اور یہاں پھیل جانے والی خوشبو اس خیال کی تصدیق کر رہی تھی کہ یہ ستاروں والی ہی ہے۔ میرے ذہن میں شدید تجسس تھا' لیکن اس کے لئے کوئی عمل کرنے سے قبل میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کیا ارادے رکھتی ہے۔

قریب آ کر وہ مجھ پر جھکی تو میں نے محسوس کیا کہ اس کے چہرے پر سیاہ نقاب ہے۔ صرف دو روشن آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جو ہیروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ ایسی سحرناک آنکھیں تھیں کہ ذہن نیند میں ڈوب جائے۔ انہیں دیکھ کر سو جانے کو دل چاہے' قوت ارادی ہی ان آنکھوں میں جھانک کر دماغ کو سونے سے بچا سکتی تھی۔ اس کے ہونٹوں سے ایک مدھم سرگوشی نکلی لیکن جو کچھ اس نے کہا وہ میری سمجھ میں نہیں آ سکا تھا۔

اچانک میں سنبھل گیا کہ کہیں یہ ساحرہ آج بھی میری گرفت سے نکل نہ جائے۔ میں نے سوچا اور میری سرکش فطرت عود کر آئی جو کسی سے متاثر نہیں ہوتی تھی۔ تب اچانک میں نے اپنے بدن کو سنبھال کر اس طرح اس پر چھلانگ لگائی کہ وہ کسی طور میری گرفت سے نہ بچ سکے' لیکن اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں اس کے وجود سے گزر کر دوسری طرف جا گرا۔ کوئی احساس نہیں ہوا تھا۔ بس یوں لگا تھا جیسے میں دھوئیں سے گزر گیا ہوں۔ دھواں منتشر ہوا اور پھر اپنے تسلسل میں یکجا ہو گیا۔ میں جس جگہ گرا تھا وہیں بیٹھا رہ گیا تھا۔ البتہ اس کے درمیان سے گزرتے ہوئے میں نے ایک سسکی سی سنی تھی۔ ایسی ہی جیسے کوئی اچانک واقعے سے سراسیمہ ہوا ہو۔ اس نے اپنی جگہ بدل دی تھی' لیکن آج وہ پہلے کی مانند فرار نہیں ہوئی تھی بلکہ جگہ بدل کر مجھے دیکھنے لگی تھی۔

"کون ہو تم....؟" میں نے سرد لہجے میں پوچھا۔ اس نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ بس مجھے دیکھتی رہی۔

"بتاؤ کون ہو تم....؟"

"یہ تمہیں بتانا ہے۔" اس نے کہا اور مجھ پر پھر بے خودی طاری ہونے لگی۔ یہ کیسی آواز تھی۔ اس آواز میں ایسی انوکھی کشش تھی' ایسا ردھم تھا کہ دل کھنچنے لگے' لیکن میں نے پھر خود کو سنبھالا۔

"مجھے....؟" میں نے کہا۔

"ہاں.... بتاؤ.... مجھے پہچانتے ہو....؟"

"تم..... وہی ستاروں والی ہو اور اس سفر کے دوران مجھے نظر آتی رہی ہو۔"

"اور....؟" وہ بولی۔

"اس وقت تم مجھے ملی تھیں جب میں اس بستی کے لوگوں سے بات کر رہا تھا۔"

"اور....؟" اس نے اشتیاق سے کہا۔

"دیکھو.... مجھے خود اپنے بارے میں بتاؤ.... میں الجھن برداشت نہیں کر سکتا۔" اس کی آنکھوں میں مایوسی کی جھلکیاں صاف محسوس ہوئی تھیں۔ تب اس نے کہا۔

"نہیں.... یہی تو ممکن نہیں ہے' جب تک تمہارے دل کی آنکھیں نہ کھلیں میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے مجھے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ تم خود مجھے پہچانو گے اور جب تم مجھے پہچانو گے...."

"میں کسی کو نہیں پہچانتا' صرف ایک نقش زندہ ہے میرے دل میں صرف ایک...."

"میں جانتی ہوں۔" اس نے کہا۔ اسی وقت کہیں دور سے ایک آواز سنائی دی۔ ایک عجیب سی آواز جیسے کوئی ناقوس بجا ہو یا جیسے کوئی بھیڑیا رویا ہو..... اور وہ یوں متحرک ہو گئی جیسے اس آواز کو سن کر اس کے بدن کو کرنٹ لگا ہو۔ پھر وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ میں نے نہ اس سے کچھ کہا نہ کوئی آواز نکالی خاموشی سے اسے جاتے دیکھتا رہا۔ اسے روکنے کا نہ تو کوئی جواز تھا' نہ یہ میرے لئے ممکن تھا کیونکہ میں اپنی پہلی کوشش کا نتیجہ دیکھ چکا تھا۔

کچھ وقت میں وہیں بیٹھا رہا۔ پھر مجھے ڈوم کا خیال آیا اور میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا' میرا اندازہ تھا کہ بوڑھے لاماؤں کی دی ہوئی خواب آور دوا نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا ہے' لیکن میں نے ڈوم کو اپنے بستر پر بیٹھے ہوئے پایا۔ وہ عجیب سے انداز میں میری طرف دیکھ رہا تھا۔ تب میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اپنے بستر پر جاتے ہوئے میں نے کہا۔

"ڈوم تم جاگ رہے ہو....؟"

"ہاں عظیم آقا' میں بہت دیر سے جاگ رہا ہوں ان بوڑھوں نے جو دوا ہمیں سونے کے لئے دی تھی وہ ہم پر کارگر نہیں ہو سکی۔ انہوں نے عام لوگوں کی مانند ہمیں ایک تھوڑی سی دوا سے بے ہوش کرنے کی کوشش کی تھی۔"

مجھے نجانے کیوں ایک ہلکی سی شرمندگی کا احساس ہوا۔ ڈوم نے میری کاوش کو ناکام ہوتے ہوئے دیکھا ہو گا تب میں نے اس سے کہا۔

"اور کیا تم نے وہ سب کچھ دیکھا جو میرے ساتھ پیش آیا۔"

"میں اس پر ششدر ہوں آقا.... اور میرا ذہن نجانے کون کون سے جہانوں کی سیر رہا تھا۔"

میں نے ڈوم کو دیکھ کر کہا۔ "کیوں....؟ کیا تم اس واقعے سے کوئی واقفیت رکھتے ہو....؟"

"آقا بہت پرانی بات ہے، بہت ہی پرانی جب صحیح معنوں میں میری سوچنے سمجھنے کی قوتیں بھی بیدار نہیں ہوئی تھیں، لیکن میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ مجھے اپنی بستی بھی یاد ہے۔ کور کے وہ غار بھی مجھے یاد ہیں جہاں دیوتاؤں کا بسیرا تھا اور وہ مہنت بھی یاد ہیں مجھے جن کی "کور" پر حکمرانی تھی، لیکن وہ سب ہی اس کی پرستش کرتے تھے اور وہ غسل آتش کرتی تھی۔ آقا اگر تم اس کے معبد میں جاتے تو تمہیں یہی خوشبو ملتی جو اس وقت بھی اس جگہ پھیلی ہوئی ہے اور ہم اسے "ہیسیا" کہا کرتے تھے۔ وہ ہماری دیوی تھی آقا' صدیوں سے ہمارے سروں پر سایہ کئے ہوئے تھی اور جب بھی وہ غسل آتش کر کے نمودار ہوتی تو پہاڑوں میں آگ لگ جاتی تھی اور "کور" کے باشندے اس کے سامنے سر بسجود ہو جاتے تھے۔ آقا وہ دیوی "ہیسیا" تھی اس کا ایک ہلکا سا خاکہ میرے ذہن میں موجود ہے کیونکہ عبادت کے میدان میں بڑی خانقاہ کے سامنے جب "کور" کے تمام باشندے جمع ہوتے تھے تو میرا باپ ہی مجھے دیوی کی زیارت کے لئے لے جایا کرتا تھا اور آقا نجانے کیا کیا کچھ تھا لیکن، میری عمر اس وقت صرف پانچ سال تھی جب میں وہاں سے جدا ہو گیا۔"

میں نہ سمجھنے والے انداز میں ڈوم کی صورت دیکھتا رہا' پھر میں نے کہا۔ "تمہارا تعلق تو افریقہ سے ہے ڈوم....؟"

"جی عظیم آقا۔"

"تبت کے ان برف زاروں میں تمہاری دیوی "ہیسیا" کہاں سے آ گئی اور وہ بار بار میرے سامنے کیوں آتی ہے اور مجھ سے یہ کیوں کہا اس نے کہ کیا میں اسے پہچانتا ہوں....؟"

"آہ کاش عظیم آقا میرے پاس تمہارے ان سوالوں کے جواب ہوتے اور میں تمہیں اس بارے میں مکمل تفصیل بتا سکتا' لیکن یہ خوشبو کچھ ایسی ہے جو میرے دماغ میں رچی ہوئی ہے حالانکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے صدیاں گزر گئیں..... لیکن اب بھی میں نے خوشبو کو پہچان لیا ہے۔ غالباً اس خوشبو کے ساتھ میری عقیدت کا وہ رشتہ وابستہ ہے جو دیوی ہیسیا کے بارے میں میرے دل میں ڈالا گیا تھا۔"

ڈوم کی باتیں اور الجھا دینے والی تھیں اور مجھے الجھنوں سے نفرت تھی۔ میں نے ایک غراہٹ کے ساتھ سر کو جھٹکا جب کوئی بات سمجھ ہی میں نہ آئے تو ذہن کو آزاد چھوڑ دینا بہتر ہوتا ہے' چنانچہ میں نے اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے ڈوم سے کہا۔

"بہتر ہے کہ تم بھی سو جاؤ اور ان توہمات میں اپنی نیند خراب نہ کرو' ہم نہیں جانتے دوسری صبح ہمیں کیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

میں نے بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں انسانی صفات سے دور نہیں تھا۔ ذہن میں الجھنیں تو پیدا ہوتی ہی ہیں' اگر کوئی واقعہ ناقابل یقین ہو۔

ڈوم نے بھی شاید لیٹنے کی کوشش ہی کی تھی کہ وہ دلدوز چیخیں ابھریں جنہوں نے ہمارے جسموں میں بجلیاں بھر دیں۔ ہم دونوں ہی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ انسانی چیخیں تھیں اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی کے نرخرے کو تیز دھار آلے سے کاٹا جا رہا ہو' ہم دونوں بھی متحرک ہو گئے' یہ تحریک بھی انسانی فطرت کا ایک حصہ ہی تھی' اور پھر اس کے بعد بھلا ہم اس جگہ کیسے رکتے جہاں آرام کر رہے تھے' چنانچہ دوڑتے ہوئے وہاں سے باہر نکل آئے' چیخیں مسلسل ابھر رہی تھیں اور اتنا کرب تھا ان چیخوں میں کہ صحیح معنوں میں رات کی ان تاریکیوں میں ایک انوکھا سا احساس دل میں بیدار ہو گیا تھا' لیکن چیخوں کی یہ آوازیں ہماری راہنما بھی تھیں اور ہم دونوں ہی دوڑتے ہوئے آوازوں کی طرف سفر کر رہے تھے اور یہ سفر کچھ طویل نہیں تھا۔ غار کے اس دہانے سے مدھم مدھم سی پیلی روشنی جھلک رہی تھی اور بھلا ہمیں اس غار میں داخل ہونے سے کون روک سکتا تھا۔

لیکن اندر ہم نے ان دونوں بوڑھوں کو پایا' جنہوں نے ہماری پذیرائی کی تھی اور ہم پر مہربانیاں کی تھیں۔ ہمارے قدموں کی آوازیں انہوں نے بھی سن لی تھیں اور گردنیں گھما کر ہماری جانب دیکھنے لگے تھے۔

چشمے والا شخص ایک انسانی جسم کے پاس کھڑا ہوا تھا جسے رسیوں کی مدد سے باندھ دیا گیا تھا اور اس میں ایسی تڑپ ہو رہی تھی جیسے اس کے اندر انگارے بھر دیئے گئے ہوں وہ تقریباً برہنہ تھا اور چیخیں اسی کے حلق سے آزاد ہو رہی تھیں۔ میں اور ڈوم اس کے لئے تیار تھے کہ اگر بوڑھے ہم پر حملہ آور ہوں تو ہم ان کی گردنیں مروڑ کر رکھ دیں' کسی انسان کو اذیت دینے والے' بہتر لوگ نہیں ہو سکتے تھے اور شاید انہیں اپنے کام میں ہماری مداخلت پسند بھی نہ آئے۔

قریب پہنچ کر میں نے اس برہنہ بدن کو دیکھا کوئی سفید چمڑی والا انسان تھا' لیکن جب اس کے چہرے پر میری نظر پڑی تو میرے ذہن کو ایک اور شدید جھٹکا لگا' میں نے گیرٹ میئر کو پہچان لیا تھا' لیکن اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ ہی میری نگاہیں اس کے بدن پر بھی پڑیں۔ اس کا ایک بازو شانے کے پاس سے غائب تھا' چھاتی کا گوشت اس طرح گہرے گڑھوں میں تبدیل ہو گیا تھا جیسے اسے کند چھری سے جگہ جگہ سے کاٹا گیا ہو' پیٹ کا داہنی سمت کا حصہ بھی بالکل غائب تھا اور اس سے اس کی کٹی ہوئی آنتوں کے لوتھڑے باہر نکلے ہوئے تھے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان لوتھڑوں کو آپس میں منسلک کر کے ان میں گرہیں باندھی گئی ہیں۔

یہ بڑا گھناؤنا منظر تھا لیکن گیرٹ میئر کو دیکھ کر میں بہت سی باتیں بھول گیا تھا۔ میری

پھٹی پھٹی نگاہیں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں' اور دونوں بوڑھے ہمیں عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر چشمے والے نے کہا۔

"کیا تم ان چیخوں کو سن کر جاگ گئے' حالانکہ جو خواب آور دوا تمہیں دی گئی تھی وہ کم از کم تمہیں آٹھ سے دس گھنٹے تک گہری نیند سلانے کے لئے کافی تھی۔"

"یہ کون ہے اور تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو.....؟"

بوڑھا خاموش نگاہوں سے ایک لمحے تک مجھے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "کیا اس کے زخموں کو دیکھ کر تمہیں اندازہ نہیں ہو رہا۔"

"یہ کیسے زخم ہیں.....؟" میں نے سوال کیا۔

"حالانکہ یہ ایسے لمحات ہیں جب ہم کسی کو کسی بات کا جواب دینا پسند نہیں کرتے' لیکن یوں لگتا ہے جیسے تم ہماری طرف سے کسی شک و شبہے کا شکار ہو گئے ہو..... اگر عقل ساتھ دیتی ہے تو ان زخموں کا جائزہ لے کر خود اندازہ لگا لو کہ یہ کیسے زخم ہو سکتے ہیں.....؟"

"تم نے ہمیں سردی میں پناہ دے کر ہم پر احسان کیا ہے معزز شخص اس لئے بہتر ہے کہ ہمیں ذہنی طور پر کسی الجھن کا شکار نہ کرو' ہمارے اندازہ لگانے کی بجائے اگر تم خود ہی ہماری تشفی کر دو تو کیا بہتر نہیں ہو گا.....؟" میں نے کہا۔

"یہ بھیڑیوں کا شکار ہوا ہے اور انوکھا انسان ہے کہ ایسے شدید زخموں کے باوجود ابھی تک زندہ ہے اور زندگی کی یہ اذیت برداشت کر رہا ہے۔"

"یہاں کیسے پہنچ گیا.....؟"

"یہ ہم نہیں جانتے' زخموں سے چور لڑکھڑاتا ہوا یہاں تک آ گیا تھا۔ غالباً اس کی یہ کیفیت بہت تھوڑے عرصے پہلے ہوئی تھی۔ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہم بمشکل تمام اسے اٹھا کر یہاں تک لائے' حالانکہ ہمیں خود بھی اندازہ ہے کہ یہ زخم اور بھیڑیئے کے دانتوں کا یہ زہر اس کے جسم میں پھیل چکا ہے' وہ اسے زندگی نہیں دے گا' لیکن زندگی کی جدوجہد کے لئے آخری وقت تک مصروف رہا جا سکتا ہے۔ سو جس قدر ہم اپنی حکمت سے کام لے سکتے تھے ہم نے اسے زندگی کی جانب واپس لانے کی کوششیں جاری رکھی ہیں' لیکن اس کی رگوں میں دوڑتا ہوا زہر اسے بے کل رکھتا ہے اور جب بھی اس پر بے ہوشی سے فراغت کے لمحات ہوتے ہیں اس کے زخم اسے اذیت دیتے ہیں' اور یہ اسی طرح چیخ پڑتا ہے۔"

"اگر تم ہمیں اجازت دو تو ہم اس کی تیمار داری کریں۔"

"بہتر یہ تھا کہ تم آرام کرتے..... لیکن کسی کو نیکیوں کے عمل سے روکا نہیں جا سکتا البتہ اس کی تیمارداری بے مقصد ہی ہو گی' اگر کچھ کر سکتے ہو تو اس کے لئے موت کی دعا کرو کیونکہ یہی اس کے لئے نجات کا راستہ ہے....."

ڈوم بالکل خاموش تھا۔ گیرٹ میئر کو دیکھ کر میرے دل میں بہت سے تصورات جاگ اٹھے تھے بہرحال مجھے امید تو نہیں تھی کہ دوبارہ کبھی عالی تبارک کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے گا' لیکن گیرٹ میئر اگر بہتر حالت میں آ جائے تو کچھ باتیں بے شک بتا سکتا ہے اس تصور کے تحت میں نے بوڑھے لاما سے پوچھا۔

"کیا یہ کبھی کبھی ہوش میں بھی آتا ہے.....؟"

"ہاں یہ عموماً ہوش میں رہتا ہے' ناقابل یقین قوت ارادی کا مالک ہے لیکن اس وقت ہمیں اس کے زخم سن کرنے پڑتے ہیں اور بہرحال ہمارے پاس ایسی ادویات کی کمی ہے چنانچہ ہم اسے بے ہوشی کی دوا ہی دیتے رہتے ہیں۔"

"یہ ہوش میں آ جائے تو میں اس سے باتیں کرنا چاہتا ہوں' ویسے کیا تمہیں اس نے اپنے بارے میں کچھ بتایا ہے؟"

"ہم نے کچھ پوچھا ہی نہیں..... ہم نے اپنا کام صرف اس کی خدمت سمجھا۔ کون ہے کیا ہے چند سوالات کے علاوہ ہم نے اس سے اور کوئی سوال نہیں کیا اور سوالات وہی تھے جو تم سے کئے گئے۔"

گیرٹ میئر کو صبح سورج چڑھے ہوش آیا تھا اور ہماری درخواست پر بوڑھے لاما نے اس کے زخم سن کر دیئے تھے' جس کے لئے پیلے رنگ کا ایک سیال اس نے ان زخموں پر چھڑکا تھا۔ گیرٹ میئر کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ان شدید زخموں کے بعد اس کے حواس بھی قائم ہوں گے یا نہیں' لیکن یہ بات لمحوں میں محسوس کر لی کہ جب اس نے آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھا تو اس کے چہرے پر شدید حیرت کے نقوش بیدار ہو گئے اور اس کے ہونٹوں سے آہستہ سے آواز نکلی۔

"ماہر طبابی....."

"تو تم نے مجھے پہچان لیا....؟"

گیرٹ میئر کے ہونٹ کپکپانے لگے' پھر اس کی آنکھوں کے کوروں سے آنسوؤں کے قطرے بہنے لگے اور دیر تک وہ لکیریں متحرک رہیں۔ میں خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا پھر میں نے دلسوزی سے پوچھا۔

"یہ تمہارے ساتھ کیا ہوا....؟"

گیرٹ میئر کے ہونٹ مسکراہٹ کے انداز میں کھنچے پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "وہی جو شاید ہونا چاہئے تھا۔ یقین کرو ماہر طبابی زندگی میں لاکھوں گناہ کئے ہیں' لیکن کچھ گناہ ایسے ہیں جو ان زخموں سے زیادہ تکلیف دیتے ہیں۔"

"وہ لوگ کہاں گئے.....؟" میں نے عالی تبارک وغیرہ کے بارے میں سوال کیا۔

"واپس چلے گئے' عالی تبارک بددل ہو گیا تھا' اس کے خیال میں تمہاری انتہا پسندی

تمہارے لئے مشکلات ہی مشکلات پیدا کرنے کا باعث تھی اور وہ اپنے آپ سے جدا ہو جانے پر تمہیں ہی مورد الزام سمجھتا تھا۔"

میں نے چند لمحات خاموشی اختیار کی۔ پھر اس کے ان الفاظ پر تبصرہ کرنے کی بجائے اس سے پوچھا۔

"تم اس کے ساتھ کیوں نہیں واپس گئے....؟" میرے ان الفاظ پر گیرٹ میئر کے چہرے پر تھوڑی دیر تک ایک گمبھیر خاموشی طاری رہی پھر اس نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ان زخموں کے بعد میرے بچنے کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ اگر تم مجھ پر بھی کوئی احسان کرنا چاہو تو صرف یہ احسان کرو کہ میرے الفاظ سے طیش میں آ کر مجھے ہلاک کر دو' میں ان لاماؤں سے کہتا ہوں کہ وہ مجھے زندہ رکھنے کی احمقانہ جدوجہد کیوں کر رہے ہیں۔ میرے حق میں تو یہی بہتر ہے کہ مجھے کوئی ایسا زہر دے دیا جائے جو ہلاکت خیز ہو اور مجھے اس اذیت سے نجات مل جائے' لیکن یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ میں تمہیں حقیقتیں بتانے کے لئے زندہ رہا بہت بڑی جعلسازی کی ہے میں نے ماہر طہابی' لیکن اپنے طور پر نہیں بلکہ کچھ لوگوں کا آلہ کار بن کر۔ اپنے بارے میں جو کہانی میں نے تمہیں سنائی تھی اس میں ستر فیصد حقیقتیں تھیں اور تیس فیصد جھوٹ' اس میں کوئی شک نہیں کہ میرا باپ ایک مہم جو تھا اور ان علاقوں میں' میں نے بھی کافی سیر و سیاحت کی ہے اور اسی سیر و سیاحت کے دوران میں صرف مالی مفادات حاصل کرنے کے لئے "شانتی" میں شامل ہو گیا تھا۔"

بہت عرصے کے بعد یہ لفظ میرے کانوں تک پہنچا تھا' میں تحیر آمیز نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

"شانتی....؟"

"ہاں وہ تنظیم جس کے بارے میں تم بھی جانتے ہو اور تمہیں شاید ابھی تک اس بات کا علم نہ ہوا ہو گا کہ چنگ ہاری کے نواحی علاقے میں جو اب یہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہے شانتی بھون ہے' شانتی کا وہ ہیڈ کوارٹر جہاں سے اس کے ہرکارے اور نمائندے پوری دنیا سے رابطہ رکھتے ہیں۔" میں الجھی ہوئی نگاہوں سے گیرٹ میئر کو دیکھنے لگا۔ جو گہری گہری سانسیں لے کر شاید اپنے حواس مجتمع کر رہا تھا' ان زخموں نے اس کی قوت گویائی ہی قائم رہنے دی تھی۔ یہ بڑی بات تھی اندر سے وہ بالکل ختم ہو چکا تھا' جو کچھ وہ بول رہا تھا وہی میرے خیال میں بہت زیادہ تھا' میں بے چینی سے اس کے آگے بولنے کا منتظر تھا۔ پھر اس نے خود کو سنبھالا اور بولا۔

"یہ سب کچھ "شانتی بھون" سے کیا گیا ہے' ہمیل ٹی روڈ کچھ بھی نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے کسی زمانے میں کسی سیاح کا نام ہمیل ٹی روڈ رہا ہو لیکن کم از کم میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا' شانتی بھون کے کرتا دھرتا تمہاری تلاش میں تھے اور شاید اب بھی ہیں' وہ

تمہیں حاصل کرنا چاہتے تھے اور جب عالی تبارک نے اخبارات میں اشتہار شائع کرائے تو وہ اس جانب متوجہ ہو گئے وہ ڈائری جسے ہمیں ٹی روڈ کے نام سے منسوب کیا گیا تھا شانتی بھون کی جانب ہی سے مجھے اس کہانی کے ساتھ دی گئی تھی جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا اور مجھے ہدایت کی گئی تھی کہ جس طرح بھی بن پڑے تم لوگوں کو اس جال میں پھانس کر تبت کے ان علاقوں میں لے آؤں اور شانتی بھون تک پہنچا دوں۔ یہ میری ذمے داری تھی چنانچہ یہی ہوا..... ڈائری کی کہانی میں "ہیا" کا تذکرہ کر کے انہوں نے تمہیں اس طرف آنے پر مجبور کر دیا حالانکہ "ہیا" نام کی کوئی چیز چنگ ہاری میں نہیں ہے تسامہ اولو کا ایک غیر مہذب قبیلہ ہے اور غیر مہذب لوگ ہی اس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ "ہیا" کا وہاں کوئی وجود نہیں ہے' اس کے نام پر ہی وہ لوگ تمہیں چنگ ہاری تک لانا چاہتے تھے اور میرا خیال تھا کہ میں کامیابی سے یہ سفر طے کرا کے تمہیں وہاں پہنچا دوں گا' لیکن اس کے بعد سب کچھ غیر متوقع رہا اور تم وہاں سے چل دیئے۔ پھر میرا ان لوگوں کے ساتھ کوئی کام نہیں تھا میں نے تمہیں بہت تلاش کیا' اور جب میں اپنی کوششوں میں ناکام رہا تو یہ تصور لے کر چنگ ہاری کی جانب چل پڑا کہ بالآخر تم کسی نہ کسی طرح وہاں تک پہنچو گے اور مقصد پورا ہو جائے گا' لیکن حالات نے مجھے مہلت نہ دی۔ تنہا سفر تھا بھیڑیوں کا ایک غول مجھ پر جھپٹ پڑا اور انہوں نے مجھے شدید زخمی کر دیا۔ زندگی اتنی مہلت دینا چاہتی تھی کہ کچھ وقت زندہ رہوں اور تمہیں ان حقیقتوں سے روشناس کرا سکوں سو یہاں تک پہنچ گیا اور یہ بے وقوف بوڑھے اب تک مجھے زندگی دینے میں کوشاں ہیں۔ لیکن شاید اس کام کی تکمیل کے بعد جو میری ہی ذمے داری تھا' اب میں سکون کی موت مر سکوں گا۔ کم از کم دل سے تھوڑا سا بوجھ تو ہلکا ہوا۔"

گیرٹ میئر نے رحم طلب نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر کے گہری گہری سانسیں لینے لگا' لیکن میرا پورا بدن پتھرا گیا تھا..... مایوسی کی اس لہر نے مجھے چند لمحوں کے لئے اعصابی طور پر مفلوج کر دیا تھا اور میں پتھرائی ہوئی نگاہوں سے گیرٹ میئر کو دیکھ رہا تھا' پھر مجھے اس وقت ہی ہوش آیا جب چشمے والا بوڑھا آگے بڑھا اور جھک کر گیرٹ میئر کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے اس کی آنکھیں چیر کر دیکھیں اور مجھے بھی یہ احساس ہوا کہ گیرٹ میئر کا سینہ ساکت ہو گیا ہے۔ چشمے والے بوڑھے نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"بالآخر موت اس پر مہربان ہو گئی' ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا۔" اس نے شاید چند لمحے میرے بولنے کا انتظار کیا۔ پھر مجھے خاموش پا کر خود ہی بولا۔ "یہ شاید تمہارا کوئی قریبی ساتھی تھا۔ آہ دیکھو' انسانی وجود میں کیا کیا کرشمے چھپے ہوئے ہیں۔ ہم حیران تھے کہ اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود اس کے اندر کون جی رہا ہے۔ اب اندازہ ہوا کہ اسے تمہارا انتظار تھا۔ اب تم جس عقیدے کے تحت چاہو اس کی آخری رسومات ادا کرو۔"

گیرٹ میئر کی آخری رسومات سے مجھے بھلا کیا دلچسپی ہو سکتی تھی بلکہ اگر وہ زندہ رہتا تو مجھے ان کی موت کی آرزو ہوتی کیونکہ اس نے میرے ساتھ شاید اس دنیا میں سب سے بڑا دھوکا کیا تھا اور جو لوگ میرے ان جذبات کا مذاق اڑاتے تھے' مجھے اس کی زندگی شاق گزرتی تھی' گیرٹ میئر نے صحیح معنوں میں مجھے تباہ کر دیا تھا' جس قدر جدوجہد میں نے کی تھی اس کی مثال نہیں ملتی تھی اور میں ہی نہیں بلکہ میرے ساتھ عالی تبارک اور ارباب طالع وغیرہ بھی پریشان رہے تھے جبکہ حقیقت کا کوئی وجود نہیں تھا..... بہرحال میں خاموشی سے چلا آیا اور اسی جگہ پہنچ گیا جہاں ان بوڑھے لاماؤں نے ہمیں قیام کی اجازت دے دی تھی۔ ڈوم خاموش تھا پتہ نہیں میرے بارے میں اس کے احساسات کیا تھے لیکن بہرحال وہ ایسا ساتھی تھا جو بے ضرر اور خدمت گزار تھا اور ایک جنبش ایسی نہیں کرتا تھا جو میری پسند کے خلاف ہو' اس لئے وہ مجھے ناگوار بھی نہیں گزرتا تھا' لیکن میرے وجود میں ایک جہنم سلگ اٹھا تھا اور میں ان واقعات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ بہت دیر تک میں گم صم بیٹھا رہا' مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے ہیا ایک بار پھر مجھ سے جدا ہو گیا ہو ایک بار پھر اسے آپریشن کر کے میرے سینے سے نکال لیا گیا ہو' ایسا کرنے والے ایسا کیوں کرتے ہیں' آخر انہیں مجھ سے اور ہیا سے کیا دشمنی ہے' پہلے میرے باپ نے لوگوں کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ میرے سینے پر نشتر لگا دیں اور اس کے بعد سے اب تک دنیا انہیں کوششوں میں مصروف ہے ان لوگوں نے مجھے کتنا بڑا دھوکا دیا ہے ایک آس سی دل میں بیدار ہو گئی تھی ایک امید بندھ گئی تھی کہ وہ ننھی سی صورت مجھے نظر آ جائے' اب ختم ہو گئی تھی وہ امید بھی..... اور اسے ختم کرنے والے۔ میرے ذہن میں وہ دائرہ اور اسے کراس کرتا ہوا سانپ آیا۔ "شانتی" میرے حلق سے مدھم سی آواز نکلی اور ڈوم اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے پاس آ گیا۔

"مجھے طلب کیا آقا....؟" میں ڈوم کو دیکھنے لگا اور پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں ڈوم آرام سے بیٹھو' میں کچھ سوچ رہا ہوں۔"

اور میں سوچتا رہا' پھر دہی صورت حال سامنے آ گئی تھی' میری خاموشی اور امن پسندی کو ایک بار پھر للکارا گیا تھا' دھوکا دے کر ایک طویل دھوکا دے کر' کیا جھوٹ بولے بغیر چالبازی کے بغیر اس دنیا کے ساتھ گزارا ممکن نہیں ہے اب اس قدر احمق بھی نہیں ہوں میں کہ فریب کے جواب میں فریب نہ کر سکوں' لیکن کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میری کسی سے کوئی جنگ نہیں ہے' میں تو اپنی محبت اپنی طلب میں دیوانہ ہو رہا ہوں' کسی اور شخصیت سے مجھے اس وقت تک کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہو سکتی جب تک میرا "ہیا" میرے پاس نہ ہو..... لیکن کچھ نہیں' لوگ ہیا کے نام پر مجھے دھوکا دے رہے تھے اور ان دھوکا دینے والوں کو..... میرے پورے وجود میں پھر ایک دم شعلے بھڑک اٹھے اور ان شعلوں نے دماغ بھی روشن کر دیا۔

شانتی' پنڈت رائے' جس نے اس غلاظت کا آغاز کیا تھا۔ یہ لوگ اس وقت تک میرے پیچھے پڑے رہیں گے جب تک ان کی زندگی ہے اور اب یہ ضروری ہے کہ شانتی کے ایک ایک فرد کو چن چن کر ہلاک کر دیا جائے اور اس کے بعد۔ اس کے بعد ہیا کی تلاش کی جائے تاکہ پھر مزید دھوکا نہ کھاؤں اور اس آگ میں میرا دل و دماغ جلنے لگا۔ انتقام کے شعلے دل میں بھڑک رہے تھے لیکن عالی تبارک کی تعلیمات کے مختلف اقوال بھی دماغ میں گردش کر رہے تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہی دونوں بوڑھے میرے پاس آ گئے۔

"اس کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے اس کا کیا کیا جائے....؟"

میں نے خاموشی سے گردن ہلائی اور ڈوم اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ ہم نے برف کے ویرانوں میں عبادت گاہ سے کچھ فاصلے پر ایک گڑھا تیار کر کے گیرٹ میئر کو اس میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی ڈال کر واپس عبادت گاہ میں آ گئے۔ میں نے ڈوم سے کہا۔

"ہمیں آگے بڑھنا ہے اور میں تم سے یہ نہ کہوں گا کہ تم میرا ساتھ چھوڑ دو۔ چونکہ یہ کہنا تمہارے ان جذبوں کی توہین ہے لیکن تمہیں بھی ایک وعدہ کرنا ہو گا۔ وہ یہ کہ جب بھی کبھی میرے ساتھ سے اکتا جاؤ مجھے بتا کر کہیں بھی چلے جانا۔"

"اور میں اس کے جواب میں محبتوں کا اظہار کروں گا عظیم آقا' ہاں تمہاری بات تسلیم کرتا ہوں' جب مجھ پر اکتاہٹیں سوار ہوں گی اور میں کہیں جانا چاہوں گا تو تم سے اجازت لے لوں گا۔"

میں نے ڈوم کے ان الفاظ کو پسند کیا تھا اب یہاں رکنا بے سود ہی تھا لیکن بہتر یہ ہے کہ چنگ ہاری کے صحیح راستے کے بارے میں ان لاماؤں سے رہنمائی حاصل کی جائے' تب میں نے اسی چشمے والے لاما کو منتخب کیا کیونکہ برف جیسے سفید بالوں والا بوڑھا تو شاید انگریزی سے واقف ہی نہیں تھا' میں نے لاما سے کہا۔

"چنگ ہاری یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے....؟"

"اب کہاں' وہ سامنے کے برفانی پہاڑ تو تم دیکھ رہے ہو' ان سے تھوڑا سا آگے بڑھ گئے تو تمہیں چنگ ہاری نظر آ جائے گا اور اس سے پہلے ان بداعمالوں کی عبادت گاہ ہے جنہوں نے عرصہ دراز سے یہاں اپنے مذموم مقاصد کے لئے نجانے کیا کیا جال پھیلائے ہوئے ہیں۔"

"وہ کون ہیں۔" میں نے سوال کیا اور لاما کچھ لمحے خاموش رہا پھر بولا۔

"بات بہت قدیم ہے پہاڑوں کے دوسری جانب ان کے دامن میں چنگ ہاری سے پیچھے ایک عبادت گاہ قائم کی گئی تھی اس میں سینکڑوں کی تعداد میں لاما کے پیرو رہا کرتے تھے اور اسے ایک بڑی عبادت گاہ کے طور پر تسلیم کیا جاتا تھا' لیکن کوئی سو سال قبل ڈاکوؤں اور لٹیروں کے گروہوں نے یہاں حملہ کیا اور تقریباً تمام ہی راہبوں کو ختم کر دیا۔ وہ سب ان

لٹیروں کے ہاتھوں مارے گئے اور اس کے بعد یہاں ان لوگوں نے قبضہ جما لیا اور نجانے کیا کیا کرتے رہے۔ ایک طویل عرصے قبل ایک راہب کو خواب کے ذریعے بتایا گیا کہ انہیں اس عمارت کے حصول کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس نے چند پرجوش ساتھیوں کی مدد سے اس عمارت کے مکینوں پر حملہ کر دیا۔ بہت خون خرابہ ہوا اور راہب اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ وہ اپنے بے شمار ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر پسپا ہو گیا اور اس کے بعد سے مسلسل اس عمارت کے حصول کے لئے جدوجہد کی جا رہی ہے۔ وہ اس عمارت کو "شانتی بھون" کا نام دیتے ہیں اور نجانے اس میں کیا کر رہے ہیں' بات بہت پرانی ہے لیکن نجانے کیوں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور یہ تصور کر لیا گیا ہے کہ دنیا کے مختلف گوشوں سے ان کے تحفظ کے لئے کام ہوتا ہے۔" لاما خاموش ہو گیا۔ لیکن شانتی بھون کا نام لے کر اس نے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا۔

"اور تم نے کہا ہے کہ اس سے کچھ فاصلے پر چنگ ہاری آباد ہے۔"

"ہاں چھوٹی چھوٹی بستیوں کے علاقوں میں کوئی استحکام نہیں ہے اور پھر وہ غیر مہذب لوگ ہیں اور اجتماعی طور پر کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ پھر وہ علاقے بھی اس قدر پسماندہ ہیں کہ انہیں زندگی گزارنے کے لوازمات حاصل کرنے کے لئے ہی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے شانتی بھون کو اس طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

میں نے لاما سے شانتی بھون تک جانے کا راستہ پوچھا تو پتہ چلا کہ یہ نہایت سادہ اور آسان ہے' بس یہ پہاڑ ہی ہمارے راستے کی رکاوٹ ہیں اور ان کی دوسری جانب شانتی بھون ہے۔ چنانچہ اب یہاں رکنا بے مقصد ہی تھا۔ میں نے تیاریاں کیں ڈوم کو ساتھ لیا' لاماؤں سے اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ دوسری رات جب آسمان پر چاند کھلا ہوا تھا ہم برف کی سفید زمین پر چل پڑے اور تیز رفتاری سے سامنے نظر آنے والے پہاڑوں کا راستہ طے کرنے لگے' ساری رات کا سفر ختم ہو گیا اور دن کی روشنی میں جب ہم نے ان پہاڑوں کو دیکھا تو وہ ہمیں اتنی ہی دور نظر آئے تھے لیکن یہ کوئی مشکل نہیں تھی۔ میں ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ تمام حقیقت جاننے کے بعد اگر میرا رخ چنگ ہاری کی طرف تھا تو اس کا مقصد تھا کہ میں نے ان لوگوں کو معاف نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ دن بھی پورا سفر میں گزر گیا۔ تب ہم اس درے تک پہنچ گئے جس سے گزر کر دوسری طرف پہنچا جا سکتا تھا۔ اس درے کا اختتام بیشک دوسری طرف ہوا تھا لیکن اس اختتام کے بعد بھی گہرائیاں تھیں اور ان گہرائیوں میں وہ عبادت گاہ نظر آ رہی تھی۔

اسے عبادت گاہ کے بجائے قلعہ کہنا مناسب تھا۔ انتہائی وسیع و عریض احاطہ تھا اور احاطے کے بالکل درمیانی حصے میں عبادت گاہوں کی طرز کی عمارت بنی ہوئی تھی لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ اس وسیع و عریض عمارت کی چوڑی دیواروں کو عجیب و غریب طریقے

سے بلند کیا جا رہا تھا اور کوئی پچاس ساٹھ افراد اس کام میں مصروف تھی اور اس کے لئے وہ پٹ سن کی بنی ہوئی بوریوں میں نجانے کہاں سے لائی ہوئی ریت بھر کر ان دیواروں میں چن رہے تھے اور بڑے زور شور سے کام جاری تھا۔ میں بھی ٹھٹھک کر ان لوگوں کی یہ کارروائی دیکھنے لگا' کچھ عجیب سا انداز تھا ان کا۔ بہرحال ہم لوگ آگے بڑھ کر سامنے کی سمت پہنچ گئے۔ کسی نے ہمیں دیکھا اور اس کے بعد کچھ ہلکی ہلکی آوازیں ابھریں اور ان لوگوں نے کام روک دیا۔ سب کے انداز میں ایک ہلکا سا خوف پایا جاتا تھا لیکن بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی تھی غالباً اب کسی کو اطلاع دی جا رہی تھی اور پھر عبادت گاہ کے اندر سے کوئی باہر آیا' چونکہ ہم اس وقت بلندی پر نہیں تھے اس لئے اندر کے معاملات کا اب جائزہ نہیں لیا جا سکتا تھا آنے والا شانوں سے ٹخنوں تک موٹے اون کا لبادہ پہنے ہوئے تھا اور خاصی تیز رفتاری سے باہر آیا تھا اس کے ہمراہ چند افراد اور تھے لیکن اب میری یادداشت اتنی خراب بھی نہیں تھی کہ میں اس شخص کو نہ پہچان سکتا جہاں تک میرے اندازے کا تعلق تھا وہ وانگ چو تھا.....

میں بھی ٹھٹھک کر رک گیا اور وانگ چو بھی' ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور میرے ذہن کی چرخیاں تیزی سے گردش کرنے لگیں۔

یہ تو مجھے پتہ چل گیا تھا کہ اس عبادت گاہ کو اب شانتی بھون کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ بھی مجھے علم ہو چکا تھا کہ وانگ چو شانتی ہی کا آدمی ہے۔ پتہ نہیں وانگ چو کے ذہن میں میرے لئے کیا تاثرات تھے۔ وہ پرشوق انداز میں آگے بڑھا اور میرے قریب پہنچ کر بولا۔

"آہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں' کیا تمہارا نام میرے ذہن سے محو ہو سکتا ہے' ڈیئر ماہر طہابی....." میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تو اس نے پھر کہا۔

"میرے الفاظ کی تصدیق کرو اور میں تو تمہارے عقب میں اپنے دوست عالی تبارک کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا وہ یہاں سے فاصلے پر ہے یا پھر وہ تمہارے ساتھ نہیں ہے۔"

"نہیں' حشم واپس جا چکا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میرے ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ دو اجنبی اس طرف آ رہے ہیں تو میں خاموش نہ رہ سکا لیکن سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ تم ہو گے آؤ میرے ساتھ آؤ....." جو لوگ مجھے دیکھ کر ٹھٹھک گئے تھے اب دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وانگ چو میری طرف سے مطمئن ہے۔ عبادت گاہ کی عمارت باہر سے جس قدر سادہ اور بدنما نظر آتی تھی اندر سے اس کی یہ کیفیت نہیں تھی۔ بلکہ اسے عیشات زندگی کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر آراستہ کیا گیا تھا۔ وانگ چو ہمیں لے کر ایک خوبصورت کمرے میں آ گیا۔

یہاں آ کر اس نے پہلی بار ڈوم کے بارے میں سوال کیا۔

"یہ کون ہے....؟"

"لیپا ڈوم..."

"اس کے علاوہ...."

"بس لیپا ڈوم ہی ہے۔" میں نے جواب دیا اور وانگ چو کی آنکھوں کی باریک لکیر کچھ چوڑی ہوئی۔ اس نے بغور ڈوم کو دیکھا پھر بولا۔

"ہر انسان کی کچھ تفصیل ہوتی ہے، لیکن نہ سہی بس اتنا کافی ہے کہ تم میری پسندیدہ شخصیت ہو۔ تمہاری یہاں تک آمد میرے لئے ناقابل یقین ہے لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور تمہارے لئے متجسس ہوں، تمہارا لباس اور چہرے کے نقوش بتاتے ہیں کہ تم نے سفر کی صعوبتیں برداشت کی ہیں، اس لئے تمہیں آرام....."

ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک باہر عجیب سی کھنک سنائی دی۔ یوں لگا جیسے لوہے سے لوہا ٹکرا کر بج رہا ہو۔ کچھ بھاگ دوڑ کی آوازیں بھی آ رہی تھیں اور چند افراد چیخ بھی رہے تھے۔ پھر زور سے دروازہ کھلا اور ایک عجیب الخلقت شخص بری طرح دوڑتا ہوا اندر گھس آیا۔ وہ ایک انسانی ڈھانچہ تھا، بس ہڈیوں پر کھال منڈھی ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، بھورے رنگ کے تار تار لباس میں ملبوس تھا۔ پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں گردن میں موٹی زنجیر پھانسی کے پھندے کی مانند پڑی ہوئی تھی لیکن وہ سینے کے پاس سے ٹوٹ گئی تھی۔ اندر آتے ہی وہ میری طرف لپکا اور میری گود میں اس طرح آ گرا جیسے زخمی کبوتر، وہ اس طرح مجھ میں سمٹ رہا تھا جیسے میری پناہ چاہتا ہو۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں پناہ کی طلب.... میں حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

معاً میرے ذہن میں کچھ وقت قبل کے واقعات ابھر آئے جب عدلان پاشا کے عقوبت خانے میں عالی تبارک میرے ہاتھوں صعوبتیں برداشت کر رہا تھا۔ بوڑھے کی کیفیت اس سے مختلف نہیں تھی۔ پھر میں نے ان چار افراد کو بھرا مار کر اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا..... وہ یقیناً اسے پکڑنے کے لئے آئے تھے، انہیں دیکھ کر بوڑھا میرے اندر اور سمٹ گیا۔ وہ چاروں کچھ انتظار کئے بغیر فوراً ہی میری جانب لپکے اور میں نے دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پھیلا دیئے۔

"نہیں اسے یہیں رہنے دو...." میری آواز کی گرج نے ان لوگوں کو رکنے پر مجبور کر دیا، تب ہی وانگ چو نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے..... کیا تمہیں ایسا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے.... پیچھے ہٹو...." وانگ چو کی کرخت آواز سن کر وہ لوگ پیچھے ہٹے اور دروازے پر جا ٹکے۔ تب وانگ چو نے میری جانب دیکھ کر کہا۔

"مسٹر ماہر طہابی یہ نہ تو کوئی قیدی ہے اور نہ مظلوم..... بلکہ ہماری بدقسمتی کہ ہم اپنے مقدس رہنما کو اس حال میں رکھنے پر مجبور ہیں۔ ماہر طہابی یہ اتنی عظیم شخصیت ہے کہ تصور بھی نہ کیا جا سکے۔ دنیا کے اعلیٰ ترین علوم کا مالک اور ایسی شخصیت جس کی پوجا کی جائے، لیکن تقدیر نے اسے ہمارا ساتھی نہ رہنے دیا۔ پتہ نہیں وہ کیا عوامل تھے جنہوں نے اس کا ذہنی توازن چھین لیا۔ اس کا نام "ویلان سلاوا" ہے۔ کاش ہم اس کی اعلیٰ تعلیمات سے بہرہ ور ہو سکتے۔ اسے صرف اس کی زندگی کے تحفظ کے خیال سے اس طرح پابہ زنجیر کر دیا ہے ورنہ ہم سب تو اس کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ کئی دفعہ تو یہ بلندیوں سے کودنے کی کوشش کر چکا ہے اور انہی محافظوں نے اسے بچایا ہے۔ بس اتنی سی بات ہے، بحالت مجبوری ہم اسے قید رکھتے ہیں۔ ورنہ ہم میں سے بے شمار افراد اس کے لئے جان دینے پر آمادہ ہیں۔"

میں نے ویلان سلاوا کو دیکھا۔ وہ بدستور میری آغوش میں دراز تھا، وانگ چو اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے قریب پہنچ کر گردن خم کر کے بولا۔

"عظیم راہنما آؤ، یہ مہمان ہیں، مہمان تمہاری اس کیفیت سے پریشان ہوں گے، آؤ ویلان سلاوا، تمہاری رہائش گاہ تمہارے لئے بہتر ہے۔"

وانگ چو نے بڑی محبت سے اس کے شانے پکڑے اور اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا ویلدن سلاوا نے گردن گھما کر کچھ ایسی نگاہوں سے میری جانب دیکھا کہ مجھے اس پر بہت ترس آنے لگا۔ پھر وہ زنجیریں کھڑکاتا ہوا وانگ چو کے ساتھ چلا گیا۔ میں کچھ الجھے ہوئے سے انداز میں باہر جانے والے راستے کو دیکھتا رہا تھا۔ ڈوم پتھرایا ہوا خاموش کھڑا ہوا تھا۔ پھر وانگ چو واپس آ گیا اور اس نے کہا۔

"ہمارے درمیان گفتگو کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا کہ ایسے واقعات پیش آ گئے' لیکن میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم اس طرح ان علاقوں تک پہنچ جاؤ گے اور میرے دل میں یہ خیال بھی نہیں تھا کہ عالی تبارک تمہیں چھوڑ کر واپس چلا جائے گا۔ کچھ مختصر معلومات مجھے تمہارے بارے میں وہاں حاصل ہوئی تھیں' اور اس کے بعد تم عالی تبارک کے ساتھ غالباً ہندوستان چل پڑے تھے۔ مجھے بتانا پسند کرو گے ماہر طلبائی کہ اس طرف تمہارا رخ کیسے ہوا؟ یہ شخص بھی میرے لئے اجنبی ہے' غالباً اس کا تعلق صحرائے اعظم افریقہ سے ہے' لیکن ٹھہرو شاید میں حماقت سے کام لے رہا ہوں' پہلے تمہارے لئے آرام و آسائش کا بندوبست کر لوں۔ اس کے بعد تم سے گفتگو کرنا مناسب رہے گا' کیا یہ جگہ تمہیں آرام کے لئے پسند ہے.....؟"

"مسٹر وانگ چو میں بالکل آرام سے ہوں' یہاں تک آنے کی جو وجوہات ہیں ان کے بارے میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"کسی شے کی طلب ہو تو مجھے بتاؤ ویسے یہ احساس کر لیا گیا ہے کہ تم معزز مہمان ہو اور میرے خیال میں تمہاری ضیافت کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جا رہا ہو گا' ہاں تو بات ہو رہی تھی تمہارے یہاں آنے کی۔"

"پہلی بات یہ کہ اس جگہ کا نام "شانتی بھون" ہے؟"

"ہاں۔"

"دوسری بات یہ کہ تم یہاں کیسے نظر آ رہے ہو مسٹر وانگ چو.....؟"

وانگ چو کے باریک ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔ "یہ شانتی نواس ہے' ہماری عبادت گاہ اور وہاں جہاں میری تم سے ملاقات ہوئی' وہ جگہ بھی شانتی بھون کا ایک حصہ تھی۔ یوں لگتا ہے تمہیں اب شانتی کے بارے میں تفصیل سے بتانا ضروری ہو گیا ہے اور بھی بہت سی باتیں ضروری ہیں' شاید تمہیں یاد ہو کہ جب تم میرے پاس آئے تھے تو میں نے تمہیں اپنی قربت میں رہنے کی پیشکش کی تھی۔"

"ہاں مجھے یاد ہے....."

"اس کی بھی کچھ وجوہات تھیں اور شاید تمہیں یہ بھی یاد ہو کہ بہت عرصے قبل اس وقت جب تم چھوٹے سے تھے' تمہیں پنڈت رائے نامی ایک شخص نے حاصل کرنا چاہا تھا۔"

"ہاں مجھے یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ تم لوگوں نے میرے "ہیا" کو میرے سینے سے جدا کر دیا تھا۔"

"یہ حماقت ہماری نہیں تھی اور اس حماقت سے شانتی کو جو نقصان پہنچا ہے' وہ ناقابل برداشت ہے اور شانتی اس نقصان کو آج تک پورا نہیں کر پائی۔"

"تم لوگوں کی بکواس میری سمجھ میں کبھی نہیں آئی اور شاید کبھی نہ آ سکے' لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے کوئی ایسا چکر چلا رکھا ہے جو دنیا کے حق میں نہیں ہے' خاص طور سے میرے لئے تو بڑا ہی نقصان دہ ہے۔"

"بھول کر بھی یہ بات مت سوچنا' ہم سب تو تمہارے خادم ہیں اور تم پر جان نچھاور کرنے کو تیار' کبھی آزما کر دیکھنا' جہاں تک میرے یہاں ہونے کا تعلق ہے تو میں شانتی کا خدمت گار ہوں۔ میں ہی نہیں دنیا میں بہت سی نسلوں کے لوگ بہت سے ملکوں کے لوگ شانتی کے خدمتگار ہیں اور یہ عظیم مشن پچھلے بہت سے برسوں سے اپنی تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے' ہم کسی نہ کسی دن اپنی منزل پر پہنچ ہی جائیں گے اور جو ہماری منزل ہو گی وہ انسانیت کی بقاء کے لئے پہلا قدم ہو گا' جبکہ انسانیت کی تباہی کے لئے دنیا سرگرداں ہے۔ آہ کاش تم مجھے اجازت دو کہ میں کچھ وقت تمہیں آرام کرنے کے لئے دوں اور اس کے بعد جب تم پرسکون ہو جاؤ تو میں تمہیں تفصیل سے بتاؤں' دیکھو شاید میرا اندازہ درست ہی نکلا۔"

میری نگاہیں دروازے کی جانب اٹھ گئیں' آنے والی وہی گیشائیں تھیں جنہیں میں نے پہلے وانگ چو کی رہائش گاہ پر دیکھا تھا' عجیب و غریب گڑیوں جیسے لباس میں ملبوس' گڑیوں کے سے رنگ چہرے پر سجائے وہ ہاتھوں میں نجانے کیا کیا اٹھائے ہوئے تھیں۔ کھانے پینے کی بے شمار اشیاء جو انہوں نے بڑے ادب سے ہمارے سامنے رکھ دیں اور پھر واپس اس انداز میں چلی گئیں جیسے وہ مشین سے چلتی ہوں جو اشیاء لائی گئی تھیں وہ بڑی دلچسپ تھیں اور نجانے کیوں بھوک چمک اٹھی تھی چنانچہ میں نے ڈوم کو اشارہ کیا' ڈوم صرف میرے احکامات کی تعمیل کرتا تھا۔ ہم لوگ وہ برتن صاف کرنے لگے' وانگ چو مسکراتی نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں محبت کے آثار تھے۔ میرے دل میں آئندہ کے لئے جو کچھ بھی تھا وہ ایک الگ حیثیت کا حامل تھا' لیکن بہرحال کھانے پینے کی اشیاء دیکھ کر اس وقت بھوک چمک اٹھی تھی۔ وہ جو کچھ لائی تھیں ان کے خیال میں بہت زیادہ تھا لیکن ہم دونوں نے ایسی صفائی کی کہ وانگ چو کے ہونٹوں کی مسکراہٹ بھی کافور ہو گئی' اس نے سوال کیا۔

"اور منگاؤں.....؟"

میں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور کہا۔ "یہ جو کچھ بھی ہے بے شک میری سمجھ میں

نہیں آیا' لیکن ایسا ہے کہ دوبارہ منگانے کو دل چاہتا ہے۔"

وانگ چو نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر تالی بجائی۔ اس بار ایک مرد اندر داخل ہوا تھا۔ اس نے برتنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں لے جاؤ اور پوری طرح بھر کر لے آؤ....." بہرحال وانگ چو کے ان اقدام نے تھوڑی دیر کے لئے میرا ذہنی بخار کم کر دیا تھا۔ اور ہم دونوں نے دوبارہ آیا ہوا سامان بھی صاف کر دیا تھا۔ تب وانگ چو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور اس کے بعد جب تم مکمل آرام کر لو گے تو ہماری دوبارہ ملاقات ہو گی' تم باہر آ سکتے ہو' معزز مہمان کے لئے کمروں کے دروازے بند نہیں ہوتے۔" اس کی چال بڑی مضحکہ خیز تھی۔ ڈوم خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"معزز آقا اس کی آنکھوں میں مکاری ہے اور یہ اپنی مکاری کو چھپانے کے لئے اپنی آنکھیں بند رکھتا ہے۔" ڈوم کی بات پر مجھے ہنسی آ گئی اور میں نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ڈوم ہم اس کی آنکھیں ہی نکال لیں گے' تاکہ پھر یہ اپنی مکاری کے بارے میں کبھی سوچ ہی نہ سکے اور اب بہتر ہے کہ آرام کرو' میں بھی سونا چاہتا ہوں' کچھ غنودگی سی طاری ہو گئی ہے مجھ پر۔"

لیکن سونے کے بعد جب میں جاگا تو ڈوم کو بیٹھے ہوئے ہی پایا اور میں نے حیرت سے اس سے کہا۔

"تم سوئے نہیں....؟"

"بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا عظیم آقا' لیکن صرف ایک آنکھ سے' دوسری آنکھ میں نے تمہارے تحفظ کے لئے کھلی رکھی تھی۔"

"تم ایک آنکھ سے سو سکتے ہو....؟"

"میں آنکھیں کھول کر بھی سو سکتا ہوں۔" ڈوم نے جواب دیا۔

"تو پھر آؤ اٹھ کر باہر چلیں' میرا خیال ہے رات ہو چکی ہے۔"

ڈوم خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا اور ہم دونوں باہر نکل آئے۔ باہر آ کر حیرانی ہوئی تھی' دن میں اس عبادت گاہ میں اتنی رونق نہیں تھی جتنی رات میں۔ جگہ جگہ آگ روشن تھی اور سردی سے بچنے کے لئے انتظامات کئے گئے تھے۔ کچھ بلندیاں بھی روشن تھیں جن پر سرچ لائٹیں نصب کی گئی تھیں۔ جنریٹر چلنے کی آواز فضا میں گونج رہی تھی۔ لوگ جاگ رہے تھے۔ پھر کہیں سے وانگ چو نے ہمیں دیکھ لیا۔ چابی سے چلنے والی عورتوں میں سے ایک عورت ہمارے پاس آئی اور آدھی جھک کر سیدھی ہو گئی' میں اور ڈوم حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ عورت نے پھر کمر جھکائی اور انگلی سے ایک طرف اشارہ کیا۔

"کیا ہے.....؟" میں نے پوچھا۔

"اوں.... اوں اوں...." وہ گردن ہلاتی ہوئی بولی۔ میں اس کا مطلب سمجھ گیا تھا چنانچہ ہم اس کی رہنمائی میں چل پڑے۔ وانگ چو نے ایک الاؤ کے پاس ہمارے لئے بیٹھنے کا انتظام کر لیا تھا۔

"مجھے اندازہ تھا کہ معزز مہمانوں کی نیند پوری ہو چکی ہو گی۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"کیا تم لوگ رات کو دن' اور دن کو رات کا درجہ دیتے ہو۔" میں نے پوچھا۔

"نہیں مسٹر طہالی۔ یہ بات نہیں ہے۔"

"تو پھر تمہارا یہ قلعہ اتنا روشن کیوں ہے۔"

"اپنی بقا کے لئے۔"

"کیا مطلب....؟" میں نے سوال کیا اور وانگ چو کچھ سوچنے لگا' پھر بولا۔

"ہمیں زبردست خطرے کا سامنا ہے۔ اصل میں یہ جھگڑا برسوں سے چل رہا ہے۔ ایک بار زبردست خونریزی بھی ہو چکی ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے یہ جگہ نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں سے بیرونی دنیا بہت قریب ہے اور راستوں کے شناسا آسانی سے وہاں پہنچ سکتے ہیں لیکن بیرونی دنیا والے یہاں آسانی سے نہیں آ سکتے۔ اس وقت تک جب تک ان کی رہنمائی نہ کی جائے۔ ایسی جگہیں جرائم پیشہ افراد کے لئے بہت کارآمد ہو سکتی ہیں۔ شانتی بھون قائم ہونے سے پہلے اس خانقاہ کی تاریخ نجانے کیا تھی' کسی زمانے میں یہ بدھ مت کا بہت بڑا مسکن تھا لیکن پھر لٹیروں اور ڈاکوؤں نے یہاں قتل و غارتگری کر کے اس پر قبضہ جما لیا اور یہاں سے بیرونی دنیا کے خلاف کارروائی کرتے رہے۔ اس کے بعد لاماؤں نے یورش کر کے اسے ان کے قبضے سے نکال لیا۔ پھر یہاں شانتی بھون قائم ہوا اور ہمارے اجداد نے مطلب یہ کہ ان لوگوں نے جو شانتی بھون کے کرتا دھرتا تھے ان لٹیروں کو مار بھگایا اور شانتی بھون کے لئے یہاں کام شروع ہو گئے۔ بہت دفعہ کوشش کی گئی کہ اس جگہ کو ہم سے چھین لیا جائے' لیکن وہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکے۔ تب انہوں نے دین دھرم کے نام پر قرب و جوار کی آبادیوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ ان کا سربراہ ایک لاما ہے جو بہت ہی کینہ پرور اور اس دور کا انسان ہے جب ہم نے لاماؤں سے یہ عمارت حاصل کی تھی' وہ آس پاس کی چھوٹی چھوٹی بستیوں کو منظم کر رہا ہے اور اس بات کے لئے طویل عرصے سے تیاری کر رہا ہے کہ شانتی بھون پر حملہ کر کے ہم سے اسے خالی کرا لے۔ آس پاس کی بستیوں میں جنگی تیاریاں زوروں پر ہیں' لیکن شانتی بھون خالی نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں ہماری مقدس عبادت گاہ ہے اور ہم بھی اس کے لئے ایسے ہی جذبات رکھتے ہیں۔"

"تو پھر....؟"

"ہم ان لوگوں کی یورش کو روکنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور اب ہم نے بحالت مجبوری ایک اور قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"وہ کیا....؟"

"شانتی کے خدمت گار بڑی بڑی حیثیتوں کے حامل ہیں' کوشش کی جا رہی ہے کہ چار ہیلی کاپٹر یہاں منگوا لئے جائیں اور پھر ان ہیلی کاپٹروں سے ان چھوٹی بستیوں کو نیست و نابود کر دیا جائے اور ان کا خطرہ ختم کر دیا جائے۔"

"کیا یہ ممکن ہے اور کیا یہاں کوئی حکومت موجود نہیں ہے جو عام آدمیوں کے اس اقدام کو روکے۔"

"تم خود جتنا طویل فاصلے طے کر کے آئے ہو ماہر طمابائی کیا تمہیں یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ حکومتیں یہاں اپنی دسترس نہیں رکھتیں۔"

میں نے وانگ چو کی بات کو سمجھا اور پھر موضوع بدل دیا۔ میں نے کہا۔

"مسٹر وانگ چو آپ اپنا گھر چھوڑ کر یہاں کیسے نظر آ رہے ہیں.....؟"

"اصل میں شانتی بھون کے مختلف خدمت گار جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی ذمے داریاں یہاں سے باہر بھی ہوتی ہیں اور وہاں جا کر اپنی ذمے داریوں کو پورا کرتے ہیں یوں سمجھ لو وقفے وقفے سے یہاں ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں اور ان دنوں یہاں میری ڈیوٹی ہے۔"

"یہ شانتی بھون ہے کیا چیز.....؟"

"ہاں یہ ایک اچھا سوال ہے میں خوش ہوں ماہر طمابائی کہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ تمہیں شانتی بھون کے بارے میں بتاؤں۔ تم نے محسوس کیا کہ بچپن سے لے کر اب تک شانتی بھون کے لئے تمہارے حصول کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ جانتے ہو؟"

"نہیں...... جاننا چاہتا ہوں......؟"

"بنیادی وجہ یہ ہے کہ قدرت نے تمہیں ان صلاحیتوں اور قوتوں سے نوازا ہے جو عام انسانوں میں نہیں ہوتیں۔ میں وہ اصطلاح تو نہیں جانتا' لیکن دوسروں کا کہنا ہے کہ تم سیسٹک ہو۔ سیسٹک بڑی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں' تمہارے اندر تو یہ بھی خوبی تھی کہ تم سیسٹک کے ساتھ ساتھ آئی جینٹک بھی ہو...... یعنی اگر تمہارا "ہیا" تمہارے سینے پر ہوتا تو تم ایک ایسی قوت بن سکتے تھے اب تک جو اس روئے زمین پر نجانے کیا کچھ برپا کر دیتی' لیکن احمقوں نے بے وقوفوں نے' "ہیا" کو تمہارے سینے سے جدا کر دیا اور تمہیں دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا' لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سیسٹک اور آئی جینٹک کبھی الگ نہیں ہو سکتے' وقفہ بے شک ہو سکتا ہے لیکن ان دونوں کو یکجا ہونا ہی ہوتا ہے اور ہم اس دن کے منتظر ہیں جب تم دونوں یکجا ہو جاؤ گے۔"

میں عجیب سے عالم میں وانگ چو کی یہ بات سن رہا تھا۔ میں نے کہا۔

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے اندر ایسی کون سی صلاحیتیں ہیں جو تمہارے

لئے کار آمد ہیں؟"

"تم دنیا پر حکمرانی کر سکتے ہو۔ تمہارے سامنے ہر وہ قوت ہیچ ہو گی جو اپنے آپ کو طاقتور سمجھتی ہو۔ سائنس' پراسرار علوم اور دوسری تمام چیزیں تم لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں آ سکتیں کیونکہ تمہارے اندر وہ قدرتی صلاحیتیں موجود ہیں جو ان تمام چیزوں پر حاوی ہو سکتی ہیں' انہیں آبزرو کر سکتی ہیں انہیں اپنے آپ میں سمیٹ سکتی ہیں۔ یہ تمہارے اندر کی صلاحیت ہے۔"

"تو شانتی بھون کو میری ضرورت کیوں تھی۔"

"ہاں شانتی کی کہانی بہت عجیب ہے' دنیا اس طرح برائیوں کی جانب راغب ہو گئی کہ انسانیت محدود ہوتی چلی گئی۔ لوگوں کے دلوں میں محبتوں کے پھول کھلنے کی بجائے نفرتوں کی آگ بھڑکنے لگی' انسان' انسان کی موت کے درپے ہو گیا اور ہر طرح سے اسے فنا کرنے کے منصوبوں پر عمل کرنے لگا۔ تب کچھ خدا ترسوں نے سوچا کہ اس طرح تو یہ دنیا بہت جلد ختم ہو جائے گی' کوئی ایسا طریقہ دریافت کیا جائے جس سے محبتوں کا پرچار ہو اور یوں شانتی کی بنیاد ڈالی گئی۔ ہم لوگ جانتے ہیں کہ دنیا بھر میں ہوس اور ضرورت کی آگ پھیلی ہوئی ہے اور اسی آگ نے انسانوں کے دلوں کو نفرتوں سے ہمکنار کر دیا ہے اگر اسے مالی آسودگی اور ذہنی سکون مہیا کر دیا جائے تو پھر یہ آگ خودبخود بجھ جائے گی' ہم اپنے وسائل کو اکٹھا کر کے دنیا بھر کی دولت سمیٹ لینا چاہتے ہیں تاکہ اس کو ترتیب سے انسانوں میں تقسیم کیا جائے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کر دیا جائے۔ اس طرح شانتی اور سکون پھیل سکتا ہے۔ ہماری یہی کاوشیں ہیں اور ہم اسی سلسلے میں کوشاں رہے ہیں۔"

"تو پھر تم لوگوں نے کتنا کام کیا....؟"

"ہمارا کام جاری ہے ہم کافی حد تک اپنے مقاصد کو پورا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں..... اور تم دیکھنا بہت جلد شانتی نامی تنظیم دنیا کی حکومتوں کو امداد فراہم کر کے انسانوں کی بہتری کا سامان مہیا کرے گی اور ماہر طمابائی اس میں ہمیں تمہارا تعاون بھی درکار ہو گا۔"

"اسی تعاون کے حصول کے لئے تم نے "ہیا" کے نام پر دھوکا دے کر مجھے یہاں بلوایا ہے۔"

وانگ چو کے چہرے پر ایک لہر سی آ کر گزر گئی اور اس نے حیران آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھا نہیں۔"

"گیرٹ میئر کو جو کتاب تم لوگوں نے دی تھی اس میں چنگ ہاری میں آباد تسامہ اولوکا کے سربراہ کے طور پر "ہیا" کو بتایا گیا تھا اور مجھے "ہیا" ہی کے نام پر یہاں بلایا گیا تھا یقیناً اس لئے کہ تم مجھے اپنے جال میں گرفتار کر لو۔"

وانگ چو نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "نجانے تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

جواب میں' میں نے میٹر کی پوری کہانی اسے سنا دی اور وہ ششدر رہ گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"نہیں..... جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ یہاں ہم لوگوں کی ڈیوٹیاں لگتی ہیں۔ میں کافی عرصے سے یہاں موجود ہوں اور مجھ سے پہلے جو شخص یہاں سے گیا ہے اس نے مجھے اپنی تمام کارکردگی کی تفصیلات بتا دی ہیں۔ اگر گیرٹ میٹر نامی کسی شخص کو یہاں سے ایسی کسی جعلی کتاب کے ذریعے بھیجا جاتا تو کم از کم میرے علم میں یہ بات ضرور لائی جاتی اور مجھ سے کہا گیا ہوتا کہ تم آنے والے ہو اور میں تمہارے استقبال کا خیال رکھوں' لیکن چونکہ یہ بات مجھے نہیں بتائی گئی اس لئے میں یہی کہہ سکتا ہوں ماہر طہابی کہ تمہیں جو بات بتائی گئی ہے وہ غلط ہے۔"

"کیا ایک ایسا شخص جو چند لمحات کے بعد موت کی آغوش میں جانے والا ہو' مرتے ہوئے جھوٹ بول سکتا ہے۔"

"ایسا ہوتا تو نہیں ہے' لیکن یہ بات میرے علم میں نہیں ہے اور اصولی طور پر بھی یہ غلط ہے۔ ہمیں تو تمہاری محبت' تمہارا تعاون درکار ہے' اس کے لئے تمہیں دھوکے سے بلا کر تو یہ سب کچھ نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔"

"کیا چنگ ہاری کے دامن میں تسامہ اولو کا آباد ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"ایک چھوٹا سا قبیلہ جس کا کوئی سردار نہیں ہے۔"

"آہ..... پھر "ہیا" کہاں ہے۔" میں نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ وانگ چو خاموش رہا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔ "کچھ کہہ سکتا ہوں ماہر طہابی۔"

"کہو..... کیا کہنا چاہتے ہو.....؟"

"تمہیں شانتی کے بارے میں بتایا جا چکا ہے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ ہم اور ہم سے پہلے کے لوگ تمہیں اور ہیا کو یکجا ہی رکھنا چاہتے تھے اور اب بھی ہم یہی چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب.....؟"

"ہماری خواہش ہے تم دونوں بھائی یکجا ہو جاؤ۔ تب ہی شانتی کے مقاصد پورے ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں تمہارا تعاون درکار ہے۔ اس وقت بھی میں نے اس خیال سے تمہیں اپنے ساتھ کی پیش کش کی تھی۔"

"مگر ہیا.....؟"

"تم اس کی تلاش میں آئے ہو نا....."

"ہاں....."

"اب شانتی پوری دنیا میں اسے تلاش کرے گی۔ اس کے لئے تمہاری مدد درکار ہو گی۔"

"تمہارا مطلب ہے....."

"ہاں' تم دیکھو گے' ہم ہیا کو کس طرح تلاش کریں گے۔"

"اب تک تم نے ایسا کیوں نہ کیا.....؟"

"اس لئے کہ تم نگاہوں کے سامنے نہیں تھے۔ اگر ہیا ہمیں مل جاتا تو تمہیں کہاں تلاش کرتے۔" میں سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔

"بہت پہلے' مجھے اور ہیا کو جدا کر دیا گیا تھا۔ اس وقت ایک شخص پنڈت رائے تھا' تمہیں اس کے بارے میں معلوم ہے۔" ایک لمحے کے لئے یوں لگا جیسے وانگ چو کے بدن کو جھٹکا لگا ہو' لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا تھا۔ پھر وہ بولا۔

"شانتی کے ہمدردوں اور خدمتگاروں میں دنیا کے بہت سے لوگ شامل ہیں جو اپنے فنون کے ماہر بھی ہیں' ان میں سائنس دان' ڈاکٹر' تاریخ دان' آثار قدیمہ کے ماہرین' اپنے اپنے علوم میں یکتا لوگ' سب ہی ہیں' پنڈت ہیوبرٹ' پنڈت رائے' یہ سب شانتی کے کارکن تھے۔"

"ہیوبرٹ تو مر چکا ہے۔"

"ہاں....."

"اور پنڈت رائے....."

"وہ لاپتہ ہو گیا ہے....."

"زندہ ہے۔"

"شاید' اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔"

"تو اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔"

"کچھ نہیں' تم ہمارے قابل احترام مہمان ہو۔ یہاں آرام سے رہ سکتے ہو' اگر تمہارا دل قبول کرے' اگر شانتی کے بارے میں مکمل معلومات کے بعد تم پسند کرو تو ہم میں شامل ہو جاؤ۔ تمہیں تربیت دی جائے گی اور پھر تمہیں بہت بڑا مقام حاصل ہو گا۔"

"اور ہیا.....؟" میں نے پوچھا۔

"اس کی تلاش اور اس کا حصول تو شانتی کا سب سے اہم مقصد ہو گا۔"

"میں سوچنا چاہتا ہوں۔"

"جب تک دل چاہے ماہر..... کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔" وانگ چو نے مسرور لہجے میں کہا۔

اپنی قیام گاہ میں ڈوم نے کہا۔ "عظیم آقا' ایک طرف تو یہ لوگ دنیا کی بہتری کے لئے برسوں سے کام کر رہے ہیں دوسری طرف انہوں نے ان بستیوں کو تاراج کرنے کے لئے ہیلی کاپٹروں کا انتظام کیا ہے۔ دونوں باتیں ایک جیسی تو نہیں ہیں۔"

"یہ جھوٹے ہیں اور ہمیں وہی کرنا ہے جو ہمارے لئے بہتر ہو' وہ کہتے ہیں گیرٹ میرز ان کا ساتھی نہیں تھا' پھر وہ کون تھا اور اس نے مرتے ہوئے اپنے گناہ کا اعتراف کیوں کیا تھا۔"

"اس لئے آقا کہ وہ جھوٹے ہیں۔" ڈوم نے کہا' پھر ہم خاموش ہو گئے۔ وہ رات کا آخری پہر تھا اور شاید میں سو رہا تھا کہ میرے ذہن نے ایک خواب بنا..... یہ میری زندگی کا پہلا خواب تھا۔ اس سے پہلے میں نے کبھی خواب نہیں دیکھا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں ایک تاریک وادی میں سفر کر رہا ہوں۔ اندھیرا اتنا شدید ہے کہ مجھے کچھ نہیں نظر آ رہا۔ میں ہر قدم پر ٹھوکر کھا رہا ہوں اور میرے وجود میں بے چینی ابھر رہی ہے۔ میں گھبرا رہا ہوں۔ اچانک ایک دور کے فاصلے پر ایک ستارہ نمودار ہوتا ہے اور مجھے روشنی کی کرن نظر آتی ہے۔ اس بھیانک تاریکی میں یہ ستارہ مجھے بہت بھلا لگتا ہے۔ اور میں اس پر نگاہیں گاڑ دیتا ہوں۔ پھر اچانک ہی ستاروں کا وہی طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو میں نے اکثر دیکھا ہے۔ مجھے ستاروں کی چھاؤں میں وہی انسانی ہیولہ بھی نظر آتا ہے اور میں اس جانب قدم بڑھا دیتا ہوں۔ میری جستجو ہے کہ مجھے ستاروں والی نظر آ جائے۔ میں اس کی جانب قدم بڑھاتا ہوں تو وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوڑنا شروع کر دیتی ہے اور میں اس کا پیچھا کرتا ہوں دوڑتے ہوئے بھی اس کے ہاتھوں سے ستارے منتشر ہوتے رہتے ہیں اور وہ مجھے راستہ بتاتی چلی جاتی ہے' مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں میدانوں' سمندروں' صحراؤں اور پہاڑوں سے گزر رہا ہوں۔ پھر مجھے وہ عجیب و غریب وادی نظر آتی ہے۔ اطراف میں جنگل بکھرے ہوئے ہیں۔ درمیان میں کھنڈرات کا ایک وسیع و عریض سلسلہ اور ان کھنڈرات میں لوگ چلتے پھرتے نظر آ رہے ہیں۔ سایوں کی مانند نجانے کون لوگ تھے وہ۔ بہرحال میں ان کے درمیان سفر کرتا رہا اور پھر ایک جگہ جا کر رک گیا۔ تب ستاروں والی بھی رک گئی اور اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دی۔ یہ محسوس ہوا جیسے آسمان پر چمکنے والے چاند میں اچانک نسوانی خد و خال نمودار ہو گئے ہوں اور اس قدر دل کش اور جان نواز کہ انسانی آنکھ اس پر سے ہٹ نہ سکے۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلائے مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کر رہی ہے۔ میں ایک قدم آگے بڑھاتا ہوں۔ تب ہی میرے کانوں میں ایک ننھی سی آواز ابھرتی ہے اور میں رک جاتا ہوں۔ پھر پلٹ کر دیکھتا ہوں تو مجھے یہی عبادت گاہ نظر آتی ہے جہاں میں اس وقت موجود تھا اور وہ آواز..... وہ آواز تو میرے دل و جان میں بسی ہوئی تھی۔ وہ آواز مجھے دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز تھی۔ ستاروں والی اس کے سامنے کچھ بھی نہیں تھی' لیکن آواز کا مرکز مجھے نظر نہیں آتا اور میں بے بسی سے پلٹ کر ستاروں والی کو دیکھتا ہوں' لیکن اب وہی گہری تاریکی اور اس تاریکی کے سوا کچھ نہیں۔ پھر قدموں کی چاپ اور اس کے بعد ستاروں والی کی خوشبو' لیکن یہ خوشبو مجھے عالم ہوش میں محسوس ہوئی تھی اور قدموں کی وہ چاپ بھی

ابھی تک میرے کانوں میں ابھر رہی تھی جس نے مجھے ہوش دلایا تھا۔

میں بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھا اور دوڑ کر باہر نکل آیا تب ہی میں نے ایک سفید لباس میں ملبوس لڑکی کو آگے جاتے ہوئے دیکھا۔ خوشبو باہر بھی موجود تھی۔ میں نے لمبی لمبی چھلانگیں لگائیں اور اس لڑکی کے قریب پہنچ کر اسے شانے سے دبوچ لیا۔ چوں چیں چاں کی آوازیں بلند ہوئیں اور سہمی ہوئی لڑکی نے پلٹ کر مجھے دیکھا' لیکن آہ یہ تو وہی گیشا تھی' وانگ چو کی ساتھی اس کے حلق سے چوہوں جیسی آواز نکل رہی تھی' میں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اس طرح سرپٹ بھاگی جیسے چوہا بلی کے چنگل سے چھوٹ کر بھاگتا ہے۔ میری نگاہیں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں' پلٹ کر دیکھا تو ڈوم کو خاموش کھڑے پایا۔

"ڈوم تم کوئی خوشبو محسوس کر رہے ہو.....؟"

"ہاں عظیم آقا اور یہ خوشبو میری شناسا ہے۔"

"ڈوم' آج ایک عجیب بات ہوئی ہے۔"

"کیا آقا.....؟"

"میں نے خود متحرک نہ ہو کر ایک عجیب وادی میں سفر کیا ہے۔"

"اسے خواب کہتے ہیں آقا۔"

"ہاں' میں جانتا ہوں' لیکن وہ ایک انوکھا خواب تھا تاریکی اس قدر تاریکی کہ خود اپنا وجود محسوس نہ ہو۔"

"آہ..... یہ چاہ ظلمات تھا۔" ڈوم کے منہ سے نکلا۔

میں اس کی بات سے بے نیاز اسے اپنا خواب سناتا رہا اور وہ درمیان میں سوچتا رہا۔

"اور درختوں میں جالے لپٹے ہوئے تھے۔"

"ستاروں والی مجھے کھنڈرات میں لے گئی یہاں سائے متحرک تھے' پھر اس نے اپنا چہرہ نمایاں کر دیا۔"

"وہ کور کے کھنڈرات تھے' کیا وہاں ایک بلند پہاڑ بھی تھا جس کے دامن میں وسیع چبوترہ بنا ہوا تھا۔"

"ہاں اور اس پر تین ستون نمایاں تھے' لیکن پھر میرے ہیا نے مجھے آواز دی اور..... اور....." میں اچانک چونک پڑا اور میں نے حیرت سے ڈوم کو دیکھا۔ "کیا تو میرے خواب میں بھی میرے پیچھے تھا۔"

"نہیں آقا..... یہ بات نہیں ہے۔"

"پھر جو کچھ تو کہتا رہا ہے۔"

"وہ میری بستی کی کہانی ہے آقا..... جو تمہاری زبان سے ادا ہوئی' میں نے وہ سب کچھ جاگتی آنکھوں سے دیکھا ہے' آقا تم نے عالم نوم میں افریقہ کا سفر کیا ہے اور..... آقا.....

آشا تمہیں اپنے پاس بلانا چاہتی ہے' وہ تمہیں بار بار پکارتی ہے۔ ستارے اس کی آواز ہیں وہ تمہیں ان ستاروں کی رہنمائی میں سفر کی دعوت دیتی ہے۔ تم جب بھی اس کی دعوت قبول کر لو۔"

"آشا کیا ہے ڈوم....؟"

"کور کی مقدس دیوی جو صدیوں سے اپنے محبوب کی تلاش میں ہے' آتش زادی' کور کی تقدیر پر حکمران ہے' بس اتنا ہی جانتا ہوں میں' کیونکہ اس کے بعد میں ان بزرگوں کے درمیان نہ رہا جو مجھے یہ کہانیاں سناتے تھے۔"

"لیکن...... وہ مجھے کیوں پکارتی ہے.....؟"

"یہ میں نہیں جانتا آقا۔" ڈوم نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔ پھر میں بہت کچھ سوچتا رہا تھا۔ شانتی کے لئے میرے دل میں نفرت تھی' ان لوگوں نے میرا طویل وقت برباد کیا تھا' لیکن وانگ چو کہتا تھا کہ سرے سے ان لوگوں کا ان واقعات سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ ایسے عالم میں کسی کو مجرم گردان کر اس کے خلاف کارروائی کرنا بھی تو ایک مشکل کام تھا۔ اپنے ضمیر کو آمادہ کرنا اور وہ بھی اس طرح کہ حقیقتوں کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ آہ کتنا وقت برباد ہوا تھا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے اپنے ساتھ شامل کر کے وہ "ہیا" کو تلاش کریں گے اور میری تکمیل کریں گے لیکن کیا اس کام کے لئے میں اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دوں یہ تو بہتر لوگ نظر نہیں آتے اور ان کے پاس ایک آسان ذریعہ ہے۔ وہ مجھے استعمال کرتے رہیں گے جس طرح بھی وہ چاہتے ہیں' اور یہ کہتے رہیں گے کہ ہیا کی تلاش جاری ہے گویا اپنے آپ کو مفلوج کر کے ان کی آغوش میں ڈال دیا جائے یہ تو ممکن ہی نہیں..... ہاں میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا چاہے ہیا کی تلاش میں زندگی کا یہ سفر اختتام تک پہنچ جائے دوسروں پر بھروسہ نہیں کر سکتا' جو کچھ کرنا ہے مجھے خود ہی کرنا چاہئے اور یہی مناسب بات بھی ہے۔

میں نے بہت سوچا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ یہاں رکنا کسی طور میرے لئے ممکن نہیں ہے لیکن وانگ چو نے مجھے وقت دیا تھا اور وہ میرے آرام و آسائش کے لئے اقدامات کر رہا تھا' لیکن میں نے ڈوم سے کہا۔

"ڈوم اب ہمیں واپسی کے سفر کی تیاریاں کرنا ہوں گی....."

"عظیم آقا' ٹھیک ہے یہاں رکنا بھی بے مقصد ہی ہے۔"

"اور میں تجھ سے پھر یہی سوال کروں گا کہ کیا تو اپنی قیمتی زندگی میرے ساتھ ہی ختم کر دے گا' جبکہ یہ مناسب نہیں ہے۔"

"اور تم کیوں تسلیم نہیں کرتے آقا کیا میری کوتاہیوں کی بنا پر کہ میں تمہارے ہی وجود کا ایک حصہ ہوں اور تمہارا سایہ ہوں میں..... اور اگر سائے جدا ہو سکتے ہیں تو بے شک مجھے زمین کے کسی بھی خطے میں چھوڑ دینا۔ ہاں یہ بات بھی میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں

کہ جب میں محسوس کروں گا کہ اب میں تمہارے قابل نہیں رہا تو تمہیں بتا دوں گا آقا....."

"تو بھی عجیب انسان ہے ڈوم....."

"میں..... میں نہیں آقا..... میں تم ہوں....."

سو پھر یوں ہوا کہ دوسری رات اس وقت جب میں پھر کوئی خواب دیکھنا چاہتا تھا لیکن جاگ رہا تھا میری آنکھوں میں دھندلاہٹیں بسی ہوئی تھیں اور میں سوچ رہا تھا کہ شانتی میں موجود کسی شخص کو نقصان پہنچانا میرے لئے بے سود ہی ہے۔ وانگ چو کو قتل کر دوں؟ کیا حاصل ہو گا؟ یہاں اور لوگوں کو بھی مار دوں' مجھے کیا ملے گا؟ جب ایک بات کا ثبوت ہی نہیں مل سکا چاہے وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو تو پھر ان کے خلاف انتقامی کارروائی بے مقصد ہی ہے اور یہی بہتر ہے کہ میں خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤں کہ اچانک مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کچھ نادیدہ نگاہیں میرے دماغ کو ٹٹول رہی ہوں۔

میں نے حیرانی سے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا' لیکن کچھ بھی نہ تھا۔ ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی' لیکن پھر ایسے ہی محسوس ہوا جیسے کوئی میری دماغی رگوں کو ٹٹول رہا ہے میں نے حیرانی سے چاروں طرف دیکھا۔ سر کو بری طرح کھجایا تو ایک آواز ذہن میں گونجی۔ "مجھے بھول گیا..... تو مجھے بھول گیا....."

میں حیرانی سے اس آواز پر غور کرنے لگا۔ اجنبی آواز تھی' ناقابل فہم' ناقابل یقین..... میں حیرانی سے چاروں طرف دیکھنے لگا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے' تو پھر وہی آواز ابھری.....

"تیرا انتظار کر رہا ہوں میں۔ آ اپنی جگہ سے اٹھ میں تیری رہنمائی کرتا ہوں۔ میری آواز کے ساتھ ساتھ سفر کرتا ہوا چلا آ....." میں نے حیرت زدہ نگاہوں سے ڈوم کو دیکھا۔ ڈوم گہری نیند سو رہا تھا۔

آواز کا راز میری سمجھ میں نہیں آ سکا تو پھر اس آواز نے کہا..... "دیکھ دیر نہ کر تو آ جا باقی سب ٹھیک ہی ہے....." اور نجانے کس جذبے کے تحت میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ یہ کون ہے' یہ کس کی آواز ہے.....

"دروازے سے نکل اور سیدھا اس سمت چلا آ جہاں راستہ اوپر کو جاتا ہے اور ڈھلان سے بنے ہوئے ہیں۔" میں نے دن کی روشنی میں یہ ڈھلان دیکھے تھے اور یہ دیکھا تھا کہ عبادت گاہ میں ایک ایسا راستہ اوپر کی سمت جاتا ہے' میرے قدم خود بخود اس راستے پر اٹھ گئے اور جب میں اوپر پہنچا تو آواز نے میری رہنمائی کی۔

"اب بائیں سمت مڑ اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر چلا آ' دو افراد یہاں ایک جگہ نظر آئیں گے تجھے ان دونوں کو گہری نیند سلا دینا ہے' چاہے وہ موت کی نیند کیوں نہ ہو....."

تب میں نے ان دونوں کو دیکھا جو ایک غار نما دروازے پر پہرے داروں کی شکل میں کھڑے

ہوئے تھے وہ مستعد نظر آ رہے تھے۔ دونوں ہی مجھے دیکھ کر چونکے اور پھر سوالیہ انداز میں آگے بڑھ کر میرے قریب پہنچ گئے۔

"یہاں اس غار کے دوسری طرف کیا ہے؟"

"معزز مہمان' ادھر جو کچھ بھی ہے' اسے عبادت گاہ کا راز سمجھو اور یہ راز' راز ہی رہنا چاہئے' ہمیں تم سے تعاون درکار ہے۔"

"لیکن میں اندر جانا چاہتا ہوں' تم مجھے راستہ دو۔" میں نے کہا۔

"آداب میزبانی کچھ ہوتے ہیں تو آداب مہمانی بھی ہوتے ہیں ایک معزز مہمان کو میزبانوں سے تعاون کرنا چاہئے' ہم تمہیں اندر نہیں جانے دیں گے خواہ اس کے لئے....."

اس سے قبل کہ میں ان لوگوں کے خلاف کوئی عمل کرتا اچانک دو ہاتھوں نے آگے بڑھ کر ان کی گردنیں دبوچ لیں۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پیچھے ہٹ کر بار بار ٹکراتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے چہرے لہولہان ہو گئے۔ تب ڈوم نے انہیں آہستہ سے زمین پر لٹا دیا۔ میں نے مسکرا کر ڈوم کو دیکھا اور کہا۔

"حالانکہ میں نے قدموں کی چاپ نہ ہونے دی کہ تو جاگ نہ جائے۔"

"سائے آہٹ کے محتاج نہیں ہوتے۔" وہ بولا۔

"آ..... اندر دیکھیں کیا ہے۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔ اس جانثار شخص کے خلوص کی توہین نہیں کی جا سکتی تھی۔ تاہم میں نے اس آواز کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جو میرے کانوں میں ابھری تھی۔

"کیا میں انہیں ایک طرف لٹا دوں۔" ڈوم نے زمین پر پڑے بے ہوش پہرے داروں کو دیکھ کر کہا۔

"رہنے دے' مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔" میں نے کہا اور ڈوم میرے ساتھ اس غار میں داخل ہو گیا۔ دہانے کے دوسری طرف ایک سرنگ تھی جو طویل نہیں تھی اس کا اختتام ایک کشادہ سے غار میں ہوا جہاں ایک مشعل دیوار میں اڑسی ہوئی تھی اور اس مشعل کی روشنی میں جو کچھ میں نے دیکھا اسے دیکھ کر میرے ذہن کو زور سے جھٹکا لگا تھا۔

یہ وہی بوڑھا تھا' ان لوگوں نے مجھے اس کا نام ویلان سلاوا بتایا تھا۔ اس وقت بھی وہ پابہ سلاسل تھا اور اس کی نگاہیں میری طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ میرا ہی انتظار کر رہا ہو۔ میں بدستور حیرانی سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا تو اس نے کہا۔

"مجھے دیکھنے کے باوجود تو نے مجھے نظرانداز کر دیا اور یہ نہ سوچا کہ ایک مظلوم پابہ زنجیر ہے اس کی مدد کرنی چاہئے۔" بوڑھے کی آواز نے مجھے مزید حیران کر دیا کیونکہ یہی وہ آواز تھی جس نے یہاں تک میری رہنمائی کی تھی۔ میں اس کے اور قریب پہنچ گیا اور ڈوم نے دروازے پر اپنا ٹھکانہ بنا لیا تاکہ باہر سے کوئی مدافعت نہ کی جا سکے تو میں نے بوڑھے سے کہا۔

"کیا تو نے مجھے آواز دی تھی۔ تو نے مجھے پکارا تھا۔"

"ہاں..... میں تیرا منتظر تھا' یہ سوچ رہا تھا کہ شاید میری رحم طلب نگاہیں تیرے ذہن پر اثر انداز ہوئی ہوں اور تو میری مدد کے لئے پہنچے۔"

"لیکن یہ آواز..... یہ آواز میرے کانوں نے سنی تھی یا دماغ نے۔" میں نے سوال کیا اور بوڑھے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ میری آواز تو نے کانوں سے سنی یا دماغ سے۔ میں تو تجھ سے صرف یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا میری بے بسی اور بے کسی تیرے دل پر اثر انداز نہیں ہوئی....."

"میں یہاں اجنبی ہوں اور یہاں کے رہنے والے جو کچھ کہتے ہیں وہی ماننا پڑتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ تیرے عقیدت مند ہیں لیکن تیری دیوانگی نے انہیں مجبور کر دیا ہے کہ وہ تجھے اس طرح رکھیں۔"

"آہ یہ سب فریب ہے۔ جھوٹ ہے۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ تو مجھے ان کے چنگل سے نکال کر لے چلے۔ میں یہاں نہیں مرنا چاہتا' میری عمر اس قدر ہو چکی ہے کہ اب مجھے موت ہی کا انتظار ہے' لیکن دیکھ کیا انسان اسی طرح مرتے ہیں' انہوں نے لوہے کی ان سلاخوں سے مجھے زخمی کر دیا ہے۔ میری ایک آرزو ہے ایک خواہش ہے اگر تو پوری کر دے تو میں تیرا احسان مانوں گا..... میں یہاں نہیں مرنا چاہتا' مجھے یہاں سے نکال کر لے جا۔ میں تیرا شکرگزار رہوں گا' موت کے بعد بھی تیرے اس احسان کو نہیں بھولوں گا۔"

"اگر تو چاہتا ہے تو ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔ لوہے کی جن سلاخوں کو موڑ کر اس کے ٹخنوں میں ڈالا گیا تھا اور اوپر سے کمر میں' ان کے جوڑ بے شک مضبوط تھے' لیکن جب میں نے ان میں انگلیاں ڈال کر اس طرح قوت صرف کی کہ بوڑھے کی دبلی پتلی سوکھی ہوئی ٹانگوں کو تکلیف نہ پہنچے تو میری یہ محنت بار آور ہوئی۔ لوہے کی سلاخوں نے منہ کھول دیئے اور میں نے انہیں اتنا چوڑا کر دیا کہ بوڑھے کی پنڈلیاں ان سے آزاد ہو جائیں۔ پھر یہی عمل میں نے اس کی کمر کے پاس کیا اور اپنی ان کوششوں میں بھی مجھے کامیابی حاصل ہوئی اور بوڑھا بیڑیوں سے آزاد ہو گیا۔ میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اس آزادی کے بعد فوری طور پر مجھے کیا کرنا ہے لیکن بوڑھے نے ان سلاخوں سے آزاد ہونے کے بعد محبت سے میرا ہاتھ پکڑا اور بولا۔

"یہاں سے باہر جانے کے لئے تجھے جنگ و جدل نہیں کرنا ہو گی۔ یہ احمق اتنا نہیں جانتا جتنا میں جانتا ہوں' آ یہاں سے باہر نکلتے ہیں' لیکن ایک بات اور بتا۔ کیا تو ان لوگوں کے درمیان رکنا چاہتا ہے۔ کیا تجھے یہاں کچھ کام ہے۔"

میں نے چند لمحے سوچا' پھر فیصلہ کر لیا کہ بوڑھے کے ساتھ یہاں سے نکل جانا ہی مناسب ہو گا۔ کیا فائدہ یہاں وقت ضائع کرنے سے۔ انتقام کے جو جذبے میرے سینے میں موجزن ہوئے تھے اور حقیقت معلوم ہونے کے باوجود میں جس مقصد کے تحت یہاں آیا تھا۔ یہاں پہنچنے کے بعد وہ بات ہی ختم ہو گئی تھی۔ پتہ نہیں موت کی طرف سفر کرنے والے گیرٹ میئر نے سچ بولا تھا یا جھوٹ اور جب کسی بات کی تصدیق ہی نہ ہو سکی تو انسانی خون بہانے سے کیا فائدہ۔ "ہیا" یہاں موجود نہیں تھا اور اتنا وقت بے کار ہی ضائع ہوا تھا' لیکن یہ بھی تھا کہ میرے پاس ان اشاروں کی سمت دوڑنے کے علاوہ اور کچھ تھا بھی تو نہیں۔ فیصلہ تو کر ہی چکا تھا کہ یہاں رکنا بے کار ہے' چنانچہ اس بوڑھے کے ساتھ ہی نکل جانے میں کوئی حرج نہ سمجھا اور بوڑھے کو سہارا دے کر باہر آ گیا۔

ڈوم نے بھی رخ بدل لیا تھا' وہ تو درحقیقت میرا سایہ تھا اور اس طرح میرے ساتھ کہیں بھی پہنچ جاتا تھا کہ مجھے احساس تک نہ ہو...... تو پھر بوڑھا باہر نکل کر ان لوگوں کو دیکھنے کے بعد جن کے سر زخمی ہو گئے تھے' اس بلندی کے عقبی سمت اترنے لگا اور ہم اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ میں نے ذہن کے دروازے بند کر لئے تھے اور یہی فیصلہ کر لیا تھا کہ بوڑھا جس طرح کہے گا اسی طرح کروں گا۔ وہ تھوڑی دور تک اسی طرح چلتا رہا' پھر ایک ایسی بوسیدہ جگہ رک گیا جو پتھروں کے ڈھیر کی شکل میں کھڑی ہوئی تھی۔ بظاہر وہ مٹھ نما جگہ تھی اور اس کی کچھ اینٹیں اس طرح سرکی ہوئی تھیں جیسے وہاں کوئی سوراخ یا دروازہ ہو۔ بوڑھے نے اپنے کمزور ہاتھوں سے دو تین اینٹیں ہٹائیں پھر میری جانب دیکھ کر بولا۔

"یہاں ایک دروازہ ہے اور دروازے کے دوسری جانب گہرائیوں میں ایک سرنگ ہے'

جس کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں معلوم۔ وہ لوگ اسے بے کار جگہ سمجھتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ سرنگ ہمیں بہت دور اور انتہائی محفوظ طریقے سے ایک عبادت گاہ تک لے جائے گی اور ہم بیرونی سفر کی صعوبتوں سے بھی بچ جائیں گے' وہ محفوظ جگہ ہے۔"

اس سے پہلے کہ میں اس دروازے کے لئے کوشش کرتا۔ ڈوم نے آگے بڑھ کر اینٹوں کو ایک جانب سرکا دیا۔ پہلے بوڑھا اس میں داخل ہوا تھا اور اس کے بعد میں اور پھر ڈوم۔ ہمیں تقریباً سات یا آٹھ فٹ نیچے کودنا پڑا تھا' وہ بالکل ایک کنواں جیسا معلوم ہوتا تھا' لیکن اس کے بعد سامنے کی سمت ایک خوب چوڑی سرنگ آگے بڑھتی ہوئی نظر آ رہی تھی اور یہ واقعی ایک ناقابل یقین سی جگہ تھی۔ بوڑھا رک کر ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ آگے بڑھنے لگا۔ چند قدم آگے بڑھ کر اس نے کہا۔

"یہاں تمہیں نہ تو گھٹن محسوس ہو گی اور نہ ہوا کی کمی اور نہ برف کی سردی۔ یہ لاماؤں کی بنائی ہوئی سرنگ ہے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے رابطے کے لئے رکھی تھی۔ شاید اس علاقے کی کہانی تمہیں معلوم ہو۔"

میں نے بوڑھے کی ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا اور ہم لوگ آگے بڑھتے رہے۔ فاصلے مختصر نہیں تھے لیکن مضبوط بوڑھا جو دیکھنے میں قطعی ایسا نظر نہیں آتا تھا پرسکون انداز میں سفر کرتا رہا اور یہ طویل ترین سفر اس وقت ختم ہوا جب سرنگ کی چھت میں جگہ جگہ بنے ہوئے سوراخوں میں سے اجالا اندر رینگنے لگا۔ ویسا ہی ایک دوسرا مٹھ اس جگہ بھی موجود تھا اور جب ہم اس مٹھ کے اوپر پہنچے تو ہم نے اپنے آپ کو ایک اور بوسیدہ عبادت گاہ میں پایا۔ یہ بھی ویران پڑی ہوئی تھی۔ بہت چھوٹی سی کھنڈر نما عمارت' لیکن تھوڑی سی محنت سے اسے صاف ستھرا کر کے اس قابل بنایا جا سکتا تھا کہ وہاں رات بھر کے سفر کی تھکن کو دور کیا جا سکے۔ بوڑھا اس قدر تھکا ہوا نظر نہیں آتا تھا جتنا ہمارے تصور میں تھا۔

ڈوم بھی ہمیشہ کی مانند مستعد اور بہتر حالت میں نظر آ رہا تھا۔

اینٹوں کے درمیان جگہ صاف ستھری کر کے بوڑھے نے اینٹوں کا تکیہ بنایا اور زمین پر دراز ہو کر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ میں اور ڈوم یہ سوچ رہے تھے کہ باہر نکل کر ذرا اطراف کا جائزہ لیا جائے کہ ہم کس جگہ ہیں اور کوئی نیا عذاب تو ہمارا منتظر نہیں ہے۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ جو سفر طے کر کے ہم یہاں تک آئے تھے وہ انتہائی پرسکون اور گرم سفر تھا جبکہ اگر بیرونی ذریعے سے ہم اس راستے کا سفر کرتے تو برف کی صعوبتیں اور ناہموار راستے نجانے کتنی مشکلات کا باعث بنتے۔

بوڑھے کے انداز میں کھولت نمایاں تھی چنانچہ ہم اس جگہ سے باہر نکل آئے۔ تب ہم نے دور دور تک نگاہ دوڑائی۔ یہ دیکھ کر ہلکی سی مسرت کا احساس ہوا کہ بہت دور' اتنی

دور کہ وہاں تک سفر کرتے ہوئے سورج سر سے گزر جائے' آبادی نظر آ رہی تھی۔ فضا میں چکراتا ہوا دھواں اور اونچی عمارتوں کے سرے یہ احساس دلا رہے تھے کہ کوئی باقاعدہ شہر ہے۔

"یہ علاقے بھی خوب ہیں آقا۔ کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا۔" ڈوم نے تبصرہ کیا۔ پھر چونک کر بولا۔ "آہا دیکھو وہ ہماری خوراک جا رہی ہے۔ کلیلیں کرتی ہوئی۔"

ڈوم کا اشارہ پہاڑی بکرے کی طرف تھا۔ جو خوب توانا نظر آ رہا تھا' میرے اشارے پر ڈوم نے زقند لگائی اور کچھ دیر کے بعد بکرے کو شانے پر لادے ہوئے واپس عبادت گاہ میں آ گیا۔ یہاں پتھروں کے رخنوں میں اگی ہوئی جھاڑیوں نے بعد کے معاملات میں مدد کی' لیکن جب ایک بڑی جھاڑی میں شعلے بلند ہوئے تو جھاڑی کے مکین نکل بھاگے۔ یہ بہت بڑے بڑے سفید بچھو تھے جو گرمی پا کر باہر نکلے تھے۔ پھر بھارا مار کر جدھر منہ اٹھا تھا بھاگ نکلے تھے۔

"ہم نے ایک آبادی تباہ کر دی ڈوم....." میں نے مسکرا کر کہا۔ گوشت بھننے کی خوشبو پا کر ویلان سلاوا بھی باہر نکل آیا۔ پھر اس نے بھی ہمارے ساتھ کچے پکے گوشت کے ٹکڑے چبائے تھے' پھر اس نے کہا۔

"ذرا بلندی پر چڑھ کر دیکھو' پہاڑ پار بھاندر متی آباد ہے۔"

"بھاندر متی کیا ہے....؟"

"کبھی کسی زمانے میں یہ گھنی آبادی والا شہر تھا۔ اب نہ جانے کیا ہو۔"

"تم ان علاقوں کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو۔"

"ہاں میں نے آزادی کی وقت بہت سے سال ان علاقوں میں گزارے ہیں۔"

"آزادی کی وقت....؟"

"ہاں....."

"ان لوگوں نے تمہیں قیدی کیوں بنایا تھا.....؟" میں نے سوال کیا تو بوڑھا سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔

"نہ جانے تم کون لوگ ہو اور تمہارا ان لوگوں سے کیا تعلق ہے' لیکن مجھے یہ علم ضرور ہے کہ تم ان کے ساتھ نہیں ہو اور نہ میرے بارے میں جانتے ہو۔ ورنہ میری مدد نہ کرتے۔ وہ جگہ جہاں سے ہم یہاں تک آئے ہیں شانتی بھون کہلاتی ہے۔"

"ہاں' یہ ہمیں معلوم ہے۔"

"کسی زمانے میں' یہ پچاس سال سے کچھ زیادہ پہلے کی بات ہے ہم نے اسے شانتی بھون کا نام دیا تھا۔ اس وقت بہت سے انسانیت کے محسن اس کی تعمیر میں شریک تھے۔ شانتی بھٹکی ہوئی انسانیت کو نجات کی راہ پر لانے کے لئے ایک راستے کے طور پر بنائی گئی تھی'

انسان سے محبت کرنے والوں کی تنظیم تھی یہ' لیکن پھر اس میں کالی بھیڑوں کا بسیرا ہوتا چلا گیا۔ غلطی ہم سے ہی ہوئی تھی۔ ہمیں ان کا خیال رکھنا چاہئے تھا' لیکن ان کے دلوں میں شیطان تھا' پھر شیطان نے کام دکھایا۔ دولت کے حصول کا کھیل شروع ہو گیا جو اصل تھے وہ یا تو پیچھے ہٹ گئے یا پھر مار دیئے گئے کچھ میری طرح قیدی بن گئے اور قید میں ہی ختم ہو گئے۔"

"اس تنظیم کے بانی کچھ اور لوگ تھے۔"

"ہاں وہی' جو ہمیشہ سولی پر چڑھتے رہے ہیں۔"

"یہ لوگ اب کیا کرتے ہیں....؟"

"دنیا بھر سے دولت بٹورتے ہیں انسانیت کے نام پر اور عیش کرتے ہیں۔" بوڑھا مغموم لہجے میں بولا۔

کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی تھی' پھر بوڑھے نے چونک کر کہا۔ "مگر تم کون ہو۔ ان علاقوں میں کیوں نکل آئے' کسی نروان کی تلاش میں؟"

"نہیں' میری مشکل کچھ اور ہے۔"

"آہ کاش..... میں تمہارے کسی کام آ سکوں۔ اگر دل گواہی دے تو مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔" میرے دل نے گواہی دی اور میں نے بوڑھے کو اپنی کہانی سنا دی۔ وہ دیر تک حیرانی سے مجھے دیکھتا رہا۔ پھر گردن ہلا کر بولا۔

"ضرور تمہارے اندر ایسی کوئی خاص بات ہے جس کی بناء پر وہ تم میں اتنی دلچسپی لے رہے ہیں' مگر پنڈت رائے' اس شخص کے بارے میں مجھے معلوم ہے۔"

"کیا....؟"

"وہ بھی لالچی انسان تھا' مگر ان سب سے زیادہ چالاک اور کچھ پراسرار علوم کا جاننے والا۔ وہ افریقہ میں رہتا ہے اور اس نے ایسا حصار بنا لیا ہے جسے یہ نہیں توڑ سکے۔ اصل میں وہ افریقی لوک کہانیوں میں دلچسپی لیتا تھا اور زمانہ قدیم کے "کور" پر ریسرچ کر رہا تھا۔"

"کور....." ڈوم نے چونک کر کہا۔

"ہاں' ایک پراسرار داستان کا مرکز تاریک افریقہ کی ایک انوکھی سرگزشت کا مسکن۔ جس میں غسل آتش کرنے والی کا ذکر ہے۔ دیوی ہیسیا کی کہانی ہے۔"

"کیا وہ کہانی سچ ہے۔" میں نے سوال کیا۔ بوڑھا پھر سوچ میں ڈوب گیا' پھر بولا۔

"رات کی تاریکی میں تم نے کبھی سروں پر پھیلے آسمان کو دیکھا ہے۔ اس میں بکھرے ستارے دیکھے ہیں۔ ان ستاروں میں پراسرار تحریک دیکھی ہے۔ بتا سکتے ہو وہاں کیا ہوتا ہے۔"

"نہیں....."

"یہی زمین کی کہانی ہے۔ ہم تو بہت کم جانتے ہیں' لیکن بہت کچھ ہے..... نہ جانے کیا کیا۔"

"ہم پنڈت رائے کی بات کر رہے تھے۔"

"وہ تنظیم سے منحرف ہو گیا۔ اس نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔"

"اب وہ کہاں ہے۔"

"شاید افریقہ میں اپنے مرکز میں۔"

"زندہ ہے۔"

"ہاں' یہ لوگ اس کی بات کرتے ہیں' آہ..... جس ہیا کی تم بات کرتے ہو ضرور وہ اس کے پاس ہے۔ ایک بات بتاؤ کیا تم سیسٹک ہو۔ یا سیسٹالک ہو.....؟"

"شاید..... وہ لوگ یہی کہتے ہیں۔"

"یقیناً تم وہی ہو کبھی کبھی وہ تمہاری بات کرتے ہیں ضرور وہ تمہاری بات کرتے ہیں۔"

"کیا..... مجھے بتاؤ۔"

"مجھ سے بھی پوچھا تھا انہوں نے۔ ارے سارا عقدہ ہی کھل گیا۔" بوڑھے کو جیسے بہت کچھ یاد آگیا۔ اور میں اسے گھورنے لگا۔ پھر میں نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرے اندر انتظار کی صلاحیت نہیں ہے۔"

"بہت سے عقدے کھل گئے ہیں' ضرور ایسا ہی ہے۔ یہ انسان کے اندر قدرت کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں کا سائنسی نام ہے' بہت سے لوگ قدرتی صلاحیتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔ بے وقوف انسان..... انسان خود پر نازاں ہوتا ہے' کوئی بڑا کام کر کے وہ سوچتا ہے کہ یہ اس نے کیا ہے۔ یہ غور نہیں کرتا کہ وہ کیا عوامل تھے جن کی بنیاد پر اس نے یہ مرتبہ حاصل کیا۔ کوئی نامور جرنیل ہوتا ہے' کوئی عظیم سائنس دان اور موجد' کوئی بڑا کھلاڑی۔ وہ خود کو نہیں پہچانتے کہ اندر سے وہ کیا ہیں۔ کائنات میں بکھری ہوئی بیکراں خلا میں ستاروں کی گردش' سیاروں کی رد و بدل ان کی اپنی کاوش نہیں ہوتی۔ ڈور کہیں اور سے ہلتی ہے۔ ان کے درمیان یہ تنازع چلا تھا' قدرت کی دی ہوئی قوتوں میں سے ایک قوت آئی جینٹک قوت بھی ہے۔ یہ دو طاقتوں کا ملاپ ہے۔ سیسٹک اور سیسٹالک جب یکجا ہوتے ہیں تو آئی جینٹک بن جاتے ہیں اور آئی جینٹک ضرور کوئی نامور سائنس دان' کوئی موجد یا درویش ہوا ہے۔ اس کا دماغ کائنات کے وہ عقدے حل کرتا ہے جو دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ سچے خواب دیکھتا ہے اور پوشیدہ حقیقتیں منکشف کرتا ہے جو زمین میں چھپے ہوئے دفینوں سے متعلق بھی ہو سکتی ہیں اور انسانی بقا کے لئے ان جڑی بوٹیوں سے متعلق بھی جو ہر بیماری کا علاج ہوتی ہیں۔ دولت کے یہ پجاری آئی جینٹک کی تلاش میں ہیں جو ان پر زمین میں پوشیدہ خزانوں کے دروازے کھول دے' آہ یہی بات ہے' سو فیصد یہی' لیکن قدرت نے

ایک اور کرشمہ دکھایا اس نے یہ طاقتیں دو حصوں میں تقسیم کر دیں تم میں سے ایک سیسٹک ہے اور دوسرا سیسٹالک' دونوں مل کر آئی جینٹک بنتے ہیں۔ بیشک جسے تم ہیا کہتے ہو وہ تمہارے بدن کا ایک ٹکڑا ہی ہے جس کے بغیر تمہاری تکمیل نہیں ہوتی اور جب تک تم اسے نہ پالو گے مضطرب رہو گے۔"

میرے بدن میں سنسنی دوڑ رہی تھی' بوڑھا ویلان سلاوا جو کچھ کہہ رہا تھا میرا ذہن اسے قبول کر رہا تھا۔ یہ سب کچھ حقیقتوں پر مبنی تھا۔ ایسی ہی بات تھی یقیناً ایسی ہی بات تھی اور اس وقت مجھ پر پوری تفصیل کے ساتھ وہ سب کچھ منکشف ہوا تھا جس کے بارے میں سنتا تو چلا آیا تھا لیکن کبھی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ مجھ پر ایک سحر سا طاری ہو گیا تھا' تب میں نے مضطرب لہجے میں کہا۔

"تو ٹھیک کہتا ہے بزرگ' تو بالکل ٹھیک کہتا ہے اور کچھ میں نہیں جانتا' نہ میں نے کبھی اپنی صلاحیتوں کو آزمایا' لیکن یہ سچ ہے کہ ہیا کے بغیر مجھے اپنا وجود خالی محسوس ہوتا ہے۔ آہ وہ واقعی میرے بدن ہی کا حصہ تھا۔ شاید میرے دل کا ایک ٹکڑا جو سینے سے باہر ظہور پذیر ہو گیا تھا۔ بہت مضطرب ہوں میں اس کے لئے۔ میں نے تجھے گیرٹ میئر کی کہانی سنائی' لیکن وہ شخص جس کا نام وانگ چو ہے اس نے اس کہانی کو قبول نہیں کیا۔ سو میں خود بھی وہاں سے نکل آنا چاہتا تھا لیکن تیرا تجربہ تیری بتائی ہوئی تفصیل میرے دل کو بھاتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ تو نے جو کچھ کہا وہی حقیقت ہے۔ آہ اگر میرا ہیا پنڈت رائے کے پاس ہے تو اب تجھے یہ کرنا ہے ویلان سلاوا کہ مجھے پنڈت رائے کے بارے میں تفصیل سے بتا دے۔ میں نے زندگی میں کسی کا احسان نہیں مانا۔ صلے کے جواب میں صلہ دیا ہے میں نے لیکن اگر تو مجھے پنڈت رائے کا پتہ بتا دے تو میں تیرا احسان تسلیم کروں گا اور ویلان سلاوا تیرے اس احسان کو کبھی نہیں بھولوں گا۔"

ویلان سلاوا کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ وہ چند لمحات گہری سوچوں میں ڈوبا رہا' پھر اس نے کہا۔

"لیکن یہ سچائی ہے کہ وہ تجھے افریقہ میں ہی ملے گا۔"

"کیا مطلب.....؟"

"ہاں شاید میری بات میں ربط نہیں رہا۔ میں نے غلط طریقہ اختیار کیا۔ ہوا یوں کہ پنڈت رائے نے شانتی سے اختلاف کیا اور اس سے ہٹ گیا۔ میں نہیں جانتا کہ اس کے تفصیلی عوامل کیا تھے' لیکن جیسا کہ میں نے تجھ سے کہا کہ یہ لوگ مجھے ایک بے ضرر مخلوق سمجھ کر آپس میں ہر قسم کی باتیں کر لیا کرتے تھے۔ سو میں نے انہی کی باتوں سے یہ نتائج اخذ کئے۔ انہوں نے یہاں مشترکہ میٹنگیں کیں اور ان عوامل کا جائزہ لیا کہ پنڈت رائے کا شانتی سے علیحدہ ہو جانا خود تنظیم کے لئے کون سے نقصانات کا باعث بن سکتا ہے اور یہ

ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان کا رہنے والا پنڈت رائے بہت سے سادھوؤں کی صحبت میں رہ کر ان پراسرار علوم سے واقفیت حاصل کر چکا ہے جو دوسروں کی سمجھ میں نہیں آتے، لیکن یہ علوم اس قدر اعلیٰ بھی نہیں کہ وہ ایک آئی جینئک کا درجہ اختیار کر جائیں۔ سو اسے بھی تمہاری تلاش تھی اور اس سلسلے میں شاید ان کے درمیان کچھ اختلافات بھی ہوئے تھے۔ سو پرانی بات ہے جب پنڈت رائے کے بارے میں مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ افریقہ کے ایک مخصوص علاقے میں اپنا مسکن بنائے ہوئے ہے اور وہ علاقہ جو عام راستوں سے ہٹ کر ہے پھریوں ہوا کہ شاید ان لوگوں نے کسی مجرمانہ مقصد کے تحت پنڈت رائے کو تلاش کیا اور اسے نقصانات پہنچانے کی کوشش کی، لیکن پنڈت رائے ان کے ہاتھ نہ آ سکا اور اس نے اپنا مسکن تبدیل کر لیا، لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ وہ دشت کور کی کھوج میں تھا اور اس پراسرار داستان کی تلاش میں جس کا تعلق "ہیا" سے ہے۔"

ڈوم ہمیشہ اپنے قبیلے کا نام سن کر چونک جاتا تھا اور اس کی دلچسپیاں بے پناہ بڑھ جاتی تھیں۔ اس وقت بھی میں نے اس بات کو محسوس کیا تھا اور نجانے کیوں میری زبان پر بھی یہ سوال پھسل آیا تھا۔ میں نے کہا۔

"ویلان سلاوا، ہیا کی کہانی کیا ہے....؟"

ویلان سلاوا نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہا۔ "میں نے کہا نا تم سے کہ کائنات کی وسعتوں میں جس طرح ستاروں کی تحریر ناقابل فہم ہے اسی طرح زمین پر بسنے والے بھی اپنی اپنی الگ کہانیاں رکھتے ہیں اور یہ نمایاں حقیقتیں ہیں کہ بے شمار باتیں ناقابل فہم ہوتی ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کور کے کھنڈرات میں پھیلی ہوئی اس داستان کا صحیح مرکز کیا ہے، لیکن دیوی "ہیسیا" کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ وہ ایک پراسرار وجود ہے جو صدیوں سے زندہ ہے اور اپنے مقصود کی تلاش میں سرگرداں۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ غسل آتش کر کے ہمیشہ نئی زندگی پا لیتی ہے اور اس کے بعد اپنے محور کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔ یہ ایک داستان ہے جس کے مختلف پہلو ہیں اور اگر اس پر ریسرچ کی جائے تو یقینی طور پر حقیقتیں اس طرح نمایاں ہو جائیں گی جس طرح کائنات کے بہت سے سربستہ راز کھل چکے ہیں۔ جیسے چاند کا سفر اور مریخ کی جانب انسانی قدموں کا بڑھنا، البتہ تحقیق کرنے میں خلوص ہونا چاہئے۔ پنڈت رائے بھی انہی لوگوں میں سے ہے جو دولت کے پجاری ہوتے ہیں حالانکہ یہ بھی انسانی ذہن میں موجود ایک مرض ہے کتنا ہی حاصل کر لو اس کا مصرف نہیں دریافت ہو سکتا لیکن چکور بھی چاند کی جانب سفر کرتا رہتا ہے اور پروانوں کی نسلیں شمع کی آگ میں جل کر فنا ہو جاتی ہیں۔ سوچ ہر ایک کے پاس ہوتی ہے لیکن شاید ان سوچوں کا کوئی استعمال نہیں ہوتا۔"

نہ تو میں نے اور نہ ڈوم نے اس سلسلے میں اپنی معلومات کا اظہار کیا، کیونکہ بات بالکل

ہی مختلف ہو جاتی تھی، لیکن یہ اضطراب میرے سینے میں بری طرح ہلچل پیدا کر رہا تھا کہ "ہیا" پنڈت رائے کے پاس موجود ہو سکتا ہے اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں اسے کہاں سے پالوں اور یہ ذہین و تجربے کار شخص یقینی طور پر اس سلسلے میں میرا مددگار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے پھر عاجزی سے کہا۔

"تیری عمر، تیرا تجربہ، اس کائنات کی طرح بے کراں ہے بزرگ شخص، میری عقل کہتی ہے کہ اب نہ تو تیرے اندر کوئی لالچ ہے نہ فریب، مجھے اپنے تجربے کی روشنی دے، مجھے بتا میں اسے کہاں تلاش کروں۔"

بوڑھا دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ "یہ تو حقیقت ہے کہ وہ پنڈت رائے کو نہیں پا سکے۔ ورنہ...... اس کا تذکرہ ضرور ہوتا، ہاں..... ایک کام ہو سکتا ہے۔"

"کیا....؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"مجاہدہ..... مشقت ایک انوکھے علم کا حصول....."

"علم....؟"

"بیشک..... اس کائنات میں علم ہی ایسی دولت ہے جو پائیدار ہے۔ علم نہ ہوتا تو ہم کچھ بھی نہ جانتے۔ علم کائنات میں جینے کی ایک اہم ضرورت ہے۔"

"مگر میرے لئے تو کونسے علم کی بات کرتا ہے؟"

"وہ علم جو تجھے میرے پاس لایا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا....."

"کیا تو نے میری پکار نہیں سنی تھی، کیا تو میری آواز سن کر ہی میرے پاس نہیں آیا تھا؟"

"ہاں...."

"اور کیا میں نے اپنے قریب آنے والے راستوں پر تیری رہنمائی نہیں کی تھی۔"

"بیشک کی تھی۔"

"بتا، کیسے.....؟"

"آہ..... میں نہیں جانتا۔"

"وہ میرا علم تھا جو تیرے ذہن میں بول رہا تھا۔"

"تیرا علم میرے ذہن میں بول رہا تھا.....؟" میں نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"مجھے بتا پھر وہ کونسی آواز تھی جسے تو نے سنا..... اور تیرے قریب موجود تیرا ساتھی اسے نہ سن سکا یا پھر وہ لوگ جنہوں نے تجھے قید کر رکھا تھا۔"

"ہاں، وہ سب کچھ عجیب تھا میرے لئے اور میں ابھی تک اس کی توجیہہ نہیں تلاش کر سکا۔"

"یہ ایک علم ہے اور علم کی کوئی توجیہہ نہیں ہوتی۔"

"لیکن ان باتوں سے میری مشکل کا کیا تعلق؟"

"تجھے ہیا کی تلاش ہے....؟"

"ہاں...."

"اور ہمیں پنڈت رائے کے بارے میں نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے' پھر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ہیا پنڈت رائے کے پاس ہے بھی کہ نہیں لیکن یہ علم تجھے ہیا سے ملا سکتا ہے۔"

"مگر کیسے....؟"

"اسی طرح جیسے میری آواز تو نے اپنے ذہن میں سنی اور میری پکار پر آگیا' اسی طرح اس علم کے حصول کے بعد تیری آواز ہیا سن سکتا ہے' تجھے جواب دے سکتا ہے خواہ وہ کہیں ہو۔"

میرے پورے وجود میں سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے جسم کا کوئی وزن ہی نہ رہا ہو۔ پھر میرے اندر شدید جوش پیدا ہو گیا اور میں نے آگے بڑھ کر بوڑھے کو بھینچ لیا' میرے حلق سے آواز نکلی۔

"وہ علم مجھے دے دے بزرگ سلاوا..... آہ مجھے وہ علم دے دے' میں تیری پوجا کروں گا' میں تجھے اپنا سب سے بڑا محسن تسلیم کروں گا۔"

"ارے..... ارے مجھے چھوڑ... طاقتور نوجوان مجھے چھوڑ دے۔ میں ٹوٹ جاؤں گا' وقت سے پہلے مر جاؤں گا میں....." وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولا اور میں نے جلدی سے اسے چھوڑ دیا..... بوڑھا کھانسنے لگا تھا۔

"میں تو بس روح کا ہو رہا ہوں' ان ہڈیوں کی زندگی تو کبھی کی ختم ہو گئی ہے اور کون جانے یہ روح بھی اب ہڈیوں کے اس پنجرے سے آزادی حاصل کر لے۔"

"کیا تو مجھے یہ علم دے گا....؟" میں نے کہا۔

"ہاں تو میرا محسن ہے' تو نے مجھے میری پسند کی موت مرنے کا موقع دیا ہے' حالانکہ موت ہر جگہ یکساں ہے' لیکن میں ان کے درمیان نہیں مرنا چاہتا تھا۔"

"مجھ سے اور باتیں نہ کر..... مجھے بتا یہ علم مجھے کہاں سے حاصل ہو گا۔" میں نے کہا۔

"ہر علم کے حصول کے لئے مشقت درکار ہوتی ہے' مجاہدہ کرنا پڑتا ہے' تو اس کے لئے تیار ہے....؟"

"میں ہر وہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں جس کا انسانی ذہن تصور بھی نہ کر سکے۔"

"اس کے لئے وقت بھی درکار ہو گا....."

"سب کچھ منظور ہے مجھے' میں سب کچھ کر لوں گا۔"

"ہمیں کچھ اشیاء درکار ہوں گی' ان کا حصول اس آبادی میں ممکن ہے۔"

"یہ کام میں کر لوں گا آقا' مجھے ان اشیاء کی تفصیل بتا دی جائے۔" ڈوم نے پیش کش کی۔

بوڑھے نے ڈوم کو تفصیل بتا دی تھی اور ڈوم نے اسی وقت جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"تجھے جلد واپس آنا ہو گا ڈوم' تو جانتا ہے کہ انتظار....."

"میں جانتا ہوں آقا...."

ڈوم کے جانے کے بعد میں نے ویلان سلاوا سے کہا۔ "مجھے اس علم کے حصول کے بارے میں تفصیل بتا۔"

"سکون' یکسوئی اور صبر' ہر علم کے حصول کے لئے پہلا قدم ہوتا ہے۔ ثابت قدمی سایہ ہوتی ہے' بدن ساکت' روح متحرک ہوتی ہے' یہ جسم کے نہیں روح کے سفر کا کھیل ہوتا ہے' ان اصولوں پر عمل کر کے تجھے مقصود حاصل ہو گا۔"

"میں سب کچھ کروں گا....."

ڈوم کی واپسی بڑی صبر آزما ہوئی تھی' فاصلے میں نے بھی دیکھے تھے اور احساس بھی کیا تھا کہ یہ سب کچھ آسان نہیں ہے' لیکن ڈوم نے مخلص ہونے کا ثبوت دیا تھا' وہ ناقابل تعین وقت میں واپس آگیا تھا اور اس نے ایک گدھے کا وزن لاد رکھا تھا جس میں کھانے پینے کی اشیاء اور ضرورت کا سامان موجود تھا' لیکن اس نے ایک اور کہانی بھی سنائی تھی۔

"آقا.... تھوڑا سا غلط ہو گیا ہے۔"

"کیا....؟" میں نے پوچھا۔

"وہ کم بخت اینا لوئیسا میرا تعاقب کر رہی ہے۔"

"اینا لوئیسا....." میں اچھل پڑا۔

"ہاں' وہ اس آبادی میں اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ موجود تھی اور اس نے مجھے دیکھ لیا۔"

"اوہ.... پھر کیا ہوا....؟"

"میرے ساتھ وہ تمہیں دیکھنا چاہتی تھی' اس نے بہت نرم رویہ اختیار کیا' مجھے ایک باوفا اور معیاری انسان قرار دے کر کہا کہ وہ تم سے ملنا چاہتی ہے۔ میں نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی اور اپنی ضرورتوں کے حصول میں لگا رہا' مگر وہ مسلسل میرا پیچھا کر کے مجھے مجبور کرتی رہی کہ اسے تمہارے بارے میں بتا دوں۔ میں اگر جلدی میں نہ ہوتا تو اس کا قصہ پاک کر کے واپس آتا... لیکن.... مجھے آنا تھا۔"

"آخر میں کیا ہوا....؟"

"وہ میرا تعاقب کرتی اس طرف آ رہی ہے مگر وہ میری رفتار کا ساتھ نہیں دے سکی۔"

"تیرا کیا خیال ہے' وہ یہاں آ جائے گی....؟"

"ہاں، میں اسے جانتا ہوں۔"

"یہ کون ہے....؟" بوڑھے نے پہلی بار مداخلت کی، بعد میں، میں اسے لوئیسا کے بارے میں بتانے لگا۔ بوڑھا سوچ میں گم ہو گیا تھا پھر اس نے کہا۔

"اگر وہ تیری دشمن نہیں ہے اور تجھے قتل نہیں کرنا چاہتی تو چنداں فکر نہ کر تو اپنا کام کر.... ہم اسے سنبھال رکھیں گے۔"

"یہ کرنا ہو گا ویلان سلاوا..... میں اپنے عمل کی تکمیل سے پہلے اور کچھ نہیں کرنا چاہتا، ورنہ....."

"نہیں تجھے ہر خیال سے ماورا ہو کر اپنے عمل کی تکمیل کرنا ہو گی۔ میں تجھے بتا چکا ہوں کہ اس کام کے لئے ذہن کو یکسو رکھنا سب سے پہلی شرط ہے۔ اگر تیرے ذہن کو یکسوئی نہ حاصل ہوئی تو، تو اپنے عمل کی تکمیل نہ کر سکے گا۔"

"میں خود اپنے کام کا آغاز چاہتا ہوں اور یہ بھی تیری ذمے داری ہے ڈوم کہ جس طرح بھی تو چاہے تو اپنا لوئیسا کو مجھ سے دور رکھنا اور بہتر ہے جنگ و جدل سے گریز کرنا۔"

"اس کے لئے تو فکر نہ کر..... میں اس کا ہمراہی ہوں۔" ویلان سلاوا نے کہا۔

ڈوم کی غیر موجودگی میں ہم اس جگہ کا تعین کر چکے تھے جہاں مجھے اپنے اس عمل سے گزرنا تھا۔ عبادت گاہ میں ہی ایک غار بنا ہوا تھا جسے اس دوران صاف ستھرا کر لیا گیا تھا ڈوم کو وہیں تعینات کر کے ہم نے وہ شمعیں لیں، جو ڈوم سے منگوائی گئی تھیں اور بوڑھا ویلان میرے ساتھ اس غار میں داخل ہو گیا، اس نے ماچس سے شمعوں کے نچلے حصے پگھلا کر انہیں ایک جگہ ایستادہ کر دیا، پھر ان میں سے ایک شمع روشن کی اور مجھے دو زانو بیٹھنے کی ہدایت کی، وہ میری مکمل رہنمائی کر رہا تھا اس نے کہا۔ "اور تو اس شمع کی لو پر نگاہیں جمائے رکھے گا تیرے ذہن میں اور کوئی تصور نہیں ہو گا بس اس شعلے کو اپنی نگاہوں میں پیوست رکھنا اور جتنا وقت تیری آنکھیں ساتھ دے سکیں اس پر سے نگاہیں نہ ہٹانا۔ میں تجھ سے تیرے بارے میں پوچھتا رہوں گا اور یہیں تیرے لئے کھانے پینے کی اشیاء جو میں نے منگوا لی ہیں پہنچا دی جایا کریں گی۔ ہر چند کہ اس عمل کی ایک ترتیب ہوتی ہے لیکن نجانے کیوں میرا دل کہتا ہے کہ تو اس ترتیب میں تبدیلی پیدا کر لے گا۔ اپنے ان الفاظ کی وضاحت نہیں کروں گا میں، چل اپنے کام کا آغاز کر....."

اور میں نے شمع کے شعلے پر نگاہیں جما دیں۔ بوڑھا آہستہ قدموں سے باہر نکل گیا تھا۔ میرے ذہن میں اینا لوئیسا بار بار داخل ہو رہی تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کم بخت کس طرح ان آبادیوں تک پہنچ گئی اور کیا واقعی اسے میری تلاش ہے لیکن پھر سلاوا کی ہدایت یاد آئی اور میں نے ان خیالات کو اپنے ذہن سے جدا کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ڈوم بہرحال اینا لوئیسا کو بہتر طریقے سے جانتا ہے اور اس وقت وہ کیا کرے گا، یہ اس پر منحصر

ہے، میں تو غار کے اس ویران گوشے میں اپنے "ہیا" کی تلاش کے لئے سرگرداں تھا۔ شمع کے شعلے پر میری نگاہیں جمی ہوئی تھیں اور میرا ذہن آہستہ آہستہ دوسری سوچوں سے آزاد ہوتا جا رہا تھا۔

پھر وقت گزرنے لگا اور میں اپنے وجود کو آہستہ آہستہ بھولتا رہا، شمع پگھلتی رہی اور اس کا شعلہ میری آنکھوں کے زاویئے سے ہم آہنگ رہا۔ یہاں تک کہ کچھ ہاتھوں نے بجھتی ہوئی شمع کو دوبارہ روشن کیا، لیکن مجھے نہ تو قدموں کی چاپ سنائی دی اور نہ ہی میری آنکھوں نے کسی کو دیکھا تھا۔ نئی شمع میری نگاہوں کا مرکز تھی تب بوڑھے ویلان نے کہا۔

"نہیں ماہر طہالی میرے بچے دیوانگی اور فرزانگی میں فرق ہے۔ حصول کے لئے عقل کھو بیٹھنا بے وقوفی ہے۔ تجھے ساٹھ گھنٹے ہو گئے ہیں اور تو نے کچھ نہیں کھایا پیا۔ یہ چیز تجھے نقصان پہنچا سکتی ہے، اپنی خوراک حاصل کر اور اپنے جسم کو بھی زندہ رکھ ورنہ روح بیمار ہو جائے گی۔"

مجھے کوئی احساس نہیں تھا بس اتنا کہ بوڑھے کی ہدایت پر میں نے بدن کے دوزخ کو بھرا اور اس کے بعد پھر شمع بینی میں مصروف ہو گیا۔ باہر کی دنیا سے میرا تعلق کٹ چکا تھا اور میں نہیں جانتا تھا کہ اس پیلے شعلے کے علاوہ بھی اس کائنات میں اور کچھ موجود ہے۔ پھر مزید وقت گزرا اور شعلہ باریک سے باریک تر ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آیا کہ یہ شعلہ میری نگاہوں سے گم ہو گیا اور میرے اطراف میں ایک مدھم سی چاندنی پھیل گئی۔ پورا غار روشن ہو گیا تھا، دیوار کے دوسری طرف سوراخوں میں رینگتے ہوئے حشرات الارض میرے ہمراز بن چکے تھے اور اس روشنی میں نجانے کیا کیا کچھ نظر آ رہا تھا مجھے، چہچہاتی چڑیوں کے غول، سمندر کے پانی میں اترتے ہوئے ضرورت مند پرندے اطراف میں پھیلے ہوئے درختوں کے جھنڈ اور نجانے کیا کیا۔ میرا تصور ہر شے کو قریب پا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دنیا میرے بہت قریب آ گئی ہو۔ ویلان سلاوا اکثر میرے پاس آتا رہتا تھا۔ مجھ سے میری کیفیت کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا، اس سلسلے میں مجھے جو کچھ کرنا تھا اس کے بارے میں بتاتا تھا اور میں فاصلے طے کر رہا تھا۔

اس دن بھی میں اپنے عمل میں مصروف تھا کہ میرے دماغ میں ویلان کی آواز ابھری۔

"ماہر طہالی تو میری آواز سن رہا ہے؟"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"اب تو کیا دیکھ رہا ہے....؟"

"میرے سامنے سمندر لہریں لے رہا ہے، اس کا شور میرے کانوں میں ابھر رہا ہے۔"

"آہ، کیا تجھے یہ احساس ہے کہ تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اتنی دور بیٹھ کر....." ویلان کے لہجے میں بے پناہ خوشی تھی، میں غور کرنے لگا تو اس نے کہا۔ "اب اس سمندر کو خود

میں سمیٹ لے اسے اپنے دماغ میں اتار لے اور جب تیرے سامنے خالی زمین رہ جائے تو ہیا کا تصور کر..... اسے آواز دے۔"

میرے وجود میں کپکپی دوڑ گئی..... ایک عجیب سی اینٹھن میرے بدن کو توڑنے لگی' میں نے ان لہروں سے گریز شروع کر دیا۔ سمندر سوکھ گیا تو میں نے اس ننھے سے وجود کا تصور کیا۔ وہ میرے سینے پر تھا۔ وہ مجھ سے جدا ہو گیا تھا۔ وہ مجھے دوسروں کی کہانیاں سنا رہا تھا' پھر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں نے بے قرار ہو کر اسے آواز دی۔

"ہیا..... میرے بھائی..... ہیا' ہیا' ہیا....."

"ماہر..... ماہر' کیا یہ تو ہے..... ماہر' میرے بھائی کیا یہ تو ہے..... میرے ..... بھائی ماہر....." ایک پتلی سی آواز میرے ذہن میں ابھری..... ایک مانوس لیکن اجنبی آواز۔

اس کے بعد

?

تاریک وادی

کے دوسرے حصے

کا مطالعہ کریں!

2

تاریک وادی

ایم اے راحت



ناقابلِ یقین۔ یہ کس کی آواز ہے۔ یہ کون بول رہا ہے۔ کیا کہہ رہا ہے۔ "ماہر میرے بھائی۔" کون ہے یہ۔ کیا میرا ہیا۔ کیا یہ اسی کی آواز ہے۔

"ہیا۔ یہ تو ہی ہے۔ ہیا میرے دماغ میں تو بول رہا ہے۔" میرے ذہن نے کرب سے کہا۔

"آہ یہ تو تیری ہی آواز ہے ماہر' یہ بدل گئی ہے لیکن میرا دل کہتا ہے یہ تیری آواز ہے۔ مگر..... میں تو جاگ رہا ہوں۔ میری آنکھیں کھلی ہیں۔ میں اس وقت خوابوں میں کھویا ہوا نہیں ہوں۔ تو' تو میرے خوابوں میں خاموش رہتا ہے' پھر یہ آواز۔"

"تو کہاں ہے ہیا' تو کہاں ہے میرے بھائی..... مجھے راستہ بتا۔ میں تیرے پاس آنا چاہتا ہوں۔" میں نے بے قراری سے کہا۔

"یہ صحرائے اعظم افریقہ ہے۔ سمباریوں نے محاصرہ تنگ کر دیا ہے۔ مولبے بزدل نکلے وہ عیش کوش ہیں اور جنگ و جدل سے گریز کرتے ہیں۔ آہ یوں لگتا ہے جیسے ہمیں شکست ہو جائے گی۔ وہ' وہ شاید....."

آواز بند ہو گئی۔ میں نے پھر اسی ہیجانی کیفیت میں کہا۔

"ہیا' بول ہیا' مجھ سے بات کر..... ہیا۔ مجھے اپنے بارے میں اور بتا..... لیکن اب آواز خاموش ہو گئی تھی۔ میرا پورا وجود اسے پکارنے لگا۔ ایک وارفتگی مجھ پر طاری ہو گئی تھی۔ میں تڑپنے لگا۔ میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور اذیت سے چیختا ہوا باہر نکل آیا۔ میرے حلق سے "نہیں ہیا" کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ خود پر اختیار نہیں رہا تھا۔ باہر کون کون تھا۔ مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔ میں بوڑھے سلاوا کو تلاش کر رہا تھا۔ تب وہ مجھے نظر آ گیا۔

"ویلان..... ویلان..... میں نے ہیا کی آواز سنی ہے۔ ویلان اس نے مجھ سے بات کی ہے لیکن اس کی آواز اچانک خاموش ہو گئی۔ ویلان وہ کیوں خاموش ہو گیا۔ میں نے تو اس سے پوری بات بھی نہیں کی۔" میں نے ہیجان کے عالم میں ویلان سلاوا کو زور سے بھینچ لیا' اور وہ کھانسنے لگا۔ پھر اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

"میرا جسم تو چھوڑو طاقتور جوان کیوں وقت سے پہلے اپنا نقصان کرنے پر آمادہ ہو..... میں تمہاری جسمانی قوت کی تاب نہیں لا سکتا۔ آہ مجھے چھوڑو' میری پسلیاں ٹوٹی جا رہی ہیں۔" اس نے مدافعت کرتے ہوئے کہا اور میں نے اس کے بدن پر اپنی گرفت ڈھیلی کر

دی۔ لیکن میرے ہیجان میں کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔ میں نے کہا۔

"اس نے مجھ سے بات کی ہے ویلان سلاوا اور وہ میرا وہم نہیں ہے۔ عالم تصور میں تو میں نے نجانے کتنی بار اس سے گفتگو کی ہے' لیکن میں ہوش و حواس میں ہوں۔ مجھے تصور کے لمحات کا پورا پورا احساس ہے۔ یہ لمحات تصور کے نہیں تھے۔ یہ آواز اسی کی تھی جو میں نے سنی۔ میں نے اسے مخاطب کیا تو اس نے مجھے جواب دیا۔ ویلان سلاوا یہ آواز بند کیوں ہو گئی؟ مجھے بتا تیرا علم اس بارے میں کیا کہتا ہے؟"

"میں نے تجھے ایک علم سکھایا اور میں تیرا استاد ہوا' استاد کا مرتبہ جانتا ہے طاقتور احمق؟" ویلان سلاوا کے انداز میں کچھ ناراضی سی پیدا ہو گئی تو میں نے کہا۔

"نہیں' مجھے کچھ نہیں معلوم' صرف ایک سوال کا جواب دے۔ وہ آواز بند کیوں ہو گئی۔ وہ آواز حقیقت تھی وہ وہم نہیں تھا۔"

"آہ کاش تو اس قدر غیر مہذب نہ ہوتا' کیا بیٹھ کر بات نہیں کرے گا۔ مجھے کچھ بتا تو سہی کیا ہوا تھا۔ کیا واقعہ ہوا تھا' جو علم میں تجھے دے رہا تھا' تیرا کیا خیال ہے وہ صرف ایک کہانی تھا۔ ایک مفروضہ یا وقت کا زیاں۔ میں نے تجھ سے پورے اعتماد سے کہا تھا اور میں نے تیرے ذہن کو اپنے ساتھ شامل کر کے تجھ سے بات بھی کی تھی۔ ہاں سمجھ رہا ہے نا میری بات' تو اب تو مجھ سے منحرف ہے' دیوانگی کا شکار نہ ہو' دیوانگی تجھے کچھ نہیں دے گی۔ اپنے آپ کو قابو میں کر' مجھے بتا تو سہی کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ سب کچھ تو میں نے ہی تجھ سے کہا تھا اور اب تو اپنے طور پر یہ ساری سوچیں اپنے ذہن میں سجائے ہوئے ہے۔ کیا تو مجھے خود سے برگشتہ نہیں کر رہا.....؟"

"میں کیا کروں ویلان سلاوا' میں بے بس ہو گیا ہوں' آہ شاید میں اپنی عمر میں پہلی بار بے بس ہوا ہوں۔"

"تو بے بس نہیں ہوا ہے بس جلد بازی سے کام لے رہا ہے' جوش محبت میں دیوانہ ہو گیا ہے تو۔ میرے علم نے تجھے اس کی آواز سے روشناس کرایا ہے' تو کیا میرا علم تجھے بعد کی باتیں نہیں بتا سکتا لیکن تو صبر تو کر' حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تیری تڑپ' تیری محبت' تیرے بچپن کی آرزو بڑی مشکل سے قرار پائے گی لیکن میرے بچے خود کو سنبھال۔ مجھ سے گفتگو کر اور اطمینان رکھ وہ آواز بند نہیں ہوئی' وقتی طور پر خاموش ہو گئی ہے' مگر تو مجھے حقیقتیں بتا.....!"

اور رفتہ رفتہ میرے حواس بحال ہونے لگے۔ اس ہیجان میں کمی واقع ہونے لگی۔ "ہیا" کی آواز سے مجھے جو محبت محسوس ہو رہی تھی وہ میرا دل اپنی مٹھی میں جکڑے لے رہی تھی۔ میں نے بمشکل تمام اپنے حواس کو قابو میں کرنے کی کوشش کی اور پھر اس میں کامیابی حاصل کر لی۔ میں نے گہری سانس لے کر بوڑھے ویلان سلاوا کو دیکھا اور پھر اپنے عقب میں

کچھ محسوس کر کے ادھر دیکھا۔ سب سے پہلی نگاہ ڈوم پر پڑی تھی جو دونوں بازو لپیٹے ہوئے خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اس کے بائیں سمت پر ایک عورت کھڑی تھی جسے بالآخر میں نے پہچان لیا۔

یہ اینا لوئیسا تھی اور کچھ اور لوگ بھی وہاں موجود تھے لیکن میرا ذہن اس وقت دوسری باتوں کو سوچنے کے لئے نہیں چاہ رہا تھا۔ میں یہ نہیں جاننا چاہتا تھا کہ اینا لوئیسا یہاں کیسے آ گئی۔ میں نے پھر بوڑھے ویلان سلاوا کی جانب دیکھا اور اس نے کہا۔

"بیٹھ جا..... سکون سے بیٹھ جا.....!"

میں اس کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا۔ میرے بدن میں اب بھی اینٹھن سی طاری تھی۔ میں نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"ہاں میں اسے تلاش کر رہا تھا۔ تو نے کہا تھا نا مجھ سے سلاوا جب تو میرے ذہن میں بولا تھا کہ اسے آواز دے۔ اپنے دماغ سے اسے تلاش کر اور پھر جب گہرے سمندر سوکھ گئے تو میں نے اسے پکارا۔ میں نے اس سے کہا۔

"ہیا' میرے بھائی' میرے بھائی تو کہاں ہے؟" تو اس نے مجھے جواب دیا اور کہا کہ یہ تو تیری ہی آواز ہے ماہر' یہ بدل گئی ہے لیکن میرا دل کہتا ہے کہ یہ تیری آواز ہے' آہ مگر میں تو جاگ رہا ہوں میری آنکھیں کھلی ہیں' میں اس وقت خوابوں میں کھویا ہوا نہیں ہوں۔ تو' تو میرے خوابوں میں خاموش رہتا ہے پھر..... پھر یہ آواز.....؟ یہ کہا تھا اس نے .... ویلان سلاوا یہ تمام الفاظ مربوط تھے اور "ہیا" کی آواز میں تھے' بے شک اس کی آواز میں تبدیلی تھی لیکن میں نے اسے پہچان لیا۔ اس کے بولنے کا انداز ایک ننھی سی شوخی لئے ہوئے ہوتا تھا وہ بولتے ہوئے بہت خوش نظر آتا تھا۔ چاہے اسے کچھ بھی کہنا ہو یہ اسی کی آواز تھی۔"

"ہاں یہ اس کی آواز تھی۔" ویلان سلاوا نے درمیان میں مداخلت کی۔

"مگر وہ آواز بند کیوں ہو گئی؟"

"تو مجھے پورے سکون کے ساتھ تفصیل بتا کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔ یہ تو آغاز تھا۔ بات تو اب آگے بڑھے گی تو پورا اطمینان رکھ۔ میں تجھے مبارک باد دیتا ہوں تو نے اپنے بھائی کو تلاش کر لیا۔ میں تجھے یہ بھی مبارکباد دیتا ہوں ماہر طہابی کہ تیرا بھائی زندہ ہے۔ اس کی آواز تیرے کانوں میں گونجی' تجھے اس کی زندگی کی پہلی خبر ملی اور تو اتنا مضطرب ہے تو اسے پا لے گا۔ میں اپنی ساری عمر کے تجربے کی بناء پر یہ بات کہتا ہوں کہ اب وہ تیری پہنچ سے باہر نہیں ہے۔ مگر چونکہ تو ناواقف ہے تجھے یہ سب کچھ عجیب لگ رہا ہے' اس لئے تو اس ہیجان کا شکار ہے۔ مجھے پوری تفصیل بتا۔ کم از کم میں سمجھ تو سکوں کہ اب آئندہ تجھے کیا کرنا ہے' میں تجھے بتاؤں ماہر طہابی اپنے آپ کو جب تک سکون نہیں دے گا نہ تو میری بات تیری سمجھ میں آ سکے گی اور نہ تو اس پر عمل کر سکے گا۔"

اب میں بوڑھے کی آواز اس کے الفاظ خاصے بہتر انداز میں سن رہا تھا اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ سچ ہی تو کہہ رہا ہے لیکن اب بھی کیفیت وہی تھی اس کے الفاظ نے میرے دل میں عجیب سا احساس جگا دیا تھا۔ دل تو یہ چاہ رہا تھا کہ اپنے اردگرد کھڑی ہوئی دیواروں کو اپنے بازوؤں کی قوت سے دھکیل دوں۔ سب کچھ ختم کر دوں' دوڑتا ہوا جاؤں اور فضا میں پرواز کرنے لگوں اور پھر ہیا میرے سامنے ہو..... لیکن..... بوڑھے کے الفاظ غلط نہیں تھے جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں سنبھل گیا۔ میں نے ایک بار پھر اپنی آپ بیتی اسے سنائی اور اسے بتایا کہ کس طرح ہیا کی پہلی آواز میرے کانوں میں ابھری اور پھر میں نے اسے دوسری بار پکارا تو اس نے میری آواز کو پہچاننے کا اعتراف کیا اور مجھے میرے نام سے پکارا۔ جب میں نے "ہیا" سے یہ سوال کیا کہ تو کہاں ہے میرے بھائی' مجھے راستہ بتا' میں تیرے پاس آنا چاہتا ہوں۔ تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ صحرائے اعظم افریقہ ہے' سمباریوں نے محاصرہ تنگ کر دیا ہے' مولبے بزدل نکلے۔ وہ عیش کوش ہیں اور جنگ و جدل سے گریز کرتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ہمیں شکست ہو جائے گی۔ بس یہی اس کے آخری الفاظ تھے اور پھر یہ آواز بند ہو گئی۔ ویلان سلاوا یہ آواز کیوں بند ہو گئی....؟" میں نے اضطراب سے پوچھا۔

"اور تو کہتا ہے میری محنت بار آور نہیں ہوئی۔ سب کچھ تو پا لیا تو نے ماہر طہالی سب کچھ پا لیا تو نے۔ ارے اور کیا رہ جاتا ہے۔ تجھے پتہ چل گیا کہ ہیا زندہ سلامت ہے اور وہ صحرائے اعظم افریقہ میں ہے' خود کو پرسکون کر لو تو ہم اس موضوع پر مزید باتیں کرتے ہیں۔"

میں نے اب کسی قدر شرمندگی محسوس کی تھی۔ واقعی میں بہت زیادہ دیوانگی کا شکار ہو گیا ہوں۔ بوڑھا سچ ہی تو کہتا ہے۔ میں نے ہیا کو آواز دی۔ اس نے مجھے جواب دیا۔ سب کچھ لمحوں میں تو نہیں ہو جاتا۔ تب میں نے مدھم لہجے میں کہا۔

"میں اب پرسکون ہوں۔" اور پھر میں نے ڈوم کی جانب دیکھا اور اینا لوئیسا کو..... تو وہ مسکرا رہی تھی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"ڈوم یہ.....؟"

"ہاں آقا..... میں نے تمہیں بتایا تھا نہ اس وقت جب میں شہری آبادی میں ضرورت کی اشیاء کے حصول کے لئے گیا تھا تو اینا لوئیسا مجھے ملی۔ اس نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا مگر میں کچھ بتائے بغیر چل پڑا اور میں نے تمہیں یہ بھی بتایا تھا کہ یہ ہمارا تعاقب کر رہی ہے۔"

اینا لوئیسا دو قدم آگے بڑھی اور اس نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"ماہر طہالی میں اب تمہارے بہی خواہوں میں سے ہوں۔ مجھ پر کسی قسم کا نہ تو شک

کرو نہ تردد۔ میں ایک لمحہ بھی تمہارے کسی نقصان میں نہیں رہوں گی بس تمہارے بارے میں معلومات ہوئیں تو تم سے ملنے چلی آئی۔ مجھ سے گریز نہ کرو' میں اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچاؤں تو تمہیں حق حاصل ہو گا کہ مجھے زندگی سے محروم کر دو۔ میں تو اس پرمسرت موقع پر تمہارے ہیا کے لئے دلی دعاؤں کا تحفہ لائی ہوں اور تمہاری اس خوشی میں برابر کی شریک ہوں' مجھ سے اگر کچھ منحرف ہو تو ہیا کے نام پر مجھے معاف نہیں کر سکتے۔"

اور اس وقت میں اس قدر ہی ہوش و حواس سے عاری ہو رہا تھا کہ ہیا کے نام پر تو میں سب کچھ کرنے کو تیار تھا۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو میں تیرا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔ اینا لوئیسا..... تو اگر یہاں مقیم ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر ویلان سلاوا تم مجھے اس سے آگے کے بارے میں کب بتاؤ گے۔ یہ کب بتاؤ گے کہ ہیا کی آواز کیوں بند ہو گئی۔ میں اس سے سب کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس تک پہنچنا چاہتا ہوں' میری خواہش ہے کہ وہ راستوں کی رہنمائی کرے....."

"میں تجھ سے اس موضوع پر جب تو چاہے بات کرنے کو تیار ہوں۔"

"تو میرے لئے اس سے دلکش موضوع اور کیا ہو سکتا ہے۔ ویلان سلاوا مجھے جلد از جلد اس بارے میں بتاؤ؟"

"سنو دوستو اگر میں تمہاری اس گفتگو میں شرکت کروں تو تمہارے لئے اس قدر کارآمد ہو سکتی ہوں کہ تم لوگ تصور نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ ماہر طہالی نے کہا کہ "ہیا" نے اسے بتایا ہے کہ یہ صحرائے اعظم افریقہ ہے تو ماہر طہالی "ڈوم" ایک افریقی نوجوان ہے' بے شک افریقہ کے اندرونی علاقوں کے بارے میں یہ تمہارا بہترین راہبر ثابت ہو گا لیکن افریقہ کے بیرونی علاقوں سے گزرنے کے بعد ان علاقوں تک جانے کے لئے بھی تو تمہیں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر تم مجھے ان مشکلات کا ساتھی بنا لو تو میں کسی لالچ کے بغیر تمہارے ہمراہ رہوں گی' بولو کیا تم ایسا کرو گے؟"

میں نے الجھے ہوئے انداز میں ڈوم کو دیکھا تو ڈوم نے کہا۔

"ہم اپنی گفتگو میں تجھے شریک نہیں کر سکتے اینا لوئیسا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ تیری پیشکش پر غور کریں اور اگر آپس کے مشورے سے بھی ہم اس پیشکش کو مناسب سمجھیں تو پھر تجھ سے رجوع کیا جائے گا لیکن تیری اس پیشکش کا شکریہ....."

میں نے حیران نگاہوں سے ڈوم کو دیکھا۔ بہت کم بولتا تھا۔ بظاہر یہ نہیں لگتا تھا کہ اس کے ذہن کی وسعتوں میں تابعداری کے سوا اور کچھ بھی ہے لیکن بارہا اس نے ایسی ذہانت کے الفاظ کہے تھے کہ مجھے معترف ہونا پڑا تھا اور اس وقت بھی اس نے اینا لوئیسا سے جو کچھ کہا اور جس انداز میں کہا' اس نے مجھے متاثر کیا کیونکہ بہرحال ڈوم نے ایک طویل زندگی اینا لوئیسا کے خدمت گزار کی حیثیت سے گزاری تھی۔ اینا لوئیسا اپنے آپ کو واقعی بدلنے میں

کوشش تھی یا پھر اس کے ذہن میں کوئی گہرا منصوبہ تھا چنانچہ وہ خاموشی سے باہر نکل گئی اور ویلان سلاوا ہم دونوں کو پر سکون نظروں سے دیکھتا رہا۔ تب ڈوم بھی میرے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ ویلان سلاوا نے کہا۔

"اس دوران میں اس ساری داستان پر غور کرتا رہا ہوں۔ جو علم میں نے تجھے سکھایا ہے ماہر طمابی وہ ذہنی رابطے کا علم ہے۔ اس علم میں تو نے مہارت حاصل کی ہے۔ تیرے بھائی ہیا نے نہیں۔ جب اس علم کے دو ماہر ایک دوسرے سے ذہنی گفتگو کرتے ہیں تو انہیں اس گفتگو کا طریقہ کار معلوم ہوتا ہے جبکہ ہیا کو یہ طریقہ کار معلوم نہیں ہے' یہ تو تیری یکطرفہ کاوش ہے۔ سمجھ رہا ہے نا تو۔ ہیا کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اپنے ذہن میں اسے تیری آواز بہت عجیب لگی ہے' کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ آواز اسے کس طرح سنائی دی۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ پھر بھی اس کا تجھ سے رابطہ رہا۔ کیونکہ وہ اپنے ذہن میں تجھے وہی مقام دیتا ہے جو تو اسے اپنے ذہن میں دیتا ہے۔ حیرت کے ساتھ ساتھ اس نے ذہنی طور پر تجھ سے آگے بھی گفتگو کی جو اس کی دماغی برتری کا پتہ دیتی ہے' یعنی وہ اس گفتگو کو کوئی وہم سمجھ کر نہیں ٹال رہا تھا بلکہ وہ اس احساس پر جما رہا کہ اس کے ذہن میں گونجنے والی آواز تیری ہی ہے اور اس نے ان خوابوں کا تذکرہ بھی کیا جس میں وہ تجھے دیکھتا تھا اور تو ان خوابوں میں خاموش رہتا تھا۔ ماہر طمابی اس نے تجھے تیرے سوال کا جواب بھی دیا۔ اس نے کہا کہ وہ صحرائے اعظم افریقہ میں ہے' ساری باتیں ایک دم عیاں نہیں ہو جاتیں' سمباریہ اور مولبے کا معاملہ ظاہر ہے تجھے یہاں بیٹھ کر نہیں معلوم ہو سکتا۔ کم از کم تجھے ایک راستے کا پتہ چلا۔ صحرائے اعظم افریقہ بے پناہ وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تو یہاں سے ایک سیدھی لکیر کھینچے اور اس پر سفر کرتا ہوا ہیا تک پہنچ جائے۔ میری باتوں کو غور سے سنتے رہنا' تجھے صحرائے اعظم افریقہ جانا ہو گا اور وہاں جا کر تو "ہیا" کو تلاش کرے گا۔ اب جس طرح تجھے بھٹکایا جاتا رہا ہے لوگ جس طرح تجھے غلط راستوں پر لگاتے رہیں ہیں' اب تو غلط راستوں پر سفر نہیں کرے گا بلکہ تو اپنے ہیا سے راہنمائی مانگے گا۔ اس سے پوچھے گا کہ وہ کہاں ہے اور اس تک پہنچنے کے راستے کہاں ہیں' تیرا اس سے براہ راست رابطہ ہو گا اور جب بار بار وہ تیری آواز اپنے ذہن میں محسوس کرے گا تو وہ یہ بھی سوچے گا کہ وہ سب سچائیاں اور حقیقتیں ہیں' تیرا کام تو ہو گیا۔"

"تو کیا میں دوبارہ اس سے رابطہ قائم کر سکوں گا؟"

"ہاں..... لیکن اس کے لئے تجھے بہت زیادہ جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ مناسب وقت ملنے پر تو اسے مخاطب کرے گا اور جب وہ تیری آواز کا عادی ہو جائے گا تو پھر تیرے اور اس کے درمیان ذہنی ربط مکمل طور سے قائم ہو جائے گا اور تو اس سے ساری باتیں کر سکے گا' اس لئے سب سے پہلے اپنے اضطراب کو اپنے وجود سے ختم کر'

اعتماد کو دل میں جگہ دے' کیونکہ تیرا اعتماد ہی تیرے اس وقت کو برقرار رکھے گا۔ بوڑھے ویلان سلاوا کا یہ تحفہ ہمیشہ یاد رکھنا۔ اس سے تجھے بہت سی آسانیاں حاصل ہوں گی اور وقت تجھے یہ بتائے گا کہ یہ تحفہ تیرے لئے کس قدر قیمتی ہے۔"

"میں اب پر سکون ہوں ویلان سلاوا اور تو سچ کہتا ہے۔ کم از کم ایک امید تو قائم ہوئی۔ ایک رشتہ تو قائم ہوا' میرے اور اس کے درمیان' آواز کا رشتہ۔ ویلان سلاوا تیرا شکریہ۔ بہت کم لوگوں کا میں نے زندگی میں شکریہ ادا کیا ہے۔"

"ایک مشورہ اور دوں تجھے....؟"

"ہاں معزز بزرگ' اب میں تیرے مشوروں کو دل سے تسلیم کرتا ہوں۔"

"دیکھ جہاں تک میرا اندازہ ہے دنیا سے بہت ناواقف شخص ہے تو' کسی راہبر کو ساتھ لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے' وہ عورت کئی دن سے میرے ساتھ ہے وہ مجھے اپنی داستان سنا چکی ہے اور اگر تو میری تھوڑی سی ذہنی قوتوں کو تسلیم کرتا ہے تو میں تجھے بتاؤں وہ تیرے ساتھ اب مخلص ہے' سچی ہے' کیونکہ اس کے اندر جو عورت تڑپ رہی ہے وہ تیری طلب گار ہے۔ تیری خواہش مند ہے۔ تیری آرزو مند۔ یہ فیصلہ تیرے اپنے ہاتھ میں ہے کہ تو اس عورت کو اپنے دل میں کیا مقام دیتا ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا جس کے اندر خلوص اور سچائی بیدار ہو جائے وہ بہترین ہم سفر ہوتا ہے بعد کے کھیل بعد میں..... لیکن تو اگر اس کی معیت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تو میری تجویز ہے کہ ایسا کر لے....."

میں نے ڈوم کی طرف دیکھ کر حیرت سے کہا۔ "ڈوم! ویلان سلاوا' اینا لوئیسا کے بارے میں یہ بات کر رہا ہے!؟"

"ہاں آقا وہ اس دن وہاں پہنچ گئی تھی جب تم چلہ کشی کے لئے غار میں داخل ہوئے تھے اور اس کے بعد سے وہ یہیں مقیم ہے میں نہیں جانتا کہ اس پر کیا بیتی' یا اس نے اس خزانے کے حصول کا فیصلہ کس طرح ترک کیا جس کے لئے سائن ریج وغیرہ کے ساتھ یہاں تک کا سفر کیا تھا۔ میں نہیں جانتا آقا اور نہ میں نے اس سے کچھ پوچھا..... لیکن جو وقت اس نے گزارا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ نہ تو اس نے میرے منحرف ہو جانے پر مجھے سرزنش کی اور نہ ہی تمہارے یا کسی اور کے لئے کوئی بات کی۔ بس خاموش تھی کچھ بولتی تھی تو تمہارے بارے میں پوچھتی تھی..... لیکن ویلان سلاوا نے اسے ساری تفصیلات بتا دی تھیں اور اس کے بعد سے اب تک وہ خاموشی سے یہاں وقت گزار رہی ہے۔"

"اور اس کے ساتھ.....؟"

"ان ساتھیوں میں کمی واقع ہو گئی ہے' صرف چار افراد اس کے ساتھ رہ گئے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اینا لوئیسا کے غلام خاص ہیں..... یعنی وہ مہم جو نہیں جو کسی خزانے کے حصول کے لئے یہاں تک آئے تھے بلکہ لوئیسا نے تمہیں اپنی جو کہانی سنائی تھی نا آقا اس

کہانی میں کچھ ایسے افراد بھی شامل تھے جو صرف لوئیسا کے اشاروں کے غلام تھے' یہ چار افراد وہی ہیں۔"

بوڑھے ویلان سلاوا نے ہماری گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"اور بہتر ہو گا کہ اب تم لوگ مجھے کچھ آرام کرنے دو اس پر جوش نوجوان نے جس طرح میری پسلیوں کو بھینچا ہے میں اس کی اثرات آہستہ آہستہ خود پر حاوی ہوتے ہوئے محسوس کر رہا ہوں۔ بہتر ہے کہ مجھے سکون کے کچھ لمحات دے دو اور ماہر تیری کاوشوں کی تکمیل ہو گئی ہے۔ اپنے آپ کو پر سکون رکھنا اور جو کچھ میں نے تجھے بتایا ہے اس پر عمل کرنا۔"

میں ڈوم کے ساتھ اس جگہ سے اٹھ گیا جو بوڑھے کی آرام گاہ تھی۔ مجھ پر سحر طاری تھا۔ فرط مسرت سے میرا انگ انگ متاثر تھا۔ مجھے سلاوا پر اعتماد تھا۔ وہ پراسرار قوتوں کا مالک تھا اور اس نے اب تک جو کچھ کیا تھا اسے عقل تسلیم کرتی تھی اس کا مطلب تھا کہ میں دوبارہ بھی ہیا کی آواز سنوں گا۔ اس سے باتیں کر کے اس کے بارے میں پوچھ سکوں گا۔ میں نے ڈوم سے کہا۔

"وہ کہتا تھا کہ اس نے مجھے خوابوں میں دیکھا ہے مگر میں خاموش تھا۔ ڈوم کیا تو نے کبھی خواب دیکھے ہیں۔ جو خوابوں میں نظر آتا ہے وہ خاموش ہوتا ہے۔"

"ہاں آقا' خوابوں کی دنیا خاموش ہوتی ہے۔ میں نے کور کے خواب دیکھے ہیں۔"

"آہ کور..... تیرا قبیلہ..... ستاروں والی کی سرزمین۔ تو نے اپنے خوابوں میں کیا دیکھا۔"

"بہت پہلے آقا۔ اس وقت جب مجھے ہوش نہیں تھا اور میں فیصلے کرنے سے قاصر تھا۔ وہ لوگ مجھے وہاں سے لے آئے تھے اگر میں وہاں کے خواب بھی نہ دیکھتا تو شاید سب کچھ بھول جاتا۔ وہ مجھے نظر آتے ہیں لیکن ان کے نقوش دھوئیں میں لپٹے ہوتے ہیں۔ میں ان کی ترتیب نہیں کر پاتا۔"

"وہ کون ہیں؟"

"شاید میرے ماں باپ۔"

"لیکن میرے ہیا کے نقوش میری آنکھوں میں ہیں۔ وہ شوخ ہے وہ دنیا کا مذاق اڑاتا ہے اور یہ لوئیسا۔ یہ کونسی زبان بول رہی ہے کہ ویلان سلاوا اس کی سفارش کرتا ہے۔"

"وہ چار افراد اس کے غلام ہیں اور وہ عورت واقعی بدلی بدلی لگ رہی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے آقا کہ وہ بہت کار آمد ہے کیونکہ دنیا بھر کا سفر اس کے اختیار میں ہے۔ وہ ساری دنیا کے راستے جانتی ہے۔"

"کیا ہم اسے ساتھی بنائیں؟"

"میں اس پر نگاہ رکھوں گا آقا۔ وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

میں نے خوب صبر کیا تھا۔ کافی وقت میں نے ہیا کو دوبارہ پکارنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن جب رات کے گہرے سناٹے فضا کو نگل گئے۔ جب ہر آواز فنا ہو گئی تو میں دوزانو بیٹھ گیا۔ میں نے آنکھیں بند کیں اور اپنے سینے پر کندہ ہیا کے نقش پر ہاتھ رکھ لیا۔ میری بند آنکھوں میں ننھے وجود نے بسیرا کر لیا تو میں نے کہا۔

"ہیا..... میرے بھائی' مجھے اپنی آواز سنا' مجھ سے بات کر..... ہیا میں تجھے پکار رہا ہوں۔"

"مگر تو کہاں ہے ماہر۔ آہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تجھے درختوں میں' پہاڑوں میں' صحراؤں میں تلاش کروں۔ میرا دل چاہتا ہے میں تجھے پا لوں۔ کیا تو آسمان کی بلندیوں سے بول رہا ہے یا زمین کی گہرائیوں سے۔ تو کہاں ہے ماہر۔"

میرے دل میں لاکھوں پھول کھل اٹھے۔ یہ زیادہ طویل گفتگو تھی۔ اس نے شک ختم کر دیا تھا۔ میں نے پر محبت لہجے میں کہا۔ "میں سطح زمین پر ہوں ہیا۔ یہ علاقہ تبت کہلاتا ہے یہاں ہر طرف برف کے انبار ہیں لیکن تو مجھے اپنی طرف آنے کے راستے بتا۔ میں تجھے تلاش کر لوں گا۔"

"مگر تیری آواز..... یہ میں کیسے سن رہا ہوں۔"

"سب کچھ تجھے اس وقت بتاؤں گا جب تیرے سامنے آؤں گا۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں ہمارے درمیان آوازوں کا سلسلہ ختم نہ ہو جائے۔ اس سے پہلے مجھے اپنا پتہ بتا دے۔"

"میرا پتہ....." ہیا نے اداس لہجے میں کہا۔

"ہاں تو کہاں ہے ہیا۔"

"صحرائے اعظم افریقہ..... تجھے پنڈت رائے یاد ہے؟"

"اچھی طرح یاد ہے۔ ہماری مسرتوں کا قاتل۔ ہمارے درمیان جدائی کا محرک۔" میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں۔ اب وہ میرا محسن..... میرا استاد ہے۔ وہ ہمارا ہمدرد ہے۔ اس نے مجھے خوابوں کا علم دیا اور اس علم سے ہی میں نے تیرے خواب دیکھے۔ میں تجھے خوابوں میں دیکھ کر جیتا رہا ہوں ماہر..... ورنہ میں مر جاتا۔"

"کیا.....؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں وہ ہمارا محسن ہے۔ آہ' باہر بہت شور ہے۔ شاید سمبارئیے پھر غلبہ پا رہے ہیں۔ تیری آواز بہت مدھم ہو گئی ہے۔ ماہر..... کیا تو میری آواز سن رہا ہے۔"

"میں سن رہا ہوں ہیا۔ سمبارئیے کون ہیں؟"

"ماہر..... کیا تو میری آواز سن رہا ہے۔" ہیا کی آواز پھر ابھری۔

"میں سن رہا ہوں۔ میں پھر تجھ سے بات کروں گا۔ میری آواز کا انتظار کرنا۔"

"ماہر..... ماہر..... کیا تجھے میری آواز....." ہیا کی آواز آہستہ آہستہ معدوم ہو گئی اور میرے حلق میں گولا سا اٹکنے لگا۔ میں بے بسی سے تلملانے لگا۔ میں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہیا...!" لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ میں سکوت کے عالم میں بیٹھا رہا۔ تب مجھے کوئی شے اپنے رخساروں پر رینگتی ہوئی محسوس ہوئی اور میں ہاتھوں سے اسے جھاڑنے لگا' لیکن یہ تو پانی تھا جو میری آنکھوں سے نکل بہا تھا۔

دن کی روشنی میں بوڑھے ویلان کے پاس پہنچا تو وہ..... زمین پر بے سدھ پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر زردی کھنڈی ہوئی تھی۔

"بزرگ سلاوا..... کیا تو سو رہا ہے۔" میں نے اسے آواز دی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر اندھوں کی طرح پلکیں جھپکا کر بولا۔ "کون ہے..... ماہر.....؟"

"کیا بات ہے سلاوا..... کیا تو بیمار ہے۔" میں نے حیرانی سے پوچھا۔ "کیا تو مجھے دیکھ نہیں سکتا۔"

"ایسا ہی لگتا ہے آقا...! کیا میں اسے یہاں سے اٹھاؤں.....؟"

"مجھے یہیں رہنے دو..... ماہر کیا تم نے دوبارہ اس سے رابطہ کیا۔ کیا تم نے اسے پکارا۔"

"ہاں' اس بار میں نے اس سے بہت بات کی ہے۔"

"کیا..... مجھ بتاؤ۔" سلاوا نے کہا اور میں اسے تفصیل بتانے لگا۔ وہ خاموشی سے آنکھیں بند کئے سن رہا تھا۔ جب میں خاموش ہوا تو اس نے کمزور آواز میں کہا۔

"میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ یہ علم جسے تم استعمال کرتے ہو' ٹیلی پیتھی کہلاتا ہے۔ تم نے اسے حاصل کیا ہے۔ اس سے تم اپنی آواز مطلوب تک پہنچا سکتے ہو۔ وہ تمہیں جواب بھی دے سکتا ہے لیکن مربوط اور باقاعدگی سے نہیں۔ کیونکہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا۔ اگر وہ بھی اس علم کو جانتا تو تمہارے درمیان اس طرح گفتگو ہو سکتی تھی جیسے دو آمنے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان۔ اس سے رابطے کرتے رہو تمہاری راہنمائی ہو جائے گی۔ تمہیں اتنا علم تو ہو گیا ہے کہ وہ افریقہ میں ہے۔"

""مگر یہ سمبارئیے وہ کونسے شور' کونسے غلبے کی بات کرتا ہے کہیں وہ خطرے میں تو نہیں ہے۔" بوڑھے نے اس بات کا جواب نہیں دیا۔ میں پریشانی سے اس بات پر غور کر رہا تھا اسی وقت ڈوم نے چونک کر کہا۔ "آقا....."

"کیا بات ہے ڈوم.....؟"

"آقا۔ اس کے سینے میں سانسوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ہے۔" ڈوم' سلاوا کے پاس پہنچ گیا اسے غور سے دیکھا پھر اس کے سینے سے کان لگا دیا۔ دیر تک سنتا رہا۔ پھر آہستہ سے

بولا۔ "میرا خیال ٹھیک ہے' یہ ختم ہو گیا۔"

"مگر کیسے.....؟" میں نے شدید حیرت سے کہا۔

اینا لوئیسا نے بھی ویلان سلاوا کی موت کی تصدیق کر دی پھر کہنے لگی۔ "اس کی موت قابل حیرت نہیں ہے وہ عمر کی اس منزل میں تھا کہ موت کی اس سے بہت قربت تھی۔"

"اوہ' وہ میرا سب سے بڑا محسن تھا' اس نے مجھے میری منزل کا صحیح راستہ دکھایا۔ اس نے میرے ہیا کی آواز مجھے سنائی۔"

پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے ویلان کو برف میں دبا کر رسم عقیدت پوری کی سب میرے ساتھ رہے تھے' تب لوئیسا نے کہا۔

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے ماہر طہابی۔"

"میں رہنمائی سے محروم ہو گیا ہوں۔ پتہ نہیں اب میں کیا کروں۔"

"اگر مجھے حقیقتوں سے روشناس کراؤ تو شاید میں تمہیں کوئی مشورہ دے سکوں۔"

"تم....." میں نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"ہاں' آخری بار اپنی وکالت کروں گی' تم نے قبول نہ کی تو وعدہ کرتی ہوں خاموشی سے واپس چلی جاؤں گی اور دوبارہ کبھی تمہارے سامنے نہیں آؤں گی۔"

"کیوں....." میں نے کہا۔

"تمہیں مختصراً اپنے حالات زندگی بتا چکی ہوں' ایک جنون کی تخلیق تھی اور ایک حادثہ درکار تھا' حادثہ ہوا اور معتدل ہو گئی' لیکن اب زندگی اذیت سے دوچار ہے۔ میرے بدن کے وہ نشان' جو تمہاری تخلیق ہیں جنہوں نے میرے غرور کی گردن توڑ دی اور میں نے خود کو انسان پایا۔ اس وقت بھی میں نے تم سے کہا تھا کہ ماہر اب مجھے کوئی خزانہ درکار نہیں۔ اب میں تمہارے مشن کا حصہ ہوں' پھر زلزلہ آ گیا اور ہم منتشر ہو گئے اس وقت سے صرف تمہاری تلاش میں سرگرداں تھی۔"

"مجھ سے کیا چاہتی ہو.....؟"

"ڈوم تم سے کیا چاہتا ہے.....؟"

"ڈوم..... بتاؤ....." میں نے کہا۔

"صرف تمہاری خدمت کرنا' اس لئے کہ میرے مرحوم استاد شانگ لان کو انے کہا تھا کہ جب تک سربلند ہو کسی کو کچھ نہ جانو' پہاڑ تلے آ جاؤ تو اس کی بلندیوں میں چھپ جاؤ۔"

"یہ میری ترجمانی ہے ماہر..... میں تمہیں چاہنے لگی ہوں' حیات کے آخری سانس تک صرف تمہیں بینائی کی گرفت میں رکھنا چاہتی ہوں۔ اس سے آگے کبھی قدم نہیں بڑھاؤں گی وعدہ ہے۔ دل نے کچھ اور مانگا تو اسے سینے سے باہر نکال کر پھینک دوں گی..... لوئیسا قول

کی پکی ہے۔"

میں نے ڈوم کی طرف دیکھا تو وہ بولا۔ "یہ سچی ہے آقا.... میں اسے بہت پہلے سے جانتا ہوں۔"

"میرے دل میں محبت کا ایک مرکز ہے لوئیسا.... میرا بھائی.... میرا ہیا لوگوں کا کہنا ہے کہ میرے وجود کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں۔ میں اور وہ آدھے آدھے ہیں' ہم مل کر ایک بنتے ہیں لوئیسا' شاید اس کے بغیر میں پوری زندگی کوئی فیصلہ نہ کر سکوں' ہاں یہ ممکن ہے جب ہم ایک ہو جائیں تو زندگی کے دوسرے رخ بھی ہمارے سامنے آ جائیں گے۔"

"دولت میرے جوتوں سے چپک کر چلتی ہے۔ جہاں چاہوں زر و جواہر کے انبار لگا دوں' ان علاقوں میں آنا بھی ایک تفریحی مشغلہ تھا یہ نہیں معلوم تھا کہ ایک ذمے داری مجھے یہاں لا رہی ہے ماہر طمابی تمہیں تمہارے بھائی تک پہنچانا اب میرا سب سے بڑا مقصد ہے۔ مجھے پورے خلوص کے ساتھ صرف اس عمل کی تکمیل تک کے لئے قبول کرو۔"

"لوئیسا' ماضی میں جو کچھ ہوا مجھے اس کا افسوس ہے۔ میرے کئی محسن ہے۔ علی تبارک.... پھر ویلان سلاوا.... اور اب تم.... میں دنیا سے ناواقف ہوں' مجھے راہبر درکار ہے۔"

"میں ہوں' لیکن پورے خلوص سے مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دو' اپنی زندگی کے ہر راز سے آشنا کر دو۔"

حارث طمابی سے کہانی کا آغاز ہوا تھا اور میری ماں نے مجھ سے پہلی نفرت کی تھی۔ اگر حارث طمابی ڈاکٹروں کے فریب کا شکار نہ ہوتا تو ہم دونوں یکجا ہوتے۔ پھر غم کے سوتے کھل گئے اور میں نے پوری زندگی اس کے سامنے دہرا دی۔ ہر کردار کے بارے میں بتایا ہر تفصیل بتا دی۔ وہ پتھرائی ہوئی سب کچھ سنتی رہی۔ پھر گہری سانس لے کر بولی۔

"گویا تمہاری آدھی زندگی پوشیدہ ہے۔ وہ دور کہاں گزرا جو تمہاری بے حواسی کا دور تھا۔"

"اس کے بارے میں کہا جاتا ہے عدلان پاشا نے مجھے ایک مہم جوئی کے دوران جنگل سے حاصل کیا تھا۔ درندوں کا ایک جوڑا میرا سرپرست تھا بلکہ میں نے خودغرضی کی بناء پر اپنے ان محسنوں کا نام نہیں لیا.... صرف یہی کردار میری نگاہوں سے روپوش ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ کہانی سچی ہے۔"

"مجھے بھی یقین ہے طمابی۔" اس نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ بولی۔

"ہاں بلکہ ایک اہم راز کی نقاب کشائی ہوئی ہے اس وقت جب ڈوم مارشل آرٹ کے داؤ پیچ کی وجہ سے تم پر حاوی ہو گیا تھا اچانک تمہارے ہونٹ اوپر مڑ گئے آنکھیں سرخ ہو گئیں اور تمہارے حلق سے غراہٹیں نکلنے لگیں۔ پھر تم نے دانتوں سے ڈوم کا نرخرہ پکڑا تھا اور

دونوں ہاتھ پاؤں سے اسے جکڑ لیا تھا.... وہ ایک چیتے کی سرشت تھی۔ اس وقت ایک چیتا اپنے شکار کو ادھیڑ رہا تھا۔ مجھے کچھ انداز ہو گیا تھا' میں نے تمہیں ایک مشعل سے خوفزدہ کیا تھا کیونکہ درندے آگ سے ڈرتے ہیں۔ تم اس قدر انوکھی شخصیت کے مالک ہو آہ مجھے اندازہ نہیں تھا ماہر۔"

"سب کچھ بیکار ہے ہیا کے بغیر...."

لوئیسا کچھ دیر سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔ "ہیا نے تمہاری سب سے اہم رہنمائی کر دی ہے۔ افریقہ.... اور.... پنڈت رائے جبکہ تمہارا کہنا ہے کہ پنڈت رائے "شانتی" سے علیحدہ ہو چکا ہے۔"

"ہاں...."

"لیکن.... وانگ چو' پنڈت رائے کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ وہ کم از کم اس جگہ کی نشاندہی کر سکتا ہے جہاں پنڈت رائے رہتا ہے.... اور ہیا پنڈت رائے کے پاس ہے۔"

"ایں...." میں چونک پڑا۔

"وہ سرنگ مجھے دکھاؤ جہاں سے سفر کر کے تم یہاں تک آئے ہو۔"

"وہ کیوں....؟"

"میں اس عبادت گاہ تک جاؤں گی اور وانگ چو کو اٹھا کر یہاں لے آؤں گی' پھر وہ ہمیں بتائے گا۔"

"چلو.... ہم سب چلتے ہیں۔"

"نہیں ماہر.... یہ مجھے کرنے دو.... میں تمہاری خدمت کا آغاز کرنا چاہتی ہوں اور تم مجھ پر بھروسہ کر چکے ہو۔"

"لیکن میں تمہارا انتظار نہیں کر سکتا۔"

"تم اپنے بھائی سے رابطہ رکھو.... اطمینان رکھو میں بہت جلد واپس آ جاؤں گی اور وانگ چو ہماری رہنمائی کرے گا۔ میں صرف تین افراد کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی ایک یہیں رہے گا۔"

اینا لوئیسا نے تیاریاں کیں میں نے اسے سرنگ کے بارے میں تفصیل بتا دی' پھر وہ روانہ ہو گئی۔ "اور جب میں نے اس پر اعتماد کا اظہار کر دیا ہے تو اب اس وقت تک اس پر کوئی شک نہیں کروں گا جب تک وہ کوئی حرکت نہ کرے' لیکن وہ بہت مخلص نظر آتی ہے۔" میں نے کہا تھا۔

"وہ پاگل گئے ہے آقا جو کچھ اس نے کہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اب وہ تم سے دغا نہیں کرے گی' میں اس سے واقف ہوں۔"

"وہ اچھا سوچتی ہے' وانگ چو ضرور پنڈت رائے کے بارے میں جانتا ہو گا' لیکن ہیا کے الفاظ مجھے پریشان کرتے ہیں۔ وہ بار بار کہتا ہے کہ مولبے عیش کوش ہیں اور کہیں انہیں سمباریوں کے ہاتھوں شکست نہ ہو جائے' یہ کیا ہیں۔"

"اپنے دیس سے میرا تعلق ٹوٹ چکا ہے لیکن اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو یہ دو قبیلوں کے نام ہو سکتے ہیں' لیکن ہیا کا ان سے کیا تعلق۔"

"آہ' میں نہیں جانتا۔"

لوئیسا نے واپسی میں کمال دکھایا تھا جس کا میں نے دل سے اعتراف کیا تھا' لیکن اس کے چہرے پر سنگین خاموشی طاری تھی۔

"کیا وہ نہیں ملا....؟"

"میرا خیال ہے مل گیا ہے...."

"کہاں ہے....." میں نے بے چینی سے پوچھا۔

"آؤ...." وہ آہستہ سے بولی اور ہم اس کے ساتھ چل پڑے' تب وہ ہمیں سلاوا کے غار میں لے گئی' لیکن غار کے فرش پر میں نے ایک انسانی جسم دیکھا جس کا سر اس کے شانوں پر نہیں تھا۔ گردن خشک خون کا لوتھڑا نظر آتی تھی۔ لوئیسا نے ایک دوسری جگہ سے ایک انسانی سر اٹھا کر اس کی گردن جوڑتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ وانگ چو ہے....؟"

باریک مونچھوں اور سوجی ہوئی آنکھوں والے وانگ چو کو میں نے پہلی نگاہ میں پہچان لیا لیکن اسی نگاہ میں یہ اندازہ بھی ہو گیا تھا کہ یہ بدن اس کا نہیں ہے۔ نہ وہ جسامت تھی نہ لباس۔

"یہ اوپر سے وانگ چو ہے لیکن نیچے کون ہے' کیا یہ تمہیں ون پیس میں نہیں ملا...؟" میرے اس سوال پر لوئیسا بے اختیار ہنس پڑی' اس نے کہا۔

"سوری..... وہاں بے شمار ایسے جسم تھے جن کے شانوں پر ان کے سر نہیں تھے' مجھے بھی یہ کچھ بے جوڑ لگا تھا' لیکن وہاں ایسی افراتفری تھی کہ میں نے اسی پر اکتفا کیا۔ ویسے کسی چینی کے سر کو تلاش کرنے میں مجھے کافی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔"

"افراتفری....؟" میں نے سوالیہ نظروں سے لوئیسا کو دیکھا۔

"ہاں شاید اس عبادت گاہ پر مقامی لوگ حملہ آور ہوئے تھے اور انہوں نے قتل عام شروع کر رکھا تھا۔ سرنگ کے دوسری طرف بڑی ہاہا کار مچی ہوئی تھی۔ میں نے زیادہ تفصیل جاننے کی کوشش نہیں کی' تمہاری بے چینی کا خیال تھا۔"

"آہ.... میں سمجھ گیا' انہوں نے اس یورش کا ذکر کیا تھا جس کے لئے وہ خود بھی تیاریاں کر رہے تھے' میرا خیال ہے ان کے دشمنوں نے کامیابی حاصل کر لی' لیکن اب تو یہ بیکار ہی ہو گیا' تم اسے کیوں اٹھا لائیں۔"

"تمہیں یقین دلانا بھی تو ضروری تھا۔"

"نہیں لوئیسا' اب میں تم پر اعتبار کرتا ہوں اور اس وقت تک کرتا رہوں گا جب تک تمہارے ہاتھوں کوئی نقصان نہ اٹھا لوں۔"

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"

"لیکن اب ہم کیا کریں....؟"

"کوئی مشکل نہیں ہے' بیشک صحرائے اعظم بہت وسیع ہے لیکن اتنا بھی نہیں کہ ہیا کو تلاش کرنے میں ہماری عمر کم پڑ جائے۔ بات بس اتنی سی ہے کہ اگر شانتی کے سرکردگان میں سے کوئی مل جاتا تو ہم اس سے پنڈت رائے کے بارے میں معلوم کرتے' اس طرح ہمیں صحیح جگہ معلوم ہو جاتی۔"

"ایسی ایک شخصیت اور ہے۔" میں نے کہا۔

"کون....؟"

"رانی ہرونت کور...."

"وہ کون ہے۔" اینا نے پوچھا اور میں نے اسے رانی کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔ "واہ' تب تو کوئی مشکل ہی نہیں ہے' ہمیں ہندوستان چلنا ہو گا۔"

اینا لوئیسا مجھے اچھی لگنے لگی تھی۔ وہ ایسے کام کر رہی تھی جو میرے لئے مشکل ثابت ہوتے۔ نہ مجھے اور نہ ڈوم کو وہ طریقے آتے تھے جو کسی ملک میں سفر کے لئے اختیار کرنے ہوتے ہیں۔ میں یہاں تک دوسروں کے ساتھ آیا تھا اور ایسے مسائل سے وہی نمٹتے رہے تھے اور اب یہ مرحلے طے کرنے کے لئے لوئیسا موجود تھی۔ ہم اس عبادت گاہ سے چل پڑے اور برف پر مشکل راستے طے ہوتے رہے۔ سفر کی تیسری رات تھی' ہم نے ایک ویرانے میں پڑاؤ ڈالا تھا۔ ہر سمت ہو کا عالم طاری تھا' میں نے ایک جگہ خود کو یکسو کیا اور اپنے ذہن میں ہیا کو لانے لگا پھر میں نے اسے پکارا..... کئی بار کی پکار کے بعد جواب ملا تھا۔

"ماہر...."

"ہیا..... تو کہاں ہے....؟میں تیری طرف چل پڑا ہوں' میں تیرے پاس آ رہا ہوں۔"

"ماہر...." ہیا مدھم لہجے میں بولا۔ "تو مجھ سے کتنی دور ہے' کیا تو صحرائے اعظم میں داخل ہو چکا ہے۔"

"نہیں' لیکن بہت جلد تو مجھے اپنے پاس پائے گا۔"

"ماہر ہم قیدی ہیں۔"

"قیدی....؟"

"ہوں' مولبے ہار گئے' پنڈت رائے ان کی جنگی تربیت نہیں کر سکا تھا۔ یوں بھی وہ سادہ لوح لوگ تھے' ہار گئے بے چارے اور اب میں ان کی کھوپڑیوں کے بلند ہوتے مینار دیکھ رہا ہوں۔ سمبارئے انہیں کھا گئے ہیں اور ان کے سر پکا کر چھوٹے کر رہے ہیں۔"

"ہیا' کیا تو خطرے میں ہے....؟"

"نہیں' میں نے ان بے وقوفوں کو چکر میں ڈال دیا ہے وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے' لیکن ممکن ہے پنڈت رائے ممکن ہے وہ...."

"ہیا تو مجھے راستے بتا سکتا ہے....؟"

"مشکل ہے' لیکن میں تجھے ایک علم دے سکتا ہوں۔"

"کونسا علم....؟"

"خوابوں کا علم.... یہ علم مجھے پنڈت رائے نے دیا تھا۔"

"مگر اس سے کیا ہو گا....؟"

"تو ان راستوں کو شناخت کر سکے گا جن سے گزر کر یہاں تک آیا جا سکتا ہے۔"

"مجھے بتا ہیا' میں اسے سیکھ لوں گا۔"

"یہ علم چاندنی راتوں میں سیکھا جاتا ہے' آسمان تلے جب چاند نکلے اور جب تک نکلا رہے تو اسے اپنی آنکھوں میں سمیٹ لے' تیرے دماغ میں ماضی کے واقعات ہونے چاہئیں۔ ہر وہ گزرا لمحہ جو تجھے یاد ہو۔ اسے دہراتا رہ' چاند ڈوبے تو کوئی ایک خیال دماغ میں بسا کر سو جا' لیکن اس کے ساتھ ایک سوال ہو۔ جب تیری یہ مشق پختہ ہو جائے گی تو تجھے خواب میں تیرے سوال کا جواب ملے گا۔ میں نے یہ علم سیکھ کر تجھے اپنے خوابوں میں پا لیا ہے' مگر تو ان خوابوں میں بول نہیں سکتا۔"

"ہیا' میں بھی تجھے بتانا چاہتا ہوں' کیا تو بولنے کا علم سیکھنا چاہتا ہے۔"

"ہاں' میں تیری طرح تجھ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"ایسا ممکن ہے ہیا۔"

"تو مجھے بتا...." اور میں نے ہیا کو شمع بینی کا علم بتایا' جب میں بتا چکا تو اس نے کہا۔

"آہ' یہ میرے لئے کہاں ممکن ہے۔"

"کیوں....؟"

"وہ سب کچھ مجھے حاصل نہیں ہے جس سے میں یہ علم سیکھ سکوں۔" اس نے مایوسی سے کہا۔

"اس کے باوجود تو فکر نہ کر میرے پیارے بھائی' بس تو اپنی زندگی سنبھال کر رکھ باقی سب مجھ پر چھوڑ دے۔"

"میری زندگی کے لئے تو فکرمند نہ ہو۔ میں اپنی حفاظت کرنا خوب جانتا ہوں۔" میرا دماغ بری طرح دکھنے لگا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میں نے دماغ کے ذریعے ہزاروں میل دور کے فاصلے طے کئے ہوں۔ ہیا کچھ اور کہہ رہا تھا لیکن اب اس کی آواز بے ربط ہونے لگی تھی۔ وہ ہوا کی لہروں میں تقسیم ہو گئی تھی اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر میں نے کچھ دیر اور یہ سلسلہ جاری رکھا تو میرا دماغ ایک دھماکے سے ٹکڑے ہو جائے گا۔

تب میں نے یہ سلسلہ ختم کر دیا۔ میرا جسم تھک گیا تھا' اس کے باوجود میں خوش تھا' ہیا سے طویل گفتگو ہوئی تھی۔ ہر چند کہ اس نے اپنی مشکلات بتائی تھیں لیکن مجھے یقین تھا کہ ہم دونوں آسانی سے دوسروں کے ہاتھوں ہلاک ہو جانے والوں میں سے نہیں ہیں۔

ہمارا سفر جاری تھا اور اب ہر رات کھلے آسمان کے نیچے چاند سے شناسائی رہتی تھی' وہ راتیں میرے لئے سخت مشکل ہوتی تھیں جن میں آسمان پر بادل چھا جاتے تھے۔ ایسی راتوں میں سخت اذیت کا شکار رہتا تھا۔ وہ بھی ایسی ہی رات تھی برف میں ڈوبے بادلوں نے چاند پر پردہ ڈال دیا تھا' میں بادلوں سے چاند کی کشمکش دیکھ رہا تھا کہ اچانک کچھ روشن ستارے مجھ پر

سے گزر گئے۔

"ستاروں والی...." میرے ذہن نے نعرہ لگایا اور میری نظریں چاروں طرف بھٹکنے لگیں۔ وہ مجھے نظر آ گئی۔ بہت دور ایک بلند جگہ ہاتھ بلند کئے ستارے لٹا رہی تھی' لیکن آج میں بے اختیار نہیں ہوا اور خاموشی سے اس کے تاریک پیکر کو دیکھتا رہا۔ تب ہوا کے دوش پر تیرتی ہوئی ایک سرگوشی مجھے سنائی دی۔ ایک مترنم آواز کچھ کہہ رہی تھی' میں نے اس آواز پر کان لگا دیئے۔ ایک ناقابل فہم نغمہ تھا' انوکھے بول والا۔

"کیلی کریَس..... میرے محبوب' یہی راستے ہیں اور ستارے تمہارے راہبر.... یہی تو میرا رخ ہے' چلتے رہو..... روشن راہوں کے مسافر..... چلتے رہو۔"

اس کے ہاتھ سے آخری ستارہ فضا میں بلند ہوا پھر تیرتا ہوا میری طرف آیا اور گزر گیا۔ میں اس ہیولے کو دیکھتا رہا جو مڑ کر گہرائیوں میں اتر گیا تھا۔

ان کی روشنی میں ڈوم سے میں نے سوال کیا۔ "کیلی کریَس کون ہے۔"

"کیلی کریَس' نہیں ماسٹر' میں نے پہلے کبھی یہ نام نہیں سنا اس شخص سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔"

بالآخر ہم ہندوستان پہنچ گئے' میں نے اپنی یادداشت سے کچھ نام بتائے اور ہم نے اسی ہوٹل میں قیام کیا جہاں سے ہرونت کا محل زیادہ دور نہیں تھا۔ اینا لوئیسا کو میں نے اس محل کے بارے میں تفصیل بتائی اور یہ بھی بتایا کہ مجھے اس محل میں داخل ہونے کا تجربہ ہے۔

"تمہارے خیال میں ہرونت کور سے معلومات حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہونا چاہئے۔"

"ہم سیدھے سیدھے اس سے ملاقات کرتے ہیں۔"

"مگر وہ شانتی کی رکن ہے۔"

"ہاں بیشک۔"

"اور تمہارے حصول کی خواہاں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"نہیں ماہر طہابی' کچھ کام میرے لئے ہیں' مجھے میرے کام کرنے دو پلیز' مجھ سے تعاون کرو۔"

"تم کوئی اور طریقہ کار اختیار کرنا چاہتی ہو تو مجھے اعتراض نہیں۔" میں نے کہا اور اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلی گئی تھی' میں ڈوم کو ماضی میں یہاں اپنے قیام کے بارے میں بتانے لگا۔ "عالی تبارک بہت اچھا انسان تھا' میں آج بھی اسے اپنا رہنما مانتا ہوں' وہ بے شک مخلص تھا لیکن اس کی بات غلط تھی۔"

"یقیناً ماسٹر' اپنے بتائے ہوئے واقعات کے تحت آپ نے اس پر زیادہ احسان کیا تھا' اسے اپنا احسان بڑھا کر نہیں بتانا چاہئے تھا' لیکن ہو سکتا ہے وہ آپ سے معافی مانگ لیتا۔"

"غلطی اس کے خیال کی تھی' اگر ایسا کوئی تصور اس کے دل میں نہ ہوتا تو اس کی زبان پر نہ آتا۔"

اینا لوئیسا بہت وقت کے بعد آئی تھی۔ اس نے ایک کامیاب مسکراہٹ سے کہا۔

"اب تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔"

"کہاں....؟"

"ہرونت کور تمہاری منتظر ہے۔" اس نے ڈوم کو میرے ساتھ چلنے سے منع نہیں کیا تھا۔ ڈوم کے ساتھ اس کا رویہ عجیب تھا' یوں لگتا تھا جیسے وہ اس کی شناسا ہی نہ ہو' نہ وہ اس سے مخاطب ہوتی تھی' ہم لوگ سفر کر کے ایک مکان کے سامنے رکے تھے۔ میں اس کے بارے میں بالکل نہیں جانتا تھا' لیکن عالیشان مکان کے ایک کمرے میں مجھے ہرونت کور نظر آئی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور وہ ایک دیوار سے پشت لگائے بیٹھی تھی۔ کمرے میں خوب تیز روشنی تھی جس میں اس نے مجھے فوراً پہچان لیا اور حیرت سے بولی۔

"تم....؟" میں خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ اس نے کہا۔ "ماہر طہابی تم مجھے پہچانتے ہو نا۔"

"میری اور تمہاری شناسائی کتنی پرانی ہے ہرونت کور' تم جانتی ہو۔"

"کیوں نہیں.... لیکن یہ عورت کون ہے....؟"

"میری ہمدرد..... میری ساتھی...."

"مجھے کیوں اغوا کیا گیا ہے....؟ تم جانتے ہو۔ میں اگر مہربان ہوں تو میرے ساتھ یہ بدسلوکی کیوں کی گئی یا پھر تم مجھے ان لوگوں میں سے سمجھتے ہو جو تم پر مہربان نہ رہے۔"

میں نے الجھی ہوئی نگاہوں سے ہرونت کور کو دیکھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہرونت کور کا کردار برا نہیں رہا تھا۔ یہ لوگ عجیب الجھے الجھے لوگ تھے یا پھر میری سمجھ میں نہیں آئے تھے اور میں یہ فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ کون کس حیثیت کا مالک ہے۔ بہرحال اینا لوئیسا کا اپنا طریقہ کار تھا اور چونکہ اب تک وہ نہایت مخلصانہ انداز میں میرے لئے سارے کام کرتی رہی تھی اس لئے میں اسے ہی مقدم سمجھتا تھا اور اصولی طور پر مجھے اس کے معاملات میں ٹانگ نہیں اڑانی چاہئے تھی۔ مجھے متذبذب پا کر اینا لوئیسا آگے بڑھ کر بولی۔

"میڈم اسے اپنے الفاظ کے جال میں پھانسنے کی کوشش نہ کرو' وہ ایک سادہ لوح انسان ہے اور دنیا کے فریب کو نہیں سمجھتا' جتنا کچھ مجھے معلوم ہے اس کی بنیاد پر میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ تم لوگوں نے شانتی کے نام پر جو جال بچھایا ہے اس کا مقصد دولت کے انبار اکٹھے کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور اس کے لئے تم نے اسے تختہ مشق بنایا۔ باقی جہاں تک اپنے کردار کا معاملہ ہے تو میں نہیں سمجھتی کہ تمہارے ذہن

میں کیا ہے لفظوں کا کھیل نہ کھیلو۔ ماہر طبابی اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔"

"میں نہیں جانتی کہ تم کون ہو سفید چھپکلی، لیکن تم لوگوں کا طریقہ کار مجھے اچھی طرح معلوم ہے، جتنے لمبے جال تم پھیلاتے ہو دوسرے لوگوں میں ایسی صلاحیت نہیں ہے۔ میں نہیں جانتی کہ ماہر تمہارے لئے کیا دلکشی رکھتے ہیں، لیکن ماہر کے منہ سے یہ الفاظ کہلوا دینا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ کوئی ان کا ہمدرد اور ان کا ساتھی رجسٹر ہو جائے۔"

"میں تیرے ذہنی بخار کو اچھی طرح سمجھتی ہوں لیکن ایک بار پھر وارننگ دیتی ہوں کہ اگر اپنے اس منحوس چہرے کو تباہ نہیں کرنا چاہتی تو صرف وہ بات کر جو تجھ سے پوچھی جائے یہاں تو معزز مہمان کی حیثیت سے نہیں آئی تجھے لایا گیا ہے۔"

"ایک بار پھر ماہر میں تمہیں متوجہ کرتی ہوں اگر میں نے تمہارے ساتھ اتنا ہی برا سلوک کیا ہے تو ٹھیک ہے اس کے نتیجے میں تم میری بے عزتی دیکھ رہے ہو اور اگر نہیں تو اس عورت سے کہو کہ اپنے آپ کو سمیٹے، میں نے کب منع کیا ہے کہ تمہارے سوالات کا جواب نہیں دوں گی۔"

"تو ایک بار پھر میں اپنے ماضی کی طرف آتا ہوں ہرونت کور اور ان دنوں کی یاد دلاتا ہوں تمہیں جب پنڈت رائے، پنڈت ہیوبرٹ اور تم لوگوں کا گروہ میرے اور ہیا کے خلاف سرگرم عمل تھا۔ پنڈت رائے نے مجھے اسپتال سے حاصل کر لیا اور اس کے بعد یہاں مجھے شانتی مندر لے آیا، پھر نجانے میرے ساتھ کیا کیا سلوک کئے گئے۔ وہیں سے کہانی دوبارہ دہراؤ....."

"ہرونت کور نے ایک جلتی ہوئی نظر اینا لوئیسا پر ڈالی پھر بولی۔ "بس یہی باتیں پوچھنا تھیں جن کے لئے میرے ساتھ یہ بدسلوکی کی گئی۔ ارے تم لوگ میرے پاس آتے، مجھ سے ملاقات کرتے اور یہ سوالات کرتے تو کیا میں تم سے انکار کر دیتی....؟"

"ہم اب بھی تمہیں عزت کا مقام دے سکتے ہیں رانی ہرونت کور..... ہماری تم سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے، لیکن ہمارے ان سوالات کے جواب دے دو۔ ٹھہرو میں تمہیں اعتماد میں لینے کے لئے تمہارے ہاتھ پاؤں کھولے دیتی ہوں اور اس کے بعد تمہیں باعزت واپسی کی خوشخبری بھی سناتی ہوں۔" اینا لوئیسا نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے آگے بڑھ کر رانی ہرونت کور کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے۔ رانی ہرونت کور نے ایک بار پھر نفرت زدہ نگاہوں سے اینا لوئیسا کو دیکھا اور بولی۔ "میں نہیں جانتی کہ ماہر طبابی سے تیرا ربط کس طرح قائم ہوا، لیکن تو صورت ہی سے کوئی جرائم پیشہ عورت معلوم ہوتی ہے اور تیرا ہر انداز ایسا ہی ہے۔ خیر یہ ماہر جانے اور ان کا کام، جہاں تک ماہر تمہارے اس سوال کا تعلق ہے تو میں پہلے بھی تمہیں اس بارے میں تفصیلات بتا چکی ہوں، پنڈت رائے پیناٹسٹ تھا۔

اس وقت چونکہ ہیا بھی تمہارے ساتھ تھا پنڈت رائے تم دونوں کو اپنے ٹرانس میں لا کر تم سے کوئی اہم کام لینا چاہتا تھا۔ شانتی کے بارے میں شاید تمہیں معلوم نہ ہو، ہمیں ایک بدترین صدمے سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ہمارا سب سے اہم ہیڈکوارٹر....."

"تباہ ہو گیا ہے، وانگ چو اور تمہارے بے شمار ساتھی مارے گئے ہیں، یہی بتانا چاہتی ہو نا تم۔" اینا لوئیسا نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا اور ہرونت کور دنگ رہ گئی۔ چند لمحات کے لئے وہ خاموش ہو گئی تھی، پھر اس نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم....؟"

"تمہاری کہانی درمیان میں رہ گئی۔" لوئیسا ایک عورت سے ہمکلام تھی اور عورت کے اندر کیا ہوتا ہے یہ شاید کائنات کے آخری دن تک کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔

ہرونت کور نے ٹھنڈی سانس لی اور بولی۔ "پنڈت رائے اصل میں شانتی سے مخلص نہیں تھا۔ وہ تنظیم کے اہم ارکان میں سے تھا لیکن اس نے ہمیشہ ذاتی ریسرچ کو مقدم رکھا اور سب سے فراڈ کرتا رہا۔ اس نے افریقہ کے ایک پراسرار گوشے میں اپنا مسکن بنایا اور صحرائے اعظم کے بارے میں چھان بین کرتا رہا۔ کئی بار اس سے شکایت بھی کی گئی اور اس نے مبہم تاویلیں دے کر اپنا دامن صاف رکھنے کی کوشش کی۔ بہرحال تمہارے حصول کے لئے اس نے شانتی کا سہارا لیا لیکن اس کے پس منظر میں بھی انہوں نے اپنے مفاد پر ہی کام کیا تھا۔ ماہر، اس نے تمہیں پیناٹائز کر کے تمہاری شخصیت بدل دی، لیکن جب اس نے ہیا کے دماغ کو اپنے ذہن کے تابع کرنا چاہا تو اسے چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ ہیا نے اس کی ذہنی قوتوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ نہ صرف یہ ہوا بلکہ اس کے دماغ کے کئی خلئے جل گئے۔ اس کا دنیا کے کئی ملکوں کے اسپتالوں سے علاج کرایا گیا، وہ ٹھیک ہو گیا لیکن اس کی اصلیت پتہ چل گئی اور اسے شانتی سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اسے ہدایت کی گئی کہ اب وہ شانتی کے نام کو بھی بھول جائے اور اس نے خوشی سے یہ علیحدگی قبول کر لی۔"

"اب وہ کہاں ہے....؟" میں نے سوال کیا۔

"یقیناً وہیں جہاں تھا۔"

"یعنی....؟"

"بتا چکی ہوں، اس نے افریقہ کے کس نامعلوم گوشے میں اپنا مسکن بنایا ہوا تھا۔ وہ اب بھی وہیں ہے۔"

"اس کا پتہ بتاؤ۔" میں نے کہا۔

"نامعلوم کا مطلب ہوتا ہے اس جگہ کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔"

"اگر ہم اسے تلاش کرنا چاہیں تو....؟"

"تو تمہیں افریقہ جانا ہوگا۔"

"اس نے کسی کو اس بارے میں نہیں بتایا۔"

"پنڈت ہیوبرٹ وہ واحد آدمی تھا جس نے اس کے مسکن کو دیکھا تھا اور بے حد تعریف کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ انہوں نے درختوں کے تنوں کو جوڑ کر ایک قلعہ بنایا ہوا ہے جہاں انسانی ضروریات کی ہر سہولت مہیا کی گئی ہے۔ پنڈت ہیوبرٹ نے بتایا تھا کہ اس نے آس پاس کے قبائل کو دوست بنا لیا ہے جو اس کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں لیکن میں جانتی ہوں کہ ایسے کیسے ہوا ہو گا۔"

"کیسے...؟" میں نے بے اختیار پوچھا۔

"وہ ایک ہپناٹسٹ تھا۔"

"لیکن اب تو نہیں ہے۔"

"اس میں شک نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ ترین صلاحیتوں کا مالک تھا اور اب بھی ہے۔"

"ہمیں افریقہ کے کونسے حصے میں س کی تلاش کے لئے سفر کرنا چاہئے۔" اینا لوئیسا نے کہا۔

"یہ تمہارے وسائل پر منحصر ہے۔ تنزانیہ‘ کینیا‘ زیمبیا‘ زائر یا برونڈی۔ جہاں سے بھی داخل ہو گے آگے چل کر تمہاری منزل ایک ہو جائے گی۔ تمہیں ہر حالت میں افریقہ کے دل میں داخل ہونا ہوگا۔"

"تمہیں ضرور معلوم ہو گا کہ پنڈت رائے افریقہ میں کیا کام کر رہا تھا....؟" اینا لوئیسا نے کہا۔

ہرونت کور اپنی بندھی ہوئی کلائیوں پر پڑ جانے والے نشانات کو ہاتھ سے مسلتی ہوئی بولی۔ "کیا ہی اچھا ہوتا کہ تم لوگ میرے پاس اچھے انسانوں کی طرح آتے‘ ضرورت تھی تو میرے ساتھ قیام کرتے اور مجھ سے یہ تعاون حاصل کرتے‘ تم لوگوں نے ایسی فضا پیدا کی جس نے بہرحال مجھے ذہنی صدموں سے دوچار کیا۔ خیر بات یہ ہے کہ میں جس حیثیت کی مالک ہوں تمہیں خود بھی اس کا تھوڑا بہت اندازہ ہو گا‘ میرے پاس اپنی زندگی کے لئے بہت کچھ ہے اور شانتی کا سہارا لے کر میں کسی بھی طرح صرف دولت کے حصول کے لئے سرگرداں نہیں تھی۔ بہرحال میرا اپنا شوق بھی تھا یہ کہ بہت سے علوم سے واقفیت حاصل کروں اور تھوڑا بہت کام روح کی بالیدگی کے لئے بھی کروں۔ خیر وہ تمہارا عمل تھا‘ نجانے کیوں تم نے یہ طریقہ کار مناسب سمجھا۔ پنڈت رائے افریقہ کے کچھ نامعلوم خطوں کے بارے میں تحقیق کر رہا تھا خصوصاً اس کی توجہ ایک کلاسیکل داستان کی جانب تھی جسے کور کے غاروں سے منسوب کیا جاتا ہے‘ میں اس بارے میں اپنی ناواقفیت تسلیم کرتی ہوں‘ لیکن یہ بھی مجھے پنڈت ہیوبرٹ ہی سے معلوم ہوا تھا کہ پنڈت رائے ایک انوکھی داستان کے انکشاف میں مصروف ہے اور اس کے لئے دیوانگی کی حد تک اپنے آپ کو ملوث کئے ہوئے

ہے‘ بس اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"اگر ہم تنزانیہ کے راستے صحرائے اعظم میں داخل ہوتے ہیں تو کیا ہمیں ہماری منزل ملنے کے امکانات ہیں۔"

"افریقہ کا نقشہ اٹھا کر دیکھ لو‘ میں تمہیں بہت سے نام بتا چکی ہوں‘ یوگنڈا‘ زیمبیا‘ ملاوی اور موزمبیق کا راستہ بھی اختیار کرو گے‘ تو منزل وہی ہو گی کیونکہ افریقہ کے قلب میں جو کچھ موجود ہے ابھی تک دنیا کے لئے ایک سربستہ راز ہے‘ ممکن ہے دنیا کے اور بھی بہت سے خطے انسانوں کی پہنچ سے محفوظ ہیں‘ لیکن افریقہ کے بارے میں یہ کھلی روایات ہیں کہ دنیا ابھی تک اس کے بارے میں سب کچھ نہیں جان سکی ہے۔ گو وہاں کے لوگ بھی اب دنیا کے جدید ترین لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔"

اینا لوئیسا نے گہری نگاہوں سے میری جانب دیکھا‘ پھر آہستہ سے بولی۔ "کوئی اور ایسا سوال جو تمہیں اس سے کرنا ہو میرا خیال ہے ہم جس قدر معلومات حاصل کر چکے ہیں اس سے زیادہ معلومات کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اندازہ یہ ہو رہا ہے کہ ہمیں جو کچھ کرنا ہو گا اپنے ہی بل پر کرنا ہو گا۔"

میں خود بھی اس بات سے متفق تھا۔ ہرونت کور نے کہا۔ "کیا تم لوگ پنڈت رائے سے ملاقات کرنا چاہتے ہو‘ لیکن ایک بات میں تمہیں بتا دوں ماہر طہابی‘ پنڈت رائے تمہارے حصول کے لئے دیوانہ ہے۔ وہ تمہیں اتنی خوشی سے خوش آمدید کہے گا کہ تم تصور نہیں کر سکتے بلکہ یہ سمجھو کہ اس کی تو زندگی بھر کی کاوشوں کا صلہ مل جائے گا اسے لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا‘ وہ آدمی بہت شاطر ہے اور کسی بھی طور تمہارے لئے بہتر نہیں ثابت ہو گا وہ تمہیں صرف اپنے مقصد کے لئے استعمال کرے گا۔"

"تم بتا سکتی ہو اس کا مقصد کیا ہے....؟"

"بالکل نہیں بتا سکتی۔ بس اتنا جانتی ہوں کہ وہ مقصد تنظیم کے مفاد میں نہیں تھا بلکہ شاید اس کا تعلق اس کی اپنی ہی ریسرچ سے ہے۔"

"اور تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ "ہیا" کا اس سے رابطہ ہوا یا نہیں....؟"

"پنڈت رائے سے بہت عرصے سے ہمارا رابطہ ختم ہے اور یقینی طور پر اگر ہیا سے اس کا رابطہ ہو بھی گیا ہے تو اس نے اسے اپنے قابو میں کر لیا ہو گا۔ وہ بے شک ایک بار ہیا کے ہاتھوں شدید نقصان اٹھا چکا ہے اور وہ خلیئے جل جانے سے اس کی ہپناٹزم کی قوت بھی ختم ہو گئی ہے لیکن بہرحال یہ طے شدہ امر ہے کہ ماہر طہابی اور ہیا اگر جمع ہو جائیں تو ایک ایسی قوت بن سکتے ہیں جو ناقابل تسخیر ہو گی اور پنڈت رائے ساری عمر اسی کوشش میں سرگرداں رہا ہے‘ لیکن اگر تم لوگ اس تک جانا چاہتے ہو تو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔"

"کیسے....؟" لوئیسا چونک پڑی۔

"روانڈا میں ایک ایسا شخص ہے جو پنڈت رائے کے مفادات کے لئے کام کرتا ہے۔ اس کا نام گرووات ہے' افریقی نژاد ہے اور روانڈا میں تجارت کرتا ہے۔"

"مفادات سے تمہاری کیا مراد ہے....؟" لوئیسا نے سوال کیا۔

"گرووات ہاتھی دانت کی ناجائز تجارت کرتا ہے اور ہاتھی دانت کے حصول کے لئے اسے پنڈت رائے کا تعاون حاصل ہے۔ وہ پنڈت رائے کے لکڑی کے قلعہ میں قیام کرتا ہے اور وہاں رک کر ہاتھی دانت حاصل کرتا ہے' بڑے بڑے برتنوں میں شراب بھر کر رکھ دی جاتی ہے ہاتھیوں کے غول ان تک آتے ہیں اور شراب پی کر بدمست ہو جاتے ہیں اور پھر آپس میں جنگ کرتے ہیں' اس طرح ان کے دانتوں کے انبار جمع ہو جاتے ہیں اور دو چار ہاتھی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔ انہیں کھلی جگہ پروسیس کرنا ممکن نہیں ہوتا اس کے لئے گرووات کا رائے سے رابطہ ہے اور اس نے وہاں بندوبست کر رکھا ہے' کیونکہ اسے وہاں افرادی قوت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ ساز و سامان بھی جس سے وہ پروسیس کرتا ہے۔ ایک اسٹور بھی جہاں سے وہ آہستہ آہستہ چوری چھپے ہاتھی دانت نکال لاتا ہے۔ اس کے عوض وہ پنڈت رائے کے لئے ضرورت کی تمام اشیاء لے جاتا ہے اور وہی رائے کے لئے سامان رسد کی فراہمی کا ذمے دار ہے۔"

"آہ.... یہ تو ایک بہترین انکشاف ہے۔" اینا لوئیسا نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں' پنڈت رائے تک جانے کا بہترین ذریعہ۔" میں نے بھی اینا سے اتفاق کیا پھر رانی ہرونت کور سے کہا۔

"تو کیا تم ہمیں گرووات کا پتہ دے سکو گی؟"

"صرف پتے سے کام چل جائے گا تمہارا....؟" ہرونت کور نے کہا۔

"کوشش کریں گے۔"

"ممکن نہ ہو گا...."

"کیوں....؟"

"عقل سے سوچو۔ وہ ایک ایسی تجارت کرتا ہے جو قانوناً جرم ہے کچھ اجنبیوں کو وہ اس جگہ کیوں لے جائے گا جسے وہ کسی کی نگاہ میں نہ لانا چاہتا ہو۔"

ہرونت کور کی دلیل نے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اچانک لوئیسا نے سوال کیا۔ "مگر تم یہ سب کچھ کیسے جانتی ہو....؟"

"کیونکہ وہ پنڈت رائے کے ساتھ آیا تھا اور یہاں میرا مہمان رہا تھا۔"

"گویا اس سے تمہارے ذاتی تعلقات ہیں۔"

"تقریباً.... گو اس کے بعد اس سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن بارہا اس نے مجھے بہت سے تحائف بھیجے۔"

"کیا تم کوئی ایسا عمل کر سکتی ہو کہ وہ ہماری مدد پر آمادہ ہو جائے۔"

"اس کا صرف ایک طریقہ ہے۔"

"کیا....؟"

"میں روانڈا تک تمہارے ساتھ چلوں۔" ہرونت کور نے کہا اور ہم ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئے' اینا لوئیسا نے کہا۔

"تمہارے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے کیا.... اس کے بعد بھی تم ہم سے یہ تعاون کرو گی۔"

ہرونت کور نے ایک نگاہ مجھے دیکھا' پھر آہستہ سے بولی۔ "اگر یہ ماہر طمابی کی ضرورت ہو' میں نے اسے' بچپن سے دیکھا ہے اسے پسند بھی کیا ہے لیکن افسوس اس نے وہ رابطے نظرانداز کر دیئے۔ ہمارے درمیان یہ فضا تو کبھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔"

"اس کے لئے تم سے معذرت کی جا سکتی ہے۔" لوئیسا نے کہا۔

"جانے دو.... میں بھول چکی ہوں۔ تم یہ بتاؤ روانڈا جانے کے لئے انتظامات کر سکتی ہو....؟"

"یقیناً لیکن یہ ایک مشکل کام ہو گا اور اس کے لئے رابطے تو کرنے ہی پڑیں گے۔" لوئیسا نے جواب دیا۔

"یہ ذمے داری بھی مجھے ہی پوری کرنا ہو گا' یہ جگہ کونسی ہے۔"

"ایک ایسا مکان جہاں ہم قبضہ جمائے بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ اس سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہے۔" لوئیسا مسکرا کر بولی۔ لیکن رانی ہرونت کور کے چہرے پر جوابی مسکراہٹ نہیں پیدا ہوئی تھی بلکہ اس نے کسی قدر متنفر لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں نہیں جانتی کہ تم کون ہو' لیکن میرے خیال میں مجرمانہ ذہنیت کی مالک ہو اور ہر کام کو جرم کے انداز میں کرنا پسند کرتی ہو۔ میری بات کا برا مت ماننا' اگر مجھ سے شریفانہ رابطے کی کوشش کی جاتی تو تمہارا کیا خیال ہے' جو تعاون میں نے اس وقت تم سے کیا ہے وہ نہ کرتی۔ مجھے میری سطح سے نیچے گرا کر تم لوگوں نے مجبور کرنے کی کوشش کی اور بہرطور یہ بہتر نہ تھا لیکن گزری ہوئی بات ماضی کہلاتی ہے اور ماضی بھول جانا ہی بہتر ہوتا ہے' بجائے اس کے کہ تم یہ خطرہ مول لو میری مہمان بنو' کیونکہ تم خود بھی اگر روانڈا تک جانے کے لئے انتظامات کرو تو تمہیں اس میں اتنا ہی وقت لگے گا اور مشکلات بھی اٹھانی پڑیں گی۔"

اینا لوئیسا نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے رانی ہرونت کور کی پیشکش قبول کر لی اور بعد میں مجھ سے کہنے لگی۔

"یہ عمر رسیدہ عورت تم سے بہت متاثر معلوم ہوتی ہے ماہر طمابی اور میں اس کی

شرافت کی داد دیتی ہوں جبکہ عموماً ایسا ممکن نہیں ہوتا۔ اس نے میرے دل و دماغ پر اثر کیا ہے۔"

پھر وہ جگہ چھوڑ دی گئی اور رانی ہرونت کور ہمیں اپنے محل میں لے آئی۔ اینا لوئیسا کے چاروں ساتھی، میں اور ڈوم اور لوئیسا ہم کل سات افراد رانی کے محل میں داخل ہو گئے یہاں تھوڑی سی تشویش پائی جاتی تھی کیونکہ رانی بغیر کسی اطلاع کے غائب ہو گئی تھی۔ وہ محل میں داخل ہونے کے بعد اس کے اندرونی گوشوں سے گزرتی ہوئی ایک محراب نما دروازے پر پہنچی یہاں سے آگے کچھ سیڑھیاں نیچے کی سمت جاتی تھیں غالباً کوئی انڈر گراؤنڈ جگہ بنائی گئی تھی۔ رانی ہرونت کور ہمیں وہاں سے گزار کر ایک اور بڑے دروازے تک لائی اور پھر ہم اس دروازے سے اندر داخل ہوگئے یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جس میں فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ باقی کوئی اور فرنیچر یہاں موجود نہیں تھا۔ رانی نے یہاں آنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص مہمانوں کے لئے اس محل میں خاص ہی مہمان خانے ہیں لیکن افسوس یہاں سے فرنیچر ہٹا دیا گیا ہے۔ تاہم کچھ دیر انتظار کرو تمہاری ضرورت کی ہر چیز تمہیں یہاں حاصل ہو جائے گی۔"

وہ واپس پلٹی تو پراطمینان قدموں سے چلتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر دیوار پر ہاتھ رکھا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا تھا وہ ہم سب کے لئے بے حد غیر متوقع تھا۔ چھت سے ایک لوہے کے فریم والا دروازہ نیچے گرا تھا اور موٹی موٹی سلاخوں کا ایک جال سا زمین تک آگیا تھا اور اب یہ وسیع و عریض مہمان خانہ اگر ہمارا اندازہ غلط نہیں تھا تو قید خانے کی شکل میں تبدیل ہو گیا تھا۔ رانی ہرونت کور نے جو رویہ اختیار کیا تھا اس نے چند لمحوں تک تو ہمیں یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا کہ یہ کیا ہو گیا ہے، لیکن سلاخوں والے دروازے کے دوسری جانب رانی ہرونت کور کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹوں سے اچانک ہی یہ احساس ہوا کہ کوئی خراب صورت حال پیدا ہوگئی ہے اور ہم سب بھونچکے رہ گئے۔

تقریباً سب ہی کی نگاہیں رانی ہرونت کور کے چہرے کی جانب اٹھی ہوئی تھیں اور اس کے ہونٹوں پر کھیلتی ہوئی کامیابی کی مسکراہٹ ہمیں یہ احساس دلا رہی تھی کہ ہم سب بڑی خوش اسلوبی سے احمق بن گئے ہیں، اینا لوئیسا خود بھی چکرائی ہوئی تھی۔ اس نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ آہ، یوں لگتا ہے جیسے اس عورت نے ہمیں فریب دیا ہے۔"

ہم سب حیرانی کے عالم میں قطار باندھے ایک جگہ کھڑے ہو گئے تھے، تب ہرونت کور کی آواز ابھری۔

"غلط فہمیوں کے شکار ماہر طلبالی، تمہارے اندر اگر کچھ خاص صلاحیتیں پوشیدہ ہیں تو

میں ان سے نہ تو فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہوں نہ فائدہ اٹھانا جانتی ہوں۔ یہ تو شانتی میں شامل کچھ خاص لوگوں کا ہی شوق تھا اور میں انہی کی وجہ سے تم میں دلچسپی لیتی رہی ہوں۔ پچھلی بار تم کسی اور گروپ کے ہمراہ یہاں آئے تھے۔ بعد میں وانگ چو نے بتایا کہ تمہارے لئے ایک جال بچھایا گیا ہے اور تم خود بخود اس جال تک پہنچ جاؤ گے پتہ نہیں وانگ چو اپنی کوششوں میں کس طرح ناکام ہوا۔ پھر وہ بے چارہ موت کا شکار ہو گیا، لیکن شانتی پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا ہے۔ یہ کوئی چھوٹی سی تنظیم نہیں ہے۔ دنیا کے بہت سے ملکوں میں اس کے مراکز قائم ہیں اور اس کے اثرات وسیع تر ہیں، یہ تو رہی شانتی کی بات۔ اب میں اس عورت کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"ہرونت کور..... کیا تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ نہیں کیا...؟" اینا لوئیسا نے حیرت سے کہا۔

"بالکل نہیں جان من، تم نے مجھے اغوا کرنے کے لئے ایک جال پھیلایا تھا اور میں اس جال میں پھنس گئی، لیکن ایمانداری سے کہنا میں تو ناواقفیت میں شکار ہوئی تھی۔ اس وقت مجھے تمہارے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا، لیکن تم میری ذہانت کا شکار ہوئی ہو۔ میرا مرتبہ جانتی ہو رانی ہوں میں، ریاستی پولیس کو اشارہ کر دوں تو تمہیں اس شہر کے سب سے بارونق چوراہے پر کھڑا کر کے گولیوں سے بھون دیا جائے، یہ ہے میری حیثیت۔ پہلے میں نے اس بارے میں سوچا تھا لیکن خود ہی ارادہ بدل دیا جانتی ہو کیوں..... تم نے میرے ساتھ نازیبا سلوک کیا، ناروا الفاظ استعمال کئے۔ میں نے تم سے اپنا انتقام خود لینے کا فیصلہ کیا۔ اپنی پسند کا انتقام۔ پولیس تمہارے ساتھ رعایت برت سکتی تھی، تمہیں مراعات دے سکتی تھی وہ تمہیں موت کی سزا کبھی نہ دیتی۔ جبکہ میری توہین کی سزا صرف موت ہے۔"

"خوب.... اب تو یہ الفاظ کہہ سکتی ہے کتیا....." اینا لوئیسا نے تلملاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی، اب میں سب کچھ کہہ اور کر سکتی ہوں۔" ہرونت کور نے کہا۔

"عورت کو سمجھو ماہر طلبالی۔ اس سے بڑا فریب روئے زمین پر دوسرا نہیں ہے، یہ دو عورتوں کی چپقلش ہے۔ بتاؤ گے یہ سفید چھپکلی تم سے کیا چاہتی ہے.... یہ کون ہے....؟"

"میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے اب ہمیں گرودواٹ سے ملانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔"

"گرودواٹ...." ہرونت کور نے ایک ہذیانی قہقہہ لگایا، پھر بولی۔ "کون گرودواٹ... ڈیئر طلبالی.... گرودواٹ تو صرف ایک افسانہ تھا..... میری اختراع.... اس نام کا کوئی وجود نہیں ہے..... میں نے اس سفید چھپکلی کی آنکھوں میں ناچتے ارادے بھانپ لئے تھے۔ یقیناً مجھ سے معلومات کے بعد یہ مجھے زندہ نہ چھوڑتی۔ میں نے بھی شانتی میں رہ کر کچھ سیکھا ہے۔ کم از کم انسانوں کے چہرے دیکھ کر ان کی نفسیات کا اندازہ تو لگا ہی لیتی ہوں۔ مجھے اس قید میں

اپنی زندگی کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔ اس لئے میں نے تمہیں ایک ایسی کہانی سنائی جو تمہیں اس بات کا احساس دلائے کہ میں تمہارے لئے کار آمد ہوں اور تم گرو واٹ کے جال میں پھنس گئے۔"

"اور باقی کہانی۔"

"کونسی باقی کہانی....؟"

"میرا مطلب ہے پنڈت رائے کے بارے میں...."

"وہ سچ ہے..... اور یہ سچ یقیناً تم سے بھی پوشیدہ نہ ہو گا' اس کے بارے میں جھوٹ بول کر میں تمہیں مشکوک نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

اینا لوئیسا اور دوسرے لوگ پتھرائے ہوئے کھڑے تھے' میں نے پھر کہا۔ "مگر اب تم کیا کرنا چاہتی ہو ہرونت کور....؟"

"تمہیں زندگی دی جا سکتی ہے ماہر..... لیکن اس شرط پر کہ تم خود کو شانتی کے مقاصد پورے کرنے پر آمادہ کر لو.....بس..... باقی لوگوں کو مرنا ہو گا۔ یہیں اسی قید خانے میں۔ بھوک پیاس سے بلک بلک کر۔ میں انہیں اس جگہ ہلاک ہوتے دیکھوں گی۔ رفتہ رفتہ' آہستہ آہستہ...." ہرونت کور نے کہا۔

میں خاموشی سے کچھ سوچ رہا تھا' پھر میں نے کہا۔

"نہیں ہرونت کور میں اس پر آمادہ نہیں ہوں۔"

"کوئی بات نہیں میں تمہیں بتا چکی ہوں مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں اگر زندہ رہنے کا فیصلہ کر لو تو مجھے بتا دینا۔ میں تمہارے علم میں لا کر تمہیں دودھ کا ایک ایسا پیالہ دوں گی جس میں خواب آور دوا شامل ہو گی۔ تم اسے پی کر بے ہوش ہو جاؤ گے اور میں تمہیں ان کے درمیان سے نکال لوں گی' لیکن یہ لوگ..... ان کا غرور صرف موت ہے اے عورت اب لمحہ لمحہ موت کا انتظار کر۔" یہ کہہ کر اس نے واپسی کے لئے قدم اٹھا دیئے۔

میں خاموشی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ لوئیسا کا چہرہ اتر گیا تھا۔ اس کے ساتھی سکوت کے عالم میں کھو سے گئے پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ "اگر اس کے ساتھ ابتداء میں بہتری کا سلوک کیا جاتا تو شاید یہ نوبت نہ آتی۔"

کوئی کچھ نہیں بولا۔ میں نے گردن گھما کر لوئیسا کی طرف دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں ماہر.... میرے ذہن میں یہ سب کچھ نہیں تھا۔"

"میں جانتا ہوں' نہ مجھے تمہارے خلوص پر شک ہے۔" میں نے نرم لہجے میں کہا اور لوئیسا کی آنکھوں میں آنسو جھلک آئے۔ وہ سسکی سی لے کر بولی۔

"تھینک یو ماہر تھینک یو...."

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عورت نے سارے فیصلے خود بخود کیوں کر لئے' اس کا ایک ہی جواب ہے آقا..... کہ وہ.... عورت ہے.... یہ معمولی سا قید خانہ ہمیں قید رکھنے کا اہل تو نہیں ہے۔" ڈوم نے کہا۔

ڈوم کے ان الفاظ پر اینا لوئیسا نے ایک نگاہ اسے دیکھا۔ پھر یوں محسوس ہوا جیسے اس سے غلطی ہو گئی ہو۔ ڈوم کے ساتھ اس کا رویہ بیگانوں جیسا رہتا تھا۔ وہ اس سے کبھی مخاطب نہیں ہوئی تھی اور میں اس کی وجہ سمجھتا تھا۔ پھر وہ میری طرف رخ کر کے آہستہ سے بولی۔

"ہاں یہ ایسا کر سکتا ہے' لیکن میری رائے ہے کہ جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔ وہ اس وقت تک ہماری طرف سے غافل نہیں ہو گی جب تک اسے ہماری بے بسی کا یقین نہ ہو جائے۔"

"مجھے تم سے اتفاق ہے۔" میں نے کہا' لوئیسا کا خیال درست تھا ہم نے قید خانے کے آس پاس پہریداروں کو فروکش ہوتے دیکھا۔ چنانچہ اس جگہ چھبیس گھنٹے گزارے گئے کوئی دو گھنٹے قبل ہرونت کور زرق برق لباس میں کچھ مسلح افراد کے ہمراہ آئی تھی اور اس کی آمد کو محسوس کر کے لوئیسا کے اشارے پر تمام افراد اس طرح بے سدھ ہو کر اوندھے سیدھے لیٹ گئے جیسے بھوک پیاس نے انہیں نڈھال کر دیا ہو۔ ہرونت کور نے ہمیں دیکھ کر قہقہے لگائے تھے۔ پھر اس نے کہا۔

"افسوس میں عمر کی اس منزل سے گزر گئی ہوں طہالی جب دلوں میں عشق کے جذبے زور مارتے ہیں' اس لئے یہ بالکل نہ سوچو کہ میں ایک عورت کی حیثیت سے تم سے متاثر ہو سکتی ہوں۔ ہاں تنظیم کو ایک سیسٹک درکار ہے جو تم ہو اور میں تنظیم کے مفاد کے لئے تمہاری زندگی چاہتی ہوں۔ اب بھی میری پیش کش ہے کہ تم اگر چاہو تو زندگی پا سکتے ہو۔ باقی رہے یہ لوگ' تو میرے خیال میں انہیں موت کی آہٹ مل گئی ہو گی' مجھے ان کی زندگی نہیں موت سے دلچسپی ہے۔ کیا تم کوئی فیصلہ کرو گے؟"

"ابھی نہیں ہرونت کور.... یہ اپنی زندگی اور موت کا فیصلہ خود کریں گے۔ میں ابھی بھوک اور پیاس برداشت کر سکتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"سوچ لو.... اس کے بعد تمہیں اڑتالیس گھنٹے کا وقفہ دیا جائے گا اور میں سمجھتی ہوں اس وقت تک مجھے یہاں سے کچھ لاشیں اٹھانے کا بندوبست کرنا ہو گا۔"

"میرے ساتھ ان لوگوں کی زندگی کی ضمانت بھی دو ہرونت کور تو میں تیار ہوں۔" میں نے کہا' تو ہرونت کور ہنس پڑی۔

"یہ لوگ موت پا چکے ہیں۔ میں انہیں زندہ رکھ کر موت کا چہرہ دکھا رہی ہوں' اور یہ بھی تمہیں بتا چکی ہوں کہ تم شانتی کے لئے اہم ہو میرے لئے نہیں۔"

وہ چلی گئی پھر مزید بہت سے گھنٹے گزر گئے۔ اس وقت گہری رات کا سناٹا طاری تھا محل میں پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ تب اینا لوئیسا نے کہا۔ "یہ مناسب وقت ہے ماہر.... اس وقت کچھ کر لینا بہتر ہو گا۔" میرے کچھ کہنے سے قبل ڈوم اٹھ گیا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اجازت چاہتا ہوں...."

"کیا کرو گے....؟" میں نے سوال کیا' لیکن ڈوم سلاخوں کے پاس پہنچ گیا' میں نے بھی اس کا تعاقب کیا تھا' پھر میں نے کہا۔ "کیا تم ان سلاخوں کو موڑ کر باہر جانے کا راستہ بناؤ گے۔"

"میرے لئے یہ مشکل نہ ہو گا آقا' لیکن دوسرا طریقہ اس سے بہتر ہو گا۔"

"وہ کیا ہے....؟"

"لوہے کا یہ فریم چھت سے نیچے اترا ہے' اس کا مطلب ہے کہ یہ واپس اوپر بھی جا سکتا ہے۔ وہ کل ان سلاخوں سے زیادہ مضبوط نہیں ہو گی جو اسے نیچے لاتی اور اوپر لے جاتی ہے' تمہیں البتہ ایک کام کرنا ہو گا۔"

"کیا....؟"

"سب کو یہاں جمع کر لو' کیونکہ کل ٹوٹنے کی آواز بھی ہو گی اور اسے سن کر پہرہ دینے والے دوڑ کر آئیں گے۔ اس سے قبل کہ وہ شور مچا کر دوسروں کو اپنی مدد کے لئے بلالیں' ان کا خاتمہ ضروری ہے۔ چنانچہ جیسے ہی میں یہ دروازہ اوپر اٹھاؤں تم سب باہر نکل کر تیار ہو جاؤ اور آنے والوں کا خاتمہ کر دو۔"

میں نے ڈوم کی بات سن کر لوئیسا کی طرف گردن گھمائی تو وہ جلدی سے اپنے آدمیوں سے بولی۔ "تم سب یہاں آ جاؤ اور مل کر اس دروازے کو اوپر اٹھاؤ۔" لوئیسا کے ساتھیوں نے اس کی ہدایت پر فوری عمل کیا تھا۔ ڈوم نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ دروازہ کسی مضبوط کل سے منسلک تھا لیکن میں' ڈوم اور چار دوسرے افراد نے مل کر اسے اٹھایا تو "کڑاک' کڑاک" کی آوازیں ابھریں اور دروازہ اوپر اٹھ گیا۔ سب سے پہلے لوئیسا پھرتی سے باہر نکل گئی تھی اور ایک عورت کو میں نے اس برق رفتاری سے دشمنوں پر قابو پاتے ہوئے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آوازوں کے ساتھ ہی دو پہریدار جو اس وقت ڈیوٹی پر تھے' دوڑتے ہوئے صورت حال معلوم کرنے آئے اور لوئیسا نے دونوں کی گردنیں پکڑ کر انہیں اندر گھسیٹ لیا۔ پھر انہیں پکڑے ہوئے بدن کی پوری قوت سے خود بھی زمین پر گری' اس طرح کہ ان کے چہرے سخت زمین کی طرف تھے۔ میں نے ان خون آلود چہروں کو دیکھا جن

پر اب نقوش نہیں تھے۔ بس ٹوٹی ہوئی ہڈیاں تھیں جو ناک اور جبڑوں وغیرہ کی تھیں۔ لوئیسا پھر پھرتی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اتنی دیر میں باقی لوگ بھی باہر آ گئے اور ہم نے پہلا مورچہ دروازے کے پاس بنایا۔ پھر خاموشی پا کر باہر نکلے اور بڑے ہال میں آ گئے جہاں مزید پہریدار مزے کی نیند سو رہے تھے۔ دشمنوں پر رحم کھانے والا ہم میں سے کوئی نہ تھا۔ اس لئے باقی پہریداروں کی نیند بھی موت کی نیند میں بدل دی گئی۔ تب لوئیسا نے کہا۔

"طہابی ہم آزاد ہو گئے اور اس مکار عورت نے ہمیں دھوکے سے قید کیا تھا ورنہ شاید یہ اس کے لئے ممکن نہ ہوتا۔ اپنی قوت سے آزاد ہونے کے بعد ہم بزدلوں کی طرح یہاں سے نکل بھاگیں۔"

"مطلب....؟"

"دشمن کو سزا دینا ضروری نہیں ہے کیا....؟"

"ہاں..... کیوں نہیں۔"

"بعد میں وہ ہمارا تعاقب کر کے ہمیں پریشان کرے، یہ قصہ یہاں ختم کرنا بہتر نہ ہو گا تاکہ آزادی سے آگے کا سفر جاری رکھیں۔"

"میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔"

"تب ایک اتفاق اور کرو.... اسی اعتماد کے ساتھ جس طرح تم نے وانگ چو کے سلسلے میں کیا تھا۔"

"کیا چاہتی ہو....؟"

"ان چاروں کے ساتھ جس طرح بھی ممکن ہو باہر نکل جاؤ اور اس ہوٹل کے پاس میرا انتظار کرو..... یہ چھوٹا سا کام کر کے میں تمہارے پاس آ رہی ہوں۔"

"میرے سارے کام اب تم کرو گی....؟"

"دل تو یہی چاہتا ہے، لیکن جتنی اجازت تم دو....."

"ٹھیک ہے..... ہم چلتے ہیں۔"

لوئیسا کے بارے میں مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ عام عورت نہیں ہے اور ایسے کاموں کی ماہر ہے، چنانچہ ہم چھ افراد چل پڑے۔ اس وقت ہم دشمن کی کمین گاہ میں تھے اس لئے بچ کر نکل جانا ہی بہتر تھا۔ ایک بہتر حکمت عملی اختیار کر کے بالآخر ہم محل سے نکل آئے۔ اس کے بعد رات کی آنکھوں سے بچتے ہوئے ہوٹل کے پاس ایک ایسی جگہ پہنچ کر رک گئے جہاں سے لوئیسا کو دیکھا جا سکے، لیکن ہمیں بہت دیر انتظار کرنا پڑا تھا..... اس وقت جب لوئیسا کے کسی مشکل میں پڑ جانے کے امکان پر غور کیا جا رہا تھا وہ آتی ہوئی نظر آ گئی.... میں نے اسے قریب آنے پر متوجہ کیا تھا۔

"افسوس ابھی اس کی زندگی باقی تھی۔" لوئیسا نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"کام نہیں ہو سکا....؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں ماہر، وہ محل میں موجود نہیں ہے، کسی دوسرے شہر گئی ہے۔ تمہیں یاد ہو گا اس نے اڑتالیس گھنٹے کے بعد ملاقات کے لئے کہا تھا۔ شاید اسی لئے کہ اسے دو دن کے لئے شہر سے کہیں باہر جانا تھا۔"

"یہ کیا ہے....؟" میں نے لوئیسا کی بغل میں دبی ایک پوٹلی دیکھ کر پوچھا، اور وہ مسکرا دی۔

"میری عادت...." اس نے مسکرا کر کہا۔

"میں نہیں سمجھا....؟"

"وہ جو دوسروں کو موم بنانے کے کام آتا ہے، اس کے قیمتی زیورات اور اس ملک کی کرنسی۔ ہمیں یہاں سے جلد باہر نکلنا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ہم یہ شہر چھوڑ دیں کیونکہ ہمیں تلاش کیا جائے گا۔"

"میں ہیا کی طرف سفر کرنا چاہتا ہوں۔"

"وہی ہماری منزل ہے۔" لوئیسا نے کہا۔ پھر میں ایک خاموش تماشائی بنا رہا۔ جو کچھ کرنا تھا لوئیسا کرتی رہی۔ اس نے ایک خوبصورت عمارت کے احاطے کے چوکیدار کو قتل کر کے ایک بڑی گاڑی حاصل کی۔ باقی رات اس گاڑی میں سفر کر کے ایک دوسرے شہر میں داخل ہوئے۔ دن کی روشنی میں وہاں سے خریداری کی اور پھر ایک ریل میں بیٹھ کر ایک رات اور ایک دن کا سفر طے کر کے ایک اور بڑے شہر میں داخل ہو گئے۔ وہ ایسے کاموں کی ماہر تھی، یہاں ہم نے ایک ہوٹل کے کئی کمروں میں قیام کیا تھا اور ایک دوسرے سے اجنبی رہنے کا ڈھونگ رچایا تھا۔ لوئیسا نے مجھ سے کہا۔

"ماہر طہابی.... ہم لوگ عام لوگوں میں گھل مل کر خود کو چھپا سکتے ہیں، لیکن تمہیں محتاط رہنا ہو گا کیونکہ تم عام انسان نہیں ہو اور دیکھنے والے دور سے، تمہیں دیکھ کر چونک سکتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں تم ڈوم کے ساتھ اس وقت تک اپنے کمرے میں رہو جب تک ہم یہاں سے باہر نکلنے کا انتظام نہ کر لیں۔"

"مجھے باہر کی دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" میں نے بیزاری سے کہا اور لوئیسا مسکرانے لگی، پھر بولی۔ "میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ باہر کے لوگ تم میں دلچسپی نہ لیں۔"

"تم یہ کیوں چاہتی ہو....؟"

"میرے جواب پر تم ناراض تو نہیں ہو گے ماہر....؟"

"نہیں۔" میں نے مستحکم لہجے میں کہا۔ وہ مجھ پر مسلسل احسانات کر رہی تھی۔ مجھ پر دوسرے لوگوں نے بھی احسانات کئے تھے جن میں سرفہرست عالی تبارک تھا جس نے ایک جنگلی جانور کو دنیا سے روشناس کرایا تھا، لیکن وہ ماضی بھول گیا تھا اور اس کے ذہن میں صرف

اپنا عمل تھا۔ میں نے اس احساس سے آشنا ہو کر اس سے فاصلے اختیار کر لئے تھے۔ دوسرا بڑا احسان ویلان سلاوا نے کیا تھا جس نے مجھے ہیا سے ہم کلام ہونے کی قوت سے آشنا کر کے مجھے ہیا کی آواز سنا دی تھی۔ میں اس کا ہمیشہ احترام کرتا لیکن وہ باقی نہ رہا تھا۔ اب لوئیسا میرے راستے آسان کر رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"تمہاری منزل ہیا ہے نا....؟"

"ہاں صرف ہیا....."

"میرا سفر تم ہو...." اس نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"مشکل باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"تمہیں ہیا سے عشق ہے ماہر..... اور مجھے تم سے...." اس نے بڑے سکون سے کہا۔

میں نے کچھ کہنا چاہا تو وہ جلدی سے بولی۔ "میری پوری بات سن لو۔ اس وقت تک تم میرے لئے کچھ نہیں تھے جب تک میرے اور تمہارے درمیان دوسرا عمل جاری تھا' لیکن جب تم نے مجھے مارا تو میں زندگی میں پہلی بار اس لذت سے آشنا ہوئی جس کی صنف نازک' صنف قوی سے توقع رکھتی ہے۔ اس سے پہلے میں فطرت کے مخالف راستے پر چل رہی تھی۔ صنف نازک ہو کر میں بڑے بڑے قوی مردوں پر حاوی تھی اور اپنے آپ کو کسی بھی خانے میں فٹ نہیں کر سکتی تھی۔ میں یہ سمجھتی تھی کہ طاقت کے راستے مجھ تک آ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ ڈوم جیسی شخصیت بھی میرے قبضے میں تھی اور میں اسے اپنے اشاروں پر نچاتی تھی۔ اب یہ بات تم خود بھی جانتے ہو کہ ڈوم کتنا طاقتور آدمی ہے۔ اپنی فطرت سے بھٹک گئی تھی۔ تم نے میرا ذریعہ طاقت ختم کر دیا یعنی ڈوم.... اور اس کے بعد نہایت حقارت سے تم نے مجھے مارا اور میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ تب ہی مجھے یہ احساس ہوا کہ میں عورت ہوں' میں ایک گمشدہ عورت ہوں۔ میرے اندر میری عورت واپس آ گئی۔ دنیا میں جو کچھ کر چکی تھی' اس سے سیراب ہو چکی تھی' جو شروع ہوا تھا وہ میرے لئے اجنبی تھا۔ ماہر تم مجھے یہ احساس دلانے کے بعد گم ہو گئے' لیکن میرے سفر کا ہر راستہ تمہاری سمت کھل گیا اور میں صرف تمہاری تلاش میں سرگرداں رہی۔ تمہیں پانا میری حیات کی منزل بن گیا اور تقدیر نے مجھے تم سے زیادہ عرصے دور نہیں رکھا لیکن میں نے اس حقیقت کو بھی تسلیم کیا کہ میری منزل تم ہو۔ تمہاری منزل میں نہیں ہوں۔ بڑا عجیب ہوتا ہے یہ گوشت اور ہڈیوں کا ملغوبہ جسے انسان کہتے ہیں' ہر چیز کو اپنی دسترس میں رکھنے کا خواہاں' لیکن اتنا بے بس کہ قریب رکھی ہوئی کسی شے کو بھی نہیں اٹھا سکتا لیکن یہ انتہا نہیں ہے' پانے کا تصور تو ہزاروں رنگ رکھتا ہے۔ میں تمہیں دیکھ لوں' میری حیات کا سفر تو اس سے مکمل ہو جاتا ہے۔ میں ہیا کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہوں' لیکن تمہارے ساتھ ساتھ چلتے رہنا میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو ہے۔ ہاں "ہیا" کے علاوہ اگر کوئی اور تم پر تسلط جمانے کی

کوشش کرے تو وہ میرے لئے ناقابل برداشت ہو گا' ریتھا نے تو بس ایک یہی غلطی کی تھی۔ وہ میرے راستے کو کاٹ رہی تھی' لیکن اب صحیح معنوں میں اس سفر کا آغاز ہوا ہے جو تمہارے عشق کا سفر ہے' مجھے ہر اس چیز سے عشق ہے جسے تم چاہتے ہو' سوائے اس عورت کے جو میری جگہ لینے کی کوشش کرے اور "ہیا" وہ عورت نہیں ہے۔ وہ تمہارا وجود ہے' مجھے تمہارے وجود ہی سے تو عشق ہے ماہر' میں نے اس لئے تمہیں اپنی منزل نہیں کہا.... بلکہ تمہیں اپنا سفر کہا ہے۔ جب تک زندگی باقی ہے میرا یہ سفر جاری رہے گا اور میں اس راستے کی حفاظت کروں گی جس پر تمہاری پرچھائیں چلتی رہے گی۔ کیا میں اپنے جذبات کے اظہار میں بھٹک گئی ہوں۔ بس اتنا کہنا چاہتی تھی ماہر کہ مجھ پر ہمیشہ اعتماد کرنا' بے اعتمادی تو اس پر ہوتی ہے جس کا کوئی دوسرا وجود ہو.... میں تو تم ہوں ماہر.... میں..... میں نہیں ہوں۔ اپنا لوئیسا صرف میرا نام ہے ورنہ لوگ اگر مجھے ماہر طہابی کہیں یا اس کی پرچھائیں کہیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ ہاں اس پرچھائیں کا راستہ اگر کسی عورت نے کاٹا تو میں اسے کاٹ کر رکھ دوں گی۔ اگر تم میری باتوں سے ناراض ہو گئے ہو تو مجھے اجازت دو۔ میں چلتی ہوں' انتظامات کرنے ہیں مجھے۔ میں تمہاری سمع خراشی نہیں کرنا چاہتی۔ اچھا تو بس یوں کرنا کہ باہر نہ نکلنا۔ تمہاری شخصیت اتنی دلکش ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ لوگ اندھے ہو گئے ہیں' وہ سب تمہارے گرد جمع کیوں نہیں ہو جاتے۔ تمہیں حیرت اور مسرت سے کیوں نہیں دیکھتے' پاگل کہیں کے.... دیکھا ہے کسی نے ایسا خوبرو نوجوان' دیکھی ہے کسی نے ایسی شخصیت جو مجسم سحر ہے۔ تو بہتر ہو گا کہ وہ تم سے دور رہیں جو مجھ سے آگے بڑھ کر تمہاری قربت کے خواہاں ہیں۔ کیسی پاگل ہوں میں' بے کار بولے جا رہی ہوں۔ اب میں جاتی ہوں۔" اس نے کہا اور باہر نکل گئی۔

میں سر کھجاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ ڈوم میرے نزدیک موجود تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ پتھر کا مجسمہ ہو اور لوئیسا کی باتیں سن ہی نہ رہا ہو..... اور جب لوئیسا چلی گئی تو میں نے اس سے کہا۔

"یہ کیا بکواس کر رہی تھی ڈوم....؟" اور ڈوم ہنس پڑا پھر بولا۔

"آقا! سچ بات تو یہ ہے کہ میرا یہ بدشکل وجود کبھی کسی مشکل میں نہیں پڑا..... خوبصورت لڑکیاں مجھے اچھی لگتی ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ انہیں بہت دیر تک دیکھتا رہوں۔ بس اس سے زیادہ کبھی میرے دل نے کچھ اور نہیں چاہا لیکن الٹے سیدھے واقعات سے دور بھی نہیں رہا ہوں۔ دنیا میں رہنے والے احمق اپنی سانسوں کا تحفظ کرنے کی بجائے اور بھی بہت سے کام کرتے ہیں کیوں کرتے ہیں میں نے کبھی اپنے دماغ کو یہ سوچ کر تھکانے کی کوشش نہیں کی' لیکن بہرحال انسانوں میں یہ مرض بھی پایا جاتا ہے اور لوئیسا جیسی عورت بھی بہرحال مریض ہے' اب میں ڈاکٹر تو نہیں ہوں کہ مجھے امراض کے بارے میں ساری

تفصیلات معلوم ہوں۔"

ڈوم کی بات سن کر میں بہت ہنسا تھا اور ڈوم بھی میرے ساتھ مسکراتا رہا تھا۔ میں نے کرب زدہ لہجے میں ڈوم سے کہا۔

"ساری باتیں اپنی جگہ ڈوم، لیکن مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ ہیا نے مجھے خوابوں کے حصول کی جو ترکیب بتائی تھی، ابھی تک مجھے اس کا مناسب موقع نہیں مل سکا ہے اور اب تو کئی دن ہو گئے، ہیا سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ میں مضطرب ہوں، کچھ ایسی باتیں ہوئی تھیں میری اس سے جنھوں نے مجھے اس الجھن کا شکار بنا رکھا ہے کہ کہیں وہ کسی ایسی مشکل میں گرفتار نہ ہو جس سے اسے کوئی نقصان پہنچے۔"

"میں نہ ہمہ دان ہوں عظیم آقا نہ مفکر، میں تو ایک بے عقل سا انسان اور جو کچھ دنیا کے درمیان دیکھتا ہوں اسے یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ خود بھی تھوڑا سا انسان بن جاؤں اور انسانوں کو سمجھنے کی کوشش کر لوں، دو باتیں میرے ذہن میں آتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ ویلان سلاوا نے تمہیں جو علم سکھایا اس کے لئے یکسوئی اور تنہائی ضروری ہوتی ہے یعنی ہیا سے گفتگو کرنے کے لئے ایک ایسا ماحول جس میں کوئی آواز نہ ہو..... اور یہی عمل ہیا نے تمہیں بتایا ہے لیکن میری رائے ہے آقا کہ تم کچھ وقت کے لئے خود کو قرار دینے کی کوشش کرو۔ تمہاری بے قراری ایک مسلمہ امر ہے ایک "ہستی" سے اتنا دور رہنے کے بعد تمہیں اس کی خبر ملی ہے جس کے ساتھ تمہارا وجود مکمل ہوتا ہے۔ ایک نامکمل روح کی تشنگی تو آقا دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر ہے، تمہاری روح سفر میں ہے اور روح کا یہ سفر اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک کہ ہیا تم سے نہ آ ملے، لیکن قرار ایک مستحکم چیز ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو زیادہ مستحکم کرنے کے لئے تمہیں اپنے اس اضطراب پر قابو پانا ہو گا اور جہاں تک ہیا کی بات ہے تو ہیا تو بہت عرصے سے تم سے جدا ہے۔ اگر وہ اپنا تحفظ نہ کرنا جانتا تو اب تک اسے کوئی نقصان پہنچ چکا ہوتا۔ آقا وہ تم سے ہم کلام ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اب تک اپنا تحفظ کرتا رہا ہے اور آنے والے وقت میں بھی ایسا ہی ہو گا۔ وہ تم سے ضرور مل جائے گا آقا، اب جب تک تمہارے اور اس کے درمیان فاصلے ہیں تم اپنی بہترین صلاحیتیں ان فاصلوں کو ختم کرنے میں صرف کرو اس خیال سے مضطرب نہ ہو کہ تمہاری اس سے گفتگو نہیں ہوئی ہے یا تم نے خوابوں کی وہ منزل نہیں پائی ہے جس کے بارے میں اس نے تمہیں بتایا۔ بے شک ہیا نے غلط نہیں کہا ہو گا، لیکن ہر عمل کی تکمیل کے لئے وقت درکار ہوتا ہے آقا اپنے آپ کو سنبھالے رکھو۔ دنیا شناسی ضروری ہے روح کے سفر کی تکمیل کے لئے۔"

کیا ہی کمال کا انسان تھا یہ بظاہر گوشت اور ہڈیوں کا پہاڑ لیکن اس کے اندر بھی سوچ تھی۔ دماغ تھا، نظریات تھے۔ چنانچہ میں نے اس سے اتفاق کیا اور ان باتوں کو ذہن میں بسا

کر اپنے روح کے اضطراب میں کمی پیدا کر لی۔

اینا لوئیسا اپنے کام میں مصروف تھی۔ ہوٹل کی قیام گاہ قطعی اس قابل نہیں تھی کہ وہاں یکسوئی کا تصور بھی کیا جا سکے شور ہنگامہ..... لیکن اب سکون ہو گیا تھا۔ لوئیسا نے ایک صبح کچھ اخبار میرے سامنے لا کر رکھے اور مسکرا کر بولی۔ "ہرونت کور ہمارے لئے سخت مضطرب ہے۔ وہ تو شکر ہے کہ اس کے پاس ہماری تصویریں نہیں ہیں ورنہ ہمارے لئے کچھ مشکلات ضرور پیدا ہو جاتیں۔"

"کیا ہوا....؟"

"اس نے ہمارے خلاف ایک کہانی تیار کی ہے۔ ایک دلچسپ کہانی جس میں ڈاکوؤں اور جعلسازی کے ایک گروہ کا تذکرہ ہے جو ایک عورت اور چھ مردوں پر مشتمل ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس گروہ نے جعل سازی کر کے محل میں مہمانوں کی حیثیت سے قیام کیا اور پھر محل کے اندر کئی افراد کو قتل کر کے انتہائی قیمتی جواہرات اور کرنسی لے اڑے۔ حکومت نے ملک بھر میں ہماری تلاش کے لئے جال پھیلا دیا ہے۔"

"تو ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔" میں نے کہا۔

"نہیں، وقت ہمارا ساتھ دے رہا ہے۔ ایک ایسا شاندار ذریعہ نکل آیا ہے کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔"

"وہ کیا....؟" میں نے پوچھا۔

"پیری لٹسن ایک جہاز کا کپتان ہے اور یہ وہ شخص ہے جسے میں نے اس کے پورے خاندان سمیت موت کی آخری منزل سے بچایا تھا۔ وہ بھی میرا کام نہیں تھا بلکہ وہ لوگ گیری کوری کے جال میں پھنس گئے تھے اور گیری کوری کے ہاتھوں ان کی ہلاکت کے آخری لمحات تھے لیکن گیری میری ہٹ لسٹ پر تھا۔ ان کی ہلاکت سے قبل میں نے گیری کوری کو ہلاک کر دیا۔ اس طرح اس پر ایک زبردستی کا احسان ہو گیا اور اب وہ اس احسان کی ادائیگی کر رہا ہے۔ اس کا جہاز موزمبیق جا رہا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ ہم اس کے ساتھ سفر کریں۔ ویسے ماہر طماہی سمندر کے ست رفتار سفر کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا میں نے۔ کاغذات وغیرہ تیار ہو گئے تھے اور میں روانڈا کی فلائٹس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہی تھی کہ لٹسن مجھے مل گیا اور یہ سب کچھ ہو گیا۔ اب سوچتی ہوں تو عجیب لگتا ہے جانتے ہو کیوں۔"

"بتاؤ....." میں نے کہا۔

"میں نے ایک اہم نکتے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ ہرونت کور یہ بات جانتی تھی کہ ہم صحرائے اعظم کے سفر کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے لئے روانڈا جائیں گے۔ وہ اپنی حکومت کی وساطت سے روانڈا میں ہماری گرفتاری کے انتظامات کر سکتی تھی، لیکن اب یہ ممکن نہ

ہو گا وہ ہمارے سمندری سفر کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے گی کیونکہ روانڈا بغیر سمندر کا ملک ہے۔"

"ہمیں کب روانہ ہونا ہے؟"

"اب سے کچھ دیر کے بعد۔ میرے ساتھی ضروری تیاریوں میں مصروف ہیں۔"

کنگ پیٹرک نامی سمندری جہاز بے حد وسیع اور انتہائی خوبصورت تھا۔ یا پھر میں سمندری جہازوں کے بارے میں بہت کم جانتا تھا۔ مجھے سمندر پر آباد یہ شہر بہت عجیب لگا تھا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ پیری لٹسن اینا لوئیسا کا بہت عقیدت مند تھا کیونکہ اپنی روانگی سے قبل کی مصروفیات کے باوجود اس نے ہمارا بہترین خیر مقدم کیا تھا اور ہمیں کیبنوں کی ایک عمدہ قطار دی تھی۔ اس نے مجھے اور ڈوم کو دیکھ کر شاید کچھ ریمارکس بھی دیئے تھے۔ جس پر لوئیسا نے ناخوشگواری کا اظہار کیا تھا اور لٹسن نے معذرتی انداز میں سکڑ کر کچھ کہا تھا۔ یہ صرف تجزیہ تھا میرا.... اپنے کیبن میں داخل ہو کر میں نے ڈوم سے کہا۔

"یہ سمندری دنیا پانی پر قائم رہ سکے گی۔"

"میں نہیں جانتا آقا۔ لیکن یقیناً ایسا ہو گا کیونکہ یہ بھی ایک طریقہ سفر ہے۔"

"عجیب بھی ہے اور دلکش بھی۔"

پھر آبادیاں روپوش ہو گئیں اور سمندر رہ گیا جس میں لہروں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ شام کے سائے سمندر پر اتر رہے تھے اور سورج کی گیند پانی پر تیر رہی تھی۔ سورج سے جہاز تک کی تاریخی سڑک بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ ڈوم مجھ سے کچھ فاصلے پر تھا اور ہر آنے جانے والے پر غور کر رہا تھا۔ عرشہ مسافروں سے بھرا ہوا تھا' مختلف خد و خال' مختلف نقوش کے لوگ تھے۔ یورپ کی سفید فام بے باک لڑکیاں' مشرق کی ساوتریاں' بھانت بھانت کے مرد۔ ڈوم میری طرف رخ کئے ساکت کھڑا تھا اور وہ شخص عقب سے اس سے ٹکرایا تھا۔ میں نے اسے آتے دیکھا تھا لیکن ڈوم اسے نہیں دیکھ سکا تھا۔ میرا بھی خیال تھا کہ وہ اس سے کترا کر نکل جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہ گرتے گرتے بچا تھا۔ ڈوم نے اسے سہارا دیا۔

"تم انسان ہو تو باکمال ہو' مجھے یوں لگا جیسے میں کسی ستون سے ٹکرایا ہوں اور میں حیران ہوا کہ ایسے ستون راستے میں کیوں ایستادہ کئے گئے۔"

"تم نابینا ہو۔" ڈوم نے پوچھا۔

"ہاں میری آنکھوں کا سیاہ چشمہ.... اور ہاتھ کی سفید چھڑی اس کی علامت ہے ایسے لوگوں کو راستہ دے دیا کرو۔"

"میرا رخ تمہاری طرف نہیں تھا۔" ڈوم نے کہا۔

"تم افریقی ہو۔" بوڑھے نے پوچھا اور ڈوم کے ساتھ میں بھی حیران رہ گیا۔ اب مجھے

اس شخص سے دلچسپی محسوس ہونے لگی۔ میں بھی آگے بڑھ آیا۔

"تم کیسے جانتے ہو کہ یہ افریقی ہے؟" میں نے پوچھا۔ اور بوڑھے کی گردن میری طرف گھوم گئی۔ وہ فریب کر رہا تھا تاریک شیشوں والی عینک کے عقب میں بینائی موجود تھی' ورنہ اس کے اندازے اتنے درست نہیں ہو سکتے تھے۔

"اس کے وجود میں افریقہ کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔" بدصورت بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جسموں میں علاقوں کی خوشبو نہیں ہوتی' ہاں تمہارے وجود میں فریب ضرور بسا ہوا ہے۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں سے عینک اتار لی' لیکن دوسرے لمحے مجھے شرمندگی کا احساس ہوا تھا۔ دھوکے کی بات نہیں تھی اس کی آنکھوں کے حلقے تاریک تھے ان میں کچھ موجود نہیں تھا۔

"تم زندگی میں کسی گہری کمی کا شکار رہے ہو جس نے تم سے دنیاوی اقدار چھین لئے ہیں' ویسے تو پوری نئی نسل محرومیوں میں مبتلا ہو کر بداخلاقی کی علامت بن گئی ہے' لیکن تم.... سوری.... اگر میرے الفاظ تلخ ہو گئے ہیں تو مجھے معاف کر دو.... میری عینک مجھے واپس کرنا پسند کرو گے؟"

میں نے وہ عینک خود اس کی آنکھوں پر چڑھا دی اور اس نے تھوڑا سا راستہ بدلا پھر آگے بڑھ گیا۔ ہم دونوں اسے دور تک جاتے دیکھتے رہے۔

"آقا.... کیا میرے بدن سے افریقہ کی خوشبو آتی ہے؟" ڈوم نے شرما کر پوچھا۔

"پتہ نہیں...." میں نے تکدر سے کہا۔

"اس سے ایک بات کا اظہار ہوتا ہے...." ڈوم نے کہا۔

"وہ کیا....؟"

"وہ شخص افریقہ سے واقف ہے۔" میں حیران ہو کر ڈوم کو دیکھنے لگا۔

"ممکن ہے ایسا ہو۔" میں نے پرخیال انداز میں کہا۔

"تب وہ ہماری راہبری کر سکتا ہے۔"

"کس طرح....؟"

"ہو سکتا ہے اسے افریقہ کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو۔ ہو سکتا ہے آقا وہ مولبوں اور سمباریوں کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔" ڈوم نے آہستہ سے کہا اور میرے وجود میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ کیا ایسا ممکن ہے' میں نے دل میں سوچا' ڈوم نے پھر کہا۔ "لیکن فکر نہ کرو.... وہ اس جہاز سے سفر کر رہا ہے اور اسے دوبارہ تلاش کر لینا مشکل نہ ہو گا اگر وہ کام کا آدمی ثابت ہوا تو اسے دوست بنا لینا بہت آسان ہے' لیکن عظیم آقا ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا....؟"

"اینا لوئیسا کو ابھی اس بارے میں نہ بتانا۔ پرانے لوگوں کی کہاوت ہے کہ عورت سے جتنے راز چھپائے جائیں بہتر ہوتا ہے ہرچند کہ وہ تم سے مخلص ہے۔" میں نے ڈوم کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔

شام' رات میں تبدیل ہو گئی' پورا جہاز روشن ہو گیا تھا لوگ بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ میں خاموشی سے ان مسرور انسانوں کو دیکھ رہا تھا۔ یہ سب مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن ایک اضطراب' ایک خلش' ایک آرزو بے چین کئے دیتی تھی' ہیا اگر پاس ہو تو یہ روشنیاں دل میں اتر جائیں۔ ہم ان سب کی باتیں کریں۔ وہ مجھے بتائے کہ یہ سب کیا ہے' وہ یہ سب کچھ جانتا ہے۔

رات ہوئی تو ہم اپنے کیبن میں آ گئے۔ لوئیسا نے ڈنر میرے کمرے میں بھجوا دیا تھا۔ چار ویٹر کھانے کے برتن بھرے اندر آئے تھے اور اسے انبار کرنے لگے تھے۔ "میں نے لٹسن کو بتا دیا ہے کہ ماہر اپنے کیبن میں ہی کھانا کھائیں گے' میں دوسروں کو تمہاری طرف متوجہ نہیں کرنا چاہتی۔"

"یہ ہمارے لئے بہتر ہو گا۔" میں نے کہا۔

ڈوم نے دوسری صبح بتایا "رات کو میں تمہارے سونے کے بعد اس کی تلاش میں نکل گیا تھا آقا' لیکن میں نے پورا جہاز چھان مارا وہ کہیں نہیں نظر آیا۔"

"کون....؟" مجھے یاد نہ رہا۔

"میں اسی نابینا بوڑھے کی بات کر رہا ہوں۔"

"اسے یوں تو تلاش نہیں کیا جا سکتا ڈوم.... رات کو تو وہ اپنے کیبن میں ہو گا۔"

"ہاں یہی میرا خیال ہے۔"

"تم دن کی روشنی میں اسے نگاہ میں رکھو۔ بہتر ہو گا کہ جب وہ اپنے کیبن میں جائے تو اس کا پیچھا کیا جائے تاکہ ہم اس کا کیبن دیکھ سکیں۔ پھر سکون سے اس سے ملاقات کریں۔"

"بہتر ہے آقا...." ڈوم نے مجھ سے اتفاق کیا۔

ہم سمندر میں سفر کرنے والے ایک بحری جہاز پر معمولات کا جائزہ لے رہے تھے مسافر کس طرح دن گزارتے ہیں' جہاز کا عملہ کیا کرتا ہے' سمندر کی مملکت میں کیا ہوتا ہے وغیرہ۔ سب کچھ نیا تھا' نیا تجربہ ہو رہا تھا۔ سورج اپنا سفر طے کر رہا تھا' سمندر کی آواز اپنا سکہ جمائے ہوئے تھی۔ دوپہر کے بعد آسمان پر بادلوں کی مٹرگشت شروع ہو گئی۔ دور سے بادلوں کی فوج روشنی سے مار دھاڑ کرتی ہوئی اور فتوحات حاصل کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اجالا پسپا ہو رہا تھا اور ہم اسے فرار ہوتے دیکھ رہے تھے' پھر اس فوج کی قلمرو بڑھتی رہی' اور وہ

دھوپ کو سمیٹتی ہوئی جہاز سے گزر گئی۔ ملاحوں نے بارش سے نمٹنے کے لئے انتظامات کئے' اوپن ایئر نشست گاہوں کو ترپالوں کے سائبان سے سجا دیا گیا تھا کہ اگر بارش ہو جائے تو مسافر لطف لے سکیں۔ بہت اچھا تھا یہ سب کچھ لیکن بادل خاموش تھے۔ غالباً وہ اپنی فتح مستحکم کر رہے تھے اور انہوں نے فتح کے جشن کا آغاز نہیں کیا تھا۔

پھر اینا مجھے تلاش کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئی جہاں اس وقت میں اور ڈوم کھڑے ہوئے تھے۔ اینا کے ساتھ ایک بڑی پراثر شخصیت تھی۔ نہایت قیمتی عربی قسم کی عبا سے مرصع ایک شخص جس کے چہرے پر لمبی سفید داڑھی تھی۔ مونچھیں اور بھنویں گھنی اور برف کی طرح سفید تھیں جس سے اس کی عمر کا اندازہ ہوتا تھا۔ نہ جانے کیوں اسے دیکھ کر میرے ذہن میں کلبلاہٹ سی ہونے لگی۔ یہ چہرہ.... یہ روشن آنکھیں کچھ شناسا سی لگی تھیں۔

"ماہر ان سے ملو.... یہ پروفیسر حق ہیں' مصر کے جامع ازہر کے ایک معلم' میرے اور لٹسن کے مشترک دوست ان سے بھی میری شناسائی برونٹی میں ہوئی تھی۔ ریسری باگوان میں ہم دونوں ایک ماہ تک ساتھ رہے تھے اور میں نے ان سے بہت سی باتیں سیکھی تھیں اور بعض باتوں میں ان سے شدید اختلاف کیا تھا۔" اینا رک کر ہنسی' پھر بولی۔

"تم کیا سوچتے ہو گے' ایک جرائم پیشہ عورت اور دوستی عالموں سے' مگر میں تمہیں ایک خاص بات بتانا چاہتی ہوں۔ استاد محترم نے کہا تھا کہ بہت برا انسان جب اچھا بنتا ہے تو بہت اچھا انسان ہوتا ہے کیونکہ وہ برائیوں سے گزر چکا ہوتا ہے۔ میں نے اس وقت ان کا مذاق اڑایا تھا اور کہا تھا کہ میں نیکیوں سے گزر کر برائی کے راستوں پر آئی ہوں' جس پر استاد اعظم نے کہا تھا کہ نیکیاں تو سمندر سے زیادہ وسیع ہوتی ہیں اور عمر اس گزرگاہ کو نہیں ناپ سکتی.... اور...."

وہ اچانک خاموش ہو گئی اور پھر ہم دونوں کو دیکھتی ہوئی بولی۔ "ارے میں ہی بولے جا رہی ہوں' میں نے تم دونوں کو ہیلو کہنے کا موقع بھی نہیں دیا۔ سوری.... واقعی میں زیادہ بول گئی ہوں۔ استاد محترم یہ میرے بہت اچھے دوست ماہر طہابی ہیں۔"

"طہابی...." بوڑھے شخص کی سرسراتی آواز ابھری۔ پھر اچانک اس نے ایک ایسا عمل کیا جو کسی دوسرے کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اچانک میرا سینہ عریاں کر دیا تھا۔ وہ عین اس جگہ دیکھ رہا تھا جہاں کبھی ہیا ہوا کرتا تھا' لیکن اب وہاں صرف ہیا کا نشان تھا۔ اور مجھے سب کچھ یاد آ گیا۔ یہ پروفیسر حق تھا.... میرے والد کا دوست.... میرے منہ سے غرائی ہوئی آواز نکلی۔

"اور تم نے کہا تھا کہ تمہاری گفتگو کفر کی منزل میں داخل ہو رہی ہے حارث.... اللہ سے توبہ کرو.... قدرت نے اسے زندگی دی تو یہ ایک شاندار جوان نکلے گا' تم نے ہم دونوں کی زندگی کی پیش گوئی کی تھی۔"

"دوسرا کہاں ہے....؟" پروفیسر حق نے پر اضطراب لہجے میں کہا۔

"وہ ہے، لیکن مجھ سے دور.... نہ جانے کہاں.... اور تم نے ہی ییسی شمٹ کے بارے میں بتایا تھا۔"

"دوسرا کہاں ہے....؟" پروفیسر حق نے پھر کہا۔

"میں نہیں جانتا...."

"میں تمہیں سینے سے لگانا چاہتا ہوں، آہ، بہت پرانی داستان زندہ ہو گئی ہے، یوں لگ رہا ہے جیسے میرا دوست حارث میرے سامنے ہو۔"

"میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تم میرے دوست ہو یا دشمن..... اور نہ ہی میں سینوں کی کہانیاں جانتا ہوں، تمہارے بارے میں غور کر کے مجھے فیصلہ کرنا ہو گا۔" میں نے کہا اور تیزی سے وہاں سے واپس چل پڑا..... ڈوم میرا سایہ تھا لیکن میرا مزاج آشنا بھی اور وہ جانتا تھا کہ اسے کب بولنا ہے اور کب خاموش رہنا ہے..... وہ میرے ساتھ کیبن میں بھی داخل نہیں ہوا تھا البتہ اس نے کہا تھا۔

"میں باہر ہوں آقا..... جب دل چاہے مجھے آواز دے لینا۔"

"تمہیں کچھ اور بھی کرنا ہے ڈوم....." میں نے کہا۔

"جانتا ہوں آقا...."

"بہتر ہے تم یہ کام کرو..... میں یہیں ملوں گا...."

بستر پر لیٹ کر میں نے ماضی کو ذہن میں تازہ کیا۔ اس خیال میں ہیا میرے سینے پر میرے پاس تھا۔ اس نے کہا تھا۔

"کیوں نہ ہم یہاں سے بھاگ جائیں۔"

"کہاں....؟"

"کہیں بھی..... دنیا بہت وسیع ہے۔"

"دنیا کتنی وسیع ہے ہیا؟"

"بہت.... بے پناہ...."

"مگر ہم کیسے بھاگیں گے....؟"

اس نے یہ بھی کہا تھا۔

"ہمارے ماں باپ ہمارے دشمن ہیں، کیا تم میرے بوجھ سے اکتا گئے ہو؟"

"کیا میں اپنے دوسرے اعضاء سے اکتاتا ہوں؟"

"تو پھر یہ لوگ ہمیں مشکل میں کیوں ڈال رہے ہیں؟"

"نہیں..... یہ شخص ان لوگوں میں شامل ہے جو ہیا کو مجھ سے دور کرنے کا باعث بنے ہیں، میں اسے دوستوں میں نہیں تصور کر سکتا۔ میں نے اس سے نہ ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ ہیا

کو یاد کر کے میرے دل میں اضطراب جاگا تھا اور دل اس سے بات کرنے کی آرزو میں تڑپنے لگا تھا، مگر اینا لویسا نے مجھے زیادہ نہ سوچنے دیا۔ وہ اجازت لے کر اندر آ گئی تھی۔

"وہ تمہیں اپنے دوست کی نشانی سمجھتا ہے اور اس نے مجھے تمہاری مکمل داستان...."

"میں اس کے بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا، لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ تم اس سے نہ ملو اور اینا اس وقت میں تنہائی چاہتا ہوں۔" اینا ایک لفظ کہے بغیر خاموشی سے باہر نکل گئی تھی۔

ڈوم نے مایوسی سے گردن ہلا کر کہا۔ "نہیں عظیم آقا، شاید وہ اپنے کیبن سے باہر ہی نہیں نکلا.... لیکن ہم اسے تلاش کر لیں گے، یہ میری ذمے داری ہے۔"

"رات کو میں جہاز کے کسی دور افتادہ گوشے میں سکون سے بیٹھ کر ہیا سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے تنہائی درکار ہو گی مطلب سمجھے ہو نا...." ڈوم نے گردن ہلا دی۔

یہ دور افتادہ گوشہ جہاز کا دوسرا سرا تھا جہاں کچھ نہیں تھا۔ برج سے بہت دور جہاں لوہے کی موٹی زنجیروں کے جال بار کئے گئے تھے۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ کاش کوئی اس طرف نہ آئے۔ میں نے آگے بڑھ کر زنجیروں کے ڈھیر کے دوسری طرف آتے ہوئے سوچا، لیکن میری خواہش پوری نہ ہوئی۔ ایک نامراد وہاں موجود تھا۔ سیاہ چادر میں لپٹا ہوا۔ چہرہ چھپائے ہوئے مجھے شدید غصہ آیا۔ یہ جگہ بھی میرے مقصد کی تکمیل نہ کر سکی۔ مراقبے میں بیٹھے ہوئے شخص نے سر پر اوڑھی ہوئی چادر اٹھائی چہرہ اونچا کر کے مجھے دیکھا اور میں نے ان ویران غاروں میں جہاں صرف تاریکی کا بسیرا ہوتا تھا، دو چراغ روشن دیکھے ننھے ننھے چراغ۔ متوحش چہرے پر دانتوں کی سفیدی نمودار ہوئی اور پھٹی پھٹی کریہہ آواز ابھری۔ "خوش آمدید..... کیلی کریٹس۔"

عجیب شیطانی چہرہ تھا' لاتعداد خباثتوں کا آئینہ دار..... لیکن میرے لئے اجنبی نہیں تھا۔ ڈوم بے چارہ تو کب سے اس کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ ڈوم کے کہنے سے میرے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ممکن ہے یہ شخص افریقہ کے اندرونی علاقوں کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔ ممکن ہے یہ ان علاقوں کی نشاندہی کر دے جہاں ہیا موجود ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اس مکروہ شخص سے کوئی دلچسپی نہیں تھی بلکہ اس وقت میں جس مقصد کے لئے اس پرسکون جگہ آیا تھا۔ وہ اس بدبخت کی وجہ سے پورا نہیں ہو سکا تھا۔ میں اس کی تلاش کے ہر خیال کو بھول گیا۔

"تم یہاں کیوں مر رہے ہو؟" میں نے ناخوشگوار لہجے میں کہا' لیکن وہ مسکراتا رہا۔ زیادہ حیرت مجھے اس بات پر ہو رہی تھی کہ اس وقت وہ اندھا نہیں لگ رہا تھا۔ آنکھوں کے گڑھوں میں یہ پیلی روشنیاں بینائی جیسی حیثیت رکھتی تھیں۔

"تم ادھر کیسے نکل آئے؟" وہ چہکتے ہوئے بولا۔ مجھے خود پر قابو پانا پڑا۔ بہرحال مجھے اس کی تلاش تھی۔ جو کام اس کے ملنے پر ڈوم کرتا وہ میں ہی کیوں نہ کر ڈالوں۔ اگر اس کے پاس میرے سوالوں کا جواب نہ ہو تو اس پر لعنت بھیج دوں۔ چنانچہ میں نے کہا۔

"شاید تم دن کی روشنی میں اندھے ہو جاتے ہو۔ اس وقت تمہاری آنکھوں کی بینائی بحال ہے۔"

"مجھے جانتے ہو؟" وہ حیرت سے بولا۔

"ہاں۔ اس وقت تم سفید چھڑی لے کر اندھے بنے ہوئے تھے۔" میرے ان الفاظ پر اس کی مسکراہٹ مفقود ہو گئی اور وہ غور کرنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"کیا تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟"

"تمہیں نظر آ رہا ہے؟"

"اس وقت تھا....؟"

"کیا مطلب.....؟"

"یقیناً تھا' تم دو تھے۔ دوسرا کون تھا؟"

"وہ جس کے بدن میں افریقہ کی بو بسی ہوئی تھی۔" میں نے طنزیہ کہا۔

"ہاں..... میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ وہ بو تمہارے اندر نہیں ہے کیونکہ تم یونانی

ہو۔"

"میں..... یونانی....؟" میں نے تضحیک سے کہا۔

"گرد آلود ہو..... نہ جانے کتنی صدیوں سے سو رہے ہو۔ اس سے بے خبر..... جو تمہارے لئے جاگ رہی ہے۔ یونہی ہوتا ہے۔ یہ تو تاریخ کی کہانی ہے لیکن تاریخ خود کو دہراتی ہے۔ گرد چھٹ جائے گی اور تم اس کی طرف لوٹ آؤ گے۔"

"دیکھو بوڑھے بے وقوف۔ تمہاری اس بکواس کے نتیجے میں تمہیں اٹھا کر میں سمندر میں بھی پھینک سکتا ہوں۔ تمہیں مجھ سے میری خواہش کے مطابق گفتگو کرنی ہو گی..... ورنہ یہاں صرف میں ہوں اور تم ..... کوئی پتہ نہیں چلا سکے گا کہ تم سمندر میں کیسے غرق ہو گئے۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"ایں....." اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ یوں لگا جیسے اسے میرے الفاظ پر حیرت ہوئی ہو۔ وہ دیر تک حیرت کی تصویر بنا رہا پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کوئی سقم ہے۔ ضرور کوئی کمی ہے۔ تم ابھی مکمل نہیں ہو۔"

"میرا سوال تشنہ ہے۔"

"کونسا سوال؟"

"دن میں تم اندھے کیوں بنے ہوئے تھے؟"

"میری آنکھیں بینائی سے محروم ہیں۔" اس نے چہرہ اوپر کر کے کہا اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اب وہ روشنیاں ان آنکھوں میں نہیں تھیں۔

"تم بہت چالاک آدمی معلوم ہوتے ہو۔ کوئی شعبدہ گر.....! خیر مجھے تمہارے شعبدوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا.....؟" اس نے سوال کیا۔

"تم نے اس شخص کے بارے میں کہا تھا کہ اس کے بدن سے افریقہ کی بو اٹھتی ہے۔"

"جھوٹ نہیں کہا تھا اور اگر جھوٹ کہا تھا تو تم اس کی تردید کر دو۔"

"نہیں وہ ڈوم ہے۔ افریقہ کا باشندہ۔ کیا تم افریقہ کے بارے میں مکمل معلومات رکھتے ہو۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ قبیلہ مولبا اور سمبوریہ کہاں آباد ہیں۔"

پراسرار بوڑھے نے میری طرف گردن گھمائی اور اس کی آنکھوں میں وحشت ناک چراغ پھر جل اٹھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ان چراغوں کی روشنی میں ذہنوں کی گہرائیوں میں جھانکتا ہو۔ وہ چند لمحے مجھے دیکھتا رہا۔ پھر وہی مکروہ مسکراہٹ دوبارہ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔

"مولبا... سمباریہ..... یہ دو مشہور قبیلے ہیں۔"

"تمہیں علم ہے؟" میرے اندر بے چینی نمودار ہو گئی۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں۔"

"ان کے جائے وقوع کی رہنمائی کر سکتے ہو۔"

"کیوں نہیں۔"

"آہ۔ کیا تم نے انہیں قریب سے دیکھا ہے۔" میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"بہت قریب سے۔"

"پنڈت رائے نامی کوئی شخص وہاں رہتا ہے۔"

"پنڈت رائے۔۔؟" اس نے پرخیال انداز میں دہرایا۔ پھر بولا۔ "ہاں شاید۔"

"کون سے قبیلے میں ہے وہ اور اس کا قبیلے سے کیا تعلق ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اتنا میں نہیں جانتا.... لیکن؟"

"نہیں۔ پہلے مجھے میرے سوالات کے جواب دے دو۔ کیا وہاں تم نے ایک ننھے سے وجود کو دیکھا ہے۔ وہ بہت چھوٹا ہے.... لیکن ہے وہ ذہین.... اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک۔"

"شاید نہیں.... لیکن وہ کون ہے.... اور تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔ تمہاری آواز سے پتہ چلتا ہے کہ تم اس سے قلبی تعلق رکھتے ہو۔ کیا تعلق ہے تمہارا؟"

"تم نے اسے دیکھا ہی نہیں....." میں مایوسی سے بولا۔

"کیا تم میرا امتحان لے رہے ہو۔ میں دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا نوجوان۔ کسی کو نہیں دیکھ سکتا۔ میرے چہرے کو دیکھ کر کوئی بھی اس بات پر شک نہیں کر سکتا۔ نہ جانے تمہیں یہ شک کیوں ہو رہا ہے۔ اگر ان قبیلوں میں کوئی ایسا ہوتا تو میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔"

"مگر تمہاری آنکھوں مں یہ روشنی کیسے جل اٹھتی ہے۔"

"سمجھ نہیں پاؤ گے۔ بتاؤں گا تو یقین نہیں کرو گے اس لئے جانے دو۔"

"نہیں مجھے بتاؤ۔"

"یہ دل کی بینائی ہے۔ آنکھ نہیں دل دیکھتا ہے۔ دماغ دیکھتا ہے۔ جس روشنی کو تم دیکھ رہے ہو وہ بھی تمہاری آنکھوں کی گرفت میں نہیں ہے۔ تمہارا دماغ کہتا ہے، دل تسلیم کرتا ہے اور بس..... یہی روشنی ہے جس کا تم تذکرہ کر رہے ہو۔" اس نے کہا اور میں اس کے الفاظ پر غور کرنے لگا۔ بات گہری تھی لیکن سمجھ میں آ رہی تھی۔ وہ پھر بولا۔ "چشم تصور کیا ہے۔ اس میں صدیاں آباد ہوتی ہیں۔ چہرے، کردار..... لمحے کا ہزارواں حصہ کافی ہوتا ہے۔ شکل دماغ میں آ جاتی ہے..... اور تم اسے دیکھ لیتے ہو جسے دل یاد کرتا ہے۔ یہ اندرونی رابطے ہیں جن کے لئے آنکھ کی بینائی ضروری نہیں ہوتی۔ کوئی علم باہر نہیں ہوتا۔ جو کچھ ملتا ہے اندر سے ملتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تم ناواقفیت میں دنیا کھنگال ڈالتے ہو۔"

میرے دماغ میں سناٹے اتر رہے تھے۔ انوکھی حقیقتیں بیان کر رہا تھا وہ۔ بڑی فکر انگیز حقیقتیں تھیں، بہت کچھ تھا غور کرنے کے لئے۔ اس نے کہا۔ "بات بہت سی مشکلیں کھڑی کر دیتی ہے۔ لیکن سچ کو کیسے جھٹلاؤ گے۔ سب مٹی کا کھیل ہے۔ ہم سب مٹی کی شکل کا شکار ہیں۔ جسد خاکی سے پیار کرتے ہیں۔ مٹی کا وجود تلاش کرتے ہیں جبکہ سچ صرف روح ہے جو ساتھ چھوڑ دے تو مٹی منتشر ہو جاتی ہے۔ پھر وہ نہیں رہتا جسے ہم چاہتے ہیں۔ رابطے اگر روح سے ہو جائیں تو ہر مشکل حل ہو جاتی ہے جسم بے معنی ہوتا ہے۔ یہی ابدیت ہے۔ روح لافانی ہے۔"

"میں یہ سب کچھ نہیں جاننا چاہتا۔ مجھے مولبا اور سمباریہ کے بارے میں بتاؤ۔" میں نے پریشان ہو کر کہا۔

"یہ دو قبیلے ہیں۔" وہ بولا۔

"ان کی سمت متعین کر سکتے ہو۔" میں نے سوال کیا اور وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔

"وہاں جانا چاہتے ہو۔"

"ہاں۔"

"میں تمہیں ان راستوں کے نقشے دے سکتا ہوں۔ ترتیب تمہیں دینا ہو گی۔"

"کیسے....؟"

"ظاہر ہے کاغذ پر، تاکہ تم دوسروں سے مشورہ لے سکو۔"

"مگر کاغذ....؟" میں نے پریشانی سے کہا۔

"جلدی کیا ہے۔ یہ کام کل کر لینا۔ ابھی تو جہاز کا طویل سفر باقی ہے۔"

"تم کہاں ہوتے ہو؟ تمہارے کیبن کا نمبر کیا ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ یہ میں کسی کو نہیں بتاتا۔"

"کیوں؟"

"میں زیادہ لوگوں سے نہیں ملنا چاہتا۔"

"میں تنہا تمہارے پاس آؤں گا۔"

"یہی وقت اور یہی جگہ مناسب ہے، اور شرط بھی یہی ہے کہ تم تنہا میرے پاس آؤ گے اور میرے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو میں شاید تمہیں نہ ملوں۔"

میں اسے الجھی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے گردن ہلا کر کہا۔ "ٹھیک ہے..... تم میری کمزوری بن گئے ہو۔ کل تم مجھے ان نقشوں کی تفصیل بتاؤ گے۔"

"ہاں..... اور بھی بہت کچھ۔" وہ پھر مسکرا دیا اور میں نے اس کی نفرت انگیز مسکراہٹ سے آنکھیں ہٹا لیں۔ پھر وہاں سے واپس چل پڑا۔ اپنے کیبن میں آ کر میں نے سوچا۔ کیا ہے یہ سب کچھ، کیسے کیسے انوکھے لوگ رہتے ہیں اس دنیا میں۔ ان کے افکار حقیقت سے

دور نہیں ہوتے۔ اپنے وجود میں دانش کے سمندر سمیٹے ہوئے' لیکن محرومیوں کے شکار۔ وہ آنکھوں کی بینائی نہیں رکھتا' دل کی بینائی کی بات رکھتا ہے اور ہاتھ میں سفید چھڑی رکھتا ہے۔ دل کی بینائی مسافتوں کا ساتھ نہیں دیتی۔ خاک کے رابطے خاک سے ہی ہوتے ہیں۔ روح بینا ہو جائے تو پھر دنیا سے کیا لینا۔

کپتان پیری لٹسن نے مجھ سے ملاقات کی اور بولا۔ "میری خواہش ہے کہ آپ کو میرے جہاز پر کوئی تکلیف نہ ہو۔ میڈم لوئیسا آپ کو بہت چاہتی ہیں اور جسے ان کی نظروں کا التفات حاصل ہو۔ اس کی خدمت تو ضروری ہوتی ہے۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔" میں نے ان فضول باتوں سے گریز کرتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے کوئی خدمت ہو تو....؟"

"میں جو چاہتا ہوں کر نہ پاؤ گے؟" میں نے کہا اور لوئیسا چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ کپتان نے کہا۔ "میں پوری کوشش کروں گا۔"

"تب اس جہاز کو فضا میں اڑا کر راستے مختصر کر دو۔ میں جلد منزل پر پہنچ جانا چاہتا ہوں۔" کپتان اس بات پر قہقہہ لگانے کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔ لوئیسا بھی ہنسنے لگی تھی۔ آج بھی آسمان پر بادلوں کی فوج تعینات تھی۔ عرشے پر لوگ رنگ رلیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ لوئیسا میں بہت سی اچھی عادتیں تھیں اور مجھے اس پر حیرت ہوتی تھی۔ حاکم عورت نے خود کو محکوم بنا لیا تھا اور وہ بھی اس کا جس کے پاس اس کے لئے کچھ بھی نہیں تھا لیکن میں کسی کی دیوانگی دور کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔ تو اس کی اچھی عادت یہ تھی کہ میری قربت کی خواہاں ہونے کے باوجود وہ مجھ پر مسلط نہیں رہتی تھی۔ اس وقت ڈوم بھی میرے پاس نہیں تھا نہ میری طرف سے اسے ایسی کوئی ہدایت تھی۔ چنانچہ میں اکیلا ہی عرشے پر دور تک نکل آیا تھا اور میں نے پروفیسر حق کو اپنے قریب آتے نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ عقب سے میرے قریب پہنچا تھا۔

"میں تمہیں صرف یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ تمہارے سلسلے میں' میں بالکل ملوث نہیں تھا۔" مجھے عقب سے اس کی آواز سنائی دی اور میں چونک کر پلٹ پڑا۔

"شاید....!" میں نے کہا۔

"حارث طباطبائی اپنے طور پر فیصلہ نہیں کرتا تھا' اور...... آسانی سے دوسروں کے فیصلے قبول کر لیتا تھا۔ میں نے تو یہ بہتر کیا تھا کہ تمہیں جرمنی بھجوا دیا۔"

"بات پرانی ہو گئی۔"

"اور تم اسے اب تک تلاش کر رہے ہو۔"

"ہاں۔ میں اسے پانا چاہتا ہوں۔"

"اس کے لئے افریقہ کا ہی سفر کیوں؟"

"لوئیسا نے نہیں بتایا...!"

"نہیں۔ ویسے تم اسے جانتے ہو؟" پروفیسر حق نے پوچھا۔

"کسے؟"

"لوئیسا کی بات کر رہا ہوں۔ لوگ اسے دوست اس لئے بناتے ہیں کہ وہ دشمن نہ بن جائے کیونکہ اس سے دشمنی کر کے زندگی کی ضمانت نہیں رہتی۔ اس سرکش ہستی کو تم نے ہپناٹائز کر دیا ہے۔ وہ میرا احترام کرتی ہے' لیکن مجھے تمہارے بارے میں ایک لفظ بتانے پر آمادہ نہ ہوئی۔ اس کا کہنا ہے کہ تمہارے معاملات کے بارے میں صرف تم بتا سکتے ہو۔"

"تم میرے بارے میں کیوں جاننا چاہتے ہو....؟"

"اس لئے کہ حارث طباطبائی سے میرا قلبی تعلق رہا ہے۔ اس کی حادثاتی موت پر میں مہینوں اذیت کا شکار رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ تم اس دوران کیا کرتے رہے ہو۔"

"ہیا میری تکمیل ہے۔ میں تاحیات اسے اپنے سینے پر سجائے رکھنا چاہتا ہوں۔ اسے میرے سینے سے جدا کر دیا گیا۔ میں ادھورا رہ گیا.... میں اپنی تکمیل چاہتا ہوں۔"

"وہ کب سے تم سے جدا ہے؟"

"نہ جانے کب سے۔ اسے مجھ سے دور کرنے والوں سے مجھے کوئی رغبت نہیں ہے۔ بس اس کی تلاش میری زندگی ہے۔"

"وہ کن حالات میں تم سے جدا ہوا۔"

"تم جانتے ہو وہ کہاں ہے۔"

"میں... نہیں مجھے کیا معلوم۔"

"تو پھر تم مجھ سے فضول سوالات کا حق بھی نہیں رکھتے..... ارے ہاں ایک بات مجھے یاد آ گئی۔ تم پنڈت رائے کو تو جانتے ہو گے..... مجھے یاد ہے تم اسے جانتے ہو۔"

"بہت اچھی طرح....!"

"وہ کہاں ہے۔"

"اس کا مستقل قیام افریقہ میں ہے۔ وہاں وہ افریقی کلاسیکس پر ریسرچ کر رہا ہے۔"

"تم سے کب سے ملاقات نہیں ہوئی؟" میں نے سوال کیا اور پروفیسر حق سوچ میں ڈوب گیا' پھر بولا۔ "اب سے کوئی آٹھ سال قبل ادگلو یونیورسٹی تیراسکا میں وہ مجھے ملا تھا۔ شاید ایک کانفرنس کے دوران جس کی صدارت پروفیسر ایڈلائس بورٹوٹا کر رہا تھا۔"

"کوئی خاص بات بتائی تھی اس نے۔ حارث طباطبائی کے حوالے سے؟" میں نے پوچھا۔

"قطعی نہیں۔ ذکر بھی نہیں نکلا تھا..... کیا وہ کوئی خاص بات جانتا تھا۔"

"جب اس نے تمہیں کوئی خاص بات نہیں بتائی تو میں کیا بتا سکتا ہوں۔" میں نے کہا اور یہ سوچ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا کہ یہ بوڑھا شخص میرے مستقل کان کھاتا رہے گا۔

تاہم اس نے میرا تعاقب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

رات کو میں نے تیاریاں کر لیں۔ پھر مقررہ وقت پر اس طرف چل پڑا جہاں پچھلی رات وہ ملا تھا۔ دل میں ایک خیال یہ بھی تھا ممکن ہے وہ وہاں موجود نہ ہو لیکن اس تاریک گوشے میں وہ اپنے مخصوص انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے قدموں کی چاپ پر اس نے اپنے سر سے سیاہ کپڑا اتار دیا۔

"خوش آمدید کیلی کریٹس!" اس نے اپنی منحوس مسکراہٹ سے کہا۔

"تمہیں میرا یہ نام کس نے بتایا ہے۔ شاید کل بھی تم نے مجھے اس نام سے پکارا تھا۔"

"اور مجھ سے پہلے..... غور کرو..... مجھ سے پہلے بھی کسی نے تمہیں اس نام سے پکارا تھا۔" وہ پراسرار انداز میں بولا۔

"تم سے پہلے.....!" اچانک میرے دماغ میں تحریک ہوئی۔ ہاں ایسا ہوا تھا۔ واقعی یہ نام کان آشنا تھا کسی نے مجھے اس نام سے پکارا تھا۔ پھر مجھے یاد آ گیا۔ عبادت گاہ میں..... ستاروں والی نے بھی مجھے یہی کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

"مگر یہ میرا نام نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"نقشے کی ترتیب کے لئے کاغذ قلم لائے ہو۔"

"ہاں۔"

"پہلے کبھی افریقہ سے واسطہ رہا ہے؟" اس نے سوال کیا۔

"کبھی نہیں۔" میں نے جواب دیا اور وہ پھر مسکرا دیا۔ پھر بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔" میرے بیٹھنے کے بعد وہ بولا۔

"موزمبیق سے تمہیں صحرائے اعظم میں داخل ہونا ہے۔ اس کے جنوب مشرق میں ملاوی ہے' تمہیں اس طرف چلنا ہے۔ دریائے کامبی تک تمہیں راستے کی سیدھ اختیار کرنی ہے۔ اس کے بعد کامبی عبور کر کے تم بائیں سمت چلو گے۔ بیبلوسا کے پہاڑی سلسلے سے تمہیں ایک بار پھر رخ بدلنا ہو گا۔ یہ بھی بایاں رخ ہو گا۔ یہاں تک کہ تم سلوراز تک پہنچو گے..... سلوراز یاد ہے نا.....!"

میں نے گردن اٹھا کر اس احمق کو دیکھا اور کہا۔ "میں نے افریقہ کبھی نہیں دیکھا۔"

"بینائی کی بات کرتے ہو۔ نگاہ کی پہنچ ہی کتنی ہے۔ جو کچھ میں نے بتایا لکھ لیا۔"

"ہاں۔"

"سلوراز کا پہاڑی سلسلہ دور تک جاتا ہے..... اور اس کے راستے میں تمہیں یہ دونوں قبائل ملیں گے لیکن....."

"ہاں کہو۔"

"تمہیں اپنے ذہن سے ماضی کی گرد صاف کرنا ہو گی۔ اس کہر میں جھانکنا ہو گا جو

گاڑھی اور سیاہ ہے۔ بینائی کی حد ہی کتنی ہے۔ دل کی آنکھیں کھولو۔ چاند سے رہنمائی حاصل کرو۔ چاند عقل کا ساتھی ہے تمہیں تمام کہانیاں سنا دے گا۔ وہ گہرے رازوں کا امین ہوتا ہے۔"

"چاند.....؟" میں چونک پڑا۔

"ہاں۔ کبھی اس سے پوچھنا اپنے بارے میں جب وہ تمہیں آئی سیس کے بارے میں بتائے گا تو تمہیں یاد آ جائے گا کہ تم کیلی کریٹس ہو۔ جس کا خاندان اس یونانی پادری سے منسوب ہے جو پہلا کیلی کریٹس تھا اور آئی سیس کا سولہواں پوتا تھا۔ 339 قبل مسیح وہ فرعون مصر کی شکست کے وقت اپنی یونانی محبوب کے ساتھ جو شہزادی تھی فرار ہو کر افریقہ پہنچا تھا اور وہاں ایسے حالات کا شکار ہوا تھا کہ وقت کی تاریخ ہی بدل گئی تھی لیکن چاند تمہیں ساری حقیقتیں بتا دے گا..... وہی اس پر قادر ہے۔"

"میں نہیں جانتا کہ سمبوریہ اور مولمبا کے جو راستے تم نے بتائے ہیں وہ درست بھی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ تمہاری دماغی صحت مشکوک ہے۔ جو بکواس تم کر رہے ہو وہ میری سمجھ میں نہیں آتی' تاہم کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا اب میں ناامید نہیں ہوں۔"

یوں محسوس ہوا جیسے میری بات پر وہ شدید طیش میں آ گیا ہو۔ اس نے ایک جھٹکے سے گردن اٹھا کر مجھے دیکھا اور وہ ننھی روشنی آنکھوں کے پورے حلقوں میں پھیل گئی۔ اس کا رنگ نارنجی اور پیلا تھا اور اس میں شعلوں کی لپک محسوس ہو رہی تھی۔ صرف ایک لمحے اس نے مجھے اس طرح دیکھا پھر اپنے بدن پر پڑا ہوا سیاہ کپڑا اوڑھ لیا۔ گویا وہ ناراض ہو گیا تھا میں نے بھی وہاں سے واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔"

"یوں لگتا ہے آقا جیسے وہ سمندر میں گر پڑا ہے اور کسی کو اس کے بارے میں خبر ہی نہیں ہے.....!" دوسرے دن ڈوم نے پریشانی سے کہا۔

"تیری تلاش اب تک جاری ہے۔"

"ہمیں اس کی ضرورت ہے آقا۔"

"اب نہیں..... اس لئے اسے تلاش کرنا چھوڑ دے۔" ڈوم نے خاموشی سے گردن جھکا دی تھی۔ سفر کے بقیہ دن بھی گزر گئے۔ میں نے اب تنہائیوں کی تلاش ترک کر دی تھی۔ اس متحرک شہر میں یہ ممکن نہیں تھا۔ پھر لوگوں نے خوشیاں منانا شروع کر دیں ان کا سفر بخوبی تمام ہوا تھا۔ موزمبیق کی زندگی اس دنیا سے معمولی سی مختلف تھی جہاں اب تک میں نے زندگی گزاری تھی۔ یہاں افریقی روایات کی جھلک پائی جاتی تھی۔ گہرے سیاہ رنگ کے چہروں کے ساتھ سفید کی آمیزش بھی بہت زیادہ تھی۔ سفید فام ہر جگہ نظر آتے تھے جن کی عورتیں افریقی روایات کی رسیا تھیں اور خود بھی سیاہ فام عورتوں کی نقل کرتی نظر آتی تھیں۔ پیری لٹسن نے یہاں بھی لوئیسا کی بہت مدد کی تھی۔ سیاحوں کے لئے ہوٹل بھی تھے

اور ایسی قیام گاہیں بھی جو اصل میں مقامی لوگوں کے مکانات تھے جنہیں انہوں نے گیسٹ ہاؤسوں میں تبدیل کر دیا تھا مقامی لوگ انہیں بوٹسو کہتے تھے لیکن ان میں جدید سہولتوں کا فقدان تھا۔ ایڈونچر پسند اور وہ لوگ جنہیں افریقی روایات اور یہاں کے لوگوں کا رہن سہن دیکھنے سے دلچسپی تھی۔ ان بوٹسوز میں قیام کرتے تھے۔ ذرا نفاست پسند لوگ ہوٹلوں کے قیام کو ہی بہتر سمجھتے تھے۔ پیری لٹسن نے جہاز کی ذمے داری کچھ دیر کے لئے ترک کر کے اپنے ایک مقامی دوست لانگ گون کو تلاش کیا تھا اور اسے اینا لوئیسا سے متعارف کراتے ہوئے کہا تھا۔

"لانگ گون آپ کے لئے ہر وہ سہولت مہیا کرے گا جس کی آپ خواہش مند ہوں گی۔ یہ آپ کے لئے میرا نعم البدل ثابت ہو گا۔" لٹسن کے جانے کے بعد لانگ گون نے مشورہ دیا۔

"آپ میرے بوٹسو میں قیام کریں جو عام لوگوں کو بھی نہیں دیا جاتا۔ وہ "موپیٹو" کے سب سے خوبصورت علاقے "فرشتوں کے پر" کے پاس ہے یوں سمجھیں افریقہ کے دروازے پر..... اور یقیناً آپ کو وہاں وہ سہولتیں ملیں گی جو اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں مل سکتی ہیں اور یہ بوٹسو خوب تھا۔ اس میں گیارہ درخت تھے جو کسی لان میں نہیں بلکہ بوٹسو کے اندر تھے۔ گھنے اور پتوں سے ڈھکے ہوئے قدیم درخت جن کے تنے ستونوں کی مانند تھے اور زندہ درختوں پر جو گل کاری کی گئی تھی وہ اپنی مثال آپ تھی۔ اوپری حصے لکڑی کی چھتوں پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ کمال کی کاریگری دکھائی گئی تھی۔ بہت سے رہائشی کمرے، باہر کا نظارہ کرنے کے لئے گیلریاں جہاں کھڑے ہو کر اطراف میں پھیلے ہوئے دوسرے بوٹسوز کو دیکھا جا سکتا تھا۔

"میں نے استاد محترم کو بھی اپنے ساتھ قیام کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے کہا تھا کہ تم ان کی قربت کو پسند نہ کرو گے۔" اینا نے کہا۔

"ہاں..... پروفیسر حق کو دیکھ کر مجھے ہیا سے دوری کا احساس ستانے لگتا ہے۔ اس کا دور چلے جانا بہتر ہی ہے۔" میں نے جواب دیا۔ اینا نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ پھر مسکرا کر بولی۔ "اب ہمیں کچھ انتظامات کرنے ہوں گے۔ میں تم سے اجازت چاہتی ہوں۔"

"میری وجہ سے تمہیں بہت کچھ کرنا پڑ رہا ہے اینا..... پتہ نہیں دوسرے لوگوں کو ایسا مخلص ساتھ ملتا ہے یا نہیں۔ میرے لئے عالی تبارک نے بھی بہت کچھ کیا اور اب تم اینا۔"

"مجھے دوسرے لوگوں سے منسلک نہ کرو ماہر..... میں اپنی زندگی کے سب سے حسین تجربات سے گزر رہی ہوں اور ناخوش نہیں ہوں، تو مجھے اجازت۔" اینا کے جانے کے بعد ڈوم نے کہا۔

"انسان بہت پراسرار مخلوق ہے آقا۔ اس عورت نے ممکن ہے کسی دور میں کسی

ساتھ بھلائی کی ہو، لیکن میں نے اس کے ساتھ جتنا وقت گزارا ہے۔ اس میں اسے دوسروں کے ساتھ نبرد آزما ہی دیکھا ہے۔ ویسے آقا افریقہ کی خوشگوار ہوائیں مجھے بہت فرحت بخش لگ رہی ہیں اور نہ جانے کیوں میری آنکھوں میں کچھ مٹے نقوش اجاگر ہو رہے ہیں۔"

"کیسے نقوش.....!"

میرا بچپن وقت کی تہہ میں دب گیا تھا اور میں نئی دنیا نئے لوگ دیکھ کر سحر زدہ ہو گیا تھا۔ مجھے وہ سب کچھ بہت اچھا لگا تھا۔ پھر جب بھی یاد آنے والے یاد آئے میں نے انہیں بھلانے کی کوشش کی آخر اس میں کامیاب ہو گیا لیکن اب یہ احساس ہو رہا ہے کہ ماضی وقت کی گرد میں گم بے شک ہو جاتا ہے لیکن جب بھی یہ گرد چھٹتی ہے ماضی اور اپنے پھر سے زندہ ہو جاتے ہیں۔ ان فرحت بخش ہواؤں میں کنگڈم آف کور کی وہ داستانیں بھی متحرک ہیں جن میں میرا کرال، اور وہ جو شاید میرے اپنے تھے کی خوشبو بھی شامل ہے۔ ملکہ کور ہیسیا کے ورشن پتھر کے پیالوں کے بعد..... انگاروں کا رقص اور کور کے جادوگر بھی.....!"

"میرا بھی ایک ماضی ہے ڈوم..... لیکن چھیننے والوں نے مجھ سے جو کچھ چھینا ہے اس کی واپسی سے قبل میں کچھ یاد نہیں کرنا چاہتا۔"

"ایک سوال کروں آقا.....؟"

"ہاں..... کہو....."

"میرے دور غلامی میں مجھ سے کچھ کوتاہیاں ضرور ہوئی ہوں گی۔ تمہیں مجھ پر غصہ بھی آیا ہو گا۔"

"میں نے کبھی غور نہیں کیا..... لیکن شاید ایسا نہیں ہوا ہے۔ تو نے ہمیشہ مجھ سے تعاون کیا ہے۔ نہ ہی تجھے غلام سمجھنے کا کوئی جواز ہے میرے پاس۔ میں تو تجھے ایک اچھے اور متعاون ساتھی کا درجہ دیتا ہوں۔"

"تمہاری ان مہربانیوں کو دیکھ کر ایک آرزو کا اظہار کرنے کو دل چاہتا ہے۔"

"کیا آرزو ہے؟"

"تم اپنا مقصد پا لو..... ہیا تمہیں مل جائے تو ایک بار میرے ساتھ کور ضرور چلنا۔ میں اپنی دنیا دیکھنا چاہتا ہوں۔ ممکن ہے وہاں وہ بھی ہوں جن کے وجود سے میری تخلیق ہوئی۔"

"ہیا مل جائے۔ تو ہم ضرور چلیں گے۔"

"فرشتوں کے پر" وہ ایسی چٹانیں تھیں جو بلندی پر پھیلی نظر آتی تھیں ہواؤں کی قدرتی تراش نے انہیں یہ روپ بخشا تھا۔ وہ متوازن اور بالکل یکساں تھیں اور ان کے دامن میں ایک چٹانی پلیٹ فارم بنا ہوا تھا۔ ان چٹانوں کو یہاں مقدس اور متبرک سمجھا جاتا تھا جن سیاہ فاموں نے یہاں اپنی مست، یا مسیحی مذاہب قبول نہیں کئے تھے وہ ابھی تک دیوی اور

دیوتاؤں کے عقیدے پر کاربند تھے ان کی مذہبی رسومات یہیں ہوتی تھیں اور سیاحوں کو دلچسپ مناظر دیکھنے کو ملتے تھے۔ ڈوم کے ساتھ میں نے بھی یہاں شادی کا ایک منظر دیکھا جو بے حد عجیب تھا۔ بہت سے لوگ ایک دائرہ بنائے کھڑے تھے۔ درمیان میں ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام ایک عورت کے بال پکڑ کر اسے گھسیٹ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے وہ عورت کے جسم پر ضربیں لگا رہا تھا۔ عورت خاموش تھی حالانکہ ضربیں بھرپور تھیں۔

ہم حیرت اور خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ میرے عقب سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"آہ کاش! ان میں سے ایک ضرب بھی میرے بدن پر پڑے تو میں اس شخص کو فنا کر دوں۔ اس کا چہرہ لوتھڑے میں تبدیل کر دوں۔"

"ارے واہ! یہ ان کی رسومات ہیں۔ وہ ان ضربوں پر خاموش رہ کر اپنی وفا شعاری کا ثبوت دے رہی ہے۔ اگر شوہر کی مار پر اس کے حلق سے چیخ نکل جائے تو اس کی وفا مشکوک ہو جائے۔" یہ آواز دوسری لڑکی کی تھی۔

"یہ ذلیل مرد..... کس طرح دنیا بھر میں طرح طرح سے عورت کو رسوا کرتے ہیں۔ قابل نفرت وجود..... اور عورت..... صرف اپنی فطرت سے مظلوم..... ورنہ..... وہ ہمت کرے تو یہ چھڑی اس کے ہاتھ میں ہو اور وہ کتا زمین پر لوٹتا نظر آئے۔" پہلی لڑکی نے کہا۔

میری توجہ خواہ مخواہ اس کی طرف مبذول ہو گئی تھی۔ دراز قامت اور خوبصورت خد و خال کی لڑکی تھی بدن کسی ریسلر کی مانند تھا اور بلند قامتی کی وجہ سے اس کی ساتھی تین لڑکیاں بہت چھوٹی نظر آ رہی تھیں۔ قریب کھڑے دوسرے لوگ بھی ان کے الفاظ سن رہے تھے۔

"چھڑی مرد کے ہاتھ میں ہی اچھی لگتی ہے۔ اگر اسے عورت کے ہاتھ میں دے بھی دیا جائے تو وہ مرد پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتی۔" ایک چوڑے شانوں والے اوباش سی شکل کے جوان نے لڑکی کو شوخی سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تجربہ کرو گے؟" لڑکی کی آواز غراہٹ میں بدل گئی۔

"کچھ شرائط کے ساتھ۔" نوجوان بولا۔

"آؤ..... اس مجمع سے ہٹ آؤ.....!" لڑکی نے اسے چیلنج کیا اور پیچھے ہٹ گئی۔ دوسری تین لڑکیاں خوفزدہ ہو گئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اومیشی..... پلیز..... کیا بے وقوفی ہے۔"

"شٹ اپ..." لڑکی غرائی اور پیچھے ہٹ گئی..... وہ نوجوان بھی سر پھرا لگتا تھا۔ اس کے ساتھ بھی کئی دوسرے لوگ تھے جو مختلف شکلوں کے مالک تھے لیکن سب کے چہروں پر بدمعاشی جھلک رہی تھی۔ وہ اپنے دوستوں کیساتھ طویل القامت لڑکی کے پاس آ گیا۔

"وہ کھلی جگہ کیسی ہے۔" میشی نے ایک طرف اشارہ کیا۔

"اس سے بہتر ایک جگہ اور ہے۔"

"کہاں....؟"

"اس سرخ بونٹسو کے پیچھے۔ اس رش سے دور..."

"او کے.... چلو...!"

"میشی.... پلیز...." میشی کی ساتھی لڑکیوں نے بھنچی بھنچی آوازوں میں اسے روکنے کی کوشش کی لیکن میشی نے ان کی آوازوں کو نظر انداز کر دیا۔

میرے قدم بھی ان کے ساتھ اٹھ گئے۔ کسی نے ہم پر توجہ نہیں دی ڈوم بھی ساتھ تھا اور اس واقعے میں دلچسپی لے رہا تھا۔ وہ لوگ سرخ بونٹسو کے عقب میں پہنچ گئے۔ لوگ یہاں بھی تھے لیکن تعداد زیادہ نہیں تھی۔ لڑکیاں ہمیں نوجوانوں کا ساتھی سمجھ رہی تھیں اور نوجوان ہماری طرف توجہ نہیں دے رہے تھے۔ وہ کھلی جگہ کھڑے ہوئے تو چوڑے شانوں والے نے کہا۔

"بات کچھ شرائط کی تھی۔"

"شرائط بتاؤ...!"

"آپ کو چھڑی دے دی جائے تو آپ مجھے مار دیں گی۔"

"تمہیں مارنے کے لئے چھڑی کی ضرورت بھی نہ ہو گی۔"

"اور آپ مجھ سے پٹ گئیں تو.....!"

"تم بتاؤ...."

"بارہ گھنٹے ہمارے ساتھ گزاریں گی۔"

"منظور ہے۔"

"ہمیں بھی تو اجازت ملنی چاہئے۔ مسٹر ٹمپلر کیا ہم ان دوسری لڑکیوں کو چپیٹیں۔" نوجوان کے اوباش ساتھیوں میں سے ایک نے تمسخر سے کہا اور دوسری لڑکیاں خوفزدہ ہو گئیں۔ میشی نے ٹمپلر کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو وہ جھکائی دے کر پیچھے ہٹ گیا۔

"اوہ..... تم شاید میرے ساتھ ڈنر کے لئے بے چین ہو۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا اور آستین چڑھا کر کھلی جگہ آ گیا۔ میشی بھی آگے بڑھ آئی ڈوم نے مجھ سے سرگوشی کی۔

"لڑکی مارشل آرٹس جانتی ہے۔ تم دیکھو جس طرح اس کی مٹھیاں بند ہو رہی ہیں اور کھل رہی ہیں یہ میری بات کی نشاندہی ہے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ٹمپلر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے مارو سوئٹی....!" جملہ ختم ہوا ہی تھا کہ لڑکی کی لات اس کے سینے پر پڑی اور

ٹمپلر کے دونوں ہاتھ پھیل گئے۔ اس نے ہاتھوں کو بیلنس کر کے خود کو گرنے سے بچا
لیکن لڑکی نے ہوا میں اچھل کر اپنے بدن کو دو چکر دیئے اور اس بار اس کی لات ٹمپلر کی
پیشانی پر پڑی۔ ٹمپلر چت گرا اور لڑکی الٹی قلابازی کھا کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"وہ فرسٹ ڈان ہے۔" ڈوم پھر بولا۔

ٹمپلر اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن وہ چکرا رہا تھا۔ لڑکی پینترے بدل رہی تھی لیکن اچانک اس کے ساتھ دھوکہ ہو گیا۔ اس کی نظریں ٹمپلر پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ عقب سے بے خبر ہو گئی تھی۔ ٹمپلر کے ساتھیوں نے عقب سے اسے پکڑ لیا اور چاروں اس سے لپٹ گئے لڑکی بے خبری میں ان کے قابو میں آ گئی لیکن لڑکی کی ساتھی لڑکیاں بھی دہشت بھری آواز میں چیخنے لگیں جس کے نتیجے میں ٹمپلر کے ساتھیوں نے میٹی کے سر پر کوئی ضرب لگا کر اسے سامنے دھکا دے دیا اور وہ اوندھے منہ گر پڑی اتنی دیر میں وہ ٹمپلر کو سہارا دے کر وہاں سے بھاگنے لگے تو ڈوم نے میری طرف دیکھا۔ پھر سرسراتی آواز میں بولا۔ "وہ بھاگ رہے ہیں آقا....!"

"آؤ....!" میں نے بیزاری سے کہا اور دوسری طرف گھوم گیا۔ ڈوم بھی میرے پیچھے چل پڑا۔ قرب و جوار میں موجود لوگ لڑکیوں کے قریب جمع ہو رہے تھے۔ ہم وہاں سے دور نکل آئے۔

"تم انہیں سزا دینا چاہتے تھے؟" دور آ کر میں نے ڈوم سے پوچھا

"ہو ہو ہو.... نہیں آقا۔ وہ فرسٹ ڈان تھی۔ اگر وہ چاروں دھوکے سے اسے نہ پکڑتے یا کم از کم اس کے سر پر ضرب نہ لگاتے تو وہ ان چاروں پر حاوی ہو جاتی۔ مگر گدھا.... اس نے تو ہاتھ بھی نہیں چلایا۔"

"فضول...." میں نے بیزاری سے کہا۔

بوٹسو میں اینا لوئیسا ایک اجنبی شخص کے ساتھ موجود تھی جو خوش پوش اور خوش شکل عمر رسیدہ آدمی تھا۔ اینا نے خوش دلی سے کہا۔ "اوہو مسٹر ہاروے.... مسٹر طہالی آ گئے!" معمر شخص نے تحسین آمیز نظروں سے مجھے اور ڈوم کو دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے خوشدلی سے ہم دونوں سے ہاتھ ملایا۔ اینا نے کہا۔

"مسٹر طہالی۔ یہ مسٹر بل ہاروے ہیں۔ ایک تجربے کار مہم جو۔ ایک خوش اخلاق انسان۔ انہوں نے آج میرے کام میں میری بہت مدد کی ہے جس کے لئے میں ان کی شکرگزار ہوں۔ ورنہ شاید مجھے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ اصل میں موزمبیق میں یا شاید افریقہ کے ہر ملک میں اندرونی افریقہ جانے کے لئے کچھ قوانین رائج ہیں اور ہمیں اپنے ہی ملک میں ان کے سفارت خانے سے مہم جوئی کا لائسنس حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس کے تحت تمام انتظامات ہوتے ہیں لیکن مجھے علم نہیں تھا۔ مسٹر بل ہاروے نے ہمیں اپنا گروپ ممبر ظاہر کر کے ہمارے لئے لائسنس مہیا کئے ہیں۔"

"شکریہ مسٹر ہاروے۔" میں نے کہا۔

"بہترین ساتھی زندگی کے لئے نعمت ہوتے ہیں۔ پھر یہ صاحب تو شاید افریقی ہیں۔ بہترین جسم کے مالک....!" بل ہاروے نے تعریفی نظروں سے ڈوم کو دیکھ کر کہا۔

"ہاں یہ ڈوم ہے۔ میرا دوست...."

"آپ دلکش شخصیت کے مالک ہیں مسٹر طہالی....! ہمیں کل دوپہر کے بعد میوزیم آف ارتھ میں داخل ہونا ہو گا۔ یہ نام میں نے اس زمین کو دیا ہے جو ابھی تک اس جدید دنیا کے لئے حیرت کدہ بنی ہوئی ہے۔"

"اچھا نام ہے۔" اینا نے کہا۔

"میری ملاقات سب سے ہو گئی ہے۔ کل دو بجے ہم یکجا ہو جائیں گے۔ کیا میں آپ سے اجازت طلب کر سکتا ہوں۔" بل ہاروے نے کھڑے ہو کر کہا۔

"او کے مسٹر ہاروے۔" اینا نے کہا۔ اس کے جانے کے بعد وہ معذرتی انداز میں بولی۔ "سوری ماہر۔ میں نے بل ہاروے کے معاملے میں تم سے اجازت نہیں لی لیکن ہمیں بڑی مشکل پیش آ جاتی اس نے مجھے مخلصانہ پیشکش کی جسے میں نے قبول کر لیا۔ اصل میں دوسرے کاغذات کا بھی معاملہ تھا۔"

"یہ تمہارا معاملہ ہے لوئیسا۔" میں نے جواب دیا۔

"وہ ایک تجربے کار مہم جو ہے اور دوبار افریقہ کے اندرونی علاقے میں داخل ہو چکا ہے۔ جہاں تک وہ ہماری رہنمائی کر سکے گا ہم اس کے ساتھ رہیں گے پھر ہمارے راستے الگ ہو جائیں گے۔ اس کے پاس اپنی دو گاڑیاں ہیں۔"

"یہ تمہارا معاملہ ہے لوئیسا۔" میں نے اسی انداز میں کہا۔

رات گزر گئی۔ دوسرے دن لوئیسا اندرون شہر خریداری میں مصروف رہی۔ اس کے ساتھی ہمراہ تھے۔ بوٹسو میں ڈوم میرے ساتھ تھا۔ لنچ کے وقت لوئیسا حاصل کی ہوئی فور وہیل ڈرائیو میں واپس آ گئی۔ جسے لاتعداد ضروری اشیاء سے ڈھک لیا گیا تھا اور اس کی چھت بہت اونچی ہو گئی تھی۔ لنچ کے بعد تمام لوگ تیار ہو گئے بل ہاروے کی آمد کی اطلاع لوئیسا کے ساتھ برجر نے دی تھی۔ لانگ گون ہمیں الوداع کہنے کے لئے موجود تھا۔

"ہم سب باہر نکل آئے۔ بل ہاروے ہمارے استقبال کے لئے کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ اچانک ایک غراہٹ سنائی دی۔ "تم...." اس کے ساتھ ہی کسی نے مجھ پر چھلانگ لگا دی۔

میں تو یہ بھی نہیں سمجھ پایا تھا کہ تم کہہ کر مجھے مخاطب کیا گیا ہے۔ میں اس وقت چونکا تھا جب وہ میرے بجائے ڈوم سے ٹکرائی تھی اور پتھر کی کسی چٹان سے ٹکرانے کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے وہی ہوا تھا۔ ڈوم تو صرف لڑکھڑایا تھا لیکن وہ نیچے گر پڑی تھی۔ البتہ اس نے اٹھنے میں دیر نہیں لگائی اور حلق سے مضحکہ خیز آوازیں نکال کر ڈوم پر پل پڑی' آس پاس کھڑے لوگ گھبرا کر ادھر ادھر ہٹ گئے۔ ڈوم بوکھلائے ہوئے انداز میں پینترے بدل بدل کر اس کے وار خالی دینے لگا۔ لڑکی حلق سے وحشیانہ آوازیں نکال رہی تھی اور بے حد پھرتی سے وار پر وار کئے جا رہی تھی۔ مصیبت کا شکار ڈوم ہی ہوا تھا اور اس بے چارے کو بندروں کی طرح اچھلنا پڑ رہا تھا۔ باقی لوگوں کی طرح میں بھی دم بخود تھا کیونکہ یہ کھیل میری سمجھ میں بھی نہیں آیا تھا۔ البتہ لڑکی کو میں نے پہچان لیا تھا یہ وہی لڑکی تھی جس نے اس وقت ان لوگوں سے جھگڑا کیا تھا جب ہم مقامی باشندوں کی شادی کا منظر دیکھ رہے تھے۔ اس وقت اس کے سر میں سفید پٹی بندھی ہوئی تھی اور چہرے پر وحشت چھائی ہوئی تھی۔

اچانک میں نے ڈوم کے چہرے کے تاثرات بدلتے ہوئے دیکھے۔ اس نے کئی قدم پیچھے ہٹ کر اپنے ہاتھوں کو دائرے کی شکل میں جنبش دی تھی۔ پھر سرد لہجے میں بولا۔

"اسے روکو.... ورنہ...."

"میثی..... میثی.... کیا تو پاگل ہو گئی ہے۔" بل ہاروے کو ہوش آ گیا اور وہ لڑکی کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"ہاں..... میں پاگل ہو گئی ہوں' سامنے سے ہٹ جاؤ۔" وہ غرائی۔

"ارے دیکھو اسے' یہ واقعی دیوانی ہو گئی ہے۔" بل ہاروے نے دہائی دینے والے انداز میں کہا اور اس کے ساتھی بھی میثی کے سامنے آ گئے۔

"ڈیڈی.... میں ان سب کو زخمی کر دوں گی' ورنہ ان سے کہو کہ سامنے سے ہٹ جائیں۔" لڑکی نے کہا۔

"لیکن کیوں...... آخر کیوں؟" ہاروے بے چینی سے بولا۔

"یہ بعد میں بتاؤں گی' ہٹو سامنے سے....." لڑکی نے ہاروے کو ہٹانے کی کوشش کی تو ہاروے نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پر رسید کر دیا۔

میثی نے خونی نظروں سے ہاروے کو دیکھا۔ پھر اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ لیا پھر وہ واپس

پلٹ گئی۔

عجیب ماحول پیدا ہو گیا' سب ایک دم چپ ہو گئے تھے' پھر اینا لوئیسا نے کہا۔ "یہ کون تھی مسٹر بل؟"

"آئی ایم سوری میڈم لوئیسا' یہ میری بیٹی ہے' لیکن میں نہیں جانتا کہ اسے کیا ہو گیا؟"

"میں بتاتی ہوں انکل..... کل میثی جن لوگوں کے ہاتھوں زخمی ہوئی تھی وہ ان دونوں کے ساتھ تھے۔" ہاروے کے گروہ کی ایک لڑکی نے میری اور ڈوم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ دونوں...." ہاروے تعجب سے بولا۔

"میثی ان کی تلاش میں تھی۔"

"کیا بکواس کر رہی ہے یہ....؟" اینا کا چہرہ بگڑ گیا۔

"اوہ میڈم.... کل کچھ لفنگوں نے میثی سے بدتمیزی کی تھی۔ میثی نے انہیں سزا دینا چاہی تو انہوں نے دھوکے سے اسے پیچھے سے زخمی کر دیا اور بھاگ گئے۔ میثی نے قسم کھائی ہے کہ اگر وہ دوبارہ نظر آئے تو وہ ان سے بدلہ لے گی اور اب ان کا کہنا ہے کہ یہ دونوں۔"

"ایک مشورہ دوں مسٹر بل.... بہتر ہو گا کہ افریقہ کے اندرونی علاقوں کا رخ کرنے کے بجائے آپ اسے واپس لے جائیں اور کسی پاگل خانے میں داخل کرا دیں۔ یہ بہتر مشورہ ہے۔"

"میں دوسری لڑکیوں سے بھی تصدیق کر لوں اور اگر...." بل ہاروے نے گھورتے ہوئے کہا۔

"اس کے بعد اگر آپ نے ایک لفظ بھی کہا مسٹر ہاروے تو بڑی خراب صورت حال ہو جائے گی۔ آپ نے جو تعاون کیا ہے اس کے لئے شکریہ.... اگر آپ واپسی کے لئے تیار نہ ہوں تو بہتر ہے فوراً یہاں سے چل پڑیں۔ ہم مزید کچھ گھنٹوں بعد سفر شروع کریں گے اور اگر.... آپ رکنا چاہیں تو ہم چل پڑتے ہیں فیصلہ جلدی کریں۔"

"آپ جارحیت کر رہی ہیں میڈم۔" ہاروے نے کہا۔

"پلیز مسٹر ہاروے.... فیصلہ کریں...." لوئیسا کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔

"ٹھیک ہے' آپ جایئے' لیکن ایک بات سنتی جائیں۔ ہمارا سفر ایک ہی راستے پر ہے۔ یہ کچھ گھنٹے سست بھی سکتے ہیں اور ہم دوبارہ بھی مل سکتے ہیں۔"

"اگر ایسا کوئی موقع آئے مسٹر بل ہاروے تو آپ کے تعاون کے صلے میں یہی مشورہ ہے آپ کو کہ راستہ بدل دیں اور ہم تک آنے کی کوشش نہ کریں۔" لوئیسا نے کہا اور پھر اپنی

گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ میں نے ان فضول باتوں کی طرف سے اپنا ذہن ہٹا لیا تھا‘ مجھے تو بس یہ لگن تھی کہ سفر کا آغاز ہو جائے۔ لوئیسا کے اشارے پر ایک ساتھی نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا اور ہم چل پڑے۔ کچھ دیر آبادیوں کے نشان رہے‘ پھر ماحول سنسان ہوتا چلا گیا کافی سفر طے ہونے کے بعد لوئیسا نے کہا۔

”بل ہاروے کا قصہ سمجھ میں نہیں آیا۔“

”میری سمجھ میں آ گیا ہے....“ میں نے کہا۔

”اوہو.... بتانا پسند کرو گے؟“ وہ بولی اور میں نے ٹمپلر کی کہانی سنا دی۔

”مگر ڈوم اور تم اس میں کہاں سے شامل ہو گئے۔“

”اتفاق سے ہم بھی بلکہ ہم ہی اس وقت تماشبین تھے وہ ضرور ہمیں ان لوگوں کا ساتھی سمجھی ہو گی۔“

”بے چارہ بل ہاروے‘ اچانک ہی یہ سب کچھ ہو گیا ورنہ وہ ایک اچھا ہم سفر ثابت ہوتا۔“

”تم نے فیصلہ کر لیا لوئیسا‘ ورنہ کوئی حرج بھی نہیں تھا‘ لڑکی خود بخود ہوش میں آ جاتی۔“ میں نے کہا۔ لوئیسا خاموش ہو گئی تھی۔

چھ گھنٹے مسلسل سفر کے بعد ایک کھلے میدان میں قیام کیا گیا۔ رات کی تاریکیوں نے پورے ماحول کو نگل لیا تھا۔ اتنی گہری‘ اتنی سیاہ رات شاید ہی کہیں اور ہوتی ہو۔ فوراً خیمے لگائے گئے اور جنگل میں منگل کا سماں ہو گیا۔ اپنا لوئیسا کی دیوانگی پر مجھے حیرت ہوتی تھی۔ تن من سے میرا ساتھ دے رہی تھی جبکہ اسے میرے التفات کی توقع بھی نہیں تھی۔ بہرحال میں نے دل سے اس کا احسان قبول کیا تھا۔

کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں باہر نکل آیا۔ ڈوم معمول کے مطابق میرے ساتھ تھا۔ ”تجھے اپنے دیس کے خواب آ رہے ہوں گے۔“ میں نے کہا۔

”یہ خواب تو اب حقیقت کی شکل اختیار کر چکے ہیں عظیم آقا۔“ ڈوم نے کہا۔

”میں یا تو دنیا سے ناواقف ہوں ڈوم.... یا پھر تم سب پاگل ہو۔ وہ عورت‘ تم..... اور دوسرے.....“

”تمہاری بات سمجھ رہا ہوں آقا.... لیکن یہ دیوانگی فطرت کا حصہ ہے آخر واقعات عمل ہی سے تشکیل پاتے ہیں اور عمل کسی نہ کسی شکل میں ہوتا ہے۔“

”میں تو سمجھتا ہوں کہ قافلے میرے ساتھ چل رہے ہیں۔ عدلان پاشا پر لازم تھا کہ مجھے جنگلوں سے اٹھا لاتا.... میری پرورش کرتا پھر عالی تبارک کا ملنا بھی ضروری تھا کہ اسے ایک عمل کے ذریعے مجھے اس مقام تک لے جانا تھا جہاں سے مجھے یہ پتہ ملتا..... پھر لوئیسا.....“

”سب وقت کے فیصلے ہیں‘ مجھے دیکھو‘ مجھے بھی تو اپنے محور کی طرف لوٹنا تھا تمہاری

غلامی نہ حاصل کرتا تو نہ جانے یہ عمل کس طرح مکمل ہوتا۔“ ڈوم نے کہا۔

میں سوچ میں ڈوب گیا۔ ڈوم کے ساتھ خیموں سے دور نکل آیا تھا‘ پھر ایک جگہ بیٹھ کر میں نے کہا۔ ”ڈوم مجھے اپنے دیس کی کہانیاں سنا۔“

”جو کچھ میں تمہیں بتا چکا ہوں آقا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا‘ کور کی مملکت میں ہیسیا کی حکومت تھی اور وہ شعلوں کی ملکہ تھی۔ میرے ماں باپ تھے۔ دوسرے بہت سے لوگ ہوتے تھے بہت بڑا معبد تھا ہم سب عبادت کرتے تھے اور جب پورا چاند ہوتا تو برکتوں کی دیوی درشن دیتی تھی۔“

”پورا چاند....“ میرا دل زور سے دھڑکا اور میری نظر آسمان کی طرف اٹھ گئی ستارے بادلوں کی کہر سے آزادی حاصل کر رہے تھے اور نمودار ہوتے جا رہے تھے۔ میں نے مسرور لہجے میں کہا۔ ”یوں لگتا ہے ڈوم چاند نکل آئے گا۔“

”ہاں بادل چھٹ رہے ہیں آقا۔“

”میرا خیال ہے ڈوم‘ یہاں ماحول خاموش ہے اور مجھے چاند کا علم حاصل کرنے میں دقت نہیں ہو گی۔“

”ضرور کوشش کرو آقا۔“

”یہ ٹھیک ہے‘ آج کی رات اس کے لئے موزوں ہے۔ اب یوں کر تو واپس چلا جا اور کسی کو میرے بارے میں نہ بتانا کہ میں کہاں ہوں‘ آہ..... میں ہیا سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

”جو حکم....“ ڈوم نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ میں نے خیموں کی طرف سے رخ بدل لیا کہ ادھر سے آنے والی روشنیاں میرے خیالات منتشر نہ کر دیں۔ پھر میں نے اپنے وجود کو دماغ میں سمیٹنا شروع کر دیا اور جب ایسا محسوس کیا کہ کائنات خالی ہو گئی ہے میرا جسم زمین پر نہیں ہے تو میں نے کائنات کی وسعتوں میں ہیا کو تلاش کیا۔ اسے آواز دی..... لیکن ہواؤں کی سنسناہٹوں کے سوا کچھ نہ سنائی دیا۔ میں بے چین ہو کر اسے پکارتا رہا‘ لیکن بہت دیر کی کوشش بھی بار آور نہیں ہوئی‘ مجھے کوئی آواز نہیں سنائی دی تھی۔ شاید ہیا گہری نیند سو رہا ہے۔ میری کوششیں اسے جگانے میں ناکام رہی ہیں۔ میرا دل اداس ہو گیا۔ کاش میں اس سے بات کر سکتا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ چاند آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ میں نے اس پر نگاہیں جما دیں اور پلکیں جھپکانا بھول گیا‘ کتنا وقت گزر گیا مجھے اندازہ نہیں تھا لیکن چاند آہستہ آہستہ پھیلتا جا رہا تھا‘ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ زمین پر اتر آیا ہو۔ ہر طرف گہرے سناٹے بکھرے ہوئے ہوں اور میرے چاروں طرف نادیدہ پھول کھلے ہوں۔ ان پھولوں کی تیز خوشبو ہوا کے جھونکوں کے ساتھ منتشر ہو رہی تھی اور کچھ دھندلے نقوش ابھرتے آ رہے تھے۔ یہ عجیب سے کھنڈرات تھے بوسیدہ ٹوٹے پھوٹے مکانات۔ ان کے

درمیان بنے راستے پھر کچھ انسانی سائے' پھر جلترنگوں کی آواز جیسی ہنسی۔ کالی نقاب میں چھپا ہوا چہرہ اور روشن سی آنکھیں۔ مقناطیسی کشش رکھنے والی۔ جس کے اطراف میں ستارے رقصاں تھے اس نے اپنے سفید دودھ جیسی رنگت کے ہاتھ پھیلائے اور مجھے قریب آنے کی دعوت دی' لیکن میرا دل اس کی جانب راغب نہیں ہوا۔ میرے وجود میں ایک حسرت بسی ہوئی تھی۔ میں تو تصور کی آنکھ سے اس ننھے سے وجود کو دیکھنا چاہتا تھا۔ آہ ان جاگتی آنکھوں کے خواب اپنی منزل کیوں نہیں پاتے۔ وہ حسن' وہ پرکشش چہرہ۔ وہ دلکش ہنسی ایک مقام رکھتی ہے وہ دل کے کنارے چھو کر گزرتی ہے لیکن چاہ کی پیاس سینے کی تشنگی کچھ اور ہی ہے۔ میری طلب جب تک پوری نہ ہوگی کچھ اچھا نہیں لگے گا۔

دفعتہ ایک دھماکا ہوا اور دماغ بل کر رہ گیا۔ یوں لگا جیسے چاند کا گولا پھٹ گیا ہو۔ چاندنی کی دھول اڑ رہی ہو میں نے دانت بھینچ کر آنکھیں بند کر لیں۔ سخت اذیت ہو رہی تھی دل چاہ رہا تھا زور زور سے چیخوں.... کراہوں..... کچھ آوازیں ابھر رہی تھیں کچھ قدم زمین پر دھمک رہے تھے' پھر دوسرا دھماکہ ہوا اور میں نے آنکھیں کھول دیں۔ ماحول اب پرسکون نہیں تھا کوئی میری طرف دوڑ رہا تھا' میں نے کھوئی کھوئی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔ سب سے آگے لوئیسا تھی۔ اس کے ہاتھ میں رائفل دبی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ڈوم تھا' پیچھے لوئیسا کے ساتھی چلے آ رہے تھے۔ آنکھیں دیکھ رہی تھیں لیکن ذہن کوئی ترتیب نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ میرے پاس پہنچ گئے۔

"ماہر.... تم ٹھیک ہو ماہر..... اوہ' تمہیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچا۔" لوئیسا میرے پاس بیٹھ گئی۔ وہ سخت مضطرب نظر آ رہی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مجھے ٹٹولنا شروع کر دے۔ کچھ بولنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن اب دیکھ بھی رہا تھا' سن بھی رہا تھا۔

"وہ ٹھیک ہے' میں جانتا ہوں۔" ڈوم نے سرد لہجے میں کہا' لیکن لوئیسا اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر مجھ سے میرے بارے میں سوال کئے جا رہی تھی۔ ڈوم نے پھر کہا۔

"افسوس غلطی میری ہی ہے۔ اس وقت بھی میں نے آقا سے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ وہ تمہیں تلاش کرتی ہوئی آ رہی ہے۔ یہ نہیں پوچھا تھا کہ مجھے اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے کاش اس کے بعد میں پوچھ لیتا۔"

"تو کیا بکواس کر رہا ہے' میں نہیں جانتی۔" لوئیسا نے ڈوم کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اس وقت کے بارے میں کہہ رہا ہوں جب برف کے علاقے میں تمہاری منحوس صورت دوبارہ مجھے نظر آ گئی تھی اور میں نے آقا کو اس بارے میں اطلاع دی تھی۔ مگر افسوس ان سے ہدایت لینا بھول گیا تھا..... ورنہ...."

"ورنہ کیا....؟"

"تمہاری زندگی کسی طور مناسب نہیں تھی۔"

"تو مجھے ختم کر دیتا۔"

"تمہیں اتنے حصوں میں تقسیم کر دیتا کہ تمہارے جڑ کر ٹھیک ہونے کا خطرہ ختم ہو جائے۔"

"ڈوم.... کتے..... تو نے سالہا سال میرا نمک کھایا ہے' میرے پاؤں چاٹے ہیں۔" لوئیسا نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"دوسری بات بالکل جھوٹ ہے' میں نے یہ غلیظ کام کبھی نہیں کیا۔ باقی رہی نمک کی بات تو میں تمہارے اس سالہا سال کے نمک کے بدلے تمہیں نمک کا پورا پہاڑ واپس کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ تم اسے لے کر واپس چلے جانے کا وعدہ کرو۔" ڈوم نے منہ بنا کر کہا۔

"آہ' آہ کیا ہو گیا ہے مجھے' میں تمہیں فنا کیوں نہیں کر دیتی ڈوم.... تو بے حد خوش قسمت ہے' تیری زندگی کی دو وجوہات ہیں ڈوم.... صرف دو وجوہات پر تو زندہ ہے۔"

"ذرا ان کی تفصیل بتا دو....." ڈوم بولا۔

"پہلی تو یہ کہ تو عورت نہیں ہے' دوسری یہ کہ ماہر کا غلام ہے' میرے محبوب کو چاہتا ہے' جو اسے چاہتا ہے میں اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی' ورنہ..... ورنہ...."

"تو خود دیکھ رہی ہو وہ عالم استغراق میں ہے' اس نے مجھے منع کیا تھا کہ....."

"تو اندھا تھا کیا' تو نے دیکھا نہیں تھا کہ....."

"میں نے دیکھا تھا اور میں تیار تھا کہ اگر وہ آقا کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے تو..... میں انہیں سنبھال لوں گا۔"

"اتنی دور سے..... اور وہ بھی دو دو درندوں کو...."

"یہ تم کہہ رہی ہو۔" ڈوم نے کہا۔

میرے حواس پوری طرح جاگ چکے تھے اور اب میں دونوں کی بکواس سمجھ رہا تھا چنانچہ میں جھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا تم دونوں پاگل ہو گئے ہو....؟" میں نے چیخ کر کہا۔

"آہ.... آہ.... قصور مس لوئیسا کا ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ آقا کا حکم ہے کہ انہیں ڈسٹرب نہیں کیا جائے۔ خاموشی قائم رہنے دی جائے کوئی مدافعت نہ کی جائے' مگر انہوں نے ان پر گولی چلا دی۔" ڈوم نے فریادی لہجے میں کہا۔

"تم نے نادان کی دوستی اپنائی ہے ماہر۔ خدا کیلئے اس بے وقوف اور غدار افریقی کو اپنے پاس سے فوراً ہٹا کر اس سے نجات حاصل کرو۔ کل اگر کوئی جنگلی بھینسا اسے اپنے سینگوں پر اٹھا کر پٹخ دے گا تو یہ اس کی غلامی قبول کر لے گا۔ اس کی قربت ناپائیدار ہے۔ اس کا ثبوت میں ہوں' آہ..... وہ تو میں نے بروقت تمہیں دیکھ لیا ورنہ..... خدا کی قسم میں نے اتنے بڑے چیتے کبھی نہیں دیکھے۔ وہ تمہارے اس قدر قریب تھے کہ بس ایک لمحے میں تم پر حملہ

کر دیتے۔ میرے لئے نشانہ لینا کتنا مشکل تھا۔ میں جانتی ہوں اور یہ گدھا مجھے روک رہا تھ مگر پھر بھی.... دیکھو.... یہ خون کے دھبے دیکھو.... آہ' ان میں سے ایک زخمی ضرور ہو ہے۔"

بعد میں ان دونوں کی بکواس کا جو نتیجہ نکلا تھا وہ یہ تھا کہ ڈوم میری ہدایت کی وجہ مجھ سے دور چلا گیا تھا' لیکن خیموں سے کچھ فاصلے پر کھڑا میری نگرانی کر رہا تھا کہ مجھے اس ضرورت نہ پیش آ جائے۔ پھر ان دونوں کے مشترکہ بیان کے مطابق سیاہ چیتوں کا ایک جو کسی چٹان کی آڑ سے نکل کر میرے بالکل قریب آ گیا اور اسی وقت لوئیسا نے اسے دیکھ لیا لوئیسا کا بیان تھا۔

"درحقیقت انہیں میں نے نہیں بلکہ پیٹر نے دیکھا جسے میں نے پہرے پر مقرر کیا تھ وہ دہشت زدہ ہو کر میرے پاس آیا اور اس نے مجھے جگا دیا۔ میں رائفل لے کر باہر نکلی ا پیٹر کے بیان کی تصدیق کر کے کسی بہتر جگہ سے پوزیشن لے کر ان پر فائر کرنے کے لئے تی ہونے لگی لیکن اس بہتر جگہ مجھے یہ کالا لکڑ بھگا' یعنی ڈوم نظر آیا اور اس کے کہنے پر م نے تمہیں ان چیتوں کے بالکل قریب دیکھا۔ یہ احمق مجھے گولی چلانے سے روک رہا تھا۔ حالانکہ تمہیں بچاتے ہوئے گولی چلانا بہت مشکل تھا' لیکن پھر بھی میں نے ہمت کر لی اور بھاگ گئے۔"

میں جھلائے ہوئے انداز میں اپنے خیمے میں آ کر لیٹ گیا۔ چاند کی معیت میں جو نظر آیا تھا وہ ابھی تک ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ میرا رابطہ اس سے نہیں ہوا تھا جس لئے میں چاند کا سہارا لینا چاہتا تھا۔ نہ ہی اس نے میری پکار کا جواب دیا تھا' آخر کیوں... پہلے تو میری اس سے بات ہوئی تھی۔ کیا اس کی مشکل سخت ہو گئی..... کیا وہ.....

لیکن اس سے آگے سوچ کو بھی اجازت نہیں تھی' ایک یقین' ایک اعتماد دل کو نہای پختہ تھا وہ زندہ ہے تو میں بھی زندہ ہوں۔ میری زندگی ہی اس کی زندگی کا ثبوت ہے۔ ور آدھے وجود کبھی زندہ نہیں رہتے۔ مجھے یہ اعتماد جس نے بھی دلایا تھا وہ میرا محسن' میرا ر تھا۔

"میں ایک عام عورت رہ گئی ہوں ماہر..... بالکل عام عورت مجھے اس کا احساس ہے۔ ورنہ وہ کالا لکڑ بھگا مجھ سے اتنی بدتمیزی کر کے زندہ نہ رہتا۔ وہ بہت طاقتور ہے' لیکن می رائفل سے نکلنے والی گولیاں اس سے زیادہ طاقتور ہیں۔" دن کی روشنی میں لوئیسا نے شکا انداز میں کہا۔

"تمہارے تمام نقوش میں ایک عورت آباد ہے لوئیسا۔ ایک حسین اور دلکش عور جو دوسروں سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے تم یہ جان لو....."

"اس۔" لوئیسا کا چہرہ ایک دم بدل گیا۔

"اسے کوئی نقصان نہ پہنچانا۔ ویسے لوئیسا ایک کمی میں بری طرح محسوس کر رہا ہوں۔"

"کیا....؟" اس کا موڈ بدل گیا تھا میری سمجھ میں اس کی وجہ نہیں آئی تھی۔

"افریقہ کے ان چٹیل پہاڑوں' میدانوں اور جنگلوں میں بے پناہ وسعتیں نظر آ رہی ہیں کیا ہم ان میں اپنے مطلوبہ راستوں کا تعین کر سکتے ہیں؟"

"کچھ کہوں گی تو ناراض تو نہ ہو گے ماہر....." لوئیسا لوچدار لہجے میں بولی۔

"نہیں۔"

"استاد محترم ہمارے راہبر ہو سکتے تھے لیکن جو گزر گیا وہ ٹھیک ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہماری منزل مل جائے۔ کوئی بستی نظر آئے تو ڈوم کا سہارا حاصل ہو سکتا ہے۔"

"پروفیسر حق۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ پھر بولا۔ "بل ہاروے بھی کام آ سکتا تھا۔"

"مشکل تھا۔" لوئیسا نے کہا پھر مسکرا پڑی۔

"کیوں....؟" میں نے اس کی مسکراہٹ کے بارے میں پوچھا۔

"کچھ دن کے بعد وہ تمہارے لئے پاگل ہو جاتی اور..... میری ذمے داریاں بڑھ جاتیں۔ میری خواہش ہے کہ اب اور کوئی قتل نہ کروں۔" اس نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں سمتوں کا تعین تو کرنا ہی ہو گا۔ دیکھو یہ نقشہ تمہاری سمجھ میں آتا ہے۔" میں نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا اور وہ مجھ سے کاغذ لے کر غور سے دیکھنے لگی پھر آہستہ سے بولی۔ "بہت آسان ہے' کس نے بنایا ہے؟"

"میں نے....."

"کسی کی مدد سے' کیا ہیا کے کہنے پر.....؟"

"نہیں....."

"پھر....." وہ سوالیہ لہجے میں بولی اور میں نے اسے جہاز پر ملنے والے شخص کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔ وہ سوچ میں ڈوب گئی پھر بولی۔ "اور اس نے تمہیں کیلی کریٹس کہہ کر پکارا....."

"دو بار.....!"

"مگر کیوں.....؟"

"میں بالکل نہیں جانتا۔"

"اصل میں ڈیئر ماہر..... تم بہت سے لوگوں کے لئے پرکشش ہو اور ہم جانتے ہیں کہ شانتی ابھی برقرار ہے۔ وہ لوگ پہلے بھی تمہیں دھوکہ دے چکے ہیں۔ کہیں وہ بھی اسی شانتی کا نمائندہ نہ ہو اور اس نے تمہیں بھٹکانے کی کوشش نہ کی ہو۔ افسوس جہاز پر میں نے کسی سفید چھڑی والے اندھے کو نہیں دیکھا' تاہم دیکھتے ہیں اس رستے کو بھی ٹرائی کریں گے۔"

ضروریات کی تکمیل کے بعد آگے کا سفر شروع ہو گیا۔ ہم اس جگہ سے گزرے جہا میں پچھلی رات موجود تھا اور جہاں ان کے کہنے کی مطابق چیتوں نے میری گھات لگائی تھ زخمی ہونے والے چیتے کا خون جم گیا تھا اور اس کے دھبے ہمیں دور تک نظر آتے رہے پھر ایک چٹان کے عقب میں غائب ہو گئے تھے۔

"کیا ہمیں سیاہ چیتے کی کھال کی ضرورت ہے میڈم.... آپ کا زخمی ضرور اس چٹان عقب میں ہو گا۔" لوئیسا کے دوسرے ساتھی جرکن نے کہا۔

"اوہ نہیں' تم یہ بھول گئے کہ وہ دو تھے۔" لوئیسا نے کہا۔

"او مائی گاڈ...." پیٹر نے جو ڈرائیونگ کر رہا تھا کہا اور جیپ کی رفتار تیز کر دی۔

سفر سارا دن جاری رہا۔ کوئی ایسا واقعہ نہیں پیش آیا جو قابل ذکر ہوتا۔ بس افریقہ روایتی زندگی دیکھنے کو مل رہی تھی۔ سرسبز میدان جن میں چیتل اور ہرنوں کی ڈاریں کلیلیں کرتی نظر آئیں۔ شام کے جھٹپٹے ہوئے ہی تھے کہ آگے سے چوڑے اور پیچھے سے جسموں والے بھینسوں کے ایک غول کو بدحواسی سے ایک جانب دوڑتے ہوئے دیکھا۔ پ نے جیپ روک لی۔ وہ ان کے قدموں سے پیدا ہونے والی گرج اور دھمک سے خوفزدہ ہو تھا اور شاید اسے خدشہ ہوا تھا کہ کہیں جیپ کو متحرک دیکھ کر وہ اس طرف متوجہ نہ جائیں ویسے فاصلہ کافی تھا' لیکن اچانک ہی پیلے بدن اور کالی دھاریوں والا ایک قوی ہیکل ان کے عقب میں قلانچیں بھرتا نظر آیا اور جیپ میں موجود لوگوں کے سانس رک گئے۔ ہی دور جا کر شیر نے ایک جست کی اور ایک بھینسے کی پشت پر پہنچ گیا۔ بھینسے نے خوف ہو کر آگے کے دونوں پاؤں جما کر خود کو روکا تو شیر اس کے سر سے گزرتا ہوا سنگلاخ زمین گرا اور اس نے تین قلابازیاں کھائیں اور پھر سیدھا ہو گیا۔ اب وہ کسی قدر مضمحل ہو تھا۔ اس دوران بچ جانے والا بھینسا رخ بدل کر فرار ہو گیا تھا۔ شکست خوردہ شیر کسی قد لنگڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اسے کوئی شدید چوٹ آئی تھی۔

"کیا کمال کا منظر تھا' کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ روایتی داستانیں صرف گز کے فاصلے سے گزریں گی کیا حسین زندگی ہے۔" "او بے وقوف پیٹر.... تم رک کیوں گ اپنا سفر جاری رکھو۔"

پیٹر نے جیپ آگے بڑھا دی اور بولا۔ "سوری میڈم اس منظر نے آپ کو خوفزدہ نہ کیا۔"

"خوفزدہ' ہرگز نہیں' بالکل نہیں بلکہ یہ بہت اچھا لگا ہے' شاید یہ مناظر میری فطر سے میل کھاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں افریقہ صرف ماہر طبابی کے آئی ہوں' لیکن اب یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ تو آنے والی جگہ ہے۔ ہم نے شہروں کی زند دیکھی ہے دنیا کی خوبصورت تعمیر' شہری روایات اور بہت کچھ' لیکن.... یہ قدرتی مناظر

وحشناک علاقوں میں جانوروں کی زندگی۔ یہ دنیا کی سب سے انوکھی چیز ہے۔ وحشی درندے کیا کرتے ہیں۔ آہ' یہ سب کچھ کتنا حسین ہے۔"

"اب وہ شیر کسی ڈاکٹر کے پاس جائے گا اسے اپنی تکلیف بتا کر علاج کرائے گا۔" جرکن نے کہا اور لوئیسا خوشگوار موڈ میں ہنس پڑی۔

"کیا عجب تھا کہ ان کا ایسا کوئی نظام بھی ہو.... اوہو دیکھو وہ کیا ہے' وہ بائیں طرف...." لوئیسا نے کہا اور سب کی نظریں اس طرف اٹھ گئیں۔

"مقامی لوگ ہیں....." ڈوم نے کہا۔

"ارے واقعی' واضح نہیں ہیں' لیکن محسوس ہو رہا ہے.... او ماہر کیا ہم ادھر چلیں۔" لوئیسا نے بچوں کے سے انداز میں کہا اور میں مسکرا دیا۔

"اس سفر میں پارٹی لیڈر تم ہو لوئیسا' اپنی پسند کا ہر عمل کرو.... مجھے اعتراض نہیں ہو گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مجھے یہ سب خود بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"اوہ.... تھینک یو ماہر.... تھینک یو.... پیٹر رخ بدل دو۔" لوئیسا بولی اور پیٹر نے اس کی ہدایت کی تعمیل کی۔

لوئیسا نے کہا۔ "بے شک ہمیں اپنی منزل کی تلاش ہے لیکن اگر یہ سب کچھ خوشگوار کیفیت کے تحت ہو تو زیادہ پرلطف رہے گا۔"

"تاہم میڈم.... میری ایک رائے ہے' اگر اجازت ہو۔" لوئیسا کے تیسرے ساتھی جونز نے کہا۔

"ہاں.... بولو...."

"صحرائے اعظم کوئی سفاری پارک نہیں ہے کہ ہم بے خطر اس میں سیر کریں۔ بھینسوں کے غول کا رخ اگر ہماری گاڑی کی طرف ہوتا تو خطرناک نتائج نکل سکتے تھے۔ یا شکست خوردہ شیر ادھر دوڑ پڑتا تو....؟"

"تو کیا ہوتا جونز...." لوئیسا نے پوچھا۔

"نہیں میڈم..... میرا مطلب ہے...." جونز اس سوال پر ایک دم خوف زدہ ہو گیا۔ لوئیسا کی فطرت جانتا تھا۔

"یہ شیروں کا غول ہے جونز.... بزدل سیاحوں کا نہیں' یہاں ہر شخص ان درندوں پر بھاری ہے۔ ہماری رائفلیں انہیں بھون کر رکھ دیتیں' اگر کوئی ایسا موقع آ جائے تو دیکھ لینا۔"

"یقیناً میڈم.... میں جانتا ہوں۔" جونز نے جلدی سے کہا۔ لوئیسا نے ایک بیگ سے دوربین نکال لی اور اسے آنکھوں سے لگا کر دور کا منظر دیکھنے لگی۔ پھر ایک دم بولی۔

"واؤ.... کوئی دس بارہ افریقی ہیں جن کے ہاتھوں میں بھالے ہیں اور.... او گاڈ... انہوں

نے ایک بھینسا شکار کیا ہے۔ ارے واہ‘ غول سے بچھڑا ہوا بھینسا اسی طرف بھاگا تھا نا....“

”بالکل میڈم....“ ہیگلے بولا۔

”دیکھو.... ہم قدرت کو کتنا ہی نظرانداز کریں لیکن وہ اپنے عمل میں مصروف ہے۔ سو فیصد‘ یہ وہی زخمی بھینسا ہو گا۔ قدرت کے حساب میں اس شیر کی نہیں بلکہ ان جنگجوؤں کی غذا تھی جو ان کے پاس پہنچ گئی۔

کچھ دیر کے بعد فاصلہ طے ہو گیا۔ لوئیسا کی ہدایت پر جرکن‘ ہیگلے اور جونز نے رائفلیں سنبھال لی تھیں۔ قریب آنے پر جنگجوؤں کی بستی بھی نظر آ گئی تھی جو گھاس پھونس کے لاتعداد جھونپڑوں پر مشتمل تھی۔ بچے بوڑھے اور عورتیں اپنا کام چھوڑ کر سیدھے ہو گئے تھے اور جیپ کی طرف دیکھ رہے تھے‘ پھر وہ جیپ کی طرف بڑھنے لگے ادھر بستی سے بھی اس جیپ کو دیکھ لیا گیا تھا چنانچہ بے شمار بچے عورتیں اور مرد اس طرف دوڑتے نظر آئے۔ پیٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بھاگو.... میڈم“

”شٹ اپ....“ لوئیسا نے کہا اور جرکن کے ہاتھ سے رائفل لے لی۔ انسانوں کا جم غفیر ادھر دوڑ رہا تھا۔ تب لوئیسا نے رائفل کا رخ آسمان کی طرف کیا اور فائر کر دیا۔ دھماکے کے ساتھ ہی جیپ کی طرف دوڑنے والے واپس بھاگ پڑے۔ بہت سے کمزور لوگ اس بھگدڑ میں گر پڑے اور ایک دوسرے کی لپیٹ میں آ گئے۔ جو بھینسے کے پاس سے آئے تھے۔ وہ رک گئے‘ پھر انہوں نے اپنے بھالے پھینکے اور ہاتھ بلند کر دیئے۔ ان کے چہرے خوفزدہ ہو گئے تھے۔

”یہ بے ضرر لوگ ہیں اور کسی برے ارادے سے ادھر نہیں آ رہے تھے۔“ ڈوم نے کہا۔

”طمالی‘ ڈوم ان کی زبان جانتا ہے۔ اس سے کہو ان سے بات کرے۔“ لوئیسا نے براہ راست یہ حکم ڈوم کو نہیں دیا۔ ڈوم نے مجھے دیکھا تو میں نے گردن ہلا دی۔ تب وہ نیچے اتر کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ پھر وہ ان سے باتیں کرنے لگا اور دیر تک ان کے ساتھ مصروف رہا‘ پھر واپس آ گیا اور بولا۔

”میرا اندازہ درست تھا آقا‘ وہ بیرونی دنیا سے ناواقف نہیں ہیں‘ کبھی کبھی یہاں امدادی ٹیمیں بھی آ جاتی ہیں جو انہیں کھانے پینے کی اشیاء‘ پرانے کپڑے اور دوسری چیزیں دے جاتی ہیں۔ ادھر سے گزرنے والے سیاح بھی انہیں کچھ دے دیا کرتے ہیں‘ وہ سب اسی لئے ادھر آ رہے تھے۔“

”گڈ.... تب ٹھیک ہے۔ آؤ ان کی بستی دیکھیں گے۔ کوئی حرج تو نہیں ہو گا۔“

”بالکل نہیں....“ ڈوم نے جواب دیا۔

ان تفصیلات کے بعد ہم سب نیچے اتر آئے۔ لوئیسا کے ساتھی رائفلیں سنبھالے ہوئے تھے۔ ہم نے قریب جا کر بھینسے کو دیکھا۔ اس کا تیاپانچہ ہو گیا تھا۔ جنگلی باشندے بھینسے سے دور ہٹ گئے۔ ڈوم نے ان سے کہا کہ وہ ان کی بستی دیکھنا چاہتے ہیں تو دو سیاہ فام رہبری کے لئے تیار ہو گئے۔ ہم سب جیپ میں آ گئے تھے۔ پیٹر نے جیپ کا رخ بستی کی طرف کیا تو دونوں راہبر جیپ کے آگے آگے بھاگنے لگے۔ جیپ کی رفتار سست تھی لیکن اس کے باوجود سیاہ فاموں کو بھاگنا پڑ رہا تھا۔

اچانک ڈوم نے جیپ سے چھلانگ لگا دی اور نیچے جا کر ان سیاہ فاموں کے ساتھ بھاگنے لگا۔

”ارے.... ارے کیا ہوا۔“ پیٹر نے کہا۔ چند لمحے خاموشی رہی پھر لوئیسا نے کہا۔

”وہ ان کا ہم نسل ہے ڈوم کو شاید ان دونوں کا اس طرح بھاگنا اچھا نہیں لگا۔ وہ ان کے ساتھ خود بھی شامل ہو گیا ہے‘ لیکن ہم انہیں جیپ پر تو نہیں چڑھا سکتے تھے۔“

”وہ ایک اچھا انسان ہے۔“ میں نے آہستہ سے کہا۔

جیپ بستی میں داخل ہو گئی‘ بستی کے لوگ سہمے ہوئے کھڑے تھے جیپ ایک جگہ رکی تو ایک بوڑھا سیاہ فام ایک جھونپڑے سے نکل آیا اور خوف و دہشت سے بے نیاز ہو کر کچھ اشارے کرنے لگا۔

”یہ شاید سگریٹ مانگ رہا ہے۔“ جرکن نے کہا۔

”آہ‘ سگریٹ تو ہمارے پاس نہیں ہے۔“

”ہے۔“ لوئیسا نے کہا۔ ”اور اتفاق سے نیچے ہی ہے ہمیں اس کے لئے چھت کا سامان نہیں کھولنا پڑے گا۔ ہیگلے وہ دیکھو ایک چھوٹا کارٹن پڑا ہے نکال لو....“ ہیگلے نے گردن ہلائی بہرحال کارٹن نکال لیا گیا اور پھر تو وہ لے دے مچی کہ حشر ہی ہو گیا۔ لوئیسا نے بوڑھے کو سگریٹ کا ایک پیکٹ دیا تو اس نے دوسرا ہاتھ پھیلا دیا۔ پھر سگریٹ کے رسیاؤں نے جیپ پر حملہ کر دیا اور آن کی آن میں کارٹن خالی ہو گیا۔ ڈوم ان کی زبان میں انہیں پیچھے ہٹنے کے لئے کہہ رہا تھا‘ لیکن وہ اس وقت تک نہ ہٹے جب تک جیپ آگے نہ بڑھا لی گئی۔

”انہیں اور کچھ دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ یہ جیپ ہی اٹھا کر لے جائیں گے۔“ لوئیسا نے کہا۔ وہ شور مچا رہے تھے۔ طرح طرح کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لوئیسا نے دوبارہ کہا۔ ”اور اب جیپ کو سیدھے نکال لے چلو‘ ہم بستی کے دوسرے سرے سے آگے نکل چلیں گے‘ یہاں رکنا بہتر نہیں ہو گا۔“ جیپ سست رفتاری سے آگے بڑھنے لگی‘ پھر ایک منظر نے ہمیں حیران کر دیا۔ ایک جھونپڑے کے سامنے ایک جیپ کھڑی ہوئی نظر آئی تھی‘ سب ہی نے اسے دیکھا۔ لوئیسا تعجب سے بولی۔ ”جیپ.... پیٹر ذرا اس کے قریب

چلو۔"

کچھ لمحوں کے بعد جیپ اس جیپ کے قریب جا کھڑی ہوئی میں نے ڈوم سے کہا۔

"ڈوم.... ذرا معلوم کرو.... یہ جیپ کس کی ہے۔" ڈوم نے معلومات حاصل کیں، پھر بولا۔

"ان کا کہنا ہے کہ یہ جیپ جس کی ہے وہ اس جھونپڑے میں بیمار پڑا ہوا ہے۔"

"اوہ چلو اسے دیکھیں.... نہ جانے کون ہے۔" لوئیسا کے ساتھ میں بھی اتر آیا۔ جرکن کو لوئیسا نے اشارہ کر کے ساتھ آنے کو کہا تھا تاکہ ایک رائفل بردار ساتھ رہے اور ہم جھونپڑے میں داخل ہو گئے۔ جھونپڑے کی زمین پر ایک شخص غشی کی کیفیت میں پڑا ہوا تھا لیکن اس کا چہرہ دیکھ کر لوئیسا کے منہ سے چیخ سی نکل گئی۔

"او مائی گاڈ.... استاد محترم...." وہ پروفیسر حق ہی تھا۔ لوئیسا اس کے قریب بیٹھ گئی پھر تشویش سے بولی۔ "یہ شدید بخار سے تپ رہے ہیں۔" پھر اس نے رحم طلب نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ماہر.... کیا انہیں یہیں مرنے دیا جائے...."

"نہیں.... میں اس کا دشمن نہیں ہوں۔ اسے جیپ میں لے چلو۔"

"اٹھاؤ.... پلیز جرکن.... پلیز مسٹر طباطبائی...." مجھے آمادہ پا کر ڈوم نے پروفیسر حق کو پھول کی طرح اٹھایا اور باہر نکل آیا۔ لوئیسا اسے جیپ میں لائی، جیپ کی ایک سیٹ پر بستر بچھایا گیا اور پروفیسر حق کو کمبلوں سے ڈھک دیا گیا۔

"یہاں ہم کچھ نہ کر سکیں گے یہاں سے نکل چلو.... اور یہ بھی معلوم کرو کہ ان کے ساتھ کوئی اور ہے یا نہیں.... اور ہیگلے تم اس کھڑی ہوئی جیپ کو دیکھو ذرا چیک کرو کیا چابی ہے۔"

دونوں کام ہو گئے۔ ڈوم نے بتایا کہ پروفیسر حق جیپ میں تنہا تھا۔ ہیگلے نے رپورٹ دی کہ اگنیشن میں چابی موجود ہے۔ ڈیزل کے ڈرم بھرے ہوئے ہیں۔ باقی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

"وہ ڈوم کی نسل نے صاف کر دی ہو گی۔ ہیگلے تم اس جیپ کا اسٹیئرنگ سنبھال لو.... جونز کو اپنے ساتھ لے لو اور تیزی سے یہاں سے نکل چلو۔"

کچھ دیر کے بعد ہم بستی سے دور نکل آئے اور کسی مناسب جگہ کی تلاش کرنے لگے۔ بس اتنا فاصلہ طے کیا گیا کہ بستی کے لوگ وہاں نہ پہنچ سکیں۔ اس کے بعد دونوں جیپیں روک دی گئیں اور پروفیسر حق کی دیکھ بھال کی جانے لگی۔ لوئیسا اس پر مصروف ہو گئی تھی۔ میں ڈوم کے ساتھ نیچے اتر کر اطراف میں نگاہیں دوڑانے لگا تھا۔ ڈوم نے کہا۔

"میں نے اس عورت کو درجنوں بار موت سے بچایا ہے آقا۔ شاید اس لئے کہ اس کا اختتام میرے ہاتھوں ہونا تھا۔ وہ میری نسل پر طنز کرتی ہے اسے بتا دو کہ میری نسل بہت جلد اس کی نسل کو ہی صاف کر دے گی۔"

"تحمل سے کام لو ڈوم.... میں اسے سمجھا دوں گا۔" میں نے کہا۔ لوئیسا کافی دیر کے بعد میرے پاس آئی تھی۔ اس نے کہا۔

"وہ اب بہتر حالت میں ہیں، ہوش آ گیا ہے۔"

"اس کی یہاں موجودگی کے بارے میں پوچھا۔"

"یہ بات تمہاری موجودگی میں کرنا چاہتی ہوں۔" لوئیسا نے کہا۔ پروفیسر حق نے بتایا۔

"تم لوگوں نے مجھے ٹھکرا دیا تھا لیکن بہرحال مجھے تنہا سفر کرنا تھا کیونکہ نہ تو میں کوئی مہم جو ہوں نہ خزانے کا متلاشی۔ میں تو بس ایک شخص سے ملنے نکلا ہوں کیونکہ اس نے مجھے دعوت دی تھی۔ صحرائے اعظم میں تنہا سفر دنیا کا سب سے مشکل کام ہے، لیکن مجبوری..... پھر کمبخت بخار نے آ لیا اور اتنا نڈھال کر دیا کہ اس بستی میں داخل ہونا پڑا۔ بس پھر ان لوگوں کے رحم و کرم پر انحصار کیا۔"

"آپ کی جیپ میں کچھ تھا۔"

"بہت کچھ.... کیوں....؟"

"اب انجن اور سیٹوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔" لوئیسا نے کہا اور پروفیسر حق کا چہرہ اتر گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"بدقسمتی.... بہتر ہے، میں واپس چلا جاؤں گا۔ ویسے اس وقت آپ لوگوں نے میری زندگی بچائی ہے.... اس کے لئے شکرگزار ہوں۔"

"ایک بہت بڑی شخصیت کی دعوت پر.... ہم ایک خاص پروجیکٹ پر کام کرنا چاہتے تھے۔ پروفیسر بورٹونوٹا بڑی پراسرار شخصیت کا مالک ہے۔ افریقہ کے اندرونی علاقوں کا رہنے والا، لیکن.... بہت بڑا احمق.... آہ، کیا ان لوگوں نے میرے اہم کاغذات بھی۔" پروفیسر حق نے لباس کی اندرونی تہہ میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکال لیا۔ پھر گہری سانس لے کر بولا۔ "شکر ہے، یہ موجود ہے.... دیکھو یہ ہے ایڈلائس بورٹونوٹا...." اس نے ایک تصویر سامنے کرتے ہوئے کہا۔ میں نے بھی ایک سرسری نگاہ اس تصویر پر ڈالی، لیکن دوسرے لمحے میرے ذہن کو کرنٹ سا لگا.... اور میں نے تصویر پروفیسر حق کے ہاتھ سے چھین لی۔

"یہ....یہ...." میرے منہ سے آواز نکلی۔

میری اس غیر اخلاقی اور بے اختیار حرکت پر سب میری جانب متوجہ ہو گئے' مگر میں ان سے لاپرواہ حیران نظروں سے اس تصویر کو دیکھ رہا تھا۔ تصویر کسی خوبصورت عمارت کے برآمدے میں بنائی گئی تھی اور اس میں پروفیسر حق اسی شخص کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جسے میں نے جہاز پر دیکھا تھا۔ وہی منحوس شکل اندھا جس نے میرے ذہن کو تکدر کا شکار کر دیا تھا۔ اس تصویر میں بھی اس کی مکروہ آنکھوں پر چشمہ چڑھا ہوا تھا اور ہاتھ میں سفید چھڑی دبی ہوئی تھی۔ پروفیسر حق میری اس بے ساختگی کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' پھر جب میں نے ان لوگوں کی جانب نظر اٹھائی تو پروفیسر حق نے کہا۔

"یوں محسوس ہوتا ہی ماہر طہابی کہ شاید تم نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے' اسی لئے تم اس وقت اسے دیکھ کر حیران ہو گئے ہو...."

"ہاں.... ڈوم ذرا تم دیکھو کیا مجھے اس کے بارے میں غلط فہمی ہو رہی ہے۔ کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟" میں نے تصویر ڈوم کی طرف بڑھائی اور میری ہدایت پر ڈوم نے تصویر اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھی۔ پھر بے اختیار بول پڑا۔

"عظیم آقا یہ تو وہی شخص ہے جس نے جہاز پر ہمیں بے وقوف بنا ڈالا تھا اور اس طرح گم ہوا تھا کہ بعد میں ہمیں اس کا کوئی نشان نہیں مل سکا تھا۔" ڈوم نے کہا اور پروفیسر حق کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے۔

"کیا کہا' جہاز میں' کب' کہاں.... کیا تم کسی اور سفر کی بات کر رہے ہو....؟"

"نہیں مسٹر اسی جہاز پر جس سے ہم افریقہ آئے ہیں۔ یہ شخص موجود تھا' آنکھوں پر سیاہ چشمہ ہاتھ میں سفید چھڑی اور اس نے جہاز پر ہم سے ملاقات کی تھی۔"

"ناممکن.... ناممکن...."

"تو آپ کا کیا خیال ہے' کیا ہم لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔"

"نہیں لیکن اس جہاز پر مجھے تو یہ کہیں نظر نہیں آیا۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"کوئی چیز اگر تمہیں نظر نہ آئے پروفیسر حق تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اس کے بارے میں جھوٹ بول رہے ہیں۔" میں نے کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میرا یہ مطلب بالکل نہیں ہے لیکن آپ لوگوں کو اس بات پر حیرت ہو گی کہ میں صحرائے اعظم میں یہ سفر اسی شخص سے ملاقات کے لئے کر رہا ہوں۔ اس نے مجھے دعوت

دی تھی آہ' یوں لگتا ہے جیسے مجھے تفصیل سے اس کے بارے میں کچھ بتانا ہو گا بڑی حیران کن بات ہے کہ یہ میرے ساتھ ہی اس جہاز کا سفر کر رہا تھا اور ہم دونوں ایک دوسرے سے لاعلم رہے۔ براہ کرم مسٹر ڈوم کیا آپ مجھے اس کے بارے میں مزید کچھ بتا سکتے ہیں۔"

"نہیں.... اس سے زیادہ ہماری معلومات کچھ نہیں ہیں۔" میں نے کہا۔

"پروفیسر ایڈلاس بورٹونوٹا کا تعلق افریقہ کے اندرونی علاقوں سے ہے' وہ اپنے طور پر ایک مشن پر کام کر رہا ہے حالانکہ اس مشن کے بارے میں اس نے کبھی کوئی تفصیل کسی کو نہیں بتائی۔ بس یونہی مختلف دوستوں کی زبانی میں نے اس کے بارے میں تفصیلات سنیں اور یہ بات میرے علم میں آئی کہ وہ اندرونی علاقوں میں ہی رہتا ہے اور وہاں غالباً کسی خاص علاقے میں اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ تحقیقی کارروائیاں' اس کا کہنا ہے کہ افریقہ دنیا کے ذہین ترین اور جدید ترین ممالک میں شمار ہو سکتا ہے بشرطیکہ اسے نظرانداز کر دینا ترک کر دیا جائے۔ بڑے اونچے افکار و خیالات ہیں اس کے اور اپنی قوم کے لئے وہ دل میں بڑی ہمدردیاں رکھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ پراسرار افریقہ ایک نہ ایک دن منظر عام پر آئے گا اور اس وقت اس کی قوت کے سامنے کسی کا ٹکنا مشکل ہو گا۔ اس کے لئے کام ہو رہا ہے یہ باتیں اپنی جگہ۔ اس نے براہ راست اس موضوع پر مجھ سے کبھی کوئی گفتگو نہیں کی اور دوسروں ہی کی زبانی میں یہ سب کچھ سنتا رہا' لیکن جب میں اس سے ملا تو' اوہو ماہر طہابی تم نے پنڈت رائے کے بارے میں بھی سوال کیا تھا اور میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ایک میٹنگ میں میری ملاقات رائے سے ہوئی تھی۔ یہ وہی میٹنگ تھی جس میں پروفیسر ایڈلاس بورٹونوٹا بھی شریک تھا اور اس نے ایک انوکھا مقالہ پڑھا تھا جو صحرائے اعظم کی پراسرار زندگی سے متعلق تھا اور اس کی بڑی پذیرائی کی گئی تھی۔ پروفیسر بورٹونوٹا نے بتایا تھا کہ وہ صحرائے اعظم کی پراسرار روایات کے بارے میں تحقیقات کر رہا ہے اور ان پراسرار روایات کو ایک مستحکم حقیقت کے طور پر ثابت کرے گا جبکہ پنڈت رائے نے اس سے اختلاف کیا تھا اور کہا تھا کہ جس طرح دنیا بھر میں مختلف طریقوں سے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے ایسی کارروائیاں کی جاتی ہیں جو انسانی فہم سے باہر ہوتی ہیں اسی طرح صحرائے اعظم کے وچ ڈاکٹر یا پراسرار جادوگر' شعبدہ گری سے اپنا اقتدار قائم کئے ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں اگر صحیح طور پر تحقیقات کی جائے تو ان کی حقیقت منظر عام پر آ جائے گی۔ بہرحال یہاں ان دونوں کے درمیان اختلاف تھا' لیکن یہ بات میں بھی جانتا ہوں اور بہت عرصے سے جانتا ہوں کہ پنڈت رائے صحرائے اعظم میں قیام اس لئے کئے ہوئے ہے کہ وہ وہاں کے بارے میں تمام روایات کی تفصیلات جاننا چاہتا ہے تاکہ حقیقتیں منظر عام پر لائی جا سکیں جبکہ بورٹونوٹا کا کہنا ہے کہ یہ پراسرار روایات ایک مسلم اور ٹھوس حقیقت ہیں۔ بورٹونوٹا نے مجھے دعوت دی تھی کہ جب بھی کبھی فرصت ہو میں صحرائے اعظم افریقہ میں آ کر اس سے

ملاقات کروں اور اب میں بورٹونوٹا کی دعوت پر اس طرف نکل آیا تھا۔ یہ ہے وہ تمام تفصیل جو بورٹونوٹا سے متعلق ہے۔ اس نے مجھے ان راستوں کے نقشے بھی سمجھائے تھے اور میں پوری دل جمعی کے ساتھ ان راستوں پر سفر کر رہا تھا کہ اس کم بخت بخار نے آ لیا اور اس بخار کے بارے میں مجھے علم ہے کہ یہ افریقہ میں سب سے پہلے باہر سے آنے والوں کا استقبال کرتا ہے' لیکن میرے ساتھ جو کچھ ہوا وہ واقعی ایک افسوسناک حقیقت ہے' یعنی یہاں تو یہی کہنا چاہئے کہ اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے' اب دیکھو میری واپسی کیسے ممکن ہوتی ہے....؟"

پروفیسر حق اپنی کہانی سنا رہا تھا اور میں اس شخص بورٹونوٹا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ یہ واقعی ایک پراسرار آدمی ہے اس میں کوئی شک نہیں تھا۔ میں نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر آپ کے پاس ان راستوں کے نقشے ہیں' جہاں سے آپ بورٹونوٹا تک پہنچ سکتے تھے....؟"

"میں نے کہا نا خدا کا شکر ہے کہ یہ کاغذات انہوں نے میرے پاس ہی رہنے دیئے' میرا مطلب ہے ان سیاہ فاموں نے۔ اگر یہ ان کی بھی کاغذ کی ناؤ بنا کر پانی میں بہا دیتے تو میں ان بے چاروں کا کیا بگاڑ سکتا تھا....."

"بورٹونوٹا اندھا ہے....؟"

"کیا...." پروفیسر حق نے حیرت سے کہا۔

"وہ اندھا ہے...." میں نے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے' کیا تم اس سیاہ چشمے سے یہ اندازہ لگا رہے ہو...؟" پروفیسر حق نے کہا۔

"مسٹر پروفیسر حق اس کی آنکھوں کی جگہ دو تاریک گڑھے ہیں اور یہ سفید چھڑی اس لئے لیتا ہی کہ دوسروں کو راستہ نظر آ سکے۔ یہ اس کے اپنے الفاظ ہیں۔"

"میں کیا کہوں اس بارے میں' میرا خیال ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہی' ہم خاصے عرصے ساتھ رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سیاہ چشمہ لگاتا ہے' رات کو بھی یہی چشمہ اس کی آنکھوں پر ہوتا ہے اس بارے میں' میں نے اس سے سوال کیا تھا تو اس نے کہا کہ اس کی آنکھوں میں ایسی تکلیف ہے جس کی بناء پر وہ یہ چشمہ کبھی نہیں اتار سکتا۔"

"میں نے اس کی آنکھوں کو چشمے کے بغیر دیکھا ہے دو گہرے گڑھے ہیں جن میں کبھی کبھی اس طرح روشنی ابھرتی ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آنکھوں میں ننھے ننھے اور باریک بلب لگا دیئے گئے ہوں اور ایک بات میں تم سے کہوں پروفیسر حق کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔" میں نے کہا اور پروفیسر حق شدید حیرانی کا شکار نظر آنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"ہو سکتا ہے جبکہ تم کہہ رہے ہو ماہر کہ تم نے اسے چشمے کے بغیر دیکھا ہے' ہو سکتا

ہے ایسی ہی کوئی بات ہو وہ واقعی ایک پراسرار شخصیت اندر سے کیا حیثیت رکھتی ہے ایک خاص تحقیق کے لئے اس نے مجھے اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی تھی' کاش میں اس تک پہنچ سکتا۔"

"نقشوں کے بارے میں بتایئے پروفیسر اگر یہ نقشے اس راستے سے متعلق ہیں جدھر ہم سفر کر رہے ہیں تو ہم آپ کو اپنے ساتھ ادھر لے جائیں گے۔" میں نے نرم لہجے میں کہا اور اینا لوئیسا کے چہرے پر مسرت نظر آنے لگی۔ اس نے کہا۔

"استاد محترم ماہر طہابی ایک ایسی شخصیت ہے جس کے ساتھ کچھ عرصہ گزارنے کے بعد آپ کو عجیب و غریب احساسات کا سامنا کرنا ہو گا' بظاہر تند خو اور سخت گیر انسان' لیکن اس کے دل میں کچھ ایسے نرم گوشے بھی ہیں جو انسانیت کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ میں اس کا بخوبی اندازہ لگا چکی ہوں اور اگر ماہر طہابی استاد محترم کو تم اپنے ساتھ اس جگہ تک لے جانے میں مدد دو تو میں ذاتی طور پر بھی تمہاری شکر گزار ہوں گی جبکہ میں نے پہلے یہ بات کہہ دی تھی کہ میں صرف وہ عمل کروں گی جو تم کہو گے۔"

میں نے دلچسپی سے پروفیسر حق اور پھر اینا لوئیسا کو دیکھا۔ پروفیسر حق کے الفاظ مجھے یاد تھے اس نے کہا تھا کہ اینا لوئیسا سے لوگ دوستی اس لئے کرتے ہیں کہ ان کی دشمنی سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں جبکہ اینا لوئیسا کے ان الفاظ سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ واقعی پروفیسر حق کی عزت کرتی ہے۔ پروفیسر حق کے چہرے پر بھی کچھ ایسے ہی تاثرات تھے جیسے وہ یہ سوچ رہے ہوں کہ اس سرکش طوفان کو میں نے اپنی مٹھی میں لے لیا ہے۔

پروفیسر حق نے اپنے ترتیب دیئے ہوئے نقشے دکھائے جو سمجھ میں نہ آنے والے تھے۔ اس نے کہا۔ "براعظم افریقہ کی وسعتیں ناقابل بیان ہیں۔ اس کے وہ خطے مہذب زندگی اختیار کر سکے ہیں جو دوسری تہذیب یافتہ آبادیوں سے قریب ہیں۔ لیکن عظیم وسعتیں اپنے اندر ہزار ہا راز ہائے سربستہ چھپائے ہوئے ہیں جن تک ابھی مہذب دنیا کی آنکھ کی رسائی نہیں ہو سکی ہے۔ پنڈت رائے کا موقف ہے کہ ان غیر مہذب آبادیوں میں جو سنسنی خیز داستانیں متحرک ہیں ان کی عقلی توجیہہ ضرور ہو گی۔ بشرطیکہ اسے سائنس کی روشنی میں دیکھا جائے۔ بورٹونوٹا اس کی نفی کرتا ہے اور ان پراسرار داستانوں کو ماورائے عقل قرار دیتا ہے جیسے کورکی ہیسیا کیا تمہیں اس آگ کی دیوی کے بارے میں معلوم ہے۔"

"آگ کی دیوی...." اینا لوئیسا نے دلچسپی سے کہا۔

"ہاں غاروں کی مملکت کی ملکہ...... جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ہزاروں سال سے زندہ ہے۔ اپنے محبوب کے انتظار میں جو اس سے مل کر بچھڑ گیا ہے۔ وہ یقین رکھتی ہے کہ وہ آئے گا اور وہ اس کے قدموں پر نثار ہو جائے گی۔ اس کہانی کا آغاز یونان کے کیلی کریٹس سے ہوتا ہے جس کا دور 339 قبل مسیح کا دور تصور کیا جاتا ہے۔ فرعون کی شکست

کے بعد کیلی کریٹس ایک یونانی شہزادی کے ہمراہ فرار ہوا جو اس کی محبت میں گرفتار تھی۔ اس کا جہاز افریقہ کی ایک بندرگاہ جو خلیج ڈی لاگور پر واقع ہے تباہ ہو گیا۔ کیلی کریٹس کے ساتھی ہلاک ہو گئے اور کیلی کریٹس اپنی یونانی محبوبہ کے ساتھ مملکت کور تک پہنچ گیا جہاں ہیسیا حکمران تھی۔ ہیسیا کیلی کریٹس کی محبت میں گرفتار ہو گئی' لیکن پھر اس نے کچھ نامعلوم وجوہ کی بنا پر کیلی کریٹس کو قتل کرا دیا۔ یونانی شہزادی اپنے بچے کے ساتھ وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئی اور اس نے وہ واقعات رقم کئے جس میں اس نے آگ کے روشن مینار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہیسیا نے کیلی کریٹس کو اس لئے قتل کر دیا کہ اس نے ہیسیا کی محبت قبول نہیں کی تھی۔ ہیسیا کے جادو کے بارے میں اس نے اور بھی بہت سی تفصیلات لکھیں جن میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ہیسیا نے حیات ابدی حاصل کر لی ہے اور وہ ہزاروں سال سے زندہ ہے۔ پنڈت رائے کہتا ہے کہ یہ روایت قابل تحقیق ہے اور حقیقت اس سے برعکس ہے جبکہ ایڈلاس اس داستان کو درست قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی گہرائیاں ناقابل فہم ہیں۔ ایڈلاس یہ کہتے ہوئے معنی خیز انداز میں مسکراتا ہے جیسے کہتا ہو کہ حقیقت تلاش کرو ناکام رہو گے۔"

"کیا کور کے مقامات تک رسائی ہے....؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں کچھ حوالے ملے تھے۔"

"مثلاً...."

"ایک ایسی چٹان جو کسی ساحل پر واقع ہے اور اس کی ہیئت ایک انسانی سر سے ملتی ہے وہاں غاروں کے عظیم الشان سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔"

"اس ساحل کی نشاندہی نہیں۔"

"کوئی خاص نہیں' لیکن پنڈت رائے اس سلسلے میں بہت کچھ معلوم کر چکا ہے۔"

"یہ بات وہ کہتا ہے نا۔"

"ہاں...."

"کیا وہ وہاں جا چکا ہے۔"

"جانا چاہتا ہے۔"

"اور ایڈلاس کیا کہتا ہے....؟"

"وہ اس بارے میں کچھ نہیں کہتا سوائے اس کے کہ اگر پنڈت رائے ان واقعات کی کوئی توجیہہ تلاش کر سکا تو وہ اپنے نظریات ترک کر دے گا۔"

"ان نقشوں کے سہارے آپ اس تک پہنچ سکتے ہیں پروفیسر حق۔" میں نے پوچھا۔

"ہاں' میں نے صحیح راستہ اختیار کیا تھا' اگر تقدیر ساتھ دیتی تو یقیناً پہنچ جاتا۔"

"وہ جگہ کونسی ہے جہاں ایڈلاس آپ کو ملے گا....؟"

"تھیالیہ....."

"یہ کوئی....؟"

"ایک قبیلہ ہے جہاں اربینا کی حکمرانی ہے' یہ بھی ایک عورت ہے' ایک وحشی ملکہ۔"

"ان علاقوں میں عورت کی حکمرانی کیوں ہوتی ہے....؟"

"اس کی بھی ایک گہری توجیہہ ہے۔"

"کیا آپ کو وہ جگہ معلوم ہے جہاں پنڈت رائے رہتا ہے۔"

"مجھے یہاں سے اسی کے پاس جانا تھا' جہاں وہ رہتا ہے وہاں مولبا قبائل آباد ہیں اور رائے ان قبائل کے درمیان دیوتا کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں پہلے اس کے پاس جاتا پھر ہم دونوں کو ساتھ ساتھ ایڈلاس کے پاس جانا تھا۔"

میرے وجود سے ایک گرم لہر گزر گئی۔ پروفیسر حق کے منہ سے نکلنے والا ایک لفظ اس کے سارے بیان کی تصدیق کر گیا تھا اور یہ لفظ تھا مولبا.... میں نے اینا سے کہا۔

"پروفیسر حق کی پوری نگہداشت کی جائے۔ یہ ہمارے ساتھ اپنا سفر مکمل کریں گے۔"

"شکریہ طمابی' استاد محترم کے لئے میں بھی یہی چاہتی تھی۔"

تنہائی میں ڈوم نے مجھ سے کہا۔ "آقا.... جو لوگ ملکہ ہیسیا کے بارے میں اوہام کا شکار ہیں انہیں مایوسی ہو گی۔"

اینا چونکہ خود بھی پروفیسر حق کی معتقد تھی اور پھر میری طرف سے بھی اجازت مل گئی تھی اس لئے وہ دل و جان سے پروفیسر حق کی دلجوئی میں لگ گئی جس کے نتیجے میں بہت مختصر وقت میں پروفیسر صحت یاب ہو گیا۔ آگے بڑھنے کے لئے سفر کا فیصلہ لوئیسا کی ذمے داری تھی اور جو ذمے داریاں دوسروں کے سپرد تھیں ان میں' میں کبھی دخل نہیں دیتا تھا۔ البتہ لوئیسا ایک وفادار خادمہ کی مانند مجھ سے ہر بارے میں پوچھ ضرور لیا کرتی تھی اور جب وہ میرے سامنے مؤدبانہ انداز میں پیش ہوتی تو پروفیسر حق کے چہرے پر عجیب و غریب تاثرات پیدا ہو جاتے تھے۔ پروفیسر کی گاڑی کے شامل ہو جانے سے ذرا کشادگی پیدا ہو گئی تھی۔ اب لوئیسا کے تین ساتھی دوسری جیپ میں ہوا کرتے تھے' میں' ڈوم' لوئیسا' پروفیسر حق اور لوئیسا کا ایک ساتھی اس گاڑی میں تھا جس میں ساز و سامان کے انبار لدے ہوئے تھے' اس کے بارے میں پروفیسر حق نے پوچھ لیا۔

"تم زبردست انتظامات کر کے نکلی ہو اینا کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ یہ اور کیا سامان ہے جو تم نے لاد رکھا ہے' ویسے اسے سیاہ روؤں سے بچا لینا بھی ایک اہم ذمے داری ہے' اس میں آخر ہے کیا....؟"

"بے شمار ایسی اشیاء جو میں نے بل ہاروے کی ہدایت پر خریدی ہیں' چھوٹی چھوٹی معمولی اور بہت ہی کم قیمت کی چیزیں' جن کا حصول اصل میں انہی سیاہ فاموں کی لئے ہے

اور یہ ان کیلئے بڑی دلچسپی کا باعث ہوں گی لیکن اگر کسی نے لوٹ مار کرنے کی کوشش کی لوئیسا ان پر آگ کے دہانے کھول دے گی۔ کم از کم یہ بات تو میں بالکل برداشت نہیں پاؤں گی کہ میری مرضی کے خلاف کوئی مجھ سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔" ہنسی' پھر بولی۔

"اور آپ تو یہ جانتے ہی ہیں پروفیسر حق کہ میں لٹنے والوں میں سے نہیں بلکہ لوٹنے والوں میں سے رہی ہوں۔" پروفیسر حق پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ خاموش ہو گیا تھا۔ یوا یہ سفر جاری رہا اور افریقہ کے دلکش مناظر مجھے مسحور کرتے رہے۔ جنگل' دلدلیں' پہاڑ موسم مناسب تھا' زیادہ تر بادل چھائے رہتے تھے' کیونکہ یہ مہینہ بادلوں ہی کا مہینہ تھا او عموماً سیاح موسم کی سختیوں سے بچنے کے لئے صحرائے اعظم کا رخ اسی موسم میں کیا کرتے تھے۔ بہرحال یہ سفراب رکے بغیر کیا جا رہا تھا اور ہم ماحول سے لطف اندوز ہوتے ہوئے چل رہے تھے۔ اینا لوئیسا نے رائفلیں بھی نکال رکھی تھیں اور یہ طے کر لیا گیا تھا کہ راستے میں اپنا ذخیرہ خرچ کرنے کی بجائے شکار پر ہی انحصار کیا جائے گا اور شکار بھی خوب ہی ملتا تھا۔ ایک دن ایک تنہا ہاتھی کو گرایا گیا اور یہ شکار خود اینا لوئیسا نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا او بہت خوش ہوئی تھی' اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"پروفیسر حق' میری زندگی میں ایک اور اضافہ ہو گیا' اگر مستقبل میں کبھی تنہا بیٹھ کر ڈینگیں مارنے کا موقع ملا تو یہ کہہ سکتی ہوں کہ میں نے بڑے بڑے ہاتھی شکار کر ڈالے۔"

بہرحال ہم اسی طرح پہاڑیوں اور میدانوں کو عبور کر رہے تھے اور مناظر بدلتے جا رہے تھے۔ اس دن جہاں ہم نے قیام کیا تھا وہ ایک عجیب و غریب پیچیدہ جگہ تھی۔ پہاڑی ٹیلوں کی بھول بھلیاں اور اندھی بھول۔ بھلیوں کی ایک جانب ہم نے اپنے قیام کا بندوبست کیا تھا۔ ایک گہرا نالہ دور تک چلا گیا تھا اور اس کے کٹاؤ میں جگہ جگہ پہاڑیوں کی رکاوٹیں تھیں بعض جگہ چھوٹے چھوٹے درے اس طرح آپس میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے کہ ان کے راستے بے حد تنگ ہو جاتے تھے۔ سرکنڈوں کے کھیت تاحد نظر پھیلے ہوئے تھے اور رات کے قیام میں انہی سرکنڈوں کے درمیان سے کچھ آوازیں سن کر ہم بھی چونک پڑے۔ پھر ڈوم نے کہا۔

"عظیم آقا سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں بھینسوں کا ایک بہت بڑا غول گھسا ہوا ہے۔ یہ اگر ہماری جانب رخ کر لیں گے تو بڑا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔"

میں نے اینا لوئیسا کو اس سلسلے میں بتایا تو وہ کہنے لگی۔

"دیکھو اس جانب دلدل نظر آ رہی ہے' ان بھینسوں کے بھگانے کا یہ راستہ ہے جس کے سامنے ہم موجود ہیں اگر ہم اس راستے سے ہٹ کر اس جانب چلے جائیں تو بھینسوں کا شکار بھی کر سکتے ہیں۔"

میں نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا' پھر آمادگی ظاہر کر دی۔ پروفیسر حق نے بھی میری تائید کر دی تھی' بڑی احتیاط سے ہم لوگ وہاں سے ہٹے اور کچھ آگے چل کر دلدل کی جانب دیکھا' سرکنڈوں میں بھینسے صاف نظر آ رہے تھے اور ان کے لڑنے اور غرانے کی آوازیں نمایاں طور پر سنائی دے رہی تھیں۔ پھر ایک بھینسا راستہ بھٹک کر اس جانب آ نکلا جدھر ہم موجود تھے اور اینا لوئیسا نے ناتجربے کاری سے اس بھینسے کو شکار کر لیا۔ بھینسا تو زمین بوس ہو گیا تھا لیکن دوسرے لمحے ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے سرکنڈوں کا جنگل بچھتا چلا جا رہا ہے۔ بھینسوں کا غول اسی جانب رخ کر رہا تھا اور ہمیں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر اس کا رخ تبدیل نہ کیا گیا تو یہ ہمیں روندتا ہوا گزر جائے گا۔ ان طاقتور بھینسوں کے سامنے سچی بات یہ ہے کہ یہ دو گاڑیاں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھیں۔ وہ انہیں رگید کر ناکارہ کر سکتے تھے۔ لیکن پھر ہم سب نے ہی رائفلیں سنبھال لیں اور ان کا رخ اوپر کی جانب کر کے فائرنگ کرنے لگے۔ بھینسے جو اسی جانب چلے آ رہے تھے۔ ایک لمحے کے لئے رکے اور پھر انہوں نے رخ تبدیل کر لیا۔ وہ ایک ایسے حصے کی سمت چل پڑے' جو آگے جا کر بہت تنگ ہو جاتا تھا اور چونکہ بہت بڑی تعداد تھی اور سب ہی نے ایک ساتھ اس طرف سے باہر نکل جانے کی کوشش کی تھی اس لئے وہ اس میں پھنس کر رہ گئے اور اس کے بعد زندگی اور موت کا ایک ایسا ہیبت ناک منظر نگاہوں کے سامنے آیا جو شاید پہلے کبھی انسانی آنکھ نے نہ دیکھا ہو گا۔ اس تنگ جگہ سے درجنوں کی تعداد میں غراتے اور عجیب و غریب آوازیں نکالتے ہوئے بھینسے آگے نہ بڑھ پائے اور پھنس کر رہ گئے۔ اب وہ ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے' لاتیں اچھال رہے تھے اور چٹان سے ٹکرا رہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے چٹان اپنی جگہ چھوڑ دے گی لیکن یہ ممکن نہیں ہو سکا اور بھینسے مزید پھنستے چلے گئے۔ کچھ ایک دوسرے کی زد میں آ کر کچل گئے تھے اور وہیں مردہ پڑے ہوئے تھے' کچھ ایک ایک کر کے نکلنے کی کوشش میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن زیادہ تر وہاں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے اور دوسرے بھینسے سوچے سمجھے بغیر ان پر سے گزرتے چلے جا رہے تھے۔ اینا لوئیسا نے کہا۔

"ہمیں فوراً اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور یہاں سے جگہ تبدیل کر لینی چاہئے۔ ویسے یہ ہماری حماقت سے اس مصیبت کا شکار ہوئے لیکن کیا کیا جا سکتا ہے ان کی زندگی میں تو یہ سب کچھ ہوتا ہی ہو گا....." وہ کچھ آزردہ نظر آ رہی تھی۔

ہم نے اس بھینسے کو بھی ساتھ نہ لیا جسے ہم نے اپنی گولیوں سے ہلاک کیا تھا۔ پتہ نہیں کیوں لوئیسا کچھ مضمحل ہو گئی تھی۔ سفر پھر سے جاری ہو گیا اور افریقہ کے حیرتناک مناظر نگاہوں کے سامنے سے گزرتے رہے۔ مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ ہم سب اس سفر کے لئے ناتجربے کار ہیں۔ اگر ہمارے درمیان کوئی ایسا تجربے کار شخص ہوتا جو ان علاقوں کے بارے میں معلومات رکھتا تو ممکن تھا اس سفر میں کم از کم اور کچھ نہیں تو یہ احساس تو ختم ہو

ہی جاتا کہ ہمارے راستے مناسب ہیں یا نہیں۔"

دوپہر کے بعد ایک جگہ قیام کے لئے منتخب کر لی گئی کیونکہ سفر خاصا دشوار گزار تھا اور آگے چلنے سے یہ احساس ہوتا جا رہا تھا کہ پتہ نہیں ہماری یہ گاڑیاں اس سفر کے لئے کارآمد ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ غالباً اسی لئے اینا لوئیسا نے اس سست رفتاری سے اکتا کر قیام کر لیا تھا۔ وہ کچھ تھکی تھکی سی نظر آ رہی تھی جب ہم وہاں پرسکون انداز میں بیٹھ گئے تو پروفیسر حق نے کہا۔

"میڈم لوئیسا آپ کچھ مضمحل نظر آ رہی ہیں خیریت تو ہے؟ اندرونی طور پر اپنے آپ کو بہتر محسوس کر رہی ہیں یا نہیں.....؟"

"نہیں پروفیسر میں ٹھیک ہوں۔"

"اصل میں افریقہ میں یہ موسم زیادہ بہتر نہیں ہوتا وہ تو شکر ہے کہ بات صرف بادلوں پر ٹلی ہوئی ہے بارش ہو گئی تو زمین سے بخارات اٹھیں گے اور ان میں بہت سے زہریلے مادے شامل ہوتے ہیں' پھر بخار تو افریقہ کی خاص دین ہے۔"

"نہیں پروفیسر ایسی کوئی بات نہیں ہے بس ذہن پر ان بے زبانوں کی موت کا احساس طاری ہے کیا زندگی ہے' جاندار ہیں مگر کس طرح آن کی آن میں موت کا شکار ہو گئے۔ پتہ نہیں کیوں طبیعت پر ایک تکدر چھایا ہوا ہے۔"

پروفیسر حق نے کوئی جواب نہیں دیا' لوئیسا اجازت لے کر بڑی گاڑی میں جا کر لیٹ گئی تھی۔ ڈوم کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اور پروفیسر حق مجھ سے کچھ گز دور بیٹھا ہوا اس انداز میں میری جانب دیکھ رہا تھا جیسے میرے قریب آنا چاہتا ہو۔ میں نے خود ہی اسے مخاطب کر لیا تو وہ خوشی خوشی اٹھ کر میرے پاس آ بیٹھا۔

"ماہر طہالی میں جانتا ہوں کہ تم مجھے پسند نہیں کرتے لیکن اب تم نے اس سفر میں مجھے اپنے درمیان قبول کر لیا ہے تو مجھے اتنی اجازت دو کہ میں بھی دوسروں کی طرح تم سے مخاطب ہو سکوں۔"

"بیٹھئے پروفیسر حق' ایک بات تھی ختم ہو گئی' آپ جانتے ہیں کہ میرے ذہن پر کیا بوجھ طاری تھا' لیکن بہرحال وقت سے سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے۔"

"اس کے بعد میں کبھی تم سے اس بارے میں کچھ نہیں کہوں گا نہ تمہاری سوچ کو بدلنے کی کوشش کروں گا۔ آخری بار اپنی صفائی کے طور پر تم سے یہ کہتا ہوں کہ نہ تو میں نے حارث طہالی کو یہ مشورہ دیا تھا کہ تمہارے سینے پر آپریشن کرا کے اس ننھے وجود کو تم سے علیحدہ کر دے اور نہ اس سلسلے میں میری کوئی کاوش تھی وہ ایک عام سی بات چل رہی تھی اور اگر میں وہاں نہ بھی پہنچتا تب بھی یہ کام ہو جاتا' لیکن بہرحال کسی شکل میں' میں اس میں ملوث ہو گیا ہوں اور تمہارے نظریئے کے مطابق..... ورنہ یہ حقیقت نہیں ہے۔"

"ہیا میری زندگی کا آدھا حصہ ہے پروفیسر حق' اس کے بغیر میں نامکمل ہوں' ممکن ہے اینا لوئیسا نے آپ کو اس سفر کے بارے میں تفصیل نہ بتائی ہو بلکہ یہی محسوس ہوتا ہے اور بہرحال وہ ایک وفادار عورت ہے کم از کم جو قول اس نے اپنے منہ سے ادا کیا ہے اس پر کاربند ہے' ہم ہیا ہی کی تلاش میں اس سمت نکلے ہیں۔"

"واقعی یہ حقیقت ہے' اینا لوئیسا نے اس بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا' لیکن "ہیا" اور اس کی تلاش....؟"

"ہاں پروفیسر حق "ہیا" ان علاقوں میں موجود ہے اور میری اس سے بات ہو چکی ہے......"

"کیا....؟" پروفیسر حق نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"ہاں میں آپ کو تفصیل سے تو کچھ نہیں بتا سکتا لیکن میں نے ایک عالم کی ہدایت پر عمل کر کے اپنے ذہن میں ان قوتوں کو بیدار کر لیا ہے جو ذہنی طور پر رجوع کرنے سے دوسرے کے ذہن تک پہنچ سکتی ہیں۔ مجھے ان قوتوں کے سہارے ہیا کی آواز سنائی دی ہے اس نے مجھ سے بات کی ہے' یہ آواز میرے دماغ میں گونجتی ہے اور اس کے الفاظ مربوط ہوتے ہیں۔ پتہ نہیں اب کیوں ہیا سے میرا رابطہ منقطع ہو چکا ہے۔"

پروفیسر حق کی آنکھوں میں دلچسپی کے آثار پیدا ہو گئے' اس نے کہا۔

"اگر تم مجھے اس بارے میں کچھ اور تفصیل بتاؤ تو شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں' جس طریقہ کار سے تم نے "ہیا" سے گفتگو کی ہے وہ ٹیلی پیتھی کہلاتا ہے' ٹیلی پیتھی کی مشق شمع بینی سے کی جاتی ہے اور اس کے مختلف مدارج ہیں۔"

میں پھر حیرت سے اچھل پڑا۔ پروفیسر حق نے دوسری کارآمد بات کی تھی اور اس کی معلومات یقینی طور پر اس سلسلے میں مناسب ہی تھیں کیونکہ اس نے شمع بینی کا ذکر کیا تھا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شمع بینی ہی کے ذریعے مجھے وہ ذہنی قوت حاصل ہوئی تھی' میں نے دلچسپی سے کہا۔

"آپ اس بارے میں کیا جانتے ہیں پروفیسر....؟"

اور پروفیسر حق نے وہی تمام تفصیلات بتائیں جن کی مشق کر کے میں نے ہیا کو مخاطب کیا تھا۔ میں نے کہا۔

"ہاں اور وہ میرے ذہن میں بولا تھا بلکہ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ میں خوابوں کو اپنے ذہن میں اتارنے کی کوشش کروں چونکہ خوابوں کی طاقت اس ذہنی طاقت سے زیادہ ہے اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ خواب چاند پر نگاہیں جمانے سے تابع ہو جاتے ہیں۔ پروفیسر حق آپ اس بارے میں کچھ جانتے ہیں....؟"

"یہ انسانی ذہن میں چھپے ہوئے وہ علوم ہیں جو اگر اپنی دسترس میں آ جائیں تو انسان

بہت سے ایسے عوامل حاصل کر لیتا ہے جو دوسروں کے لئے ممکن نہیں ہوتے "ہیا" کی آواز دوبارہ تمہارے ذہن میں نہیں گونجی....."

"نہیں' اس نے کہا تھا کہ مولمبے بزدل ہیں اور سمبوریئے ان پر قابو پالیں گے اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ مشکل میں ہے' بس اس کے بعد سے مجھے اس کی آواز نہیں سنائی دی....." میرے لہجے میں ایک اداسی گھل گئی اور پروفیسر حق متعجب نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"میں نے تم سے کہا تھا نا کہ پنڈت رائے مولمبو قبائل میں رہتا ہے اور وہ اسے دیوتا کا درجہ دیتے ہیں' انہی سے کچھ فاصلے پر سمبوریئے آباد ہیں اور غالباً دونوں قبائل میں آپس کی چپقلش بھی ہے۔"

"ہاں پروفیسر اور اب میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ پنڈت رائے ابتدا ہی سے ہمارے چکر میں تھا۔ اس نے ہمیں اس آپریشن سے پہلے اپنے ساتھ بھاگ چلنے کی دعوت دی تھی اور ہمارے قبول نہ کرنے پر ہمارے پیچھے پیچھے جرمنی پہنچا تھا۔ پھر جرمنی میں اس نے ہمیں اغوا کر لیا اور اس کے بعد ہندوستان لے گیا۔" میں نے مختصر الفاظ میں پروفیسر حق کو اپنے اوپر بیتی ہوئی داستان سنا دی اور پروفیسر حق انگشت بدنداں رہ گیا پھر کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد وہ بولا۔

"دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ میں اپنی مطلب برآری کے لئے تم سے یہ باتیں کر رہا ہوں' اگر تم ایک فیصد بھی یہ سمجھتے ہو کہ "ہیا" کی تم سے جدائی میں میرا بھی کچھ ہاتھ ہے تو اب میں تمہاری سوچ کا ازالہ کرنے کے لئے تیار ہوں' میں تمہیں ہیا تک پہنچانے کے بعد اپنے آپ میں زندگی محسوس کروں گا ورنہ اپنے آپ کو ایک مردہ تصور کرتا رہوں گا سمجھ رہے ہو نا ماہر..... اگر ہیا پنڈت رائے کے پاس ہے اور اگر انہیں ایسے کچھ ناخوشگوار حالات پیش آئے ہیں تو اطمینان رکھو ورنہ ان حالات کا مقابلہ کریں گے' بلکہ یہ تو بہت بہتر ہوا کہ تم نے مجھے زندگی کا ایک مصرف دے دیا۔ تم صرف ایک بات پر یقین رکھو "ہیا" زندہ ہے' گو میں پراسرار علوم سے واقفیت نہیں رکھتا' لیکن زندگی میں ہر طرح کے واقعات سے سابقہ پڑا ہے اور تھوڑی تھوڑی سی ہر علم میں دسترس حاصل کی ہے' یہ بالکل درست ہے کہ تم دونوں ایک ہی وجود ہو اور اگر تم میں سے ایک زندگی سے محروم ہو جائے گا تو دوسرا خودبخود مر جائے گا۔ اب میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں' ہو سکتا ہے ہیا کسی مشکل میں ہو لیکن یہ بھی ایک یقینی امر ہے کہ اس کی زندگی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور نہ پہنچ پائے گا..... اور اگر ایسا ہوا تو اس کا پتہ تمہیں لمحوں میں چل جائے گا۔ باقی رہ گئی اس کی تلاش' میں پوری طرح سمجھ رہا ہوں۔ اب سب کچھ میری سمجھ میں آ گیا ہے۔ پنڈت رائے یقینی طور پر ایک اچھا انسان نہیں تھا۔ اپنی مطلب برآری کے لئے دنیا کا ہر کام کروانے والا' لیکن

فکر کی بات نہیں ہے' نہ تو وہ ہیا کو کوئی نقصان پہنچا پائے گا اور نہ تمہارے بغیر وہ ہیا سے کوئی ایسا کام لے سکتا ہے جس کے لئے اس نے ہیا کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے بے فکر رہو' ہم اسے تلاش کر لیں گے' ہم اسے پا لیں گے' بہت جلد اور اب تم نے میرے وجود میں اس جدوجہد کو تیز کر دیا ہے' بالکل بے فکر رہو اینا لوئیسا حیرت انگیز طور پر ہماری مددگار ہے بلکہ میں اس بات پر سب سے زیادہ حیران ہوں کہ تم نے اسے کس طرح قابو کر لیا ہے یہ ایک ناقابل یقین عمل ہے۔ اینا لوئیسا کو جو لوگ جانتے ہیں اگر ان سے یہ تذکرہ کرو گے تو وہ کبھی یقین نہیں کریں گے' لیکن بہرحال ہم سب کچھ اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں' اوہ ڈیئر ماہر تم اپنے باپ کے دوست کو اپنا دوست سمجھ رہے ہو؟ نہیں میں اب کسی چیز سے دلچسپی نہیں رکھتا۔ ریٹائرڈ زندگی گزار رہا ہوں' یوں سمجھ لو اس وقت میری زندگی کا مقصد صرف ہیا کی تلاش ہے اس کے بعد ہی میں کسی دوسرے کام کے بارے میں سوچوں گا۔"

اور ہر وہ شخص جو ہیا کے بارے میں اچھے اور نیک جذبات کا اظہار کرتا تھا' میری توجہ پا لیتا تھا اور پھر یہی ہوا کہ پروفیسر حق کو بھی میں نے اپنے دوستوں میں ہی تصور کر لیا..... یہ ٹیم بنتی جا رہی تھی۔ بے لوث' بے غرض' میرے معاون' میرے مددگار لوگوں کی۔ بہرحال پروفیسر حق کی گفتگو سے ایک بار دل کو پھر تقویت ہوئی تھی' کچھ عجیب سی کیفیت تھی میری۔ ہیا سے ملنے کی آس ٹوٹ جاتی تھی تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے امیدوں کے چراغ بجھنے لگے ہوں اور جب کوئی ایسی بات کانوں تک پہنچتی تھی' جس میں ہیا کے ملنے کے امکانات روشن ہو جاتے تھے تو طبیعت پر ایک خوشگوار کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور سارا ماحول ہنستا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ اس وقت بھی یہی کیفیت ہو گئی۔ پروفیسر حق سے سارے گلے جاتے رہے۔ ویسے بھی یہ شخص کم از کم ہیا کے سلسلے میں مجرم نہیں ثابت ہوا تھا۔ بات کی وضاحت ہو گئی تھی اور وہ جو کچھ کہہ رہا تھا سچ ہی کہہ رہا تھا۔ بعد میں اس سے اور بھی باتیں ہوئیں میں نے اسے ساری تفصیلات تو نہیں بتائیں لیکن یہ ضرور بتایا کہ ہیا سے میری بات چیت ہوئی تھی اور اس نے مجھے چاند سے مدد لینے کے لئے کہا تھا' پروفیسر حق نے کہا۔

"بہتر ہے یہ کوشش نہ کرو اس نے جو کچھ کہا یقینی طور پر اسے اس پر دسترس حاصل ہو گئی ہو گی' لیکن یہ سب طویل کام ہوتے ہیں تم نے اپنی لگن یا شاید اپنے اندر پوشیدہ قوتوں کے ذریعے ٹیلی پیتھی پر عبور حاصل کر لیا لیکن چاند بینی تو ایک بہت ہی طویل مشقت ہے اور شاید خوابوں کو اپنے تابع بنا لینا کوئی ایسا آسان کام نہیں ہے۔"

"مگر ہیا نے تو ایسا کر لیا ہے۔"

"تم کیا سمجھتے ہو ماہر..... اگر تمہارے وجود کا آدھا حصہ اتنا طاقتور ہے کہ لوئیسا جیسی شیرنی کو اپنی مٹھی میں لے سکتا ہے تو کیا تمہارا ہیا اپنے اندر قوتیں نہ رکھتا ہو گا' سب کچھ حاصل کر لینا ممکن نہیں ہوتا میرے بیٹے' بہتر ہے کہ خوابوں میں کھونے کی بجائے اپنے عمل

کو تیز کرو ہم سب انتھک محنت کر کے بالآخر اس جگہ پہنچ جائیں گے جو ہماری منزل ہے اور بالآخر تم "ہیا" کو پالو گے....."

میں نے پروفیسر حق کی اس بات کو بھی دل سے پسند کیا تھا اور سوچا تھا کہ واقعی صحرائے اعظم کی وسعتیں میری طلب کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔

لوئیسا مسلسل اضمحلال کا شکار تھی' لیکن ظاہر ہے مجھے اس کی اس سے زیادہ پرواہ نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ میری فطرت کا ایک برا پہلو تھا وہ سب میری معاونت کر رہے تھے لیکن ان کے لئے دل میں ایک مقام تھا ایک پاسداری تھی دیوانگی نہیں تھی۔

سفر کے مناظر بدلتے جا رہے تھے' موسم بڑا خوشگوار تھا ہم پھر چل پڑے تھے اور ہمارے ساتھ ساتھ آسمان پر گہرے بادل سفر کر رہے تھے' مناظر کسی قدر دھندلے بھی ہو گئے تھے' اندازہ ہوتا تھا کہ کسی بھی لمحے بارش ہو سکتی ہے' ہماری گاڑیاں کبھی ڈھلان میں اترتیں اور کبھی چڑھائیاں عبور کرتیں۔ باقی دن بھی بادل چھائے رہے' لیکن بارش نہیں ہوئی تھی۔ البتہ ہم ایک پہاڑی ندی کے کنارے پہنچ گئے جس کے ساتھ قدرتی چٹانی پشتہ تھا۔ یہ سلسلہ میلوں تک پھیلا چلا گیا تھا' لیکن پہاڑی کے دامن میں سیاہ ریچھ دیکھے جو بہت بڑے بڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر رائفلیں سنبھالنا پڑیں لیکن ریچھ ہمارے قریب نہیں آئے تھے' کافی فاصلہ طے کر لیا گیا پھر وقت سے کچھ پہلے ہی رات ہو گئی۔ یہ پہاڑ آگے جا کر کچھ اس طرح گھوم جاتے تھے کہ راستہ بند ہو جاتا تھا اور ہمیں یہ سوچنا پڑا تھا کہ صحیح راستہ پانے کے لئے خاصی تگ و دو کرنی پڑے گی۔ بہرحال ہم سفر کا فیصلہ ملتوی کر کے یہاں رک گئے اور اب ہمیں آگے کے لئے راستہ منتخب کرنا تھا۔ لوئیسا کا موڈ بھی بحال ہو گیا تھا۔ رات کو خوب تیز آگ روشن کر لی گئی۔ لوئیسا کے چاروں ساتھی صرف لوئیسا کے احکامات پر عمل کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی حیران تھے' لوئیسا کی تو خیر اپنی ایک مشکل تھی لیکن جرکن' پیٹر' بیگلے اور جونز حیران کن طریقے سے اس کا ساتھ دے رہے تھے آخر ان کا نقطہ نظر کیا تھا' یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ بہرطور یہ لوگ میری بہترین معاونت کر رہے تھے۔

یہاں قیام کے بعد کھانے پینے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اور ہم نے کھانے سے فراغت حاصل کر لی' پھر آرام کرنے لگے۔ رات گہری سے گہری ہو گئی' کبھی کبھی بادل بھی گرجنے لگتے تھے۔ بجلی چمکتی تو سارا جنگل روشن ہو جاتا تھا بس یوں لگ رہا تھا کہ کسی بھی لمحے آسمان سے پانی پھسل پڑے گا' لیکن رات بھر بارش نہیں ہوئی اور فضا پر حبس طاری ہو گیا۔ صبح ہونے میں کچھ ہی دیر تھی کہ اچانک فضا میں گولیوں کے دھماکے گونج اٹھے اور ہم سب چونک کر اٹھ گئے۔

"نہیں کوئی کھڑا نہیں ہو گا..... رائفلیں سنبھال لو۔" لوئیسا نے کہا اس کے ساتھی برق رفتاری سے اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگے' لیکن بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ یہ کون لوگ ہیں۔

لوئیسا آتشیں جنگ کی ماہر تھی اور اس کے سارے اصول جانتی تھی۔ سب سے پہلے اس نے ایسی مورچہ بندی کی کہ ہم سب گولیوں سے محفوظ ہو جائیں۔ اس کے بعد وہ صورت حال کے بارے میں اندازہ لگانے لگی۔ پھر اس نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"نہیں' ان گولیوں کا رخ ہماری طرف نہیں ہے اور فائرنگ کا فاصلہ ایک فرلانگ سے زیادہ دور نہیں ہے۔ صاف محسوس ہو رہا ہے کہ دو گروہ آپس میں الجھ گئے ہیں۔ گولیاں دو سمتوں سے چل رہی ہیں۔"

"کون لوگ ہو سکتے ہیں....؟" بیگلے سرگوشی کے انداز میں بولا۔

"کوئی بھی' میں نے کہا تھا کہ یہ موسم صحرائے اعظم میں سفر کرنے والوں کے لئے پسندیدہ ہے' افریقہ کا سونا حاصل کرنے کے خواہش مند دلوں میں دولت کے حصول کی آگ روشن کر کے آتے ہیں اور وحشیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"ہتھیار سنبھال لو' ممکن ہے ان میں سے ایک گروپ کو ہماری مدد کی ضرورت پیش آ جائے۔ ہم یہ دیکھنے سے باز تو نہیں رہ سکیں گے کہ آخر ماجرا کیا ہے۔" لوئیسا نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اس کی ہدایت کی تعمیل کی۔ رائفلیں مجھے' ڈوم اور پروفیسر حق کو بھی دے دی گئیں۔

فائرنگ کوئی بیس منٹ تک جاری رہی تھی۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ مزید دس منٹ انتظار کے بعد لوئیسا نے کہا۔

"آؤ..... روشنی بس پھیلنے والی ہے۔ ہم بے آواز چل کر تاریکی میں ہی ان تک پہنچ جائیں تو بہتر ہے۔"

"تمہیں سمت کا صحیح اندازہ ہے۔" پروفیسر حق نے پوچھا۔

"بے شک..... پوری طرح..... نہ صرف اندازہ ہے بلکہ میں نے وہاں تک پہنچنے کے لئے مناسب راستہ بھی منتخب کر لیا ہے۔" لوئیسا نے پراعتماد لہجے میں کہا۔ میں بھی اس صورتحال کو جاننے سے دلچسپی رکھتا تھا چنانچہ ہم لوئیسا کی رہنمائی میں راستے عبور کر کے ان چٹانوں کے اندر داخل ہو گئے جنہوں نے ایک چھوٹے سے میدان کو تین اطراف سے حصار میں لیا ہوا تھا۔ یہاں نہایت دلچسپ منظر تھا۔ چار آدمی رسیوں سے بندھے زمین پر پڑے ہوئے تھے کچھ خیمے لگے ہوئے تھے اور چند افراد رائفلیں سنبھالے ان بندھے ہوئے افراد کی نگرانی کر

رہے تھے۔ ہم لوگ اس طرح وہاں پہنچے تھے کہ کسی کو خبر نہیں ہونے پائی تھی۔ روشنی ہو گئی تھی۔ لوئیسا نے ایک لمحے سوچا۔ پھر سرگوشی میں اپنے ساتھیوں کو ہدایت دی اور وہ چٹانوں پر چڑھ گئے۔ ان لوگوں نے چٹانوں پر چڑھ کر اندر موجود لوگوں کے نشانے لے لئے۔ میں' لوئیسا' ڈوم اور پروفیسر حق اچانک چٹانوں سے اندر داخل ہو گئے اور لوئیسا نے دھاڑ کر کہا۔

"خبردار..... ایک بھی گولی چلی تو تم سب کو بھون کر رکھ دیا جائے گا' چٹانوں پر نظر ڈال لو' کسی خیمے سے بھی گولی نہ چلائی جائے....." نگرانی کرنے والوں کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے۔ پھر انہوں نے رائفلیں نیچے رکھ دیں۔

"خیموں میں جو کوئی ہے باہر نکل آئے۔" لوئیسا پھر دھاڑی۔

"بندھے ہوئے لوگوں نے "مدد' مدد" چیخنا شروع کر دیا تھا۔ خیموں میں سے بہت سے لوگ باہر نکل آئے' لیکن..... انہیں دیکھ کر سب ہی حیران رہ گئے۔ یہ بل ہاروے کی پارٹی تھی' میٹی اور دوسری لڑکیوں کے ساتھ ہاروے اور اس کے ساتھی بھی تھے۔ میٹی نے ہمیں پہچان کر کہا۔

"مبارک ہو ڈیڈی..... آپ کے دوست....."

بل ہاروے عجیب سی نظروں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ اب میں نے زمین پر بندھے ہوئے لوگوں کو دیکھا اور انہیں پہچان لیا۔ یہ ٹمپلر اور اس کے ساتھی تھے۔

"آہ کاش..... یہ غلط ہو۔" بل ہاروے نے حسرت بھری آواز میں کہا۔

"یہ واقعی غلط ہے مسٹر ہاروے' کیا قصہ ہے۔" لوئیسا صورت حال سمجھ گئی تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ ایک ایک کر کے نیچے اترنے لگے۔

"یہ بہت خونخوار لوگ ہیں' تمہیں بھی مار ڈالیں گے' ان کے فریب میں نہ آؤ..... ہمیں کھول دو....." ٹمپلر نے فریادی لہجے میں کہا۔

لوئیسا آگے بڑھ کر بل ہاروے کے پاس پہنچ گئی۔ "کیا قصہ ہے مسٹر ہاروے.....؟"

"ان بدبختوں نے رات کی تاریکی میں میٹی کو خواب آور دوا سنگھا کر اسے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی' لیکن وہ میٹی کو بے ہوش نہیں کر سکے اور ہمیں خبر ہو گئی' پھر انہوں نے ان چٹانوں کی آڑ سے ہم پر اندھا دھند گولیاں برسائیں۔ خیموں کے سوراخ دیکھو۔ ہم نے بڑی مشکل اور چالاکی سے ان پر قابو پایا ہے۔ ہمارے دو ساتھی زخمی بھی ہو گئے ہیں۔" ہاروے نے کہا۔

"آؤ..... تمہارے مجرم تمہارے قابو میں آ گئے۔ یہ بھی یہاں دلچسپ اتفاق ہے' تمہاری بیٹی اب بھی یہی سمجھ رہی ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔"

"کیا ایسا نہیں ہے میڈم لوئیسا۔"

"نہیں' اس بے وقوف لڑکی کو سمجھاؤ کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تب آپ میری ایک خواہش پوری کر سکتی ہیں معزز خاتون۔" میٹی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں ضرور..... بولو۔" لوئیسا نے کہا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

"اسی شخص نے مجھے چیلنج کیا تھا اور جب یہ مجھ سے مقابلے میں ہارنے لگا تو اس کے ساتھیوں نے عقب سے مجھ پر حملہ کر کے زخمی کر دیا تھا میں وہ مقابلہ پورا کرنا چاہتی ہوں۔"

"ایک شرط پر میں اس مقابلے کی اجازت دے سکتی ہوں۔"

"شرط....." میٹی کا طنزیہ انداز مسلسل برقرار رہا تھا' لیکن لوئیسا خوشگوار موڈ میں تھی اور مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"ہاں' شرط یہ ہے کہ مقابلے میں ہار ہو یا جیت..... تم لوگ اس مقابلے کے بعد ہمیں ناشتہ کراؤ گے۔"

"یہ شرط میں قبول کرتا ہوں۔" بل ہاروے نے کہا۔

"تم لوگ اپنی تعداد کی وجہ سے خوش ہو..... کاش ہم بھی تعداد میں تمہارے برابر ہوتے۔" ٹمپلر نے کہا۔

"یہ لڑکی تمہیں بہترین چانس دے رہی ہے مسٹر..... کیا نام ہے تمہارا..... کیا تم اس سے مقابلہ کرو گے۔"

"مقابلہ جیت گیا تو مجھے کیا فائدہ ہو گا۔"

"تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندگی دی جائے گی۔"

"اور ہار گیا تو.....؟"

"اس کا فیصلہ بعد میں کیا جائے گا۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"مسٹر بل ہاروے' کیا آپ اپنی بیٹی کو مقابلے کی اجازت دیں گے۔"

"میرے خیال میں یہ حماقت ہے۔"

"نہیں ڈیڈی' اگر آپ نے مجھے اس سے روکا تو....." میٹی نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"او کے..... او کے جہنم میں جاؤ....." بل ہاروے نے کہا اور میٹی تیار ہونے لگی۔

لوئیسا کے اشارے پر ہیگلے نے ٹمپلر کی بندشیں کھولنا شروع کر دیں۔ باقی تینوں بندھے ہوئے آدمیوں کو بغلوں میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹا گیا اور چٹانوں سے ٹکا کر بٹھا دیا گیا۔ ان کے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ ٹمپلر نے خود کو تیار کیا اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔ ڈوم نے میرے کان میں سرگوشی کی۔

"اس وقت ٹمپلر کمرے میں بند بلی کی طرح ہے جو نکل بھاگنا چاہتی ہے اور یہ بلی

بہت خونخوار ہوتی ہے، عظیم آقا۔" ڈوم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور میشی پھنکارتی ہوئی ناگن ہے مقابلہ دلچسپ ہو گا۔"

"ہاں یہ تو ہے عظیم آقا۔" ڈوم نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

بل ہاروے کے چہرے پر بیزاری کے آثار تھے۔ وہ شاید اس مقابلے کا انعقاد نہیں تھا، لیکن میشی کے جوش و خروش کو دیکھ کر خاموش ہو گیا تھا۔ البتہ اس نے مدھم لہجے اینا لوئیسا سے کہا۔

"اس کی ماں بھی اتنی ہی جنونی تھی۔ میں نے زندگی کے بدترین سال اس کے گزارے۔ پھر قدرت نے خود ہی مجھے اس سے نجات دلا دی۔"

"کس کی بات کر رہے ہو ہاروے۔"

"میشی کی ماں اور اپنی بیوی کی، کبھی کبھی مجھے اس لڑکی میں اس کی ماں کی جھلکیاں آتی ہیں اور میں خوفزدہ ہو جاتا ہوں کہ کہیں اس کا انجام بھی اپنی ماں جیسا نہ ہو۔"

"انجام..... تو کیا تمہاری بیوی زندہ نہیں ہے۔" لوئیسا نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ہاں، خدا کا شکر ہے اسے سزائے موت ہو گئی۔ اس نے تین افراد کو ایک کمرے بند کر کے زندہ جلا دیا تھا اور میں عینی گواہ تھا۔"

"ارے واہ دلچسپ....." اینا لوئیسا نے کہا، لیکن یہ سلسلہ گفتگو ختم ہو گیا کیونکہ ٹ اور میشی آمنے سامنے آ گئے تھے۔ جیسا کہ ڈوم کا اندازہ تھا کہ ٹمپلر اس وقت خوفزدہ مانند تھا۔ اس نے میشی کے سامنے آتے ہی اتنی برق رفتاری سے اس پر حملے کئے کہ بوکھلا گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ مارشل آرٹس کی بہترین ماہر تھی اور جس اس نے اس مشین سے بچنے کا مظاہرہ کیا وہ میری سمجھ سے باہر تھا۔ بس یوں لگتا تھا جی تیز رفتار مشینیں چل پڑی ہوں۔ پھر میشی نے سنبھلنے کے لئے دو تین الٹی قلابازیاں کھ اور ٹمپلر سے دور ہو گئی۔ ٹمپلر پرجوش انداز میں اس کی طرف دوڑا اور مار کھا گیا کی لات اس کے سینے پر پڑی تھی اور وہ نیچے گر پڑا تھا۔ اس نے سنبھل کر اٹھنے کی کو کی لیکن پھر چکرا کر گر پڑا۔

"آہ..... اس کی ماں یہ سب کچھ نہیں جانتی تھی ورنہ شاید میں اس دنیا میں نہ ہو

لوئیسا اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی وہ اب پوری طرح ان دونوں کی جنگ دیکھ تھی۔ ٹمپلر کے ساتھی اسے جوش دلا رہے تھے۔ ان کی آوازیں بھرائی ہوئی تھیں کورس میں کہہ رہے تھے۔

"ہمت کرو ٹمپلر..... مارو اسے، ہلاک کر دو..... ٹمپلر کتے، ٹمپلر کمینے، خد غارت کرے، ہمیں بھی مروا دیا..... او بزدل، بے غیرت یہ کیا کر رہا ہے..... ٹمپلر....

ان کے سر بدلتے جا رہے تھے کیونکہ ٹمپلر مسلسل مار کھا رہا تھا میشی بھوکی شی

طرح اسے دھن رہی تھی اور اس کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر وہ چکرا کر چت گر پڑا.....

"اٹھ سورما..... عورت کا مقام متعین کر۔" میشی غرائی، لیکن ٹمپلر سے نہ اٹھا گیا۔

"وہ ہار گیا ہے لڑکی..... اب اسے نہ مارنا۔" لوئیسا نے کہا اور میشی لوئیسا کو دیکھنے لگی پھر وہ آدھے بدن سے لوئیسا کے سامنے جھکی اور اس نے رخ بدل لیا۔ "فیصلہ ہو گیا ہے مسٹر ہاروے۔" لوئیسا نے کہا۔

"ہاں میڈم....."

"اب ان کا کیا کریں.....؟"

"یہ اختیار تمہیں حاصل ہے۔"

"سب میری بات مان لیں گے.....؟"

"میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔"

"سنو..... تمہارا ذریعہ سفر کیا ہے۔ تم کس طرح ان کا تعاقب کرتے رہے ہو۔" لوئیسا نے ٹمپلر کے ساتھیوں سے پوچھا۔

"ہماری جیپ ادھر کھڑی ہے۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"زندگی چاہتے ہو یا موت.....؟"

"زندگی میڈم، ہم اس بدبخت کے ملازم ہیں۔ ہمارا قصور نہیں تھا۔"

"مسٹر ہاروے، اپنے آدمیوں کو ان میں سے ایک کے ساتھ بھیجو اور وہ جیپ یہاں منگوا لیں۔" ہاروے نے دو افراد منتخب کئے اور ان میں سے ایک شخص کو کھول کر ان دونوں کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے گن پوائنٹ پر لے کر چل پڑے۔ "اور اب ناشتے کی تیاری ہونی چاہئے۔" لوئیسا نے کہا۔

"ہاں، بالکل۔" بل ہاروے اپنے آدمیوں کو ہدایات دینے لگا۔ میشی خیمے میں چلی گئی تھی ٹمپلر اسی طرح پڑا ہوا تھا اس میں اب سکت نہیں رہ گئی تھی۔ خود اس کے ساتھی اسے نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر کے بعد جیپ آ گئی۔ اسے دیکھنے کے لئے میشی بھی باہر آ گئی تھی۔ دوسری لڑکیاں اس کے ساتھ کھڑی تھیں۔ تب لوئیسا نے ان چاروں کی تقدیر کا فیصلہ سنایا۔ "تم سب اپنے لباس اتار دو..... صرف زیر جامے رہنے دو۔"

اس عجیب حکم پر وہ ششدر رہ گئے تھے۔ "مم..... میڈم....." ان میں سے ایک نے کہا اور لوئیسا نے پستول نکال لیا۔

"صرف عمل کرو..... سوال نہیں۔" لوئیسا کی غراہٹ ابھری اور وہ عمل کرنے لگے۔ ٹمپلر کو بھی کھڑا کر دیا گیا تھا۔ چاروں جانگیوں میں سکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ "اب ایک قطار

میں کھڑے ہو جاؤ۔ تمہاری جیپ تمام سامان کے ساتھ جرمانے کے طور پر مسٹر بل ہاروے ملکیت ہو گئی۔ اب تم سیدھے دوڑتے چلے جاؤ اور زندگی تلاش کرو..... قطار بناؤ۔" آخر لوئیسا دھاڑی۔

"نہیں میڈم..... یہ زیادتی ہے' آپ نے ہمارے لئے سزائے موت مقرر کر دی' ا جنگل میں اس عالم میں ہمارا زندہ بچنا کیسے ممکن ہے۔ اس سے تو بہتر ہے آپ ہمیں یہ ہلاک کر دیں۔" ٹمپلر کے ایک ساتھی نے کہا اور لوئیسا کے ہاتھ میں دبے ہوئے پسٹ سے شعلہ نکلا..... اس شخص کے سینے سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ اس کے دونوں ہاتھ فضا پھیل گئے اور آنکھیں تیورا گئیں۔

"اور تم..... کیا تم بھی....." لوئیسا نے دوسروں کی طرف دیکھا اور وہ ہذیانی انداز چیخ پڑے۔

"نہیں..... ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرنا چاہتے ہیں۔"

"چلو..... پھر دوڑ جاؤ۔" زخمی ٹمپلر سب سے آگے بھاگ رہا تھا۔ لوئیسا کے حل سے قہقہہ آزاد ہو گیا اور پھر وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئی۔ "ارے دیکھو۔ وہ سب سے بھاگ رہا ہے۔" وہ ہنستی ہوئی بولی لیکن دوسرا کوئی اس کے ساتھ نہیں ہنس سکا تھا۔ وہ لو کی طرح شقی القلب نہیں تھے' لیکن تمام لوگ لوئیسا کی اس درندگی سے خوفزدہ ضرور گئے تھے۔ "پیٹر جونز..... اس لاش کو یہاں سے دور پھینک دو..... ورنہ ناشتے کا مزا خراب جائے گا....." لوئیسا نے کہا اور اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی۔

ناشتے سے فارغ ہو کر سب یکجا ہو گئے' ہماری جیپیں بھی یہیں آ گئی تھیں۔ بل ہاروے خوش تھا' اس نے کہا۔

"میڈم..... یہ بہت بہتر ہوا کہ میری بیٹی آپ سے شرمندہ ہو گئی' صحرائے اعظم م ایک بڑا گروہ بہتر رہتا ہے اس طرح بہت سی آسانیاں حاصل ہو جاتی ہیں۔ میری اس ٹیم افراد بڑے کار آمد لوگ ہیں۔ میں ان میں سے اہم لوگوں سے آپ کا تعارف کرا دوں' مسٹر روٹسن ہیں' ڈاکٹر روٹسن مہم جوئی کے رسیا۔ صحرائے اعظم میں پانچ بار بہت دور تک چکے ہیں اور یوں سمجھ لیں پورا کلینک آپ کے ساتھ ہے اور یہ ہیری کین پیشے کے لحاظ انجینئر ہیں ان کے ساتھ ان کی دو بیٹیاں ہیں یہ دیگی جون اور یہ..... اصل میں میری خواہ اب بھی یہی ہے کہ ہمارا آپ کا ساتھ رہے۔ ہم سب کچھ ہیں لیکن ماہر جنگجو نہیں ہیں۔"

"آپ کے اس سفر کا مقصد کیا ہے مسٹر ہاروے۔"

"آپ سے جھوٹ بول کر زندگی نہیں کھونی۔ ہر اس قیمتی شے کا حصول جو حاصل سکے اور تقدیر یاوری کرے تو سونا.....! ورنہ ہاتھی دانت اور کچھ خاص پودوں کا گوند جو بہ قیمتی ہوتا ہے۔ سیاہ ہرنوں کے نافے کا مشک۔ بس انہی چیزوں کے حصول کے لئے

ہیں۔"

"کوئی خاص جگہ ذہن میں ہے؟" لوئیسا نے پوچھا۔

"اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ کوئی نقشہ وغیرہ ہمارے پاس ہے تو ایسا بالکل نہیں ہے۔ ویسے دریائے کامبی کے بعد پورا افریقہ ہی خاص ہے کیونکہ لوگ کامبی تک بھی نہیں جاتے۔"

"مجھے اس کے لئے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا پڑے گا۔"

لوئیسا کے سوال کے جواب میں' میں نے کہا۔ "میں سمجھتا ہوں' ہمیں ایسے ساتھیوں کی ضرورت ہے جو سفر کا تجربہ رکھتے ہوں' ڈاکٹر ہوں اور راستوں کے بارے میں جانتے ہوں۔"

اور یہ سچ ہے کہ سفر کچھ اور خوشگوار ہو گیا۔ ہاروے کا گروپ بہت بڑا تھا اور ان کے پاس بہترین انتظامات تھے۔ ہم نے انہیں اپنے مشن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا لیکن کچھ سفر کے بعد اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اچھے لوگ ہیں۔ لوئیسا نے انہیں اجازت دے دی تھی کہ اگر وہ اپنے طور پر کہیں رکنا چاہیں تو رک سکتے ہیں لیکن انہیں ایسی کوئی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔

اس شام سورج جھک چلا تھا اور ہمارے سامنے ایک چوڑا نالہ آ گیا تھا جسے عبور کرنے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش ضروری تھی۔ نالے کے دوسری طرف لمبی جھاڑیاں تھیں جنہیں دیکھ کر ہیری کین نے کہا۔

"اوہ' ادھر کچھ ہے۔" اس کچھ کی تفصیل کی ضرورت نہیں پیش آئی' ہم نے شیروں کا ایک جوڑا دیکھا۔ شیر کا سر بے حد بڑا تھا اور وہ بہت توانا نظر آ رہا تھا۔ ہاروے نے کہا۔

"آہ..... کیا خوبصورت جوڑا ہے۔ کیا ہم....." لیکن اس کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ دفعتاً ایک ہاتھی کی چنگھاڑ سنائی دی تھی۔ ایسی زبردست چنگھاڑ تھی کہ زمین کانپتی محسوس ہوئی تھی' لیکن ہم نے شیروں کو دیکھا جو اس چنگھاڑ کو خاطر میں نہیں لائے تھے۔ انہوں نے ہاتھی کو دیکھ لیا تھا جو سونڈ اٹھائے شیروں کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔ شیروں کے جوڑے نے آپس میں مشورہ کر کے شاید کوئی حکمت عمل اختیار کر لی اور واقعی یہ اندازہ درست تھا۔ دونوں شیروں نے ایک دوسرے سے فاصلہ اختیار کیا۔ پھر شیرنی نے سامنے سے ہاتھی پر چھلانگ لگائی اور ہاتھی کی سونڈ پر پنجہ مارا' شیر نے ایک چکر کاٹا اور چھلانگ لگا کر ہاتھی کی پشت پر چڑھ گیا۔ اب کیفیت یہ تھی کہ شیر کے پنجے ہاتھی کے بدن میں گڑھے ہوئے تھے' ہاتھی نے پشت پر جمے ہوئے شیر کو سونڈ سے پکڑنے کی کوشش کی' مگر شیرنی نے دوبارہ ہاتھی کی سونڈ پر حملہ کر دیا۔ یہ انتہائی منظم حکمت عملی تھی اور یہ احساس ہو رہا تھا جیسے شیر کے جوڑے نے ہاتھی پر حملے کے منصوبے کو بہت سوچ سمجھ کر ترتیب دیا ہو۔ ہاتھی بری طرح چکر لگانے لگا۔

اس کی لرزہ خیز چنگھاڑیں اور شیروں کی ہیبت ناک آوازوں سے زمین لرز رہی تھی اور ہم بڑی دلچسپ نگاہوں سے اس انوکھی جنگ کو دیکھ رہے تھے۔ درختوں پر موجود پرندے گھبرا گھبرا کر اپنے آشیانوں سے نکل پڑے تھے اور آسمان پر پرواز کرنے لگے تھے۔ ہاتھی اور شیروں کے جوڑے کی ہولناک آوازیں فضا میں ابھرتی رہیں۔ طرح طرح کے داؤ پیچ استعمال کیئے جا رہے تھے' یہ محسوس ہو رہا تھا کہ ہاتھی خوفزدہ ہو گیا ہے' جبکہ شیر دھاڑ ضرور رہے تھے لیکن ایسے نپے تلے حملے تھے ان کے کہ ہاتھی کی ایک نہ چلنے پا رہی تھی' وہ شدید زخمی ہو گیا تھا حالانکہ اس نے کئی بار بڑی کامیابی کے ساتھ شیروں کو اپنی سونڈ میں لپیٹ کر زمین پر پٹخا تھا اور وہ بھی لہولہان ہو گئے تھے' لیکن بالآخر ہاتھی کو زمین بوس ہونا پڑا اور پھر شاید وہ زندگی کھو بیٹھا' حالانکہ شیروں کا جوڑا بھی بری طرح نڈھال تھا' لیکن ہاتھی کی موت کے بعد یہ اندازہ لگانے لگے کہ دشمن پر فتح حاصل ہو گئی ہے یا نہیں..... تھوڑے فاصلے پر وہ جھاڑیوں میں بیٹھے گرج رہے تھے اور جب انہیں یقین ہو گیا کہ ان کا مفتوح زندگی کھو بیٹھا ہے تو وہ لنگڑاتے ہوئے ایک سمت چل پڑے' جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو میں نے بے اختیارانہ انداز میں ہاتھی کی لاش کی جانب چھلانگ لگا دی اور اسے دیکھنے لگا۔ شیروں نے اسے بری طرح چیر پھاڑ دیا تھا۔ دونوں کان اپنی جگہ چھوڑ چکے تھے اور ادھڑے ہوئے پیٹ سے آنتیں باہر نکل کر چاروں طرف بکھر چکی تھیں۔ شیروں نے اس کی دونوں آنکھیں بھی نکال لی تھیں۔ بہرحال یہ ایک ایسا وحشت ناک منظر تھا کہ بل ہاروے اور اس کے ساتھیوں کی حالت تو بہت خراب ہو گئی تھی۔ میں اور ڈوم بہتر حالت میں تھے۔ یہاں تک کہ اینا لوئیسا جیسی عورت بھی اس جنگ سے متاثر ہو گئی تھی۔ بہرحال یہ تو افریقہ کی زندگی کی سنسنی خیز جھلک تھی جسے شاید میں نے پہلی بار دیکھا تھا یا شاید اس سے پہلے بھی کبھی' لیکن مجھے یہ سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا اور اس کے بعد ہم اپنے دوسرے پروگرام پر عمل کرنے لگے کیونکہ شیروں کا زخمی جوڑا زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اس لئے یہ طے کیا گیا کہ احتیاط سے آگے بڑھا جائے اور کوئی ایسی مناسب جگہ تلاش کی جائے جہاں قیام کیا جا سکے' سو ہم وہاں سے آگے بڑھ گئے اور پھر جب تاریکیوں نے فضا پر بسیرا کر لیا تو ایک ایسی جگہ مل گئی جسے غنیمت سمجھا گیا اور وہیں قیام کر لیا گیا۔ میں نے ذہنی طور پر اپنے آپ کو آزاد چھوڑ دیا تھا' بس امید پر جی رہا تھا حالانکہ بہت سے احساسات دل کو زخمی کرتے تھے۔ "ہیا" کی آواز سننے کے بعد دل میں اس کی طلب اور بڑھ گئی تھی' لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ آسمان کی بلندیوں پر چاند کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا ہے اور میرے اور اس کے درمیان فاصلہ ختم نہیں ہوتا۔ دوسرے لوگوں کے دوسرے مسائل ہوں گے۔ میرا صرف ایک ہی مسئلہ تھا اور میں اس کے بارے میں سوچتا تھا حالانکہ اگر دوسری سوچوں کو دل میں جگہ دیتا تو زندگی کے بہت سے پہلو سامنے آتے۔ میں دنیا ناآشنا نہیں تھا' لیکن وہی تشنگی وہی بے حالی' جو مجھے

اپنے آپ کو سمجھنے نہیں دیتی تھی۔ البتہ اتنا ضرور سمجھ گیا تھا کہ ایک تشنہ وجود ایک نامکمل روح اس وقت تک قرار پذیر نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ مکمل نہ ہو جائے۔

بل ہاروے اور اس کے ساتھی اپنی ضرورتوں کے شکار تھے۔ لوگوں کے اپنے سوچنے کے انداز ہوتے ہیں' اینا لوئیسا کبھی کبھی بہت پراسرار ہو جاتی تھی' ایک بے مقصد کام کے لئے وہ سفر کر رہی تھی۔ یہ بھی انسانی سوچ ہوتی ہے اور پروفیسر حق سے اس موضوع پر بات ہوئی تو اس نے کہا۔

"میرے پیارے بیٹے تمہارے باپ سے دوستی کے رشتے سے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنے حقوق قائم کروں اور اس میں یہ قطعی تصور نہیں ہے کہ تمہیں تمہاری طلب سے روکوں' میں ایک بے علم انسان ہوں لیکن دنیاوی علم تو ہے میرے پاس' یہ جانتا ہوں کہ طلب صادق تکمیل کے مراحل تک پہنچتی ہے اور اتنا ہی کہہ سکتا ہوں تم سے کہ بالآخر تم "ہیا" کو پا لو گے' راستے کتنے ہی طویل ہوں' مسافتیں کتنی ہی مشکل ہوں لیکن تم دونوں کو یکجا ہونا ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ تصوراتی زندگی سے حقیقی زندگی اختیار کرو' اپنے آپ بھی فیصلے کرو اور کسی پر اپنے آپ کو نہ چھوڑ دو۔"

"پروفیسر حق بدقسمتی سے میں کچھ ایسے حالات میں پروان چڑھا ہوں کہ دنیا کی بہت سی باتوں سے لاعلم ہوں' غور کرنے کو دل تو چاہتا ہے لیکن دماغ فیصلے نہیں کر سکتا۔ میں نہیں جانتا کہ میرے اطراف میں جو لوگ پھیلے ہوئے ہیں ان کے اپنے کیا مقاصد ہیں اور وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں جبکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں کسی کو کچھ دینے کی کیفیت میں نہیں ہوں۔"

"تمہارے اندر جو مقناطیسیت ہے اس کے بارے میں صحیح الفاظ ادا کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ بس یوں سمجھ لو مقناطیس ہی کی مثال لے لو' لوہے کی ہر چیز اس سے چمٹنا چاہتی ہے حالانکہ اس قربت سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ تم کچھ ایسی قدرتی کیفیتوں سے مالا مال ہو کہ انسانی ذہن تمہاری جانب لپکتا ہے جیسے ڈوم یا پھر اینا لوئیسا۔ اگر تم میری زندگی ختم کرنے کے خواہاں نہ ہو تو میں تمہیں اپنے طور پر یہ بتا دوں کہ اینا لوئیسا اپنی زندگی کے اس دور سے گزر رہی ہے' جس کی اس سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس کا نام سننے کے بعد اسے جاننے والے فوراً ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کہانی انہیں سنائی جا رہی ہے وہ ممکن نہیں ہے لیکن تمہاری مقناطیسیت تمہاری شخصیت سب کچھ کرا سکتی ہے۔ میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نہ خوابوں کے حصول میں سرگرداں رہو نہ ٹیلی پیتھی سے کام لو' اگر تمہاری ٹیلی پیتھی کسی وقت تمہیں کوئی فائدہ پہنچائے تو میں اس سے انکار نہیں کروں گا' لیکن جسمانی عمل سب سے بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس طرح تم ہیا کو پا سکو گے۔"

"میں تمہاری باتیں سمجھ رہا ہوں پروفیسر حق اور ان سے اتفاق بھی کرتا ہوں' مجھے ہر

دور میں رہنما ملتے رہے ہیں حالانکہ وہ کھوتے گئے لیکن پھر بھی انہوں نے مجھے راہیں دکھائی ہیں اور انہی راہوں پر چل کر میں ہیا کے قریب ہوتا جا رہا ہوں۔"

"میں تم سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی منزل کا تعین اپنے ذہن میں بے شک رکھو، چاہے راہبری کوئی بھی کرے، لیکن ایک تعین ہونا ضروری ہے۔"

"آہ، یہ فاصلے کب ختم ہوں گے۔" میں نے کہا۔

بل ہاروے نے دوسرے دن صبح سفر کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ "افریقہ میں داخل ہونے والے اگر کوئی ایک راستہ منتخب کر لیں اور دوبارہ اس کو تلاش کریں تو ناممکن ہوتا ہے جیسا کہ میرے ساتھ ہو رہا ہے..... ہم لوگ ایک منزل کی جانب سفر کر رہے ہیں، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ راستے نہیں ہیں جن سے ہم گزر چکے ہیں اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو کچھ لمحات ایسے بھی آ سکتے ہیں کہ ہمیں اپنا یہ ذریعہ سفر چھوڑنا پڑے جیسے خوفناک دلدلیں اور گھنے جنگل۔ ان کے درمیان سے گاڑیوں کا گزرنا مشکل ہو گا اور ذہنی طور پر ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ کب اور کہاں ہم پیدل سفر اختیار کریں گے۔"

بہرحال افریقہ کے بدلتے ہوئے مناظر کے ساتھ ساتھ یہ سفر جاری رہا اور جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے، اس شخص کا کہنا درست ثابت ہوتا گیا۔ بعض جگہوں پر ہمیں ایسے دشوار گزار مرحلے پیش آئے کہ ہمارے لئے راستوں کی تلاش بے حد مشکل ثابت ہوئی۔ میرا خیال تھا کہ اینا لوئیسا اپنی حماقت پر پچھتائے گی اور کہے گی کہ وہ آگے کا سفر جاری نہیں رکھ سکتی، لیکن وہ بھی باکمال عورت تھی اس کی پیشانی پر ایک بھی شکن نمودار نہیں ہوئی تھی اور وہ بڑے اعتماد کے ساتھ میرے ساتھ آگے کا سفر جاری رکھے ہوئے تھی۔

صحرائے اعظم اب ایسی شکل اختیار کر چکا تھا کہ ہر منظر بالکل نیا محسوس ہوتا تھا۔ اس دوپہر گرمی کچھ زیادہ شدت اختیار کر گئی تھی۔ موسم کے بارے میں کچھ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کب کیسا رہے گا حالانکہ مناسب موسم تھا لیکن فاصلے طے ہوتے تو موسم میں تبدیلیاں نظر آنے لگتیں۔ پچھلے دنوں جن علاقوں سے گزر رہے تھے وہ ابر آلود تھے لیکن اب ہمیں موسم شدید مل رہا تھا۔ پھر جب سورج کی تمازت خاصی بڑھ گئی تو جنگلوں کا وہ سلسلہ ہمیں بڑا خوشنما محسوس ہوا جس کے نیچے ٹھنڈک اور نیم تاریکی تھی اور یہ فطری عمل تھا کہ ہر شخص اس گھنی چھاؤں میں جلد پہنچ جانے کا خواہاں تھا، لیکن یہ درخت بڑے حیرت انگیز تھے۔ ان کے پتے چوڑے اور اوپر سے اس طرح آپس میں ایک دوسرے سے پیوست تھے کہ سورج کی روشنی ان کے نیچے نہیں پہنچ پاتی تھی۔ بل ہاروے کے ساتھی ہیری کین نے بتایا کہ یہ روشنی خور درخت کہلاتے ہیں اور اس کی بات کی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔ بہرحال ان درختوں کے درمیان بھی ہم لوگ آگے بڑھتے رہے۔ جنگل کافی طویل تھا اور ہمیں انہی درختوں کے نیچے رات ہو گئی۔ تمام گاڑیاں ایک دوسرے کے قریب کھڑی کر دی گئی تھیں

اور فیصلہ کیا گیا تھا کہ نیچے نہ اترا جائے بلکہ گاڑیوں ہی میں رات بسر کر کے صبح کا انتظار کیا جائے۔ پھر اس وقت میں اور ڈوم تقریباً نیم خوابی کی کیفیت میں تھے کہ ڈوم چونک پڑا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"سو گئے عظیم آقا....؟"

"نہیں، کیوں کیا بات ہے....؟"

"میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ یہاں ہمارے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے۔"

"کیا درندے....؟"

"میں نے بہت غور کیا ہے عظیم آقا" یہ درندوں کے قدموں کی آوازیں نہیں ہیں، سنو انہیں سنو...." ڈوم خاموش ہو گیا اور میں نے بھی انسانی قدموں کی آوازیں محسوس کیں، ہم نے دم سادھ لیا تھا پراسرار آوازیں دیر تک گونجتی رہیں اور کچھ دیر کے بعد معدوم ہو گئیں کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی میں نے کہا۔

"کیا خیال ہے ہم نیچے اتر کر دیکھیں...."

"مناسب نہیں ہے آقا لیکن اگر تمہارا حکم ہو تو....؟"

"نہیں میں بھی آرام کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔" پھر اس کے بعد رات بھر کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی جو ہمارے لئے الجھن کا باعث ہوتی۔ دوسری صبح ہم معمول کے مطابق وہاں سے بھی آگے بڑھ گئے۔ درختوں کے جالے جو رات کی تاریکی میں چھتریاں پھیلائے ہوئے تھے دن کی روشنی میں بھی اسی انداز میں نظر آ رہے تھے۔ لیکن جوں جوں ہم آگے بڑھتے رہے جنگل گھنا ہوتا گیا اور اس وقت غالباً درختوں کے اوپر سورج پوری طرح چمک اٹھا تھا کہ دفعتاً فائروں کی آواز سے گہرا سناٹا ٹوٹ گیا۔ گولیاں اولوں کی طرح برستی ہوئی ہمارے سروں پر سے گزر کر درختوں کی شاخوں اور تنوں میں پیوست ہونے لگیں۔ یہ گولیاں چاروں طرف سے برس رہی تھیں اور ہماری گاڑیاں چھلنی ہوئی جا رہی تھیں، افریقہ کے کسی علاقے میں ایسے کسی حملے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مجھے ڈوم کی رات کی باتیں یاد آ گئیں۔ اینا لوئیسا نے فوراً ہی ہتھیار سنبھالے اور ہماری کمانڈر بن گئی، بل ہاروے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھی بھی اس کی ہدایات پر عمل کر رہے تھے ہمارے پاس اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا کہ درختوں کے تنوں کی آڑ میں اور گاڑیوں کے نیچے پناہ لیں۔ سب سے زیادہ پریشان کن بات یہ تھی کہ ہماری گاڑیاں ساز و سامان کے ساتھ تباہ ہو رہی تھیں۔

بہرحال یہ ایک ایسی صورتحال تھی کہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ادھر سے گولیاں مسلسل چل رہی تھیں اور ہمارے اوپر سے دائیں بائیں سنسناتی گزر رہی تھیں، درختوں کی شاخیں اور پتے ان گولیوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہے تھے اور ان کے انبار

جمع ہوتے جا رہے تھے' ہمارے بدن بھی ان پتوں میں تقریباً ڈھک گئے تھے۔ غرض یہ کہ اس وقت بہت خوفناک صورتحال تھی۔ ہمیں یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ ہم پر فائرنگ کرنے والوں کی تعداد بے پناہ ہے پھر ہمارے پاس ایمونیشن ختم ہو گیا' یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ ہماری چلائی ہوئی گولیوں نے حملہ آوروں کو کوئی نقصان پہنچایا ہے یا نہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس سفر میں یہ سب سے کٹھن اور خوفناک مرحلہ تھا! رفتہ رفتہ ہماری طرف سے فائرنگ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ خود میرے اور ڈوم کے پاس اب کچھ نہیں رہا تھا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے ہمیں پرسکون انداز میں گزارنے پڑے دوسری جانب بھی مکمل خاموشی طاری ہو گئی تھی لیکن جو لوگ ہم پر حملہ آور ہوئے تھے وہ بڑے ہی زبردست تربیت یافتہ تھے اور یہ اندازہ لگا رہے تھے کہ ہمارے پاس مقابلہ کرنے کے لئے اور کیا ہتھیار ہو سکتے ہیں۔ جب انہیں یہ یقین ہو گیا کہ ہم خالی ہاتھ ہو چکے ہیں تو اچانک ہی ہمارے قرب و جوار کے درختوں سے بے شمار سیاہ فام باہر نکل آئے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے درختوں کی جڑوں نے چیونٹیوں کی طرح انہیں چاروں طرف سے اگل دیا ہے' وہ انتہائی خونخوار سیاہ چہرے والے لوگ تھے اور پھر انہوں نے ہمیں اپنی زبان میں کچھ احکامات دیئے۔ اینا لوئیسا نے عاجزی سے مجھ سے کہا۔

"صورتحال اس وقت ہمارے خلاف ہو گئی ہے ماہر' اپنے آپ کو قابو میں رکھنا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا' ان لوگوں کی آوازیں مسلسل گونج رہی تھیں اور پھر انہوں نے ہمیں اپنی گرفت میں لے کر اٹھا کر کھڑا کر دیا اور ہمارے ہاتھ موڑ موڑ کر کسی درخت کی لچکدار چھال ہماری پشت پر کسنے لگے' ان کے جدید ہتھیار ہمارے جسموں سے لگے ہوئے تھے' ہمارے پاس جو کچھ تھا' انہوں نے اپنے قبضے میں لے لیا اور اس کے بعد ہمیں آگے کی جانب دھکے دینے لگے۔ میں نے ڈوم سے کہا۔

"کچھ پتہ ہے یہ کون لوگ ہیں؟"

"یہ افریقی زبان بول رہے ہیں اور میں کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں لیکن یہ کوئی بہت ہی انوکھا قبیلہ ہے' آہ دیکھو عظیم آقا' یہ شخص ان کا سربراہ معلوم ہوتا ہے۔"

میں نے ایک لمبے چوڑے شخص کو دیکھا جس کا سر گھٹا ہوا تھا لیکن جسم اتنا طاقتور اور توانا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت کے تودے اس کے جسم پر جم گئے ہیں۔ بہرحال وہ لوگ ہمیں دھکیلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور گھنے جنگلوں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا' ہماری گاڑیاں بھی ہم سے چھن گئی تھیں۔ اب میں بھی بالکل دیوانہ نہیں تھا کہ انسانوں کے اس سیلاب میں اپنے آپ کو کوئی مضبوط چٹان سمجھ لیتا' اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ لوگ ہم پر حاوی ہیں۔

گھنے جنگلوں کا یہ سلسلہ ختم ہوا تو ہم ایک دریا کے قریب پہنچ گئے اور یہاں ہم نے ان کی آبادی دیکھی' مخصوص قسم کے چھتری نما جھونپڑے بنے ہوئے تھے جن کے درمیان زندگی رواں دواں تھی' جانور' عورتیں' بچے ان جھونپڑوں کے اردگرد باہر نکل کر کھڑے

ہوئے تھے اور دلچسپی سے ہمیں دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ ہمیں لئے ہوئے ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں بانسوں سے ایک احاطہ بنایا گیا تھا۔ انہوں نے ہمیں اس احاطے سے اندر داخل کر دیا' یہاں ایک ناگوار بدبو پھیلی ہوئی تھی' ہمیں یہاں داخل کرنے کے بعد وہ لوگ ہمارے چاروں طرف پہرے پر مسلط ہو گئے۔ ہمیں احساس ہو رہا تھا کہ وہ ہماری طرف سے پوری طرح ہوشیار ہیں' لیکن بانسوں سے بنے ہوئے اس احاطے میں ہماری نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ اس وقت روسٹر ڈکنز اور ہیری کین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیری کین نے روسٹر سے کہا۔

"روسٹر... تم نے اس شخص کو دیکھا تھا جو ان لوگوں کو احکامات دے رہا تھا۔"

"ہاں' کیوں.....؟"

"مجھے اس کی شکل شناسا معلوم ہوتی ہے۔"

"غور کرو۔ تمہارے خاندان کا کوئی فرد تو نہیں ہے۔" روسٹر نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"میرے خاندان کا۔" ہیری نے حیرت سے کہا اور مجھے ہنسی آ گئی۔ ہیری میری طرف دیکھ کر بولا۔ "یقین کریں مسٹر طباہی اگر یہ ننگ دھڑنگ نہ ہوتا تو میں اسے نہ پہچان سکتا۔ بس اس نے ناک اور کانوں میں جو لکڑیاں ڈالی ہوئی ہیں۔ اور بدن پر جو نقش و نگار بنائے ہوئے ہیں وہ ذرا الگ چیز ہیں ورنہ یہ....." ہیری کا جملہ ادھورا رہ گیا' کیونکہ لوئیسا وہاں آ گئی تھی۔

"سب لوگوں کو اپنے اپنے طور پر رائے قائم کرنی ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔" لوئیسا نے کہا۔

"یہ افریقی وحشی ہیں' تہذیب سے نا آشنا' ہمیں ان سے کوئی بہتر توقع نہیں رکھنی چاہئے۔" روسٹر نے کہا۔

"افسوس ہم ہوشیار نہ تھے' مجھے سب سے زیادہ غم اس بات کا ہے کہ اب ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔"

"مجھے ان دونوں باتوں سے اختلاف ہے۔" پروفیسر حق بولا اور سب اسے دیکھنے لگے۔

"پہلی بات تو یہ کہ وہ تہذیب آشنا ہیں' ان کے جھونپڑوں کی ساخت' عورتوں کے مکمل ڈھکے ہوئے بدن اور ان کا طرز زندگی بتاتا ہے کہ وہ بستیاں بنانے کے ڈھنگ جانتے ہیں' اپنی عورتوں کو چھپانے کے خواہاں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ وہ جتنی تعداد میں یہاں آباد ہیں' ان پر ہمارے ہتھیار بے اثر ہوتے۔ ہم انسانوں کو بے دریغ تو قتل نہیں کر سکتے تھے اور اب بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے کتنے ساتھی ہمارے ہاتھوں مارے گئے۔"

"کیا وہ ہمیں زندہ چھوڑ دیں گے۔" لوئیسا نے کہا۔

"یہ نہیں کہا جا سکتا..." لوئیسا خاموش ہو گئی تھی۔ اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ

نہیں تھا۔ وقت گزرتا رہا.... سب شدید کوفت محسوس کر رہے تھے' موسم بھی گرم تھا اور کم از کم میں نے اور ڈوم نے ایسی بے بسی کبھی محسوس نہیں کی تھی۔

بہت وقت گزرنے کے بعد ڈوم نے میرے کان میں سرگوشی کی۔ "ایک بری بات کرنا چاہتا ہوں آقا...." میں حیرانی سے ڈوم کو دیکھنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔ "کیوں' کیا بات ہے۔"

"آقا۔ تمہارے ہاتھوں میں یہ رسیاں دیکھ کر مجھے مر جانا چاہئے' یہ رسیاں کتنی ہی مضبوط اور لچکدار سہی لیکن یہ ہمارے لئے نہیں ہیں۔ میں انہیں توڑ سکتا ہوں۔"

"یہ تو بری بات نہیں ہے ڈوم۔"

"بری بات یہ ہے آقا کہ کیا ہم اس گروہ کے ساتھ قیدی بنے رہیں گے۔ ہم سب کو نکال کر نہیں لے جاسکتے۔ لیکن یہ ہمیں نہیں روک سکتے۔"

"تمہارا مطلب ہے...؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں..... مجبوری ہے۔"

"اور لوئیسا بھی....؟" میں نے کہا لیکن ڈوم خاموش رہا۔ تب میں نے کہا۔ "نہیں ڈوم.... وہ بے غرض ہمارا ساتھ دے رہی ہے۔ اگر اس کی زندگی یہاں ختم ہو گئی تو ہمیں ہر کامیابی پھیکی لگے گی۔"

"بات ختم ہو گئی' یہ صرف ایک خیال تھا جو تمہارے سامنے بیان کیا۔"

"اسے ذہن سے نکال دو....." میں نے کہا اور ڈوم نے گردن خم کر دی۔ پھر اس وقت شام جھک رہی تھی کہ احاطے کا دروازہ کھلا اور دیوہیکل سردار کچھ افراد کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ وہ چیتے کی کھال سے بدن ڈھکے ہوئے تھا۔ سر پر پروں کا تاج تھا۔ ہاتھ میں نیزہ تھا۔ ہم سب اسے دیکھنے لگے۔ تب اس نے گونجدار آواز میں کہا۔

"ہیلو لیڈیز اینڈ جنٹلمین' کیا آپ لوگ خیریت سے ہیں۔" یہ جملہ شستہ انگریزی میں کہا گیا تھا۔

ہم سب نے اسے حیران نگاہوں سے دیکھا تھا۔ اس کا حلیہ اس کے الفاظ کی نفی کرتا تھا اپنی جسامت اور گیٹ اپ سے وہ افریقہ کے وحشیوں کی نمائندگی کرتا تھا لیکن بہترین انگلش لہجہ تھا۔

"میرا نام کوکسن وونس لاٹوش ہے' میرا یہ قبیلہ ہیکوس کہلاتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری پارٹی میں کئی نسلوں کے لوگ ہیں' مختلف عقائد اور مختلف مذاہب کے پیروکار۔ میں خود کیتھو کا عقیدہ رکھتا ہوں اور اب ہیکوسی بھی کیتھو کا مذہب اختیار کر چکے ہیں۔ میں ان کا سردار اور روحانی پیشوا ہوں..... میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک' جو تمہارے پورے گروہ کی نمائندگی کر سکتا ہو' مجھ سے گفتگو کرے۔ اپنا نمائندہ میرے سامنے لاؤ....!"

"مسٹر بل ہاروے..... کیا آپ.....؟" لوئیسا نے ہاروے سے کہا تو وہ فوراً بول اٹھا۔

"نہیں میڈم لوئیسا میں نروس ہوں' کیا پروفیسر حق اس کے لئے بہتر نہ رہیں گے۔" لوئیسا نے پروفیسر حق کی طرف دیکھا تو اس نے کہا۔

"بشرطیکہ تم لوگ مجھ سے اتفاق کرو....!"

"میں سمجھتی ہوں یہ بہتر ہے۔"

"ہر طرح بہتر ہے۔" بل ہاروے نے تصدیق کی اور پروفیسر حق نے آگے بڑھ کر کہا۔

"یہ لوگ میری نمائندگی پر اتفاق رکھتے ہیں' دوسری کسی گفتگو سے پہلے میں پہلا سوال یہ کرتا ہوں کہ کیا ہمیں نہتا کرنے کے باوجود تم ہم سے خوفزدہ ہو۔"

"خوفزدہ....." کوکسن لاٹوش ہنسا..... "کیا ہم میں سے کوئی تم چوہوں سے خوفزدہ ہو سکتا ہے؟"

"تو پھر تم نے ہمارے ہاتھ کیوں باندھ رکھے ہیں۔" پروفیسر نے سوال کیا۔ وہ ان کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھنے لگا پھر بولا۔ "ہاں اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔" پھر اس نے مقامی زبان میں اپنے ساتھ کھڑے لوگوں کو ہدایت کی اور بہت سے لوگ آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ کھولنے لگے۔ لاٹوش نے کہا۔ "میں نہیں میری قوم سادہ لوح ہے' میرا ہر قدم ان کی بہتری کے لئے ہوتا ہے' تم لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ تم سب کی زندگی ایک ہیکوسی جوان کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ اگر تمہارے ذریعے میرے کسی ساتھی کو نقصان پہنچا تو میں تم سب کی گردنیں شانوں سے اتار کر نیزوں پر لٹکا دوں گا اس لئے خود کو بے قابو

ہونے سے روکنا۔"

پروفیسر حق نے گھبرا کر لوئیسا کو اور پھر مجھے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں التجا تھی' لوئیسا نے آنکھیں بند کر لیں...... کو کسن نے کہا۔

"پہلے میں تمہیں اپنے بارے میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں' میری عمر اس وقت گیارہ سال تھی جب ایک برطانوی ٹیم صحرائے اعظم میں داخل ہوئی' لارڈ اسٹوکر نے میرے قبیلے کے بے شمار افراد کو موت کے گھاٹ اتارا..... میرے باپ کو قتل کر کے مجھے اور میری ماں کو اپنے ساتھ برطانیہ لے گیا۔ ڈھائی سال تک اس نے میری ماں کو اپنی غلامی میں رکھا اور میری آنکھوں کے سامنے اس پر مظالم ڈھائے پھر ہم نے موقع ملتے ہی اسے قتل کر دیا لیکن اس طرح کہ کسی کو ہم پر شبہ نہیں ہوا تھا۔ لوگ اسے طبعی موت سمجھتے تھے پھر سولہ سال ہم برطانیہ میں رہے۔ میں نے محنت مزدوری کر کے اپنی ماں کی پرورش کی لیکن ہمارے دلوں میں انتقام کی آگ تھی' ہمیں اپنے قبیلے سے پیار تھا اور ہم یہاں واپس آنا چاہتے تھے۔ میں نے اس دوران بہت کچھ سیکھا تھا' سفید چمڑی والوں کی کالوں سے نفرت دیکھی تھی ہر احسان کو دل میں زندہ رکھا تھا۔ سولہ سال کے بعد ہمیں موقع ملا میں نے مہم جوؤں کی ایک ٹولی میں شمولیت اختیار کی اور ان کے ہمراہ افریقہ آیا۔ بڑی ذہانت سے انہیں بیگوس لایا..... اور پھر پہلی بار مجھے زندگی کا لطف حاصل ہوا۔ ہم نے چوبیس سفید چمڑی والوں کے خون کا مزا چکھا تھا ان کے سر آج بھی انتقام کی پہاڑیوں پر نیزوں میں اڑسے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد سے آج تک میں گیارہ سو سفیدوں کو قتل کر چکا ہوں۔ میں ان کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ سال میں ایک بار میں دریائی راستے سے مہذب دنیا میں جاتا ہوں اور وہاں سے اپنے قبیلے کے لئے دوائیں' لباس اور جو کچھ ان کی ضرورت ہوتی ہے' لے آتا ہوں۔ یہ لوگ مجھ پر زندگی نچھاور کرتے ہیں' میں انہیں روحانی پیشوا کی حیثیت سے درس دیتا ہوں۔ یہ ہے کو کسن وونس لاٹوش۔"

"گریٹ...!" پروفیسر حق نے اسے دیکھتے ہوئے عقیدت بھرے لہجے میں کہا اور وہ چونک پڑا۔

"کیا کہا تم نے...؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"تم عظیم انسان ہو لاٹوش..... میرے دل میں تمہارا بہت احترام پیدا ہو گیا ہے۔"

"کیوں..... بھلا کیوں..... وضاحت کرو.....!"

"وضاحت کی ضرورت نہیں ہے' اپنی قوم کے لوگوں سے محبت ایک عظیم جذبہ ہے پھر جس طرح تم نے اپنے مشن کو زندہ رکھا وہ معمولی بات نہیں ہے۔ کیا تمہاری ماں زندہ ہے۔"

"آہ! نہیں' وہ مر چکی ہے۔" لاٹوش نے افسردگی سے جواب دیا..... پھر چونک کر بولا۔

"کیوں پوچھا تم نے....؟"

"میں تم جیسے عظیم بیٹے کی ماں کو بھی مبارک باد دینا چاہتا تھا۔" پروفیسر نے کہا۔

"حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہیں بھی قتل کر دوں گا۔"

"وہ تمہارا رد عمل ہو گا میں تمہارے جذبوں سے متاثر ہوا ہوں' جس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکا۔"

"اب تم لوگ اپنے بارے میں بتاؤ....."

"کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ اس کے لئے تم مجھے تنہائی میں کچھ وقت دو....!" پروفیسر نے کہا لاٹوش نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر وہ کچھ کہے بغیر واپس چل پڑا۔ اس کے ساتھ آنے والے تمام لوگ بھی باہر نکل گئے تھے۔

"میں نہیں سمجھی استاد محترم..... آپ نے اس سے کس طرح کی گفتگو کی..... آہ! وہ جو بکواس کر رہا تھا اسے سننے سے مر جانا بہتر تھا۔" "موت اس طرح تو بہتر نہیں میڈم اینا لوئیسا۔ میں تو پروفیسر حق کی ذہانت کی داد دیتا ہوں شاید اتنی دور رس گفتگو ہم میں سے کسی کے لئے ممکن نہ ہوتی۔" ہیری کین نے بے ساختہ کہا۔

"لیکن وہ ہمیں چوہا سمجھ رہا تھا۔" اینا لوئیسا نے کہا۔

"وہ اس میں حق بجانب ہے' آپ کی نگاہیں جہاں تک کام کر سکتی ہیں' دیکھیں' سیاہ فام بکھرے ہوئے ہیں' جو اس کے قبیلے کے لوگ اور اس کے پیروکار ہیں۔ اس کے اشارے پر سب جان دینے پر تیار ہو جائیں گے۔ ہمارے ہتھیار بھی ان کے قبضے میں ہیں' ایسی صورت میں ہم لمحوں میں موت کا شکار ہو جاتے جبکہ آپ دیکھ رہی ہیں کہ پروفیسر کے پہلے جملے نے ہمارے ہاتھوں سے رسیاں کھلوا دیں۔" ہیری کین نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب کیا ہو گا..... کیا ہماری زندگیاں بچ جائیں گی.....؟" اینا لوئیسا نے جھنجلا کر کہا۔

"تم ہمیشہ میرا احترام کرتی رہی ہو' لوئیسا..... اس کے باوجود تمہیں حق ہے کہ اگر میری گفتگو تمہارے لئے ناخوشگوار ہے تو مجھے سزا دو.....!" پروفیسر حق نے کہا۔

"نہیں..... ان حالات میں یہ مناسب گفتگو تھی۔" میں نے کہا اور لوئیسا نے چونک کر مجھے دیکھا..... پھر اس کا موڈ بدل گیا..... اس نے مسکرا کر کہا۔

"اگر تم مطمئن ہو تو سب ٹھیک ہے۔" پروفیسر حق نے مجھ سے کہا۔

"میں نے اس کے دماغ میں بہت سے نشتر چبھوئے ہیں طہالی اور صرف اسے نوٹ کیا ہے وہ خود سر' اپنی قوم کا دیوانہ لیکن لچکدار ہے' اسے ہینڈل کیا جا سکتا ہے۔"

"اپنی زندگی کی بقاء کا عمل کرو پروفیسر..... میں جب چاہوں ان کے چنگل سے نکل سکتا ہوں۔"

"نہیں طلمائی یوں نہ سوچو..... ہم تمہاری قوم ہیں۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"میں یوں نہیں سوچ رہا بلکہ میں نے تمہیں اجازت دی ہے۔"

"میں جب اس سے گفتگو کروں گا..... تو تم میرے ساتھ رہو گے۔"

کچھ دیر کے بعد بڑی بڑی بالٹیاں لائی گئیں جن سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ لکڑی کے طشت لائے گئے جن میں روسٹ گوشت تھا اور کھانا پیش کیا گیا جوار کا نمکین دلیہ اور گوشت بے حد لذیذ تھا اسے کھاتے ہوئے ہیری کین نے کہا۔

"یہ بھی پروفیسر کی کاوشوں کا پھل ہے ورنہ وہ جو لوٹ کر قتل کر دیتا ہے اپنی قوم کی غذا ہم پر خرچ نہ کرتا۔ دوسرے لوگ شاید ان سنگین حالات کو مناسب محسوس نہیں کر رہے ورنہ یہ قید کوئی پکنک نہیں ہے۔"

پھر رات کو اس کی طرف سے طلبی ہوئی اور پروفیسر نے مجھ سے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ ڈوم کو میں نے روکا تھا ورنہ شاید وہ کسی اور کی بات نہ مانتا.....! دو سیاہ فاموں کے ساتھ چلتے ہوئے پروفیسر نے کہا۔

"میں تمہیں بھی داد دیتا ہوں ماہر طلمائی کہ تم نے لوئیسا کو پنجرے میں بند کر رکھا ہے ورنہ وہ آتش مزاج عورت صرف خوف کا سمبل ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے تم نے اس سے گفتگو کے لئے میرے انتخاب کی تائید کر دی' یہ بہترین عمل تھا' جانتے ہو کیوں؟"

"نہیں....." میں نے کہا۔

"اس لئے کہ ہم سفید نسل کے لوگ نہیں ہیں ان سفید فاموں نے جو بویا اسے وہ کاٹ رہے ہیں ایک طرح سے لاٹوش اپنے عمل میں حق بجانب ہے ماہر..... ہمارا ایک مشن ہے۔ اس کی..... تلاش..... اور ہمیں ہر طرح کی مشکلات سے گزر کر اس تک پہنچنا ہے۔ کسی نے تمہیں ٹیلی پیتھی کا عمل سکھایا کس نے خوابوں کی بات کہی میں تم سے صرف ایک بات کہوں گا۔"

"کیا.....؟"

"عقل کائنات کی سب سے بڑی قوت ہے صبر عقل کا ساتھی ہوتا ہے۔"

"مجھے اپنی بات سمجھنے دو....."

"عقل کی قوت سے ہتھیار بنتے ہیں' بعد میں انہیں استعمال کیا جاتا ہے' عقل طاقت کا سرچشمہ ہے' ہم ان حالات میں بھی ان سے جنگ کر سکتے ہیں لیکن نتیجہ یہ ہو گا کہ ان میں سے سو پچاس کو ہلاک کر کے بالآخر ہم مرجائیں گے اور ہیا تمہارا انتظار کرتا رہ جائے گا..... جبکہ عقل کو ہتھیار بنا کر ہم جی سکتے ہیں' اس کو تلاش کر سکتے ہیں..... اسے پا سکتے ہیں۔"

"میں تم سے اتفاق کرتا ہوں....." میں نے کہا۔

"تم میرا ساتھ دو..... لوئیسا کو کنٹرول رکھو..... زیادہ نہیں تو کم از کم اس مشکل سے

نکلنے تک صرف مجھے عمل کرنے دو' مجھ پر اعتماد کرو..... اگر میں اس سے کچھ ایسی گفتگو کروں جو تمہیں ناپسند ہو تو اسے برداشت کر لو..... یہ ہمارے لئے ضروری ہے۔"

"ایسا ہی ہو گا....." میں نے کہا۔

جس جگہ ہمیں لے جایا گیا وہاں ایک الاؤ روشن تھا اس کے پاس کچھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں بہت سے سیاہ فام الاؤ سے فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے۔ ایک کرسی پر لاٹوش بیٹھا ہمارا انتظار کر رہا تھا' ہمیں دیکھ کر وہ مسکرا دیا..... پھر بولا۔

"دو بہترین لوگ..... کیونکہ وہ سفید چمڑی کے مالک نہیں ہیں اور ان پر یقین کیا جا سکتا ہے' بیٹھو..... میں تمہیں احترام دیتا ہوں۔" اس نے خالی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا..... ہم بیٹھ گئے۔

"میں نے تمہیں کھانا بھجوایا تھا.....!" وہ بولا۔

"ہم اس کے لئے تمہارے شکرگزار ہیں۔"

"حالانکہ میں ایسا نہیں کرتا..... صحرائے اعظم میں آنے والے آوارہ گردوں کے گرد جال بچھا کر میں انہیں گرفتار کرتا ہوں' ان کا مال و اسباب اپنے قبضے میں لیتا ہوں..... پھر انہیں بے لباس کرتا ہوں کہ ان کو ہلاک کرتے ہوئے ان کے بدن کے لباس نہ خراب ہو جائیں..... جو بعد میں میری قوم کے کام آتے ہیں..... ان کا سب کچھ ان کے لئے ہے جو صدیوں کے بے لباس ہیں' میں انہیں ان کے حصے کی غذا کبھی نہیں دیتا..... لیکن میں نے ان کے درمیان تین رنگدار دیکھے..... جن میں ایک تمہارے ساتھ نہیں ہے اور تمہارے طفیل میں نے یہ سخاوت کی ہے.....!" وہ ہنسا.....!

"میں نے بھی تم سے اسی رنگ کی بنیاد پر محبت کی ہے گریٹ مین۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"گریٹ مین....." اس نے آہستہ سے کہا جیسے ان الفاظ سے لطف لے رہا ہو' پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں ضرور زندہ رہنا چاہئے کیونکہ مجھے ایسے الفاظ سے مخاطب کرنے والا کوئی نہیں ہے یہ سب مجھے اچھا لگتا ہے۔"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ کوکسن ودنس تمہاری نسل پرستی نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔"

"شکریہ..... تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"ٹل ہاروے ایک عظیم مہم جو ہے' اس کے ذہن میں ایک عظیم الشان خزانے کا نقشہ پوشیدہ ہے کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی اس خزانے کے حصول میں کامیاب ہو جائے تو ایک شہر بسا سکتا ہے جس میں دنیا کی ہر شے فراہم کر لی جائے..... وہ اس خزانے کی تلاش میں آیا

ہے۔"

"تم بھی....؟"

"میں آرکیالوجسٹ ہوں..... اس کے کام میں اس کا معاون۔" میں نے کہا۔

"یہ خزانے ہماری ملکیت ہیں' کیا انہوں نے پسماندہ افریقہ کو اپنے وسائل میں سے کچھ دیا..... سیاہ فام جگہ جگہ قحط کا شکار ہیں' یہ انہیں کچھ دیتے ہیں....؟"

"میری بات کا برا تو نہیں مانو گے کوکسن....؟"

"نہیں۔"

"ایسا تو صدیوں سے ہو رہا ہے' وہ مختلف شکلوں میں یہاں آتے ہیں' کبھی دخانی جہازوں میں غلام لے جانے کے لئے.... کبھی ہاتھی دانت اور کھالوں کے حصول کے لئے.... اور کبھی صحرائے اعظم کے قدرتی خزانے حاصل کرنے..... یہ کام تم نے کیوں نہیں کئے۔"

"ہم نے...."

"ہاں..... مجھے بتاؤ.... وہ طویل اور دشوار گزار سفر کر کے یہاں آتے ہیں اور مالا مال ہو کر چلے جاتے ہیں۔ یہ دولت تم کیوں نہیں حاصل کرتے۔"

"ہم..... لیکن کیسے....؟" وہ کھو سا گیا۔

"مجھے بتاؤ کوکسن.... تم اپنے قبیلے کے لئے اشیاء کا حصول کہاں سے کرتے ہو۔ اس کے لئے دولت کہاں سے آتی ہے....؟"

"سخت محنت کر کے' میں صحرائے اعظم میں داخل ہونے والے قافلوں کو لوٹتا ہوں' جب سرحدی آبادیوں میں جاتا ہوں تو ڈاکے ڈالتا ہوں' وہاں کے لوگ مجھے مکدرا کے نام سے جانتے ہیں بے رحم اور خطرناک مکدرا..... جس کے نام پر وہ اپنی تجوریاں خالی کر دیتے ہیں اور پھر میں ایک تاجر بن جاتا ہوں..... اشیاء خریدتا ہوں اور دریائی راستوں سے واپس آ جاتا ہوں۔"

"اس سے آسان دولت کیوں نہیں حاصل کرتے تم..... جو تمہارے اپنے گھر میں ہے۔"

"آہ!..... مگر کیسے؟"

"اس طرح جیسے یہ لوگ حاصل کرتے ہیں۔"

"میرے پاس اس کے نشان نہیں ہیں۔"

"میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔"

"ہاں.... تم کر سکتے ہو...." وہ حسرت سے ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ "مگر کیا تم ایسا کرو گے؟"

"بہتر شرائط پر.....!"

"بولو....؟"

"اس دولت میں سے ایک چھوٹا سا حصہ میرا بھی ہونا چاہئے۔"

"مجھے منظور ہے' ہم ان سفید فاموں کو یہاں قتل کئے دیتے ہیں اور پھر گروہ بنا کر یہاں سے چل پڑتے ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بہت کچھ دوں گا۔"

"نہیں مسٹر لاٹوش.... تھوڑا سا ذہن پر زور دو....!"

"مطلب....!"

"اصل جگہ کے نقشے ان کے دماغوں میں ہیں۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو..... میں ان کی کھوپڑیاں توڑ کر ہر راز باہر نکال لوں گا۔"

"سفید فاموں کو جانتے ہو' سیاہ فاموں پر برتری کیوں حاصل رہی' اس لئے کہ وہ چالاک ہیں' عقل سے کام لیتے ہیں' ٹوٹی ہوئی کھوپڑیوں سے راز حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے' مجھے بتاؤ؟"

"میں ان پر تشدد کروں گا' ان کے ساتھ لڑکیاں ہیں' انہیں اٹھا کر ان لوگوں کو زبان کھولنے پر مجبور کر دوں گا۔"

"وہ تمہیں نقشے بتا دیں گے؟"

"اس وقت بھی نہیں بتائیں گے۔"

"ضرور بتائیں گے' لیکن جب تم ان کی بتائی ہوئی جگہوں پر پہنچو گے تو وہاں تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔"

"کیوں....؟" وہ حیرت سے بولا۔

"اس لئے کہ وہ اصل جگہ نہیں ہو گی' وہ تمہیں کبھی صحیح جگہ نہیں بتائیں گے۔"

وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔ "تب.... کیا کرنا چاہئے۔"

"جو کچھ میں کہوں اس پر عمل...."

"کہو.... مجھے بتاؤ...." وہ بولا۔

"ان کا ساتھ دو.... ان سے تعاون کرو..... ذریعہ میں بن سکتا ہوں یا پھر انہیں جانے دو..... اور خفیہ طریقے سی ان کا تعاقب کرو..... اور عین وقت پر نمودار ہو جاؤ.... دونوں میں سے ایک بات پر عمل کرو۔"

وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔ "میں سوچنا چاہتا ہوں۔"

"جیسا تم چاہو....!" پروفیسر حق نے کہا پھر بولا۔ "تو کیا ہمیں واپسی کی اجازت ہے؟"

"نہیں ابھی ٹھہرو..... میں' تمہیں خود سے الگ نہیں کر سکتا۔ میری عقل اس کی اجازت نہیں دیتی' وہ راستے میں مجھے دھوکہ دے سکتے ہیں' اس سے بہتر یہ رہے گا کہ میں انہیں زیر نگرانی رکھوں اور انہیں ہر کام کے لئے مجبور کر دوں۔"

"میں پہلے بھی یہ تجویز پیش کر چکا ہوں' لیکن ایک مشورہ تمہیں دینا چاہتا ہوں۔"

"کیا....؟"

"تم خیر سگالی کے طور پر ان کا سامان انہیں ضرور واپس کر دینا لیکن خبردار..... ایک بھی ہتھیار کسی کو نہ دینا' سفید چمڑی والے کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہوتے۔"

پروفیسر کے الفاظ پر میں نے چونک کر اسے دیکھا اور دل میں سوچا کہ کیا پروفیسر حق اس سے واقعی مخلص ہو گیا ہے..... یہ ایک خطرناک مشورہ تھا لیکن واپسی پر میں نے کسی قدر ناگواری سے یہ سوال کیا تھا۔

"آہ! تم نے غور نہیں کیا' وہ میری اس تجویز کے بعد ہم دونوں کی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا ہے' یہ اچھی بات ہے کہ وہ ہم پر اعتبار کرے گا۔"

"مگر کیا وہ ایسا ہی کرے گا...؟"

"بیشک..... لیکن دیکھو طمابی اس سے دو فائدے ہوئے ہیں..... ہم نے ان سب کی زندگی محفوظ کر لی ہے ورنہ انہیں ہلاک کر دیتا نیز یہ کہ راستے میں اگر سب کے پاس ہتھیار ہوتے تو کسی بھی وقت استعمال میں آ سکتے تھے یہ بہت بڑی مجبوری تھی' لوئیسا یہاں اپنی وحشت میں صرف جان دے سکتی تھی تاہم.... میں نے ایک عظیم گناہ کیا ہے لیکن مجبوری...."

"کیسا گناہ....؟"

"یہ سب بہتر نہیں تھا۔ لیکن..... اسے یہ دھوکہ دینا ضروری تھا۔ ظاہر ہے یہ اپنے پورے قبیلے کو اس مہم پر نہیں لے جائے گا تھوڑے افراد ہوں گے اور راستے میں.... کون جانے کیا ہو۔"

"بہت سے الجھے ہوئے سوال ہیں لیکن میں ان میں نہیں پڑنا چاہتا.... تم بہتر سمجھتے ہو۔"

"ایک بات پر یقین رکھو اگر ہم یہاں سے نکل گئے تو بہت کچھ ٹھیک ہو جائے گا...!" وہاں سب ہمارے منتظر تھے۔ پروفیسر نے کہا۔ "جلد بازی سے گریز کرو..... میرے گرد مجمع لگاؤ۔ ہو سکتا ہے وہ مجھ سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں اندازہ لگائے۔" پھر موقع ملتے ہی اس نے کہا۔

"وہ نسل پرست ہے' تم لوگوں نے اندازہ لگا لیا ہو گا اس کا طریقہ کار یہی ہے۔ ایک مخصوص علاقے میں جو اس کی.... رینج میں ہے گزرنے والوں کو وہ گرفتار کر لیتا ہے' انہیں لوٹ کر قتل کر دیتا ہے' اسی طرح اس کی نسل پرستی کی تسکین ہوتی ہے اور اپنے قبیلے کی ضرورتیں بھی حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا..... میں اس کی کمزوریاں تلاش کر رہا تھا' انسان کے اندر جھانکنا چاہتے ہو تو اسے بولنے دو..... دل بھر کر بولنے دو..... اس کی باتیں بالآخر اسے عریاں کر دیتی ہیں' مجھے اس کی کمزوری مل گئی اور یہ کمزوری ہماری زندگی

بچانے میں معاون ہو سکتی ہے۔"

"کیا پروفیسر....؟"

"وہ انتہائی حد تک نسل پرست ہے کیونکہ سفید فاموں نے اس پر شدید مظالم کئے ہیں وہ اپنی قوم کو بہتر زندگی دینا چاہتا ہے اور میں نے اس کی یہی کمزوری استعمال کی ہے لیکن اس کے لئے تمہیں ایک عرصہ جدوجہد کرنی پڑے گی۔ واقعات تمہاری نگاہوں کے سامنے ہیں اب تک کسی نے اور کوئی تدبیر سوچی ہے؟"

"بالکل نہیں پروفیسر.... بلکہ اب ہم اپنی موت کا تصور کرنے لگے ہیں۔" روسٹر نے کہا۔

"یہ اچھی بات ہے' اس طرح تمہیں میرے فیصلے قبول کرنے میں آسانی ہو گی۔ میں نے اس کے گرد ایک جال بنا ہے....." پروفیسر نے پوری وضاحت سے انہیں اپنا منصوبہ بتایا پھر بولا۔ "تمہیں میری اس کہانی کی روشنی میں اس کے سوالات کے جوابات دینا ہوں گے' میرا موقف سمجھ رہے ہو نا' دوسری صورت میں ہماری زندگی مختصر ترین ہو سکتی ہے' وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کا حق مار کر ہمیں غذا نہ دیتا اور جلد از جلد ہم سے نجات حاصل کر لیتا' ہم بہرحال نہتے ہو چکے ہیں' اتنے بڑے قبیلے میں سے کتنے افراد کو قتل کر سکتے ہیں بالآخر ہمیں مرنا ہو گا۔ اس طرح ہمیں وقت بھی ملا ہے اور یہاں سے نکل جانے کا موقع بھی پھر ہمارا واسطہ ان چند افراد سے رہ جائے گا جو اس خزانہ کے حصول کے لئے ہمارے ساتھ جائیں گے ہمیں اتنا فاصلہ طے کرنا ہو گا کہ وہ اپنے قبیلے سے دور ہو جائیں۔ اس کے بعد یہ ہماری صلاحیتوں پر منحصر ہے کہ ہم کس طرح ان لوگوں پر قابو پا سکتے ہیں۔"

"یو آر گریٹ پروفیسر.... تم نے اپنی ذہانت سے پورے قبیلے کو شکست دے دی ہے۔" لوئیسا نے مسرت سے کہا۔

"میرا موقف تمہاری سمجھ میں آ گیا....!"

"پوری طرح۔"

"بس ایک گڑبڑ ہو گئی ہے....!" ہیری کین نے کہا۔

"کیا....؟"

"آپ نے انہیں ہتھیاروں کو اپنی تحویل میں رکھنے کی پیش کش کیوں کر دی...."

"بکواس بند کرو..... اپنی چھوٹی سی کھوپڑی کو زیادہ تکلیف نہ دو اگر وہ اس قابل نہیں ہے۔" لوئیسا نے غرا کر کہا پھر بولی۔ "اتنی سی بات نہیں سمجھتے کہ اسے اپنی نیک نیتی کا یقین دلانا بھی ضروری تھا۔"

ہیری کین خاموش ہو گیا۔

کوکسن لاٹوش لائن پر آ گیا تھا اور اب وہ اس خزانے کے حصول کے لئے بہت

پرجوش ہو گیا تھا چنانچہ اول فرصت میں اس نے بل ہاروے' ہیری کین اور روسٹر کو بلوا لیا... بالکل ہی بے وقوف نہیں تھا اس لئے اس وقت اس نے پروفیسر حق کو نہیں بلایا تھا البتہ پروفیسر حق نے ان سے کہا تھا۔

"میں نے تمہیں جو تفصیل بتائی ہے اگر تم لوگ اس سے مطمئن نہ کر سکے تو اپنی موت کا پروانہ لے کر آؤ گے۔"

"ہمیں سب کچھ یاد ہے.....!" بل ہاروے نے کہا۔ پھر نتیجہ برا نہیں نکلا۔

ان لوگوں سے کامیاب مذاکرات ہوئے جس کے نتیجے میں طے ہوا کہ کوکسن وونس لاٹوش اپنے بیس طاقتور ساتھیوں کے ہمراہ اس مہم میں ان کے ساتھ ہو گا۔ ان کی گاڑیاں ان کے ساز و سامان کے ہمراہ انہیں واپس کر دی گئیں۔ البتہ ہتھیار صرف لاٹوش اور اس کے ساتھیوں کے پاس تھے اور اس نے کہا تھا۔

"ہم تمہارے محافظ ہیں۔ مطمئن رہو۔ صحرا کی ہر مشکل میں سب سے آگے رہیں گے لیکن یہ خیال رہے کہ سب کو لاٹوش کے احکامات کا پابند رہنا ہو گا۔" اور لاٹوش بہترین سربراہ تھا۔ اکیس شاندار گھوڑے متعین کردہ راستوں پر آگے سفر کر رہے تھے۔ یہ لوگ جنگلی درندوں کو دور رکھ رہے تھے اور شکار کا گوشت بھی فراہم کر رہے تھ اور یہ سب برا نہیں تھا پہلے دن کے سفر کے بعد رات کے قیام میں ڈوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیا عظیم شان والا ہے عظیم آقا۔ دیکھو اس کے حضور حاضری کے لئے کتنا بڑا لشکر تیار ہو گیا ہے۔"

"کیا زیادہ لوگ نہیں ہو گئے ڈوم۔" میں نے پرخیال لہجے میں کہا۔

"ہاں لیکن اس کی فکر نہیں ہے چھانٹی ہو گی آقا۔ بہت جلد ہو گی۔"

"میں ان لوگوں کے بارے میں سوچتا ہوں ڈوم۔ کیا ان دحشتناک جنگلوں میں قیام آسان ہو گا۔ پنڈت رائے یہاں کیسے رہتا ہو گا۔ ننھا ہیا یہاں کیسے وقت گزارتا ہو گا۔"

"ضرور انہوں نے اپنے لئے بہتر انتظامات کئے ہوں گے۔" ڈوم نے آہستہ سے کہا۔

جوں جوں رات گہری ہوتی جا رہی تھی فضا میں گہری گاڑھی کہر اترتی آ رہی تھی ماحول تاریک سے تاریک تر ہوتا جا رہا تھا پھر اچانک بل ہاروے کی ساتھی لڑکیاں دہشت بھری آواز میں چیخنے لگیں اور خاموش ماحول میں ان کی بھیانک چیخوں سے ایک پرہول سماں پیدا ہو گیا۔ بل ہاروے اور دوسرے لوگ چیخنے لگے تھے۔ فوراً ہی گاڑیوں کی ہیڈلائٹس روشن کر دی گئیں لڑکیوں کے چیخنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ میں اور ڈوم بھی وہاں پہنچ گئے بیٹری لیمپ روشن کر کے رکھے گئے تو ایک عجیب سماں نظر آیا۔ وہ دو دو تین تین انچ لمبی جونکیں تھیں جو لڑکیوں کے بدن کے کھلے ہوئے حصوں سے چمٹ گئی تھیں اور وہ دیوانہ وار تڑپ رہی تھیں۔

کوکسن اور اس کے ساتھی بھی ان کے گرد جمع ہو گئے صورتحال معلوم کر کے کوکسن قہقہے لگانے لگا' ہاروے ہیری اور دوسرے لوگ ان جونکوں کو لڑکیوں کے بدن سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگے لیکن جب وہ انہیں کھینچتے تو وہ ربڑ کی طرح لمبی ہو جاتیں' لڑکیاں دہشت سے بدحال ہو رہی تھیں' لیکن پروفیسر نے عقل سے کام لیا۔ اس نے لائٹر روشن کر کے ان جونکوں کے جسم سے لگائے تو وہ لڑکیوں کے بدن کو چھوڑنے لگیں پھر اس عمل کو وسعت دی گئی اور کچھ خشک لکڑیاں جلا کر یہ کام کیا گیا۔ لڑکیاں نیم غشی کی کیفیت میں تھیں اس کے بعد رات غارت ہو گئی صبح کا آغاز بھی نہ ہوا تھا کہ ایک اور مصیبت آ گئی۔ یہ سرخ منہ والے بندر تھے جو غول کی شکل میں کہیں سے نمودار ہوئے تھے اور ہم پر ٹوٹ پڑے تھے بے حد خونخوار بندر تھے اور اس طرح حملہ آور ہوئے تھے جیسے کوئی فوج حملہ آور ہوتی ہے کوکسن نے ان پر فائرنگ شروع کر دی۔ بہت سے بندر ہلاک ہوئے تب کہیں جا کر یہ گروہ فرار ہوا۔ کوکسن نے کہا۔

"اب یہ بہت دور تک ہمارا تعاقب کریں گے اور ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔" پروفیسر حق نے کوکسن سے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں مسٹر کوکسن تو ہم لوگ ان درختوں سے لکڑیاں کاٹ کر ڈنڈے نما ہتھیار بنا لیں تاکہ ضرورت پڑنے پر یہ ہمارے کام آ سکیں۔"

کوکسن نے ایک نگاہ تمام افراد پر ڈالی اور سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔ "ٹھیک ہے۔ لیکن؟"

"ان سب نے خوشدلی سے آپ کی سرپرستی قبول کی ہے اس لئے ان کی طرف سے آپ بے فکر رہیں اس کے علاوہ یہ بوڑھے اور کمزور لوگ آپ کے خلاف کچھ بھی نہیں سوچ سکتے۔"

"ان کی ذمہ داری قبول کرتا۔" کوکسن نے کہا اور اس کام کا آغاز ہو گیا۔ تقریباً سب ہی ڈنڈوں سے مسلح ہو گئے بندر اس دوران واقعی بے حد پریشان کرتے رہے۔ سب محتاط تھے ورنہ وہ ضرور زخمی کر دیتے درختوں پر وہ ہمارے ساتھ سفر کر رہے تھے راستے بے حد پرخطر ہوتے جا رہے تھے اس علاقے میں پھیلی ہوئی بو دلدل کی تھی جو بائیں سمت دور تک پھیلی ہوئی تھی داہنی سمت جنگل نظر آ رہا تھا اس کے ساتھ سفر کیا جا رہا تھا پھر اچانک. کوکسن کے گھوڑے بھڑک اٹھے ایک خوفناک چنگھاڑ سنائی دی تھی اور کچھ ہی لمحوں کے بعد ایک بے حد بلند قامت ہاتھی درختوں کی شاخیں توڑتا' جھاڑیوں کو روندتا نمودار ہوا تھا اس کی سونڈ ہوا میں لہرا رہی تھی اور کان پنکھوں کی طرح گردش کر رہے تھے اس کا رخ ہماری ہی طرف تھا۔ کوکسن مستعد ہو گیا پھر اس نے نہایت دلیری سے ہاتھی پر فائر کئے اور مہارت سے اس کے سر کو نشانہ بنایا کئی گولیاں ہاتھی کے سر میں لگیں اور وہ ڈھیر ہو گیا۔

کوکسن کے ساتھی جنگلی بڑے بڑے چھرے لے کر ہاتھی کی طرف دوڑ پڑے سفر رک گیا تھا جنگلیوں نے ہاتھی کے حصے بخرے کئے اور گوشت کے ٹکڑے بنا کر انہیں محفوظ کر لیا وہ اس کام سے فارغ ہوئے تھے کہ ہیری کین نے کوکسن سے کہا۔

"مسٹر کوکسن - یہ بہتر جگہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو کچھ وقت یہاں قیام کر لیا جائے جن لڑکیوں کے جسموں سے جونکیں چمٹ گئی تھیں وہ بیمار ہو گئی ہیں تھوڑا سا آرام مل جائے تو۔"

"میں اس سے بہتر مشورہ دے سکتا ہوں۔" لاٹوش نے کہا۔

"جی.... کیا....؟"

"ہمارے پاس تیز دھار چھرے موجود ہیں ان کے نرخرے کاٹ دو۔ اور ان سے نجات حاصل کر لو۔ آخر تم نے انہیں اپنے ساتھ لانے کی کوشش ہی کیوں کی بے مصرف اور بے کار..... سفر جاری رکھو۔ جتنا آگے بڑھو گے مشکلات بڑھتی جائیں گی۔ سوچ لو۔ میرا مشورہ بہترین ہے۔"

اس کا یہ جواب سب نے سنا تھا۔ اور سب کے چہرے اتر گئے تھے سفر جاری رہا۔

لوئیسا کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہم اس قبیلے سے کافی دور نہیں نکل آئے پروفیسر۔"

"ہاں خاصا سفر ہو چکا ہے۔"

"پھر اب کیسا انتظار ہے۔"

"کس سلسلے میں۔"

"ہم اس کالے سور کی رعایا کب تک بنے رہیں گے۔ یہ کس قدر بدتمیزی سے ہمارے ساتھ پیش آ رہا ہے۔"

پروفیسر سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا "اس کے لئے مناسب موقع درکار ہے وہ مسلح ہیں اور ہمیں ان ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔"

"میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے پروفیسر۔ شاید میں زیادہ دیر تک اسے برداشت نہ کر سکوں۔ تم خود دیکھو۔ وہ ہمارے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے۔"

"مجھے احساس ہے۔"

"شاید میں کسی بھی وقت کچھ کر بیٹھوں۔"

"لوئیسا۔ سب کی زندگی کا سوال ہے۔" پروفیسر حق نے کہا' لوئیسا خاموش ہو گئی تھی۔

سورج نے مغرب کی طرف جھانکنا شروع کر دیا۔ بندروں کا علاقہ ختم ہو چکا تھا۔ لیکن ہمارے بائیں طرف دلدل کا ایک عظیم صحرا پھیلا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے سمندر خشک ہو گیا ہو۔ سرمئی رنگ کی زمین پر بڑی بڑی پپڑیاں جمی ہوئی تھیں کہیں کہیں جھاڑیاں اگی ہوئی

تھیں اور کہیں دھواں اٹھتا نظر آ رہا تھا۔ احتیاط کے پیش نگاہ دلدل سے خاصا فاصلہ اختیار کر لیا گیا تھا تاکہ کوئی حادثہ نہ ہو سکے۔ لیکن اب ان جھاڑیوں سے بچنا پڑ رہا تھا اور جیپوں کو گزارنے کے لئے خاصی مشکل پیش آ رہی تھی۔ پھر ہم نے خود سے چند گز کے فاصلے پر جھاڑیوں میں ایک قد آور شیر دیکھا۔ گھوڑے بھڑک کر الف ہو گئے تھے اور شیر جو جھاڑیوں میں آرام کر رہا تھا ان آوازوں سے چوکنا ہو گیا تھا کوکسن نے بھی اسے دیکھ لیا اور ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ کر دیا۔ پھر اس نے اپنے گھوڑے کی ڈائریکشن بدلی اور تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر شیر کو گھورنے لگا پھر جونہی اس نے فائر کیا شیر نے جگہ بدلی اور گولی سے صاف بچ گیا لیکن بدحواسی میں گھنی جھاڑیوں کی طرف بھاگنے کے بجائے اس کا رخ دوسری طرف ہو گیا وہ ہماری جیپوں کے سامنے سے گزر کر دلدل کی طرف دوڑ پڑا اور دور تک دوڑتا چلا گیا۔ کوئی بیس گز جانے کے بعد ہم نے اسے اچھلتے ہوئے دیکھا اس کے حلق سے دھاڑیں نکل رہی تھیں لیکن ان سے احساس ہوتا تھا کہ وہ خوفزدہ ہے۔ اس نے کئی بار لمبی لمبی چھلانگیں لگائیں۔ لیکن اس کی قوت ساتھ نہیں دے پا رہی تھی۔ دلدل نے اس کے پاؤں پکڑ لئے تھے اور وہ اپنے لئے کوئی راہ نہ پا رہا تھا۔ سطح پر جمی ہوئی پپڑیاں ٹوٹ گئی تھیں اور ان کے نیچے جگہ بنتی جا رہی تھی۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے شیر آدھے بدن تک دلدل میں دھنس گیا۔ وحشی صفت کوکسن نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب اس پر گولی ضائع کرنے کی کوشش بیکار ہے۔" کوئی پانچ منٹ کے اندر شیر دلدل میں غروب ہو گیا تھا۔

ماحول میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ شام ہو گئی کیفیت وہی تھی داہنی سمت جنگل اور بائیں سمت دلدل کا سمندر لیکن شام ہوتے ہی دلدل سے مچھروں کے بادل نمودار ہونے لگے سیاہ منارے فضا میں بلند ہو کر منتشر ہو رہے تھے اور ہمارے اردگرد پھیلتے جا رہے تھے اس عالم میں کوکسن نے قیام کا اعلان کر دیا اور گھوڑے سے اتر گیا۔

"لیکن یہ جگہ تو خاصی خراب ہے مسٹر کوکسن۔" ہیری کین نے پریشانی سے کہا۔

"جو کہہ دیا جائے اس پر تبصرہ مجھے پسند نہیں۔" لاٹوش نے سرد لہجے میں کہا البتہ خیمے نصب کرنے پر اس نے کوئی پابندی عائد نہیں کی تھی اور خود آرام سے باہر کھلی جگہ میں سوتا رہا تھا۔ لوئیسا میرا خاص طور سے خیال رکھتی تھی۔ اس نے ایک خیمے میں میرے لئے انتظام کر دیا۔ ڈوم دوسرے خیمے میں تھا رات کو دوسرے امور سے فراغت حاصل کر کے میں خیمے میں آرام کرنے لگا برابر میں دوسرا خیمہ لگا ہوا تھا۔

دفعتاً میں نے اپنے خیمے کا نچلا حصہ اوپر اٹھتے ہوئے دیکھا پھر ایک آواز سنی۔ "مسٹر ماہر۔ مسٹر ماہر کیا آپ سو رہے ہیں۔" میں نے میتھی کی آواز پہچان لی تھی۔

"نہیں مس میتھی۔ کیا بات ہے؟"

"میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔"
"جی۔ کہیئے۔"
"کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟"
"آیئے۔" میں نے حیرت سے کہا اور وہ اپنے خیمے سے میرے خیمے میں رینگ آئی۔
"سوری۔ شاید میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔"
"کیا بات ہے؟"
"میں آپ سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔"
"کیوں؟"
"ٹمپلر کے بارے میں مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی۔"
"اس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں پڑا۔"
"مجھے اس کے لئے معاف کر دیجئے۔ ویسے آپ بہت خاموش طبع ہیں۔ آپ کے اندر ایک پراسرار کشش ہے۔ ہم لڑکیاں اکثر آپ کے بارے میں باتیں کرتی رہتی ہیں ویسے مسٹر طہابی۔ ایک معیوب سوال کر رہی ہوں کیا اینا آپ کی محبوب ہے؟ معاف کیجئے گا بے تکا سوال ہے۔ لیکن میں پوچھنا چاہتی ہوں۔"
"نہیں۔ وہ صرف میری دوست ہے۔"
"شاید ایسا نہیں ہے۔ میں نے اس کی آنکھوں مین کچھ اور دیکھا ہے۔"
"میرے پاس اس سوال کا جواب نہیں ہے۔"
"مسٹر طہابی۔ کیا آپ نے مجھے معاف کر دیا کیا میں خود کو آپ کا دوست سمجھ سکتی ہوں۔"
"میری آپ سے دشمنی نہیں ہے۔"
"شکریہ۔ مجھے سکون ہو گیا۔ اب میں چلتی ہوں۔ اور مسٹر طہابی۔ شاید۔ میں آپ سے محبت کرنے لگی ہوں۔" ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد وہ اپنے خیمے میں چلی گئی اور میں سر کھجا کر رہ گیا۔ لیکن اس وقت دوسری طرف کے خیمے سے ڈوم نے سر نکال کر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں نے کہا تھا نہ آقا۔ لوگ بہت بڑھ گئے ہیں اب چھانٹی ہو گی مس میٹی ہاروے نے اس کا آغاز کر دیا ہے۔ اینا اس بات سے واقف ہو کر مس ہاروے کے ساتھ بہترین سلوک کرے گی آپ کو یقیناً ریتھا یاد ہو گی۔"
"یہ سب فضول باتیں ہیں اور تجھے اب سو جانا چاہئے۔" میں نے کہا اور ڈوم نے جلدی سے اپنا سر خیمے کے دوسری طرف کر لیا۔ وہ کبھی کبھی ہی شرارت کرتا تھا۔
دوسری صبح آگے کے سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ خیمے باندھ کر بار کر دیئے گئے۔ اینا

لوئیسا کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور وہ کسی ہیجانی کیفیت کا شکار نظر آ رہی تھی۔
"کیا بات ہے اینا۔ کیا مچھروں نے نیند نہیں آنے دی ہے۔" اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ پھر آہستہ سے بولی۔
"نہیں۔ میں رات بھر مصروف رہی ہوں۔"
"کہاں؟"
"ابھی اس سفر کا آغاز نہیں ہو گا۔ ہوشیار ہو جاؤ اور ڈوم کو بھی خبر کر دو۔ ہم اس کالے بھیڑیئے سے نجات حاصل کر رہے ہیں۔ میں انتظام کر چکی ہوں۔" وہ سرگوشی میں یہ الفاظ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

میں اس کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ کالا بھیڑیا وہ کوکسن کو ہی کہہ سکتی تھی، لیکن اس کے لئے اس نے کیا انتظامات کئے ہیں۔ وہ بے شک چالاک اور مجرم عورت ہے لیکن ساتھ ہی پاگل بھی، کہیں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے دوسرے بھی ہلاکت کا شکار ہو جائیں۔ اس کے پورے امکانات ہیں۔ ڈوم کا کہنا ہی درست لگ رہا تھا۔ لوگ بہت بڑھ گئے ہیں چھانٹی ضروری ہے اور شاید اس کا وقت آگیا ہے۔ میں لوئیسا کی ذہنی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ بیشک اس نے کوکسن کو ٹرانس میں لے لیا تھا۔ لیکن کوکسن نے اپنا رویہ بہتر نہیں رکھا تھا۔ لوئیسا بے شک اسے اپنے منصوبے کے تحت ہی لائی تھی، لیکن اس کے امکانات تھے کہ کوکسن بہتر رویہ اختیار کرتا تو اسے کچھ اور زندگی مل جاتی۔

مجھے بس ڈوم درکار تھا، وہ میرا بہترین ساتھی تھا۔ باقی لوگ اپنے طور پر اپنے بچاؤ کا انتظام کریں، چنانچہ میں نے ڈوم کو ہوشیار کرتے ہوئے کہا۔ "وہ شاید کوکسن کے خلاف کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ڈوم.... اور کوکسن مسلح ہے، ہمیں گولیوں سے بچنے کے لئے تیار رہنا ہو گا۔"

مجھے اس کا شبہ تھا عظیم آقا۔ وہ رات بھر جاگتی رہی اور شاید تجربات کرتی رہی ہے، لیکن میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا منصوبہ ہے۔"

"دنیا کا اتنا تجربہ مجھے بھی ہو گیا ہے ڈوم.... کہ سب پہلے اپنے بارے میں سوچتے ہیں، چنانچہ لوئیسا جو کچھ کر رہی ہے اس کی خود ذمے دار ہے، تم اپنے تحفظ کا خیال رکھنا۔" ڈوم مسکرا کر خاموش ہو گیا تھا۔

کوکسن واقعی ناقابل برداشت تھا۔ اسے حکم دینے کی عادت پڑ گئی تھی، حالانکہ اس سفر میں اس کا اپنا مفاد پوشیدہ تھا لیکن وہ ہمیں اپنا قبیلہ تصور کر رہا تھا اور خود کو ہمارا حکمران، بہرحال وہ احکامات جاری کرنے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی گھوڑے سنبھال لئے۔ لوئیسا نے گاڑیوں کی خاص ترتیب کی تھی تمام گاڑیوں میں اس کے ساتھی موجود تھے۔ مجھے سب سے پیچھے والی گاڑی میں جگہ دی گئی تھی۔ ڈوم تو میرے ساتھ ہی ہوتا تھا لیکن پروفیسر حق ایک دوسری گاڑی میں سوار ہونے لگا تو لوئیسا نے اسے روک کر ہماری جیپ میں سوار ہونے کی ہدایت کی۔ لوئیسا کی گاڑی سب سے آگے تھی۔

سفر شروع ہوئے کوئی بیس منٹ گزرے تھے کہ اچانک لوئیسا کی جیپ نے رخ بدلا اور

طوفانی رفتار سے سائڈ لے کر گھوڑوں کو اوور ٹیک کرنے لگی۔ یہ صورت حال خود ہماری سمجھ میں نہیں آئی تھی کوکسن کیا سمجھتا، لیکن نہ صرف میں نے بلکہ دوسروں نے بھی لوئیسا کو کوکسن پر کوئی سیال شے اچھالتے دیکھا تھا جو اسے بھگوتی ہوئی اس کے سر سے گزر گئی تھی۔ اس کے فوراً بعد لوئیسا نے کپڑے کے ایک گولے کو آگ لگا کر اس پر اچھال دیا۔ فوراً ہی کوکسن کے پورے بدن نے آگ لپک لی۔ یہی نہیں بلکہ لوئیسا کے دوسرے ساتھیوں نے بھی جیپوں کی رفتار تیز کر کے دوسرے گھوڑوں پر یہی عمل کیا اور گھوڑے بھڑک گئے۔

کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ انوکھی اور ناقابل فہم کارروائی تھی، لیکن نتیجہ بے حد ہولناک تھا۔ جنگل کی سائڈ چونکہ جیپوں نے روکی ہوئی تھی اس لئے وحشت زدہ گھوڑے دلدل کی سمت اس بری طرح بھاگے کہ ایک گھوڑا بھی نہ روکا جا سکا، لیکن کچھ ہی دور جا کر ان کے قدم بوجھل ہو گئے۔ آگ ان کے جسموں کو جھلسا رہی تھی اور دلدل نے ان کے پاؤں پکڑ لئے تھے۔ ادھر جیپوں کے اسٹیرنگ پر موجود لوئیسا کے ساتھیوں نے کلچ دبا کر ایکسیلریٹر پر پاؤں آخری حد تک دبا دیا تھا جس سے جیپوں کے انجن خوفناک آواز میں گرجنے لگے اور ڈیزل کے کالے دھوئیں نے فضا کو سیاہ کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک بھی گھوڑا ایسا نہیں رہا جس کا سوار اس کا رخ بدلنے میں کامیاب ہو سکا ہو۔ وہ سب دلدل میں دھنس گئے تھے۔

لوئیسا نے اپنے منصوبے میں صرف اپنے ساتھیوں کو شریک کیا تھا۔ انہوں نے اتنے فاصلے پر جیپیں روکیں کہ کوکسن کے پاس موجود ہتھیار کارگر نہ ہو سکے۔ حالانکہ ایسا صرف احتیاطاً کیا گیا تھا کوکسن تو سب کچھ بھول گیا ہو گا۔ میں نے اسے ایک مشعل کی شکل اختیار کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے بعد دلدل.... ان میں سے بہت سوں نے بدحواسی میں گھوڑوں سے چھلانگ لگا دی تھی لیکن قاتل دلدل بھلا انہیں چھوڑتی۔ وہ تھوڑی سی جدوجہد کر کے ساکت ہو گئے تھے۔

ہر شخص دم روکے ہوئے تھا۔ ان کے سوچنے کی قوتیں سلب ہو گئی تھیں۔ یہ کیا ہوا ہے کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا ڈوم پہلا شخص تھا جس نے آواز نکالی۔

"وہ اپنے دشمن کو ختم کرنا جانتی ہے اور اس کے بارے میں سوچنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کے ساتھی تربیت یافتہ ہیں۔"

"کوکسن کا خاتمہ....." ڈوم ہنس کر بولا۔

"میرے خدا....... ہم انہیں بے بسی سے مرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔" اور وہ نظر آ رہے تھے، بے حد خاموشی سے دلدل میں غرق ہوتے ہوئے اب انہوں نے ہر جدوجہد ترک کر دی تھی اور خاموشی سے مر رہے تھے، پھر آخری دھبہ بھی روپوش ہو گیا تو لوئیسا نے

جیپ آگے بڑھا دی۔ تمام گاڑیاں سست روی سے آگے بڑھنے لگیں۔ یہ خاموش سفر کوئی دو گھنٹے جاری رہا۔ پھر لوئیسا کی جیپ جنگل کی سمت ڈھلان میں اتر گئی اور تمام جیپوں نے اس طرف کا رخ کیا۔

لوئیسا جیپ سے نیچے اتر آئی تھی۔ وہ بے حد خوشگوار موڈ میں تھی۔ اس نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا۔ "فرینڈز میں نے تمہیں اس متعصب جنونی سے نجات دلائی ہے اور پوری رات جاگ کر اس منصوبے کی تکمیل کی ہے۔ اس لئے تم لوگ مجھے آرام کے لئے کچھ وقت ضرور دو گے۔"

اس کے دوسرے ساتھی بھی نیچے اتر آئے پھر سب لوگ۔ اب انہوں نے لوئیسا کو گھیر لیا تھا' وہ بولی۔ "تم لوگ یقین کرو' میں نے آتشیں ہتھیار بچانے کے بارے میں بہت سوچا' لیکن کوئی ترکیب نہیں ہو سکی' افسوس ہم ہتھیار کھو چکے ہیں۔"

"لیکن میڈم لوئیسا' آپ نے یہ سب کیا کیا۔" بل ہاروے نے تعجب سے پوچھا۔

"میں بتا چکی ہوں۔ وہ نسل پرست کتا...... ہر سفید فام سے نفرت کرتا تھا اور جو کچھ وہ کرتا رہا ہے اسے عظیم الشان دولت کا لالچ نہ دیا جاتا تو وہ بڑی ظرافت سے کام لیتے ہوئے ہمیں ہلاک کر دیتا اور ہم اس کے پورے قبیلے سے جنگ نہیں کر سکتے تھے۔ جو لوگ اس کے ساتھ آئے ان کی تقدیر کا فیصلہ کر چکی تھی۔ بس اسے اس کے قبیلے سے نکال کر ہم نے اس کی طاقت تقسیم کی پھر اسے مار دیا۔"

"کیا یہ منصوبہ پہلے سے تمہارے ذہن میں تھا....؟" ہیری کین نے سوال کیا۔

"نہیں..... میں نے صرف اتنا سوچا تھا کہ میں مناسب موقع تلاش کر کے انہیں قتل کر دوں گی' لیکن میری رہنمائی دلدل میں غرق ہونے والے اس شیر نے کی۔ میں نے سوچا اگر پوری ترتیب سے ان کے گھوڑوں کو بھڑکا کر دلدل کی طرف دوڑایا جائے تو کام ہو جائے گا۔"

"وہ کیا شے تھی جو تم نے ان پر پھینکی....؟"

"اسپرٹ..... جو ہمارے سامان میں موجود تھی۔ میں نے جرکن اور ہیگلے نے اسے اس انداز سے محفوظ کیا تھا کہ ضرورت کے وقت وہ خاطر خواہ ہمارے کام آ سکے۔ کیا اب مجھے سونے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ جونز میرے لئے خیمہ لگا دو...... اور پھر میرے سونے کی جگہ شور نہ کیا جائے میں سخت نیند محسوس کر رہی ہوں۔"

لوئیسا کے اس کارنامے سے سبھی متاثر تھے۔ ہر چند کہ اس میں انسانی زندگیاں ختم ہوئی تھیں لیکن کوکسن کسی کی پسندیدہ شخصیت نہیں تھی۔ اس لئے اس کی موت پر کسی کو افسوس نہیں تھا۔ یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ آج آگے سفر نہیں کیا جا سکے گا۔ اس لئے سب نے اپنے لئے مشغلے دریافت کر لئے۔ بل ہاروے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کچھ خاص جڑی

بوٹیوں کی تلاش میں نکل گیا۔ پروفیسر حق نے ایک کاغذ پر کچھ لکھنے کا کام سنبھال لیا۔ میں ڈوم کے ساتھ کافی دور آ گیا۔ ڈوم نے کہا۔

"آقا..... سب لوگوں نے اپنے مشاغل تلاش کر لئے ہیں۔ میں بھی ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا....؟"

"جنگل درندوں سے بھرا پڑا ہے اور کسی بھی وقت ان سے سابقہ پڑ سکتا ہے جبکہ کسی کے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔"

"ہاں' ایسا ہے...."

"کیوں نہ ہم ہتھیار بنائیں...."

"کیسے....؟"

"میں اپنے اور تمہارے لئے ہتھیار بناتا ہوں۔ سامان میں ایسے چاقو موجود ہیں جو بظاہر معمولی ہیں لیکن اوزار کے طور پر انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ میں نے لوئیسا کے پاس ایک خنجر بھی دیکھا ہے جسے اس نے بہت چھپا کر رکھا ہے لیکن ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہو گی۔"

ڈوم نے جو ہتھیار بنائے بہت پسند آئے تھے۔ وہ خاص قسم کی لکڑی تلاش کر کے لایا تھا جو لوہے کی طرح سخت اور وزنی تھی۔ اس کا مظاہرہ کر کے بھی ڈوم نے دکھایا اور بولا۔ "انہیں دور سے پھینک کر مارا جا سکتا ہے ہم ان سے شکار بھی کر سکتے ہیں اور دیکھو۔" ڈوم نے کہا اور ایک چھوٹے ہتھیار کو سنبھال کر ایک درخت کو نشانہ بنایا۔ سخت لکڑی کوئی پانچ انچ درخت کے تنے میں داخل ہو گئی میں نے تحسین آمیز نظروں سے ڈوم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن دوسرے اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ اسے اس قوت سے پھینکنا دوسروں کے لئے ممکن نہیں ہے۔"

"ہمیں دوسروں سے غرض نہیں ہے آقا....." ڈوم برا سا منہ بنا کر بولا..... پھر تالیوں کی آواز سن کر ہم چونکے' پلٹ کر دیکھا تو میٹی زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔

"یہ شخص باکمال ہے' کیا عمدہ ہتھیار بنایا ہے۔ مجھے کچھ وقت دو گے مسٹر طاہلی....." میٹی نے قریب آ کر کہا۔

"اب تم تھوڑا سا رومانس کر لو آقا۔ وقت کاٹنے کے لئے برا نہیں ہے۔" ڈوم نے کہا اور وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

"شاید وہ تمہارا بے تکلف دوست بھی ہے' میں تم دونوں کو زیادہ تر قریب دیکھتی ہوں۔"

"تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہو....؟" میں نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"تمہارے بارے میں کچھ زیادہ جاننے کی خواہش مند ہوں۔"

"اس سے فائدہ....؟"

"میری زندگی کی کتاب میں محبت کا صفحہ اب تک خالی رہا ہے۔ اصل میں اپنے بارے میں کبھی نہیں سوچا کہ میں لڑکی ہوں۔ میرے ڈیڈی دوسروں سے ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں کہ میں ان کا بیٹا ہوں اور میں نے بھی ہمیشہ یہی سوچا..... بہت سے خوبصورت لڑکے میری قربت کے خواہش مند ہوئے اور میں نے انہیں توڑ پھوڑ کر واپس کر دیا..... لیکن اب ایک بات کی قائل ہو گئی کہ عورت کے اندر عورت اس وقت جاگتی ہے جب اس کی پسند کا کوئی مرد اس کے سامنے آئے اور تم وہی ہو...."

اس کی احمقانہ بات پر مجھے ہنسی آ گئی' میں نے خوشگوار موڈ میں کہا۔ "اور وہ لڑکے تمہیں ناپسند تھے....؟"

"ہاں' ان میں کوئی تم جیسا نہیں تھا۔"

"تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ جسے تم پسند کرو گی وہ تمہیں پسند کرے گا یا نہیں....؟"

"سوچا ہے...."

"کیا فیصلہ کیا....؟"

"ہر کام محنت طلب ہوتا ہے۔"

"کیا مطلب....؟"

"میں تمہیں اپنی طرف راغب کرنے کے لئے محنت کروں گی اور یہ جانتی ہوں کہ ایسا ہو جائے گا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر بولی۔ "اور میں جانتی ہوں کہ تم اپنا لوئیسا کو نہیں چاہتے جبکہ میں کہہ چکی ہوں کہ وہ تمہیں چاہتی ہے۔"

"تم کیسے جانتی ہو کہ میں اسے نہیں چاہتا۔"

"لوگ جب اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں تو میں تمہیں دیکھتی رہتی ہوں۔ کسی کو پتہ بھی نہیں ہوتا' میں نے کبھی تمہاری آنکھوں میں اس کے لئے پیار نہیں دیکھا۔"

"اس کی آنکھوں میں دیکھا ہے....؟"

"ہمیشہ...."

"تم اس سے خوفزدہ نہیں ہو....؟"

"کیوں....؟"

"وہ کس قدر خونخوار ہے' اس کا تو تمہیں اندازہ ہو چکا ہے۔"

"عورت کے بارے میں بہت کم جانتے ہو ماہر.... اگر وہ اپنے محبوب پر کسی اور کا تسلط پاتی ہے تو اس سے کہیں زیادہ خونخوار ہو جاتی ہے۔ کاش وہ کبھی میرے راستے میں نہ

آئے۔"

"بل ہاروے کو چاہئے کہ وہ کسی المناک حادثے سے بچنے کی کوشش کرے' میرے خیال میں کسی کو اس سے بات کرنی چاہئے۔" میں نے کہا۔

"پروفیسر حق یہ فرض پورا کر چکا ہے اور میں نے ڈیڈی سے بات کر لی ہے' ان کی تشویش ختم ہو گئی ہے۔"

"کیسے....؟" میں نے تعجب سے پوچھا' میرے علم میں نہیں تھا کہ پروفیسر حق نے کوئی ایسی بات کی ہے۔

"ڈیڈی نے مجھ سے بات کی تھی۔ میں نے ان سے صاف کہہ دیا کہ اس بارے میں کوئی دوسرا نہیں ہے خود فیصلہ کروں گی اور کسی کو یہ اختیار نہیں دے سکتی۔"

"ختم کرو مجھے ان فضولیات سے دلچسپی نہیں ہے۔"

○

"پروفیسر حق میری بات سن کر مسکرایا پھر بولا۔ "یہ گدھے ان خطرناک جنگلوں میں بھی لڑکیوں کو لے کر سفر کرتے ہیں۔ ان کو اب یہ احساس ہو رہا ہے کہ ایک کمانڈر کو زیادہ لوگوں کی ذمے داری نہیں قبول کرنی چاہئے۔ بہتر ہے کہ بل ہاروے اپنی ٹیم کے ساتھ راستہ تبدیل کر لے یا فاصلہ اختیار کر لے۔ اور رہی بات اس بے وقوف لڑکی کی.... تو..... وہ مغرب کی بے باکی اور خودسری کا شکار ہے۔ ہاروے کو اس کی ذمے داری قبول کرنی چاہئے کیونکہ وہ لوئیسا کو نہیں جانتا۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ یہ بھی کہا تھا اس سے کہ تم اپنا کی ملکیت نہیں ہو۔"

ہاروے گروپ خاص قسم کی کونپلوں کا انبار لایا تھا اور وہ لوگ بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ "یہ بوٹیاں خشک ہو کر ایک کیمیکل کی شکل اختیار کر لیتی ہیں جو بے حد قیمتی فروخت ہوتا ہے۔" ہاروے نے بتایا۔

"تم آگے کتنی دور جاؤ گے بل ہاروے....؟" پروفیسر حق نے پوچھا۔

"یہ تو ابتدا ہے پروفیسر.... ہمارا منصوبہ تو بے حد وسیع ہے.... ویسے میڈم لوئیسا کو ایک بات بتانا ضروری ہے۔"

"کیا....؟"

"یہ علاقہ بے حد خطرناک ہے' غالباً یہاں بارشیں بے پناہ ہوتی ہیں جن کی وجہ سے یہ دلدل بن گئی ہے۔ جنگل کا ابتدائی حصہ بیشک سخت زمین پر مشتمل ہے لیکن آگے چل کر وہ بھی پانی سے بھرے ہوئے خوفناک گڑھوں میں بدل جاتا ہے اور مزید کچھ آگے دلدل بن جاتا ہے' غالباً اسی وجہ سے یہاں درندوں کی تعداد کم ہے۔"

لوئیسا جاگ گئی' بہت خوشگوار موڈ میں تھی۔ وہ کوکسن سے نجات مل جانے پر بہت

خوش تھی اور اس کی باتیں کرتی رہی تھی۔ "اس نے ہمیں اپنی رعایا سمجھ لیا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ یہ لمحات میں نے کس طرح انگاروں پر گزارے ہیں۔ وہ بدبخت تو مسٹر طبابی پر بھی فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ تو شکر ہے کہ اس نے ان سے کوئی بدتمیزی کرنے کی کوشش نہیں کی ورنہ پھر کسی مصلحت کی گنجائش نہ رہتی۔"

بل ہاروے کے انکشاف پر اس نے کہا۔ "میں خود بھی دلدل کی بو اور ایک گھٹن کا شدید احساس کر رہی ہوں۔ اب آپ لوگوں پر منحصر ہے کہ ہمت ہے تو رات کو بھی سفر کریں۔ میں اب بالکل فٹ ہوں۔"

"اگر یہاں سے نکلنے کے لئے ہم چند راتوں کو بھی سفر کر لیں تو کیا حرج ہے....؟" روسٹر ڈکنز نے کہا۔

"کوئی حرج نہیں ہے۔ صرف ڈرائیونگ کرنے والوں کو محتاط رہنا ہو گا۔ باقی لوگ گاڑیوں میں سو سکتے ہیں۔"

"تو پھر رات کی شکم سیری کے بعد.... سفر شروع کر دیا جائے۔" لوئیسا نے منظوری دیدی۔

طریقہ سفر کیونکہ ذرا بدلا ہوا تھا اس لئے اچھا لگ رہا تھا۔ ڈرائیونگ محتاط لوگ کر رہے تھے۔ ہر ایک ڈرائیور کے ساتھ ایک شخص کو شریک کر دیا جاتا تھا تاکہ دوسرے کو تنہا ہونے کی وجہ سے نیند نہ آ جائے۔ ایسی ڈیوٹی ہمیں نہیں دی جاتی تھی لیکن میں ڈوم کے ساتھ بہت وقت تک جاگتا رہا تھا اور ہم ماضی کے واقعات یاد کرتے رہے تھے جن میں ستاروں والی کا تذکرہ بھی تھا۔

"وہ میرے لئے ایک معمہ تھی۔"

"کچھ اندازے میں نے بھی لگائے ہیں آقا....."

"کیا....؟"

"یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کچھ پراسرار قوتیں بھی تمہاری تکمیل کی منتظر ہیں۔ یہ میرا احساس ہے۔"

"پراسرار قوتیں....؟"

"جیسے ستاروں کی دیوی۔ تم خود جانتے ہو کہ ہیا کے بغیر تمہارا وجود آدھا ہے' لیکن میں جانتا ہوں کہ ہیا کے مل جانے کے بعد وہ تمہاری طرف ضرور متوجہ ہو گی۔"

"اس وقت میں بھی اس کے بارے میں سوچوں گا۔" میں نے مسرور لہجے میں کہا۔

"شاید دلدل کا علاقہ ختم ہو گیا ہے۔" آدھی رات کے بعد ڈوم نے کہا۔

"کیسے اندازہ ہوا.....؟"

"فضا میں اب دلدل کی بو نہیں ہے۔"

"ہاں..... شاید....." میں نے بے توجہی سے کہا۔ لیکن پھر خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ تیز چمک نے ڈوم کے خیال کی تصدیق کر دی۔ نہ جانے کب بادلوں نے آسمان پر قبضہ کر لیا تھا اور ہمیں دھوکے میں رکھ کر اپنی پوزیشن مستحکم کر لی تھی' پھر جب ان کی قوت مجتمع ہو گئی تو انہوں نے اپنی موجودگی کا اعلان کر دیا..... بجلی بار بار چمکنے لگی اور گڑگڑاہٹ اتنی تیز ہونے لگی کہ سبھی جاگ گئے۔ لوئیسا نے صورتحال پوچھی تو اس کے ساتھی نے بتایا۔

"بادل بہت گہرے ہیں میڈم.... آسمان گہرا تاریک ہو چکا ہے...."

"اور دلدل....؟"

"وہ بہت پیچھے رہ گئی ہے' ہم اس وقت ایک پیالہ نما وادی میں سفر کر رہے ہیں' جس کے ہر طرف پہاڑی ٹیلے کھڑے ہوئے ہیں۔ وادی بے حد وسیع ہے اس میں جگہ جگہ گھنے درخت بکھرے ہوئے ہیں۔ زمین پر لمبی گھاس ہے' لیکن وہ سفر کے قابل نہیں' اوہو.... بارش شروع ہو گئی۔"

موٹی موٹی بوندیں گاڑیوں کے اسکرین بھگونے لگیں' تمام گاڑیوں میں بارش سے بچاؤ کا بندوبست کیا جانے لگا۔ وہ سب ایسی کھلی جگہوں کو ڈھک رہے تھے جہاں سے بارش کا پانی اندر جا سکتا تھا۔ تمام سونے والے جاگ گئے تھے۔ ہیڈلائٹس پانی کی دھاروں کو نمایاں کر رہی تھیں۔ لوئیسا نے سفر ختم کرنے کی بات نہیں کی تھی اس لئے یہ سفر مسلسل جاری رہا تھا۔ بارش اس قدر دھواں دھار تھی کہ لگتا تھا آسمان کے سوتے کھل گئے ہیں۔ اب کسی قدر تشویش کا احساس ہو رہا تھا۔ بل ہاروے نے آخر کار زبان کھول دی۔

"میڈم.... زمین پر پانی بہت جمع ہو رہا ہے اور اب یہ دیکھنا ممکن نہیں ہے کہ آگے کیا ہے۔"

"ہاں' میں محسوس کر رہی ہوں۔" لوئیسا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"آگے گڑھے بھی ہو سکتے ہیں۔"

"کوئی مناسب جگہ تلاش کرو..... آہ' واقعی بارش بہت تیز ہے' اوہ..... وہ دیکھو..... شاید وہ کوئی بڑا درخت ہے۔" بجلی چمکی تو لوئیسا نے ایک طرف اشارہ کیا۔ بجلی بار بار چمک رہی تھی اور سب نے اس درخت کو دیکھ لیا تھا جسے دنیا کا حیرت انگیز درخت کہا جا سکتا تھا۔ اس کا تنا ناقابل یقین پھیلاؤ رکھتا تھا۔ بلاشبہ وہ بیس فٹ سے زیادہ قطر رکھتا تھا اور اس کی موٹی شاخیں کوئی ساٹھ سترفٹ کے پھیلاؤ میں تھیں۔ ہیری نے خوش ہو کر کہا۔

"وہ بہترین پناہ گاہ ہے۔ اس کے نیچے ہم بارش سے محفوظ رہیں گے۔"

"ہری اپ...." لوئیسا نے کہا اور گاڑیوں کو ہدایات جاری کی جانے لگیں۔ درخت زیادہ دور نہیں تھا کچھ دیر کے بعد ہم اس کے نیچے پہنچ گئے۔ گاڑیوں کو درخت کے قریب کھڑا کر کے ان کے انجن بند کر دیئے گئے۔ گھنے درخت نے چھت کا کام دیا تھا اور ہم اس

کے عظیم پھیلاؤ میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ سبھی لوگ اس درخت پر چڑھ گئے تھے۔ اس کی شاخیں جو بعض جگہوں پر خود کسی درخت کے تنے کے برابر موٹی تھیں' بیس سے پچیس گز تک کا پھیلاؤ رکھتی تھیں۔

"خدا کی پناہ..... پانی برسنے کی آواز سن رہی ہو لوئیسا....." پروفیسر حق نے کہا۔

"یہ ایک دلچسپ تجربہ ہے' لیکن میرا خیال ہے کہ وہاں سے چل پڑنے کا فیصلہ بہترین رہا۔ اب اس عظیم دلدل کا راز بھی معلوم ہو گیا..... لیکن بارش ایک دلچسپ چیز ہے' ہمیں سہم کر بیٹھنے کے بجائے اس سے لطف اندوز ہونا چاہئے اگر کچھ مہم جو کافی بنانے کی ذمے داری قبول کر لیں تو لطف آ جائے گا....."

"واہ' کیا دلکش بات کہی ہے۔" نہ جانے کیوں میرے منہ سے نکل گیا اور لوئیسا نے چونک کر مجھے دیکھا' پھر خود اٹھتی ہوئی بولی۔

"میں بناتی ہوں۔"

"تم آرام کرو..... ہم یہ کام کریں گے۔" بیٹی نے اچانک کہا اور اٹھ گئی اس کی دوسری ساتھی لڑکیوں نے اس کی مدد کی۔ لوئیسا نے کوئی خیال نہیں کیا تھا لیکن پروفیسر حق نے سرگوشی کے انداز میں کہا تھا۔

"یہ سب خطرناک ہے۔"

اس سے کہیں زیادہ خطرناک وہ بارش تھی جس کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی اور اب تو سارا ماحول پانی کی دھاروں میں چھپ گیا تھا۔ بجلی بھی چمکتی تو پانی کی چادر کے سوا کچھ نظر نہ آتا۔ کافی تیار ہو گئی۔ گرم کافی کے ساتھ بارش کا جائزہ لیا جاتا رہا۔

ہاروے نے کہا۔ "اس وادی کی شکل ایک پیالے جیسی ہے اور یوں لگ رہا ہے جیسے پانی زمین پر جمع ہوتا جا رہا ہو۔ میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا مسٹر ہاروے.....؟" لوئیسا نے پوچھا۔

"اگر ہم یہ سامان درختوں کی اونچی شاخوں پر منتقل کر دیں تو کیا بہتر نہ ہو گا.....؟"

"آہ' یہ کیسے ممکن ہے.....؟" لوئیسا بولی۔

"صرف وہ سامان جس کے بھیگ کر خراب ہونے کا خدشہ ہو۔ خصوصاً خوراک وغیرہ اجازت ہو تو میں کر کے دکھاؤں....." بل ہاروے نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے سامان کو محفوظ طریقے سے شاخوں کے جوڑوں پر جمانا شروع کر دیا۔ لوئیسا شاید بل ہاروے کے اس عمل سے متفق نہیں تھی لیکن اس نے بل ہاروے کی کارروائیوں میں مداخلت بھی نہیں کی۔ ہاروے نے نہ صرف اپنا بلکہ لوئیسا کا سامان بھی وسیع و عریض درخت کی شاخوں پر جما دیا اور اسے اس طرح محفوظ کر دیا کہ ہوا کے تیز ترین جھکڑ بھی اسے نہ گرا سکیں' لوئیسا بس دلچسپی سے ہاروے کی مشقت کو دیکھتی رہی اس نے دبی زبان سے کہا بھی.....

"مسٹر ہاروے محنت کشی کے موڈ میں ہیں' اب انہیں یہ سامان دوبارہ ان گاڑیوں پر بار کرنا ہو گا' لیکن کوئی حرج نہیں ہے' یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ بارش یہاں ہمارا کافی وقت خراب کرے گی تاہم ٹھیک ہے' یہ خوبصورت مکان واقعی اس صحرائے اعظم میں اپنی نوعیت کا انوکھا مکان ہے اور دیکھو تو کتنی وسعت ہے اس کی' قلعہ بنا ہوا ہے پورا....."

لوئیسا کی بات پر کسی نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا' شاخوں کے درمیان واقعی اتنی وسیع جگہ تھی کہ اگر کوئی لیٹنا بھی چاہے تو اسے گرنے کا خدشہ نہ رہے۔ بارش تھی کہ معلوم ہوتا تھا اب کبھی نہیں رکے گی..... میں نے بھی ایک شاخ سے پشت لگا کر آنکھیں بند کر لیں' میرا ذہن بھٹکنے لگا' ایک موہوم سی آس دل میں جاگی تھی اور میں نے ہیا کا تصور شروع کر دیا' لیکن اس میں کامیابی نہیں ہو سکی' سب ہی جاگ رہے تھے' کوئی بول پڑتا' کوئی سوال کر ڈالتا نتیجہ میں یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا شاید میرے اور ڈوم کے علاوہ وہ تمام ہی لوگ شدید بارش سے متفکر تھے اور سوچ رہے تھے کہ کیا ہونے والا ہے پھر رات کے آخری حصے میں ایک اور عمل شروع ہو گیا۔ پہاڑیوں کی بلندیوں سے درجنوں آبشار وادی میں گرنے لگے۔ یہ وہ پانی تھا جو بارش کی وجہ سے پہاڑوں پر جمع ہو کر پھر گہرائیوں میں گر رہا تھا' اس کے گرنے کی آواز اس قدر خوفناک تھی کہ محسوس ہوتا تھا جیسے زلزلہ آ گیا ہو لیکن پھر بل ہاروے نے ہی ٹارچ کی روشنیاں زمین پر ڈالیں تو ایک دم چونک پڑا زمین پر اب ایک جھیل سی بنتی جا رہی تھی اور پانی تیزی سے جمع ہو رہا تھا۔ بل ہاروے نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں گاڑیوں کی بیٹریاں گاڑیوں سے نکال لانی چاہئیں۔ اگر پانی زیادہ ہو گیا تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی۔"

"اوہ بل ہاروے اب ہمیں ہر طرح کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یا پھر تم گاڑیوں کو بھی اس درخت پر اٹھا لاؤ گے....." لوئیسا نے کہا اور بل ہاروے خاموش ہو گیا۔

بات ایک طرح سے درست ہی تھی' بل ہاروے کیا کیا چیز بچا سکتا تھا' پانی تھا کہ قیامت خیز بارش کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا تھا' سب کچھ ہوا لیکن بارش صبح کی روشنی کو نہ روک سکی آہستہ آہستہ اجالا ہونے لگا' اس اجالے میں جو منظر ہماری نگاہوں کے سامنے آیا وہ واقعی چونکا دینے والا تھا۔ لڑکیوں کی تو چیخیں نکل گئی تھیں۔

یہ پوری پیالہ نما وادی ایک جھیل بن گئی تھی اور وہ چھوٹے چھوٹے درخت جو پہلے وہاں دیکھے گئے تھے پانی میں ڈوب گئے تھے ہمارے چاروں طرف بس ایک سمندر محسوس ہوتا تھا اور سمندر کے بیچوں بیچ اس درخت کا آدھا تنا پانی میں ڈوب چکا تھا۔ ہم تو واقعی اندازہ نہیں لگا پائے تھے کہ پانی اس انداز میں بڑھ رہا ہے اور اتنا بلند ہو چکا ہے۔ البتہ اب پانی کی سطح مزید بلند نہیں ہو رہی تھی۔ پانی کے اس طرح رک جانے کی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی

تھی لیکن جوں جوں روشنی بڑھتی گئی۔ یہ وجہ بھی سمجھ میں آنے لگی۔

بے شک پانی کی نکاسی تھی اور وہ پیالے نما وادی کے ان پہاڑوں میں بنے ہوئے دروں سے باہر نکل رہا تھا لیکن آنے والے پانی کی مقدار اتنی زیادہ تھی کہ وہ کم نہیں ہو پا رہا تھا۔ چنانچہ خدشہ تھا کہ اس کی سطح بڑھتی جائے گی۔ یہ منظر واقعی ہولناک تھا' یہ درخت اس وقت کچھ انسانوں کی زندگیاں بچائے ہوئے پامردی سے کھڑا ہوا تھا' ورنہ باقی سب کچھ تہس نہس ہو گیا تھا۔ گاڑیوں کی جانب تو ہم نے توجہ ہی نہیں دی تھی لیکن اب ہماری گاڑیاں پانی کے نیچے پہنچ چکی تھیں صرف ان کی چھتوں کے دھبے نظر آ رہے تھے' جو بڑھتے ہوئے پانی کی سطح کے ساتھ ساتھ گم ہوتے جا رہے تھے۔ بل ہاروے نے غمگین لہجے میں کہا۔

"آہ' گاڑیاں تباہ ہو گئیں...." لوئیسا قہقہہ لگا کر ہنس پڑی اس وقت اس کے حلق سے نکلنے والا یہ قہقہہ بڑا اجنبی اجنبی لگا تھا۔

اینا لوئیسا نے کہا۔ "کیا دلچسپ منظر ہے۔ مسٹر ہاروے آپ تو مہم جو ہیں۔ زندگی میں پہلے کبھی ایسے واقعات سے سابقہ نہیں پڑا۔"

"آپ صورت حال کی نزاکت کا اندازہ نہیں لگا رہیں میڈم لوئیسا۔ پانی جس رفتار سے بڑھ رہا ہے اس کے تحت وہ ان شاخوں سے اونچا بھی ہو سکتا ہے۔" ہاروے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"آبی مخلوق کا تجربہ دلچسپ ہو گا۔ ہم دیکھیں گے کہ زیر آب زندگی کیسی ہوتی ہے۔"

"زیر آب زندگی نہیں موت ہو گی۔" ہاروے نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"موت سے ملاقات تو لازمی ہے' ایک اجنبی شے بالآخر کسی نہ کسی وقت ضرور آئے گی اور ہر اجنبی شے دلکش ہوتی ہے۔ میری زندگی میں مسٹر ہاروے' ہزاروں بار موت میرے قریب آئی ہے اور میں نے استقبالیہ نظروں سے اسے دیکھا ہے۔ وہ جب بھی نظر آئی میں اس کا استقبال کروں گی۔ ویسے اس درخت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔"

"کیا مطلب....؟"

"کیا یہ خوفزدہ نہ ہو گا....؟"

"پتہ نہیں...."

"اسے ضرور اس بڑھتے ہوئے پانی کا احساس ہو گا لیکن یہ انتظار کر رہا ہے۔"

بل ہاروے نے لوئیسا کو ایسی نگاہوں سے دیکھا جیسے سوچ رہا ہو کہ یہ دماغی مریضہ ہے اس سے کچھ کہنا بیکار ہے اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ پھر دن پوری طرح روشن ہو گیا اور اطراف کے مناظر نمایاں ہو گئے۔ ہم نے بلندیوں سے گرنے والے لاتعداد آبشاروں کو دیکھا۔ کروڑوں ٹن پانی موٹی دھاروں کی شکل میں گر رہا تھا۔ وادی میں ہلچل مچی ہوئی تھی بیشمار جانور پانی میں رہتے ہوئے زندگی کی جدوجہد کر رہے تھے۔ ان کی بے بسی افسوس ناک

تھی' بہت سے مر چکے تھے۔

لوئیسا نے کہا۔ "آہ.... ان میں جنگلی بستیوں میں رہنے والے انسان بھی ہوں گے۔"

"ایسی جگہوں کے رہنے والے اس افتاد سے واقف ہوتے ہیں اور اپنا تحفظ کر لیتے ہیں۔" روسٹر نے کہا۔

اچانک ہمیں اپنے بہت قریب ایک گرجدار غراہٹ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی پانی میں ایک شدید ہلچل مچی۔ سب کی توجہ اس طرف ہو گئی۔ وہ پیلے رنگ کا سیاہ چتی والا گلدار تھا۔ آٹھ فٹ سے زیادہ لمبا نہایت تومند...... اس نے کسی طرح درخت کے تنے کو پکڑ لیا تھا اور اس پر پہنچ جانے کی فکر میں سرگرداں تھا۔ پھر وہ اس جدوجہد میں کامیاب ہو گیا اور ایک شاخ اس کے ہاتھ آ گئی۔ وہ اسی شاخ پر چڑھ آیا تھا۔

تقریباً تمام ہی لوگ چیخ پڑے اور گلدار شاخ کے آخری سرے تک دوڑتا چلا گیا۔

"آہ' یہ ہمیں ہلاک کر دے گا۔ اسے مارو...." ہیری کین نے کہا۔

"یہ فرض آپ پورا کر دیں مسٹر ہیری کین۔" لوئیسا نے کہا۔

"مسٹر ڈوم' اپنا ساختہ ہتھیار استعمال کرو۔" روسٹر بولا۔

"نہیں' یہ اس کی مملکت ہے اور اسے ہم سے زیادہ اس درخت پر پناہ لینے کا حق ہے۔" میں نے کہا اور سب خاموش ہو گئے۔ گلدار شاخ کے آخری سرے پر جا بیٹھا تھا۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر ہر اس شاخ کو دیکھا تھا جہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر وہ پانی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس وقت وہ ایک معصوم بلی نظر آ رہا تھا۔ لوئیسا پھر ہنس پڑی۔

"یہ شیطان درندہ ہے' لیکن دیکھو.... موت کی قربت ہر جاندار کو کس قدر نرم کر دیتی ہے۔"

"خدا کے لئے خاموش رہو' یہ ہماری آواز پر بھڑک نہ اٹھے۔" بل ہاروے رندھی ہوئی آواز میں بولا' لیکن لوئیسا ہنستی رہی۔ ڈوم نے میرے کان میں سرگوشی کی۔

"وہ کسی طور اس وقت خطرناک نہیں ہے۔ تم انہیں مجبور کر سکتے ہو آقا کہ کوئی اسے نہ چھیڑے۔"

"بے فکر رہو' میں اسے نقصان نہ پہنچنے دوں گا' کیونکہ ایک روایت کے مطابق اس نسل نے میری پرورش کی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

بارش کا زور ٹوٹتا نظر آیا۔ اس گلدار کی آمد کے بعد ہر شخص کھانا پینا تک بھول گیا تھا۔ لڑکیوں کے تو دم نکلے ہوئے تھے۔ پھر بارش بند ہو گئی' لیکن جھرنے اسی طرح گر رہے تھے۔ البتہ پانی کی نکاسی بڑی تیزی سے شروع ہو گئی۔ وہ پہاڑی رخنوں سے باہر نکل رہا تھا۔ دن تیزی سے گزرتا رہا۔ گلدار خاموشی سے شاخ سے چمٹا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بڑی امن پسندی کا مظاہرہ کیا تھا۔ ویسے یہ بھی ایک دلچسپ بات ہے۔ غور کیا جائے تو احساس ہوتا

ہے۔ نہ غور کرو تو کوئی تصور ہی نہ جاگے۔ اگر ہم لوگوں کے پاس ہتھیار ہوتے تو اس وقت درخت کے تمام پناہ گزین کسی بات کو سوچے سمجھے بغیر اس بے چارے گلدار کو زندگی سے ضرور محروم کر دیتے' ہتھیاروں کا نہ ہونا ہی اس وقت اس بے چارے کی زندگی بن گیا تھا۔ گاڑیاں نظر آئیں وہ حال ہو رہا تھا ان کا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا' انجن وغیرہ میں پانی بھر گیا ہو گا یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ یہ گاڑیاں قابل استعمال ہوں گی۔ پتہ نہیں یہ لوگ اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیں گے۔ پانی کے بہنے کی رفتار بہت تیز رہی لیکن اس کے باوجود یہ وادی پانی سے خالی ہونے میں پورا دن اور پوری رات لے گئی' تب کہیں جا کر زمین نظر آئی اور دوسری صبح کی روشنی پھوٹنے لگی تھی کہ گلدار آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے سرکا اور پھر بڑی خاموشی سے زمین پر کود کر کیچڑ میں دور تک بھاگتا چلا گیا۔ لوئیسا پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑی' اس نے کہا۔

"اس خونخوار درندے کو خونخوار انسانوں سے خود بھی اس قدر رحم کی توقع نہیں ہو گی' لیکن بہتر ہوا ہم اس وقت اس کی زندگی چھیننے کا کوئی حق نہیں رکھتے تھے۔" کسی نے لوئیسا کی بات پر تبصرہ نہیں کیا۔ تب لوئیسا نے کہا۔

"اے بھوکے انسانو! مجھے اندازہ تھا کہ تم لوگ بھوک پیاس سے عاری ہو چکے ہو اور اگر میں تم سے کہوں گی بھی تو تم لوگ کچھ نہیں کھاؤ گے..... اتنے سارے افراد کی صرف ایک چیتے نے جان نکال رکھی تھی' لیکن اب زمین پر قدم رکھنے سے پہلے اس درخت پر کم از کم جسمانی بہتری کا انتظام تو کر لو....."

اور واقعی جیسے سب کو یاد آ گیا کہ ان کی خوراک محفوظ ہے اور اس وقت بل ہاروے کو دعا دینا ضروری تھا کہ اس کی کاوشوں نے یہ سامان بچا لیا تھا' ورنہ گاڑیوں کی طرح یہ سب بھی تباہ ہو چکا ہوتا۔ سب میں زندگی دوڑ گئی اور اس کے بعد کھانے پینے کی اشیاء نکالی جانے لگیں۔ پھر جسمانی ضروریات پوری کرنے کے بعد سب لوگ نیچے اتر آئے اور گاڑیوں کا جائزہ لیا جانے لگا۔ بل ہاروے نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں..... یہ گاڑیاں بہت وقت تک قابل استعمال نہیں ہو سکیں گی' ہمیں ان پر کافی کام کرنا پڑے گا' آپ کا کیا خیال ہے میڈم.....؟"

"مجبوری ہے' لیکن مسٹر ہاروے..... ہمارے پاس۔"

"میرے پاس سارا انتظام ہے۔"

"او کے.....!" لوئیسا نے کہا اور ایک نئے کام کا آغاز ہو گیا۔ اس خوفناک وادی میں کیمپ لگا دیا گیا۔ مہربان درخت کا ساتھ نہیں چھوڑا گیا تھا کیونکہ آسمان پر بادل اب بھی کھڑے ہوئے تھے۔ کھانے پینے کی تیاریاں ہونے لگیں اور بل ہاروے کے ساتھ لوئیسا کے ساتھی بھی کام میں مصروف ہو گئے۔ ڈوم گاڑیوں کو اٹھانے والی کرین کا کام دے رہا تھا۔ میں

آگے بڑھ گیا اور کافی دور جا کر ایک ٹیلے کی آڑ میں پتھر پر بیٹھ گیا۔ کچھ ہی دیر کے بعد لوئیسا میرے قریب پہنچ گئی۔ اس وقت اس کا چہرہ عجیب ہو رہا تھا۔

"میں یہاں بیٹھ جاؤں ماہر.....؟"

"ہاں بیٹھو....."

"آج نہ جانے کیوں میں بے اختیار ہو گئی ہوں' اگر کچھ کہوں تو مجھے معاف کر دو گے ماہر.....؟"

"کیا بات ہے لوئیسا.....؟"

"صرف ایک بات جاننا چاہتی ہوں۔ ہیا مل جائے' تمہاری یہ خواہش تمہاری مرضی کے مطابق پوری ہو جائے تو کیا تم مجھے قبول کر لو گے ماہر..... کیا تم..... میری محبت کا جواب دو گے؟"

"میں نہیں کہہ سکتا اینا۔ میرے ذہن نے کبھی اس پہلو پر نہیں سوچا۔"

"میں تمہارے لئے پاگل ہوں ماہر..... دیوانی ہوں تمہاری' سب کچھ بھول چکی ہوں تمہاری محبت میں اپنا وقار..... اپنی....." اینا کے الفاظ ادھورے رہ گئے۔ اچانک تالیاں بجنے کی آواز سنائی دی تھی۔ ہیثی ہنستی ہوئی سامنے آئی تھی۔

"رومیو جیولٹ کا کھیل ہو رہا ہے' لیکن جیولٹ نے اپنے محبوب سے کبھی اس طرح گڑگڑا کر محبت کی بھیک نہیں مانگی تھی۔ بھکارن اور محبوبہ میں فرق ہوتا ہے میڈم لوئیسا..... عورت کے وقار کو اس طرح مجروح نہ کریں۔"

میں نے گھبرا کر لوئیسا کا چہرہ دیکھا' اس کی آنکھیں سرخ ہوتی جا رہی تھیں۔

اس نے خونی نظروں سے میٹی کو دیکھا اور اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ "تو یہاں کیا کر رہی ہے....؟" اس کی سرد آواز ابھری۔

"کچھ نہیں، یونہی بور ہو رہی تھی، تم لوگوں کو نہیں دیکھا تھا، اس طرف آئی تو یہ دلچسپ تماشا دیکھنے کو ملا۔ ویسے مجھے تم پر افسوس ہے، محبت تو برابر کے اصولوں پر ہوتی ہے، تم اتنی مجبور ہو..... افسوس....."

دفعتاً لوئیسا کا ہاتھ گھوم گیا، لیکن میٹی بھی ہوشیار تھی۔ اس نے اپنا رخسار لوئیسا کی زد میں نہیں آنے دیا تھا اور جھک کر پیچھے ہٹ گئی تھی، پھر اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"خود کو قابو میں رکھو میڈم..... اگر یہ تھپڑ میرے رخسار پر پڑ جاتا تو..... تمہیں اپنی زندگی کے بدترین لمحات سے گزرنا ہوتا۔"

میں ابھی تک بھونچکے انداز میں ان دونوں کو دیکھ رہا تھا، لیکن بات جس تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی اس کی سنگینی کا مجھے بہت جلد احساس ہو گیا۔ میں نے فیصلہ بھی فوراً ہی کیا اور ان دونوں کے درمیان آ کر میٹی سے کہا۔

"تم نے بدتمیزی اور بداخلاقی کا ثبوت دیا ہے مس ہاروے۔ کیا دو افراد کے درمیان اس طرح مداخلت ایک شریفانہ قدم ہے۔"

"نہیں مسٹر رومیو..... آپ عشق کریں، مجھے کیا۔"

"تو پھر تم یہاں سے دفعان کیوں نہیں ہو جاتیں۔"

"اوہ گڈ..... میں چلی جاتی ہوں۔" وہ بولی۔

"اور اس کے بعد اگر تم نے ایسی کسی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا تو اس کے نتائج مسٹر بل ہاروے کو بھگتنے ہوں گے۔"

"ہونہہ....." میٹی نے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ لوئیسا میری مداخلت پر رک گئی تھی پر اس نے آہستہ سے کہا۔

"اس نے خودکشی کر لی ہے، اس کے باپ سے کہو کہ اس کی تدفین کے لئے تیار ہو جائے۔"

"نہیں لوئیسا..... مناسب نہ ہو گا، تم نے ایسا کیا تو شاید اس کے بعد..... میں تمہارے

ساتھ بھی نہ رہ سکوں۔"

لوئیسا نے چونک کر مجھے دیکھا، چند لمحات خاموش رہی پھر بولی۔

"کیا تمہارے دل میں اس کے لئے کوئی جگہ ہے؟"

"تم عجیب باتیں کر رہی ہو، میں ان راستوں کا راہی نہیں ہوں، میں تو اپنی ہی آگ میں سلگ رہا ہوں اور بارہا کہہ چکا ہوں کہ میرے دل میں حسن و عشق کا گزر نہیں ہے، لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرے نام پر اس طرح کے واقعات ہوں۔ مجھے امید ہے لوئیسا تم میری خواہش کا خیال رکھو گی۔"

وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "سنو ماہر طباطبائی، میں نے اپنی زندگی کے تمام راستے بدل دیئے ہیں، یہ تم بھی جانتے ہو کہ میں کیا تھی، کیا بن گئی ہوں۔ یہ چار افراد صرف مجھ سے عقیدت کی بناء پر میرا ساتھ دے رہے ہیں ورنہ اب ان کا مجھ سے کوئی مفاد نہیں ہے اور یہ سب کچھ تمہاری محبت میں ہوا ہے ماہر کوئی عجیب حادثہ ہوا ہے میرے دماغ میں۔ ورنہ میں نے زندگی میں کبھی اس کی طلب نہیں کی تھی اور اب تمہاری محبت کے سوا میری زندگی میں کچھ نہیں ہے، نہ ہی اس محبت کا کوئی یقینی صلہ میرے دل میں ہے۔ اپنی خواہش کی تکمیل کر لو..... سکون پا جاؤ، اس کے بعد میرے لئے کوئی گنجائش نکل آئے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ بس مجھے زندگی کی آخری سانس تک خود کو چاہنے کی اجازت دے دینا۔ میں تمہارے قدموں میں سر رکھوں گی، لیکن کسی دوسری لڑکی کو..... میں یہ موقع نہیں دے سکوں گی، اور....."

"ہاں..... اور کیا.....؟"

"تمہیں میرے ساتھ ایک رعایت کرنی ہو گی۔"

"کیا.....؟"

"بل ہاروے سے کہہ دو فوراً ہم سے دور ہو جائے، یا مجھے اجازت دو..... میں کہہ دوں، ورنہ..... میں کسی بھی وقت پاگل ہو جاؤں گی۔"

"تمہیں کچھ وقت انتظار کرنا ہو گا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا اور وہ مجھ پر ایک نگاہ ڈال کر خاموش ہو گئی۔

ڈوم کے ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ دیکھ کر میں نے کہا۔ "کیا بات ہے؟"

"مجھے علم نہیں تھا آقا کہ وہ تم سے اظہار عشق کرنے والی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تم سے دور نہیں رہتا۔"

"یہ سب پاگل پن ہے ڈوم..... مجھے پسند نہیں ہے، ہم الجھ گئے ہیں۔"

"میں نے کہا تھا آقا، چھانٹی ہو گی، قافلہ وسیع ہو گیا ہے۔" ڈوم ہنس کر بولا۔ ڈوم کا کہنا ٹھیک تھا۔ دوسری صبح بل ہاروے نے لوئیسا کی ہدایت کے بغیر تیاریاں کیں اور جلد

بازی میں اپنے طور پر سفر کیلئے تیار ہو گیا۔

"سوری فرینڈز... میں آپ لوگوں سے علیحدگی اختیار کر رہا ہوں، مگر کچھ وجوہات کی بنا پر یہ ضروری ہے۔"

"بے حد ضروری اور کوشش کرنا دوبارہ ہم سے سامنا نہ ہو۔" لوئیسا نے کہا اور بل ہاروے اسے خشمگیں نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"خود کو قابو میں رکھنا ضروری ہوتا ہے میڈم لوئیسا اور میں یہی کر رہا ہوں۔" اس نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ لوئیسا اس کے جانے سے خوش ہو گئی تھی پروفیسر حق نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ہم لوگ بھی چل پڑے، لیکن راستوں سے گریز نہیں کیا جا سکا۔ شام تک ہمیں آگے جانے والی گاڑیوں کے نشان ملتے رہے تھے۔ لوئیسا چہکتی رہی تھی۔ پھر یہ سفر دوسرے دن بھی اسی انداز سے جاری رہا۔ اس رات ہم نے ایک پہاڑی کے دامن میں قیام کیا تھا، ایک چھوٹا سا درہ قریب ہی نظر آ رہا تھا۔ رات کو میں کھانے سے فراغت کے بعد ڈوم کے ساتھ ٹہلتا ہوا دور تک نکل آیا۔

"میرا ذہن پھر مضطرب ہو رہا ہے ڈوم... کیا یہ سفر بہت طویل نہیں ہو گیا۔"

"ہماری رفتار ست ہے۔ اگر ان ناہموار راستوں پر جیپوں کے بجائے گھوڑوں پر سفر کیا جاتا تو ہم فاصلے زیادہ تیزی سے طے کر سکتے تھے۔"

"گھوڑے، وہ کوکسن کے پاس تھے ڈوم، لوئیسا کچھ زیادہ خود اعتماد نہیں ہے۔ ہم گھوڑوں کو بچا سکتے تھے لیکن....." ڈوم نے میری بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ "بل ہاروے ساتھ ہوتا تو بہتر تھا۔ ویسے یہ بہتر ہی ہوا ورنہ..... کوئی مشکل صورت حال بھی پیش آ سکتی تھی۔ لوئیسا میری وجہ سے صبر کر گئی ورنہ..... ویسے میٹی مارشل آرٹس کی ماہر ہے۔ ہم نے ٹمپلر کو اس کے ہاتھوں پٹتے دیکھا تھا۔"

"نہیں آقا..... وہ بیشک مارشل آرٹس جانتی ہے لیکن جنونی عورت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لوئیسا خود بھی بلیک، بیلٹ ہے....."

"ڈوم..... آج کی رات پرسکون ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہیا سے باتیں کروں۔ مجھے اس کا موقع دو۔"

"مجھے حکم دیں آقا....."

"وہ ایک پرسکون گوشہ ہے، بس شرط یہ ہے کہ کوئی ادھر آنے نہ پائے۔"

"میں فاصلہ اختیار کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔ کسی کو ادھر نہیں آنے دوں گا۔" ڈوم نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ میں نے درے کی دائیں طرف ڈیرہ جما لیا، ماحول سنسان تھا، ہمارا کیمپ بھی فاصلے پر تھا، میں نے عمل شروع کر دیا۔ ہیا کے تصور کو ذہن میں بسا کر میں نے اسے آوازیں دیں، لیکن بہت دیر تک کوشش کے باوجود میرا ذہن اسے نہ پا سکا اور میرے

دل کو دکھن کا احساس ہونے لگا۔ بہت دیر تک کوشش کرنے کے بعد میرا دماغ دکھنے لگا۔ پھر میں چونک پڑا۔ پتھریلی زمین پر قدموں کی چاپ ابھری تھی اور پھر کوئی میرے پاس آ گیا، لیکن قریب سے اسے دیکھ کر میں چونک پڑا، وہ میٹی تھی۔

"تم..." میں متحیرانہ انداز میں بولا۔

"ہاں حیران نہ ہو، ہم لوگ پہاڑ کے دوسری طرف ہیں۔ ہم نے وہاں سے تمہیں دیکھ لیا تھا۔"

"کیوں آئی ہو یہاں..." میں نے سرد لہجے میں کہا اور وہ مجھے دیکھنے لگی۔ کچھ لمحے خاموش رہی، پھر بولی۔

"تمہیں ایک آفر دینا چاہتی ہوں۔"

"اور میں تمہیں ایک مشورہ۔"

"میں جانتی ہوں کہ تم اسے نہیں چاہتے۔ وہ کتیا اس قابل ہی نہیں ہے۔ وحشی جانور.... انسانیت سے دور.... کیا اس کے اندر نسوانیت ہے؟"

"میرا مشورہ سن لو تو بہتر ہے۔"

"بتاؤ کیا....؟"

"زندگی سے کوئی دلچسپی ہے تو یہاں سے چلی جاؤ اور دوبارہ کبھی میرے پاس آنے کی کوشش مت کرنا، ورنہ اس کے ہاتھوں ماری جاؤ گی۔"

"صرف ایک بار.... مجھے اجازت دیدو.... میں اس کی وحشت ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گی، پھر وہ کبھی تم سے محبت کا دعویٰ نہیں کرے گی۔ ایک بار مجھے اجازت دیدو.... آج.... ابھی.... اور اگر میں ایسا کر لوں تو.... تو مجھے قبول کر لینا۔ یا پھر مجھے بتا دو کہ تم بھی اس سے عشق کرتے ہو۔ اگر ایسا ہے تب میں دوبارہ تمہارے سامنے نہیں آؤں گی۔"

"میں نہ اس سے عشق کرتا ہوں نہ تم سے۔ مجھے ان فضول باتوں سے دلچسپی نہیں ہے۔ نہ میں نے اسے اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا تھا اور نہ مجھے اس کی ضرورت تھی ہرچند کہ اس نے میری بہت مدد کی ہے لیکن اس کا صلہ اسے بھی کچھ نہ ملے گا، کیونکہ وہ میری منزل نہیں ہے۔"

"مگر میں تمہاری منزل بننا چاہتی ہوں۔ میں اسے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتی ہوں۔"

"پہلے اسے یہ کام کر لینے دو ماہر.... بعد کے فیصلے بعد میں کر لینا....." یہ لوئیسا کی آواز تھی جسے سن کر میں بھی اچھل پڑا تھا۔ وہ یقیناً ڈوم کو بھی جل دے کر آئی تھی جو میرا پہرہ دے رہا تھا اور چھپ کر یہاں پہنچی تھی ورنہ ڈوم اسے ضرور روکتا۔

میٹی سرد نظروں سے اسے دیکھنے لگی، لیکن جنونی ایپا نے انتظار نہ کیا اور نہ ہی مارشل آرٹس کے قواعد کے چکر میں پڑی۔ ان الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ ہی وہ شیرنی کی طرح غراتی

ہوئی میتی پر ٹوٹ پڑی۔ پہلی کوشش میں میتی مغلوب ہوگئی اور نیچے گر پڑی لیکن..... پھر اس نے سنبھل کر اینا کو اپنی ٹانگوں میں لپیٹا اور اس کی گردن قابو میں کر لی..... اس کے بعد دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر لوئیسا کو ننگی چٹان پر دے مارا..... لوئیسا کا سر پھٹ گیا اور خون کی چادر اس کے چہرے پر بکھر گئی' لیکن لوئیسا نے اس کے دونوں پاؤں پکڑ لئے اور اپنے بدن کو جھکا کر دونوں پاؤں بغل میں دبا کر اسے چت زمین پر لٹایا اور پھر پاؤں چھوڑ کر اس پر کود گئی اس نے جھک کر میتی کی گردن پر دانت گاڑ دیئے تھے۔ یہ مارشل آرٹس کا کوئی داؤ نہیں تھا بلکہ جانوروں کی سی وحشت خیزی تھی اور نہ جانے کیوں مجھے لوئیسا کی یہ حرکت اچھی لگی تھی۔ اسی اثناء میں ڈوم دوڑتا ہوا میرے پاس آ گیا۔

"دیوتاؤں کی قسم آقا..... مجھے کچھ پتہ نہیں چل سکا..... آقا..... خونریز معرکہ ہو رہا ہے کیا میں درمیان میں دخل دوں.....؟"

"نہیں....." میں نے کہا اور ڈوم مجھے دیکھتا رہ گیا..... لوئیسا کے حلق سے جانوروں جیسی غراہٹ نکل رہی تھی اور میتی اس پر ہر داؤ آزما رہی تھی۔ اس نے کراٹے کے زبردست ہاتھ اینا کے جسم کے مختلف حصوں پر مارے لیکن لوئیسا نے اس کا نرخرہ نہ چھوڑا۔ پھر اچانک اس نے میتی کے بال پکڑے اور وحشت ناک انداز میں چیخی..... ساتھ ہی میتی کے حلق سے خرخراہٹ بند ہونے لگی۔ اینا نے اس کا نرخرہ چبا ڈالا تھا..... اور خون ایک دھارے کی شکل میں بلند ہو رہا تھا۔ پھر اس نے اٹھ اٹھ کر اپنے گھٹنے سے میتی کی پسلیاں توڑنا شروع کر دیں۔ وہ بار بار اٹھ کر اس پر گر رہی تھی اور میتی کا بدن اچھل رہا تھا۔ پھر وہ ساکت ہوگئی۔ لوئیسا اس میں زندگی تلاش کر رہی تھی..... پھر شاید اسے میتی کی موت کا یقین ہوگیا۔ اس نے کلائی سے اپنے چہرے پر لگا ہوا خون صاف کیا۔ آہستہ سے کچھ کہا اور وہاں سے چل پڑی۔ اس نے ہماری طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔ میں خاموشی سے میتی کی لاش دیکھتا رہا۔ پھر میں نے ڈوم کو دیکھا اور کہا۔ "ڈوم' اسے یہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔

"درے کے دوسری طرف بل ہاروے موجود ہے۔"

"ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے اور نہ ہی اب لوئیسا سے ہمارے وہ ہتھیار کہاں ہیں۔ کیا وہیں.....؟"

"نہیں آقا' وہاں نہیں یہاں..... اس جگہ جہاں میں پہرہ دے رہا تھا۔"

"واہ' ڈوم تو سب سے بہتر ہے' جا انہیں اٹھا لا' ہم یہیں سے آگے بڑھ جائیں گے۔"

ڈوم مضبوط ڈنڈے اٹھا لایا۔ میں نے ایک سمت اختیار کی اور ہم برق رفتاری سے آگے بڑھنے لگے۔ ڈوم نے ایک بار بھی لوئیسا کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔ میرے اور ڈوم کے لئے ساری رات چلتے رہنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ لمبی جھاڑیوں اور ان کے نیچے چھپے ہوئے پتھروں پر چلتے ہوئے ہم نے پوری رات گزار دی۔ صبح کی روشنی میں بھی ہم چلتے

رہے۔ پرندوں کی ڈاریں آسمان کے سفر پر چل پڑی تھیں' شیروں کا ایک جوڑا ہم سے تھوڑے فاصلے پر ہماری مخالف سمت جا رہا تھا۔ تب میں نے اور ڈوم نے ایک باریک سی آواز سنی اور چونک پڑے۔ کوئی مجھے پکار رہا تھا۔

"ماہر..... رک جاؤ ماہر..... پلیز رک جاؤ....." میں شدید حیرت سے پلٹ کر دیکھنے لگا اور ہم نے بخوبی دیکھ لیا۔ وہ بھاگنے کے سے انداز میں ہمیں پکارتا ہوا آ رہا تھا۔

"وہ پروفیسر حق ہے۔" ڈوم نے کہا۔

"یہ کہاں سے آ گیا؟"

"پتہ نہیں آقا۔"

"رکو..... انتظار کرو۔"

"وہ لڑکھڑا رہا ہے' شاید گر پڑے۔" ڈوم بولا۔

"انتظار کرو....." میں نے پھر کہا۔ پھر کافی دیر کے بعد پروفیسر حق ہمارے پاس پہنچا تھا' اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا' آنکھیں انگارے کی طرح دہک رہی تھیں۔ حالت بہت خراب ہو رہی تھی۔ قریب پہنچ کر اس نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں اور نہیں چل سکتا' مجھ پر رحم کرو..... اور آگے نہ جاؤ..... یہاں قیام کر لو..... آہ' مجھ پر احسان کرو....."

"بیٹھ جاؤ پروفیسر....." میں نے نرم لہجے میں کہا اور وہ دھڑام سے نیچے گر پڑا..... پھر بیٹھنے کے بجائے لیٹ گیا۔

"میں نے ڈوم سے کہا۔ "ڈوم..... کھانے کا انتظام کرو۔"

"بہتر آقا..." ڈوم نے مستعدی سے کہا اور اپنا ڈنڈا اٹھا کر قلانچیں بھرنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ کافی دور نکل گیا۔ میں پروفیسر کو دیکھ رہا تھا۔

"دو منٹ..... بس دو منٹ دیدو..... سانس..... سانس....."

"ٹھیک ہے..... دل چاہے تو آنکھیں بند کر لو۔"

"شکریہ..... شکریہ....." وہ ہانپتا ہوا بولا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں اطراف کا جائزہ لینے لگا' تھوڑے فاصلے پر جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اور ان پر پیلے رنگ کے پھل لگے ہوئے تھے۔ میں وہاں سے اٹھ کر ان کے قریب پہنچا' ایک پھل توڑ کر دیکھا..... اس میں کافی نمی تھی۔ ایک پھل مسل کر دیکھا تو اس کے عرق کے قطرے ٹپکنے لگے۔ میں نے اس عرق کو چکھنا چاہا تو اچانک کسی نے میرے ہاتھ سے یہ پھل چھین لیا۔ میں چونک کر پلٹا لیکن میرے پاس کوئی نہیں تھا' جبکہ وہ پھل بھی وہاں موجود نہیں تھا..... یہ کیا چکر ہے۔ اپنے اس وہم کی تصدیق کے لئے میں نے دوسرا پھل توڑا اور کسی نادیدہ ہاتھ نے وہ پھل بھی میرے ہاتھ سے چھین لیا۔ یہ ناقابل یقین تھا۔ اس بار میں نے ایک پھل توڑ کر مٹھی میں دبا لیا تھا۔

اسی وقت دور سے ڈوم نظر آیا۔ جو شانے پر ایک وزنی جانور لٹکائے آ رہا تھا۔

"کون ہے۔۔۔ سامنے آؤ۔۔۔" میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا' لیکن نگاہیں کچھ نہیں دیکھ رہی تھیں' کوئی ایسی نادیدہ ہستی تھی جس نے یہ عمل کیا تھا کہ مجھے نظر نہیں آ رہی تھی۔ میری حیرانی عروج پر تھی۔ ڈوم نے بھی مجھے دیکھ لیا تھا۔ وہ رخ بدل کر میری ہی طرف آ رہا تھا۔ میں شدید حیران تھا وہ پھل جو میری مٹھی میں دبا ہوا تھا ابھی میری مٹھی میں ہی تھا اور اسے کسی نے میری مٹھی سے نکالنے کی کوشش نہیں کی تھی' لیکن ایسی نادیدہ ہستی کون ہو سکتی ہے لیکن جب کوئی نظر نہیں آیا تو میں ڈوم کو دیکھنے لگا۔ ڈوم کچھ لمحوں کے بعد میرے قریب آ گیا تھا۔ اس نے کاندھے پر لٹکا ہوا وزنی ہرن نیچے ڈالا اور پھر ناریل کا ایک جھاڑ بھی جو عجیب سی شکل کا تھا۔ میں نے اسے بغور دیکھا تو وہ بولا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو عظیم آقا۔۔۔"

"ڈوم ایک عجیب واقعہ ہوا ہے۔" میں نے کہا اور ڈوم کے چہرے پر تجسس پھیل گیا۔

"کیا عظیم آقا۔۔۔؟" اس نے حیرانی سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا اور میں نے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے کھول دی اور ڈوم حیرانی سے بولا۔ "پیسارا۔۔۔۔"

"یہ کیا ہے ڈوم۔۔۔۔؟"

"ایک زہریلا پھل عظیم آقا' جو انسانی زندگی کے لئے ہلاکت خیز ہے' جدید دنیا میں اس سے سنکھیا بنایا جاتا ہے' مگر تم اسے اپنی مٹھی میں کیوں چھپائے ہوئے ہو۔۔۔۔؟"

"زہریلا پھل۔۔۔؟" میں نے پرخیال لہجے میں کہا۔

"بے حد زہریلا اور یہ بھی عام جگہ نہیں پایا جاتا۔"

"یہ میں نے اس جھاڑی سے توڑا ہے۔" میں نے جھاڑی کی طرف اشارہ کیا اور دوسرے لمحے میری آنکھیں پھیل گئیں' کیونکہ اب وہ جھاڑی بھی وہاں موجود نہیں تھی' میں بوکھلاہٹ میں ناچ کر رہ گیا۔ ڈوم بھی حیرانی سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے حیرانی سے کہا۔

"یہاں تو پیسارا کی کوئی جھاڑی نہیں ہے عظیم آقا۔"

"تھی ڈوم تھی۔۔۔ ابھی یہیں تھی۔"

"ایں۔۔۔" ڈوم کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔ بڑا عجیب واقعہ ہوا ہے ڈوم۔۔۔۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ سب کیا ہے۔" اور میں نے ڈوم کو پوری تفصیل بتا دی۔ ڈوم کے چہرے پر بھی خوف کے آثار نظر آئے۔ پھر وہ بولا۔

"جنگلوں میں روحیں بھٹکتی ہیں عظیم آقا' لیکن اگر وہ کسی کی روح تھی تو یوں سمجھ لو تمہاری ہمدرد اور تمہیں مشکل سے بچانے والی۔ پیسارا بہت زہریلی بوٹی ہے اور شاید تم اس

کے بارے میں نہ جانتے ہو گے لیکن تمہیں اس کے استعمال سے روکا گیا ہے۔" ڈوم نے کہا۔

"تعجب ہے۔۔۔۔" میں نے وہ پھل اچھال دیا پھر ہم دونوں حیرانی سے واپس پلٹ پڑے' پروفیسر حق کی حالت اب بہتر ہو گئی تھی۔ وہ محبت بھری نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ڈوم کہنے لگا۔

"میں گوشت کی تیاریاں کرتا ہوں عظیم آقا' آسمان والے نے ہر انسان کو زندہ رکھنے کا وعدہ کیا ہے اور جس کی جتنی عمر ہوتی ہے وہ اسے اس کی مدد سے گزارنی ہوتی ہے اب تم دیکھو یہاں دور دور تک پانی نہیں ہے۔ لیکن ناریل کے درخت ہیں اور ناریل کا یہ جھاڑ میں اسی لئے توڑ کر لایا ہوں کہ اس میں پانی موجود ہے' لیکن عظیم آقا ہمیں اس ہرن کو تیار کرنے میں بڑی مشکل پیش آئے گی کیونکہ ہمارے پاس اس کی کھال وغیرہ اتارنے کا بندوبست نہیں ہے۔"

"جھاڑیاں ہیں اور یہ سوکھی جھاڑیاں اس گوشت کو ہمارے لئے قابل استعمال بنا سکتی ہیں۔"

"بے شک۔۔۔۔" ڈوم نے جواب دیا۔ پروفیسر حق نے ہرن کو دیکھا اور پھر ناریلوں کو۔۔۔۔ اس کے بعد وہ کسی قدر تذبذب کا شکار نظر آنے لگا۔

"ہم تمہارے لئے گوشت تیار کرتے ہیں پروفیسر۔" پروفیسر پھیکے انداز میں مسکرا دیا۔ پھر کہنے لگا۔

"میں کیا کہوں میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔"

"کیوں خیریت کیا بات ہے۔۔۔۔؟"

"اگر تم اجازت دو تو میں ان ناریلوں کو استعمال کروں۔۔۔۔ میں گوشت نہیں کھا سکوں گا۔"

"کیوں تم گوشت سے پرہیز کرتے ہو پروفیسر۔" میں نے سوال کیا اور پروفیسر کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر کہنے لگا۔

"کاش میں تمہیں صحیح صورت حال بتا سکتا' اصل میں جس مذہب سے ہمارا تعلق ہے ماہر طہانی اس میں ایسا گوشت نہیں استعمال کر سکتے ہم' چونکہ یہ ذبح نہیں کیا گیا۔ غالباً تم نے کوئی ضرب لگا کر اس ہرن کو مارا ہے' مجھے محسوس ہو رہا ہے۔"

"ہاں میں نے اسے ڈنڈے سے شکار کیا ہے۔"

"بری بات ہے' لیکن یہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ اب اگر کبھی شکار کرو تو میرے پاس یہ چھوٹا سا چاقو موجود ہے اس سے اسے ذبح کر لینا مناسب ہو گا اور اس کے لئے تم میری خدمات حاصل کر لیا کرو۔۔۔۔"

میری سمجھ میں پروفیسر کی بات نہیں آ رہی تھی' میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"تب تم ان ناریلوں سے کام چلاؤ' ہم تمہارے لئے کوئی چھوٹا سا جانور شکار کر دیں گے۔"

پروفیسر کے چہرے پر عجیب سے آثار پھیل گئے تھے پھر اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی۔

ڈوم نے ہرن کو تیار کیا ہمارے لئے پورا پکا ہوا گوشت ضروری نہیں تھا۔ ہرن کی کھا جل گئی اور گوشت میں بس ایک طرح سے بھاپ لگ گئی ' البتہ پروفیسر نے اپنا کام چلا لیا ناریل کے گودے کو کھا کر اس کا پانی پی کر اس نے پیٹ بھر لیا جبکہ ہم ہرن کا کچا پکا گوشت وحشی جانوروں کی طرح بھبھوڑ رہے تھے۔ اصل میں میرا تو جغرافیہ ہی بگڑ گیا تھا۔ جس طرح میری پرورش ہوئی اس کی ابتداء ہی جنگلی جانوروں کے درمیان ہوئی تھی۔ میں نے بچپن ہی جانوروں کا کچا گوشت کھایا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اب بھی بس مہذب لوگوں کے درمیان رہ کر یہ سارے تکلفات پیدا ہو گئے تھے۔ ورنہ گوشت کچا ہو یا پکا' کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ہم گوشت چباتے رہے اور پروفیسر حق ہمیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا رہا۔ وزنی اور تندرست ہرن کی ہڈیاں زمین پر ڈھیر ہو گئی تھیں اور کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ پھر ہم ناریل کا پانی پی کر شکم سیر ہو گئے۔ میں نے پروفیسر سے پوچھا۔

"اب تمہاری جسمانی کیفیت کیسی ہے۔"

"بہترین۔"

"تم سے سوالات کر سکتا ہوں....؟"

"ہاں...."

"تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔"

"ساری رات تمہارے پیچھے بھاگتا رہا ہوں۔"

"کیوں....؟"

"کیونکہ میں تمہارا ساتھ دینا چاہتا تھا۔"

"میں پھر وہی سوال کروں گا پروفیسر.... کہ.... کیوں....؟"

"اس لئے ماہر کہ میں ذہنی طور پر تم سے زیادہ قریب ہوں اور اس دوران تمہاری فطرت کے بارے میں بھی اندازہ لگا چکا ہوں۔"

"کیا اندازہ لگایا ہے تم نے....؟"

"تمہارا مطمع نظر سمجھتا ہوں' یہ جانتا ہوں کہ تمہیں اس کائنات میں ہیا کے سوا کوئی عزیز نہیں ہے۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ تم دو اشیاء طاقتور اور ماحول کو اپنے قبضے میں کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ یہ بھی اندازہ لگایا ہے میں نے تمہارے بارے میں کہ تمہیں کسی ایسے

شخص سے کوئی پرخاش نہیں ہوتی جو تمہارا احترام کرے اور تمہارے کسی فعل میں آڑے نہ آئے۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر تمہیں ڈوم نہ ملتا' کوئی بھی نہ ملتا تو تم اپنی آخری سانس تک ہیا کی تلاش جاری رکھتے اور بالآخر اسے پا لیتے۔ کیونکہ وجود بہرحال اپنی تکمیل کرتا ہے اور کوئی عمل اگر غیر فطری طریقوں سے تکمیل تک نہ پہنچے تو پھر فطرت کا عمل ہوتا ہے اور فطرت اپنے راستے متعین کرنا جانتی ہے۔"

میں اچھل پڑا۔ پروفیسر حق کے یہ الفاظ مضطرب کر دینے والے تھے۔

"ایک منٹ پروفیسر ایک منٹ' ذرا اپنے الفاظ دوبارہ دہراؤ.... نہیں.... وہاں سے جہاں تم نے فطرت کی بات کی۔" پروفیسر نے پھر اپنے الفاظ دوہرائے۔ "یہ تم کس بنیاد پر کہہ رہے ہو۔ وضاحت کرو۔"

"چھوٹی چھوٹی.... اور بڑی بڑی مثالیں ہیں۔ اعصاب کا عمل تمہارا ہر عضو اپنے تحفظ کے لئے سرگرم عمل رہتا ہے۔ تمہیں پیاس لگتی ہے' تم پانی تلاش کرتے ہو۔ ہر ضرورت کا تدارک ہوتا ہے۔ اس طرح ہیا تمہاری ضرورت ہے۔ ضرورت پوری نہ ہو تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ زندہ ہو تو فطرت تمہاری تکمیل کی طرف رہنمائی کر رہی ہے۔ مجھے سارے واقعات چونکہ معلوم ہیں اس لئے صرف ایک اشارہ دیتا ہوں وہ یہ کہ ہیا جہاں ہے تم وہاں تک آ گئے ہو.... کیوں.... آخر کیوں....؟"

"آہ' پروفیسر.... بڑی جاں فزا بات کی ہے تم نے بڑی تقویت بخش بات...."

"جو ایک حقیقت.... ایک ٹھوس سچائی ہے۔" پروفیسر نے کہا۔

"لوئیسا تمہارا احترام کرتی تھی۔"

"بیشک..... لیکن میں اس سے خوفزدہ تھا اور تم نے اس کی وحشت خیزی دیکھ لی۔ وہ غیر متوازن ذہن کی مالک ہے۔ اتفاق سے میں نے اسے ایک طرف بڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کے پیچھے چل پڑا۔ پھر میشی کی موت کا منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ور میرا دل لرز گیا۔ پھر جب میں نے تمہیں اور ڈوم کو سفر پر آمادہ پایا تو خود بھی تمہارا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ساری رات تمہارے پیچھے سفر کرتا رہا۔ کیونکہ تمہارا ساتھ لوئیسا کے ساتھ سے بدرجہا بہتر تھا۔ میں جانتا ہوں کہ میں تمہارے لئے ایک بوجھ ہی ثابت ہوں گا' لیکن اپنی افادیت کی ایک بات تمہیں بتا سکتا ہوں۔"

"کیا....؟"

"میں تمہارے لئے ایک بہتر راہبر ثابت ہوں گا' میں بہت جلد تمہیں تمہاری منزل پر پہنچا دوں گا جبکہ تم آسانی سے درست راستے تلاش نہ کر سکو گے۔"

"اور اگر ہم تمہاری رہنمائی قبول نہ کریں تو....؟"

"میں خاموشی سے راستہ بدل لوں گا۔" پروفیسر حق نے کہا اور میں ہنس دیا۔

”نہیں پروفیسر... ہماری رہنمائی کرو، لیکن ہمیں دور نکل جانا چاہیے تاکہ لوئیسا دوبارہ ہم تک نہ پہنچ سکے۔“

”میں تم سے اختلاف نہیں کرتا، لیکن شاید لوئیسا کیلئے تم تک پہنچنا اتنا آسان نہ ہو۔“

کیوں....؟“

”کیونکہ وہ سرپھری ہے۔ وہ بیٹی کو قتل کر کے نشے میں سرشار اپنے کیمپ میں چلی گئی تھی، تمہیں بھی اس نے باز پرس کے خیال سے نظرانداز کر دیا تھا کیونکہ وہ اپنے کسی عمل کی باز پرس پسند نہیں کرتی۔ ساری رات اس نے تمہیں تلاش کرنے کی کوشش اسی خیال کے تحت نہ کی ہو گی لیکن..... بل ہاروے نے اپنی بیٹی کی لاش ضرور تلاش کر لی ہو گی۔“

”آہ.... تو پھر....؟“

”بل ہاروے کا گروپ بہت بڑا ہے اور بیٹی کی موت اسے جنونی کر دے گی اس کے بعد..... وہاں خوفناک خونریزی ہوئی ہو گی..... ہو چکی ہو گی اور امکان اس بات کا ہے کہ کامیاب بل ہاروے ہو گا کیونکہ وہ جنونی نہیں ہے۔“

”آہ، ڈوم..... یہ منظر تو دلچسپ ہو گا۔“

”نہیں ماہر.... بالکل نہیں....“ پروفیسر حق نے کہا اور میں اسے دیکھنے لگا۔

”کیوں.....؟“

”اس لئے کہ وہ لمحات تمہارے لئے مشکل ہو جاتے۔ تم اصولی طور پر بل ہاروے سے متفق ہوتے اور اخلاقی طور پر لوئیسا سے....“ پروفیسر حق نے کہا۔ اور میں اس بات پر غور کرنے لگا۔ ابھی تک یہ سب کچھ نہیں سوچا تھا، واقعی یہ معاملہ اتنی آسانی سے تو نہیں ٹل گیا ہو گا اور نہ ہی لوئیسا اس قدر بزدل تھی کہ بل ہاروے کے خوف سے وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرتی۔ ویسے اب پروفیسر حق کے احساس دلانے سے مجھے یہ بھی یاد آیا تھا کہ لوئیسا واقعی اس وقت مجھے نظرانداز کر کے چلی گئی تھی، گویا اس نے اپنے عمل میں میری موجودگی کو کوئی حیثیت نہیں دی تھی اور نہ ہی مجھے یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ وہ کس طرح بے اختیار ہو گئی، لیکن بہرحال بل ہاروے اور اس کے درمیان معرکہ آرائی تو ہوئی ہو گی، میں اس بات کو تسلیم کر رہا تھا اور اگر میں وہاں ہوتا تو میرے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا کہ میں کس کا ساتھ دوں بل ہاروے کی بیٹی کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا اور قاتل لوئیسا تھی۔ میں ایک قاتل عورت کا ساتھ تو نہیں دے سکتا تھا ہرچند کہ لوئیسا نے میرے لئے بہت مشکل لمحات گزارے تھے، میری رہنمائی بھی کی تھی۔ میں نے کہا۔

”پروفیسر میں تمہیں اپنے ساتھ رکھنے کو تیار ہوں، لیکن تم ہماری رفتار کا ساتھ نہیں دے سکو گے اور ہمیں تمہاری وجہ سے اپنا یہ سفر سست کرنا پڑے گا۔“

”اگر ایسا نہ ہو تو تم ضرور مجھے اپنے ساتھ رکھ لینا ویسے بھی یہ ساتھ زیادہ طویل نہیں

ہو گا۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں اس وقت تک تمہارا ساتھ دے سکتا ہوں جب تک تم پسند کرو۔ اصل میں مجھے تو بس پروفیسر بورٹونوٹا سے ملاقات کرنی ہے اور اس کے بعد میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے لیکن پھر بھی میں بہت سے اچھے جذبوں کے ساتھ تمہارے ہمراہ رہنے کو تیار ہوں اگر تم پسند کرو، ظاہر ہے میرا تم پر اختیار نہیں ہے لیکن سفر میں کسی بزرگ ساتھی کا ہونا تمہارے لئے بھی ضروری ہے۔“

”اور تم نے یہ بھی کہا ہے کہ تم ہمیں بہت جلد ہماری منزل تک لے جا سکتے ہو۔“

”اس کی کچھ وجوہات ہیں.... اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ غلط نہیں ہے، لیکن پھر بھی یہ کوئی سودا نہیں ہے تم اگر چاہو تو میں تمہیں یہاں سے راستے بھی بتا سکتا ہوں۔“

”نہیں پروفیسر تم ہمارا ساتھ دو گے، یہ تم نے کس بنیاد پر کہا۔“

”اس لئے کہ نقشوں کی جو ترتیب ہے اور جو کچھ میرے علم میں آیا ہے اس کے مطابق اب وہ جگہ زیادہ دور نہیں ہے جہاں تم پنڈت رائے سے ملاقات کر سکتے ہو۔“

یہ الفاظ میرے لئے دوسرا دھماکہ تھے۔ میں نے اچنبھے سے پروفیسر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب کیا واقعی....؟“

”ہاں.... وہ سامنے جو تم ایک پہاڑی کٹاؤ دیکھ رہے ہو، کیا یہ محسوس کر رہے ہو کہ وہ آدھے چاند کی حیثیت رکھتا ہے۔“ پروفیسر نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا اور میں اس سمت دیکھنے لگا، تب ڈوم نے کہا۔

”آہ، واقعی ذرا دیکھو، پہاڑیاں کس طرح ہموار ہوئی ہیں اور آدھے چاند کا منظر پیش کرتی ہیں۔“

”ان پہاڑیوں کے دوسری جانب وہ علاقہ ہو سکتا ہے جہاں قبیلہ مولمبے آباد ہے، یہ میں اس نقشے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں جو تم لوگوں نے مجھے دکھایا تھا۔“

”آہ، پروفیسر اتنی قیمتی باتیں کہی ہیں تم نے، پہلی بات تو یہ کہ فطرت کی جس جستجو کا تم نے تذکرہ کیا ہے میرا دل اس سے متفق ہوتا ہے اور پھر راستے کے بارے میں، نہیں پروفیسر بس اتنا کرو کہ اپنے اندر ہمت پیدا کرو اور ہمارا ساتھ دو.... ہم ٹھہرنا پسند نہیں کرتے بس اگر بہت ہی بدن تھک جائے یا نیند کا غلبہ ہو تو مجبوری ہے۔“

”میں شاید اس طرح تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا کیونکہ بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن اب چونکہ ہمارا فاصلہ بہت زیادہ نہیں ہے اس لئے اس سفر میں تم مجھے پیچھے نہیں پاؤ گے۔“

”تو پھر اٹھو اور ہمارے ساتھ سفر کا آغاز کرو، میں نہیں چاہتا کہ لوئیسا اور بل ہاروے ہم تک پہنچیں اور ہمیں ایک بار پھر ان کی مشکل کا شکار ہونا پڑے۔“

پروفیسر خوشدلی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر چلو.... میں اپنی جوانی کو پھر سے آواز دیتا ہوں۔" پھر میں نے ڈوم سے کہا۔

"ڈوم یوں کرو کہ ناریلوں کے ان درختوں کی جانب سفر کرو جہاں سے تم نے ناریل توڑے ہیں' ہمیں ان کا تھوڑا سا ذخیرہ اپنے پاس رکھنا چاہئے کیونکہ اس سفر میں پروفیسر کو بھی زندہ رکھنا ہے...." ڈوم نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

اس جگہ سے گزرتے ہوئے ایک بار پھر مجھ پر حیرتوں کا دورہ پڑا جہاں سے میں نے جھاڑی میں سے پھل توڑے تھے اور پھلوں کے علاوہ جھاڑی بھی غائب ہو گئی تھی یہ ناقابل یقین واقعہ تھا' ناریل کے درختوں کی جانب سفر کرتے ہوئے میرا دل چاہا کہ پروفیسر سے بھی اس معاملے پر کچھ گفتگو کی جائے' لیکن پھر خود ہی میں نے یہ خیال ملتوی کر دیا اور کسی کو اپنا راز دار بنانا پسند نہیں کیا۔ ناریلوں کے یہ درخت نجانے کہاں سے اگ آئے تھے' صحرائے اعظم میں ہر بات کے لئے ایک حتمی جملہ کہہ دینا تو ممکن ہی نہیں تھا۔ یہاں کے نت نئے عجائبات نجانے کیا کیا دکھا رہے تھے' بہرحال یہ ناریل توڑے گئے اور ڈوم ایک طرح سے ناریل کا درخت ہی بن کر رہ گیا۔ کیونکہ اس نے یہ ناریل اپنے بدن پر سجا لئے تھے۔ مجھے اور پروفیسر حق کو اس نے یہ ناریل اپنے شانوں پر بار کرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور ہم اس چلتے پھرتے درخت کو دیکھ کر خوب ہنستے رہے تھے پھر ہم نے اس آدھے چاند جیسی پہاڑیوں کا رخ اختیار کیا۔ میرا دل دھک دھک ہو رہا تھا اور میں فضاؤں میں ہیا کی خوشبو سونگھ رہا تھا آہ کیا یہاں مجھے کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ دل تو یہی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے ہیا کی صورت دیکھ لوں جو میری آنکھوں میں نقش تھی' لیکن مجبوریاں احساس دلاتی تھیں کہ ہر چیز اپنے تابع نہیں ہوتی۔

سفر کی رفتار خوب تیز تھی' لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پہاڑیاں بھی ہمارے آگے آگے سفر کر رہی ہوں۔ سورج ہمارے سروں سے گزرتا جا رہا تھا اور پہاڑیاں اتنے ہی فاصلے پر نظر آ رہی تھیں' یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ میں نے پروفیسر حق کو دیکھا اس کی حالت قابل رحم ہو رہی تھی' لیکن وہ ہمارا ساتھ دے رہا تھا تب میں نے ڈوم سے کہا۔

"ڈوم ہم یہاں قیام کریں گے۔"

"جو حکم آقا...." ڈوم نے جواب دیا۔

ماحول بہت اچھا تھا اور موسم بھی معتدل تھا۔ پروفیسر لیٹ گیا۔ میں نے ناریل دیئے اور پروفیسر نے ایک چاقو نکال لیا۔

"یہ چاقو تمہارے پاس کہاں سے رہ گیا پروفیسر...." میں نے مسکرا کر کہا اور پروفیسر ہنس پڑا۔

"اس کی کہانی بھی عجیب ہے۔"

"کیا....؟"

"یہ چاقو میں نے مصر کے ایک اہرام سے نکالا تھا' تم اس کی بناوٹ دیکھو' کتنا قدیم ہے۔"

"ہاں شاید...."

"اس وقت سے یہ میرے پاس ہے جبکہ میں نے ہمیشہ ہی اس کی بے قدری کی' کچھ عرصہ میں نے اسے نوادر کے طور پر اپنے ساتھ رکھا۔ پھر میرے ایک دوست نے اسے دیکھا اور اس کی اصلیت جان کر اسے مجھ سے مانگ لیا' لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہم شکار کے لئے گئے اور میرے دوست نے اسے استعمال کیا پھر میرے پاس بھول گیا۔ اس کے بعد کئی بار ایسا ہوا کہ میں اسے کہیں رکھ کر بھول گیا' لیکن یہ کسی ایسی جگہ سے برآمد ہو گیا جو مجھے یاد نہیں تھی۔ آخری بار بھی یہ اس جیپ میں تھا جو تم لوگوں کو ملی تھی۔ کوکسن نے سب کچھ لے لیا' لیکن یہ مجھے جیپ میں دوبارہ پڑا ہوا مل گیا۔"

"دلچسپ بات ہے۔ ویسے پروفیسر تم مافوق الفطرت واقعات پر یقین رکھتے ہو۔"

"کیوں نہیں' یہ میرا شعبہ رہا ہے۔"

"کچھ ایسے واقعات کی تشریح کر سکتے ہو جو سمجھ میں نہ آتے ہوں۔" میں نے کہا۔

"کوشش کر سکتا ہوں۔"

"میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ مجھے بتاؤ یہ سب کیا ہے۔" میں نے کہا۔ میری ابتدائی زندگی کے بارے میں تو پروفیسر خود جانتا تھا بعد کی واقعات میں نے اسے سنائے اور میرے خاموش ہونے کے بعد وہ دیر تک مجھے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"جدید سائنس اور پراسرار علوم ایک اعلیٰ تحقیق ہے جس پر کام ہو رہا ہے' لیکن ابھی کوئی حتمی توجیہہ سامنے نہیں آ سکی۔ ہم جادو پر بھی یقین رکھتے ہیں لیکن ابھی اس کی بھی تحقیق سامنے نہیں آئی۔ میں سمجھتا ہوں آنے والا وقت اس کی رونمائی کر دے گا۔ تاہم ان واقعات پر سوچنے کے لئے تم مجھے وقت دو۔"

"ٹھیک ہے پروفیسر.... مجھے بھی جلدی نہیں ہے۔" رات کو ہم بے خبر سو گئے تھے اور خوشگوار ٹھنڈی ہواؤں نے ہمارے جسموں سے تھکن نچوڑ دی تھی۔ دوسری صبح جاگنے کے بعد ڈوم نے اپنا شکاری ڈنڈا اٹھایا اور شکار کی تلاش میں چل پڑا۔ پروفیسر بھی اس کے ساتھ تھا اور اس بار ڈوم کے شکار کو پروفیسر نے اپنے لئے حلال کر لیا۔ اس کے پراسرار چاقو نے کام دکھایا تھا۔ آج کے شکار میں اس کا حصہ نکلا گیا' جس پر ہم خوب ہنسے تھے کیونکہ وہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ خوب سیر ہو کر ہم نے پھر سفر شروع کر دیا' پروفیسر اپنی عمر کے برعکس واقعی تندرست تھا وہ کہیں ہم سے پیچھے نہ رہا۔ اس دن شام کے دھندلکوں کے ساتھ ہی ہم نے چاند پہاڑیوں تک کا سفر طے کر لیا' ان کی بلندیاں بھی عبور کر لیں اور چوٹی پر پہنچ کر پروفیسر نے کہا۔

"آہ.... وہ دیکھو.... وہ...."

پروفیسر کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی کہ میں چونک پڑا۔ میں نے اس کے اشارے کی سمت دیکھا۔ فضا ابھی اتنی گہری نہیں ہوئی تھی کہ وہ عجیب و غریب چیز ہمیں نظر نہ آتی۔ درختوں کے تنوں کو جوڑ کر ایک عظیم الشان احاطہ بنایا گیا تھا جس کی وسعتیں بلندی سے دیکھنے پر نظر آتی تھیں۔ احاطے کے اندر بانسوں اور نرسلوں سے رہائش گاہیں بنائی گئی تھیں جو ٹھیک سے نظر نہیں آتی تھیں۔ سامنے کی سمت ایک چوڑا پھاٹک نظر آ رہا تھا جو کھلا ہوا تھا۔ ایک عجیب پراسرار سی کیفیت نظر آ رہی تھی۔

"یہ کیا ہے پروفیسر....؟" میں نے سوال کیا۔

"رات ہو رہی ہے اور ہم جلد وہاں نہ پہنچ پائیں گے' میرا خیال ہے کہ رات ہم یہیں بسر کریں۔" پروفیسر نے میری بات کا جواب دیئے بغیر کہا۔

"لیکن.... وہ ہے کیا....؟"

"یہ تو قریب جا کر ہی معلوم ہو گا۔"

"تو چلو.... اس کے قریب چلتے ہیں۔"

"اگر تم ابھی وہاں جانا چاہتے ہو ماہر! تو میں انکار کی مجال نہیں رکھتا' لیکن میرا مشورہ ہے کہ اس وقت ہمیں یہیں قیام کرنا چاہئے' نیچے اترنا ٹھیک نہ ہو گا کیونکہ ہم اس پراسرار قلعے سے ناواقف ہیں۔"

"کیا اس وقت وہاں جانا مناسب نہیں ہے؟"

"وہاں پہنچتے ہوئے گہری رات ہو جائے گی اور ہم نہیں کہہ سکتے وہاں کیا ہو۔"

میں نے ضد نہیں کی تھی' البتہ گہری رات کو میں نے ڈوم سے کہا۔ "ڈوم.... کیا یہ وہ جگہ نہیں ہو سکتی جہاں پنڈت رائے رہتا ہے۔"

"شاید ہو.... لیکن آقا ہمیں اس کے اسرار جاننا ہوں گے' ہم کسی الجھن کے بغیر جہا تک پہنچیں تو زیادہ مناسب ہے۔"

میں نے تمام رات اس سیاہ ہیولے پر نگاہ جمائے گزار دی۔ وہاں کوئی روشنی نہیں چمکی تھی۔ ڈوم میرے ساتھ رہا تھا۔ وہ بے مثال ساتھی تھا' روشنی کی پہلی کرن کے زمین تک پہنچتے ہی میں نے پروفیسر حق کو جھنجوڑ دیا اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔

"کیا ہوا.... کیا بات ہے....؟"

"انتظار نہیں کیا جا سکتا' ہمیں اس جگہ چلنا ہے' اگر تم چاہو تو بعد میں آ سکتے ہو۔"

"اوہ نہیں' میں چل رہا ہوں۔" پروفیسر نے کہا اور ہمارے پیچھے دوڑنے لگا۔ ڈوم نے میرا ڈنڈا مجھے دیدیا تھا اور ہم تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ قلعہ نما جگہ کافی دور تھی اس طرح پروفیسر حق کا کہنا درست ہی ثابت ہوا تھا۔ اگر اس وقت ادھر آتے تو آدمی رات کو ہی یہاں پہنچتے۔ دفعتاً ڈوم نے کہا۔

"آقا.... تم کوئی بو محسوس کر رہے ہو....؟"

"ہاں' یہ بو میں نے رات کو بھی محسوس کی تھی' یہ کیسی بو ہے' خاصی ناخوشگوار ہے۔"

"سڑتے ہوئے گوشت کی بو ہے..... شاید انسانی گوشت کی' جیسے وہاں کچھ پرانی لاشیں موجود ہوں۔" ڈوم نے کہا اور میرے دل کو دھکا سا لگا۔ نہ جانے کیوں مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ پنڈت رائے کی رہائش گاہ ہی ہے۔ میں نے ڈوم پر اپنے کسی خیال کا اظہار نہیں کیا۔ البتہ میری رفتار تیز ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ ہم نے فاصلہ طے کر لیا۔ میں نے قریب سے اس جگہ کو دیکھا۔ افریقہ کے اس انوکھے ماحول میں یہ قلعہ واقعی پراسرار نوعیت کا حامل تھا۔ گوشت کی بدبو اب خوب تیز ہو گئی تھی' مگر میں اسے نظرانداز کر کے آگے بڑھا اور کھلے گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔ لیکن مجھے ٹھٹکنا پڑا۔ یہاں بیشمار انسانی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ یہ سیاہ فاموں کی لاشیں تھیں۔ لیکن ایسے سیاہ فام جو پورے لباس میں ملبوس تھے۔ لاشیں کافی پرانی تھیں اور گل سڑ گئی تھیں اور تعفن انہی سے اٹھ رہا تھا۔ ان کے قریب بندوقیں پڑی ہوئی تھیں۔ ڈوم نے ایک بندوق اٹھا کر دیکھی وہ خالی تھی.... میں متوحش نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا' بہت سی لاشیں اونچی نیچی جگہوں پر پڑی ہوئی تھیں۔ بعض کی گردنیں ہاتھ اور پاؤں ان کے جسموں سے علیحدہ پڑے ہوئے تھے۔ ہر طرف تباہ کاری کے آثار نمایاں تھے۔ اچانک ایک طرف سے ایک سرسراہٹ سنائی دی اور میں چونک پڑا۔

"یہاں کوئی ہے.... کیا یہاں کوئی ہے....؟" میں نے چیخ کر کہا۔ اچانک ہی میرے بائیں سمت سے کسی نے چھلانگ لگائی اور مجھ پر آنے کی کوشش کی لیکن ڈوم مجھ سے زیادہ پھرتیلا نکلا۔ سایہ محسوس کرتے ہی اس نے اپنا ڈنڈا سیدھا کر لیا اور اس کا فن قابل دید تھا۔ سیاہ رنگ کی اس وزنی چٹان کو اس نے اپنے ڈنڈے کی نوک پر اٹھا لیا اور پینترہ بدل کر اس کا رخ تبدیل کر دیا۔ اس خوف ناک جانور کے زمین پر گرنے کی آواز بھی ایسی تھی جیسے بلندی سے کوئی چٹان نیچے گر پڑے۔ اس وقت میں پوری طرح اس کی زد میں تھا۔ ڈوم اگر اس ناقابل یقین مہارت سے کام نہ لیتا تو وہ مجھے ضرور نقصان پہنچا دیتا۔ جسم وزنی ہونے کی وجہ سے وہ جانور فوراً ہی زمین سے نہ اٹھ سکا' لیکن چند لمحے بعد ہاتھ پاؤں مار کر وہ اٹھنے

میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بدن پر ریچھ کی مانند سیاہ بال تھے جسامت بھینسے سے کم نہیں تھی ناک پر ایک مضبوط سینگ ابھرا ہوا تھا' لیکن وہ گینڈا نہیں تھا۔ کھڑے ہو کر اس نے پھر ہم پر جھپٹا مارا' لیکن ڈوم نے بجلی کی سی سرعت سے ڈنڈے کی نوک پھر اس کے سینے پر ٹکائی اور اسے بلند کر کے دوسری طرف بیخ دیا پھر حلق سے ایک دھاڑ بلند کر کے ڈنڈا گھمایا اور اس کے سر کو نشانہ بنا کر وار کر دیا۔ بھیانک جانور کی کھوپڑی تڑخ گئی' لیکن اس بار وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا ڈنڈے کے دوسرے وار نے اس کی گردن توڑ دی تیسرا وار پھر سر پر ہوا تھا' جانور دھپ سے زمین پر گرا اور بے سدھ ہو گیا۔ ڈوم نے پھر حلق سے ایک فاتح کی آواز نکالی اور چونک کر ہمیں دیکھنے لگا۔ پھر اس کے چہرے پر خجالت کے آثار نظر آئے اور وہ جھینپے ہوئے انداز میں مسکرانے لگا۔

"سوری آقا...."

"تم باکمال ہو.... واقعی باکمال ہو.... تمہارے بدن میں بے پناہ طاقت ہے...." پروفیسر حق نے متاثر لہجے میں کہا۔ پھر مجھ سے بولا۔ "یہ کئی من وزنی جانور ہے لیکن ڈوم نے بار بار اسے ڈنڈے پر اٹھا کر پھینکا۔"

"میرے فرشتے بھی ایسا نہیں کر سکتے ماسٹر۔ یہ میرے استاد محترم شانگ لائی کور کا بخشا ہوا فن ہے۔ اصل میں حملے کی تیزی بدن کو ہلکا کر دیتی ہے۔ اصل کام اس ڈنڈے کا صحیح استعمال ہے اس بے وزنی کو سنبھالنا پڑتا ہے۔ ڈنڈے کا دوسرا سرا زمین پر ٹکا ہوتا ہے اور زمین ہی سارا بوجھ سنبھالتی ہے بس تمہاری کلائیاں صحیح گردش کریں اور ڈنڈا مضبوط ہو.... یہ لکڑی شاندار ہے۔"

"مگر یہ کیا جانور ہے....؟" میں نے کہا۔

"جنگلی سور کی کوئی بگڑی ہوئی نسل...." ڈوم نے جواب دیا اور ہم سنبھل گئے۔ ایک بار پھر ہماری نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں۔ میں نے قدم آگے بڑھائے تو دوسرے لوگ بھی میرے ساتھ چلنے لگے۔ یہاں زبردست معرکہ آرائی ہوئی تھی اور آتشیں ہتھیاروں کا استعمال کیا گیا تھا۔ تقریباً چوبیس لاشیں اس حصے میں نظر آ چکی تھیں۔ ان میں سے چھ لاشیں بے لباس تھیں۔ یہ سب سیاہ فام تھے لیکن مہذب نظر آتے تھے۔ پھر دوسرے حصوں میں مزید لاشیں نظر آئیں۔ اب ہم نے انہیں نظرانداز کر دیا تھا اور اس انوکھے قلعے کے اسرار تلاش کر رہے تھے' گہری نگاہوں سے جائزہ لے کر ہم اس کے مکینوں کے ذہن کا جائزہ لے رہے تھے۔

"آہ' یہاں ہمارا کام اتنی جلدی مکمل نہیں ہو گا۔ دو صورتیں ہیں۔ کسی طرح ان لاشوں کو یہاں سے دور کر دیا جائے۔ یا پھر جلد از جلد اس جگہ کو چھوڑ دیا جائے۔"

"ہمیں یہاں رکنا ہو گا پروفیسر...." میں نے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔"

"کوئی مشکل نہیں ہے' میں ان لاشوں کو یہاں سے ہٹا دوں گا۔" ڈوم نے کہا۔

"یہ آسان کام نہ ہو گا۔" پروفیسر نے کہا۔

"میں تمہارا ساتھ دوں گا ڈوم.... پروفیسر آپ؟" میں نے کہا اور ڈوم نے میری بات کاٹ دی۔

"نہیں آقا' یہ کام تمہارے شایان شان نہیں ہے اور ایک غلام کے لئے یہ قابل برداشت بھی نہیں.... تم اپنا کام کرو اور مجھے میرا کام کرنے کی اجازت دو۔"

"یہ جگہ قابل تحقیق ہے۔"

"میرا مالک اگر یہ چاہتا ہے تو تم اپنا کام کرو اور مجھے میرا کام کرنے دو۔" ڈوم ڈنڈا سنبھال کر وہاں سے چلا گیا۔ پروفیسر نے کہا۔

"تم نے بہترین ساتھی حاصل کئے ہیں ماہر طہابی' آؤ اب ہم یہاں کا جائزہ لیتے ہیں۔ ویسے یہ ترتیب دیکھ رہے ہو.... اس سے یہ اندازہ تو بخوبی ہو جاتا ہے کہ یہاں جو کوئی بھی رہتا تھا وہ مہذب دنیا کی آسائشوں کے بارے میں جانتا تھا اور لباس کے علاوہ اس نے تمام انتظامات یہیں کر رکھے تھے۔ دیکھو وہ دیسی ٹیوب ویل ہے۔ زمین سے پانی حاصل کرنے کا ذریعہ اس نے یہاں گھر بنائے ہیں اور وہ جگہ شاید یہاں کا مرکز ہے۔ اب ہمیں اس بات پر شبہ نہیں ہے کہ یہ پنڈت رائے ہی کی رہائش گاہ ہے۔"

"پنڈت رائے...." میرے حلق سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ "ہاں تم سوچ رہے ہو کہ ہیا بھی اسی کے ساتھ تھا۔"

"میرے علم میں یہی آیا ہے۔"

"ایسا ممکن ہے لیکن.... ہمیں یہاں ایک بھی ایسی لاش نہیں ملی جو کسی مہذب دنیا کے انسان کی ہو۔"

"مطلب.....؟"

"یہ کہ اگر پنڈت رائے یہاں موجود بھی تھا تو وہ ہلاک نہیں ہوا۔"

"پھر وہ کہاں گیا....؟"

"یقیناً اس معرکہ آرائی کے دوران وہ ہیا کے ساتھ نکل کر جنگلوں میں روپوش ہو گیا۔"

"ہم اسے تلاش کریں گے پروفیسر...." میں نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور اسے ضرور پالیں گے۔" پروفیسر پرعزم لہجے میں بولا۔ پھر کہنے لگا۔ "آؤ.... ہم اس مرکزی جگہ کا جائزہ لیں۔ وہیں سے ہمیں صحیح صورت حال کا اندازہ ہو گا۔" میں پروفیسر کے ساتھ چل پڑا۔ جس جگہ یہ مکان بنا ہوا تھا وہاں چوڑے تنوں والے کئی درخت نظر آ

رہے تھے جن کے تنے اس مکان میں روپوش ہو گئے تھے ان کی شاخیں اور پتے پورے مکان پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ بڑا سا دروازہ کواڑوں کی شکل میں تھا جسے اندر اور باہر سے بند کرنے کے انتظامات بھی کئے گئے تھے۔ اندر سے بھی یہ صاف ستھرا تھا اور یہاں ہر طرح کے انتظامات کئے گئے تھے، کچن بھی تھا، بیڈ روم بھی، سب سے شاندار وہ ہال نما جگہ تھی جہاں بڑی کاریگری کی گئی تھی، درختوں کے تنے ایک مخصوص سائز میں تراش کر شیلف بنائے گئے تھے اور ان میں کتابیں چنی گئی تھیں۔ ایک قیمتی ریڈیو گرام ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ ایک طرف درخت کے تنے سے میز اور کرسی بنائی گئی تھی جس میں درازیں بھی تھیں۔ بڑی پر سحر جگہ تھی، کھڑکیوں سے باہر کے مناظر دیکھے جا سکتے تھے۔

"آہ، ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کونسی جگہ ہے...." پروفیسر کو اس کا مشغلہ مل گیا تھا۔ وہ ان کتابوں کو کھنگالنے لگا تھا۔

"اگر تم یہاں موجود ہو تو میں دوسری جگہوں کی تلاشی لے لوں۔" میں نے کہا۔

"ضرور.... یہ بہتر رہے گا۔" پروفیسر نے کہا اور میں اس ہال سے باہر نکل آیا۔ میری بے چین نگاہیں ایک ایک شے کو تلاش کر رہی تھیں۔ کسی چیز سے مجھے ہیا کا نشان ملے۔ بہت دیر تک میں اپنی جستجو میں بھٹکتا پھرا، لیکن ہیا کا کوئی نشان تلاش کرنے میں ناکام رہا۔ پھر مایوسی سے پروفیسر کے پاس واپس پہنچ گیا۔ پروفیسر کتابوں کے ڈھیر میں چھپا بیٹھا تھا۔ لاتعداد کتابیں اس کے گرد بکھری ہوئی تھیں اور وہ بری طرح ان میں کھویا ہوا تھا۔ میرے قدموں کی چاپ سے بھی نہ چونکا۔ مجبوراً میں نے ہی اسے آواز دی اور وہ گردن اٹھا کر کھوئی کھوئی نظروں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر عجیب سے لہجے میں بولا۔

"ماہر.... ہیا مل گیا...."

"میرا پورا وجود بھک سے اڑ گیا.... میں بدن کی ان لرزشوں سے آشنا نہیں تھا جو اس وقت میرے وجود پر طاری ہو گئی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میرا بدن بالکل ہلکا ہو گیا ہے۔ زمین نے میرے پاؤں جکڑ لئے تھے۔

"آؤ.... ادھر آ جاؤ.... دیکھو.... یہ پنڈت رائے کی زندگی کا خلاصہ ہے، آؤ.... یہاں بیٹھ جاؤ.... تمہیں یہ تفصیل پسند آئے گی۔"

میں نہیں جانتا کہ میں کس طرح اس کے قریب پہنچا اور کس طرح اور کب اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔ ایک موٹی ڈائری پروفیسر حق کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے ایک صفحہ کھولا اور اسے میرے سامنے کرتے ہوئے بولا۔ "اس نشان کو جانتے ہو؟"

"شانتی..." میرے منہ سے نکلا۔

"ہاں، ایک ایسی تنظیم جس کی بنیاد بہتر تھی۔ شانتی کے سرکردگان دنیا کو امن و امان کا گہوارہ دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ انسان کی سرشت پر ریسرچ کرنا چاہتے تھے۔ یہ جاننا چاہتے تھے کہ

سکون و آسائش کا رسیا اس ہیجان کا شکار کیسے ہوا جس نے دنیا سے امن چھین لیا۔ اس کے پیروکار انسانی ذہن کو اطمینان دینا چاہتے تھے جس سے دنیا میں امن کے پھول کھلتے لیکن پھر اس تنظیم میں مفاد پرست گھس آئے اور وہی کھیل شروع ہو گیا جو دنیا میں ہیجان کا باعث بنا ہے۔ وہ مخلص ایک ایک کر کے یا تو سازشوں کا شکار ہو گئے، یا پھر اس سے علیحدہ ہو گئے۔" پنڈت رائے لکھتا ہے۔

"صحرائے اعظم ہمیشہ میری توجہ کا مرکز رہا۔ میرے دل میں اس کے اسرار و رموز جاننے کی خواہش تھی، چنانچہ میں نے شانتی کے لئے یہ شعبہ منتخب کر لیا اور یہاں اپنے لئے ایک تجربہ گاہ قائم کر لی...."

"افریقہ کے بارے میں اس نے بہت سے تحقیقاتی نوٹ لکھے ہیں۔ لیکن ہم آگے بڑھتے ہیں، جہاں وہ لکھتا ہے...." پروفیسر حق نے کہا۔ پھر بولا۔

"ایک انوکھا وجود میرے علم میں آیا ہے۔ حارث طہابی نامی اس شخص کا وہ بیٹا جو دوہرا وجود رکھتا ہے، لیکن حقیقتاً وہ دونوں مل کر ایک ہوتے ہیں۔ یہ ایک انوکھی دریافت ہے۔ قدرتی رموز کے دو نشان رکھنے والا یعنی سیسٹک اور سیسٹالک۔ اور دونوں کا ملاپ انہیں آئی جینٹک بناتا ہے۔ طاقتور.... مافوق الفطرت ذہن کا مالک جس کے لئے یہ جادو بے اثر ہے۔ ننھا وجود سیسٹالک ہے اور قوی سیسٹک.... آہ.... اگر مجھے ان کی پرورش کا موقع مل جائے تو میں اسرار و رموز کے ایسے طلسم توڑوں کہ دنیا حیران رہ جائے.... لیکن...."

"پھر وہ لکھتا ہے۔"

"اس بچے نے میری ساری توجہ اپنی جانب مبذول کر لی ہے۔ آہ میں اسے حاصل کر کے رہوں گا چاہے کچھ بھی کرنا پڑے۔"

"اس کے بعد ماہر طہابی وہ ان لمحات کے بارے میں لکھتا ہے جب اس نے تمہیں حاصل کر لیا تھا، وہ کہتا ہے سیسٹالک نکل گیا۔ وہ اعلیٰ ذہانت کا مالک ہے، لیکن وہ دور نہ ہو گا.... اس کے بعد وہ بیشمار تجربات کے بارے میں لکھتا ہے جن میں کسی پنڈت ہیوبرٹ کا ذکر بھی ہے۔ پھر وہ کہتا ہے۔"

"آہ، دنیا ہی بدل گئی، سیسٹک نے میرا ٹرانس قبول کر لیا، لیکن سیسٹالک پر کئے جانے والے تجربے نے میرے دماغ کے بہت سے والو ہلا دیئے۔ ایک طویل عرصہ میں نے ہوش کی دنیا سے دور گزارا ہے، لیکن بہرحال.... میں اپنے ہپناٹزم کے عمل کو کھو کر زندگی پا چکا ہوں۔ ایک سرمایہ میرے ہاتھ سے نکل گیا لیکن یہ لوگ جو اب شانتی کے سرکردہ افراد ہیں، برائیوں میں کھو گئے ہیں۔ وہی عیش کوشی اپنے لئے، صرف اپنے لئے۔"

"آگے پنڈت رائے لکھتا ہے۔"

"اور اس عظیم خزانے کے بعد مجھے کسی اور شے کی حاجت نہیں رہی ہے۔ میں نے

شانتی سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے لیکن آئی جینٹک مجھے مل گیا ہے۔ وہ اپنا نام ہیا بتاتا ہے اور اس کائنات میں اس کی سب سے بڑی آرزو اپنے بھائی ماہر کی دستیابی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس کے ننھے وجود نے اسے اپنے بھائی کی تلاش میں سب سے بڑی رکاوٹ ڈالی ہے۔ وہ خود کو اس دنیا سے روشناس نہیں کرا سکتا۔ لوگ اسے مافوق الفطرت سمجھتے ہیں اور اسے طرح طرح کے کھیلوں میں استعمال کرنا چاہتے ہیں' وہ ایسا نہیں چاہتا۔ یہ مجھ سے مانوس ہو گیا ہے' مجھ پر اعتماد کرتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس ننھے سے انسان میں ایک کائنات پوشیدہ ہے۔ وہ لاکھوں انسانوں کے برابر ذہنی قوت رکھتا ہے.... وہ ہر علم کو آسانی سے سیکھ لیتا ہے۔ اسے بہت کچھ معلوم ہے' لیکن بیس سال کی کاوشیں اسے اس کا بھائی نہیں دے سکیں۔ البتہ وہ ایک عجیب انکشاف کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے ماہر زندہ ہے۔ خود اس کی زندگی اس بات کا ثبوت ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ماہر اسے ضرور تلاش کر رہا ہو گا۔ وہ تنہا مر بھی نہیں سکتا۔ اگر ساری زندگی اسے نہ ملا تو موت دونوں کو ضرور.... قریب لائے گی۔ اور مجھے موت کا صرف اس لئے انتظار ہے کہ ماہر میرے پاس آئے گا۔"

"اب ایک اور انکشاف سنو ماہر.... پنڈت رائے کہتا ہے۔"

"کور کی آشا.... ایک کلاسیکل کہانی۔ وہ عورت جو ہزاروں سال سے زندہ ہے اور اسے اپنے محبوب کا انتظار ہے جو کیلی کریٹس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مملکت کور کی یہ جادوگر ملکہ مینار آتش میں آتشیں غسل کر کے حیات ابدی حاصل کئے ہوئے ہے اور اس کی داستان بہت انوکھی ہے' یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مجھے اس داستان کی حقیقت کی تلاش ہے۔ یہ میرا محبوب موضوع ہے' لیکن مملکت کور تک پہنچنا اس کے بارے میں تحقیقات کرنا.... آہ کیسے ممکن ہے۔"

"سنو ماہر طہابی.... اہم بات سنو' وہ لکھتا ہے۔"

"وہ کون ہے' میں نہیں سمجھ سکتا.... آہ.... یہ تو بے حد انوکھی بات ہے پیکر حسن و جمال۔ ایک آتش وجود کی مالک.... جس کے ہاتھ ستارے لٹاتے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ کیلی کریٹس کہاں ہے.... وہ حیران نظروں سے ہیا کو دیکھتی ہے اور ننھا ہیا.... وہ اس کے بت تراشتا ہے۔ کیا اتنے ننھے سے وجود میں عشق پیدا ہو سکتا ہے' لیکن اگر میرا تجربہ ناقص نہیں ہے تو.... ہیا ستاروں والی سے عشق کرتا ہے اور وہ کہتی ہے کہ وہ آشا ہے۔"

"ماہر بہت سے انکشافات ہیں اس کتاب میں' پنڈت رائے لکھتا ہے۔"

"سمبوریئے اچانک چولا بدل رہے ہیں' سردار کھاویا چاہتا ہے کہ مولبو اس کے قبیلے میں ضم ہو جائیں۔ ڈنگان اپنی سرداری ختم کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ یہ ایک مشکل مرحلہ ہے کیونکہ ڈنگان مجھے دیوتا اور عقل والا کہتا ہے۔ مولبے میری پوجا کرتے ہیں اور اب مجھے ایک غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ میں نے انہیں بہت مہذب بنا دیا۔ ان سے ان کی وحشت چھین

لی ہے۔ اب وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ لباس پہنتے ہیں' اس طرح وہ مہذب' لیکن جنگ و جدل سے دور ہو گئے ہیں۔ جبکہ سمبوریئے وحشت خیزی میں بے مثال ہیں۔ حالات بتا رہے ہیں کہ دونوں قبیلوں میں جنگ ہو جائے گی اور نتائج بہتر نہ ہوں گے' کیونکہ آثار ظاہر ہیں کہ سٹالیہ کی رابینا' کور سے جنگ چاہتی ہے اور اس کے لئے دو قبیلوں کو ضم کر کے اپنی قوت تعمیر کرنے کی خواہش مند ہے۔ اگر جنگ ہوئی تو رابینا سمبوریوں کی پشت پر ہو گی لیکن ڈنگان اس پر کیسے آمادہ ہو۔ یہ اس کی آن.... اس کی بقا کا معاملہ ہے۔"

"یہ ڈائری یہاں ختم ہے ماہر.... اس کے بعد کے صفحات سادہ ہیں۔" پروفیسر نے کتاب بند کر دی۔

میں سکتے میں تھا' یہ ایک تاریخ تھی' لگتا تھا جیسے یہ صدیوں پر محیط داستان ہو' لیکن اس داستان کے کچھ پہلو ایسے تھے جو میرے دل کو اپنی مٹھی میں جکڑتے تھے۔

"میرے بیٹے' میں اعتراف کرتا ہوں کہ تم سے بات کرتے ہوئے مجھ پر ایک خوف سا مسلط رہتا ہے' میں سوچتا ہوں کہ میری زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جو تمہاری پسند کے خلاف ہو اور تم مجھ سے ناراض نہ ہو جاؤ۔ اگر تم یہ وعدہ کرو کہ میری کسی بات پر ناراض ہونے کے بجائے تم یہ اظہار کر دو گے کہ تمہیں وہ بات ناپسند ہے تو میں اس تحریر کی روشنی میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔"

میں نے پروفیسر کی طرف دیکھ کر نرم لہجے میں کہا۔ "نہیں پروفیسر مجھے تمہاری رہنمائی درکار ہے۔"

"شکریہ ماہر طہابی.... ہم اس تحریر کے اہم پہلوؤں پر غور کرتے ہیں اور کچھ تصورات قائم کرتے ہیں۔"

"ہاں' ٹھیک ہے۔"

"یہ تحریر ایک کھلا علم ہے کہ ہیا طویل عرصے سے پنڈت رائے کے پاس ہے۔"

"ہاں...."

"اور ایک ننھے وجود کی شکل میں ہے۔"

"ہاں پروفیسر...."

"اور پنڈت رائے ایک انوکھی بات کہتا ہے کہ ہیا کے دل میں کور کی آشا کے لئے جگہ ہے۔"

"ستاروں والی کے لئے...."

"ہاں' وہ یہی کہتا ہے۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ مجھے وہ لمحات یاد آ رہے تھے جب ستاروں والی مجھے ملی تھی۔ اور اس نے مجھے کیلی کریٹس کہہ کر پکارا تھا۔

"خیر.... ہم اس موضوع سے ہٹتے ہیں' ہمارے لئے دوسری اہم بات سمبوریہ.... اور مولبے قبیلوں کی چپقلش ہے اور رائے کہتا ہے کہ.... مولبے اسے دیوتاؤں کا درجہ دیتے تھے.... یہاں جو ماحول نظر آیا ہے وہ اس جنگ کا نتیجہ تو نہیں ہے؟"

"تو کیا اس جنگ میں ہیا کو بھی نقصان پہنچا ہو گا....؟" میں نے تڑپ کر کہا۔

"پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ نہیں۔"

"تمہیں یہ یقین کیوں ہے؟"

"دو وجوہ کی بنا پر...."

"مجھے بتاؤ...."

"پنڈت رائے کہتا ہے کہ وہ بے مثال ذہانت کا مالک ہے۔ اس طرح وہ آسانی سے اس جنگ کے جال میں نہیں پھنس سکتا اور اپنا بچاؤ بخوبی کر سکتا ہے اور کیونکہ اس کا وجود مختصر ہے.... یہ پہلی وجہ ہے۔"

"دوسری....؟" میں نے کہا۔

"تم زندہ ہو...." پروفیسر نے کہا.... اور میں اسے دیکھتا رہا.... پھر میرے دل میں خوشی کی ایک لہر اٹھی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو...."

"ہاں اب میں اس سے آگے کی بات بتاتا ہوں۔ پروفیسر ایڈلاس بورٹونوٹا مجھے سلوراز کی پہاڑیوں کے بارے میں بتاتا ہے جہاں رابینا حکمران ہے اور رابینا' کور پر اپنا تسلط چاہتی ہے۔ بورٹونوٹا' رابینا کا پیروکار ہے۔"

"وہ اندھا بوڑھا جس نے مجھے کیلی کریٹس کہہ کر پکارا تھا...."

"کیا مطلب....؟" پروفیسر حیرت سے بولا۔

"میں نے تمہیں اس کی نامکمل کہانی سنائی تھی۔" میں نے اعتراف کیا۔

"اوہ' کیا تم مجھے وہ تفصیل بتانا پسند کرو گے....؟"

"ہاں' اب ضروری ہے' بلکہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی۔" میں نے کہا۔ پھر جہاز پر اندھے سے ملاقات کی تفصیل' دوسرے مکمل واقعات کے ساتھ سنائی' ستاروں والی کے بارے میں وہ واقعات بھی جو مجھے پیش آئے تھے۔ پروفیسر حق دم بخود یہ تفصیل سن رہا تھا' بہت دیر تک وہ خاموش رہا' پھر بولا۔

"انوکھی' لیکن دلچسپ.... میری عقل اس سلسلے میں ساتھ نہیں دیتی۔ افریقہ کے اسرار ابھی تک اس سائنسی دنیا کے لئے پراسرار ہیں۔ جادو ایک حقیقت ہے یہ بات سبھی جانتے ہیں بہرحال بورٹونوٹا کے بارے میں مجھے تفصیل تو نہیں معلوم لیکن یہ اندازہ میں نے بخوبی لگایا ہے کہ وہ ساحرانہ قوتوں کا مالک ہے۔ اس کا تعلق اب سٹالیہ سے ظاہر ہو گیا ہے۔ عین

ممکن ہے وہ رابینا کا دست راست ہو۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اسی قبیلے سے تعلق رکھتا ہو اور اس نے جدید دنیا میں تعلیم حاصل کی ہو۔"

"ہمیں اب کیا کرنا ہو گا پروفیسر....؟"

"میری رائے میں پہلے قبیلے مولبو کی تلاش جسے کہیں قریب ہونا چاہئے۔ وہ ہمیں صحیح بات بتا سکیں گے۔"

"تب پھر یہاں رکنا ضروری نہیں ہے۔ ویسے پروفیسر مجھے کچھ اور بھی یاد آ رہا ہے۔"

"کیا....؟"

"تم ٹیلی پیتھی کے علم کے بارے میں جانتے ہو؟"

"ہاں.... اس بارے میں کچھ واقعات تم نے مجھے بتائے تھے اور کہا تھا کہ تمہارا ہیا سے رابطہ ہوا تھا۔"

"اس نے مجھ سے کچھ الفاظ کہے تھے۔"

"کیا....؟"

"یہی کہ مولبے عیش کوش ہیں اور وہ سمبوریوں کا مقابلہ نہ کر پائیں گے۔"

"آہ تب تو اس ماحول کی پوری تشریح ہو جاتی ہے' یقیناً ایک زبردست جنگ ہوئی ہے اور مولبوں کو شکست ہوئی ہے۔"

"اور ہیا....؟"

"میں اس کے بارے میں پہلے ہی پیش گوئی کر چکا ہوں۔" پروفیسر نے کہا۔ اس وقت باہر آہٹیں ابھریں اور ہم ادھر دیکھنے لگے۔ ڈوم اندر داخل ہوا تھا اس کے ہاتھوں میں بڑی سی ٹرے تھی' جس پر رکھے برتنوں سے کافی کی بو منتشر ہو رہی تھی۔ میرے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ کیا ڈوم....؟"

"بے وقوف حملہ آور یہاں بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں اور میں جانتا ہوں کیوں....؟" ڈوم نے کہا۔

"بھلا کیوں....؟"

"اس لئے کہ یہ سب ان کی سمجھ میں نہیں آیا ہو گا۔ خشک میووں کے انبار.... کافی اور تمباکو کے ڈبے.... اور ایسی ہی دوسری اشیاء۔"

"کیا ان لاشوں نے تمہیں ان کا پتہ بتایا تھا....؟" پروفیسر نے مسکرا کر پوچھا۔

"کچھ ایسا ہی ہے پروفیسر.... کیونکہ انہی کی تلاش کے دوران مجھے یہ دستیاب ہوا...."

"تم نے اپنا کام کر لیا....؟"

"وہ تو بہت دیر کی بات ہے آقا.... زیادہ وقت تو میں نے اس طلسم کدے کی تلاش

میں گزارا ہے۔ لاشیں تو میں نے مختصر وقت میں ٹھکانے لگا دی تھیں۔"

"کہاں....؟"

"یہاں کئی گہرے کنویں ہیں جن کا اب کوئی استعمال نہیں تھا بھلا اب ان کنوؤں کو کون استعمال کرے گا۔ میں نے تمام لاشیں ایک کنویں میں بھر دیں.... مگر کیا ہی گہری جگہ تھی جھانک کر دیکھنے سے کچھ بھی نہیں نظر آتا۔

تمام لاشیں اس میں گم ہو گئیں۔ اس کے بعد میں نے دوسری جگہوں کی تلاشی لی اور میں نے یہ سب کچھ پایا۔ لیکن ایک اور شے جو میں نے حاصل کی ہے عظیم آقا.... اس کے بارے میں سنو گے تو خوش ہو جاؤ گے۔

جب میں نے یہاں ایک اصطبل دیکھا اور گھوڑے نہ پائے تو مجھے گمان گزرا کہ ممکن ہے گھوڑے کہیں آس پاس ہوں۔ اس قلعے کے عقبی حصے میں بہترین چراگاہ ہے اور وہاں مجھے چھ گھوڑے دستیاب ہو گئے جو پر اطمینان زندگی گزار رہے تھے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ وہ خود انسانوں کے ضرورت مند تھے مجھے دیکھ کر اس طرح میرے قریب آ کھڑے ہوئے جیسے یہاں کی.... بربادی کی داستان سنانا چاہتے ہوں اور آقا تم یقین کرو اگر ان کی زبان سمجھی جا سکتی تو ہمیں یہاں کی پوری کہانی معلوم ہو جاتی۔"

"پھر وہ کہاں ہیں....؟"

"سب کو لے آیا ہوں۔ اصطبل میں باندھ دیا ہے' میرے پاس بہت سے تحفے ہیں تمہارے لئے۔"

"اور بھی کچھ ہے....؟" پروفیسر نے ہنس کر پوچھا۔

"کافی میں مجھے شرکت کی دعوت دو.... یہاں بہت کچھ ہے۔" ڈوم نے کہا۔

"سوری ڈوم.... مگر دیکھ لو میں نے تمہارے لئے کافی بنائی ہے بس تمہارے دلچسپ انکشاف ختم ہونے کا انتظار تھا۔"

ڈوم ہمارے ساتھ کافی پینے اور دوسرے لوازمات کھانے لگا' میں اب بڑی فرحت محسوس کر رہا تھا مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہیا سے میرا فاصلہ کم سے کم ہوتا جا رہا ہو۔ کافی ختم ہونے کے بعد ڈوم پھر باہر نکل گیا۔

"سچ تو یہ ہے ماہر طبابی کہ ہم اپنا اور دوسرے لوگوں سے الگ ہو کر زیادہ اطمینان محسوس کر رہے ہیں۔ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے....؟"

"لوئیسا جنونی ہے اور اس کا جنون کسی بھی وقت اس کے لئے نقصان دہ ہو گا' لیکن اس نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں یہاں تک پہنچنا نصیب ہوا۔ مجھے افسوس ہے' لیکن میں اس کے لئے بل ہاروے سے نہیں لڑ سکتا تھا' کیونکہ وہ بھی برا انسان نہیں تھا۔"

"وہ میری بھی عزت کرتی تھی' لیکن یقین کرو میں اس سے خوف زدہ تھا اور میرا خیال ہے ماہر.... کہ اس کا ہم سے دور ہو جانا صحیح ہوا۔ ورنہ ایک مشکل مرحلہ ضرور آتا۔"

"وہ کونسا....؟"

"جب ہیا تمہیں مل جاتا۔"

"ہاں اس وقت میں اس پر توجہ نہ دے سکتا لیکن تمہارا کیا خیال ہے پروفیسر.... دونوں گروپوں میں جنگ ہوئی ہو گی۔"

"ممکن ہے اس وقت جنگل کے مردہ خور ان کی لاشوں کی ضیافت اڑا رہے ہوں۔"

ڈوم نے آ کر ہمارے درمیان لوئیسا کا تذکرہ ختم کرا دیا۔ وہ چار رائفلیں اور کارتوس کے انبار لادے ہوئے اندر داخل ہوا تھا اور اس نے یہ رائفلیں ہمارے سامنے ڈال دی تھیں۔

"ویسے تو اس ڈنڈے سے بہترین ہتھیار ہمارے پاس اور کوئی نہیں ہو سکتا لیکن ان کے دھماکے دور سے دشمن کو بھگانے کے کام آتے ہیں وہ جنہیں ہم قتل نہ کرنا چاہیں۔"

"یہ تمہیں کہاں سے مل گئیں....؟" پروفیسر نے پوچھا۔

"شاید آپ نے ان لاشوں کے پاس نہ دیکھی ہوں' لیکن ایمونیشن میں نے جگہ جگہ سے چنا ہے۔"

"ان کی موجودگی بہتر ہے۔"

"میں نے وہ خوراک بھی پیک کر لی ہے جسے ہم گھوڑوں پر لاد کر لے جا سکتے ہیں خاص طور پر پانی کے کین۔ ہمارے پاس تین گھوڑے زیادہ ہیں۔"

"آہ کاش.... میں ان کتابوں کو اپنے ساتھ لے جاتا۔ یہ دنیا کی قیمتی ترین کتابیں ہیں۔" پروفیسر نے حسرت سے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

"ہر ایک کے دل میں ایک آرزو ہے' بل ہاروے بھی دولت کی تلاش میں آیا تھا' پروفیسر تحقیق کے لئے' میں ہیا کے لئے' اپنا میرے لئے بس ایک ڈوم ہے جسے کچھ نہیں چاہئے۔"

"تم بھول رہے ہو آقا...." ڈوم جلدی سے بولا۔

"کیا....؟"

"تم نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا...."

"آہ' مجھے واقعی وہ وعدہ یاد نہیں رہا...."

"تم نے کہا تھا کہ ہیا کے مل جانے کے بعد۔ تم ایک بار کور کی مملکت ضرور جاؤ گے۔ سکا وعدہ ستاروں والی...." ڈوم پروفیسر کے خیال سے خاموش ہو گیا۔

"ہاں' مجھے یاد آ گیا.... واقعی تیرے دل میں بھی ایک حسرت ہے' لیکن پروفیسر کیا اب

ہم یہاں رک کر وقت ضائع کریں گے۔"

"بالکل نہیں.... یہاں ہمارا کام پورا ہو چکا ہے اور اب ہم تیز رفتار سفر کر سکتے ہیں۔ ڈوم تمہارے گھوڑے کہاں ہیں۔"

"وہ ہمارے منتظر ہیں۔"

ہم ڈوم کے ساتھ باہر نکل آئے' شاندار نسل کے گھوڑے ہمارے منتظر تھے۔ انسان دوست' انسان پسند.... پھر کافی وقت ہم نے وہاں بسر کیا۔ ڈوم اور پروفیسر' پنڈت رائے کی مملکت لوٹتے رہے تھے۔ انہوں نے ضرورت کی بیشمار اشیاء گھوڑوں پر بار کر لیں میں نے اس میں مداخلت نہیں کی تھی' پھر جب ہم اس قلعے سے باہر نکلے تو سورج سروں سے گزر چکا تھا اور فضا میں چھاؤں بکھرتی جا رہی تھی۔ ہم نے قبیلہ مولبو تلاش کرنے کے لئے کچھ فیصلے کئے تھے اور پہلے ہی مرحلے میں ہمیں کامیابی حاصل ہو گئی۔ ہماری رہنمائی ان کھیتوں نے کی تھی جن میں کبھی ترکاریاں کاشت کی جاتی رہی ہوں گی اب انہیں اجاڑ دیا گیا تھا۔ حملہ آوروں کے لئے یہی مال غنیمت ہو گا۔ پھر اب ترائی میں ہمیں ایک تباہ شدہ بستی نظر آئی جو زبان حال سے اپنی بربادی کی داستان سنا رہی تھی۔ خاکستر جھونپڑے' جلی ہوئی لاشیں' لاتعداد انسانی اعضاء جو دور دور تک بکھرے ہوئے تھے۔ آس پاس کے درختوں پر شکم سیر گدھ جو ان انسانی جسموں سے گوشت کا ہر سالم حصہ کھا چکے تھے۔ آنتیں' اوجھڑیاں بکھری پڑی تھیں۔ طرح طرح کے ہتھیاروں کی بہتات تھی۔ پروفیسر کپکپانے لگا۔

"یہ مولبو قبیلہ ہے...." ڈوم نے افسردگی سے کہا۔

"ماہر...." پروفیسر کی گھٹی گھٹی آواز ابھری اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے پروفیسر...؟"

"ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں' کہو...."

"کیا اس بستی میں داخل ہونا ضروری ہے۔"

"تم کیا چاہتے ہو پروفیسر...؟"

"اگر ہم یہ راستہ تبدیل کر دیں' یوں بھی ہمیں اب کچھ دیر کے بعد رات کا قیام کرنا ہو گا۔"

"لیکن ہمیں کسی زندہ انسان کی تلاش ہے پروفیسر.... اس سے ہمیں سمبوریوں کا پتہ حاصل ہو سکے گا۔"

"یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے وحشت ہو رہی ہے' آہ انسانوں نے انسانوں پر کتنا ستم ڈھایا ہے۔"

"تمہیں ہمت کرنی ہو گی پروفیسر.... یا پھر تم یوں کرو کہ بستی کے عقب میں جو پہاڑیاں

نظر آ رہی ہیں ادھر چلے جاؤ اور وہاں ہمارا انتظار کرو۔"

"نہیں میں تم سے علیحدہ بھی نہیں ہوا چاہتا.... ٹھیک ہے' ہم اس بستی سے گزریں گے۔"

جلی ہوئی بستی سے جلے ہوئے جھونپڑوں کی بو اٹھ رہی تھی۔ ہر طرف وہی مناظر بکھرے ہوئے تھے۔ میرے ایما پر ڈوم نے دونوں ہاتھ منہ کے سامنے کر کے آواز لگائی۔

"یہاں کوئی ہے.... کیا یہاں کوئی زخمی یا زندہ شخص موجود ہے' کسی کو ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ ہم دشمن نہیں دوست ہیں۔ ہم تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں کوئی زندہ ہے....؟" لیکن بستی بھوت نگر بنی ہوئی تھی۔ کسی زندہ انسان کا وجود نہیں تھا ہمارے گھوڑے کنوتیاں بدل رہے تھے اور یہاں سے نکل جانا چاہتے تھے۔

"نہیں آقا' پوری بستی میں کئی زندہ انسان نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے.... چلو....!" اس کے بعد یہاں رکنا بیکار تھا ہم بستی سے گزر کر دوسری طرف نکل آئے۔ پھر ہم نے گھوڑوں کی رفتار بڑھا دی۔ اندھیرا ہمارے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ جب ہم پہاڑیوں کے قریب پہنچے تو اندھیرا پھیل چکا تھا۔ "یہ قیام کے لئے عمدہ جگہ ہے' اس پہاڑی کٹاؤ میں وقت گزارا جا سکتا ہے' صبح کی روشنی میں ہم دوبارہ سفر کا آغاز کریں گے۔ جو دیکھا وہ افسوس ناک تھا' لیکن کیا سمبوریئے ہمیں دوست سمجھیں گے۔ وہ یوں تو نہ جانیں گے کہ ہم پنڈت رائے کے ساتھی ہیں۔" پروفیسر حق نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"یہ تو ہم نے نہ سوچا تھا لیکن ان کے درمیان جا کر یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے پنڈت رائے کے ساتھ کیا سلوک کیا۔" میں نے بے چینی سے کہا۔

"کیوں نہ ہم سلوانہ کے پہاڑی سلسلے کا سفر کریں؟ پروفیسر بورٹوٹوٹا سے ملیں' وہ ضرور اس کے لئے ہماری مدد کرے گا۔"

"یہ فیصلہ تم بہتر کرو گے پروفیسر.... بشرطیکہ تم مناسب سمجھو۔"

"فاتح قبیلہ فتح کی خوشی میں سرشار ہو گا.... ہمیں احتیاط ہی برتنی چاہئے' میرے خیال میں ہم اس سے بچ کر گزر جائیں وہاں اگر بورٹوٹوٹا اس سلسلے میں کوئی مدد نہ کر سکے تو.... ہمیں کچھ سوچنا ہو گا...."

ماحول پر سکوت چھایا ہوا تھا۔ گھوڑے تک خاموش کھڑے تھے' لیکن پھر ایک آواز نے یہ سکون توڑ دیا۔ ایک عجیب سی آواز ہمیں اپنے سروں پر سنائی دی تھی۔

یہ کسی بچے کے رونے کی آواز تھی' بس ایک آواز نکلی اور یوں لگا جیسے دوسرے لمحے کسی نے اس کا منہ بند کر لیا ہو۔ میرے علاوہ دوسروں نے بھی یہ آواز سنی تھی۔

"یہاں کوئی ہے....؟" پروفیسر حق نے کہا' لیکن ڈوم کے چہرے پر نہ جانے کیوں خوف کے آثار پھیل گئے۔

"کون ہو سکتا ہے....؟" میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔

"تلاش کرنا چاہئے۔"

"میری رائے ہے ایسا نہ کریں عظیم آقا۔" ڈوم نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں....؟"

"وہ تباہ کاری تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے..... اور زیادہ وقت بھی نہیں گزرا۔"

"تو پھر....؟"

"مجھے کچھ قدیم روایتیں یاد آ رہی ہیں۔ مرنے والوں کی روحیں برسوں اپنے مسکن میں بھٹکتی رہتی ہیں اور یہ کسی بچے کی آواز تھی۔"

"صحرائے اعظم میں آنے کے بعد تیرے اندر یہاں کے اثرات جاگ رہے ہیں۔ اگر وہ کوئی روح بھی ہے تو ہم اس سے ملاقات کریں گے۔" میں نے کہا اور پروفیسر حق میرے ساتھ اٹھ گیا۔ ڈوم نے بھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا تھا لیکن ہاتھیوں سے لڑ جانے والا اس وقت سہا ہوا نظر آ رہا تھا اور ہمارے درمیان چل رہا تھا۔ ہم اس چٹان پر پہنچے جس کے نیچے ہم پناہ گزین تھے۔ وہ جگہ خالی تھی' آس پاس بھی کچھ نہیں نظر آ رہا تھا' لیکن چند ہی لمحوں کے بعد ہم نے انہیں دیکھ لیا۔ رات کی تاریکی میں سہمی ہوئی آنکھیں ہمیں دیکھ رہی تھیں۔ وہ چٹان کے کٹاؤ میں سمٹے ہوئے کھڑے تھے اور صرف ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"وہ..... وہ ہیں....." پروفیسر حق نے کہا اور ہمارے قدم ان کی جانب بڑھ گئے۔ تبھی ایک سوکھے بدن کا مدقوق بوڑھا آگے بڑھا اور زمین پر دوزانو بیٹھ گیا۔ وہ بار بار اپنی پیشانی زمین پر ٹکا کر بین کرنے لگا۔ وہ رو رو کر کچھ کہہ رہا تھا۔ ڈوم نے کہا۔

"وہ زندگی کی بھیک مانگ رہا ہے' کہتا ہے' کہتا ہے کہ وہ بوڑھا ہے اور اس کے ساتھ ایک ننھے سے بچے اور اس کی ماں کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ سمبوریوں کی غلامی قبول کرنے کو تیار ہے اور انہیں اپنا آقا مانتا ہے۔"

"آہ' یہ مولمبا ہے اور ہمیں اپنا دشمن سمجھ رہا ہے' اسے تسلی دو ڈوم اور اس کی مدد کرو۔" پروفیسر حق نے کہا۔ میں اس سے متفق تھا لیکن پھر ایک ایسا حادثہ ہوا جس نے مجھ جیسے دنیا سے دور انسان کو بھی بے حد متاثر کیا۔

ڈوم نے ہماری ہدایت پر افریقی زبان میں انہیں سمجھایا اور وہ خوش ہو گئے۔ پھر ہم دونوں کو اپنے ساتھ چٹان کے دوسری طرف لائے۔ نوجوان عورت بچے کو سینے سے لگائے ہمارے پاس آ گئی اور انہیں کھانے پینے کے لئے دیا گیا.... ماں نے پہلے اپنے لخت جگر کی شکم سیری کی کوشش کی پھر اس کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں' وہ بے قرار ہو کر بچے کو جھنجھوڑنے لگی۔ پھر بے تحاشا چیخنے لگی' پتہ چلا بچہ مر چکا ہے اور اس کی موت ایک دلدوز عمل سے ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے ہمیں دیکھ کر خود کو پوشیدہ کر لیا تھا مگر معصوم بچہ بھوک سے بلک کر رویا تو ماں نے خوف سے اس کا منہ بھینچ لیا۔ اس وقت اس کے ہاتھ نے بچے کے منہ کے علاوہ ناک کو بھی بند کر دیا تھا' بچے کا سانس گھٹ گیا۔ اس نے بساط بھر جدوجہد کی مگر ماں اسے خاموش رکھنا چاہتی تھی اس لئے وہ اس پر مضبوطی سے ہاتھ جمائے رہی اور بچہ خاموش ہو گیا.... لیکن ہمیشہ کے لئے....

مظلوم ماں رات بھر روتی رہی ہم بھی غمزدہ تھے۔ بوڑھے آسویا نے بتایا۔ "سونڈ والے نے پوری بستی تاراج کر ڈالی ہر شخص کو چن چن کر موت دیدی' بس وہ جو تیز دوڑ سکتے تھے بچ کر بھاگ گئے مگر ڈنگان نہیں اس نے بیس سمبوریئے ہلاک کئے اور پھر خود مر گیا۔ اس کے بعد سمبوریوں نے بوآنا پر حملہ کیا اور سارا لشکر بوآنا کے کرال میں گھس گیا مگر گرجنے والی آگ نے سمبوریوں کی لاشوں کے انبار لگا دیئے۔ کچھ وقت تو سمبوریئے اس آگ کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس سے دہشت کھانے لگے' لیکن پھر انہوں نے اندر داخل ہونے کا راستہ تلاش کر لیا اور اس راستے کو پا کر وہ نڈر ہو گئے' پھر کیا ہوا یہ مجھے نہیں معلوم' شاید اندر بھی وہی تباہی پھیل گئی' میں نے سمبوریوں کی فتح دیکھی' وہ فتح مند ہو کر واپس چلے گئے اور اپنے مرنے والوں کی لاشیں اٹھا کر لے گئے۔ یوں کہانی ختم ہو گئی ڈنگان دلیری سے مارا گیا' اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ سمبوریوں کی برتری قبول نہیں کرے گا.... اور سردار جو کہتا ہے اسے وہی کرنا چاہئے..... ورنہ اسے سردار نہیں کہا جا سکتا۔ بدنصیبی سے ہم زندہ رہ گئے' یہ میری بیٹی ہے اور میں ہوں' بس وہ ننھا سا بچہ جو اپنی ماں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ بس ہماری یہی کہانی ہے۔"

ڈوم اس کے الفاظ کا ترجمہ کرتا رہا' میں خود بھی الجھن کا شکار ہو گیا تھا اور پروفیسر حق اس داستان سے غمزدہ..... تو میں نے کہا۔

"اور اب یہ داستان ختم ہو گئی.... اور ہم یہ جانتے ہیں کہ ہم اس میں کوئی ایسا کردار ادا نہیں کر سکتے' جو کسی خاص اہمیت کا حامل ہو' تو پھر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم یہیں قیام

کریں بہتر ہے کہ ہم یہاں سے چل پڑیں اور اپنی منزل تلاش کریں۔" یہی مناسب تھا.... بس اتنا ہی کیا جا سکتا تھا کہ بوڑھے شخص اور اس کی بیٹی کو کچھ کھانے پینے کے لئے دے دیا جائے انہیں اپنی زندگی کا نظام خود سنبھالنا تھا۔ تو ہم انہیں وہیں چھوڑ کر چل پڑے۔ البتہ ذہنوں پر تکدر چھایا ہوا تھا' ڈوم تو اپنی کیفیت کا اظہار کرتا ہی نہیں تھا' حالانکہ کبھی کبھی اس کے چہرے پر تاثرات کی جھلکیاں نظر آتی تھیں اور وہ خوش یا افسردہ نظر آتا تھا' لیکن ایسا بہت کم ہوتا تھا۔

اور اس دن ہمارے گھوڑوں نے کچھ زیادہ ہی سفر طے کیا اور آگے بڑھتے رہے' پھر جب رات ہوئی تو ہمیں اپنے داہنی سمت ایک گہری وادی میں لاتعداد روشنیاں ٹمٹماتی ہوئی نظر آئیں۔ ڈوم نے کہا۔

"آقا وہ سمبوریئے ہیں....."

میرے ذہن میں ایک کھلبلی سی مچ گئی' میں نے پروفیسر حق سے کہا۔ "سمبوریئے....."

پروفیسر حق شاید میرے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا۔

"اور ہم یہ طے کر چکے ہیں کہ سمبوریوں کے نزدیک نہیں جائیں گے اور اپنے لئے کوئی مشکل نہیں خریدیں گے' سنو میرے بہت ہی اچھے ساتھی! میں تم سے مخاطب ہوں ماہر طہالی! نہ مانو تو اس کے لئے میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں ماننے والوں میں سے ہوں اور اگر مانو تو یوں کہوں کہ کبھی کبھی جب اپنا کوئی مقصد حاصل کرنا ہوتا ہے تو دل پر جبر کرنا بھی ازحد ضروری ہو جاتا ہے۔"

"میں نے جب سے تمہیں قبول کیا ہے پروفیسر حق اور یہ بات نظر انداز کر دی ہے کہ ماضی میں کیا ہوا تھا بلکہ تمہاری ہی بات مان لی ہے تو اس کے بعد سے اب تک میں تمہاری کسی بات سے یا تم سے منحرف نہیں ہوا' جو کہنا چاہتے ہو اسے کہانیوں میں بیان نہ کیا کرو بلکہ سب کچھ صاف صاف کہہ دیا کرو۔"

"تو پھر سنو' تم ہیا کے متلاشی ہو اور وقت یہ کہہ رہا ہے کہ اب ہیا سے تمہارے فاصلے بہت کم ہو گئے ہیں اور آنے والے وقت کا کوئی بھی لحہ تمہیں اس کے نزدیک پہنچا سکتا ہے لیکن تمہاری آتش مزاجی تمہارے راستے روک سکتی ہے' ایک عام انسان کی طرح سوچو' ایک عام انسان کے انداز میں عمل کرو....."

"وہ کیسے ہوتا ہے....؟ تم مجھے بتاؤ...."

"کسی کے ساتھ سخت روی نہ اختیار کرو' بلکہ یہ دیکھو کہ وقت اور مصلحت کیا کہتی ہے اور یہی اس وقت ہمارے حق میں بہتر ہے۔"

"میں اس سے انکار نہیں کرتا اور شاید تم کسی بھی جگہ مجھے اب اتنا سخت نہیں پاؤ

گے۔"

"تو یہ جگہ ہمارے قیام کے لئے بھی بہتر نہیں ہے کیونکہ سمبوریئے فاصلے طے کرتے ہوں گے اور ہم نہیں چاہتے کہ ان میں سے کوئی ہمیں دیکھ لے....."

"تو ہم یہاں سے دور چلتے ہیں....."

"ہاں اور یہ بھی ایک بہتری ہے کہ ان ٹمٹماتے ہوئے جگنوؤں نے ہمیں راستہ بتا دیا ہے بائیں سمت سفر کر کے شاید ہم صبح کی روشنی ہونے تک سلوراز کی پہاڑیوں تک پہنچ جائیں اور اس وقت ہمارے لئے وہ سب سے بہتر ہے کیونکہ سمبوریئے ہمیں وہ نہیں بتا سکیں گے جو ہمیں سلوراز کی پہاڑیوں سے معلوم ہو سکے گا۔"

سو ہم نے قیام کا ارادہ ترک کر دیا اور ہمارے گھوڑے اس جگہ سے مخالف سمت چل پڑے' میں نے پروفیسر حق سے پورا پورا تعاون کر لیا تھا' وہ سچ ہی کہتا ہے بات آہستہ آہستہ سمجھ میں آ رہی تھی۔ پوری رات ہی ہم نے سفر میں گزاری۔ اس وقت صبح کے اجالے آہستہ آہستہ اثر ڈال رہے تھے اور ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ گھوڑے شدید تھک گئے ہیں اور پروفیسر حق بھی مطمئن تھا کہ سمبوریوں سے اتنا فاصلہ طے ہو گیا ہے کہ اب یہ ان کی گزرگاہ بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ سلوراز کی پہاڑیاں یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں' لیکن گھوڑوں کی تھکن کا احساس کر کے ہم نے بالآخر وہیں قیام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور صبح کے سہانے منظر میں گھوڑوں کی پشت سے اتر گئے۔ قرب و جوار میں بکھرے ہوئے درختوں پر پرندے شور مچا رہے تھے افریقہ کے ماحول کا ایک خوبصورت منظر نگاہوں کے سامنے تھا پہاڑوں پر دھند اتری ہوئی تھی اور وہ سیاہ ٹیلوں کی شکل میں نظر آ رہے تھے۔

قرب و جوار میں طرح طرح کے مناظر بکھرے ہوئے تھے۔ ڈوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو آقا ظاہر ہے اس خنک منظر میں اگر گرم گرم گوشت ہمارے معدوں میں اترے تو میں سمجھتا ہوں وہ دنیا کی سب سے بہترین چیز ہو گی اور دیکھو ہرنوں کی وہ ڈاریں کیا مزے سے سفر کر رہی ہیں گویا ہمیں اپنے لئے دعوت دے رہی ہیں۔"

پھر ڈوم نے اپنا مخصوص ڈنڈا اٹھایا اور ہرنوں پر نگاہیں جمائے آگے بڑھ گیا۔ پروفیسر حق جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اور قرب و جوار میں جس قدر خشک لکڑیاں حاصل ہو سکیں ان کے انبار لگا لئے گئے۔

ڈوم کے لئے یہ بالکل مشکل کام نہیں تھا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہرن کا گوشت بھننے کی خوشبو فضاؤں میں پھیلنے لگی۔ پروفیسر اپنے کام سے فارغ ہو کر ایک سمت جا بیٹھا اور پتھر کے نوکیلے ٹکڑوں سے پتھریلی زمین پر لکیریں کھینچنے لگا' ان لکیروں میں وہ کچھ تلاش کر رہا تھا اور جب گوشت تیار ہو گیا تو ڈوم نے اس کا چاقو استعمال کیا اور ذرا تہذیب یافتہ ہو گیا' پروفیسر تھوڑی دیر کے بعد اپنے کام سے فارغ ہو گیا تھا اور اس نے ہرن کا لذیذ گوشت چباتے

ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود ہمیں کم از کم گھوڑوں کے آرام کے لئے یہاں کچھ وقت ضرور گزارنا چاہئے' دیکھو انہوں نے اپنے لئے بھی غذا تلاش کرلی ہے۔"

میں نے اپنے گھوڑوں پر نگاہ دوڑائی اور مسکرا کر گردن ہلا دی۔ پھر میں نے اس سے پوچھا۔

"میں تمہاری اس گفتگو کا مطلب جاننا چاہتا ہوں پروفیسر۔"

"سلوراز کی پہاڑیاں یہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں' میرا خیال ہے کہ کچھ گھنٹوں کے سفر کے بعد ہم اپنی منزل پالیں گے اور جس سمت سے ہم آئے ہیں ہمیں یہاں سے واپس لوٹ کر بائیں سمت اختیار کرنی ہے اور ہمیں وہ پہاڑیاں نظر آجائیں گی۔"

"ٹھیک ہے....." میرے ذہن میں بہت سے سوالات ابھرے تھے' لیکن پھر بھی میں نے اپنے آپ کو ان سوالات سے باز رکھا اور پروفیسر سے زیادہ کچھ پوچھنے کی کوشش نہیں کی تاوقتیکہ وہ خود ہی کچھ بتانے کی کوشش نہ کرے۔ تقریباً آدھا دن ہم نے اسی طرح گزارا اور اس کے بعد گھوڑوں کو توانا پا کر ان پر سوار ہو گئے اور پروفیسر جو پتھروں پر لکیریں کھینچ رہا تھا ان لکیروں کو راستہ تسلیم کر کے ان کی جانب سفر شروع کر دیا گیا۔ میرے ذہن میں لاتعداد خیالات آ رہے تھے' لیکن پروفیسر نے کہا تھا کہ مجھے ایک مہذب انسان بننا چاہئے اور اپنی وحشتوں کو کم کر دوں تاکہ "ہیا" کے قرب میں آسانی ہو جائے۔ سو میں نے اس سے کوئی الٹا سیدھا سوال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جب سورج نے ڈھلان کی جانب رخ کیا اور دھوپ میں پیلاہٹیں آگئیں تو ہم نے ایک وادی کے ڈھلان عبور کئے' تب ایک دم یہ احساس ہوا کہ فضا کی روشنی میں کچھ انوکھا سا اضافہ ہوا ہے اور اس اضافے کی وجہ وہ پہاڑیاں تھیں جو چاندی کے پہاڑ معلوم ہو رہے تھے' بالکل سفید..... وہ تو شکر تھا کہ سورج کا ڈھلان تھا ورنہ شاید اس سفیدی کا انعکاس آنکھوں کو خیرہ کر دیتا اور گھوڑوں کو بھی آگے کے سفر میں مشکل پیش آتی۔ پروفیسر حق کے منہ سے مسرت بھری آواز نکلی۔

"آہ' میں نے افریقہ سے ناواقف ہونے کے باوجود صحیح راستے منتخب کئے اور دیکھو وہی سلوراز کی پہاڑیاں ہیں۔"

"کیا ہماری منزل....." میں نے سوال کیا اور پروفیسر نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ پھر مسکرا کر بولا۔

"اگر یہ منزل نہیں تو کم از کم یہاں سے منزل کا تعین ضروری ہے۔" پھر گھوڑوں کی رفتار بھی تیز کر دی گئی تاکہ رات کی تاریکیاں مسلط ہونے سے پہلے سلوراز کی پہاڑیوں تک کا سفر کر لیا جائے۔ راستے میں..... میں نے پروفیسر سے سوال کیا۔

"کیا سلوراز کی پہاڑیوں میں کوئی باقاعدہ آبادی ہے۔"

"یہ میں نہیں کہہ سکتا جس طرح پروفیسر بورٹونوٹا نے مجھے یہاں تک پہنچنے کے لئے کہا تھا اور یہیں اسے مجھ سے ملاقات کرنی تھی..... چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے وہاں آبادی ہو یا پھر بورٹونوٹا نے بھی اسی طرح یہاں اپنی رہائش کا کوئی بندوبست کیا ہو' جس طرح پنڈت رائے نے وہ عظیم الشان قلعہ بنا لیا تھا۔"

چاندی کی پہاڑیوں تک کا سفر ختم ہوا اور ہم نے دیکھا کہ پہاڑیوں کے دامن میں ایک چھوٹی سی ایسی جگہ بنی ہوئی ہے جسے انسانی ہاتھوں کا کارنامہ کہا جا سکتا ہے' پتھروں کو چن کر ایک رہائشی حصہ بنا لیا گیا تھا اور اس میں اچھی خاصی وسعت تھی' جو سب سے حیرتناک بات میں نے' ڈوم اور پروفیسر حق نے وہاں دیکھی وہ یہ تھی کہ اس خانقاہ جیسی جگہ کے سامنے کے حصے میں وہی مانوس اندھا چھڑی سنبھالے ہوئے ایک خوبصورت سوٹ میں ملبوس ہمارا منتظر تھا' جیسے اسے ہماری آمد کا علم ہو' پروفیسر حق کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور چہرے پر زندگی' اس کا گھوڑا سب سے آگے نکل گیا اور تھوڑی دیر میں وہ بورٹونوٹا کے پاس پہنچ کر نوجوانوں کی طرح گھوڑے سے نیچے اتر پڑا ڈوم نے اس پر تبصرہ بھی کر دیا تھا۔

"لگتا ہے یہ بوڑھا پھر سے جوان ہو گیا ہے عظیم آقا۔" میرے دل کا نجانے کون سا گوشہ متاثر ہوا' میں نے ڈوم سے کہا۔

"اور ایک وقت مجھ پر بھی ایسا آئے گا ڈوم....."

پروفیسر ایڈلاس بورٹونوٹا نے دونوں ہاتھ پھیلا کر بڑے پرتپاک انداز میں پروفیسر حق کا خیر مقدم کیا تھا' ہم لوگ بھی قریب پہنچ کر گھوڑوں سے اتر گئے' لیکن وہ ہماری جانب متوجہ نہ ہوا اور پروفیسر حق سے معانقہ کئے رہا۔ پھر اس کے بعد اسے ہمارا خیال آیا اور اس نے اس طرح گردن گھمائی جیسے ہمیں بخوبی دیکھ رہا ہو۔ اس وقت میرے دل میں اس کے لئے نفرت کی لہر نہیں اٹھی تھی' البتہ ڈوم نے سرگوشی کے انداز میں کہا تھا۔

"یہ شخص بے حد پراسرار ہے عظیم آقا....."

بورٹونوٹا کی آواز سنائی دی۔ "آؤ..... آج بھی میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں کیلی کریٹس کہہ کر مخاطب کروں' لیکن شاید تم اس نام کو قبول نہ کرو' تو پھر کیوں نہ تمہیں ماہر طہالی ہی کہا جائے....."

ہم سب کو حیرانی ہوئی تھی' نجانے اسے کس طرح میرا نام معلوم ہو گیا یا پھر ممکن ہے میں بھول گیا ہوں گا اور جہاز میں میرا اس سے تعارف ہوا ہو گا..... اس نے آگے بڑھ کر اپنا چوڑا ہاتھ مصافحے کے لئے پھیلا دیا اور مجھ سے بولا۔

"میں تمہیں صحرائے اعظم کے قلب میں خوش آمدید کہتا ہوں..... آؤ میرے ساتھ دوستو اپنے گھوڑے چھوڑ دو' میرے خادم انہیں سنبھال لیں گے' آؤ....."

میں نے اس سے مصافحہ کر لیا تھا حالانکہ مجھے ان فضولیات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی'

لیکن پروفیسر حق کا کہنا تھا کہ میں ایک مہذب انسان بننے کی کوشش کروں اور میں مسلسل ان کوششوں میں مصروف تھا۔ ہم اس خانقاہ کے دروازے سے اندر داخل ہو گئے' زیادہ وسیع جگہ نہیں تھی لیکن ایڈلاس بورٹونوٹا نے اس کے بغلی گوشے میں پہنچ کر ایک چوڑی چٹان کو اس طرح اپنے داہنے ہاتھ سے جنبش دی' جیسے پتھر کی وزنی چٹان کی بجائے لکڑی کا کوئی ہلکا دروازہ کھول رہا ہو...... چٹان اپنی جگہ گھوم گئی اور ایک اتنا بڑا دروازہ بن گیا جس سے اندر داخل ہوا جا سکے اور جب ہم اس عجیب و غریب دروازے سے اندر داخل ہوئے تو ہماری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اندر ایک وسیع و عریض غار نظر آ رہا تھا اس غار میں بہترین انتظامات تھے۔ آخری حصے میں ایک اور غار کا دہانہ نظر آ رہا تھا جس کے دوسری طرف اندھیرا تھا۔

"بیٹھو پروفیسر حق' مجھے اندازہ ہے کہ یہاں تک کا سفر تمہارے لئے آسان نہ رہا ہو گا۔"

"بیشک' لیکن ان دوستوں نے مجھے کسی مشکل میں نہیں پڑنے دیا۔" پروفیسر حق نے کہا' پھر بولا۔ "لیکن کچھ ایسے مناظر سے بھی ہمارا واسطہ پڑا جو ہمارے لئے پریشان کن ثابت ہوئے۔"

"صحرائے اعظم..... لاکھوں واقعات کا مسکن ہے' ایسے واقعات جو دوسری دنیا میں نہیں ہوتے' مگر ٹھہرو..... یہ بتاؤ تم کیا کھانا پسند کرو گے' چائے کافی..... یا پھر..... ویسے رات کے کھانے میں ابھی دیر ہے لیکن اگر تم....."

"ہاں' یہ وقت کافی کے لئے مناسب ہے کیا تمہارے پاس اس کا بندوبست ہے۔"

"سب کچھ....." بورٹونوٹا نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر غار سے باہر نکل گیا۔

"کیا عمدہ جگہ ہے' اگر زندگی کے تمام لوازمات یہیں ہوں تو عمر کی آخری تحقیق کے لئے لاجواب....."

"تم نے یہ کبھی نہیں بتایا پروفیسر حق کہ پروفیسر بورٹونوٹا نے تمہیں کیوں مدعو کیا تھا....؟"

"بہت سے پراسرار علوم کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں ایک خاص موضوع نکل آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں افریقہ کے اندرونی علاقوں کا دورہ کروں..... اور میں نے اس کی دعوت قبول کر لی۔"

بورٹونوٹا ایک خوبصورت ٹرے اٹھائے اندر آ گیا جس پر تمام لوازمات سجے ہوئے تھے۔

"اوہو' یہ تکلیف تمہیں کرنی پڑی۔" پروفیسر نے کہا۔

"ہاں' میرے خدمتگار شرمیلے ہیں۔"

یہ جگہ بے حد پراسرار تھی جوں جوں رات ہوتی گئی غار میں ہلکی روشنی بڑھتی گئی' پھر

رات کا کھانا بھی بورٹونوٹا خود ہی لایا تھا اس نے آنکھوں سے چشمہ نہیں اتارا تھا لیکن میں بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ ایسا نہ کرے میں نے اس کی آنکھوں کے وہ منحوس غار دیکھے تھے' رات کے کھانے کے بعد ہماری نشست جم گئی۔ پروفیسر سے اس دوران اس کی غیر موجودگی میں بات ہو گئی تھی اور یہ طے کیا گیا تھا کہ رات کو ہم اس موضوع پر بات کریں گے۔ پروفیسر نے بالآخر ذکر چھیڑ دیا' اس نے کہا۔

"راستے میں ہم نے پنڈت رائے کا وہ قلعہ بھی دیکھا جہاں بیشمار لاشیں نظر آئیں' وہاں سے گزرے تو تباہ شدہ بستی مولبو نظر آئی جسے مکمل برباد کر دیا گیا ہے۔"

"ہاں' یہ ایک غمناک داستان ہے۔ ایک ایسا مشکل مرحلہ آ گیا تھا جس کا مناسب حل کسی کے پاس نہیں تھا اور..... بالآخر یہ نتیجہ نکلا..... اصل میں پروفیسر کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے جن کی بناء پر بہت سے فیصلے کرنے مشکل ہو گئے ہیں۔"

"کچھ بتانا پسند کرو گے۔"

"ضروری ہے..... بہت ضروری ہے' بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں یہ بتاؤں۔" بورٹونوٹا نے عجیب سے لہجے میں کہا' پھر کچھ لمحے سوچتا رہا۔ اس کے بعد بولا۔ "اصل میں پروفیسر حق جیسا کہ تمہیں میرے بارے میں علم ہے کہ میرا تعلق بھی افریقہ کے انہی اندرونی علاقوں سے ہے۔ میں بیٹالی ہوں' بیٹالیہ کے ایک وچ ڈاکٹر اوئیلو سارٹونوٹا کا بیٹا۔ میرا باپ بڑا جادوگر تھا اور میرا مستقبل بھی وہی تھا۔ میرے باپ نے مجھے اپنا علم دیا اور اس علم کی روشنی میں مجھے بہت کچھ معلوم ہوا۔ تب میرے دل میں خواہش ابھری کہ میں بیٹالیہ کے لئے روشن دنیا کا جادو لاؤں۔ میں بیٹالیہ کو جدید خطوط پر استوار کرنا چاہتا تھا' چنانچہ میں نے اس خواہش کا اظہار اپنے باپ سے کر دیا۔ اس نے تو مخالفت نہیں کی لیکن بیٹالیہ کے بیشتر جادوگر میرے خلاف ہو گئے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں سمجھ میں نہ آنے والے جادو حاصل کر کے ان پر فوقیت حاصل کر لوں' پھر جب مجھے اجازت مل گئی تو انہوں نے سازش کی اور مجھے آنکھوں سے محروم کر دیا۔ کارکیسا کے کانٹے میری آنکھوں میں چبھو کر انہوں نے میری آنکھیں گلا دیں' لیکن میرے باپ نے اپنے جادو سے مجھے پوشیدہ بینائی دیدی۔ تب میں تمہاری دنیا میں داخل ہو گیا اور وہاں میں نے محسوس کیا کہ جو علم میں حاصل کرنا چاہتا ہوں اس کے حصول کے لئے تو ایک عمر درکار ہے۔ جب میں یہ علم لے کر بیٹالیہ میں داخل ہوں گا تو میری زندگی کے چند سال باقی رہ جائیں گے اور میں نے ایک مختصر راستہ تلاش کیا۔ آرمن ایڈلاس ایک عظیم محقق تھا' لاتعداد علوم میں یکتا..... میں نے اسے اپنے وجود میں ضم کر لیا اور اب وہ مجھ میں ہے اور اسی کی مناسبت سے میں نے اپنا نام ایڈلاس بورٹونوٹا رکھا ہے۔"

"ایک منٹ پروفیسر..... ضم کر لیا ہے سے تمہاری کیا مراد ہے....." پروفیسر حق نے سوال

کیا اور بورٹونوٹا کے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یوں سمجھ لو.... اب وہ میرے اندر رہتا ہے.... میں ہوں.... وہ نہیں ہے' اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے۔"

"اوہ۔" پروفیسر تھوک نگل کر بولا۔

"خیر.... آگے کی بات سنو.... میں اپنے علم لے کر واپس آیا تو میرا باپ مر چکا تھا اور یٹالیہ کے جادوگر اس کی جگہ پر کر چکے تھے یعنی میرے باپ کا منصب کسی اور کو مل چکا تھا اور میرے لئے جادوگروں میں کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اس بات نے مجھے برگشتہ کر دیا اور میں بھٹکنے لگا' میں کسی اور قبیلے میں پناہ لینا چاہتا تھا۔ اس کے لئے میں نے صحرائے اعظم کی خاک چھانی۔ بہت سے قبیلوں میں اپنے لئے جگہ تلاش کی لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا۔ اسی صحرا گردی کے دوران میں کور بھی پہنچا۔ کور کی حکمران نے بھی مجھے قبول نہیں کیا کیونکہ وہاں بھی جادوگروں کی اجارہ داری ہے۔ کور کی.... داستان میں مجھے کیلی کریٹس کے بارے میں معلوم ہوا جو ہیسیا کا محبوب ہے اور شعلوں میں نہا کر جوانی حاصل کرنے والی اسے کھوجتی رہی ہے۔ وہاں میں نے کیلی کریٹس کا سنگیں مجسمہ بھی دیکھا جس کے بارے میں مشہور ہے کہ ہیسیا ایک بار اس میں زندگی پھونک دے گی اور اس بار ہیسیا اسے بھی امر کر دے گی۔ اس دوران کارنال امبازی کی بیٹی رابنیا یٹالیہ کی ملکہ بن گئی۔ یٹالیہ کے جادوگروں نے ایک عورت کے ملکہ بننے کی مخالفت کی لیکن رابینا نے بیس جادوگروں کو ہلاک کر کے ساری مخالفت ختم کر دی۔ امبازی نے اسے اپنا سارا جادو دے دیا تھا اور امبازی کے مقابلے کا جادوگر پورے یٹالیہ میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے ایک ایک کر کے اپنے سارے مخالف ختم کر دیئے اور ہر طاقتور شخص کو کھلے مقابلے کی دعوت دے دی۔ لیکن جو لوگ اس کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے ان سے زیادہ طاقتور لوگ باقی نہیں رہے تھے۔ اس لئے سب نے اس کے سامنے گردن خم کر دی اور اس نے اپنا اقتدار مضبوط کر لیا۔ پھر اس نے یٹالیہ کو وسیع کیا اور اس کے جادو نے قرب و جوار کے چھوٹے چھوٹے قبیلوں کو اس کا فرمانبردار بنا دیا' لیکن.... یٹالیہ کی ملکہ کا مرکز کچھ اور ہے' وہ شیطانی ذہن کی مالک ہے۔"

"اس کا مرکز کیا ہے....؟"

"کور.... وہ کور کی ہیسیا کو شکست دے کر مملکت کور پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ کور کی ہیسیا کا طلسم توڑنا چاہتی ہے۔"

"کیوں....؟"

"اس کا شوق ہے۔ عظیم اقتدار حاصل کرنے کا شوق ہے وہ مینار آتش پر قبضہ کر کے امر ہونا چاہتی ہے۔" بورٹونوٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ایسا کر سکتی ہے....؟"

"میں بھلا کیسے کہہ سکتا ہوں۔ ہاں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ شیطان اس کا ہم عصر ہے' وہ شیطان کی پجارن ہے اور اس سے مدد مانگتی ہے۔"

"جتنے گندے علوم ہیں ان کا تعلق شیطان سے ہی ہے۔ لیکن کیا وہ گندے علوم کی ماہر ہے؟" پروفیسر حق نے کہا۔ بورٹونوٹا کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت چھا گئی۔

"تم اپنے مذہب کے حوالے سے انہیں گندے علوم کہہ سکتے ہو حق' ہم ایسا نہیں سمجھتے۔"

پروفیسر حق کو اچانک احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گیا ہے۔ بورٹونوٹا جادوگر کا بیٹا تھا اور خود بھی جادوگر تھا۔ بورٹونوٹا نے بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "وہ عظیم ذہن بھی رکھتی ہے اور سیاست بھی جانتی ہے۔ سمبوریہ قبیلے کا سردار مکاؤیا ایک سرکش انسان ہے جبکہ پنڈت رائے کے افکار و خیالات نے ڈنگان اور اس کے قبیلے مولبو کو مہذب بنا دیا تھا۔ وہ اپنی پرامن تعمیر میں مصروف ہو گئے تھے' تب.... جانتے ہو رابینا نے کیا کیا....؟"

"بتاؤ بورٹونوٹا' یہ تو بڑی دلچسپ داستان ہے۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"اس نے خود سمبوریوں سے رابطہ نہیں کیا' بلکہ کچھ جادوگروں کو سمبوریہ بھیجا جن کا کام یہ تھا کہ مکاؤیا کو مولبوں کے خلاف بھڑکائیں اور جادوگروں نے کہا کہ مکاؤیا.... کیا تجھے ڈنگان کے ارادے معلوم ہیں۔ وہ اپنے قبیلے کو مستحکم کر کے سمبوریوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر یوں ہو گا کہ غیر مہذب سمبوریئے' مولبوں کی غلامی کریں گے' ان کے لئے زمین سے خوراک اگائیں گے' ان کے ہل چلائیں گے اور سمبوریوں کی عورتیں مولبوں کے تصرف میں ہوں گی۔ تو مکاؤیا آتش زیر پا ہو گیا اور اس نے جادوگروں سے مشورہ مانگا جس پر انہوں نے کہا کہ مولبوں کو پیغام بھیجے کہ وہ سمبوریہ میں ضم ہو جائیں اور وہ نہ مانیں تو ان پر طوفانی حملہ کیا جائے۔ بھلا ڈنگان کو کیا پڑی تھی کہ وہ ایسا کرتا۔ تو جادوگروں کا مشن پورا ہو گیا اور سمبوریئے اچانک مولبوں پر جا پڑے۔ جادوگروں کے ایما پر عقل والے کے محل پر بھی حملہ کیا گیا اور سمبوریوں کو آتشیں ہتھیاروں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ رابینا جانتی تھی۔"

"رابینا کیا جانتی تھی....؟"

"یہی کہ سمبوریوں کی طاقت عقل والے کے سامنے ٹوٹے گی جب انہیں گولیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ سمبوریئے سینکڑوں لاشیں وہاں سے اٹھا کر لائے تھے۔"

"مگر وہ ان کی طاقت کیوں توڑنا چاہتی تھی؟" پروفیسر حق نے حیرت سے پوچھا۔

"تاکہ اس کے بعد یٹالیہ سمبوریہ پر قابض ہو سکے۔" بورٹونوٹا نے قہقہہ لگا کر کہا' پھر بولا۔ "ہے نا تمہاری دنیا کی سیاست.... ایک قبیلہ نیست و نابود کر دیا' دوسرا اس قابل نہیں چھوڑا کہ کسی فوری حملے کا مقابلہ کر سکے۔ اب وہ آسانی سے سمبوریہ کو ختم کر سکتی ہے اور میں منتظر ہوں کہ کسی بھی وقت یٹالیہ کے وحشی سمبوریہ پر چڑھ دوڑیں' وہاں تیاریاں مکمل

ہیں۔"

"وہ تو بڑی چالاک عورت ہے۔" میں نے بے اختیار کہا۔ پھر بورٹونوٹا سے کہا۔ "لیکن مسٹر بورٹونوٹا کیا آپ نے یثالیہ سے رابطہ ختم کر لیا؟"

"ایک ذہین انسان ہی یہ سوال کر سکتا ہے۔ اس کا جواب ہے کہ نہیں...." بورٹونوٹا نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"مطلب....؟"

"میں عظیم جادوگر ہوں' انہوں نے میری عظمت سے انحراف کیا ہے اور میں نے خاموشی اختیار کر لی ہے۔ اس وقت کے انتظار میں جب یثالیہ کے جادوگر کور سے مقابلہ کر کے فنا ہو جائیں اور اپنی ملکہ کی مدد نہ کر سکیں۔ اس وقت میں منظر عام پر آ کر انہیں بتاؤں گا کہ اوئیلو سارٹونوبوٹا کیا تھا اور پھر.... امبازی کی بیٹی کا اقتدار ختم ہو جائے گا اور میں تقدیر گر ہوں گا۔"

"تم بھی سوچ رہے ہو گے پروفیسر کہ ہم نے سوالات پر سوالات کر کے تمہیں پریشان کر دیا ہے۔" پروفیسر حق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہے پروفیسر حق' تمہیں یاد ہے کہ میں نے تمہیں یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔"

"ہاں' اور میں اسی دعوت پر یہاں آیا ہوں۔"

"اور یہ بھی ممکن نہیں کہ ماہر طبابلی نے تمہیں جہاز پر مجھ سے ملاقات کے بارے میں نہ بتایا ہو۔"

"ان سوالات میں مجھے تم سے اس بارے میں بھی پوچھنا تھا۔" پروفیسر حق مسکرا کر بولا۔

"یقیناً.... میں تمہارے سفر میں تمہارے ہمراہ تھا لیکن میں تمہیں یہاں ملنا چاہتا تھا۔"

"اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔"

"ہے...."

"بتانا پسند کرو گے۔" پروفیسر حق نے کہا اور بورٹونوٹا گہری سوچ میں ڈوب گیا' پھر بولا۔

"کیا ابھی یہ جاننا چاہتے ہو....؟"

"اگر کوئی جرم نہ ہو۔" پروفیسر حق نے کہا اور وہ کچھ یاد کرنے لگا پھر پر خیال لہجے میں بولا۔

"ماریطانیہ کے دارالحکومت نوور کوٹ کی ایک رات میری زندگی کی سب سے انوکھی رات تھی جب میں ایک اہم کام میں مصروف تھا اور میرا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا' تب ایک مسلمان عالم' احمد اوہالو سے میرا سامنا ہوا۔ احمد اوہالو ایک مذہبی انسان تھا' اس نے میرا

جادو کاٹ دیا' اتنی آسانی سے' اتنی سادگی سے کہ میں حیران رہ گیا۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ میرا جادو مجھ پر الٹ گیا اور میرے گرد شعلے لپٹ گئے میرا پورا بدن جھلس گیا اور میں گیارہ ماہ ایک اسپتال میں رہا' لیکن اس کے بعد میں اس کھوج میں مصروف ہو گیا کہ وہ کونسا علم ہے جس نے میرے جادو کو اس طرح بے اثر کر دیا۔ میری معلومات نے مجھے بتایا کہ تمہارے مذہب میں اس علم کی کاٹ ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس علم سے آگاہ کرو۔ جو ہر جادو کو کاٹ دیتا ہے تاکہ جب میں اقتدار میں آؤں تو کوئی شے میرے راستے میں نہ آئے۔ اس کام کے لئے میں نے تمہارا انتخاب اسی وقت کر لیا تھا جب مجھے تمہارے بارے میں علم ہوا تھا اور یہ بات مجھے پنڈت رائے نے ہی بتائی تھی کہ تم ایک مسلمان عالم ہو.... اور میں احمد اوہالو کو آج تک نہیں بھول سکا ہوں۔"

میں نے محسوس کیا کہ پروفیسر حق کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ہے۔ صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ اسے یہ الفاظ سخت ناگوار گزرے ہیں حالانکہ میں یہ نہیں سمجھ پایا تھا کہ کیوں' لیکن میں نے فوراً صورت حال کو سنبھال کر ایک سوال داغ دیا۔

"اور اب یہ اہم سوال پروفیسر.... کہ تم نے مجھے کیلی کریٹس کہہ کر کیوں پکارا تھا۔"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے کچھ وقت کور میں گزارا ہے' ہیسیا کی کہانی سنی ہے۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اس کا تجزیہ کیا ہے' گو میں اپنا تجزیہ مکمل نہیں کر سکا لیکن میں جانتا ہوں کہ ہیسیا آئی جینک ہے' ایک خاص مادہ ہیئت کی مالک اور ایک آئی جینک کسی آئی جینک کے لئے دیوانی ہوتی ہے چاہے اگر اسے زندگی ملے تو صدیوں گزر جائیں۔ میرے علم نے بتا دیا ہے کہ تم آئی جینک ہو اور آئی جینک صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔"

میں اس کے الفاظ پر غور کرتا رہا' پھر میں نے کہا۔ "میں تم سے اختلاف کرتا ہوں پروفیسر بورٹونوٹا۔"

بورٹونوٹا مسکرایا' پھر بولا۔ "اور مجھے حسرت تھی اس بات کی کہ تم مجھ سے اختلاف کرو۔ ابھی تک تم لوگوں نے میری کسی بات سے اختلاف نہیں کیا۔ علم یہ نہیں ہے کہ دوسروں سے کہو اور وہ تمہاری بات مان لے۔ علم یہ ہے کہ اس سے اختلاف کیا جائے اور تم مخالف کو مطمئن کرو۔"

"تم نے کہا ہے کہ ایک آئی جینک دوسرے آئی جینک کے لئے دیوانہ ہوتا ہے۔"

"ہاں' کہا ہے۔"

"کیا صرف ایک آئی جینک عورت....؟"

"نہیں' ایک مرد بھی۔"

"اور تمہارا خیال ہے کہ میں آئی جیسٹک ہوں۔"

"سو فیصد....."

"مگر میرے دل میں اس کی کوئی طلب نہیں ہے۔"

"غلط....." پروفیسر بورٹونوٹا نے کہا۔ "یہ میں کہہ رہا ہوں۔"

"یہ جواب نہیں ہے۔"

"اپنے اس خیال کی تصدیق میں کسی اور سے کرا سکتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں ہی تمہاری تشفی کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرا علم بتاتا ہے آئی جیسٹک صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ جدید سائنس اور پراسرار علوم' ان پر مشترکہ تحقیق جاری ہے۔ کچھ لوگوں پر سائنسی ذرائع سے تجربات کر کے انہیں آئی جیسٹک بنانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اب تک کی کوششیں صرف سیسٹالک یا سیسٹک کی قوت تک پہنچی ہیں اور وہ بھی معمولی حیثیت میں قدرتی طور پر جو آئی جیسٹک پیدا ہوئے ہیں ان کی داستانیں مافوق الفطرت ہیں اور وہ اپنی بلندیاں چھپائے روپوش رہے ہیں۔"

"یہ موثر جواب نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"میں نے ابھی جواب نہیں دیا۔"

"تو جواب دو پروفیسر....."

"وہ پراسرار قوتیں تمہیں افریقہ تک لے آئی ہیں یعنی آئی جیسٹک کی کشش نے تمہیں صحرائے اعظم تک پہنچا دیا ہے۔ میں نہیں جانتا ایسا کیوں نہیں ہوا جب کہ ایسا ہو جانا چاہئے تھا۔ یعنی ہیسیا کو تمہارے بارے میں علم..... اور اپنی طرف رہنمائی۔"

"مطلب.....؟"

"وہ مکمل ہے' اور تمہیں اپنی طرف راغب کرنے اور بلانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔"

میں گڑبڑا گیا' مجھے ستاروں والی اور اس کے الفاظ یاد آ گئے تھے۔ یہ تصور بورٹونوٹا کے الفاظ کی تصدیق کرتا تھا لیکن مجھے پھر بھی اس سے اختلاف تھا۔ میں نے کہا۔

"گویا تم کہنا چاہتے ہو کہ میں ہیسیا کے لئے صحرائے اعظم میں داخل ہوا ہوں۔"

"ہاں ایک مقناطیسی کشش نے تمہیں اس طرف کھینچا ہے۔"

"جانتے ہو وہ کس کی کشش ہے۔"

"ہاں جانتا ہوں تم کیا کہو گے۔ تم ہیا کا نام لو گے نا....." بورٹونوٹا نے کہا اور ہم دنگ رہ گئے۔ "اس کی تفصیل بھی سنو..... تم..... ادھورے ہو..... نامکمل ہو..... تمہارے وجود کا تمہارا احساس سویا ہوا ہے کیونکہ تمہاری تکمیل ہیا کے مل جانے کے بعد ہو گی۔ آدھا وجود صرف اپنی تکمیل کے لئے تڑپ رہا ہے' اس کی توجہ اپنے زخم پر ہے۔ وہ زخم جو آدھے جسم

کا زخم ہے۔ زندگی کے ہر دوسرے شعبے کے بارے میں تم اس وقت سوچو گے جب ہیا کو پا لو گے' اسی لئے تم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ تم ہیسیا کے کیلی کریٹس ہو..... جبکہ..... کور کے ایک نہاں خانے میں جہاں صرف ہیسیا کی خلوت ہے تمہارا سنگیں مجسمہ تمہاری اپنی شکل میں موجود ہے۔"

بورٹونوٹا نے پورے اعتماد..... پورے جوش سے یہ الفاظ کہے۔ میرے پورے بدن میں سنسنی دوڑ رہی تھی۔ میرا دل اس سے اتفاق کر رہا تھا۔ ہیا' ہیا اور صرف ہیا..... شاید اس کے بعد میں زندگی پر غور کروں۔

"اور میرے دعوے کی تکمیل وہ کرے گا۔" بورٹونوٹا اپنی جگہ سے اٹھا اور دور نظر آنے والے سوراخ کے اندر داخل ہو گیا۔ ہم اس کے الفاظ کے سحر میں گرفتار تھے..... اور خاموش تھے..... تب وہ ایک اور شخص کے ہمراہ واپس آیا..... ایک عمر رسیدہ شخص کے ہمراہ جس کے ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ تھی۔ پروفیسر حق اسے دیکھ کر سکتے میں رہ گیا..... پھر اس کے منہ سے بھرائی ہوئی آواز نکلی۔ "میرے خدا..... یہ تو..... یہ تو....."

"پنڈت رائے ہے۔" پروفیسر حق کے ان الفاظ پر میرا بدن بھی جھنجھنا گیا۔ ماضی کے اوراق الٹتے چلے گئے۔ سامنے کھڑے ہوئے شخص کے بال چاندی کے تاروں کی مانند سفید تھے۔ شخصیت بہت عمدہ تھی لیکن میں نے اسے ماضی میں دیکھا۔ وہ جس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس کے ساتھ چلوں' وہ جس نے اسپتال سے مجھے اغوا کیا تھا اور ..... اور..... میری آنکھوں میں خون کی سرخی پیدا ہو گئی۔

وہ چمکدار آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ دوسروں پر اس نے کوئی غور نہیں کیا تھا۔ تب اس نے شفاف اور مستحکم لہجے میں کہا۔

"تم اب بھی غلط سوچ رہے ہو۔ کہاں ہیں تمہارے والدین' کہاں ہیں تمہارے ہمدرد' وہ کہاں ہیں جو تمہارے بچپن کے محافظ تھے۔ کسی نے کیا دیا تمہیں..... غور کرو..... ماضی پر سوچو' میں نے تم سے کہا تھا کہ یہ تمہیں تمہارے ہیا سے دور کر دیں گے۔ میں تو اس آپریشن کے خلاف تھا اور جب میں انہیں نہ روک سکا تو خاموش ہو گیا۔ بیدردوں نے ایک وجود دو ٹکڑے کر دیا اور آج دو آدھے بدن ایک دوسرے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے کی تلاش میں بھٹکتے زندگی گزر گئی ہے۔"

اس کے الفاظ میرے دل میں اتر رہے تھے' وہ سچ ہی کہہ رہا تھا۔ واقعی وہ سچ کہہ رہا تھا' میری کیفیت بہتر ہونے لگی' پھر میں نے سرد لہجے میں کہا۔ "ہیا کہاں ہے.....؟"

"محفوظ ہے' مستحکم ہے' اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا میں نے اسے محفوظ رہنا سکھایا ہے۔"

"تم نے.....؟"

"ہاں..... میں نے..... وہ میرا دوست ہے' میں نے اسے اولاد کی طرح پرورش کیا ہے۔ وہ پیار سے مجھے انکل کہتا ہے' میری ہر بات مانتا ہے۔"

میرا دل پگھل گیا' میرا ہیا جس کا احترام کرتا ہے' جس کی بات مانتا ہے' میں اس کا احترام کیوں نہ کروں گا۔ تب میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"کیا وہ تمہارے پاس ہے.....؟"

"نہیں' لیکن میں جانتا ہوں وہ کہاں ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔"

"تو مجھے' مجھے وہاں لے چلو' میں اس کے لئے.....؟"

"میں جانتا ہوں' لیکن جلد بازی نہ کرو ماہر' تمہاری جلد بازی اسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ خود کو اس شکل میں لے آؤ جیسے تم ہو۔ وقت آ گیا ہے کہ تم دونوں یکجا ہو جاؤ۔"

"تم لوگوں نے مجھے نظر انداز کر دیا۔ وہ نہیں جانتا لیکن تم اسے بتاؤ کہ تمہاری زندگی میں نے بچائی ہے اور مستقبل میں بھی میں ہی تمہاری زندگی کا ضامن ہوں۔" بورٹونوٹا نے کہا۔

"ہاں عظیم بورٹونوٹا..... سب آرام سے بیٹھ جاؤ..... کچھ واقعات ان کو بتانا ضروری ہیں....." پنڈت رائے نے کہا۔

"یہی بہتر ہے ماہر طہابی۔" پروفیسر حق نے کہا۔

شاید..... میں زیادہ پرجوش ہو گیا تھا۔ بعد میں' میں نے سکون کا مظاہرہ کیا بات سمجھ میں آ گئی تھی۔ پنڈت رائے نے کہا۔

"شانتی میں برے لوگ شامل ہو گئے تو میں نے اسے چھوڑ دیا جبکہ..... ابتدا سے میں افریقہ کے پراسرار علوم پر ریسرچ کر رہا تھا' کور کی ہیسیا میری توجہ کا مرکز تھی اور یہ سچ ہے کہ مجھے ایک آئی جینٹک درکار تھا یہ میری ریسرچ کا نچوڑ تھا اور تم دونوں مل کر آئی جینٹک بنتے ہو' لیکن تمہیں جدا کر دیا گیا اور کھیل طویل ہو گیا۔ بے حد کاوشوں کے بعد ہیا مجھے حاصل ہو گیا اس نے مشکل سے میرے موقف کو تسلیم کیا تھا' لیکن مجھے جان کر وہ مجھ سے مانوس ہو گیا اور ماہر طہابی اب تک ہم تمہیں ہی تلاش کرتے رہے ہیں' اس سے دوسری کہانیاں بھی منسلک ہو گئیں..... جیسے بورٹونوٹا..... رابینا..... مولبوں سے جنگ ہوئی اور شکست کے بعد مجھے قیدی بنا لیا گیا' لیکن عظیم بورٹونوٹا نے مجھے اس کے چنگل سے نکال لیا۔"

"اور ہیا.....؟" میں نے پھر سوال کیا۔

"وہ رابینا کے پاس ہے۔" پنڈت رائے نے کہا اور میں چونک پڑا۔

"اس کا قیدی.....؟"

"نہیں..... ہیا کو کوئی قیدی نہیں بنا سکتا' ممکن ہی نہیں ہے' وہ کسی بھی لمحے وہاں سے واپس آ سکتا ہے' لیکن....."

"ہاں' لیکن کیا.....؟"

"اسے جان بوجھ کر رابینا کے ساتھ رہنے دیا گیا ہے اس کے سپرد ایک ذمے داری کی گئی ہے۔"

"کیا.....؟"

"وہ میں بتاتا ہوں۔" بورٹونوٹا نے مداخلت کی اور ہم سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

بورٹونوٹا نے کہا۔ "ہیا ناقابل یقین صلاحیتوں کا مالک ہے' مستقبل میں مجھ یٹالیہ کا سب سے بڑا رہنما بننا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ راہینا کا تمام جادو میرے علم میں ہو' اس کے جادوگروں کے پاس کون کون سے علم ہیں۔ کتنے جادوگر اس کے لئے کام کرتے ہیں۔ یہ سب ہیا معلوم کرے گا اور مجھے بتائے گا' کوئی اور یہ کام نہیں کر سکتا۔"

"کیا اس نے خوشی سے یہ کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے....؟"

"مکمل خوشی کے ساتھ کیونکہ.... وہ کورکی ہیسیا کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور بعد میں مجھے ہی یہ کرنا ہے۔" بورٹونوٹا نے مسکرا کر کہا۔

میں خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد مکمل خاموشی رہی تھی' پھر بورٹونوٹا نے کہا۔ "معزز مہمانوں کو یہاں ہر سہولت حاصل ہو گی پروفیسر حق' انہیں یہاں قیام کرنے دو.... آؤ.... میں تمہیں دوسرے شعبے دکھاؤں۔"

"او کے۔" پروفیسر حق نے کہا۔ پھر بولا۔ "امید ہے.... تم لوگ پنڈت رائے کے ساتھ بہتر وقت گزارو گے۔" پھر وہ بورٹونوٹا کے ساتھ باہر چلا گیا۔

"پنڈت رائے کچھ لمحے خاموش رہا پھر اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "میرے بچے' وقت نے میرے اندر بہت سی تبدیلیاں کر دی ہیں شاید میں تمہیں اپنی بات کا یقین دلا سکوں' میری آرزو ہے کہ تم مجھ پر اعتماد کرو.... ماہر طاہالی میں تم سے مخاطب ہوں۔"

"مجھے کیا کرنا ہے پنڈت رائے۔" میں نے کہا۔

"پہلے مجھ پر اعتماد کا اظہار۔"

"وہ میں کرتا ہوں اور میں جھوٹ نہیں بولتا' لیکن اس وقت تک جب تک میرا راستہ نہ کاٹا جائے' میری منزل میں رکاوٹ نہ بنا جائے اور میری منزل صرف اور صرف ہیا ہے۔"

"وہ لمحہ.... جب میں نے محسوس کیا کہ میرے کسی عمل سے تمہاری پیشانی شکن آلود ہو گئی ہے میری اور تمہاری قربت کا آخری لمحہ ہو گا اور تمہیں مجھ سے کہنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی کہ پنڈت رائے ہم سے دور ہو جاؤ.... اور ہیا.... جیسا کہ میں نے کہا.... اب وہ تم سے دور نہیں ہے اور یہی یقین وہ رکھتا ہے اور پوری خوشی سے وہ کر رہا ہے جو اسے کرنا ہے۔ تم نے ٹیلی پیتھی کے ذریعہ اس سے رابطہ کیا تھا۔"

"ہاں.... تم جانتے ہو....؟"

"وہ مجھے سب کچھ بتاتا ہے...."

"لیکن اس سے پھر میرا رابطہ نہیں ہو سکا۔ اس کا ذہن میری گرفت میں نہیں آتا۔"

"یہ ضروری ہے۔"

"کیوں....؟"

"اس لئے کہ وہ اس وقت صرف ایک کھلونا ہے۔ یٹالیہ کے جادوگروں کے قریب

ہے' خود کسی قوت کا مظاہرہ نہ کر کے وہ انہیں یہ بتانا چاہتا ہے کہ وہ صرف ایک ننھا انسان ہے۔ میرے مشورے پر اس نے مجھ سے تعاون کیا ہے۔"

"آہ' اگر یہ عمل میرے ہیا کا ہے تو میرا بھی یہی عمل ہو گا پنڈت رائے۔ اب میں تم سے انحراف نہیں کروں گا۔" میں نے مخلص لہجے میں کہا۔ اس انکشاف سے مجھے سکون ہوا تھا۔

"شکریہ.... آؤ میرے ساتھ آؤ.... میں تمہیں وہاں لے چلوں جہاں میں رہتا ہوں۔"

پہاڑی سوراخ کے دوسری طرف ایک اور کشادہ غار تھا یہاں اعلیٰ درجے کا فرنیچر موجود تھا اور جدید زندگی کے سارے لوازمات موجود تھے۔ اس دشوار گزار علاقے میں ان تمام چیزوں کی موجودگی ناقابل یقین تھی۔ پنڈت رائے کے اشارے پر بیٹھتے ہوئے میں نے پوچھ لیا۔

"یہ سب کچھ یہاں کیسے مہیا کیا گیا مسٹر رائے؟"

"یہ سب کچھ....؟" پنڈت رائے گہری سانس لے کر مسکرا دیا۔ پھر اس نے کہا۔ "ایڈلاس بورٹونوٹا اپنے بارے میں بتا چکا ہے اور وہ جھوٹ نہیں کہتا۔ صحراؤں کے جادوگر بہت سی ماورائی قوتیں رکھتے ہیں اور بیشک ایسے عمل کر لیتے ہیں جو سمجھ میں نہیں آتے جبکہ میں نے بھی اپنی رہائش گاہ میں بہت کچھ کیا تھا' بہترین کارپینٹروں نے میرے لئے کام کیا تھا جنہیں میں اپنی دنیا سے لایا تھا اور پھر بہت کچھ دے کر میں نے انہیں واپس پہنچایا تھا کاش تم.... میری رہائش گاہ دیکھتے...."

"ہم نے اسے دیکھا ہے پنڈت رائے اور وہیں سے یہاں تک پہنچے ہیں۔" میں نے کہا۔

"تباہ کر دیا کم بخت ہموریوں نے اسے۔"

"لیکن وہ تمہارے دشمن کیوں بن گئے....؟"

"مولبوں نے ہمیشہ میرا احترام کیا' میرے لئے کام آئے.... ہموریئے مجھے ان کا رہنما سمجھتے تھے۔" پنڈت رائے نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ان کے تحفظ کے لئے کچھ نہ کیا۔"

"میں نے انہیں زراعت سکھائی۔ وہ خوش حال ہو گئے' لیکن میں جنگجو فطرت کا مالک نہیں تھا۔" پنڈت رائے کے لہجے سے دکھ کا احساس ہوتا تھا۔

"تو یہ سب بورٹونوٹا نے اپنے جادو کے زور سے کیا ہے۔"

"یقیناً.... اور چونکہ وہ مہذب دنیا کا طرز رہائش جانتا ہے۔"

"یہاں اس کے ساتھ اور کون ہے....؟"

"کوئی نہیں.... میرے سوا۔"

"اوہ' نہیں... تمہارا یہ خیال غلط ہے۔"
"کیوں....؟"
"اس نے ہماری تواضع کی تھی' کسی نے ہمارے لئے لوازمات تیار کئے تھے۔"
"ایسا ہوتا ہے۔"
"کیا مطلب....؟"
"اس کے حکم پر کام کرنے والے کبھی نظر نہیں آئے۔"
"انوکھا جادوگر ہے....."
"جادو...." پنڈت رائے نے کہا۔ پھر مسکرا دیا۔ پھر بولا۔ "لیکن جب تم دونوں یکجا ہو جاؤ گے تو ان سب کے جادو سلب کر لو گے یہ بات وہ نہیں جانتے۔ وہ طلسمی علوم رکھتے ہیں لیکن عقل کا جادو ہر طلسم پر حاوی ہے۔ وقت اس کی تصدیق کرے گا اسی لئے میں ان میں سے کسی سے خوف زدہ نہیں ہوں' بلکہ یہ سمجھو کہ یہی میری تحقیق کا مرکز ہے۔ میرا اصل کام ہیا پر تحقیق تھا اور اس تحقیق میں میری عمر گزر گئی لیکن اب وہ وقت قریب ہے۔"
"ہیا تمہارے پاس تھا....؟"
"ہاں اب تک... اگر درمیان میں افتاد نہ پڑتی تو اس وقت وہ تمہارے سامنے ہوتا۔"
"آہ.... کاش...." میں نے کہا۔
"نہیں۔ اس طرح راستے کے پتھر ہٹ رہے ہیں جن کی تفصیل میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔"
"وہ کتنا بڑا ہو گیا ہے۔" میں نے محبت سے پوچھا۔
"بڑا.... نہیں وہ بڑا نہیں ہوا ہے۔" پنڈت رائے نے مسکرا کر کہا۔
"کیا مطلب....؟"
"تمہارے سینے میں اس سے جدائی کے زخم کا نشان ہو گا....؟"
"ہاں' ہے...."
"وہ اسی زخم پر چسپاں ہو سکتا ہے۔"
"اس کی جسامت نہیں بڑھی....؟" میں نے شدید حیرت سے پوچھا۔
"قطعی نہیں' جسامت تمہاری بڑھی ہے اس میں ہیا کا حصہ بھی ہے۔ وہ اتنا ہی بڑا ہے۔"
"اتنا ننھا سا....؟" میں نے بدستور حیرت سے پوچھا۔
"ہاں.... بالکل...."
"کیسی عجیب بات ہے۔"
"عجیب بات نہیں ہے' کیوں..... اس کی تفصیل میں تمہیں پھر بتاؤں گا۔ ایک اور بات

کہنا چاہتا ہوں۔"
"کیا....؟"
"پروفیسر حق کو خطرہ لاحق ہے۔"
"کیوں....؟"
"پروفیسر بورٹونوٹا کے الفاظ بتاتے ہیں۔"
"مجھے وضاحت سے بتاؤ۔"
"وہ ایک سلطان عالم ہے' اپنے دینی علوم کو اپنی زندگی پر افضل سمجھتا ہو گا۔ گندے علوم کا ماہر بورٹونوٹا اس سے چاہے گا کہ یہ علم اسے دے دے.... یہ ممکن نہ ہو گا اور یہی بات بنائے مخاصمت بنے گی۔"
"تو پھر....؟"
"اس کا کوئی حل نکالنا ہو گا۔"
"اب تم کیا کرو گے پنڈت رائے....؟"
"ہمیں سمبوریوں کی تباہی کا انتظار ہے' اس کے بعد بورٹونوٹا اپنا کام کرے گا' ہمیں اس کا انتظار ہے۔"
"آہ' ایسا تو دیر میں ہو گا۔"
"شاید نہیں...."
"بورٹونوٹا یہیں رہتا ہے۔"
"نہیں..... وہ بیٹالیہ میں رہتا ہے.... کب اور کیسے یہ میں نہیں جانتا اس نے مجھے نہیں بتایا۔"
اس کے بعد پنڈت رائے سے پوچھنے کے لئے کچھ نہیں رہا تھا یا پھر میرے ذہن میں نہیں آیا تھا' لیکن ڈوم کے ذہن میں بھی کچھ تھا' اس نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔
"تم نے کہا تھا پنڈت رائے کہ ہیا کے دل میں کور کی محبت ہے۔"
پنڈت رائے چونک پڑا.... مسکرایا.... پھر بولا۔
"میرے حساب سے یہ سب سے اہم سوال ہے ہاں ایسا ہے اور یہ ایک عجیب کہانی ہے جسے کور والے اور ہم آشا کہتے ہیں بیشمار صدیوں کی روایت ہے اور جس قدر کور کے بارے میں مجھے معلومات حاصل ہیں وہ یہ ہیں کہ مملکت کور مشترکہ النسل مملکت ہے۔ قدیم مصر کی تاریخ دو حصوں پر مشتمل ہے شاید کور کی آبادیاں مصری اور یونانی تہذیب کے امتزاج سے وجود میں آئی ہیں انہی میں کیلی کریٹس کا ذکر ملتا ہے اور شاید تمہیں وہ ماحول صحرائے اعظم کے اس ماحول سے بہت مختلف محسوس ہو۔ آشا آج بھی کور کی دیوی ہے' پراسرار قوتوں کی مالک.... ستاروں کی ملکہ اور اسے کیلی کریٹس کی تلاش ہے۔ بورٹونوٹا نے غلط نہیں

کہا تھا۔ ستاروں والی نے کئی بار ہیا کے گرد طواف کیا ہے اور ہیا نے اسے دیکھا ہے' پھر اس نے مجھ سے کہا کہ وہ اس کی منزل ہے' ہیا اس کا طلبگار ہے' لیکن شاید تکمیل کے بعد۔"

پروفیسر حق واپس آ گیا.... اس کے چہرے پر غور و فکر کے آثار تھے بورٹونوٹا اس کے ساتھ نہیں تھا۔

"کیوں پروفیسر بورٹونوٹا....؟"

"ہاں.... اس نے کہا ہے کہ اب وہ مناسب وقت پر ہم سے ملاقات کرے گا۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"مناسب وقت کا کوئی تعین ہے؟" میں نے پوچھا۔

"شاید نہیں...."

"میں جلد بازی نہیں کر رہا پنڈت رائے۔ نہ ہی میں تمہارے کسی منصوبے سے منحرف ہونا چاہتا ہوں' لیکن یہ شخص مجھے اس وقت بھی پسند نہیں تھا جب وہ مجھے جہاز پر ملا تھا اور اب بھی اس کے انداز میں ایک برتری کا احساس ہے' جیسے وہ خود کو ہمارا رہنما یا مالک سمجھتا ہو۔ یہ احساس میرے لئے موت سے برا ہے۔ پنڈت رائے یہ میں برداشت نہیں کر سکتا' کیا تم خود کو اس کا محکوم سمجھتے ہو۔"

"نہیں.... اگر میں ذہنی طور پر اس سے الگ ہو جاؤں تو یہ کچھ نہیں ہے۔ بس اس نے مجھ پر احسان کیا ہے اور میں اب تک اس کے منصوبے پر اس لئے کام کرتا رہا ہوں کہ مجھے تم لوگوں کے آ جانے کی امید نہیں تھی۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"کیا ہم اب اس سے الگ ہو سکتے ہیں....؟"

"کوئی نیا منصوبہ بنانا ہو گا۔"

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"شاید یہ کہ اب تم ہمارا ساتھ نہیں دے سکو گے کیونکہ اپنے دوست سے ملاقات ہی تمہاری منزل تھی۔" میں نے کہا۔

"نہیں.... کچھ اور.... بیشک میرا مقصد یہی تھا لیکن اب کچھ اور صورتحال ہے۔"

"کیا....؟"

"میں مشکل میں گھر گیا ہوں' بہت بڑی مشکل میں' حقیقت یہ ہے کہ میں بورٹونوٹا کے اصل مقصد سے واقف نہیں تھا' بلکہ یوں سمجھو کہ اس نے مجھے دھوکے سے بلایا ہے۔ وہ پراسرار افریقہ کے کچھ علوم میں میرے ساتھ ایک مشترک تحقیق چاہتا تھا' لیکن اب وہ کچھ اور کہتا ہے۔"

"کیا پروفیسر حق....؟"

"وہ علوم خبیثہ میں علم دین کی شمولیت میں میرا ساتھ چاہتا ہے کیونکہ وہ خود بیتالیہ کا

جادوگر ہے اور صحرائی جادوگروں کے جادو کو پاک علوم کے اشتراک سے شکست دینا چاہتا ہے۔"

"اوہ' تو پھر....؟"

"اول تو یہ کہ میں ان علوم سے بالکل واقف نہیں ہوں' میں تو ایک مدرس ہوں عالم نہیں' دوم یہ کہ اس خباثت میں اس کا شریک تو زندگی کی قیمت پر بھی نہیں ہو سکتا۔"

"اس نے آپ سے یہ فرمائش کی ہے پروفیسر۔" پنڈت رائے نے پوچھا۔

"فرمائش نہیں.... حکم دیا ہے.... مفاہمت کی راہ اختیار کی ہے' لیکن مصلحتاً...."

"کیا وہ یہ علم آپ سے سیکھنا چاہتا ہے....؟"

"چاہتا تو یہی تھا' لیکن اس نے یہ راستہ بند کر دیا۔"

"وہ کیسے....؟"

"حقیقت بیان کر دی۔ یہ تو سچائی ہے کہ دین کا پہلا سبق سیکھنے کے لئے برسوں کی ریاضت درکار ہے' مسلمان ہونا ضروری ہے' پاکی اور طہارت قلب درکار ہے اور برسوں کی ریاضت اگر صفائی قلب کر دے تو ابجد شروع ہو۔"

"پھر اس نے کیا کہا....؟"

"اس نے کہا کہ پھر میں اس کے لئے سب کچھ کروں۔"

"اب تم کیا چاہتے ہو پروفیسر....؟" میں نے سوال کیا۔

"تم نے دو بار میری مدد کی ہے' ماہر طمانی! مجھے پھر تمہاری مدد درکار ہے۔" پروفیسر عاجزی سے بولا۔

"کیسے....؟"

"اس بدبخت سے میری زندگی بچا کے مجھے اپنی غلامی میں قبول کر لو.... مجھے اپنے درمیان جگہ دے دو۔"

میں نے پنڈت رائے کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا کر بولا۔ "مناسب اور آسان' بھلا اس میں اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔ تمہارا تعلق مہذب دنیا سے ہے اور تم ہم میں سے ایک ہو۔" پروفیسر نے ممنون انداز میں گردن جھکا لی اور دیر تک سوچنے کے بعد وہ مغموم لہجے میں بولا۔

"کبھی کبھی بے حد خطرناک فیصلے بڑی سادگی اور آسانی سے ہو جاتے ہیں ایسے فیصلے جن سے زندگی ختم ہو جائے۔"

"مگر وہ اب کہاں ہے....؟"

"بقول اس کے ہمیں خود اپنی دیکھ بھال کرنی ہو گی۔ وہ مصروف ہو گیا ہے۔"

"یعنی اب یہاں نہیں ہے۔"

"ہاں ایسا ہی ہے۔"

"کچھ فکر نہیں، صحرا میں نہ تو خوراک کی قلت ہے اور نہ پانی کی.... یہ دونوں چیزیں موجود ہوں تو کسی اور شے کی حاجت نہیں ہوتی۔ ڈوم شکار باآسانی کر لیتا ہے.... میں بھی اس کا ساتھ دوں گا۔" میں نے کہا۔

"اس کے لئے اس نے کچھ کیا ہے۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"کیا....؟"

"یہی کہ ہمیں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو گی۔"

"لیکن کیسے....؟"

"یہ تو شاید وقت ہی بتا سکے۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ پھر بورٹونوٹا کے اس دعوے کی تصدیق ہو گئی۔ کافی کی سوندھی خوشبو نے رہنمائی کی۔ میں اور پنڈت رائے اس خوشبو کی تلاش میں نکلے اور ہمیں دوسرے غار میں وہی برتن نظر آئے جو پہلے ہمارے سامنے آ چکے تھے۔ کافی کے بڑے برتن سے دھوئیں کی لکیر نکل کر فضا میں چکرا رہی تھی۔ پلیٹ میں چند سینڈوچ رکھے ہوئے تھے۔ بہرحال یہ حیرت کا مقام تھا، لیکن ہماری ضرورت بھی۔

"یہ کیسے اور کہاں سے آئے۔ میرے خیال میں اس سوچ میں وقت نہیں ضائع کیا جا سکتا۔" خوش ذائقہ کافی سے شغل کرتے ہوئے پروفیسر حق نے پرخیال لہجے میں کہا۔

"یہ سب کچھ ہمیں ایک اور احساس دلاتا ہے۔ بشرطیکہ آپ مجھ سے اتفاق کریں۔"

"کیا....؟" پنڈت رائے نے پوچھا۔

"اس کی غلام کچھ نادیدہ قوتیں موجود ہیں جو اس کے احکامات کی تعمیل کرتی ہیں، ممکن ہے ان کی ذمے داریاں یہ بھی ہوں کہ ہم پر نگاہ رکھیں۔ ایسے حالات میں ہمیں اپنے قول و عمل میں محتاط رہنا ہو گا۔"

"بالکل درست خیال ہے، ہمیں ایسا کرنا ہو گا۔" پنڈت رائے نے اس سے اتفاق کیا تھا۔

"لیکن کیا ہم قیدیوں کی طرح اس غار میں دن رات بسر کریں گے؟" میں نے سوال کیا۔

"شاید نہیں.... کیونکہ اس نے مجھے اس کے لئے ہدایت نہیں کی بلکہ میرا ایک اور خیال ہے۔"

"کیا....؟"

"ضروری گفتگو ہمیں باہر کھلی فضا میں کرنی چاہئے.... یہاں اپنی باتوں میں بھی محتاط رہیں۔"

باہر نکلنے کا پہلا تجربہ میرے لئے دلچسپ تھا۔ ہماری راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی تھی، لیکن ایک لائحہ عمل تیار کیا تھا وہ یہ کہ ہم ان غاروں سے زیادہ دور نہیں جائیں گے۔

ایک بار پھر ایسی مشاورت ہوئی.... اور طے کیا گیا کہ اب بھی جلد بازی سے کام نہیں لیں گے بلکہ کچھ وقت یہاں گزار کر یہ جائزہ لیں گے کہ بورٹونوٹا کے اقدامات کیا ہوتے ہیں۔

"کیا وہ ہماری طرف سے مشکوک ہو گا....؟" رائے نے پروفیسر حق سے سوال کیا اور پروفیسر حق کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر پھیکی سی مسکراہٹ سے بولا۔

"شاید ساری غلطی میری ہی ہے، میں اپنے تجسس کے جال میں پھنس کر بڑی کاوشوں کے بعد اپنے قید خانے میں آیا ہوں، جہاں تک میرا اندازہ ہے اسے ہماری طرف سے کوئی شک نہیں ہوا۔ وہ ہمیں متعاون سمجھ رہا ہے۔ پنڈت رائے اس کے ساتھ تھے اور اس کے ممنون کرم بھی کیوں کہ اس نے ان کی زندگی بچائی ہے میرے بارے میں اسے ابھی تک یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ جو کچھ وہ مجھ سے چاہتا ہے مجھے اس سے اس قدر اختلاف ہے۔ میں نے کم از کم یہ ضرور کیا ہے کہ اسے اپنے اندر کی کیفیت سے ہوشیار نہیں ہونے دیا۔ اور رہ گئے مسٹر طہابی.... تو اب ہماری ایک ضرورت بن چکے ہیں۔"

"ہوں، ہمیں اس صورت حال سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔" پنڈت رائے نے تبصرہ کیا۔

"لیکن اب کرنا کیا ہو گا....؟"

"فی الحال انتظار.... یہی مناسب ہے۔"

ان دونوں سے ہٹ کر ڈوم نے مجھ سے کہا۔ "مجھے کچھ نہیں کہنا چاہئے آقا، لیکن اگر تمہاری اجازت ہو تو...."

"تم خود کچھ بھی کہو ڈوم.... حقیقت بھی یہی ہے اور میرے ذہن میں یہی کہ تم خود ساختہ غلام ہو.... ورنہ میں تمہیں ایک دوست سمجھتا ہوں۔"

"یہ بڑا مرتبہ میری خوش بختی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا کچھ شاطر بوڑھے ہم پر مسلط نہیں ہو گئے۔"

"پنڈت رائے اور پروفیسر حق...."

"ہاں، اور وہ کالا جادوگر بھی...."

میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "نہ میں کوئی علم جانتا ہوں ڈوم نہ اس قدر باصلاحیت ہوں کہ یہ جو کچھ ہوا ہے خود کر لیتا، البتہ کچھ اچھے لوگوں کے ساتھ رہ کر اب تک جو کچھ ہوا ہے اس پر غور کرنے کی کوشش میں مجھے کامیابی حاصل ہو گئی ہے اور میں اسے بہت کافی سمجھتا ہوں۔ ڈوم بچپن میں ہیا میرا استاد تھا۔ وہ مجھے دنیا کی باتیں بتاتا تھا۔ پھر میری زندگی کے بیس سال کھو گئے۔ یوں سمجھو میں سوتا رہا تھا۔ پھر جاگا تو عالی تبارک نے

میرا ساتھ دیا اور مجھے میری منزل کی طرف بڑھانے میں تعاون کیا۔ اس کے بعد دوسرے بہت سے لوگ جنہیں تم جانتے ہو.... وہ مجھ سے بچھڑ گئے' لیکن غور کرو ڈوم! تو میرے راستے میں ہر شخص نے مدد کی ہے اور میرا سفر میری منزل کی جانب جاری رہا۔ لوئیسا کے لئے میرے سے زیادہ تم افسردہ ہو' لیکن اس سے جدا ہونا بھی ضروری تھا اگر وہ دوبارہ کبھی مجھے مل گئی تو شاید میں اسے نظرانداز نہیں کر سکوں گا۔ اسی طرح یہ دونوں بھی میرے معاون ہیں اور اب آگے کے سفر کے رہنما بن گئے ہیں۔ ہاں اگر یہ کہیں بھی راہ کی رکاوٹ بنے تو.... کیفر کردار کو پہنچ جائیں گے جب تک یہ میرے رہنما ہیں ان سے تعاون میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

ڈوم نے گردن ہلا کر کہا۔ "مجھے اطمینان ہو گیا' لیکن اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"کس کے....؟"

"بورٹونوٹا کے لئے سوال کر رہا ہوں۔"

"وہ گندی شخصیت کا مالک ہے۔ میرے لئے ناپسندیدہ.... اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ میرے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہے.... اور یہ مجھے ناپسند ہے۔"

"تب پھر.... اسے...."

"نہیں.... رائے اور حق کا خیال ہے کہ ابھی انتظار کر لیا جائے اور میں ان کے کام میں مشکل نہیں بننا چاہتا کیونکہ.... وہ مجھ سے مخلص ہیں۔"

"ٹھیک ہے آقا.... ویسے دل کی ایک بات اور کہوں۔"

"ہاں...."

"جب وہ کور کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے تو مجھے اس پر شدید طیش آتا ہے۔" ڈوم نے کہا اور میں مسکرا دیا۔ میں نے اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔

بورٹونوٹا کے بارے میں اب اس بات کا کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ وہ ایک پراسرار جادوگر ہے۔ اس کے نادیدہ غلام ہمارے لئے مستعد رہتے تھے لیکن کبھی کسی کے قدموں کی چاپ بھی نہیں سنائی دی تھی۔

"اس کے باوجود اس نے میری نگاہ میں اپنا مقام کھو دیا ہے حالانکہ میں نے اس سے بڑی عقیدت قائم کر لی تھی' لیکن...." پروفیسر حق اکثر افسوس سے کہتا تھا۔

چھٹے دن اس سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت جب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔ وہ غار میں داخل ہو گیا۔ "مجھے علم ہے کہ تم لوگ پرسکون ہو اور خلوص دل سے تعاون کر رہے ہو.... لیکن میں نے بھی اس دوران وہ کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ تم ان پر رشک کرو گے۔"

"بتانا پسند کرو گے پروفیسر؟" پنڈت رائے نے کہا۔

"خصوصاً تمہارے لئے پنڈت رائے' کیا تم یہ تصور کر سکتے ہو کہ تمہارے بدترین دشمن اپنے کیئے پر پشیمان ہیں۔"

"کیا مطلب....؟"

"وہ یقین کر چکے ہیں کہ بوآنا ان کا دشمن نہیں تھا اور بڑی عقل والے نے کبھی یہ نہیں چاہا کہ مولبوں کو سمبوریوں پر فوقیت دلائیں۔ ایسا ہوتا تو وہ انہیں ہتھیار بنانا سکھاتا اور اگر وہ ایسا کرتا تو سمبوریوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔ اب وہ سخت شرمندہ ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے مکاؤیا کو جو راہ دکھائی ہے وہ میرا اصل کام ہے۔"

"وہ کیا....؟" پنڈت رائے نے پوچھا۔ بورٹونوٹا نے بیٹھ کر کہا۔

"میرے دوستو.... اصل میں تمہاری دنیا نے مجھے علم و دانش سے روشناس کرایا ہے اور میں نے وہاں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یٹالیہ میری قلمرو ہے لیکن وہاں مجھے دوسرے درجے کا انسان قرار دے کر رابینا نے میری دشمنی مول لی ہے۔ اگر وہ مجھے یٹالیہ کا سب سے بڑا جادوگر اور اپنا مشیر تسلیم کر لیتی تو شاید اس کی ساری خواہشات پوری ہو جاتیں.... خصوصاً کور کی تسخیر کی خواہش' کیونکہ میں خود اس کا خواہش مند ہوں.... لیکن آخر عورت ہے.... اپنے ماحول کو نہ سنبھال سکی اور مجھ جیسے انسان سے ٹکرا گئی۔ اب اس کا نتیجہ بھگتنے کا وقت آ گیا ہے۔ میں نے اس کے اردگرد بہت سے جال پھیلا دیئے ہیں اور وہ قدم بہ قدم اس تار عنکبوت کی طرف بڑھتی آ رہی ہے۔ پنڈت رائے.... تم ایک محقق ہو.... اور کور کے راز جانتے ہو۔ میں تمہیں کور کے ہر راز سے آگاہ کروں گا.... پروفیسر حق.... تم اپنے علم سے میری مدد کرو گے اور اس کے عوض میں تمہیں ان علوم سے آگاہ کروں گا جو میرے پاس ہیں.... اور ماہر طہابی.... تم اپنے ہیا کو پا کر اپنے وجود کی تکمیل چاہتے ہو۔ یہ وقت سب سے قریب ہے' گویا ہمارے مفادات مشترک ہیں مجھے یقین ہے ہم سب مل کر اپنا کام باآسانی مکمل کریں گے۔ بہرحال سمبوریہ کا مکاؤیا اب بخوشی اس بات کے لئے تیار ہے کہ یٹالیہ کی ملکہ رابینا کے سامنے اپنی سرداری کا تاج رکھ دے اور اس کی غلامی کا اعلان کر کے سمبوریوں کو اس کی تحویل میں دے دے۔ یہ اہم کارنامہ سرانجام دیا ہے میں نے۔"

"وہ تیار ہو گیا۔" پنڈت رائے نے حیرت سے پوچھا۔

"سب سے زیادہ اسے تمہارے تربیت یافتہ سپاہیوں اور آتشیں ہتھیاروں سے نقصان پہنچا ہے اور اب وہ جان چکا ہے کہ یٹالیہ کے سپاہیوں کا ایک ہی ریلا سمبوریوں کو خاشاک کی طرح بہا لے جائے گا' کیونکہ اس کی قوت ٹوٹ چکی ہے۔ اب وہ نہیں چاہتا کہ سمبوریہ کو بالکل ہی ختم کر دے' اس لئے میری تجویز پر وہ ایک وفد کی شکل میں یٹالیہ جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔" اور.... بورٹونوٹا نے فخریہ نگاہوں سے ہمیں دیکھتے ہوئے

تم چاروں بھی اس وفد کے ہمراہ ان کے ساتھ ہو گے۔"

سب ساکت رہ گئے.... پروفیسر حق نے کچھ لمحوں کے بعد کہا۔

"ہم سب....؟"

"ہاں.... یہی میرا عظیم کارنامہ ہے۔" بورٹونوٹا مسکرا کر بولا۔

"کچھ اجنبی اور غیر لوگوں کو وہ وفد کے ہمراہ قبول کر لے گی؟" پروفیسر حق نے سوال کیا۔

"ہاں' یہ بات مکاؤیا اسے باور کرائے گا کہ یہ لوگ خوشحالی کے پیامبر ہیں۔"

"بیاوہیں ہو گا۔" میں نے غرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"وہ راپینا کے پاس ہے' میں تمہیں بتا چکا ہوں.... اور راپینا اب تمہیں دوست گردانے گی۔"

"تم کہاں ہو گے...؟" میں نے پروفیسر بورٹونوٹا سے سوال کیا۔

"تمہارے قریب' وہاں جہاں تم پہنچو گے... یٹالیہ میری بستی ہے' میں وہیں رہتا ہوں۔"

"لیکن پروفیسر ایڈلاس.... ہمارے ساتھ ایک مشکل کا شاید تمہیں احساس نہیں ہے۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"وہ کیا....؟"

"ہم مقامی زبان نہیں جانتے.... نہ میں اور نہ...."

"ماہر طھابی.... حالانکہ دونوں اہم کردار ہیں جبکہ یہ افریقی جوان اور پنڈت رائے مقامی زبان بولتے اور سمجھتے ہیں..... لیکن تم نے اچانک بورٹونوٹا کی قوتوں کو کیوں فراموش کر دیا.... میں تمہیں باآسانی اس زبان سے روشناس کرا دوں گا۔"

"کیسے....؟" پروفیسر حق نے حیرت سے کہا۔

"آج ہی رات.... تمہیں بہت سے اندازے ہو جائیں گے۔" بورٹونوٹا نے کہا۔

رات کے کھانے سے فراغت ہو گئی تھی۔ بورٹونوٹا پھر غائب ہو گیا تھا ہم چہل قدمی کے لئے باہر نکل آئے۔ آسمان شفاف تھا اور ستارے پورے آسمان پر چھائے ہوئے تھے یہ ایک حسین رات تھی پھر چاند نے سر ابھارا اور صحرا کے حسن میں اضافہ ہو گیا۔ لیکن کچھ ہی دیر کے بعد بدصورت بورٹونوٹا ایک چٹان کے عقب سے نمودار ہو گیا اور قریب آ گیا۔ اس کے بدن پر تازہ خون کے بڑے بڑے دھبے پڑے ہوئے تھے یوں لگتا تھا جیسے یہ خون پھواروں کی شکل میں اس کے لباس پر پڑا ہو۔ اس کے چہرے پر درندگی نظر آ رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا رہا تھا' پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے ہمیں ساتھ آنے کے لئے کہا اور ہم اس کے ہمراہ چل پڑے۔ وہ ہمیں اس چٹان کے عقب میں لے گیا جہاں سے وہ خود آیا تھا۔

خوشنما چاندنی نے ایک بدنما منظر پیش کیا۔ چھوٹے چھوٹے پتھروں کو ایک دائرے کی شکل میں چن کر اس نے نہ جانے کیا بنایا تھا' لیکن اس دائرے کے ایک کنارے پر دو انسانی سر رکھے ہوئے تھے۔ وہ سیاہ فام باشندوں کے سر۔ جن کی کٹی ہوئی گردنوں سے اب بھی خون بہہ رہا تھا۔

پروفیسر حق اور پنڈت رائے کے چہرے پیلے پڑ گئے۔ ان کے بدن کپکپانے لگے تھے' میں نے اور ڈوم نے تعجب سے یہ سر دیکھے تھے۔ تب بورٹونوٹا نے مجھے اور پروفیسر حق کو اشارہ کیا اور پتھروں سے بنائے ہوئے اس دروازے کے پاس جا کر بیٹھ جانے کی ہدایت کی لیکن وہ منہ سے کچھ نہیں بولا تھا۔ پروفیسر کے تو شاید پیروں میں حرکت نہیں رہی تھی اس لئے وہ جلدی سے بیٹھ گیا۔ اس کی استدعا بھری نظروں کا اندازہ لگا کر میں بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ تب بورٹونوٹا وحشیانہ انداز میں اس دائرے کے گرد چکر لگانے لگا.... اس کے منہ سے ایک مدھم آواز نکل رہی تھی۔ رات کے اس ہولناک سناٹے میں اس کی آواز بے حد بھیانک لگ رہی تھی۔ وہ پاگلوں کی طرح بھاگتا رہا پھر اچانک رکا اور پتھروں پر پھونک ماری.... پھر ایک ناقابل یقین منظر نظروں کے سامنے آیا.... اچانک چھوٹے پتھر سرخ انگاروں میں بدل گئے۔ پورا دائرہ سرخ الاؤ کی شکل اختیار کر گیا۔ لیکن اس آگ میں تپش نہیں تھی البتہ سرخ روشنی نے اردگرد کے ماحول کو چمکا دیا تھا۔ ہمارے چہرے بھی اس روشنی کی زد میں تھے البتہ ڈوم اور پنڈت رائے فاصلے سے کھڑے ہوئے تھے' پھر.... بورٹونوٹا نے وہ دونوں سر اٹھا کر آگ پر رکھ دیئے۔ بے حد گھناؤنا منظر تھا۔ دونوں سر دہکتے ہوئے پتھروں پر رکھے تھے اور ان کی آنکھیں ہمیں دیکھتی محسوس ہو رہی تھیں۔ لیکن نہ تو گوشت کی چراند ابھر رہی تھی نہ دھویں کی کوئی لکیر ابھری۔ بدہیئت جادوگر پھر ہمارے گرد چکرانے لگا اور پتھروں کی آگ پر رکھے ہوئے سر چھوٹے ہونے لگے' نہ جانے کیا فضول عمل تھا لیکن تھا حیرت انگیز۔ میں ان چھوٹے ہوتے سروں کو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ وہ بالکل چھوٹے ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ تب بورٹونوٹا رک گیا الاؤ آہستہ آہستہ سرد ہو کر بے نور ہو گیا تھا۔ ہمارے کانوں میں بورٹونوٹا کی آواز ابھری۔

"کیا میرا تجربہ کامیاب رہا....؟"

"ہم کھڑے ہو جائیں....؟" پروفیسر حق نے سوال کیا۔

"ہاں ضرور...." بورٹونوٹا بے اختیار مسکرا کر بولا۔

میں نے ڈوم اور پنڈت رائے کو شدید حیران ہوتے دیکھا تھا۔ وہ دونوں ہمیں حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آیا پروفیسر ایڈلاس...." پروفیسر حق نے خود کو سنبھال کر کہا۔

"آ جائے گا.... بہت جلد آ جائے گا کچھ لمحے توقف کرو....!"

"یہ کٹے ہوئے سرکس کے تھے۔" میں نے پوچھا۔

"سمبوریہ کے دو جوانوں کے اب وہ ہی ہمارے بہت سے کاموں کے ذمے دار ہیں۔"

"کیا تم نے انہیں ہلاک کیا تھا؟"

"ہاں، وہ ہماری ضرورت تھے لیکن تم ان کا غم نہ کرو.... لاتعداد سمبوریوں کی زندگی بچائی ہے میں نے۔ کچھ قربانیاں تو دینی ہی پڑتی ہیں۔ یہ عمل بہت ضروری تھا کیونکہ اس سے آنے والے وقت کی بیشمار ضرورتیں پوری ہوں گی۔"

"آخر کیسے....؟" میں نے جھلائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تم لوگ اسے بتاؤ.... مجھے پنڈت رائے.... تم لوگ انہیں سمجھاؤ...."

"ماہر طبابی...." پنڈت رائے کی سرسراتی آواز ابھری۔ "تم دونوں یہ تمام باتیں مقامی زبان میں کر رہے ہو، کیا تم نے غور کیا، تم ڈوم کی زبان میں بول رہے ہو...."

کچھ لمحے تو پنڈت رائے کے الفاظ سمجھ میں ہی نہیں آئے تھے اور جب سمجھ میں آئے تو ایک لمحے کے لئے سکتہ طاری ہو گیا۔ پروفیسر حق کی کیفیت بھی مجھ سے مختلف نہیں تھی۔

"سمبوریہ کے دو جوانوں کی قربانی نے تمہیں ان کی زبان دیدی ہے، اب تم یہ زبان سمجھ بھی سکتے ہو اور بول بھی سکتے ہو، کیوں پروفیسر حق، ہاورڈ یونیورسٹی میں جو مقالہ میں نے پڑھا تھا یہ اس کی تصدیق نہیں ہے۔"

"ہاں پروفیسر تم ٹھیک کہتے ہو۔" پروفیسر حق نے بوجھل لہجے میں کہا۔

"میں اپنی زندگی کے سب سے اہم لمحات سے گزر رہا ہوں، میرے اس مشن کی تکمیل ہو جائے اور بیٹالیہ میں مجھے میرا انعام مل جائے تو میں تمہیں دکھاؤں گا کہ میں کیا ہوں تمہیں وہ سفید نسل کا ڈاکٹر گوئل ہارتھ یاد ہے، جس نے میرا مذاق اڑایا تھا۔"

"یاد ہے۔"

"ہم ان سے بھی رابطہ کریں گے پروفیسر حق! اور انہیں دکھائیں گے کہ صحرائے اعظم کا سحر صرف مذاق نہیں ہے اور تم پہلے مخلص ہو گے جو اس سحر کے بارے میں جانتے ہو گے میں تمہیں سب کچھ سکھا دوں گا۔ کیسا انوکھا عمل ہو گا ان جادوگروں کے لئے جو بیٹالیہ میں اپنے جادو سے بڑے بنے ہوئے بیٹھے ہیں جب ایک مختلف جادو ان کی دیوار بنے گا۔"

پروفیسر حق نے بعد میں نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ "اور یہ ناپاک انسان سمجھتا ہے کہ میں اس کے لئے اپنا دین و ایمان کھو دوں گا، لعنت ہو اس پر...." لیکن یہ حقیقت تھی کہ اب میں ڈوم سے اس کی زبان میں بات کر لیتا تھا۔

پھر سمبوریہ کے مکاؤیا نے ان غاروں کے سامنے قیام کیا اور بورٹونوٹا نے ہم سے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہارے مددگار ہیں اور ملکہ رابینا کو تمہارے لئے موم کرنے میں معاون ہوں گے۔ خبردار ان کا احترام کرنا اور میرے بارے میں رابینا کو کچھ نہ بتانا۔" پھر بورٹونوٹا نے ہمیں رخصت کیا تھا۔ وہ کتنا ہی کریہہ اور قابل نفرت شخصیت کا مالک تھا لیکن ایک احسان اس نے آخرکار کر ہی دیا تھا۔ میں اپنے ساتھ سفر کرنے والے سمبوریوں کی ہر بات سمجھ اور انہیں ان کی زبان میں جواب دے سکتا تھا۔

صحرائے اعظم میں پرسکون سفر کرنا یہ وحشی ہی جانتے تھے۔ ہر آواز، ہر خوشبو سے آشنا، چنانچہ مشکل سفر بے حد آسان رہا اور ایک رات کی صبح یوں ہوئی کہ ہم نے لاتعداد وحشیوں

کو جو نیزے سنبھالے ہوئے تھے اپنے گرد دائرہ بنائے ہوئے پایا۔

یہ پراسرار افریقہ کا سب سے پسماندہ یا روایتی علاقہ تھا کیونکہ نیزہ بردار وحشی بے لباس تھے اور ان کے بدن بس رنگوں سے رنگے ہوئے تھے' پتھرائے ہوئے بے نور چہروں والے وحشیوں سے سمبوریہ کے سردار مکاؤیا نے گفتگو کی اور انہیں سمجھا دیا کہ وہ رابینا کے غلام ہیں اور اس کے حضور آئے ہیں۔ تب وہ قطار بنا کر ہمیں لے چلے۔ آگے جنگلوں کا طویل سلسلہ تھا اور یہ سفر جنگلی چیونٹیوں اور دوسرے حشرات الارض کی مشکلات سے پر تھا' بڑے بڑے سرخ چیونٹے درختوں سے چمٹے ہوئے تھے اور ان سے بچ کر گزرنا پڑتا تھا۔ اس جنگل سے نکل کر ایک میدان کو عبور کیا گیا جس کے دوسرے سرے پر ایک پہاڑی دیوار نظر آ رہی تھی جس کے دامن میں جھونپڑے بنے ہوئے تھے۔ یہ جھونپڑے بیرونی حیثیت رکھتے تھے' باقی آبادی دیوار کے دوسری طرف تھی جس تک جانے کے لئے اس درے کو عبور کرنا پڑا تھا جو عین سامنے نظر آ رہا تھا اور سیاہ فام وحشی اسی درے سے چیونٹیوں کی قطاروں کی مانند آجا رہے تھے۔

ہمیں انہیں جھونپڑوں کے پاس رکنے کے لئے کہا گیا اور لاتعداد وحشی ہمارے گرد پھیل گئے۔ مجھ پر ایک عجیب عالم طاری تھا۔ ہیا یہیں ہے' کچھ خوف بھی دامن گیر تھا۔ دل کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ جدائی کے لمحات ختم ہو گئے ہیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہاں آ کر پتہ چلے گا کہ ہیا رابینا کے پاس نہیں ہے پنڈت رائے نے میرے چہرے کے تاثرات پڑھ کر کہا۔

"ماہر.... میں تمہاری سوچوں کو سمجھ رہا ہوں' لیکن خطرناک لمحات میں خود پر قابو پائے رکھنا ہی دانشمندی ہے اگر تم یقین کر سکتے ہو تو ضرور کر لو کہ اس وقت ہم سب کی ایک ہی طلب اور یہاں تک آنے کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے ہیا.... ہر لمحے صبر سے کام لینا یوں نہ ہو کہ تمہاری بے صبری سارا مقصد ختم کر دے۔"

"نہیں پنڈت رائے میں پرسکون رہوں گا۔" میں نے گردن ہلا کر کہا۔ اور اپنے قول پر صادق آیا مکاؤیا بھی بے صبری سے اپنی طلبی کا انتظار کر رہا تھا لیکن ایک دن ہمیں یہیں گزارنا پڑا۔ دوسرے دن صبح کو ہمیں درے سے دوسری طرف لے جایا گیا۔ پراسرار براعظم میں یہ خطہ بڑا سحر خیز تھا۔ تاحد نگاہ قدرتی جھونپڑے بنے ہوئے تھے۔ پتھروں کے چھوٹے بڑے بے شمار ٹیلے جو اندر سے کھوکھلے تھے اور ان میں یٹالیہ آباد تھا۔ ان ٹیلوں کے درمیان بڑے بڑے میدان بکھرے پڑے تھے اور یہ آبادی نگاہ کی وسعتوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ ہمیں ایک میدان میں لے جا کر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ سیاہ فام وحشی ہمارے اردگرد بکھرے ہوئے تھے' نیزہ بردار' قوی ہیکل وحشی جا بجا کھڑے ہمارے گرد پہرہ دے رہے تھے۔ دیر تک ہم وہاں کھڑے رہے پھر اچانک بلندیوں سے نقارے بجنے کی آوازیں ابھریں اور وحشی مستعد ہو

گئے۔ بہت دور کچھ گھوڑے اس طرف چلے آ رہے تھے۔ ان پر موجود سوار بڑی شان سے اکڑے ہوئے بیٹھے تھے کچھ دیر کے بعد یہ فاصلہ طے ہو گیا اور میں نے رابینا کو دیکھا۔ اس کے بدن پر چمکدار پروں کا لباس تھا۔ سر کے بال سنہرے اور ٹخنوں تک لٹکے ہوئے تھے۔ رنگت تانبے کی طرح سرخ اور سلگتی ہوئی تھی اور خد و خال میں ایک دل موہ لینے والی جاذبیت تھی۔ آنکھیں بھوری اور بے پناہ چمکدار تھیں بدن کے کھلے ہوئے حصوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بے حد سڈول اور ورزشی بدن کی مالک ہے۔ پروفیسر حق نے کسی کی طرف دیکھے بغیر بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

"میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ خالص افریقی نہیں ہے۔"

"دوغلی نسل...." پروفیسر حق نے پھر اسی انداز میں کہا۔

رابینا کے آگے اس کے بدصورت اور بدہیئت جادوگر تھے جنھوں نے گھوڑوں سے اتر کر ایک قطار بنا لی۔ رابینا چمکدار آنکھوں سے آنے والوں کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے مجھے دیکھا' اور اس کی نگاہیں مجھ پر گڑی رہیں۔ یوں لگا جیسے وہ کچھ لمحوں کے لئے سحر زدہ ہو گئی ہو۔ میری آنکھیں بھی اس پر گڑی ہوئی تھیں۔ چند لمحے ہم اسی طرح ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر وہ سنبھل گئی اور اس نے گھوڑا آگے بڑھایا۔

اچانک مکاؤیا آگے بڑھا۔ اس نے اپنا کلہاڑا نیچے رکھا اور سجدہ ریز ہو گیا۔ رابینا نے گھوڑے کو آہستہ آہستہ آگے بڑھا کر پوری قطار کا جائزہ لیا' پھر بولی۔

"مکاؤیا.... سمبوریہ کے مکاؤیا.... کیسے آیا ہے یہاں؟"

"یٹالیہ کی ملکہ..... سمبوریہ کو تیرے تحفظ میں دینے' خود کو تیرا غلام بنانے۔"

"تو کیا تو سمبوریہ کو یٹالیہ کے زیر نگیں دینا چاہتا ہے؟"

"اور ایسا کر کے خود کو خوش بخت سمجھوں گا۔"

"مگر پہلے تو اس سے انکار کر دیا تھا تو نے۔"

"جن لوگوں نے مجھے اس بہتر کام سے روکا تھا میں نے انہیں قتل کر دیا۔ وہ بھٹکانے والے تھے۔"

"تو نے بہتر فیصلہ کیا اور بر وقت کیا.... ورنہ تجھے بہت جلد اس انکار کا مزا چکھنا پڑتا۔"

"سمبوریہ تیری پناہ چاہتا ہے۔"

"ہم نے تجھے اپنی پناہ میں لیا اور اب سمبوریہ خوشحال ہو گا ان کی طرح جو ہمارے اطاعت گزار ہیں۔"

"رابینا عظیم ہے۔" مکاؤیا نے کہا۔

"تیرے ساتھ یہ اجنبی چہرے والے کون ہیں؟"

"بو آنا.... اور اس کے مہمان....!"

"بڑی عقل والا تیرے ساتھ کیسے....؟" رابینا اب پھر میرے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی اس کی پرشوق نگاہیں میرا بدستور جائزہ لے رہی تھیں۔

"غلطی ہماری تھی' بو آنا مولبوں کے ساتھ نہیں تھا وہ تو ہمارا ساتھی اور ہمدرد ہے۔"

"بو آنا اور اجنبی اب ہمارے مہمان ہیں' رکشارا معزز مہمانوں کو عزت کی جگہ لے جاؤ۔" ایک سیاہ فام نے گردن خم کی اور ہمارے سامنے آ کر بولا۔

"تم لوگ ادھر آ جاؤ...."

"کام بن گیا۔" پنڈت رائے نے آہستہ سے کہا۔ پھر ہم رکشارا کی تحویل میں چلے گئے اور رابینا' سمبوریہ کے سردار سے مذاکرات کرتی رہی۔ ہمارے لئے گھوڑے آ گئے اور ہمیں ان پر بٹھا کر اس طرف لے جایا گیا جہاں سے رابینا آئی تھی۔ بعد میں ہم لمبا سفر طے کر کے رابینا کی بستی میں پہنچ گئے جو بہت خوبصورت تھی۔ ہمارے قیام کے لئے خاص اہتمام کیا گیا' وسیع و عریض غار میں آسائشوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔

یہاں پہنچ کر پروفیسر حق نے کہا۔ "قدرت رہنمائی کر رہی ہے ماہر اس کی نگاہ تم پر ہے' یہ کام احتیاط سے کرنا اس وقت کامیابی تمہارے طرز عمل پر ہے' کسی بھی مشکل میں اگر تم اسے برگشتہ کر دیتے ہو تو پھر کام آسان نہ ہو گا۔"

"وہ مجھے عجیب نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔" میں نے کہا۔

"یہ شکر ہے کہ وہ عورت ہے اگر وہ مرد ہوتی تو ہمارا کام مشکل ترین ہوتا لیکن یہ ناقص العقل اسی طرح مار کھاتی ہے اور یہ ضروری بھی ہے۔"

"مجھے کیا کرنا چاہئے....؟"

"اس کی پذیرائی..... اسے خوش کرنے سے کام میں آسانی ہو گی' پلیز اب تمہارے طرز عمل پر ہی ہماری زندگیوں کا دارو مدار ہے۔" ڈوم اس سلسلے میں سب سے بہتر اور راز دار تھا میں نے اس سے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا۔

"میں وہ کہنے سے ہمیشہ گریز کرتا ہوں آقا جو تمہارے منہ سے نہ نکلے' لیکن ہمیں یہ خیال رکھنا ہے کہ ہیا اس کے پاس ہے اور ہمیں ہیا کو اس سے حاصل کرنا ہے۔"

"میں سمجھ گیا...." میں نے جواب دیا۔

"رکشارا بہت سمجھدار غلام تھا' اس نے ہماری پذیرائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ دو راتیں اور ایک دن ہم نے بڑے صبر سے گزارا تھا ہم یہاں کی باتیں کرتے رہتے تھے' تیسری شام جادوگروں کا ایک ٹولہ ہماری رہائش گاہ پر آیا' مکروہ شکل کے جادوگروں کی سربراہی ایک بوڑھا جادوگر کر رہا تھا' جس نے جنگلی جانوروں کی طرح مجھے ٹٹول ٹٹول کر دیکھا پھر عقب میں اشارہ کر کے بولا۔

"عزت کا نشان لے آؤ۔"

حسین اور نوجوان لڑکیوں کا ایک غول اندر آ گیا درمیان میں ایک خوبصورت لڑکی ہاتھ میں سنہری تھال لئے کھڑے تھی۔ تھال کے بیچوں بیچ ایک لوہے کا ٹکڑا رکھا ہوا تھا جسے بوڑھے جادوگر نے اٹھایا اور میرے ہاتھ میں پہنا دیا.... پھر بلند آواز میں بولا۔

"پہاڑوں میں آنے والے اجنبی' عظیم رابینا نے تجھے پسند کیا اور اس کے لئے ہم نے تجھے.... سو اب تو ممتاز ہے پورے قبیلے کے مردوں سے اور تجھے ہمارے ساتھ دوسری جگہ چلنا ہے۔ ہم تیرا پہلا حکم سننا چاہتے ہیں۔"

میں نے ایک لمحے سوچا پھر بولا۔ "سمبوری سردار کہاں ہے۔"

"وہ برکتیں لے کر چلا گیا...."

"میرا پہلا حکم یہ ہے کہ میرے ساتھ جو لوگ ہیں انہیں عزت و احترام کے ساتھ یہاں رکھا جائے۔"

"تعمیل ہو گی' خیال رکھا جائے گا۔" بوڑھے نے حکم دیا' پھر مجھ سے بولا۔ "ہمارے ساتھ چلو نرم بھوان اب تم ہمارے ہو۔" میں خاموشی سے اس گروہ کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اپنے ساتھیوں' خاص طور سے ڈوم کو چھوڑتے ہوئے مجھے عجیب سا احساس ہوا تھا۔ یہ احساس کہ اب مجھے تنہا ہر فیصلہ کرنا ہو گا جبکہ میں اس کا عادی نہیں تھا' لیکن پھر میں نے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کی اور فیصلہ کیا کہ اب اپنی عقل سے کام لے کر تمام فیصلے خود کروں گا۔ خود پر مکمل اعتماد کروں گا۔

جادوگروں کا یہ گروہ مجھے ساتھ لے کر خاموشی سے چل پڑا' پھر ایک بلند پہاڑی پر بنے وسیع و عریض غار میں مجھے لے جایا گیا' یہاں بہت سی لڑکیاں خادماؤں کی شکل میں موجود تھیں وہ میری خدمت گزاری پر مامور ہو گئیں' یہاں مجھے کوئی.... تکلیف نہیں ہوئی تھی۔ آدھی رات کے قریب تمام لڑکیاں مجھے چھوڑ کر چلی گئیں اور میں اپنے بستر پر دراز ہو کر آنے والے وقت کے بارے میں سوچنے لگا۔ یہ سب نہایت واہیات تھا اور میں اس سے کراہت محسوس کر رہا تھا' مجھے ان فضولیات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن حالات مجبور کر رہے تھے' سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ سارے مراحل کیسے طے کروں' اس وقت بھی آنکھوں میں نیند نہیں تھی اور دل چاہ رہا تھا کہ یہاں سے نکلوں اور ہیا کو تلاش کروں' لیکن کوئی ایسا عمل نہیں کرنا چاہتا تھا جو اس امید کو کم کر دے۔

دفعتاً غار میں آہٹ سی محسوس ہوئی اور میں نے چونک کر گردن گھمائی۔ سب سے مکروہ شخص کو میں نے پہچان لیا جو ہونٹوں پر انگلی رکھے خاموش کھڑا تھا۔ میں حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھتا رہا' تب وہ میرے قریب آ گیا۔

"مجھے سب معلوم ہے....."

"تم .... یہاں.... بورٹونوٹا....!؟"

"میں کہاں نہیں ہوتا' پھر یہ تو میری بستی ہے۔"

"کیسے آئے...؟"

"میں لمحہ لمحہ تمہاری مدد کے لئے تمہارے ساتھ ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا...."

"تمہاری پذیرائی میری توقع سے زیادہ ہوئی ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ تمہیں پسند کرے گی' تم اس کے قریب ہو جاؤ گے اور اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرو.... لیکن تمہاری سائنٹفک اپروچ نے اسے دوسرے راستے پر ڈال دیا.... اب وہ تمہیں مستقل طور پر اپنے لئے حاصل کرنا چاہتی ہے...."

"تو مجھے کیا کرنا چاہئے....؟"

"ایسا کبھی نہ ہونے دینا...."

"کیا مطلب....؟"

"اگر تم نے اسے بطور بیوی قبول کر لیا تو پھر کبھی اس کے جال سے نہیں نکل سکو گے۔"

"کیوں....؟"

"جادوگر تمہارے گرد تحفظ کا حصار بنا دیں گے اور ان کی یہ حماقت تمہیں اس کا محکوم بنا دے گی۔"

"مجھے وہ ترکیب بتاؤ جس سے میں ہیا کو حاصل کر سکوں' باقی مجھے کچھ نہیں چاہئے۔"

"تم بھول رہے ہو کہ تمہیں میرا کام کرنا ہے۔"

"مجھے یاد ہے...."

"اس کے بغیر تم یہاں سے نکلنے کا تصور بھی نہ کرنا۔"

"ایک طرف تم کہتے ہو کہ میں اس کی خواہشات پر عمل نہ کروں.... دوسری طرف یہ کہہ رہے ہو۔"

"سنو.... جو کچھ وہ چاہتی ہے اس کے لئے ابھی وقت لگے گا.... جادوگر تمہیں اس کے قابل بنانے کے لئے طرح طرح کے جتن کریں گے لیکن میں تمہیں وہ بتاتا رہوں گا جو تمہیں اس سے بچا سکے گا۔ یہ کڑا جو تمہارے داہنے ہاتھ میں ڈالا گیا ہی اس کی اطاعت کے لئے ہے' تمہیں جب بھی تنہائی حاصل ہو تم اسے بائیں ہاتھ میں منتقل کر لیا کرو۔ اسے اس کا اندازہ نہیں ہونا چاہئے جو کچھ ہو گیا ہے وہ میرے حق میں بہت بہتر ہے اور تمہارے لئے بھی۔"

"وہ کیسے....؟"

"پہلے یہ مشکل تھی کہ میں اس کی تم سے قربت کا تعین نہیں کر سکتا تھا اور تمہاری

صلاحیتوں سے کام لینے کے لئے مجھے فیصلے کرنے ہوتے کہ تم کونسی ترکیب سے اس کے زیادہ قریب رہ سکتے ہو۔ اب یہ کام خودبخود ہو گیا اور زیادہ موثر طریقے سے ہوا.... یعنی وہ تمہاری محبت میں گرفتار ہو گئی اور تمہیں اپنانے پر آمادہ ہو گئی۔ میرے حق میں تو یہ بہتر ہوا کہ میرا کام آسان ہو گیا' لیکن تمہارے لئے مضر ہے کہ تم اس کے جال میں پھنسے تو دوبارہ نہیں نکل سکو گے۔"

"کیا تم بہت زیادہ نہیں بولتے....؟" میں نے اس کی بکواس سے اکتا کر کہا۔

"کیا مطلب....؟" وہ حیرت سے بولا۔

"مجھے صرف یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں....؟" میں نے کہا اور اس نے گردن جھکا لی چند لمحے سوچتا رہا' پھر بولا۔

"تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہر اس کام کے الٹ جو تم سے کروایا جائے' لیکن تنہائی میں۔"

"ٹھیک ہے' میں کوشش کروں گا۔"

"ایک اور بھی ہدایت ہے تمہیں...."

"ہاں بتاؤ...."

"میرا احترام کرو.... یہ تمہاری بقا کے لئے ضروری ہے اس لہجے میں مجھ سے مخاطب نہ ہونا جس میں ابھی تم نے مجھ سے بات کی ہے' بس مجھے اور کچھ نہیں کہنا۔"

میرے دماغ میں سناٹا آ گیا۔ اور اس کا میرے سامنے سے چلے جانا ہی بہتر ہوا ورنہ تاریخ ہی الٹ جاتی نہ جانے میں اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا اور نہ جانے اس کا انجام کیا ہوتا' لیکن اس کا جانا بہتر ہوا۔ میں غصے سے ہونٹ چباتا رہ گیا' پھر میں نے دل میں سوچا کہ میری بقا کے لئے تیرا احترام ضروری ہے بورٹونوٹا لیکن تو اپنی بقا کا خیال کرتا تو زیادہ بہتر تھا۔ جو اب مشکل ہے' تاہم ہیا کے حصول کے لئے میں نے خود کو بدل لیا ہے' لیکن شاید اس وقت تک جب تک ہیا مجھے حاصل نہیں ہو جاتا...."

بورٹونوٹا کے الفاظ سے جو گھٹن اور جو احساس میرے دل میں پیدا ہو گیا تھا اس کی تپش کم ہو گئی۔ میں نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال لیا پھر مجھے اس کے الفاظ کا خیال آیا اور میں ان پر غور کرنے لگا۔ رابینا بے شک حسین تھی لیکن اس کے حسن نے میرے دل میں کوئی گداز نہیں پیدا کیا تھا۔ میں نے اسے سرسری نظروں سے دیکھا تھا اس کے بعد جو کچھ ہوا تھا وہ ان لوگوں کی اختراع اور کارروائی تھی میری دلچسپی صرف اتنی تھی کہ رابینا سے ہیا کے بارے میں معلوم کروں' اس کا مطیع ہونا میرے تصور سے بھی باہر تھا اور اس کا جادو کسی طور مجھ پر نہیں چلنا چاہئے تھا۔

میں نے بورٹونوٹا کی ہدایت کے مطابق کڑا داہنے ہاتھ سے نکال کر بائیں ہاتھ میں پہن لیا اور پھر ان بے وقوفوں کے خیالات پر مسکرانے لگا۔ پھر نہ جانے کب تک میں جاگتا رہا تھا

اس کے بعد نیند آ گئی۔

دوسری صبح خوشگوار ہواؤں کے جھونکوں کے ساتھ نمودار ہوئی اور نغمگیں قہقہوں نے مجھے خوش آمدید کہا۔ چھ سات لڑکیوں کا غول میرے اردگرد موجود تھا اور وہ نہ جانے کب سے میرے چاروں طرف کھڑی مجھے دیکھ رہی تھیں۔ پھر ان میں سے ایک شوخ سی لڑکی نے آگے بڑھ کر کہا۔

"اٹھو پہاڑوں کے شہنشاہ' خادمائیں تمہاری تزئین کے لئے حاضر ہیں۔"

"کیا چاہتی ہو تم....؟" میں نے اٹھ کر پوچھا۔

"تمہیں غسل کرانا.... خوشبوؤں میں بسانا....کہ جس کے منظور نظر ہو وہ خوشبو کی پرستار ہے۔" وہی شوخ لڑکی بولی۔

"یہ جو کچھ تم یہاں لائی ہو اسے اس جگہ رکھ دو' میں ان فضولیات سے دلچسپی نہیں رکھتا۔ فوراً یہاں سے واپس چلی جاؤ۔"

لڑکیوں نے حیرت سے مجھے دیکھا۔ ان کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے۔

پھر اچانک ہی اس شوخ لڑکی کی نگاہ میرے بائیں ہاتھ میں پڑے ہوئے کڑے پر پڑی اور اس کے حلق سے تیز چیخ نکلی۔ اس نے دوسری لڑکیوں کو اس جانب متوجہ کیا اور وہ سب ہاتھوں میں لائی ہوئی چیزیں پھینک کر الٹے پاؤں واپس لوٹ گئیں لیکن میں یہ اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ انہوں نے ایسی کیا چیز مجھ میں دیکھی ہے جس نے اچانک ہی ان کی حالت بدل دی اور ان کی شوخی کافور ہو گئی۔ میں زمین پر پڑی ہوئی چیزوں کو دیکھنے لگا اس وقت مجھے اس کڑے کا خیال نہیں آیا تھا جو میرے ہاتھ میں غلط طریقے سے پڑا ہوا تھا' میں نے ان پر لعنت بھیجی اور سوچنے لگا کہ ان کا تو تعلق ہی اس غیر مہذب اور بے تکی جگہ سے ہے جس کے متعلق حتمی طور پر کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا نہ ہی مجھے بورٹونوٹا کی ہدایت یاد رہی تھی۔ میں انہی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ اچانک ہی باہر سے شور کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ان میں غراہٹیں بھی شامل تھیں اور وحشت خیزی بھی۔ پھر جادوگروں کا ٹولہ اندر گھس آیا اور عجیب و غریب حرکات کرتے انہوں نے میرے گرد حلقہ بنا لیا تھا اور وہی بد نما جادوگر جو شاید ان لوگوں میں بڑی نمایاں حیثیت کا مالک تھا میرے قریب آ کر مجھے دیکھنے لگا اس نے میرے بائیں ہاتھ میں پڑے ہوئے کڑے کو دیکھا اور اس کی آنکھیں خونی کبوتر کی مانند سرخ ہو گئیں۔ اس نے غرا کر کہا۔

"یہ نفرت کا پجاری ہے اسے قید کر لو اسے جکڑ لو۔ اس نے رابینا سے نفرت کا اظہار کیا ہے' یہ رابینا کا دشمن ہے' دشمن کو گرفتار کر لو۔"

دور کھڑے ہوئے جادوگروں نے ہاتھ فضا میں بلند کئے اور اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی انسان اور جانوروں کے اعضاء کی ہڈیاں بلند کیں اور اس کے بعد شور مچانے لگے۔ اب -

احساس ہوا تھا کہ بورٹونوٹا کی ہدایت کے برعکس وہ کڑا میں نے بائیں ہاتھ میں منتقل تو کر لیا لیکن اسے دوبارہ دائیں ہاتھ میں پہننا بھول گیا تھا۔ پھر اچانک ہی چاروں طرف سے مجھ پر انسانوں کی یلغار ہو گئی۔ جادوگروں نے منتر پڑھ کر میری طرف ہاتھ جھٹکے اور اس وقت میں حیران رہ گیا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ نادیدہ رسیاں میرے جسم کے گرد لپٹتی جا رہی ہوں۔ میرے دونوں پاؤں ان رسیوں میں جکڑ گئے تھے وہ مضبوط اور لچک دار تھیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ مجھے نظر بھی نہیں آ رہی تھیں' میں سینے تک رسیوں میں بندھ گیا اور بالکل ہی بے بس ہو گیا۔ جادوگر غیظ و غضب کا اظہار کر رہے تھے میری زبان بھی گنگ تھی انہیں حقیقت بتانے سے قاصر رہا تھا۔ پھر لاتعداد انسان اندر گھس آئے' کچھ جادوگر باہر نکل گئے تھے اور یقیناً انہوں نے ہی انہیں یہاں بھیجا تھا وہ سب مجھ سے نفرت کا اظہار کر رہے تھے اور اس کے بعد وہ مجھے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے رہائش گاہ سے باہر نکال لائے۔ یہ فیصلہ انہوں نے ازخود کر لیا تھا کہ میرے ساتھ انہوں نے کیا سلوک کرنا ہے۔ میں اس طرح بے بس ہو گیا تھا کہ زندگی میں کبھی میں نے ایسی بے بسی محسوس نہیں کی تھی۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میرے قریب جو بھی آئے' میں اسے اپنے دانتوں سے ادھیڑ کر پھینک دوں۔ میرے حلق سے غصے کی پھنکاریں نکل رہی تھیں اور میں اپنی ہر جدوجہد میں ناکام رہا تھا۔

ان لوگوں نے مجھے ایک اسٹریچر نما چیز پر ڈال دیا تھا جو بانسوں سے بنائی گئی تھی اور اس کے بعد وہ مجھے لے کر چل پڑے۔ میں غم و غصہ سے دیوانہ ہو رہا تھا' لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی جادو کی رسیوں سے پیچھا چھڑانا مشکل لگ رہا تھا سب سے زیادہ دکھ مجھے اس بات پر تھا کہ میں بے بس ہو گیا ہوں۔ بہرحال وہ لوگ مجھے لے کر چلتے رہے اور نجانے کتنا فاصلہ طے کرنے کے بعد مجھے ایک اور غار میں لایا گیا اور پھر اس غار میں انہوں نے مجھے بڑی بے دردی سے کھردری زمین پر ڈال دیا۔ بڑے جادوگر نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اے بدنصیب تو کچھ لمحے بھی اپنی خوش نصیبی کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکا۔ تو نہیں جانتا کہ رابینا سے نفرت کا اظہار کیا معنی رکھتا ہے' افسوس' افسوس' تیری خوش نصیبی تیرے قریب سے آ کر گزر گئی' لعنت ہو تجھ پر۔"

"میرے قریب آ کر یہ الفاظ کہہ اور میرے ہاتھ کھول دے۔ بوڑھے کتے' تب میں تجھے بتاؤں کہ میری بدبختی میرے قریب آئی تھی یا تیری۔" میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا اور جادوگر نے بوکھلائی ہوئی نگاہوں سے قریب موجود لوگوں کو دیکھا پھر اس نے غصے سے ہونٹ چبائے اور کہنے لگا۔

"اگر تو رابینا کا منظور نظر نہ ہوتا اور مجھے یہ حق حاصل ہوتا کہ اپنی توہین کا انتقام تجھ سے لوں تو دیکھتا کہ تیرے جسم کو حشرات الارض بھی قبول نہ کرتے' آؤ۔ اور اس کے گرد

پہرا دو' خبردار یہ کسی طور راہ فرار نہ اختیار کر سکے۔" بوڑھے جادوگر نے کہا۔

حالات ایک دم بگڑ گئے تھے۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو میں نے خود پر غور کیا۔ یہ تو بہتر نہ ہوا اور میں منزل کی قریب پہنچ کر منزل کھو بیٹھا' دوہری کیفیت کا شکار تھا' ایک طرف خود پر غصہ آ رہا تھا کہ آخر وہی حماقت کر بیٹھا جس کی توقع کی جا رہی تھی اور بہت بار خدشات کا اظہار کیا گیا تھا لیکن اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا' سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں' مجھے خوف تھا کہ میرے اس عمل کا نتیجہ ڈوم' پروفیسر حق اور پنڈت رائے کے حق میں بھی بہتر نہیں رہے گا۔ پتہ نہیں یہ لوگ ان کے ساتھ کیا سلوک کریں لیکن اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔ میں نے اپنی کلائی پر پڑے ہوئے اس منحوس کڑے کو دیکھا' ذرا سی لغزش سے کھیل اس طرح بگڑ گیا تھا اور اس کا محرک وہی بدنما شخص وہی قابل نفرت بورٹونوٹا تھا جس کا اس وقت کوئی پتہ نہیں تھا' آہ' کیا حماقت ہوئی ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ میرے قرب و جوار میں جو آوازیں ابھر رہی ہیں وہ پہرہ دینے والے ان وحشیوں کی ہیں جو میرے اردگرد پھیلے ہوئے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ پھر میں نے ان نادیدہ رسیوں کو ٹٹول کر دیکھا۔ یہ کم بخت جادو کی بندشیں ہیں' مجھے کیا کرنا چاہئے۔ بہرحال یہ صبح ہی منحوس تھی اور میں نے ان منحوس لڑکیوں کے چہرے دیکھے تھے جو دیکھنے میں تو خوشنما تھیں لیکن صبح ہی صبح ان کی صورت دیکھنے کے بعد مجھ پر جو عتاب نازل ہوا تھا وہ یہ احساس دلاتا تھا کہ ان سے زیادہ منحوس اور کوئی نہیں ہو سکتا' سارا دن بھوکا پیاسا گزر گیا پھر شام کے جھٹپٹے غار میں تاریکی پھیلانے لگے اور میری قوت برداشت جواب دینے لگی تو میں نے ان رسیوں پر زور لگایا میں سنے اپنے بدن کی پوری قوت صرف کر کے ان رسیوں کو ڈھیلا کرنے کی کوشش کی اور اس کے بعد گردن جھکا کر اپنے دانتوں کی مدد سے انہیں کاٹنے لگا اور چند ہی لمحوں میں مجھے احساس ہوا کہ جہاں تک میرے دانتوں کی پہنچ ہے ان رسیوں کو میں نے باآسانی کاٹ لیا ہے اور اس کے بعد میری ہمت بڑھ گئی اور میں نے آہستہ آہستہ اپنے بدن کو اس انداز میں جنبش دینی شروع کر دی کہ رسیاں ڈھیلی سے ڈھیلی ہوتی چلی جائیں' ہاتھوں کو آزاد کراتا تھا اور جب ہاتھ آزاد ہوئے تو تقریباً تمام ہی رسیاں کھل گئیں اس کے بعد بھلا کیا امکان تھا کہ یہ رسیاں میرے جسم سے بندھی رہتیں میں نے اپنے آپ کو آزاد کرا لیا تھا لیکن بھوک اور پیاس بدن پر اثر انداز ہو رہے تھے' غصے کی شدت ذہن اڑائے دے رہی تھی۔ تب میں نے دل میں سوچا کہ یہ غصہ میرے لئے سم قاتل ہی ثابت ہو سکتا ہے اپنے آپ کو سنبھالوں اور یہاں سے نکلنے کی کوشش کروں۔ بہرحال بہت دیر تک خاموشی سے بیٹھ کر انتظار کیا اور رات گہری ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد غار میں کوئی واپس نہیں آیا تھا۔ جب خوب رات گہری ہو گئی تو میں نے اٹھ کر غار کے دہانے سے باہر کا منظر دیکھا۔ باہر موت کا سا سناٹا طاری تھا' جنگلی جانوروں اور

جھینگروں کی آوازوں کے سوا کوئی آواز نہیں آ رہی تھی' نا ہی پہریداروں کے جسموں اور سانسوں کی آوازیں تھیں۔ یہ بات تو خیر طے تھی کہ پہریدار موجود ہیں کیونکہ میں سارا دن ان کی نقل و حرکت کا احساس کرتا رہا تھا۔ لیکن اب شاید وہ گہری نیند سو گئے تھے کیونکہ اندھیرا بہت گہرا تھا اور وہ کم بخت خود سیاہی کی اولاد تھے اس لئے وہ مجھے نظر نہیں آ رہے تھے۔ لیکن اگر وہ جاگ رہے ہوتے تو مجھے تھوڑا بہت اندازہ ضرور ہو جاتا۔ پھر میں نے آہستہ آہستہ باہر کی جانب دیکھا باہر کوئی حرکت نہیں ہوئی پھر رات کی تاریکی میں نگاہوں کے دیکھنے کے عادی ہونے کے بعد میں نے ان پہریداروں کو دیکھا جو زمین پر دراز تھے ان کے نیزے ان کے سینے پر رکھے ہوئے تھے گویا وہ گہری نیند سو گئے تھے اب اس کے بعد مزید انتظار کرنا فضول تھا' میں سانس روک کر غار کے دہانے سے باہر آ گیا اور حتی الامکان اپنے قدموں کی آہٹ پیدا کئے بغیر آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگا' لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ باہر پہریدار کہاں کہاں موجود ہیں اور ان کے کالے جسم زمین سے کس طرح ہم آہنگ ہو گئے تھے پھر میرا ایک قدم آگے بڑھا اور میں مذمین پر پڑے ہوئے ایک سیاہ فام کے بدن سے ٹکرا گیا۔ میں گرتے گرتے بچا تھا اور وہ سیاہ فام ایک دم جاگ گیا تھا' لیکن اس وقت میری کیفیت بالکل مختلف تھی اسے سنبھلنے کا موقع دینا اپنے لئے مصیبتیں کریدنے کے مترادف تھا۔ وہ صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اٹھنا ہی چاہتا تھا کہ میں نے اس کے سینے پر پاؤں رکھ دیا اور پھر اتنی زور سے اس کے بدن کو مسلا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ میں نے اسے چیخنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ البتہ اس کا جسم بری طرح تڑپ رہا تھا اور اس کا تڑپتا ہوا جسم ہی کسی اور پہریدار کے جسم سے چھو گیا وہ ہڑبڑا کر اٹھ گیا اور اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھا لیکن میں تیزی کے ساتھ دوڑنے لگا تھا۔ عقب سے شور کی آواز ابھری اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہاں موجود پہریدار جاگ گئے ہیں' میں نے کسی سمت کا تعین نہیں کیا تھا اندازہ نہیں تھا کہ کدھر جانا ہے لیکن وہ دوڑے چلے آ رہے تھے' میں نے گردن گھما کر دیکھا ان کی تعداد تین یا چار کے قریب تھی' پھر میں نے یہی سوچا کہ ان کا شور ہر حالت میں ختم ہونا چاہئے اگر بستی تک یہ آواز پہنچ گئی تو بے شمار افراد یہاں آ جائیں گے اور اس کے بعد میرے لئے چھپنا مشکل ہو گا۔ چنانچہ میں رک گیا۔ دوڑنے والے آن کی آن میں میرے نزدیک پہنچ گئے تھے' ان کے ہاتھ میں نیزے تھے لیکن انہوں نے فوراً ہی مجھ پر حملہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ میرے گرد چکر لگانے لگے تھے اور میں دوسرا ہی ارادہ رکھتا تھا۔ چنانچہ اچانک ہی میں نے ان میں سے ایک پر چھلانگ لگائی اور اسے رگیدتا ہوا آگے لے گیا۔ پھر میں نے اسے گردن سے پکڑ کر سر سے بلند کیا اور چٹان سے دے مارا۔ دوسرے افراد نے اپنے ساتھی کا یہ حشر دیکھ کر مجھ پر حملہ کرنے میں دیر نہیں کی تھی' لیکن میں نے ان کے نیزے پکڑ لئے اور زوردار جھٹکوں سے انہیں کھینچ لیا۔ پھر میرے دونوں ہاتھوں میں

پکڑے ہوئے نیزے ان کے سینوں میں پیوست ہو گئے' چوتھا بھی تھا اور اس چوتھے کو میں نے پہلے کی مانند گردن سے پکڑ لیا اور پوری قوت سے اس کی گردن دبا دی پھر اُسے گردن ہی سے پکڑ کر زمین پر مارا اور اس کے سینے پر زور دار ٹھوکر رسید کر دی' وہ ایک لمحے میں سرد ہو گیا تھا۔ اب آس پاس کوئی نہیں تھا اور میں یہ جائزہ لے رہا تھا کہ بستی کا رخ کون سی سمت ہے اور میں نے فوراً ہی یہ اندازہ لگا لیا کیونکہ بستی کی بعض جگہوں پر روشنی نظر آ رہی تھی جبکہ دوسری سمت اندھیرا تھا اور ادھر شاید گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا چنانچہ میں نے ان میں سے ایک کا نیزہ ہاتھ میں اٹھایا اور جنگل کی سمت دوڑنا شروع کر دیا میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ یہ اندھیرا تھا اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سے کس طرح چھٹکارا حاصل کیا جائے لیکن بھلا ایسا کیسے ممکن تھا۔ گھنے درختوں کے نیچے پہنچ کر میں نے پناہ لی اور پھر یہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ حالانکہ ذہنی طور پر میں کسی سے بہت زیادہ متاثر نہیں تھا۔ اس سے پہلے بھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑتا چلا آیا تھا لیکن اب کچھ خیال دامن گیر ہو گئے تھے جن میں پہلا خیال یہ تھا کہ اس طرح میں اپنی جان بچا کر یہاں سے فرار نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے ہیا تک پہنچنا ہے۔ ڈوم' پروفیسر حق اور پنڈت رائے وغیرہ کا بھی خیال دل میں تھا ان لوگوں کو بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے لیکن جو کچھ ہو گیا ہے اس کے لئے کیا تدبیر کی جائے' کس طرح ایسا کروں کہ میری یہ کیفیت ختم ہو جائے۔ پھر نجانے کیوں مجھے اس کڑے کا خیال آیا اور سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا کہ کڑا بائیں ہاتھ سے نکال کر دائیں ہاتھ میں پہن لیا۔ اب تک یہ بات ذہن میں نہیں آئی تھی لیکن اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر ہونی چاہئے جس سے میں اس مشکل سے نکل سکوں اور پھر تدبیر میرے ذہن میں آ گئی اب اس قدر بھی احمق نہیں تھا کہ صورت حال کیلئے مجبور ہو کر اپنے طور پر کوئی مناسب فیصلہ نہ کر سکتا۔ کافی دیر تک میں اسی طرح کھڑا رہا۔ بہت سے خیالات دل میں آ رہے تھے۔ عقل بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔ اگر میں بستی میں داخل ہو کر لوگوں کو بتاؤں کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے تو شاید کوئی یقین نہ کرے۔ جادوگروں کا احترام میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ لوگ کبھی یقین نہیں کریں گے۔ رات کی اس تاریکی میں اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں تلاش کر سکتا تھا اور کسے معلوم کہ میرے اس جرم کے بعد میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہو۔

بہرحال ایک جگہ ساکت ہو کر تقدیر کے فیصلوں کا انتظار میری سرشت نہیں تھی ان جنگلوں میں اپنے لئے پناہ گاہ تلاش کرنی چاہئے کوئی ایسی جگہ جہاں پوشیدہ رہ کر میں آنے والے وقت کا انتظار کر سکوں۔ یہاں سے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔ پھر وہاں سے چل پڑا۔ اب رات کی تاریکی میرے لئے بے اثر ہو چکی تھی۔ دیکھ سکتا تھا سن سکتا تھا درندوں کی آوازیں' سانپوں کی پھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔ پیروں کے نیچے جھاڑ جھنکاڑ آ رہے تھے

کئی بار درندوں کی چمکدار آنکھیں بالکل قریب نظر آئیں۔ ایک بار تو عجیب ہی واقعہ ہوا۔ میں انسانی قد سے اونچی جھاڑی سے باہر نکلا تو ایک شیر کو بالکل سامنے پایا۔ وہ جھاڑیوں میں آواز سن کر چوکنا ہو گیا تھا میں اسے دیکھ کر رک گیا تھا میرا خیال تھا کہ شیر اب مجھ پر حملہ کر دے گا۔ لیکن اس وقت میں حیران رہ گیا جب شیر مجھے دیکھ کر اس طرح مطمئن ہو گیا جیسے اپنے کسی ہم جنس کو دیکھا ہو۔ مجھے اس کی وجہ یاد آ گئی۔ ایک بار سیاہ چیتوں کے ایک جوڑے نے بھی مجھے اسی طرح نظرانداز کیا تھا میرے بارے میں یہ تجزیہ کیا گیا تھا کہ چونکہ مجھے کچھ وحشی درندوں نے پالا ہے میری سرشت بھی ان جیسی ہے ممکن ہے میرے بدن میں بھی ابھی ان کی خوشبو رچی ہو۔ اور یہ خوشبو خوفناک درندوں کو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہو کہ میں انہی کا ہم نسل ہوں شیر لاپرواہی سے ایک طرف بڑھ گیا تھا۔ میں نے سکون کی سانس لی اور وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ پھر زیادہ فاصلہ نہیں طے کیا تھا کہ درختوں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ یہاں دوسری جگہوں کی مانند پہاڑی ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ غالباً مشرقی حصے میں یہ جنگل طوالتیں رکھتا تھا لیکن اس طرف اس کا سلسلہ ختم ہو جاتا تھا یہ شاید وہی پہاڑی دیوار تھی جو دور سے ہمیں نظر آئی تھی۔ میں اس کے دامن کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر ایک بڑی چٹان نے راستہ روک لیا۔ اور میں نے اس چٹان کی آڑ میں رک کر ستانے کا فیصلہ کیا۔ لیکن جونہی میں اس کی آڑ میں پہنچا خوشبو کے ایک جھونکے نے میری پذیرائی کی۔ یہ خوشبو چٹان کے عقب میں چھپے ہوئے ایک رخنے سے آئی تھی۔ قریب جا کر دیکھا تو وہ کوئی معمولی رخنہ نہیں تھا بلکہ کسی غار کا دہانہ تھا وہ بھی چوکور دروازے کی مانند۔ اس میں انسانی ہاتھوں کی کارکردگی نمایاں نظر آتی تھی لیکن یہ خوشبو کیسی ہے۔

میری وحشت انتظار نہ کر سکی اور میں اندر داخل ہو گیا۔ مجھے خود کو سنبھالنا پڑا تھا کیونکہ دوسری طرف ڈھلان تھے۔ میں دم سادھ کر آگے قدم بڑھانے لگا۔ یہ ڈھلان ایک سرنگ کی مانند گہرائیوں میں جا رہی تھے۔ یہاں داخل ہونے کے بعد خوشبو اور تیز ہو گئی تھی بے حد لطیف خوشبو تھی لیکن یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ کہاں سے آ رہی ہے؟ اور آگے کیا ہے؟ کافی دور جا کر مجھے رکنا پڑا یہاں سے یہ سرنگ دو حصوں میں منقسم ہو گئی تھی ایک چٹان نے راستہ دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ میں نے داہنی سمت جانے کا فیصلہ کیا۔ اور آگے بڑھنے لگا خوب کشادہ جگہ تھی اور اس میں چلنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی کوئی دو سو قدم چل کر سرنگ دائیں ہاتھ کو مڑ جاتی تھی۔ اور ادھر مڑتے ہی مجھے روشنی نظر آئی۔ میرے قدم رک گئے۔ روشنی کی موجودگی ظاہر کرتی تھی کہ وہاں انسان موجود ہیں۔ میرے قدموں کی ہلکی سی چاپ مجھے مشکل میں گرفتار کر سکتی ہے۔ پھر اچانک مجھے کچھ نقرئی قہقہے سنائی دیئے۔ نسوانی آوازیں تھیں۔ اور کچھ لڑکیاں آپس میں چہلیں کر رہی تھیں۔ آہ آگے جانا خطرناک ہو گا۔ اس وقت پوشیدہ ہونے کے لئے کوئی جگہ درکار ہے۔ کوئی مناسب

جگہ۔ مزید آگے نہ بڑھنے کا فیصلہ کر کے میں الٹے قدموں وہاں سے واپس چل پڑا۔ اور فاصلہ طے کر کے واپس اس دو شاخے کے پاس آگیا۔ یہ بائیں سمت کے راستے کو اور دیکھ لوں اگر یہاں بھی کوئی ایسی جگہ دستیاب نہ ہوئی تو پھر اس جگہ کو چھوڑ کر کوئی اور پناہ گاہ تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔ پھر یہ فاصلہ بھی طے ہو گیا۔ اور مجھے ہنسی آ گئی۔ بلاوجہ اتنا سفر کیا تھا کیونکہ میں جب اس راستے کے اختتام تم پہنچا تو وہی سرگوشیاں اور قہقہے مجھے دوبارہ سنائی دیئے۔ یہ جڑواں غار تھے اور درمیان میں ایک چھوٹا سا راستہ تھا جس سے گزر کر سرنگ کے اختتام کے دونوں غاروں میں آیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس دوسرے غار میں پرسکون خاموشی چھائی ہوئی تھی یہاں روشنی بھی بہت مدھم تھی اور دوسرے غار کی آوازوں کے سوا اور کوئی آواز نہیں تھی۔

میں ہمت کر کے اندر داخل ہو گیا۔ وسیع پرسکون، پرشکوہ غار تھی جہاں جنگلی بیلوں اور درختوں کے تنوں سے لپٹی ہوئی غیر مانوس اشیاء موجود تھیں اس غار میں تین چھوٹے سوراخ اور موجود تھے جن میں سے ایک سے مدھم روشنی چھن رہی تھی۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اب کچھ بھی ہو یہاں اپنا ٹھکانہ بنائے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ دیکھیں تو سہی اس طرف کیا ہے میں نیزہ سنبھالے دبے قدموں غار کے روشن سوراخ تک پہنچا چند لمحے سن گن لی وہاں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی چنانچہ میں دہانے سے اندر داخل ہو گیا مدھم اور سحر انگیز.... روشنی ان چمکدار پتھروں کی تھی جو دیوار میں نصب تھے۔ اور ایک طرف پتھر سے بنے ہوئے پلیٹ فارم جیسی جگہ پر ایک پنجرہ رکھا ہوا تھا۔ اس پنجرے میں اطلس کا بستر بچھا ہوا تھا اور اس بستر پر..... میں نے اس بستر پر دیکھا۔ اور اچانک یوں لگا جیسے کوئی آتش فشاں پھٹ گیا ہو سورج ٹوٹ گیا ہو۔ پہاڑ فضا میں بلند ہو گئے ہوں۔ میرے ہاتھ سے نیزہ گر پڑا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ دیئے۔ میرے منہ سے کراہ کے انداز میں نکلا۔ "آہ..... آہ..... آہ۔"

آنکھوں کے سامنے دھند پھیل گئی، بینائی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ دل کچھ لمحوں کے لئے دھڑکنوں سے محروم ہو گیا تھا۔ ہر شے تاریک ہو گئی تھی، بس ایک نیگیٹو اس تاریکی میں چمک رہا تھا، بینائی نے جو عکس دماغ پر منتقل کیا تھا وہی شکلیں بدل بدل کر بجلی کی طرح کوند رہا تھا۔ وہ.... وہ جو اطلس کے اس ننھے سے بستر پر، اس خوبصورت پنجرے میں سو رہا تھا.... وہ.... وہ ہیا تھا۔ ہاں وہ میرا ہیا تھا، کیا جو کچھ دیکھا ہے اس پر یقین کر لوں۔ کیا واقعی یقین کر لوں؟ کچھ لمحوں کے لئے سب کچھ بھول گیا تھا۔ ہاتھ سے نیزہ گرا تھا۔ اس کی آواز سے دوسرے غار میں موجود عورتیں بھی ہوشیار ہو سکتی تھیں، یہاں آ سکتی تھیں، مگر کسے پرواہ تھی، جو بھی مزاحم ہو گا وہ جان کھو بیٹھے گا۔ اس وقت کون مدمقابل ہو سکتا ہے، کون راستے میں آ سکتا ہے؟

میں اندھوں کی طرح آنکھیں پھاڑ رہا تھا یہ تاریکی ذہن کی کارستانی تھی۔ ایک جھٹکے نے یہ سب کیا تھا۔ پھر یہ اثرات کم ہونے لگے تھے، لیکن میں نے دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے، کہیں یوں نہ ہو کہ آنکھوں کی دھند چھٹے، میں نے دیکھا..... کچھ نہ ہو۔ یہ پتہ چلے کہ سب وہم تھا۔ وہ ہیا کا خیال تھا۔

"ماہر..." پتلی سی.... باریک سی.... پیاری سی آواز ابھری اور روشنی پھیل گئی۔ سب کچھ نظر آنے لگا۔ وہ پنجرے کی تیلیاں پکڑے کھڑا تھا۔

"ہیا...." میرے حلق سے بھنچی بھنچی آواز نکلی۔

"تم آ گئے ماہر.....!"

"کیا یہ تم ہی ہو ہیا.... میری روح.... میری کائنات...."

"تو اور کون ہو سکتا ہے۔" اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، ایک پراعتماد مسکراہٹ۔

"کیا سچ مچ.... یہ تم ہی ہو....؟" میں نے ہاتھ بڑھا کر پنجرے کی تیلیوں کو پکڑا انہیں چیر کر راستہ بنایا اور ہیا کو احتیاط سے پکڑ لیا۔ پھر اس کو باہر نکال کر اپنے سینے سے لگایا، ہونٹوں سے چوما، آنکھوں سے مس کیا، مجھے لگا جیسے اب تک میرے ہر عضو نے بے چینی، پیاس کے عالم میں زندگی بسر کی، آج جو سکون ملا تھا اس نے مجھ پر بے خودی طاری کر دی تھی۔ پھر میں نے اسے اپنے دل سے چسپاں کر لیا۔ مجھ پر نشہ طاری ہو گیا تھا ہیا نے جنبش نہیں کی تھی۔ بہت دیر اسی طرح گزر گئی۔ پھر اس کی آواز ابھری۔

"میں بس آنکھیں کھولنے والا تھا....."

"ہیا....." میں نے آہستہ سے کہا۔

"تمہارے ہر قدم کا تعین کر رہا تھا میں۔"

"کیسے....؟" میں نے پوچھا۔

"ایسا میں باآسانی کر سکتا ہوں' میرا بہترین مشغلہ تمہیں اپنے خوابوں میں سمیٹ لینا تھا۔"

"خوابوں میں....."

"ہاں.... جب سے میں نے خواب دیکھنے کی قوت حاصل کی اس وقت سے تم میری گرفت میں رہے ہو۔ میں نے تمہیں اس وقت بھی دیکھا جب تم برف زاروں میں سے گزر رہے تھے۔ پھر میں نے تمہیں ہر عالم میں دیکھا۔ اس وقت بھی تم میری نظروں میں تھے جب تم.... بورٹوٹا کے غار میں تھے اور اس وقت بھی جب تم ادھر کا رخ کر رہے تھے اور اب میں، تمہیں خوش آمدید کہنے کے لئے جاگنے والا تھا۔"

"تو نے مجھے فوراً پہچان لیا ہیا....." میں نے کہا۔

"ہاں میں نے تو تمہیں بہت سے روپ میں دیکھا ہے۔"

"آہ' مجھے خوابوں میں دیکھنا نہیں آیا....."

"مجھے علم ہے..... تمہیں موقع ہی نہ ملا....."

"ہاں..... میں نے تمہیں اپنے ذہن میں پکارا تھا۔"

"اور..... میں نے تمہیں جواب دیا تھا۔"

"مگر دوبارہ تو نے ایسا کیوں نہ کیا ہیا.....؟"

"سمبوریئے حملہ آور ہوئے تھے' بزدل مولبے ان کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ پھر پنڈت رائے کے محل پر بھی حملہ ہوا..... اور میں رابینا کے ہاتھ لگ گیا۔"

"پنڈت رائے نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟"

"بہت اچھا..... یوں سمجھو ماہر..... کہ اس نے میری زندگی کا تحفظ کیا..... وہ اچھا انسان ہے...... اس نے مجھے سب کچھ بتایا' اسے بھی تمہاری تلاش تھی۔"

"مگر تو نے یہاں سے مجھے آواز کیوں نہ دی؟"

"کچھ مشکلات تھیں' بعد میں بتاؤں گا۔"

"تو ٹھیک ہے ہیا....."

"ہاں' بالکل ٹھیک ہوں۔"

"آہ' میں نے تجھے بہت تلاش کیا ہے....."

"میں سب کچھ جانتا ہوں۔"

"یہاں سے چلیں.....؟"

"کہاں.....؟" ہیا نے پوچھا۔

"باہر..... ان غاروں سے باہر....."

"نہیں ماہر..... ایسے مناسب نہیں....."

"کیوں..... میں تجھے' پنڈت رائے اور پروفیسر حق کے پاس لے چلوں گا اور پھر ہم یہاں سے واپس چلیں گے۔"

"ضرور چلیں گے' لیکن ایسے نہیں..... رابینا اور اس کا قبیلہ رکاوٹ بنے گا۔"

"میں سب کچھ فنا کر دوں گا..... تجھے اب مجھ سے کون جدا کر سکتا ہے۔" میں نے طیش میں کہا۔

"ایسے نہیں ماہر..... اس کے لئے ہم دوسرا طریقہ اختیار کریں گے جسم اور عقل دونوں کا استعمال ایک توازن کے ساتھ ہو تو بہتر ہوتا ہے۔" ہیا نے کہا اور میں مسکرا دیا۔

"میں کہیں بھی تجھ سے اختلاف نہیں کروں گا۔" میں نے محبت سے کہا۔

"ہم یہاں سے چلیں گے' لیکن اس طرح کہ پھر کوئی جدوجہد ہمارے لئے نہ ہو' ہم باقی وقت سکون سے گزاریں۔"

"پنڈت رائے نے تجھے کہاں سے حاصل کیا؟"

"بھٹک رہا تھا تمہاری تلاش میں' میری جسامت کی وجہ سے زندگی بہت مشکل تھی مجھ پر' نہ انسانوں میں شمار ہوتا تھا نہ جانوروں میں' پھر پنڈت رائے مل گیا اس نے مجھے پہچان لیا' بہت احسانات کئے مجھ پر۔"

"اب ہم اس پر احسانات کریں گے..... یہاں کوئی آ تو نہیں جائے گا۔"

"رات میں نہیں..... لیکن دن کی روشنی خطرناک ہوگی۔"

"مجھے پوشیدہ ہونا پڑے گا....."

"نہیں....."

"کیا مطلب.....؟"

"بس جو میں کہوں وہ کرتے رہو' تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔" ہیا نے کہا اور میں اسے دیکھتا رہا' پھر میں نے کہا۔

"میں تیرا ہوں ہیا..... تیری کہی بات سے انحراف کا تصور بھی نہیں کر سکتا' بول مجھے کیا کرنا ہے۔" ہیا مسکرانے لگا تھا' پھر اس نے کہا۔

"عقل اور جسم کا باہمی تعاون کامیابی دلاتا ہے۔ تم نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس نے تمہیں ان کا دشمن بنا دیا ہے۔ اب اس دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنا ہے۔"

"میں نے کچھ سیاہ فام ہلاک کر دیئے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"پھر دوستی کیسے ممکن ہے۔"

"بہت آسانی سے...."

"تو پہلے بھی مجھے اس دنیا کے بارے میں بتاتا تھا اور میں تیری کہانیاں شوق سے سنتا تھا۔ آہ.... وہ دن پھر لوٹ آئے ہیں۔ میں کتنا خوش ہوں۔"

"میں نے اس دنیا میں بہت سے تجربات کئے ہیں اور اب میں اسے اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اس دنیا میں جینے کا حق اسے حاصل ہے جو عقل و جسم کی طاقت رکھتا ہو.... ایک چیز بھی کم ہو تو یہ دنیا اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔"

"مجھے بتا.... میں کیا کروں....؟"

"رابینا عورت ہے' جادوگر ہے' لیکن سب سی بڑی کمی اس کے اندر یہ ہے کہ انسان ہے اور عورت ہے۔ وہ تم سے گھائل ہو گئی ہے' تمہیں پسند کرنے لگی ہے اور تمہیں اپنے لئے حاصل کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔"

"مگر میں اسے پسند نہیں کرتا۔"

"مگر ہمیں عقل استعمال کرنی ہو گی۔"

"مجھے بتا کیسے....؟"

"جھوٹ بول کر.... جادوگر اتنی سی بات پر برگشتہ ہو گئے کہ ان کے مزاج کے مطابق تم نے کڑا دوسرے ہاتھ میں نہیں پہنا۔"

"وہ تو بورٹونوٹا نے کہا۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"آہ' تو سب کچھ جانتا ہے...."

"ہاں میرے بھائی.... میں نے تمہیں بتایا ہے کہ تم میرے خوابوں کی گرفت میں تھے' بہرحال.... بورٹونوٹا تمہارے ذریعہ اپنا مسئلہ حل کرنے کی فکر میں سرگرداں ہے تم صبح کو کڑا بدلنا بھول گئے۔"

"میں اس سیاہ بخت اندھے سے بھی نالاں ہوں۔"

"ہم سب کا قلع قمع کر دیں گے' مگر عقل کے جادو سے۔"

"ہاں' میں سننا چاہتا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔"

"اس فرار کا جواز پید کرنا ہے۔"

"ایں.... وہ کیسے....؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"کڑا اب تمہارے سیدھے ہاتھ میں ہے' لیکن ہم ان کے جادو کے زیر اثر نہیں ہیں' یہ جگہ ان پہاڑوں میں رابینا کا مسکن ہے۔ سامنے والے غار کے دہانے سے تم اندر جاؤ گے

سیدھے چلے جانا.... اس سرنگ کا اختتام رابینا کی آرام گاہ پر ہو گا۔ اس وقت کوئی تمہاری راہ میں مزاحم نہیں ہو گا کیونکہ کوئی اس کے آرام میں مخل نہیں ہوتا۔ تم اس کے قریب چلے جانا.... اور پھر...."

ہیا مجھے اپنا منصوبہ بتاتا رہا.... میں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے یہ سب کچھ نہیں آتا ہیا۔"

"اب تم دیکھو گے.... تمہیں کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

"ہاں.... تیری عقل ہمراہ ہے' مگر اس کے بعد مجھے کیا کرنا ہے۔"

"وہ بعد میں بتاؤں گا۔"

"تو میرے ساتھ ہو گا نا....؟"

"نہیں.... مجھے واپس اس پنجرے میں بند کر دو اور اس کی سلاخیں سیدھی کر دو۔ اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں.... اسے بھی سنو اور ذہن نشین کر لو۔"

"کیا اے مدبر اعظم.... میں وہی کروں گا جو تو کہے گا۔" میں نے مسکرا کر کہا اور ہیا مجھے آگے کا عمل بتانے لگا۔ میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ "ٹھیک ہے...." پھر میں نے ہیا کو واپس اس کے پنجرے میں پہنچایا اور وہ مسکراتا ہوا اندر چلا گیا۔ میں نے کہا۔ "میرے دل میں تو تمہارے لئے اس قدر پیاس ہے ہیا کہ صدیوں تجھے اپنی آنکھوں میں بٹھائے رہوں تب بھی دل نہ بھرے۔"

"جذبات عقل کے دشمن ہوتے ہیں۔ ان سے جنگ جاری رہنی چاہئے ہمیں دائمی قرب حاصل کرنے کی جدوجہد کرنی چاہئے بجائے اس طرح کہ ہمارے دشمن ہمیں دور کرنے کے درپے ہو جائیں۔"

"ہاں.... ٹھیک ہے...."

"اب تم جاؤ...." ہیا نے کہا اور میں نے گردن جھکا لی۔

ہیا کو پا لینے کا تصور بھی ایک خواب کی مانند تھا اور رہ رہ کر یہ دہشت میرے دل میں در آتی تھی کہ کہیں یوں نہ ہو کہ اس حسین خواب سے آنکھ کھل جائے اور اس کے بعد وہی ویرانے میری نگاہوں میں ہوں' جن میں ہیا کی پیاس کے سوا کچھ بھی نہ ہو' لیکن اب خود کو اس قدر دھوکا بھی نہیں دیا جا سکتا تھا۔ ہوش و حواس کے عالم کا جو بھی اندازہ ہو سکتا تھا وہ میں نے کر لیا تھا اور اس یقین کو دل میں بسا چکا تھا کہ اب ہیا میرے پاس ہے اور میں اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں' لیکن یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ اس کے ساتھ صحرائے اعظم سے نکل جانا ایک مشکل عمل تھا۔ لاتعداد دشمنوں کو اپنے پیچھے لگا کر جدوجہد کرنے سے بہتر یہ تھا کہ تھوڑی سی دانش سے کام لیا جائے اور مشکل کو حل کر لیا جائے' اپنے آپ کو سمجھا کر میں ہیا کے بتائے ہوئے راستے پر آگے بڑھ گیا' یہ سرنگ سنگلاخ چٹانیں کاٹ کر بنائی گئی تھی اور اس میں جگہ جگہ ابھرے ہوئے پتھر نظر آتے تھے۔

میں آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اس غار کے دہانے سے اندر داخل ہو گیا جس کے بارے میں ہیا نے بتایا تھا' پتھروں کے بنے ہوئے اس عالی شان غار کے دوسری جانب دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ یہ تصور سے دور کی چیز تھی۔ میں ایک عظیم الشان محل جیسی جگہ موجود تھا۔ پتھروں سے تراشی ہوئی اس خواب گاہ میں جو کچھ موجود تھا وہ کسی قدیم یونانی محل میں بھی نہیں ہو گا۔ عجائب و نوادرات ہر سو سجے ہوئے تھے اور اس تاریک براعظم میں ایسی کسی جگہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جو کچھ میری آنکھیں دیکھ رہی تھیں وہ ناقابل یقین سا تھا۔ جدید دنیا میں شاید کسی عظیم بادشاہ کے محل میں بھی ایسی کوئی خواب گاہ نہیں ہو سکتی تھی۔

میں حیرانی سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا پھر چند قدم آگے بڑھا اور اس عظیم الشان مسہری کے پاس پہنچ گیا جس پر ہرصری پردے پڑے ہوئے تھے اور درمیان میں رابینا سو رہی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ حسن بے مثال تھی' صحرا کا سارا حسن اس کے وجود میں سما گیا تھا' حسین باریک لباس میں وہ جو کچھ نظر آ رہی تھی اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں لیکن شاید میں اس مٹی سے بنا ہوا ہی نہیں تھا جو حسن سے متاثر ہوتی ہے میں تو بس اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ پھر مجھے فوراً ہی خیال آیا کہ مجھے اپنا کام کر لینا چاہیے۔ ہیا نے مجھے ہدایت کی تھی کہ کسی اور الجھن میں نہ پڑوں اور جو کچھ اس نے کہا تھا وہ واقعی ایسا تھا کہ اس سے میں ہر شے پر قابو پا سکتا تھا.... آہ' میرا ہیا اب بھی مجسم ذہانت ہے اور اس کی سوچ اتنی عظیم کہ عام انسانوں سے برتر.... سارے ہی گر تو بتا دیئے تھے اس نے مجھے اور یقیناً اس عمل سے ماحول میری گرفت میں آ سکتا تھا' لیکن دل کی طلب یہ تھی کہ اس وقت صرف "ہیا" ہو اور "میں" ہوں اور ہمارے اطراف میں ویرانے ہوں۔ دل کی ہر دھڑکن کو ہم ایک دوسرے کی محبت سے سجا لیں۔

لیکن مصلحت انسانی احساسات کی قاتل ہوتی ہے اور اس کم بخت کا اس ماحول پر بسیرا ہے اسی کی اجارہ داری ہے' سو میں نے ایک ایسی جگہ منتخب کی جہاں بیٹھ کر میں رابینا پر نگاہیں جما سکوں۔ حالانکہ میرے دل کی آواز نہیں تھی لیکن پھر بھی گزارہ تو کرنا ہی تھا۔

صبح کی روشنی کی آمد کا اعلان غار کے ان سوراخوں سے ہوا جن سے سورج کی شعاعیں یا اجالے کی کرنیں براہ راست رابینا کے چہرے پر پڑتی تھیں اور غالباً یہی اسے جگانے کا ذریعہ تھا۔ تو ایسا ہی ہوا.... میں نے اسے کروٹ بدلتے دیکھا' وہ روشنی سے آنکھوں کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اور اس عالم میں اس کے حسن بے مثال میں کچھ اضافہ ہی ہوتا محسوس ہوتا تھا' لیکن سورج کی کرنیں بھی شاید اس کے حسن جہاں سوز کی دلدادہ تھیں اسے بار بار ٹٹولتی رہیں اور اس نے آنکھیں کھول دیں' لیکن اس کا رخ میری ہی جانب تھا اور مجھے اندازہ تھا کہ آنکھیں کھول کر وہ مجھے ہی دیکھے گی۔ سو اس نے بندا سی آنکھوں سے مجھے

دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر ایک سبک سی مسکراہٹ پھیل گئی' آنکھیں بند کر لیں اور ہونٹوں سے سرگوشی کے عالم میں نکلا۔

"اب اتنا دیوانہ بھی نہیں ہونا چاہیے مجھے اس کے لئے کہ میری صبح کا آغاز اس کے تصور سے ہو.... لیکن عجیب ہے' بے مثال ہے' میری زندگی اس کے ساتھ کس قدر خوشگوار ہوگی اس کا احساس میرے دل میں ہے' آہ جی چاہتا ہے اسے پھر دیکھوں...."

اس نے آنکھیں کھولیں اور میں اب بھی اس کے نگاہوں کے سامنے تھا۔ تب اس کے چہرے پر آہستہ آہستہ حیرت نمودار ہونے لگی' پھر وہ خود سے ہی بولی۔

"کیا کوئی تصور مجسم ہو سکتا ہے' کیا جس کا خیال دل میں بسا کر سویا جائے وہ اس طرح آنکھوں کے سامنے آ سکتا ہے ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے اگر طلب صادق ہو اور جذبوں میں سچائی ہو' لیکن وہ گم کیوں نہیں ہو جاتا۔ تصور تو بند دماغ میں ہوتا ہے' یہ کھلی آنکھوں کے سامنے.... اوہ...." اچانک ہی اس کے ہونٹوں سے آواز نکلنا بند ہو گئی' اس نے دونوں ہاتھ مسہری پر ٹکائے اور جھک کر مجھے دیکھنے لگی' دیکھتی رہی پھر مزید حیران ہوئی اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہا تھا' وہ بس مجھے دیکھتی جا رہی تھی.... اور "ہیا" کی ہدایت کے مطابق مجھے بھی وہ کرنا تھا جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں کیا تھا اور سچی بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں جانتا بھی نہیں تھا' کسی سے اظہار عشق' اظہار محبت یا الفت کا اظہار کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی' لیکن "ہیا" میرے جسم سے "مس" ہو چکا تھا اور شاید اس کی کچھ قوتیں میرے اندر سرایت بھی کر گئی تھیں کیونکہ میرے چہرے سے جو آثار ہویدا تھے وہ انہیں سمجھ رہی تھی پھر اس کے منہ سے حیرانی سے نکلا۔

"کیا تم صرف ایک تصور ہو یا حقیقت....؟"

"میں نہیں جانتا...." میں نے جواب دیا۔

"تم بول بھی رہے ہو.....!"

"ہاں.... میں بول رہا ہوں اور جو کچھ مزید کہنا چاہتا ہوں شاید تم اسے سمجھ سکو' میں نہیں جانتا پہاڑوں کی ملکہ کہ تمہارے دل میں میرے لئے کیا تصورات ہیں' لیکن میں ایک ذلت مند انسان ہوں اور جب سے میری نگاہ تم پر پڑی ہے میں منتشر ہو کر رہ گیا ہوں میں نہیں سمجھتا کہ میری یہ طلب' میری یہ زندگی کس لمحے ختم کر دے گی لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے' جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے' تمہاری وجہ سے' صرف تمہاری وجہ سے...."

وہ حیرانی سے مسہری سے نیچے اتر آئی' میرے قریب پہنچ گئی اور میرے ہی سامنے میرے ہی انداز میں دوزانو ہو گئی اس نے محبت پاش نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم تو سچ مچ یہاں ہو.... آہ' تم واقعی یہاں ہو' کیا میں تمہیں چھو کر دیکھ سکتی ہوں۔"

میں نے ہاتھ بڑھایا اور عقیدت سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر میں نے

اسے ہونٹوں سے لگایا تو اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے' وہ وفور انبساط سے دیوانی ہو گئی تھی اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"چاہتیں اس طرح حاصل ہو جائیں یہ تو سوچا بھی نہیں جا سکتا' لیکن' لیکن وہ تو کچھ اور ہی کہہ رہے تھے' وہ تو کچھ اور ہی کہہ رہے تھے۔ آہ میں تمہیں کس نام سے پکاروں مجھے بتاؤ میں تمہیں کس نام سے پکاروں۔"

"میرا نام ماہر ہے...."

"کیا واقعی تم یہاں تک آ گئے ہو.... لیکن اشکالا تو کہتا تھا کہ تم فرار ہو گئے ہو اور وہ سب تمہیں پہاڑوں میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔"

"وہ پاگل ہیں دیوانے ہیں' محبتوں سے ناآشنا ہیں دل کی باتیں نہیں جانتے۔" میں نے جواب دیا۔ تب اس کی نگاہ میرے ہاتھوں پر پڑی اور اس نے کڑا میرے داہنے ہاتھ میں دیکھ کر کہا۔

"یہ.... یہ تم نے.... یہ تم نے بعد میں تبدیل کر لیا یا مجھ سے جو بات کہی گئی وہ جھوٹ تھی....؟"

"رابینا میں تم سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"اٹھو.... اٹھو یہاں سے' تمہاری جگہ میرے دل میں ہے' میری آنکھوں پر ہے' تم یہاں کب سے بیٹھے ہوئے ہو....؟"

"بہت وقت گزر گیا' تم سو رہی تھیں اور میں تمہیں دیکھ کر سکون جان حاصل کر رہا تھا...."

"میری روح کے مالک آؤ' تمہارے لئے یہ جگہ نہیں ہے یہاں بیٹھو۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا اور مسہری پر بٹھا دیا۔ پھر خود بھی میرے نزدیک بیٹھ گئی....

"تم یہاں کیسے آ گئے' یہ سب کچھ کیسے ہوا....؟ مجھے اس کی تفصیل بتاؤ۔"

"کیا تم سننا پسند کرو گی رابینا' کیا میں تمہارے عتاب کا شکار نہیں ہوں گا....؟"

"کیسی باتیں کرتے ہو' جس سے محبت کی جاتی ہے اس کے لئے کچھ اور بھلا کیسے سوچا جا سکتا ہے؟"

"تو کیا تمہارے دل میں بھی....؟"

"ہاں میری زندگی کے مالک' میں نے تو ایک نگاہ میں ہی تمہیں دیکھ کر پسند کر لیا تھا' تم کیا جانو کہ میرے خوابوں میں کب سے تمہارا تصور بسا ہوا تھا' بس میں اس تصور کو کوئی شکل نہیں دے پائی تھی اور جب میں نے تمہیں دیکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کہ وہ مجھ تک پہنچ گیا ہے جس کی میں آرزو مند تھی۔"

"تب میں اسے اپنی خوش بختی کی انتہا سمجھتا ہوں رابینا.... حقیقت یہ ہے کہ تمہیں

دیکھ کر میرے دل میں بھی یہی جذبات جاگے تھے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا میں تمہارے لئے مخصوص ہوں اور انہوں نے یہ بات کہہ کر میرے دل میں کنول کھلا دیئے' لیکن وہ منحوس اندھا' وہ ذلیل جادوگر میرے اور تمہارے راستے کی رکاوٹ بن گیا۔"

"کون....؟"

"اس کا نام بورٹونوٹا ہے...."

"بورٹونوٹا.... نیٹالیہ کا ناسور' وہ بدنما شخص جو اپنے آپ کو بہت بڑا جادوگر کہتا ہے.... مگر کیسے' آخر کیسے؟ مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔"

"بات بہت طویل ہے رابینا' لیکن مختصر الفاظ میں یوں سمجھ لو کہ وہ مجھے اپنا آلہ کار بنانا چاہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ میں تم سے تمہارے جادوگروں کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور اسے وہ سب کچھ بتا دوں جو تمہیں زوال پذیر کر سکے اور اس نے جب میرے دل میں تمہاری محبت پائی تو آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں یہ کڑا اپنے بائیں ہاتھ میں تبدیل کر لوں' کیونکہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ پھر جب یوں ہوا کہ اشکالا نے اور دوسرے جادوگروں نے مجھے دیکھا تو انہوں نے مجھ پر عتاب کا اظہار کیا جبکہ ایک ناواقف شخص کے ساتھ یہ سلوک ناروا تھا اور انہوں نے مجھے پتھروں میں قید کر دیا' لیکن میری آتش شوق مجھے دیوانہ بنائے ہوئے تھی' میں تمہاری قربت چاہتا تھا' تمہیں دیکھنا چاہتا تھا' سو مجبوراً مجھے وہاں سے نکلنا پڑا اور اس کے بعد میں نجانے کون کون سی مشکلات اٹھا کر .... تم تک پہنچا' یہ ہے میری مختصر روداد' یہ ہے میرے عشق کی کہانی.... اور میں تیار ہوں اس کے لئے رابینا کہ اگر تمہارے اس دیدار کے بعد میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو میں خوشی سے یہ سزا قبول کر لوں۔"

رابینا کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے کہا۔

"یہ تو میری محبت کی طلب ہے جو تمہیں راستہ دکھاتی ہوئی یہاں تک لے آئی ہے' بات ان بے وقوف جادوگروں کی ہے اور اس کم بخت دیوانے کی۔ جو یہ سب کچھ چاہتا ہے اور جو اس کے لئے ناممکن ہے۔ آہ اسے تو آج سزا مل جائے گی لیکن سزا ان بے وقوفوں کو بھی ملے گی جنہوں نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا' انہیں کم از کم یہ تو معلوم کر لینا چاہئے تھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں اور کچھ نہیں چاہتا' رابینا! بس تمہارا دیدار مجھے مقصود تھا' سو مجھے سب کچھ حاصل ہو گیا۔"

"نہیں میرے محبوب تم میری زندگی کے مالک ہو مجھے تو صدیوں تمہارے ساتھ سفر کرنا ہے' میں بہت خوش ہوں تمہارے یہاں آ جانے سے اور اب تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گے۔ میں' میں بہت جلد کچھ کروں گی تم دیکھنا' تمہیں تکلیف پہنچانے والوں کو بدترین

سزائیں دی جائیں گی۔"

"حالانکہ میرا دل نہیں چاہتا' لیکن بورٹوٹا....؟"

"اس کی زندگی تم ختم ہی سمجھو' بس اتنا ہی جینا تھا اسے۔ اور میں نے اسے موقع دیا کہ وہ خود کو وفاداروں میں شامل کرے' لیکن شاید ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ وہ بدبخت جو کچھ کرتا ہے اس سے ہٹ نہیں سکتا۔ نہیں یہ ممکن نہیں' آؤ یہاں سے چلیں' تمہیں آرام کے کمرے میں لے چلوں۔ صبح ہو چکی ہے میری خادمائیں میرے جاگنے کی منتظر ہوں گی۔" اور پھر وہ محبت سے میرا ہاتھ پکڑے مجھے وہاں سے باہر لے آئی' خادماؤں کا غول اس غار کے دہانے کے دوسری جانب موجود تھا اور اس کا منتظر تھا' لیکن مجھے اس کے ساتھ دیکھ کر ان کے منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکلیں' رابینا نے انہیں احکامات دیئے اور پھر وہ ان احکامات کی تعمیل کرنے لگیں۔

رابینا کے ساتھ میں نے ایک شاندار ناشتہ کیا۔ میرے بدن کا لباس بھی تبدیل کر دیا گیا اور جو لباس مجھے پہنایا گیا وہ بے حد خوشنما تھا اور اس سے خوشبوؤں کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں' لیکن میرے دل میں وہ ننھی سی پھانس چبھ رہی تھی جو مجھ سے دور تھی اور میرے دل میں صرف اس کا تصور سما سکتا تھا لیکن اس کی ہدایت پر مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑ رہا تھا' تب ابتدائی امور سے فارغ ہونے کے بعد رابینا نے نئے احکامات جاری کئے۔

اس نے ان تمام جادوگروں کو اپنے حضور طلب کر لیا جو اس کے احکامات کی پابندی کیا کرتے تھے اور اس کے مشیر تھے اور انہی میں جادوگروں کا سردار اشکالا بھی تھا.... پھر رابینا نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔

"اس وقت تمہیں پوشیدہ رہنا ہو گا جب میں ان سے سوالات کروں گی اور ان کی بوکھلاہٹیں قابل دید ہوں گی' لیکن فکر نہ کرنا سب بہتر ہی ہو گا۔"

سو پھر یوں ہوا کہ رابینا مجھے ایک ہال میں لے آئی۔ پہاڑوں میں یہ غاروں کی تراش ناقابل یقین تھی' انسانی ہاتھوں کی کاریگری جگہ جگہ نظر آتی تھی اور پہاڑیوں کی ملکہ نے یہاں اپنے لئے ہر وہ بندوبست کیا تھا جو ممکن ہو سکتا تھا۔ مجھے تو حیرت ہوتی تھی کہ میں یہاں اس قدر آسانی سے کیسے پہنچ گیا جبکہ اگر دوسرے راستے اختیار کئے جاتے تو سیکڑوں مراحل سے گزرنے کے بعد ہی ملکہ رابینا تک پہنچا جا سکتا تھا.... یہاں ایک حسین دیوان پر ملکہ رابینا بیٹھ گئی اور اس نے مجھے دیوار کی آڑ میں پوشیدہ کر لیا جہاں میرے لئے بھی بیٹھنے کی جگہ بنا دی گئی تھی اور پھر اس کے احکامات کے تحت جادوگر آنا شروع ہو گئے وہ ملکہ رابینا کے حضور پہنچ کر سجدہ ریز ہو جاتے اور دوزانو بیٹھ جاتے تھے.... رابینا ان سب کا انتظار کرتی رہی اور جب سب جمع ہو گئے جن کی تعداد بہت زیادہ تھی تو اس نے کہا۔

"اشکالا وہ شخص کہاں ہے جس کی ہمیں تلاش ہے جس کی جستجو ہے اور جسے ہم نے

تمہاری تحویل میں دیا تھا۔"

"عظیم ملکہ ہم اپنی کوتاہی پر شرمسار ہیں اور ہر اس سزا کے سزاوار جو ہمیں دی جا سکے اور یہ بات تو ہم نے اپنے ذہنوں میں منتخب کر لی ہے کہ ہمارے اس جرم کی سزا صرف اور صرف موت ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ شخص فرار ہونے کے بعد سے مسلسل ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے اور جیسا کہ تجھے اطلاع دی گئی کہ وہ پہریداروں کو قتل کر کے نکل بھاگا ہے لیکن ہم پوری قوت سے اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور اگر ہمیں تھوڑی سی مہلت مل جائے تو بے شک ہم اسے پالیں گے۔" رابینا کے چہرے پر خشونت نہیں تھی جو ان حالات میں ہونی چاہئے تھی اور مدھم سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیلی ہوئی تھی' اس نے کہا۔

"لیکن اشکالا تیرا علم تیرا تجربہ تیری ذہانت کہاں جا سوئی تھی' تو نے صرف اتنی سی بات پر اسے معتوب قرار دیا کہ اس نے کڑا اپنے بائیں ہاتھ میں پہن لیا تھا اور اس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ اسے ہماری محبت قبول نہیں ہے وہ تو ایک ناواقف انسان تھا' ممکن ہے وہ یہ نہ جانتا ہو کہ کڑے کو بائیں ہاتھ میں پہن لینے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔"

"بالکل ٹھیک کہا تو نے عظیم ملکہ لیکن کیا اس کے بعد ہم اسے محترم اور باعزت رہنے دے سکتے تھے۔"

"یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کے بہکانے میں آگیا ہو۔"

"آہ' ہمیں اس کا علم نہیں۔" اشکالا نے جواب دیا۔

"اور اگر اسے بھاگ دوڑ میں نقصان پہنچ گیا یا تمہارے آدمیوں نے اسے زخمی کر دیا تو تم جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔"

"انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ اسے صرف گرفتار کیا جائے اور اگر اس کے ہاتھوں کچھ لوگ زندگی بھی کھو بیٹھیں تب بھی اسے کوئی زخم نہ پہنچایا جائے' ہم تو صرف اسے تیرے حضور پیش کرنے کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یقین ہے کہ کوئی ایسا عمل نہیں ہو گا۔"

"اور اب تک تم اسے تلاش کرنے میں ناکام رہے ہو۔"

"ہاں ملکہ رابینا یہ ایک حقیقت ہے۔"

"اس وقت وہ یہاں ہے۔" نیتالیہ کی ملکہ نے کہا اور ان سب پر سکتہ سا طاری ہو گیا۔ انہوں نے خاموشی ہی سے بیٹھے رہنے میں عافیت سمجھی تھی.... رابینا نے کہا۔

"اور یہ دیکھ یہ ہے میرا محبوب' یہ ہے میری زندگی کا مالک' یہ ہے میری طلب باہر آ جاؤ ماہر.... آؤ باہر آ جاؤ ان سے ملو یہ سب میرے معتمد اور وفادار ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ صرف میرے ہی لئے کیا اور بہتر یہ ہو گا کہ تم بھی انہیں معاف کر دو۔"

سو میں اپنی جگہ سے باہر نکل آیا اور وہ سب گردنیں اٹھا اٹھا کر مجھے دیکھنے لگے ان کے چہرے تصویرِ حیرت بن گئے تھے' تب رابینا نے کہا۔

"لیکن یہ اندازہ بالکل درست ہے ہمارا کہ یہ بھکایا ہوا تھا اور اسے علم نہیں تھا کہ ہاتھ میں کڑا تبدیل کر لینے سے کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں لیکن جس شخص نے اسے بھکایا اس کا نام سن کر تمہیں یقیناً حیرانی ہو گی بڑے جادوگر کا بیٹا بورٹونوٹا اس تحریک کا محرک تھا۔"

"بورٹونوٹا....؟" سب کے حلق سے آواز نکلی۔

"ہاں' وہ جو ایک ایسی سازش اپنے ذہن میں رکھتا ہے جس کا وجود ناممکن ہے لیکن جس کا سوچنا گناہِ عظیم اور قابل سزا' وہ چاہتا ہے کہ تم سب کو فنا کر کے نیٹالیہ کا سب سے بڑا جادوگر بنے اور اس کے بعد مجھے اپنے زیرِ نگیں کر لے اور میں اس کے احکامات کی پابندی کروں۔"

جادوگر طیش میں آ گئے۔ اشکالا نے کہا۔ "دیوتاؤں کی قسم' یہ اس کے لئے نہ تو ممکن ہے اور نہ وہ ساری زندگی ایسا کر سکتا ہے' اس کا جادو ہیچ ہے۔"

"وہ قابل سزا قرار پایا ہے سو تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ اسے گرفتار کر لو کھلے چاند کی رات ہے اور چاند کی روشنی میں ہم اس کی تقدیر کا فیصلہ سنا دیں گے۔"

جادوگروں نے اطاعت گزاری کا اظہار کیا اور رابینا کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ سو رابینا نے انہیں رخصت کر دیا اور کچھ مزید ہدایات دیں جو میری خواہش کے مطابق تھیں۔ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ بورٹونوٹا اب مشکل میں گرفتار ہو جائے گا اور شاید ہی وہ ان جادوگروں کی گرفت سے نکل سکے۔ ہاں اگر اس کا جادو کارگر ہو گیا تو مستقبل میں وہ کافی پریشان کرے گا' لیکن ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا کہ میں کسی کی دشمنی کے خیال سے پریشان ہوں۔ پریشانی تھی تو بس اتنی کہ ہیا بالکل قریب تھا اور میرے پاس نہیں تھا لیکن رابینا اس کی ہدایت سے انحراف بھی ممکن نہیں تھا۔

رابینا نے مسکرا کر کہا۔ "میں نے تجھے پسند کیا اور تیرے ساتھ زندگی جوڑ لی' لیکن تو نے مجھے اپنے بارے میں زیادہ کچھ نہیں بتایا۔ اتنا تو میں بھی جانتی ہوں کہ پہاڑوں کی دنیا سے دور ایک اور دنیا بھی ہے جہاں کے جادوگر' انوکھے جادو ایجاد کرتے ہیں' جیسے آگ اور دھماکوں کا جادو.... ان کے گھر ہواؤں میں اڑتے ہیں اور ان کی بڑی کشتیوں میں بہت سے انسان سفر کرتے ہیں۔"

"ہاں' ایسا ہے...."

"کیا تو بھی جادوگر ہے....؟"

"نہیں.... میں جادو نہیں جانتا۔"

"بیشک تو جادو نہیں جانتا' لیکن میں کہتی ہوں کہ تو ساحر ہے' میں مرد پرست نہیں ہوں

اور نہ ہی میں نے کبھی اس بارے میں سوچا بلکہ میرا فیصلہ تھا کہ میں مرد کی محکومی کبھی قبول کروں گی اور یہ سچ ہے' جو مرد مجھے اچھے لگتے تھے میں انہیں قتل کرا دیتی تھی تاکہ میرے دل میں ان کی محبت جڑ نہ پکڑ سکے اور بالآخر مجھے ان کی محکومی قبول کرنی پڑے' لیکن تجھے دیکھ کر میں سحرزدہ ہو گئی اور خود کو نہ سمجھا سکی اب میں صرف تیری طلبگار ہوں۔"

"میں اس بارے میں کیا کہوں' میں نہیں جانتا۔" میں نے بے بسی سے کہا۔

"تو نیٹالیہ کا حکمران بن جائے گا۔ اور میں تیری اطاعت گزار۔ پھر ہم کور کے غاروں کا رخ کریں گے اور وسیع سلطنت قائم کریں گے۔ نیٹالیہ کے جادوگر تجھے ہر جادو سکھا دیں گے اور تو عظیم جادوگر ہو گا۔ میں سب کچھ تجھ پر قربان کر دوں گی ہر شے تجھے دے دوں گی۔"

"میں تیری محبت سے سرشار ہوں۔" میں نے فریب کی بات کی۔ پھر شام رات میں تبدیل ہو گئی اور جادوگروں نے خبر دی کہ بورٹونوٹا ان کی قید میں ہے اور پھر خوبصورت لڑکیوں نے مجھے تیار کیا۔ یہ سارے تماشے ہیا کے حصول کے لئے تھے اور مجھے اس کے لئے برداشت کرنے پڑ رہے تھے' پھر جادوگروں کے ٹولے کے ساتھ ہم ایک پہاڑی چٹان کے اوپر پہنچ گئے جہاں سے نیٹالیہ کے ان باشندوں کو دیکھا جا سکتا تھا۔ جو وادی عظیم میں جمع تھے۔ جادوگر قربان گاہ کے پاس موجود تھے۔ وہاں بورٹونوٹا کو لایا گیا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔

اشکالا نے ملکہ رابینا کا پیغام سنایا۔

"یہ منحرف ہے عظیم رابینا کے احکامات سے اور اس کے اور جادوگروں کے خلاف سازش کرنے کا مرتکب کہ یہ خود کو بڑا جادوگر کہتا ہے' لیکن اس کے یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوئے اور اسے رابینا کے حکم سے فنا کیا جا سکتا ہے۔"

بورٹونوٹا نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور کہا۔

"نیٹالیہ کے لوگو.... بہت سے جادوگروں نے مل کر دھوکے سے مجھے قید کیا ہے اور یہ سچ ہے کہ مجھے ان کی نیت کا علم نہیں تھا۔ ورنہ شاید ایسا نہ کر پاتے' کیونکہ جتنا جادو ان لوگوں میں مشترک ہے۔ میں اس سے کہیں زیادہ جانتا ہوں یہ بھی سچ ہے کہ میں سب سے بڑا جادوگر ہوں اور یہ بھی کہ میرے اور میرے باپ کے ساتھ ناانصافی کی گئی۔ یہ بھی سچ ہے کہ میرے پاس اس دنیا کا جادو بھی ہے جو پہاڑوں اور جنگلوں سے پرے ہے۔ اور میں نے یہ بھی سوچا تھا کہ تم سب کو دوسری دنیا کے جادو سے روشناس کراؤں گا تاکہ تم دوسری دنیا کے ان سازشیوں سے ہوشیار ہو جاؤ جو عقل کے جادو سے صدیوں سے تمہیں مات دیتے آئے ہیں۔ اس کیلئے رابینا سے چھٹکارا ضروری تھا اور میں اس کے لئے سرگرداں تھا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ عقل کا جادو مجھے مات دے گیا۔ ان لوگوں نے اس وقت سے پہلے وہ کر ڈالا جس کی مجھے امید نہیں تھی۔ البتہ میری پیش گوئی سن لو.... دوسری دنیا سے آنے والے لوگوں کی تعداد صرف چار ہے' لیکن یہ تمہارے لئے کافی ہیں' بالآخر یہ رابینا کو ہلاک کر دیں

گے اور تمہیں مشکل میں پھنسا کر یہاں سے چلے جائیں گے' کیونکہ یہ اس زندگی کو
قبول نہیں کریں گے۔ انہیں ضرور واپس جانا ہے۔"

"اسے ختم کر دو..... اس سے پہلے کہ یہ مزید بکواس کرے۔" رابینا نے پرجوش لہجے
کہا۔

"میری آخری ہدایت ہے کہ اس کے بعد کسی عورت کو اپنی تقدیر کی باگ ڈور
سونپنا' کیونکہ..... وہی تم لوگوں کی کشتی ڈبونے کا باعث بنے گی۔" ایڈلاس نے کہا۔

اشکالا کے اشارے پر' جلاد نے بورٹونوٹا کی گردن شانوں سے جدا کر دی۔ پھر اس کے
بدن کے بہت سے ٹکڑے کئے اور انہیں خشک گھاس کے ڈھیر میں چھپا کر اسے آگ لگا دی
گئی۔ بورٹونوٹا کا اختتام ہو گیا تھا۔

"موت کے قریب جا کر مرنے والے اسی طرح کی دل ہلا دینے والی پیش گوئیاں کرتے
ہیں۔ اس کا جادو اب روکا نہیں جا سکے گا۔" رابینا نے کہا' لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ
کسی قدر الجھن کا شکار ہو گئی ہے۔

"وہ تین جو تمہارے ساتھ آئے تھے' کیا تم ان کے لئے کچھ کہنا چاہو گے۔"

"اگر ممکن ہو تو انہیں دوسروں سے الگ کر لیا جائے' یہاں سے قریب۔"

"تیری زبان سے نکلنے والی ہر بات ممکن کا درجہ رکھتی ہے۔ کچھ وقت انتظار کر..... بہت
جلد ان سے تیری ملاقات ہو جائے گی۔" رابینا نے کہا۔ میں نے گردن ہلا دی پھر میں پروفیسر
حق اور دوسرے لوگوں کا انتظار کرنے لگا۔

رابینا میرے حق میں بالکل موم ہو گئی تھی' میں نے اس کے چہرے پر الجھن کے
نقوش دیکھے تھے لیکن اس نے مجھ سے اس کا اظہار نہیں کیا تھا' البتہ اس نے اشکالا کو میرے
ساتھیوں کے بارے میں حکم دیا تھا کہ مستقبل میں نیتالیہ کے حکمران کے ساتھ آنے والے
تینوں دوستوں کو احترام کے ساتھ بہتر جگہ قیام کرایا جائے' ان کی ہر ضرورت اور ہر خواہش
پوری کی جائے۔

"تم ان سے ملنا چاہو گے ماہر....."

"مجھے تیرے سوا کسی کی چاہت نہیں رابینا' پھر کسی وقت ان سے مل لوں گا۔ بہتر ہے
دن کی روشنی میں۔" میں نے جواب دیا اور وہ مسکرا دی۔

خلوت میں اس نے کہا۔ "منحوس بورٹونوٹا کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ بہت بڑی سازش کر رہا تھا'
مگر تو نے مجھے بروقت آگاہ کیا' یہ تیرا احسان ہے مجھ پر۔"

"میں تیرے وجود کے ہر ذرے کا تحفظ چاہتا ہوں رابینا۔"

"مجھے یقین ہے میرے محبوب' میں بھی تجھ پر جان نثار کرتی ہوں تو نے میری زندگی کا
رخ ہی بدل دیا ہے۔ جانتا ہے اس سے پہلے میرا نظریہ کیا تھا؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"ہم دو بہنیں پیدا ہوئی تھیں' دونوں ہم شکل اور ایک دوسرے سے اس طرح مماثل
کہ خود ہمارے والدین ہماری شناخت نہیں کر پاتے تھے' لیکن جادوگروں نے پیش گوئی کر دی
کہ میں بے مثال ہوں اور کوئی میرا ثانی نہ ہو گا۔ پھر میں نے اسی طرح پرورش پائی لیکن
مجھے یہ بات ہمیشہ ناگوار گزری کہ کوشا میری طرح ہے۔ لوگ اسے میرا ہم شکل کہتے تھے تو
میں برداشت نہیں کر پاتی تھی اور پھر میں نے اپنی برتری ثابت کر دی اور نیتالیہ میرے گیت
گانے لگا۔ میں خود پر کسی کی برتری برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے میرا فیصلہ تھا کہ
کوئی مرد بھی میری خلوت نہ پا سکے گا' لیکن..... میں نے تجھے ایک نگاہ دیکھا اور سب کچھ
بھول گئی۔"

"میں بھی تیری خوشبو کے سہارے یہاں تک آیا ہوں اور میں نے ہمیشہ تجھے خوابوں
میں دیکھا ہے۔"

"آہ اس منحوس بورٹونوٹا کے الفاظ میرے دل میں چبھ رہے ہیں۔"

"کونسے الفاظ....؟"

"وہ اپنی شکل کی طرح منحوس باتیں کرتا ہوا اس دنیا سے گیا ہے۔"

"تیرے اور میرے بارے میں۔"

"ہاں....."

"تو کیا تو اس کی باتوں سے متاثر ہے....؟"

"نہ جانے کیوں' میں بچپن سے توہم پرست ہوں۔"

"میں تجھے اس کا حل پیش کر سکتا ہوں۔"

"کیا حل....؟"

"اپنے ہاتھوں سے میری گردن پر خنجر پھیر دے' میں خوشی سے تیرا نام لے کر مر جاؤں گی۔"

"آہ تو میرے پیار کا امتحان لے رہا ہے' دوبارہ یہ الفاظ نہ کہنا۔" وہ مجھ سے اظہار عشق کرتی رہی۔ دوسرے دن مجھے میرے دوستوں سے ملایا گیا..... وہ بہت گھبرائے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ڈوم نے کہا۔

"مجھے کسی بات کی فکر نہیں' مگر تجھ سے جدا ہو کر مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری زندگی بے مقصد ہو گئی ہو آقا۔"

پنڈت رائے نے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے بورٹونوٹا کو ہلاک کر دیا گیا۔"

"تم کس عالم میں ہو ماہر....؟"

"اب تم لوگوں کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یوں لگ رہا ہے جیسے یہ لوگ ہمیں بھی قربانی کے لئے تیار کر رہے ہیں' اور موت سے پہلے ہمارے آرزوئیں پوری کرنا چاہتے ہیں۔"

پروفیسر حق بولا اور میں ہنسنے لگا۔ وہ سب سراسیمہ تھے اور شاید اپنے مستقبل سے مایوس' لیکن اپنے خوف سے نکل کر جب انہوں نے سوچا تو ان کی نگاہیں میری نگراں ہو گئیں۔ پنڈت رائے بغور میرا چہرہ دیکھ رہا تھا' پھر اس نے کہا۔

"ماہر کیا "ہیا" تمہیں مل گیا....؟"

"ہاں پنڈت رائے....."

"اوہ تو یہ بات ہے' میں تمہارے اندر جو جوش اور انبساط محسوس کر رہا ہوں وہ اس کا مظہر ہے' لیکن "ہیا" کو پانے کے بعد تمہاری کیفیت میں کوئی نمایاں تبدیلی رونما نہیں ہوئی' سوائے اس کے کہ تمہارے چہرے پر اعتماد نظر آ رہا ہے۔"

میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر کہا..... "اور تم لوگ کہتے تھے کہ جب ہیا مجھے مل جائے گا تو میری تکمیل ہو جائے گی' میں ابھی مکمل نہیں ہوا ہوں کیونکہ میں نے "ہیا" کو

صرف دیکھا ہے وہ ابھی مجھ تک نہیں پہنچا' لیکن شاید اس کی قربت کا ہی نتیجہ ہے کہ میرے اندر وہ تمام احساسات بیدار ہوتے جا رہے ہیں جو میری ہر کیفیت کا ادراک کرتے ہیں' وہ مجھے بتاتے ہیں کہ مجھے اب کیا کرنا چاہئے' کس کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے اور یوں سمجھ لو کہ یہ سب کچھ جو تم لوگ دیکھ رہے ہو اسی کا نتیجہ ہے اور تفصیل تو میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا' لیکن یہ سمجھ لو کہ بورٹونوٹا میرے انتقام کا شکار ہوا ہے اور اس سے تمہیں یہ اندازہ لگا لینا چاہئے کہ تم لوگ محفوظ ہو' یعنی جو کچھ میں چاہتا ہوں وہ اب ہونے لگا ہے' کیسے یہ اگر نہ پوچھو تو بہتر ہے کیونکہ میں اسے بتانا بھی نہیں چاہتا' اس میں میری شخصیت کا ایک پہلو مجروح ہو گا' اور پھر زبان سے کہی ہوئی بات نجانے کس شکل میں کہاں پہنچے۔ سو میں تو تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خوف کو دل سے نکالو..... تمہیں قربانی کے بکرے کی طرح کھلا پلا کر تر و تازہ نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ یہ میری درخواست تھی کہ تمہیں بہتر مقام دیا جائے اور میں نہیں جانتا کہ جب مجھے قید کیا گیا تھا تو تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تھا' لیکن اب جو کچھ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے' وہ بہتر اور موثر ہے۔ تو یوں کرو کہ اگر تم نے اپنے ذہنوں میں اپنی رہائی کا کوئی منصوبہ بنایا ہے تو بہتر ہے کہ اسے ترک کر دو' ممکن ہے تمہیں اس سے کوئی نقصان پہنچ جائے اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر تکیہ کرو۔"

وہ سب غور سے میری باتیں سن رہے تھے' پروفیسر حق نے کہا۔

"ہیا" سے تمہارا رابطہ ہو گیا ہے....."

"یہ سب کچھ نہ پوچھو' میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ زبان سے نکلی بات ہوا کے دوش پر سفر کرتی ہوئی کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے اور کہیں یوں نہ ہو کہ وقت سے پہلے جو کچھ کہا جائے' وہ نقصان کی بات بن جائے۔ سو اگر رہنے ہی دو تو بہتر ہے' بس اتنا اعتماد رکھو کہ نہ تو تمہیں کوئی نقصان پہنچے گا اور نہ ہی ہم اس مشکل سے گزریں گے۔ وقت کا انتظار ضروری ہے کیونکہ ہیا کے مشورے تم سب کے مشوروں سے صائب ہوں گے اور میں زیادہ دیر تمہارے پاس نہیں رکوں گا۔ کیونکہ یہ بھی مناسب نہیں ہو گا....." میں نے کہا اور اس کے بعد میں نے ان سے رخصت طلب کر لی' میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ لوگ تشنہ رہ گئے ہیں مجھ سے بہت سی باتیں کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ حقیقت تھی کہ ان سے زیادہ باتیں کرتے ہوئے کوئی نہ کوئی بات ایسی ہو سکتی تھی جس سے مجھے خطرات لاحق ہو جائیں۔"

رابینا کو میری محبت کا یقین ہو گیا تھا' لیکن اگر اسے اس کا اندازہ ہو جائے کہ میں اس کے ساتھ فریب کر رہا ہوں تو پھر ہم لوگوں کو کہیں جگہ نہیں مل سکتی تھی۔ اسی لئے میں وہاں سے چلا آیا۔ رابینا تو سب کچھ چھوڑ کر صرف میرے لئے وقف ہو گئی تھی۔ اس نے کہا۔

"اور اگر تم یہ محسوس کر رہے ہو کہ تمہارے ساتھیوں کو کسی اور شے کی حاجت ہے تو

صرف اتنا کرو کہ اس کا اظہار کر دو میں انہیں ہر شے مہیا کر دوں گی۔"

"وہ شکرگزار ہیں جبکہ اس سے پہلے اشکالا نے انہیں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا تو وہ خوفزدہ ہو گئے تھے کہ شاید موت ان کے قریب آ گئی ہے' لیکن اب میں نے انہیں اطمینان دلا دیا ہے۔"

"تم خوش ہو' مطمئن ہو.....؟"

"ہاں راہینا' تمہارا بے حد شکریہ۔"

"آہ میں اب یہ محسوس کر رہی ہوں ماہر کہ جب تک تم نہیں تھے میں کیسے جی رہی تھی' کیا ہوتا ہے یہ سب کچھ۔ اپنی تمام برتری بھول گئی' حالانکہ حالانکہ" وہ کہتے کہتے رک گئی اور میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ جب وہ نہ بولی تو میں نے کہا۔

"تم کچھ آگے بھی کہہ رہی تھیں راہینا.....؟"

"حالانکہ اس سے پہلے مجھے کسی کی برتری قبول نہیں تھی یہاں تک کہ میں اپنی سگی بہن کو بھی اپنے جیسا نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔"

"کوشا....." میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم اسے دیکھتے تو یوں محسوس کرتے کہ میں خود ہوں لیکن اب صرف میں ہوں اور کوئی نہیں اور میرے اس وجود کے مالک تم صرف تم....."

"کوشا کہاں گئی.....؟" میں نے سوال کیا اور اس نے رخ تبدیل کر لیا' پھر آہستہ سے بولی۔

"اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔" میں نے محسوس کیا کہ وہ اس کے بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتی' چنانچہ میں نے خود بھی اس موضوع کو ترک کر دیا اور اس کے بعد راہینا کے ساتھ مصروفیات میں گم ہو گیا۔ جادوگر اپنے اپنے حالات لے کر آئے اور راہینا نے میرے سامنے ہی ان سے گفتگو کی' انہوں نے مجھے بھی بے حد تعظیم دی تھی۔ پھر راہینا نے خود ہی پیشکش کی کہ وہ مجھے اپنی اس مملکت کی سیر کرائے گی' میں نے اس سے فرمائش کی کہ سب سے پہلے مجھے ان پراسرار غاروں کے بارے میں بتایا جائے اور اس فرمائش کے پس پردہ میرے دل کا ایک چور تھا سو راہینا تیار ہو گئی اور اس کے بعد ہم سیر و سیاحت کی غرض سے نکل پڑے۔ پہاڑوں کے اندر یہ جو کچھ بنایا گیا تھا حقیقی طور پر غیر انسانی عمل معلوم ہوتا تھا پہاڑ کے پہاڑ کھوکھلے کر دیئے گئے تھے اور ان میں ایسا کچھ بنایا گیا تھا کہ انسان کی عقل اسے تسلیم نہ کرے' جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یورپ' اٹلی اور روم کے وہ بڑے بڑے سنگتراش جو اپنے فن میں یکتا تھے۔ یہ سب کچھ نہ کر پائے ہوں گے' جو یہاں کیا گیا تھا اور پتہ بھی نہیں تھا کہ انسانی عمل ہے یا نہیں' میں دیکھ سب کچھ رہا تھا' لیکن منتظر تھا اس بات کا کہ راہینا اس سمت رخ کرے جہاں میرا "ہیا" موجود ہے اور بہت سے سفر کے بعد وہ وقت آیا جب راہینا اس سمت چلی اور ہم پہاڑی غاروں سے ہوتے ہوئے اس غار میں آ گئے جہاں ایک خوش نما پنجرے میں "ہیا" موجود تھا۔ راہینا کے ہونٹوں پر ایک بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے کہا۔

"آؤ تمہیں ایک عجیب و غریب انسان دکھاؤں' ایک مکمل انسان جسے شاید جادوگروں نے اس قدر مختصر کر دیا ہے کہ شاید تم نے اتنا مختصر انسان کبھی نہ دیکھا ہو....." وہ مجھے لے کر "ہیا" کے پاس پہنچ گئی' "ہیا" نے کسی قسم کی جانکاری کا مظاہرہ نہیں کیا تھا لیکن میں نے شدید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ سچ مچ کوئی زندہ انسان ہے...؟"

"ہاں مختصر لیکن مکمل انسان..... دیکھو کیسا عجیب لگتا ہے......"

"ہاں واقعی' یہ تو دنیا کا عجوبہ ہے کتنا خوبصورت' کتنا پیارا..... اسے دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر اس سے بات چیت کروں۔"

"تم ایسا کر سکتے ہو' یہ مجھے کہیں سے حاصل ہوا تھا شاید اس شخص نے تمہیں اس کے بارے میں بتایا ہو جو بو آنا ہے اور مولبے اسے عقل والا کہتے تھے لیکن جو دوسری دنیا کا انسان ہے اور نجانے صحرائے اعظم میں کیا کر رہا تھا' یہ اس کے پاس تھا۔"

"یہ مجھے پسند ہے راہینا....."

"کیا واقعی' یہ مجھے بھی پسند ہے اور میں نے اس عجیب انسان کو اسی لئے اپنے پاس رکھا ہے' کبھی کبھی یہ میرا دل بہلاتا ہے لیکن اب اگر یہ تمہیں پسند ہے تو تمہاری نذر....."

اس نے پنجرے میں ہاتھ ڈال کر ہیا کو باہر نکالا اور اسے میری ہتھیلی پر رکھ دیا۔ "ہیا" بھی خوب ہی اداکاری کر رہا تھا' وہ روٹھا ہوا سا بیٹھا رہا۔ تب راہینا نے اس سے کہا۔

"ننھے انسان آج سے یہ شخص تمہارا مالک ہے اور تمہارے ساتھ مہربانی کے ساتھ پیش آئے گا' تمہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دے گا' یہ پنجرہ بھی اپنے ساتھ ہی رکھ لو ماہر' یہ اس کی پسندیدہ آرام گاہ ہے اور یہ اس میں رہنا پسند کرتا ہے۔"

"کیا ضروری ہے اگر یہ منحرف نہیں ہے تو میں اسے اپنے ساتھ ہی رکھوں گا۔"

"تب تم اس کے ذمے دار ہو....." راہینا نے مسکرا کر کہا اور میں نے ہیا کو اپنے ساتھ رکھ لیا۔ اس کے بعد راہینا مجھے مختلف مقامات کی سیر کراتی رہی تھی' پہاڑوں کے اس عظیم سلسلے سے نکل کر اس نے مجھے قرب و جوار کی سیر کرائی اور اس کے لئے ہمیں شاندار گھوڑے مہیا کئے گئے تھے۔ میں اس منحوس عورت کو صرف ہیا کے لئے برداشت کر رہا تھا اور اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کوئی نہیں تھی کہ اس سیر و سیاحت میں ہیا بھی میرے ساتھ تھا میں اسے ایک کھلونے کی مانند رکھے ہوئے تھا اور راہینا اس بات کو محسوس کر رہی تھی کہ میں نے اس کھلونے کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے' سو دن بھر کی سیر و سیاحت کے

بعد جب ہم واپس پلٹے تو رابینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور یہ ایک اچھی بات ہے کہ تمہیں ایک دلچسپ مشغلہ مل گیا' یعنی کہ جب تک ہم دونوں یکجا نہ ہوں تم اس ننھے سے انسان سے بات چیت کر کے اپنا دل بہلا سکتے ہو۔"

ہیا کے سامنے میری ہمت نہ ہوئی کہ میں رابینا سے اظہار عشق کرتا' لیکن رابینا نے محسوس کیا ہو یا نہ کیا ہو' میں نے ہیا کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ دیکھی تھی۔ تاہم ابھی تک اس نے ایک بھی بات نہیں کی تھی وہ صرف ایک کھلونا بنا ہوا تھا۔

بالآخر ہم واپس غاروں میں پہنچ گئے۔ رابینا نے اپنی عیش گاہ میں داخل ہو کر کہا۔ "بہت بار میں نے اپنے علاقوں کی سیر کی ہے۔ اس وقت میرے غلام میرے ساتھ ہوتے تھے لیکن آج میں ایک نئی لذت سے آشنا ہوئی ہوں۔ آج میں نے غلامی کا مزا چکھا ہے۔"

"نہیں رابینا..... پھر یہ سب کچھ نہ کہنا' میں خوابوں میں بھی تمہیں خود سے کمتر نہیں سمجھ سکتا۔"

"آہ' عورت کو اس سے قبل میں بھی نہیں جانتی تھی..... لیکن اب میں عورت سے آشنا ہو گئی ہوں' شاید تو نہ سمجھ پائے ماہر..... کیونکہ تو عورت آشنا نہیں ہے' عورت' مرد کی غلامی میں ہی خوش رہ سکتی ہے۔ اب آرام کر..... مجھے علم ہے کہ تو بھی تھک گیا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے رابینا۔" میں نے سکون محسوس کر کے کہا۔

"ہرچند کہ تجھ سے ایک لمحہ دور رہنے کو دل نہیں چاہتا۔ میں کچھ نہ کہوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ فیصلے کرنے والی تو ہے اور یہ فاصلے ضروری ہوں گے لیکن میں تیری قربت کے لئے حاضر ہوں۔"

"بہت جلد..... بہت جلد میرے محبوب۔" اس نے کہا' تب یہ بلا دفعان ہوئی اور میں اپنی آرام گاہ میں آ گیا۔ تب میں نے ہیا کو اپنے سینے سے لگایا اور سکون کے لامتناہی سمندر میں ڈوب گیا۔ میرے وجود کی تپتی زمین سیراب ہونے لگی۔ میری آنکھیں نشے سے جھکنے لگیں۔

"میری زندگی کی تکمیل..... تو میرا بھائی نہیں میرا کھویا ہوا دل ہے ہیا۔ اس کے بغیر زندگی کیسے گزاری جاتی ہے۔ آہ کیا کہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔" ہیا نے کہا۔ جذبات تو سمندر کی مانند تھے جن کا کوئی سرا نہیں ہوتا۔ موج کے پیچھے موج ہی آتی ہے' نہ جانے کب تک ہم ایک دوسرے میں کھوئے رہے تھے' پھر ہیا نے کہا۔

"مجھے سب کچھ بتاؤ' اس وقت سے جب ہم جدا ہوئے تھے' ہمارے ماں باپ کہاں ہیں؟"

"سب کچھ ختم ہو گیا ہیا' وہ پرانی کہانی ہے' لیکن تم کہتے ہو تو میں تمہیں سنائے دیتا

ہوں۔" میں نے گزرے واقعات اسے سنائے تو اس نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں' وہ انوکھے ماں باپ تھے جنہوں نے پیدائش کے لمحے سے آخر تک ہم سے نفرت کی۔"

"شاید' وہ ہمارے نہیں تھے' ہم تو صرف ایک دوسرے کے لئے ہیں اور اب کوئی طلب نہیں رہی۔"

"بالکل ٹھیک کہا تم نے' میں تو تمہیں بتا ہی چکا ہوں کہ بھٹکتے رہنے کے سوا میں نے کچھ نہیں کیا۔ مجھے تمہاری تلاش تھی ایک ہی طلب تھی جو اب مکمل ہوئی' اس وقت ہم بہت چھوٹے تھے اور ہمیں دنیا سے لڑنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا' لیکن اب ہم پہاڑ ہیں' اب ہم ہر طاقتور سے لڑ سکتے ہیں۔"

"ہاں ہیا۔" میں نے محبت سے کہا۔ "میری ہڈیوں اور گوشت میں بلا کی طاقت ہے تم جس کی طرف اشارہ کرو اسے زیر کر کے رکھ دوں خیر اب یہ بتاؤ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"اب سوالات کا دور شروع ہوتا ہے۔" ہیا مسکرا کر بولا۔

"تم سوال کرو....."

"کیا تم رابینا سے عشق کرتے ہو.....؟"

"میں اسے صرف لعنت سمجھتا ہوں۔" میں نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اندازہ ہے صرف تمہاری زبان سے سننا چاہتا تھا۔"

"اب ہمیں اس کے چنگل سے نکلنا ہے۔"

"یہ بہت مشکل ہے..... کیونکہ وہ تمہاری دیوانی ہے اور اس جیسی دیوانیاں سب کچھ تباہ کر سکتی ہیں۔ ہمیں اب مشکلات نہیں چاہئیں۔"

"تم دانشمند ہو جیسے کہو۔"

"اب میں کہتا ہوں کہ یہ مشکل نہ ہو گا....." ہیا نے کہا اور میں مسکرا دیا۔

"ہیا میری عقل ہے....."

"چنانچہ اب میں تمہیں ایک کہانی سناتا ہوں۔"

"سناؤ....."

"مختصر..... مگر ضروری..... رابینا کیا ہے۔ یہ تفصیل غیر ضروری ہے۔ وہ خود سر' ضدی اور خود پسند ہے اتنی کہ اس نے اپنی جڑواں بہن تک کو برداشت نہیں کیا۔ اس بنیاد پر کہ وہ اس کی ہم شکل تھی اور اس نے یہ نہ چاہا کہ اس جیسی دوسری ہو۔ وہ دلیر' جنگجو اور شاطر بھی ہے اور عقل کا جادو رکھتی ہے۔ اس کی بہن کا نام کوشا ہے اور پھر یوں ہوا کہ اس نے کوشا کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کیا اور ہیبون کو ہدایت کی کہ وہ کوشا کو خاموشی سے قتل کر دے' لیکن ہیبون اس کے حق میں نہ تھا کہ وہ بھی جادوگر ہے اور اعلیٰ مقام رکھتا

ہے۔ نیز یہ کہ اس نے دونوں بہنوں کی پرورش کی ہے اور دونوں کے لئے دل میں یکساں محبت رکھتا تھا' لیکن جانتا تھا کہ رابینا نہ تو اعتراض پسند کرتی ہے.... نہ مشورہ..... اگر اس نے انکار کیا تو رابینا اس کی دشمن بن جائے گی۔ تو ہیبون نے سر تسلیم خم کر دیا اور کوشا کے خون آلود لباس کی نشانی رابینا کو پیش کر دی جسے دیکھ کر وہ روئی اور اس نے کہا کہ کاش وہ اس کی ہم شکل نہ ہوتی اور پھر وہ کوشا کو بھول گئی' لیکن ہیبون نے کوشا کو غاروں میں چھپا دیا اور وہ اس کے پاس موجود ہے۔"

"وہ زندہ ہے؟"

"ہاں.... اور اب دنیا میں سب سے زیادہ رابینا سے نفرت کرتی ہے۔"

"یہ تجھے ہیبون نے بتایا؟"

"نہیں' میرے خوابوں نے...." ہیا نے باریک مسکراہٹ سے کہا۔

"خوابوں نے....؟"

"ہاں' میں نے تجھے بتایا ہے کہ مجھے خوابوں کا جادو آتا ہے۔"

"مجھے اس کے بارے میں بتا ہیا۔"

"رابینا نے مجھے کوشا کے بارے میں بتایا اور میں نے کوشا کے خواب دیکھے تو مجھے سب کچھ پتہ چل گیا' لیکن میں نے رابینا کو نہ بتایا یوں کہ رابینا مشتعل ہو کر ہیبون اور کوشا کو قتل کر دیتی لیکن کیا ہی اچھا ہوا کہ میری یہ نیکی ہمارے کام آ گئی۔"

"نیکی...."

"ہاں' میں نے تیرے نام پر دو انسانوں کی زندگی بچائی جن کے بارے میں زبان کھول دیتا تو وہ جان سے جاتے اور دیکھ لے میری یہ نیکی ہم دونوں کے کام آئی۔"

"شاید..... میں سمجھ نہیں پا رہا۔"

"میں وضاحت کرتا ہوں۔" ہیا نے کہا' پھر بولا۔ "اب باقی کام تیرا ہے' میں ہیبون کی نشان دہی کرتا ہوں اور تجھے اس سے ملاقات کرنی ہو گی۔ ہیبون خوش دلی سے تیرے اس منصوبے کو قبول کرے گا کہ خاموشی سے رابینا کو قتل کر کے کوشا کو رابینا کا نام دے دیا جائے اور مستقبل میں وہ رابینا کے نام سے حکمرانی کرے۔ کوئی نہ جانے گا کہ وہ رابینا نہیں کوشا ہے کیونکہ خود رابینا اپنی بہن کی موت کا اعلان کر کے اس کا سوگ منا چکی ہے۔ پھر کیا ہو گا' تو خود اندازہ لگا سکتا ہے۔ کوشا ہماری احسان مند ہو گی اور ہمیں باعزت یہاں سے نکال دے گی۔"

میں حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر ہیا کو دیکھنے لگا' پھر میں نے مسرت سے کہا۔ "ہیا عقل ہے۔"

"اور بدن سے مل کر تکمیل پاتا ہے...."

"مجھے ہیبون کے بارے میں بتا...."

"وہ جس کا رنگ شب تاریک کی مانند ہے اور جس کی ناک پر سیاہ گوشت اس طرح ابھرا ہوا ہے جیسے گینڈے کی ناک پر سینگ ہوتا ہے اور جو اشکالا کے جادوگروں کے ساتھ نظر آتا ہے۔"

"ہاں' میں نے اس بدشکل کو دیکھا ہے۔"

"وہ جس غار میں رہتا ہے اس کا پتہ بھی تجھے بتا سکتا ہوں اور اسی غار کے نیچے وہ غار موجود ہے جس میں اس نے کوشا کو چھپا رکھا ہے۔"

"خوب منصوبہ ہے اور اس کی تکمیل مشکل نہیں ہو گی بشرطیکہ ہیبون تعاون پر آمادہ ہو جائے۔"

"وہ تعاون پر آمادہ ہو گا.... ضرور ہو گا۔"

"یہ کیسے کہہ سکتا ہے تو....؟"

"یہاں صرف وہ لوگ زندہ ہیں جو رابینا کے اطاعت گزار ہیں شاید وہ دوسرا شخص تھا جس کا نام بورٹوتا تھا جو دل میں رابینا سے بغاوت رکھتا تھا اور وہ تیری وجہ سے روشنی میں آ گیا۔ جبکہ پہلا شخص ہیبون ہے۔"

"کیا مطلب....؟"

"رابینا کے حکم سے انحراف سازش اور حکم عدولی ہے جس کی سزا وہ جانتا ہے اور یہ حکم عدولی کوشا کو اب تک زندہ رکھ کر اس نے کی ہے۔ اس کا ایک اشارہ اسے خوف سے پاگل کر دے گا۔ پھر وہ صرف وہ کرے گا جو تو کہے گا۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تو سچ کہتا ہے ہیا' اگر یوں ہو گیا تو پھر ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔ اپنی دنیا میں جا کر اپنے لئے ایک مقام حاصل کریں گے۔"

"ہاں' لیکن کچھ وقت کے بعد...."

"وقت....؟"

"اس سے پہلے ہم مملکت کور چلیں گے' جہاں ایک اور ہستی ہماری منتظر ہے اور ہمیں وہاں ضرور جانا ہے۔"

"ایک اور ہستی....؟"

"کیا اس انکشاف کے لئے تو مجھے کچھ وقت نہ دے گا ماہر....؟"

"گویا.... یہ داستان سچ ہے۔"

"کونسی داستان....؟" وہ بولا۔

"کور کی ہیسا۔ جسے تو چاہتا ہے۔" میں نے کہا اور ہیا شرمساری کے انداز میں

مسکرانے لگا۔

"پنڈت رائے سے یہ کہانی ہضم نہ ہو سکی' ہاں ایسا ہے اور اس تکون کی تکمیل کے بغیر ہماری کہانی مکمل نہیں ہوتی۔ بس اس کے بعد زندگی پرسکون ہو گی' لیکن بہتر ہے کچھ بعد کے لئے بھی رکھا جائے' ہم اصل کام پہلے کریں گے۔"

"مجھے تیری ہر خواہش عزیز ہے۔"

"تو پھر کیوں نہ ہم آغاز کریں....؟"

"ابھی....؟"

"ہاں' دانش کہتی ہے کہ عمل اول ہے' سکون دوم' کہ عمل کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔"

"میں تیار ہوں۔" میں نے کہا پھر ہم اپنے غار سے نکل آئے اور باہر نکل کر ہیا نے کہا۔

"لیکن اس سے قبل رابینا کا جائزہ لے لیا جائے کہ وہ گہری نیند سو رہی ہے یا نہیں۔"

رابینا کی آرام گاہ میں کون تھا جو میرے سوا جا سکتا کہ اس کی سزا موت تھی' لیکن ہیا میرے لباس میں پوشیدہ تھا اور میں نے دیکھا کہ وہ جوانی کی مست نیند میں مسکرا رہی تھی یہ اطمینان کرنے کے بعد میں واپس پلٹا ہی تھا کہ اس کی آواز ابھری۔

"ماہر...." اور میری کمر میں جیسے گولی لگ گئی۔ میں نے اسے پلٹ کر دیکھا۔ وہ کہنیوں کے بل اٹھی مجھے دیکھ رہی تھی۔ اور اس کی ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

میں نے فوراً چہرے کے تاثرات بدلے اور مسکراتا ہوا واپس پلٹ کر اس کے پاس پہنچ گیا' اس نے مجھے اپنے قریب جگہ دی اور مسکرا کر بولی۔ "واپس کیوں جا رہے تھے؟"

"تمہاری نیند میں دخل اندازی نہیں چاہتا تھا۔"

"میں تمہارے لئے ساری عمر جاگ سکتی ہوں۔"

"میں یہ تو نہیں چاہتا تھا۔"

"میرے لئے آئے تھے....؟"

"ہاں' تم سے دور رہنے کو دل نہیں چاہتا' بس خیال آیا کہ تمہیں ایک نگاہ دیکھ لوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تمہاری نیند خراب ہو گئی۔"

"تم چنداں فکر نہ کرو.... میں خواب میں تمہیں دیکھ رہی تھی مگر جانتے ہو کیا؟"

"نہیں.... کاش میں تمہارے خوابوں میں جھانک سکتا۔" میں نے اب خود کو سنبھال لیا' بات کا اس طرف رخ کر جانا میرے لئے باعث تقویت بنا تھا۔

"تم میری ذات کے ہر گوشے میں جھانک سکتے ہو۔ شاید تم یقین کرو کہ میں اب ہر لمحے تمہاری قربت کی آرزو کرتی ہوں۔ یہاں اس غار میں میری مسہری پر تمہاری جگہ اسی وقت

بن سکتی ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ ہم دونوں جذبات کے دھاروں میں بہہ جائیں گے۔ پھر ہمیں جدائی کے بھیانک اندھیروں کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔"

"میں نہیں سمجھا...."

"یہ ایک مقدس عہد ہے' خاص طور پر میرے لئے' اپنے مرد کو دیوتاؤں کی چھاؤں کے بغیر حاصل کروں گی تو منحوس تاریکی میں قید ہو جاؤں گی اور پھر وہ مجھے کبھی نہ ملے گا۔ اس کے لئے وہ رسمیں ضروری ہیں جو دیوتاؤں کی برکتیں عطا کرتی ہے۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم گواہ ہو کہ میں خاموشی سے تمہیں دیکھ کر واپس جا رہا تھا' تمہیں دیکھنا صرف دل کی پیاس بجھانے کے خیال سے تھا۔"

"تم مجھے اتنا چاہتے ہو....؟"

"ہاں...."

"تب وہ منحوس خواب صرف ایک بھیانک خیال تھا۔"

"کیا خواب دیکھ رہی تھیں تم....؟" میں نے سوال کیا اور اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار پھیل گئے۔

"میں دیکھ رہی تھی کہ میں تمہارے ساتھ حسین مرغزاروں کی سیر کر رہی ہوں' ہر طرف خوشنما پھول کھلے ہوئی ہیں' ہم ایک آبشار کے پاس بیٹھ جاتے ہیں' میں تم سے باتیں کرتی ہوں کہ اچانک ہی ہمارے سامنے ایک سیاہ دیوار آ کھڑی ہوتی ہے ایک تاریک دیوار جس سے تاریکیاں منتشر ہو رہی ہیں اور پھر میں پلٹ کر تمہیں دیکھتی ہوں تو تم میرے قریب موجود نہیں ہوتے' آہ وہ تاریک دیوار تمہیں نگل جاتی ہے اور تم میری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہو' میں تمہیں تلاش کرتی ہوئی ان تاریکیوں میں داخل ہو جاتی ہوں لیکن اس وقت کوئی میری پشت پر خنجر مارتا ہے اور میں لہولہان ہو جاتی ہوں' ان تاریکیوں میں آنکھیں پھاڑ کر میں اپنے قاتل کو تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہوں تو مجھے تمہارا چہرہ نظر آتا ہے اور وہ خنجر تمہارے ہاتھ میں ہے جس سے میرا لہو ٹپک رہا ہے' کیا ہی منحوس خواب تھا' لیکن جادوگر کہتے ہیں کہ خوابوں کی تعبیر الٹی ہوتی ہے اور میں ان کی یہ بات دل سے تسلیم کرتی ہوں کیونکہ میرا محبوب میرا قاتل کیسے ہو سکتا ہے' رابینا نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

اور میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں' یہ سب کچھ نجانے مجھے کیسے آ گیا تھا' شاید یہ ہیا ہی کی کارستانی ہو کہ وہ میری کھوپڑی پر اثر انداز ہو اور میں ساری باتیں پیش کر سکتا ہوں' میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ کیا ہی الٹی آنتیں گلے پڑ رہی ہیں' ہم تو صرف احتیاط کے پیش نگاہ اس کم بخت کو دیکھنے آ گئے تھے لیکن اس کی آنکھ ہی کھل گئی اور اب یہ بلا آسانی سے پیچھا چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو گی لیکن مصلحت کا تقاضا تھا کہ اس پر اپنی کیفیت کا اظہار نہ ہونے دیا جائے اور میں نے جو بروقت طریقہ کار اختیار کیا تھا وہ اجنبی نہیں تھا کیونکہ اس سے پہلے

بھی میں اس کے سامنے ایسی ہی کیفیات کا اظہار کر چکا تھا' تب اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کس سوچ میں ڈوب گئے ماہر....؟"

میں نے اپنے آپ پر قابو پا لیا تھا' میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ خواب تمہارے ذہن تک کیسے پہنچا۔"

وہ مسکرائی اور بولی۔ "جب کسی سے محبت کی انتہا ہو جاتی ہے تب پھر وسوسوں کا دور آ جاتا ہے وہ اپنے محبوب کے بارے میں سوچتی ہے کہ کہیں یوں نہ ہو' یہ میری محبت کی انتہا ہے ماہر...."

"آہ تم دوبارہ کبھی ایسا خواب نہ دیکھو.... میں دعا کرتا ہوں...."

"مگر خواب الٹے ہوتے ہیں' اس کی تصدیق اس خواب سے ہو جاتی ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا اور میں گہری گہری سانسیں لینے لگا اب بھلا اس بات کی کیا گنجائش تھی کہ یہ بلائے جان مجھے چھوڑ دے تو یوں ہوا کہ صبح کا اجالا آہستہ آہستہ جھلکنے لگا اور جونہی اسے احساس ہوا تو وہ چونک کر بولی۔

"میں نے تمہاری پوری رات خراب کر دی ایک لمحہ تو آرام نہ کر سکے تم۔"

"اور تم سو گئی تھیں...." میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی۔ "تم قریب ہوتے ہو تو دنیا کے کسی کام کے لئے جی نہیں چاہتا لیکن یہ مجھ پر بھی تو فرض ہے کہ تمہیں بے کل نہ کروں۔"

"میں تو تمہیں ایک نگاہ دیکھ کر واپس جانا چاہتا تھا لیکن یہ بھی تو نہیں ہو سکتا تھا کہ تم جاگتی رہو اور وہ بھی میری وجہ سے اور میں جا کر سو جاؤں۔"

"لیکن اب تم میری ہدایت مانو.....؟"

"کہو...." میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"تم اپنے غار میں جاؤ اور اس وقت تک سوتے رہو' جب تک کہ نیند پوری نہ ہو جائے۔"

"اور تم کیا کرو گی....؟"

"ظاہر ہے میں بھی سو جاؤں گی اور کون ہے ایسا جو میری نیند میں خلل اندازی کرے اور تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا' احترام کرنے والے جانتے ہیں کہ جب تک میں خود انہیں اپنے کسی کام سے آواز نہ دوں انہیں میرے آرام میں خلل انداز نہیں ہونا چاہئے اور تمہارے بارے میں بھی انہیں یہی علم ہے اور میں نے تمہارے بارے میں سب کو بتا دیا ہے کہ تم کیا ہو' جاؤ اب آرام کرو....."

"وعدہ کرو کہ تم بھی سو جاؤ گی...." میں نے کہا اور اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا' تب میں غار سے باہر نکل آیا۔ ہیا بے چارہ ساری رات ہمارے ساتھ مشکل میں

گرفتار رہا تھا۔ میں نے اسے ٹٹولا تو وہ بولا۔

"یہ نہ سمجھنا کہ میں سو رہا ہوں...."

"اوہ ہیا کیا ہی مشکل وقت آ گیا تھا...."

"نہیں ہر کام بہتر ہوتا ہے ممکن ہے اس کے دل میں تمہاری طلب جاگتی اور وہ اٹھ کر تمہارے پاس آ جاتی' لیکن ماہر تمہارا نام تمہارے والدین نے خوب ہی رکھا' تم واقعی گفتگو کے ماہر ہو۔ اور کن خوبصورت الفاظ میں تم اسے بے وقوف بنا دیتے ہو اس میں کوئی شک نہیں ہے ماہر' جیسے کہ میں نے پہلے کہا۔ وہ اگر عورت نہ ہوتی تو اس آسانی سے بے وقوف نہ بنتی' عورت چاہے دنیا کی سب سے چالاک عورت ہو لیکن مرد کے الفاظ اسے چاروں شانے چت کر دیتے ہیں۔"

میں ہنسنے لگا' پھر میں نے کہا۔ "تم شاید یقین نہ کرو کہ اس سے قبل جو عورتیں میری زندگی میں آئیں' وہ یا تو اپنا سر پیٹتی ہوئی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں یا کم از کم میرا ساتھ چھوڑ گئیں کیونکہ انہیں کبھی مجھ سے کچھ حاصل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس عورت کو کچھ حاصل ہو گا اور یہ بات تم بخوبی جانتے ہو۔" ہیا ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔

"ویسے بہت دلچسپ تجربات ہیں...."

"وہ اپنی جگہ.... لیکن ہم رات کو اپنا کام نہیں کر سکے۔"

"مگر اس میں کوئی مشکل نہیں ہوئی' کیا واقعی تم تھک کر سونا چاہتے ہو۔"

"بالکل نہیں.... میں ہزار راتیں جاگ سکتا ہوں۔"

"تو پھر تو یہ آسانی ہو گئی ہمارے لئے۔ بھلا اس کے سوا تمہیں دیکھنے والا کون ہے اور اب ہمارے سامنے وہ وقت موجود ہے جب تک وہ سوتی رہے یعنی ہم اپنا یہ کام کر سکتے ہیں اور کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ اب ہم اس وقت اپنی منزل پر چلیں' میرا مطلب ہے کہ اس کی تلاش میں اور جگہ تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔"

"یہ تو ٹھیک ہے' واقعی اب زیادہ اطمینان سے اپنا کام کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس نے مجھ سے سونے کا وعدہ کیا ہے۔"

جادوگر اسی وقت متحرک ہوتے تھے جب رابینا انہیں طلب کرتی یا پھر انہیں اس کی کوئی ہدایت ہوتی۔ چنانچہ ہیبون اپنے غار میں موجود تھا۔ دو خادمائیں اس کی ناز برداری کر رہی تھیں لیکن مجھے دیکھ کر وہ ہکا بکا رہ گیا۔ اس نے مجھے تعظیم بھی نہیں دی تھی۔ البتہ ہاتھ کے اشارے سے اس نے دونوں لڑکیوں کو جانے کی ہدایت کر دی۔ ان کے جانے کے بعد اس نے کہا۔

"رابینا کے محبوب.... کیا کسی کام کے لئے تجھے میری ضرورت ہے' ایسی کوئی بات ہے تو مجھے بتا...."

"ہاں' ایسا ہی ہے' لیکن تو نے میری تعظیم نہیں کی۔"

"بیشک تو اس لئے قابل احترام ہے کہ آنے والے وقت میں نیٹالیہ کی تقدیر کا مالک ہو گا لیکن ابھی ایسا نہیں ہوا ہے اور تیری تعظیم مجھ پر یوں واجب نہیں ہے کہ تو کوئی جادو نہیں جانتا۔۔۔ ایسا اس وقت ہو گا جب تو ہم سے بڑا جادوگر بن جائے گا' ہاں ایسا ہو گا۔۔۔۔ یہ مجھے علم ہے۔"

"رابینا کی موجودگی میں تم مجھے تعظیم دیتے ہو۔"

"وہ تو نہیں ہوتا' رابینا ہوتی ہے۔ وہ جسے اپنے برابر کھڑا کرے وہ ان لمحوں کے لئے قابل تعظیم ہوتا ہے' لیکن یہ انحراف نہیں بلکہ اصول ہے' ایک جادوگر صرف اپنے سے بڑے علم والے کو تعظیم دے سکتا ہے۔ دیوتاؤں کی ہدایت ہے' لیکن اس کے باوجود میں تیرے لئے وہ کام کرنے کو تیار ہوں جو تیری طلب ہو۔"

"تو میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے تعظیم دے۔۔۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں تیرے لئے اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہوں۔" اس نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں۔۔۔ میرے سامنے سجدہ ریز ہو جا کہ میرا جادو تیرے ہوش اڑا دے گا۔" میں نے کہا اور وہ حیرت سے میری صورت دیکھنے لگا' پھر بولا۔

"دیوتاؤں کے حکم کے خلاف ہدایت تیرا عمل ہے اور میں اس کے لئے مجبور ہوں کیونکہ تو رابینا کا منظور نظر ہے اور میں اس کا عتاب مول لینے کے لئے تیار نہیں' البتہ اتنا بتا دے کہ تو کیسا جادو جانتا ہے۔"

"کیا تو اس سے منحرف ہے کہ میرے جادو نے رابینا کو میرا مطیع کر دیا۔"

"آہ' میری زبان سے وہ نہ کہلوا جو میں نہیں کہنا چاہتا۔ بس تمام جادوگر کہتے ہیں کہ رابینا کا فیصلہ غلط ہے کیونکہ تو ہم میں سے نہیں ہے' اور۔۔۔۔ تو جادو کبھی نہ سیکھ سکے گا' لیکن فیصلہ دیوتا کرتے ہیں' رابینا ایک نوجوان عورت ہے۔۔۔۔ جس نے ایک خوبصورت مرد کو پسند کر لیا ہے۔"

"تو پھر میرے جادو کو محسوس کر۔۔۔ وہ جادو ہے میرے پاس جو پورے نیٹالیہ کے دوسرے جادوگر نہیں جانتے۔ میں جس کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں جان سکتا ہوں جبکہ تو۔۔۔۔ یا دوسرے جادوگر نہیں' تو بتا سکتا ہے کہ میں کون ہوں۔"

"شاید نہیں۔۔۔۔"

"اشکالا یا دوسرے جادوگر بتا سکتے ہیں۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"لیکن میں جانتا ہوں' مجھے علم ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے اور کون رابینا کا غدار ہے اور کون اس کا وفادار۔۔۔ تو چاہے تو میں تجھ سے ابتدا کر سکتا ہوں۔"

"میں رابینا کا سب سے بڑا وفادار ہوں' تجھے گمان بھی نہ ہو گا کہ میں نے اس کی پرورش کی ہے اور اس نے علم کے سارے مدارج میری آغوش میں طے کئے ہیں۔۔۔۔"

"اس نے بھی جسے تو نے اس غار کے نیچے پوشیدہ کر رکھا ہے' وہ جس کا خون آلود لباس تو نے کسی اور کے خون میں ڈبو کر رابینا کو پیش کیا تھا تاکہ اسے اس کی موت کا یقین دلا دے۔" میں نے کہا۔

کالے چہرے والے ہیون کو ہیا نے شب تاریک کے نام کا خطاب دیا تھا' لیکن میرے ان الفاظ نے اسے ظلمات زادہ بنا دیا۔ اس کا چہرہ اس قدر تاریک ہو گیا کہ دن کی روشنی میں بھی نظر نہ آئے۔ صرف آنکھیں اس کی موجودگی کا احساس دلاتی تھیں' لیکن یہ آنکھیں بھی نیم غشی کا رنگ اختیار کر گئی تھیں۔ بدن کی ہر جنبش ختم ہو گئی تھی اور وہ اس وقت صرف ایک آبنوسی مجسمہ نظر آ رہا تھا۔

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ تو میرے جادو کی ایک ہلکی سی جھلک ہے۔ ابھی تو میرے ترکش میں اتنے تیر ہیں کہ تیرے پورے وجود میں اتنے روشندان کھل سکتے ہیں کہ ان سے آر پار دیکھا جا سکے۔" میرے ان الفاظ نے اس کے بدن میں تحریک پیدا کی۔ وہ اپنی جگہ سے آگے بڑھا' جھکا.... دوزانو ہوا پھر اس نے اپنا سر میرے پیروں میں رکھ دیا.... اپنی آنکھیں میرے پیروں سے رگڑتے ہوئے اس نے کہا۔

"آہ' تیرے جادو کی پہلی ہی جھلک نے مجھ سے میری زندگی چھین لی اور مردوں کے پاس بھلا کیا جادو.... ہو سکتا ہے۔ اے عظیم دیوتا مجھے زندگی دے دے۔ میں اب تیرا اطاعت گزار ہوں اور تجھ سے زندگی مانگتا ہوں' مجھے زندگی دے دے دیوتا' مجھے زندگی دے دے۔"

"تجھے اس کے عوض کچھ دینا ہو گا۔"

"میری زندگی ہی تیرے قبضے میں آ گئی۔ اب میں جانتا ہوں کہ تیری زبان کی ایک جنبش میری نسلوں کا خاتمہ کر سکتی ہے پھر بھلا میری کونسی چیز میری رہ گئی۔ اب میں تجھے کیا اس کے عوض دوں گا۔ میرا ہر سانس تیرے قبضے میں ہے۔"

"تو اٹھ.... مجھے ایسی اطاعت ناپسند ہے' میں عملی انسان ہوں اور مجھے عمل پسند ہے۔" وہ اٹھ کر دوزانو بیٹھ گیا۔ مگر اس کا چہرہ بھیک مانگ رہا تھا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے اس عمل کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا بشرطیکہ تو مجھ سے سچ بولے۔"

"دیوتاؤں کی قسم تجھ سے ایک لفظ جھوٹ نہ بولوں گا۔"

"اس کا نام کوشا ہے....؟"

"ہاں...."

"اور وہ رابینا کی بہن ہے؟"

"ہاں.... جڑواں...."

"اس کی ہم شکل....؟"

"ہو بہو.... اور یہی اس کا گناہ بن گیا۔"

"تو نے دونوں کی پرورش کی ہے؟"

"آہ' کسی ماں کی طرح...."

"تیرے دل میں کس کا پیار زیادہ ہے....؟"

"کوشا کا۔ اس سے پہلے دونوں کو یکساں چاہتا تھا لیکن اب مجھے کوشا عزیز ہے کیونکہ وہ مظلوم ہے۔ رابینا تو اپنے طور پر اسے زندگی سے محروم کر چکی ہے۔ وہ سنگ دل اور ظالم ہے جبکہ کوشا ایسی نہیں ہے۔"

"کیا وہ بے وقوف ہے....؟"

"نہیں' بس ظالم و سنگ دل نہیں ہے۔"

"تب وہ اپنی بہن کے بارے میں کیا کہتی ہے؟"

"سخت غم و غصے کا شکار ہے' اس سے نفرت کرتی ہے۔"

"اور تو....؟"

"میں بھی لیکن میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں اس کا پرورش کنندہ ہوں لیکن وہ سب کچھ بھول گئی ہے' مجھ سے زیادہ دوسروں پر اعتبار کرتی ہے۔ اشکالا مجھ سے بڑا جادوگر نہیں ہے لیکن اس کا منظور نظر ہے۔"

"کیا تو اپنا مقام چاہتا ہے؟"

"ہاں' چونکہ میں نے سچ کی قسم کھائی ہے' اس لئے کچھ بھی ہو جائے میں سچ بولوں گا۔"

"گویا تیرے دل میں یہ خواہش موجود ہے کہ تجھے اقتدار ملے؟" میں نے پوچھا۔

"لیکن اشکالا کی زندگی میں یہ ممکن نہیں ہے۔"

"بیشک...."

"نہ ہی رابینا کی زندگی میں۔" میرے ان الفاظ پر اس نے کچھ نہ کہا تھا۔ میں نے پھر کہا۔ "کیا تو ان دونوں کو قتل کر سکتا ہے۔" اس نے خوفزدہ آنکھوں سے مجھے دیکھا پھر بولا۔

"یہ میرے قبضہ قدرت میں نہیں ہے۔"

"اگر میں یہ طاقت تجھے بخش دوں تو....؟"

"تو شاید میں اس سے گریز نہ کروں...."

"اور کوشا....؟"

"وہ بھی...."

"تجھے یقین ہے۔"

"مکمل.... وہ موت کے بعد اپنی بہن کو نہیں چاہ سکتی' وہ اکثر کہتی ہے کہ کاش وہ اسے قتل کر دیتی۔"

"چل.... میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور وہ سہم گیا' کچھ لمحے متذبذب رہا' پھر بولا۔

"ٹھیک ہے....."

پہاڑوں میں سرنگوں کے جال بچھے ہوئے تھے۔ پیچ در پیچ سرنگوں سے گزار کر وہ مجھے ایک تنگ غار میں لے گیا۔ یہاں رابینا کی ہم شکل موجود تھی۔ اس نے شدید حیرت سے مجھے دیکھا۔

"رابینا کا محبوب.... ماہر طمابی...."

"کیا تو مجھے جانتی ہے....؟" میں نے اچنبھے سے اس لڑکی کو دیکھا' یوں لگا تھا جیسے رابینا سامنے کھڑی ہے۔

"ہاں' آکابونا مجھے سب بتاتا رہتا ہے۔"

"مجھے دیکھ کر خوفزدہ نہیں ہوئی تو....؟"

"آکابونا کے ساتھ آنے والا میرے لئے باعث خوف نہیں۔ ہاں اگر وہ بھی مجبور ہو گیا ہے تو میں اس سے زیادہ مجبور ہوں۔"

"یہ زندگی کب تک گزارے گی.....؟"

"جب تک موت نہ آ جائے...."

"بہتر زندگی کی خواہش نہیں ہے....؟"

"ہے... لیکن ایک دلکش خواب کی طرح.... جس کے بعد آنکھ کھل جاتی ہے۔"

"خوابوں کو حقیقت بنانے کے لئے جدوجہد کرنی ہوتی ہے۔"

"رابینا کی زندگی میں یہ ممکن نہیں ہے۔"

"اور اس کی موت کے بعد۔" میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی' پھر اس نے ہیبون کو دیکھا' ہیبون نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ کچھ نہ بولی تو میں نے کہا۔

"لیکن تجھے خود کو رابینا کا نام دینا ہو گا.... عقل کا جادو استعمال کرنا ہو گا۔"

"ان سنگین دیواروں میں زندگی گزارنے سے یہ کام بہتر ہے...." اس نے کہا۔

"تب میری ہدایات غور سے سن...." میں نے کہا۔

○

رابینا خود میرے پاس آئی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یقیناً تو اپنی نیند پوری کر کے ترو تازہ ہو گیا ہو گا...."

"ہاں...."

"اشکلا چاہتا ہے کہ اب تجھے جادو سکھا دے' میں خود بھی تجھ سے دوری نہیں چاہتی۔"

"مجھے کیا کرنا ہو گا۔"

"سات کنواری لڑکیوں کے خون سے غسل کر کے چاندنی رات کا سحر حاصل کرنا ہو گا اور چاند پرسوں مکمل ہو گا... وہ سحر کی رات ہوتی ہے' ساحروں کے ہر سحر کی تکمیل اسی رات میں ہوتی ہے۔"

"میں تیار ہوں۔"

"پھر ہم یکجا ہو جائیں گے اور میں نیتالیہ کی باگ ڈور تجھے سونپ دوں گی۔"

"مجھے صرف تیری طلب ہے...."

"میں جانتی ہوں میرے محبوب...."

○

"بہت پرانی بات ہے ہیا' عدلان پاشا نے مجھے ایک عورت کی قربت میں بھیجا۔ اس نے مجھ سے اظہار الفت کیا تو میں نے اسے ہلاک کر دیا' پھر دوسری' اور سب سے آخر میں لوئیسا' لیکن لوگ کہتے تھے کہ میں تیرے بغیر نامکمل ہوں۔ اب تو میرے پاس ہے اور میں دنیا کی ہر طلب سے سیراب ہوں' کیا تو رابینا کی قربت پسند کرے گا۔"

"ہرگز نہیں' ہماری منزل کور ہے.... اور وہ ہیسیا ہے جو مجھے محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے' لیکن وہ بھی تیرے بغیر ممکن نہیں۔"

"تیرے دل میں اس کی آرزو ہے۔"

"ہاں ستاروں والی میری پسند ہے۔"

"ستاروں والی...." میں نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں ماہر.... اس کی آنکھوں میں محبت کے چراغ ہیں اور میں ان کی چاہت کرتا ہوں۔"

"میں اسے تیرے لئے حاصل کروں گا۔" میں نے کہا۔

"میں جانتا ہوں...."

میری طلب پر ڈوم میرے پاس آ گیا۔ اس کے چہرے پر افسردگی طاری تھی۔ "تو خوش نہیں ہے ڈوم....؟"

"ہاں آقا.... تیری قربت میری زندگی ہے میں تیرے ساتھ ہیا کا بھی غلام ہوں کیونکہ وہ تیرے وجود کی تکمیل ہے' لیکن تجھ سے دور رہنا میرے لئے ممکن نہیں ہے' میں پریشان ہوں۔" ڈوم نے کہا۔

"کچھ وقت کا کھیل ہے ڈوم..... اور صرف مصلحت آڑے ہے ورنہ تو مجھ سے دور

نہیں ہے۔"

"جہاں جس حال میں ہے آقا.... مجھے اپنے قریب رہنے دے۔ بس فکر مند رہتا ہوں کہ کوئی تجھے نقصان نہ پہنچا دے اور یہ زندگی مجھ پر مشکل ہو جائے۔ ہیا کے بعد اگر رابینا تیری مطلوب ہے تو میں اس کی بھی غلامی کروں گا۔"

"رابینا...." میں نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

"ہاں لوگ تیری محبت کی بات کرتے ہیں۔"

"لوگوں کو کیا نہیں کرنا چاہئے۔ پروفیسر حق اور پنڈت رائے کیا کہتے ہیں۔"

"وہ گم صم ہیں' لیکن پنڈت رائے کہتا ہے کہ ماہر اب محفوظ ہے۔ دانش کا خزانہ اس کے پاس ہے وہ ہیا کو ذہانت کا پہاڑ کہتا ہے۔"

"وہ ہے...." میں نے خوش ہو کر کہا۔

○

رات کے طعام کے بعد میں نے کہا۔ "رابینا تو اشکالا کو طلب کر لے میں اسے کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

"کیا....؟"

"وہ جو اشکالا کا جادو تجھے نہیں بتا سکا۔"

"آہ' ایسی کیا بات ہے....؟"

"بتانے کی نہیں دکھانے کی ہے اور جو میں تجھے دکھانا چاہتا ہوں وہ تیرے تصور میں بھی نہ ہو گا۔"

رابینا نے اشکالا کو پیغام بھیج دیا اور خبیث جادوگر نے آکر رابینا کو تعظیم دی۔ "مستقبل میں نیتالیہ کا حکمران ہمیں کچھ دکھانا چاہتا ہے۔"

○

"کیا....؟"

"وہ کہتا ہے دیکھنے کی چیز دیکھنے کی ہوتی ہے.... بتانے کے لئے نہیں...."

"میرے ساتھ آؤ اور میرا غلام ڈوم بھی میرے ساتھ ہو گا۔" دونوں تجسس میں ڈوبے میرے ساتھ چل پڑے۔ ڈوم ہمارے پیچھے تھا اور رابینا کیا بانکپن سے اپنی آخری منزل کی طرف جا رہی تھی اور بے وقوف جادوگر بھی' لیکن ان بھول بھلیوں میں سفر کرتے ہوئے رابینا نے کہا۔

"کیا ہی حیرت کی بات ہے کہ ماہر ہمیں ان راستوں پر لے جا رہا ہے جو ہماری رہائش گاہ کے ہیں لیکن ہم ان سے بے خبر ہیں' اشکالا کیا تم پہلے یہاں آئے ہو۔"

"صدیوں میں یہ سرنگیں تعمیر ہوئیں اور پہاڑوں میں نہ جانے کہاں کہاں ان کے جال

پھیلے ہوئے ہیں۔ زلزلے اس کی شکلیں بدلتے رہتے ہیں اور چٹانیں راستے بند کرتی رہتی ہیں تب یہ سرنگیں پوشیدہ ہو جاتی ہیں۔" اشکالا نے کہا۔

"لیکن حیرت ہے کہ ماہر نے یہ اجنبی جگہ دریافت کی۔"

"ڈوم.... مشعل اونچی کرو...." میں نے پیچھے چلتے ہوئے ڈوم سے کہا اور اس نے مشعل اونچی کر دی۔ سرنگیں ختم ہوئیں اور ہم زمین کی گہرائیوں میں داخل ہو گئے جہاں کشادہ جگہ تھی۔ میں نے مشعل ڈوم کے ہاتھ سے لے لی اور دیواروں میں نصب دوسری مشعلیں روشن کرنے لگا۔ تب غار پوری طرح روشن ہو گیا اس کے ساتھ ہی اشکالا خوف سے اچھل پڑا۔ اس نے کئی قدم پیچھے ہٹ کر کہا۔

"نہیں.... نہیں.... ابھی وہ وقت نہیں آیا.... آہ نہیں یہ کیسے ممکن ہے۔"

میں' رابینا اور ڈوم اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔ رابینا نے کہا۔ "تجھے کیا ہوا اشکالا.... آہ.... تیری حالت تو زیادہ خراب ہو گئی ہے۔"

"عظیم ملکہ.... کیا میری موت قریب آ گئی....؟" وہ پھٹی پھٹی آواز میں بولا۔

"کیا بک رہا ہے....؟"

"میرے باپ نے یہی جگہ تو مجھے دکھائی تھی۔ دیوتاؤں کی قسم بالکل یہی جگہ۔ وہ دیکھو وہ چھوٹے تنگ غار کا دہانہ ہے بالکل وہی جگہ۔"

"تجھے اپنا باپ کیوں یاد آ گیا۔"

"کیونکہ وہی مجھے یہاں لایا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ دوسری بار تو اس وقت یہاں آئے گا جب تیری موت تیرے ہمراہ ہو گی۔" اس نے کہا تھا کہ "زندگی میں کبھی یہاں نہ آنا.... ہاں جب تک تجھے موت کی طلب نہ ہو.... یا زندگی سے اکتا جائے تو اس طرف نکل آنا یہاں تجھے موت مل جائے گی' یہاں نہ آنے کا مقصد ہے جیتے رہنا۔"

"تیرا باپ بے وقوف تھا اور کیوں فضول باتیں کر کے میرا ذہن دوسری طرف الجھا رہا ہے۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ ماہر نے یہ غار کیسے دریافت کئے اور وہ ہمیں کیا دکھانا چاہتا ہے۔"

"اس احمق کی بکواس بند ہو تو میں آگے بتاؤں...." میں نے کہا۔

"خبردار.... اب نہ بولنا...." رابینا نے اشکالا سے کہا' لیکن وہ شاید اپنے لئے دعائیں پڑھ رہا تھا۔ موت اس کے چہرے پر نقش ہو گئی تھی' میں نے چیخ کر کہا۔

"لڑکی باہر آؤ...."

"مشعلوں کی تیز روشنی میں سب کچھ دیکھا جا سکتا تھا اور جب کوشا تنگ غار کے دہانے سے باہر آئی تو سب نے اسے دیکھا.... اور رابینا نے بھی۔ پھر اس پر جو رد عمل ہوا وہ بھی غیر حقیقی نہیں تھا۔ وہ چیخ کر بولی۔

"دیوتاؤں کی قسم یہ میں نہیں ہوں.... یہ.... یہ تو کوشا ہے۔"

"یہ کوشا ہے...."

"کوشا کون ہے....؟"

"میری بہن.... میرے جیسی.... مگر یہ مر چکی ہے۔"

"روحیں ایسے ہی تاریک غاروں میں رہتی ہیں' مگر وہ بھی اور جو تم ہو باہر آؤ۔" میں نے کہا۔ آنے والا ہیبون کے سوا اور کون ہو سکتا تھا۔

"ہیبون.... یہ.... یہ کون ہے.... اور تو یہاں کیا کر رہا ہے؟"

"اس کی رکھوالی جسے میں نے سینے سے لگا کر پالا تھا...." ہیبون نے کہا۔

"کیا یہ زندہ ہے.... تو نے اسے...." رابینا شدید حیرت سے بولی۔

"ہاں.... میں نے تیری حکم عدولی کی تھی' میں اپنی جگر گوشہ کو کیسے ہلاک کر سکتا تھا۔"

"آہ' تو نے غداری کی ہے ہیبون اور اپنی موت مقرر کر لی' میں نے کبھی کسی ایسے کو معاف نہیں کیا' یہ میری مشکل ہے۔"

اشکالا کے رونے کی آواز نے ایک بار پھر لوگوں کے ذہن بٹائے اور رابینا نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔ "تو بالکل پاگل ہو گیا ہے مردود.... کیا واقعی تیری موت آ گئی ہے....؟"

"یہی تو رونا ہے' میرے باپ نے یہی کہا تھا' آہ اس نے مجھے یہ سب کچھ بتایا تھا۔"

"ڈوم.... اس کے باپ کی پیش گوئی کی تصدیق کر دے۔ تاکہ ہم یکسو ہوں۔" میں نے کہا اور خونخوار ڈوم نے کسی جلاد کی طرح گردن خم کی۔ پھر آگے بڑھ کر اشکالا کو دبوچ لیا۔

"میں تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا' کیونکہ تو ہی میرا قاتل ہے' مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہئے تھا۔" اشکالا نے کہا۔ ڈوم نے ایک جھٹکے سے اس کی گردن توڑ دی۔ اور اشکالا تڑپ تڑپ کر سرد ہو گیا۔ رابینا نے حیرت سے ڈوم کو دیکھا تھا پھر اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

"مجھے ایک ایسے طاقتور غلام کی ضرورت تھی کیا نام ہے تیرا.... ڈوم....؟ یہ طریقہ ہلاکت مجھے بہت پسند آیا ہے۔ اس غدار کی کہانی بھی یہاں ختم کر دے۔ جس کا نام ہیبون ہے۔ میں ان واقعات کو ان غاروں سے باہر نہیں لے جانا چاہتی۔ ڈوم اسے ہلاک کر دے۔"

"میں صرف اپنے آقا کے حکم پر متحرک ہوتا ہوں۔" ڈوم نے بھاری آواز میں کہا۔

"میں تیرے آقا کی شریک زندگی ہوں...." رابینا نے کرخت لہجے میں کہا۔

"لیکن افسوس رابینا.... ہیبون کے باپ نے ایسی کوئی پیش گوئی نہیں کی تھی بلکہ کچھ اور ہی کہا تھا اس نے...."

"کیا....؟" رابینا حیرت سے بولی۔

"اس نے کہا تھا کہ اشکالا کی موت کے بعد ہیبون ہی نیٹالیہ کا سب سے بڑا جادوگر ہو گا.... اور کوشا اگلے وقت کی رابینا...."

"کوشا.... اگلے وقت کی رابینا...." رابینا چکرا گئی۔

"تم دونوں جڑواں ہو رابینا.... ہر چیز تمہارے لئے مشترک ہے' تم نے اپنے حصے کی حکومت کر لی' اب بقیہ وقت کوشا کو دیدو۔" میں نے کہا۔

"نہیں ماہر.... یہ میری ہم پلہ نہیں ہے' میں عظیم ہوں۔"

"تو اپنی عظمتوں کے ساتھ اس غار کی گہرائیوں میں سو جاؤ.... دوسری طرف ہیبون نے اس غار میں ایک گڑھا تیار کر لیا ہے جس میں تم اور اشکالا گہری نیند سو جاؤ گے۔ پھر کوئی زلزلہ اس غار کا دہانہ ایک چٹان سے ڈھک دے گا۔ دوسرے زلزلے کے بعد ان غاروں کو تلاش کرنے والے جب یہاں سے دو انسانی ڈھانچے پائیں گے تو کبھی نہ معلوم کر سکیں گے کہ ان میں ایک اشکالا ہے اور دوسری رابینا۔"

رابینا اب اتنی احمق بھی نہیں تھی کہ میرے الفاظ اور لہجے کو نہ سمجھ سکتی۔ پہلی بار اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آئے اور اس نے مجھے مشکوک نظروں سے دیکھا۔ بس اتنا کھیل کافی تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کی گردن دبوچ لی.... ہیا میرے پوشیدہ لباس سے نکل کر میری شانے پر آ بیٹھا اور بولا۔

"میں ایک ایسی عورت کی موت کا تماشا دیکھنا چاہتا ہوں جس کے حکم پر ہزاروں کی موت واقع ہو گئی۔ یہ میرے تجربات میں اضافہ ہے کہ طاقتور انسان بھی طاقتور نہیں ہوتا بس جب تک اس کی تقدیر یاور ہو ورنہ وہ بھی اسی آسانی سے موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے جیسے یہ عورت...."

لیکن ہیبون اور کوشا نے مرتی ہوئی رابینا کو نہیں دیکھا تھا اور اپنے رخ بدل لئے تھے۔ ہیبون نے کہا۔ "اور اس بدبخت نے بھی میرے سینے پر سر رکھ کر جوانی پائی تھی۔"

"اور میں نے اس کی ماں کے شکم میں اسے اپنے ساتھ پایا تھا اور یہ میری پہلی شناسا تھی۔" کوشا نے کہا۔

میں نے رابینا کے بے جان بدن کو چھوڑ دیا۔ باقی کام ہیبون کا تھا اور میں نے ڈوم کو اس کی مدد کی ہدایت کر دی تھی۔

کوشا ساکت کھڑی تھی۔ میں نے کہا۔ "میں نہیں جانتا تمہارے تاثرات کیا ہیں' لیکن جینے کی خواہش ہے تو میری ہدایت کے سوا کچھ نہ کرنا۔"

ان لوگوں کی فراغت کے بعد ہم نے واپسی کے راستے طے کئے اور پھر اپنی جگہ پہنچ گئے۔ ڈوم کو بھی یہیں جگہ دے دی گئی' ہیبون ضروری معلومات کر کے اپنی رہائش گاہ پر چلا

گیا۔ بعد میں ڈوم نے ہیا کو دیکھنے کی فرمائش کی تھی۔

"میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں عظیم آقا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے آقا کی تکمیل ہو۔"

"شکریہ ڈوم.... تم نے میرے بھائی کا بہت ساتھ دیا ہے۔" ہیا نے کہا۔

○

کوشا اپنے کام کے لئے بالکل درست نکلی' رات کو وہ نروس نظر آئی تھی اور مجھے خطرہ تھا کہ وہ کام نہ بگاڑ دے' لیکن صبح کو اس نے ایسا چولا بدلا کہ کچھ لمحوں کے لئے میں خود حیران رہ گیا۔ وہ خادماؤں کے ہمراہ میرے پاس آئی تھی اور اس نے کہا تھا۔

"صبح بخیر میری زندگی کے مالک' کیا تم ناشتے کے لئے تیار ہو؟" کچھ لمحوں کے لئے میں بھی چکرا گیا۔ وہ زرنگار لباس میں ملبوس تھی اور اس کی آواز بھی رابینا سے مختلف نہیں تھی' لیکن جو کچھ ہو چکا تھا اس پر بے یقینی کا کوئی جواز نہیں تھا۔ سب کچھ اسی طرح ہوا.... جیسے رابینا کے ساتھ ہوتا تھا۔ پھر کوشا نے اشکالا کو طلب کر لیا۔ مگر اشکالا نہ آیا۔ اس نے بار بار اشکالا کو بلایا' پھر اس کے نہ آنے سے جادوگروں پر ناراض ہوئی۔ لیکن رات گزری اور صبح اشکالا کی روح تو نہیں آ سکتی تھی۔ جادوگروں اور تلاش کرنے والوں نے نیٹالیہ چھان مارا.... دوسرا اور تیسرا دن۔ اتنا ضروری تھا' سو کوشا نے اعلان کیا کہ نافرمان اشکالا کو معزول کیا جاتا ہے اور اس کی جگہ ہیون کو دی جاتی ہے۔ پھر یہاں کی روایتوں کے مطابق عظیم جادوگر اور رابینا کے مشیر خاص کی عظمت ہیون کو بخشی گئی اور رابینا نے اسے اعتماد کا عصا عطا کیا ناقابل فہم رسومات کا یہ سلسلہ بھی دو دن جاری رہا.... پھر تیسری رات ہیون کے ساتھ کوشا میرے پاس آ گئی۔

"مجھے اپنے بارے میں ہدایت دے مقدس رہنما.... تیرے لئے مجھے کیا کرنا ہے۔"

"ہمارا رخ کور کی جانب ہو گا.... مملکت کور کے راستے اور وہاں جانے کا بندوبست کرنا تیری ذمے داری ہے۔"

"یہ ذمے داری میں قبول کرتا ہوں۔" ہیون نے گردن خم کر کے کہا۔

"اس کے سوا ہمیں اور کچھ درکار نہ ہو گا...."

کوشا نے جس ذہانت کا مظاہرہ کیا تھا وہ ناقابل یقین تھی۔ وہی شان وہی انداز.... وہی بیباکی.... لیکن پنڈت رائے کو یہ سب کچھ نہیں معلوم تھا۔ پروفیسر حق کو اور اسے بھی ہمارے پاس ہی پہنچا دیا گیا اور دونوں نے ایک ہی بات کہی۔

"وہ تمہارے عشق میں اس قدر ڈوب گئی ہے کہ اب ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔"

"کیا....؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"تمہارے اور اس کے یکجا ہو جانے کے چرچے بہت پھیل گئے ہیں۔ ہم اس جنگل سے

کیسے نکلیں گے؟"

"ہیا کے پاس ہر مشکل کا حل ہے...."

"تو کیا دانش کے پہاڑ نے کوئی موثر حل سوچ لیا۔ میں نے تم سے کہا تھا نا ماہر کہ وہ مجسم عقل ہے۔ اور اس کے ذہن کی پہنچ لامحدود۔ مگر وہ حل کیا ہے....؟"

"سارے کام مکمل.... سب کچھ درست.... کیونکہ مٹ چکی ہے' یعنی رابینا اور اس کا دوست اشکالا...."

"کچھ سمجھ میں نہیں آیا...."

"رابینا اور اشکالا اب زمین کی گہرائیوں میں سوئے ہوئے ہیں۔" میں نے کہا۔ اور وہ دونوں اس طرح میری صورت دیکھنے لگے جیسے میرے الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں' لیکن ڈوم کا انداز ان سے مختلف تھا کہ وہ صورت حال سے واقف تھا' پھر انہوں نے ایک دوسرے کو مدد طلب نگاہوں سے دیکھا جیسے ایک دوسرے سے مدد کے طالب ہوں آخر میں پنڈت رائے نے کہا۔

"کچھ اور تفصیل بتانا پسند کرو گے ماہر....؟"

"کیوں نہیں.... میں یہ کہتا ہوں کہ اشکالا اور رابینا اب اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔"

"لیکن رابینا....؟"

"وہ کوشا ہے' رابینا کی جڑواں بہن۔" پھر میں نے انہیں مزید تجسس میں نہ رہنے دیا اور ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر وہ دنگ رہ گئے۔

"میرے خدا تم یہ سب کچھ کر چکے ہو...." پروفیسر حق نے کہا۔ پنڈت رائے فخریہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"اور میں نے اس ننھے انسان کو دانش کا پہاڑ کہہ کر غلطی تو نہیں کی ہے کیونکہ میں جانتا ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے ہماری آزادی دور نہیں ہے۔" پروفیسر حق بولا۔

"ہم آزاد ہیں اور جس وقت چاہیں یہاں سے روانہ ہو سکتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"لیکن بہتر ہے جلدی نہ کریں' اب تمہاری کیا رائے ہے ماہر.... ہمیں کور کا رخ کرنا ہے یا.... واپسی کے انتظامات...." پنڈت رائے نے کہا۔

"نہیں پنڈت رائے.... ہمارے راستے کور کی سمت جاتے ہیں اور ہمیں وہیں چلنا ہے۔" میرے ان الفاظ پر پنڈت رائے کے چہرے پر روشنی پھیل گئی۔ کچھ لمحے توقف کے بعد پنڈت رائے نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ ان دونوں کے یکجا ہو جانے کے بعد ایک آئی جینٹک وجود میں آ گیا

ہے اور آئی جینٹک پر قوت ہے ذہنی اور جسمانی طور پر تو دیکھ لو۔ اس کی تکمیل نے قبیلوں کے ناسور کو کس آسانی سے فنا کر دیا۔ ورنہ رابینا زندہ رہ کر ہزاروں انسانوں کو خون کے سمندر میں غرق کر دیتی۔ ویسے پروفیسر حق آپ کا آئندہ کیا پروگرام ہے۔"

پروفیسر حق نے بے بسی کی نگاہ سے ہمیں دیکھا پھر پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"بھلا تم لوگوں سے ہٹ کر میں کوئی بات نہیں سوچ سکتا ہوں۔ بلکہ میرے راستے تو بہت پہلے تمہارے راستوں سے آملے تھے' نہ جانے کب سے' افریقہ میں داخلہ صرف بورٹونوٹا کی تحقیق میں شامل ہونے کے لئے تھا' لیکن کیا معلوم تھا کہ وہ لعین دل میں اتنا گھناؤنا مقصد رکھتا تھا۔ میں تمہارے بغیر اس تک آنے میں کامیاب بھی ہو جاتا تو بالآخر اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جاتا کیونکہ اس کے ناپاک مقاصد کے لئے اپنے ایمان کو داغدار نہ کر پاتا اور اس کے لئے میرا کوئی اور مصرف نہیں تھا۔ زندگی کے بقیہ سانس تمہارے ساتھ ہیں۔ میری درخواست ہے کہ مجھے ساتھ رکھو۔۔۔ بیشک میں تمہارے لئے بے مصرف ہوں لیکن ان سانسوں کو اپنی صحبت میں قبول کر لو۔۔۔ اور جہاں ان کا سلسلہ ختم ہو جائے بس اتنا کرنا کہ مجھے زمین کی گہرائیوں میں اتار دینا' انسان پر انسان کے حق کے نام پر تم سے یہ درخواست کر رہا ہوں۔"

"نہیں پروفیسر' آپ میرے لئے قابل احترام ہیں' ہم خوشدلی سے آپ کو اپنے ساتھ رکھیں گے۔" میں نے کہا۔

"تب میری بھی یہی فرمائش ہے ماہر۔۔۔ میرے لئے بس اتنا کرنا کہ مجھے لکڑیوں کے ڈھیر میں دبا کر آگ دکھا دینا۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"آپ کی زندگی کی تفصیل صیغہ راز میں ہے پنڈت رائے۔" میں نے کہا اور پنڈت رائے مسکرا پڑا۔۔۔ پھر اس نے پروفیسر حق سے کہا۔

"آپ کچھ محسوس کر رہے ہیں پروفیسر حق۔۔۔؟"

"کیا۔۔۔؟"

"ماہر کی تبدیلیاں۔۔۔"

"ہاں' اب وہ پرسکون ہے' پہلے اس کی آنکھوں میں کرب اور پیاس تھی اور اب سکون' ایک لامتناہی سکون۔"

"میرا سکون میرا ہیا ہے' میں اپنی عمر کا صحیح تعین نہیں کر سکتا لیکن یوں لگتا ہے جیسے ہوش کا ہر لمحہ زخموں سے چور گزرا ہے اور جب مجھے اس تکلیف سے نجات ملی ہے۔" میں نے پیار سے ہیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر میں نے پنڈت رائے سے کہا۔

"آپ نے اپنے بارے میں نہیں بتایا پروفیسر۔۔۔؟"

"مختصراً تمہیں بتا چکا ہوں ماہر۔۔۔ تفصیل سے سن لو۔۔۔ ایک دولت مند باپ کا بیٹا ہوں۔

پنڈت راکیش رائے بڑے کاروباری تھے' تین بھائی تھے ہم۔ ان میں سے دو پتا جی کے ساتھ کاروبار کرتے تھے۔ میں نکما تھا اور صرف اپنے شوق کی تکمیل میں ان کی کمائی اڑاتا تھا۔ جب تک وہ مجھے برداشت کر سکتے تھے کیا۔۔۔ پھر گھر سے نکال دیا گیا۔ مجھے مہم جوئی اور پراسرار علوم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا شوق تھا۔ اس شوق میں مارا مارا پھرتا تھا۔ بہت کچھ دیکھا بہت کچھ سیکھا۔ پھر اچانک بحری سفر کے دوران ایک واقعہ پیش آیا۔ اس رات سمندر میں طوفانی لہریں اٹھ رہی تھیں اور جہاز کا عملہ غیر معمولی مصروف تھا۔ میرے پڑوسی جولیس آرک نے میرے کیبن کا دروازہ بجایا اور میری ہدایت پر اندر آگیا۔ اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی' اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست۔۔۔ میں تمہارے پڑوس کے کیبن کا مسافر ہوں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"خیریت مسٹر جولیس۔۔۔ شاید آپ کچھ بیمار ہیں۔"

"ہاں' زندگی کا وقت اچانک ختم ہو گیا ہے' بے وفا اور ناپائیدار زندگی بڑی دھوکے باز ہوتی ہے۔" اس نے کرب زدہ لہجے میں کہا۔

"اگر آپ کو کوئی تکلیف ہے تو میں آپ کو جہاز کے اسپتال لے چلتا ہوں۔"

"نہیں' موت نے مجھے اپنی آمد کا پیغام دے دیا ہے۔ فضول کاموں میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا۔"

"آپ بلا وجہ مایوس ہو رہے ہیں' چلیں ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔"

"نہیں دوست' اس کے برعکس اگر تم میرا ایک کام کرو تو میں مرنے کے بعد بھی تمہارا احسان مانوں گا۔ تم جبوتی جا رہے ہو؟ اصولی طور پر مجھے یہ سوال نہیں کرنا چاہئے جبکہ میں جانتا ہوں کہ اس جہاز کی منزل ہی خلیج عون کا ساحل جبوتی ہے۔"

"ہاں' میں جبوتی جا رہا ہوں۔"

"تب میری ایک امانت رکھ لو۔ جبوتی کے شہر میں ویکونایا نامی ایک علاقہ ہے جہاں ایک مشہور آدمی نک باربروسا رہتا ہے' یہ صندوقچہ نک باربروسا کو پہنچا دینا اسے بتا دینا کہ یہ جولیس آرک نے دیا ہے' بولو میرا یہ کام کر دو گے؟"

"ضرور کروں گا' کیونکہ میں جبوتی جا رہا ہوں لیکن تم اپنی زندگی سے مایوس کیوں ہو؟"

"یہ تم نہیں سمجھو گے۔۔۔" اس نے کہا اور اپنے ڈھیلے ڈھالے چغہ نما لباس سے ایک آبنوسی صندوق نکال کر میرے سامنے رکھ دیا جو تقریباً آٹھ انچ موٹا اور بارہ انچ لمبا تھا۔ وہ بہت قدیم معلوم ہوتا تھا اور اس کو لکڑی جوڑنے والے کسی مسالے سے جوڑ کر بند کر دیا گیا تھا۔"

"ٹھیک ہے' اسے اور کوئی پیغام دوں۔۔۔؟" میں نے پوچھا۔

"بس اتنا کہ بدنصیب جولیس کو زندگی نے موقع نہیں دیا کہ وہ تمہارے ساتھ اس تحقیق میں شریک ہو سکتا۔"

"اور اگر تم زندہ رہے مسٹر جولیس تو....؟" میرے اس سوال پر وہ مسکرایا اور بولا۔

"تو تم یہ مجھے واپس کر دینا....."

"ٹھیک ہے.... اب تم میری ایک بات مان لو....."

"ضرور مانوں گا کہو۔"

"میرے ساتھ جہاز کے اسپتال چلو.... تم نے بلا وجہ خود پر موت مسلط کر لی ہے۔" وہ کچھ لمحے سوچتا رہا پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"ٹھیک ہے' حالانکہ میں سکون سے مرنا چاہتا تھا۔ ماضی کا حسین سفر کرتے ہوئے جبکہ وہاں اسپتال میں وہ لوگ مجھے زندہ رکھنے کی کوشش میں پریشان کریں گے' لیکن ٹھیک ہے' وقت یہی چاہتا ہے تو یہی سہی۔ البتہ تم میرے کام کا وعدہ کر چکے ہو۔"

"ہاں' اس کے لئے مطمئن ہو جاؤ۔" میں نے اسے اطمینان دلایا' پھر اسے اسپتال لے گیا۔ اسپتال کے ڈاکٹروں نے اس پر پوری توجہ دی اور مجھے بتایا کہ وہ صرف ڈپریشن کا شکار ہے اور صبح تک نارمل ہو جائے گا۔ میں اپنے کیبن میں واپس آگیا۔ دوسری صبح میں اس کی خیریت معلوم کرنے اسپتال گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ رات کو ساڑھے تین بجے مر گیا۔ مجھے حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ اپنی موت کا یقین ظاہر کر چکا تھا۔ بہرحال جبوتی پہنچ کر میں نے اپنے کام کئے پھر احتیاط سے وہ امانت لے کر ویکونایا کے علاقے میں پہنچ گیا۔ یہاں میں نے مسٹر نک باربروسا کے بارے میں معلوم کیا' وہ بیشک ایک مشہور آدمی تھا' لیکن اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ایک ہفتے قبل مر چکا ہے۔ اس کا کوئی وارث بھی نہیں تھا۔ اس لئے یہ صندوقچہ میں کسی کو نہ دے سکا۔ کافی عرصہ وہ میرے پاس بے کار پڑا رہا' پھر ایک دن میں نے سوچا کہ اسے کھول کر دیکھوں کہ اس میں کیا ہے۔ صندوقچہ لاکھ سے جوڑا گیا تھا اور جوڑ اس قدر مضبوط تھا کہ اسے بمشکل کھولا جا سکا۔ صندوقچے میں سے ایک لفافہ برآمد ہوا اور لفافے سے کچھ کاغذات جو کافی بوسیدہ تھے' لیکن سالم حالت میں تھے' کاغذات کی تحریر قدیم تھی لیکن میں اسے پڑھ سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس سے ایک قلمی تصویر بھی برآمد ہوئی تھی جو ایک بے حد حسین عورت کی تھی۔ میں تصویر کو غور سے دیکھتا رہا' اتنی جاندار تصویر تھی کہ منہ سے بولتی محسوس ہو رہی تھی۔ تحریر میں کسی ایلس بورسے کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا۔

"ایلس بورسے میری جان.... میری تحقیق کی تفصیل حاضر ہے
اور تصدیق ہوئی کہ وہ صرف ایک کہانی نہیں حقیقت تھی اور جو کچھ
کہہ رہا ہوں اس کا چشم دید گواہ ہوں۔"

"افریقہ کے ساحل کے قریب ایک پراسرار علاقہ اپنی نوعیت کا واحد علاقہ ہے۔ یہاں دریائے زمبی سمندر میں گرتا ہے۔ شمال میں ایک ناقابل یقین وسعتوں میں پھیلا میدان ہے اس میدان میں ایک پہاڑی ہے جس کی چوٹی کسی انسانی سر سے مشابہہ ہے۔ یہ یوں سمجھ لو۔ اس علاقے کی شناخت ہے اور ان کی وسعتوں سے پرے ایک نہ ختم ہونے والا عظیم پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے اور یہی مملکت کور کہلاتی ہے۔ یہ پہاڑ اپنی نوعیت کے عجیب پہاڑ ہیں اور ان میں موجود غاروں میں مقامی آبادی فروکش ہے دیویوں اور دیوتاؤں کی اس سرزمین پر جادوگروں کے مسکن ہیں اور ایک روایتی ہیسا کور کی ملکہ ہے۔ اس ملکہ سے متعلق انوکھی داستان کور میں بکھری ہوئی ہیں وہاں کے باشندوں کا عقیدہ ہے کہ ہیسا ہزاروں سال سے زندہ ہے۔ وہ آتش زادی ہے اور اپنے حسن و جمال کی تزئین آگ کے غسل سے کرتی ہے۔ زمانہ قدیم میں کور ایک باقاعدہ شہر تھا' لیکن پھر ماہ و سال کی گردش اور.... زلزلوں نے اس شہر کو تباہ کر دیا اور اس کی آبادی غاروں میں رہنے لگی۔ ملکہ کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ وہ فرعون مصر سے عشق کرتی ہے اور صدیوں سے اس کی منتظر ہے۔ آگ کے روشن مینار سے نئی زندگی حاصل کر کے وہ اپنے محبوب کے لئے جوان رہتی ہے۔ یہ داستان بے شک ناقابل یقین نہیں تھی لیکن اب نہیں کیونکہ میں گواہ ہوں۔"

تمہارا مخلص.... ایروناسس۔"

"عجیب داستان تھی دوستو.... اور اس کا سحر مجھ پر اس طرح مسلط ہو گیا کہ میں سب کچھ بھول گیا۔ چونکہ اب یہ سب کچھ میری تحویل میں تھا اس لئے میں اس پر تحقیق کے لئے تیار ہو گیا۔ اور پھر میں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ اسی دوران مجھے پنڈت ہیوبرٹ مل گیا جس نے مجھے شانتی کے جال میں پھنسا دیا' بعد میں شانتی کے راز مجھ پر کھلے اور میں اس سے بددل ہو گیا۔ میں نے صحرائے اعظم میں اپنے لئے ٹھکانہ تلاش کر لیا اور مولبوں کو اپنا دوست بنا کر ایک رہائش گاہ بنائی اور ہیسا کے بارے میں تحقیق اپنا مقصد بنا لیا۔ کام ست روی سے ہو رہا تھا لیکن ہو رہا تھا۔ پھر وہ واقعات پیش آئے جو تمہارے علم میں ہیں۔"

پنڈت رائے کے خاموش ہونے کے بعد بھی دیر تک خاموشی طاری رہی تب پروفیسر نے کہا۔ "یقیناً ہم کور جائیں گے۔"

"اور اتفاق دیکھو' ہمارے مقاصد بھی یکساں ہو گئے ہیں۔"

"ہمیں یہاں کتنا قیام کرنا ہو گا۔" میں نے پوچھا۔

"یہ تم پر منحصر ہے۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"ہیا کیا کہتے ہو....؟"

"عقل کا تقاضا ہے کہ کوشا کی کسی غلطی سے قبل ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔" ہیا نے کہا۔

"غلطی سے تمہاری کیا مراد ہے....؟"

"وہ وقت آ سکتا ہے جب جادوگر کوشا اور رابینا کی شناخت کر لیں ہم کیا کہہ سکتے ہیں' اس وقت ہم بھی مشکل کا شکار ہو جائیں گے۔"

"بالکل ٹھیک...." سب نے تائید کی۔

"تب پھر.... ہم کوشا اور ہیون کو طلب کرتے ہیں اور ان سے اس سلسلے میں مشورہ کر کے اپنے آگے کے سفر کا بندوبست کرتے ہیں۔"

"بہتر ہو گا کیونکہ اس کی مدد سے ہمیں اپنے سفر میں آسانیاں ہو سکتی ہیں۔"

"تب یہ بات طے...."

"میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے' اور پھر ہیا بھی یہی خیال رکھتا ہے۔" اس کے بعد ہم نے نیٹالیہ کے ہیون اور کوشا کو پیغام بھیج دیا اور ان کا انتظار کرنے لگے۔

ہیون اور کوشا ہمارے احسان مند تھے اور ہر طرح سے ہمارے ساتھ بہتر سلوک کرنے پر آمادہ رہتے تھے چنانچہ ہماری طلب پر فوراً پہنچ گئے' ہیون نے شکر گزار لہجے میں کہا۔

"حقیقتوں سے گریز کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ دوسری دنیا کے دانشورو یہی سچ ہے کہ نیٹالیہ کی تقدیر تاریکی سے بچانے والے تم ہو۔ نیٹالیہ کے جادوگر عیش کوش ہیں اور صرف اپنے اقتدار کے خواہاں' انہیں اس سے غرض نہیں ہے کہ نیٹالیہ کا مستقبل کیا ہو گا نہ انہیں اس کی خوشحالی سے دلچسپی ہے نہ اس کی بقاء سے۔ رابینا وسعتوں کا جنون رکھتی تھی اور صحرائے اعظم کے ہر قبیلے کو اپنے زیر نگیں دیکھنا چاہتی تھی اور جادوگر اس کے جنون کو ہوا دیتے تھے' لیکن یہ بھی سچ ہے کہ سارے قبیلے اتنے کمزور نہیں۔ رابینا کا جنون انہیں یکجا بھی کر سکتا تھا۔ اس طرح سب مل کر نیٹالیہ کی تباہی بن سکتے تھے۔ ہم اس سے مختلف سوچ رکھتے ہیں اور نیٹالیہ کو امن کے راستے پر لے جانے کے خواہاں ہیں۔"

"کوشا مشکوک تو نہیں ہوئی؟" پنڈت رائے نے پوچھا۔

"کوشا' رابینا سے زیادہ باصلاحیت ہے' اس نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اس کی اختراع تھی۔"

"وہ کیا....؟"

"اس نے تمام جادوگروں کو طلب کر کے اپنا ایک خواب اسے سنایا اور ان سے اس خواب کی تعبیر مانگی اور خواب یوں تھا کہ بڑا پرندہ فضا کے افق سے نمودار ہوا اور اس نے نیٹالیہ کی طرف پرواز کی پھر وہ پورے نیٹالیہ پر چھا گیا اور اس کے پروں سے قہر و غضب کی بجلیاں برسنے لگیں جس سے پورے نیٹالیہ میں آگ لگ گئی۔ ہر جھونپڑا خاکستر ہو گیا۔ سرسبز میدان جل کر راکھ ہو گئے اور ان سے اٹھنے والے گاڑھے دھوئیں سے زندہ بچ جانے والوں کے دم گھٹ گئے۔ ہتھیار پگھل گئے۔ پھر تیز ہواؤں کے طوفان نے یہ راکھ اڑا دی اور نیٹالیہ ایک میدان بن گیا' جلی ہوئی زمین کا سیاہ میدان...." کوشا نے رابینا کی حیثیت سے جادوگروں سے اس خواب کی تعبیر مانگی تو سب کے چہرے اتر گئے۔ میں نے اسے اس خواب کی تعبیر بتائی اور کہا کہ "وہ بڑا پرندہ رابینا کے ہاتھوں تباہ ہونے والوں کی آہ تھی جس نے بالآخر نیٹالیہ کو راکھ کر دیا...." جادوگروں نے فوراً میری تعبیر کی تصدیق کر دی۔ تب رابینا نے قسم کھائی کہ وہ اپنا موقف بدلے گی اور اب اس کے ہاتھوں کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا.... وہ

سب اس سے متفق ہو گئے تب اس نے نئے احکامات جاری کر دیئے۔"

"واہ..." پروفیسر حق خوشی سے اچھل کر بولا۔ "یہ تو کوشا نے مکمل کر دیا اور یہ خواب اس کی اختراع تھی۔"

"سو فیصدی من گھڑت..." ہیون مسکرا کر بولا۔ کوشا بھی ہنس رہی تھی۔

"یہ ایک بہتر عمل رہا اور اب ہیون ہم تم سے رخصتی کے طلب گار ہیں۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"تمہارے قدموں کی برکت ہمارے لئے اہمیت رکھتی ہے لیکن ہم تمہارے کسی حکم سے منحرف نہ ہوں گے۔"

"ہمارا سفر کور کی جانب ہو گا... کیا تم ہمیں کور کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟"

"شاید بہت کچھ..."

"ہم وہیں جانا چاہتے ہیں۔"

"صحرائے اعظم کی پرافسوں آبادیوں میں کور قدیم ترین روایات رکھتا ہے۔ یہ کب آباد ہوا اس کی تاریخ نہیں ملتی۔ لیکن اسے برباد ہوئے صدیاں بیت گئیں' سنا گیا ہے کہ اب مملکت کور کھنڈرات اور غاروں کی آبادی ہے۔ اسے دوبارہ تعمیر نہیں کیا گیا۔ ملکہ ہیسیا وہاں کی قدیم حکمراں ہے اور کور کی کہانیوں میں کچھ اجنبی روایات ملتی ہیں۔" ہیون نے کور کی کہانی کچھ اس دلچسپ انداز میں بیان کی کہ ہر شخص کے دل میں اس کے لئے تجسس پیدا ہو گیا یہاں تک کہ پنڈت رائے جس نے زندگی کا ایک بڑا حصہ اس تحقیق میں گزارا تھا' ہیون کے انداز بیان سے متاثر ہو کر بولا۔

"اجنبی روایات سے تمہاری کیا مراد ہے...؟"

"یہ تو نہیں کہا جا سکتا عظیم آقا کہ صحرائے اعظم میں آباد قبیلوں کی ترتیب کیا ہے' کتنی صدیوں سے کون کہاں آباد تھا اس کے بارے میں کوئی مکمل علم شاید صحرائے اعظم کے رہنے والوں کو نہ ہو' ہاں کچھ جادوگر جو تحقیق اور تجسس رکھتے ہیں قرب و جوار کے علاقوں کے بارے میں اپنے علم سے بہت کچھ معلوم کرتے رہتے ہیں جیسے "کور" افریقہ کے ایک ساحل کے قریب ایک ایسا علاقہ ہے جسے مکمل طور پر شاید ہی کبھی کسی نے دیکھا ہو۔ روایات ہیں کہ جہاں دریائے زمبی سمندر میں گرتا ہے یہ علاقہ اس سے تھوڑے فاصلے پر شمال میں واقع ہے' ایک وسیع و عریض میدان نگاہوں کی حد تک پھیلا ہوا ہے اور اس میدان کے ایک سرے پر ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی انسانی سر سے مشابہ ہے اور وہی "مملکت کور" ہے۔ اس میدان کے اس پار پہاڑوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور ان پہاڑوں میں ایک پہاڑ کی شکل کسی پیالے کی مانند ہے اور ان میں غاروں کے جال بچھے ہوئے ہیں یہاں کے باشندے انہی غاروں میں رہتے ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ملی جلی زبان

بولتے ہیں جس میں عربی اور یونانی شامل ہے اور ملکہ "ہیسیا" سیاہ فام نہیں بلکہ سفید رنگ کی ایک ایسی خوبصورت عورت ہے جس کا حسن بے مثال ہے اور جسے ایک بار دیکھ کر کوئی بھی اپنے ذہن پر قابو نہیں پا سکتا وہ وہاں کی مکمل حکمران ہے اور اس سے متعلق لاتعداد کہانیاں کور ہی میں نہیں بلکہ قرب و جوار کے تمام قبائل میں بکھری ہوئی ہیں' حالانکہ رابینا "مملکت کور" کی فتح کا ارادہ رکھتی تھی اور جادوگروں نے یہ جاننے کے باوجود کہ جادوگر ملکہ کا فسوں لامحدود ہے کبھی اسے اس خیال سے نہ روکا اور وہ احمق اس کے اس جنون کو ہوا دیتے رہے جبکہ عقل یہ کہتی ہے کہ پراسرار افسوں کے علمبردار اس قدر آسانی سے کسی کے قبضے میں نہیں آ سکتے اور پھر وہ روایات جو اپنی پراسرار حیثیت میں ایسی ہیں کہ عقل اس کی توجیہہ تک نہ کر سکے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ "امینارتس" جس کا تعلق فرعون مصر کے شاہی خاندان سے تھا' "کیلی کریٹس" نامی ایک شخص کی بیوی تھی جو کہ آئسس کا پادری اور دیوتا کا چہیتا تھا اور جن بھوت اس کے تابع تھے۔ امینارتس یونانی نژاد تھی اور جب آخری فرعون مصر پر حکمراں تھا وہ کیلی کریٹس کی محبت میں گرفتار ہو گئی اور وہاں کی رسموں کے خلاف دونوں نے یکجا ہونے کا فیصلہ کیا تو شہنشاہ مصر ان کا مخالف ہو گیا اور اس نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا اور ان کی قتل گاہ تعمیر کر لی گئی تب یوں ہوا کہ کیلی کریٹس اور امینارتس نے مصر چھوڑ دیا اور وہاں سے فرار ہو کر جنوب کی جانب چل پڑے۔ ایک طویل سفر کرنے کے بعد وہ افریقہ کے ایک ایسے ساحل پر پہنچے جہاں سے سورج طلوع ہوتا تھا' اس ساحل پر انہوں نے دریا کے قریب ایک ایسی چٹان دیکھی جو انسانی سر سے مشابہ تھی اور وہاں انہوں نے قیام کیا جہاں انہیں گرفتار کر کے "مملکت کور" لے جایا گیا جو ایک بڑے شہر کی شکل میں آباد تھا اور کسی زمانے میں تباہ ہو چکا تھا۔ یہاں بڑے بڑے غار تھے جس میں یہاں کی آبادی رہتی تھی... وہ لوگ ان دونوں کو ملکہ ہیسیا کے پاس لے گئے جس کی اطاعت سب پر فرض تھی اور جس کا جادو عظیم تھا۔ ملکہ ہیسیا نے کیلی کریٹس کو محبت بھری نظروں سے دیکھا اور کہا کہ "کیلی کریٹس" تو اس کی ملکیت ہے چنانچہ اسے امینارتس کو چھوڑ کر ملکہ ہیسیا کے زیر نگین ہونا چاہئے تھا۔ سو اس نے یوں کیا کہ ان دونوں کو ایک ایسے راستے پر ڈال دیا جو انتہائی تاریک تھا اور خطرات سے پر... بڑی بڑی کھائیوں کا یہ شہر بڑا خوفناک تھا اور یہیں وہ مینار بھی تھا جس کی گردش کبھی نہیں رکتی تھی اور اس کی آواز میں بجلی کی سی کڑک اور تیزی تھی اور اس مینار کے دامن میں ابلتے ہوئے شعلوں میں ہیسیا کا ٹھکانہ تھا۔ اس نے کیلی کریٹس کو حکم دیا کہ وہ امینارتس کو قتل کر دے اور خود اس کا ہو جائے... تاکہ وہ اسے بھی اپنی طرح حیات ابدی بخش دے اور وہ جوان اور خوبصورت رہے وہ خود امینارتس کو قتل نہیں کر سکتی تھی' کیونکہ اس کو اس کی منائی تھی... پھر یوں ہوا کہ کیلی کریٹس نے ایسا نہ کیا اور یہاں تک کہ وہ اس کے عتاب کا شکار ہوا لیکن اس کا علم یہ کہتا تھا اس سے کہ کیلی

کریٹس کو موت نہیں آئی وہ لمحوں کے لئے اس سے الگ ہو گیا ہے اور بالآخر وہ یہاں تک دوبارہ آئے گا چاہے کسی بھی شکل میں ہو یہ اس قوم کی ایسی داستان ہے جو نسل در نسل چلی آ رہی ہے اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ "ہیسیا" شعلوں کی ملکہ آج بھی اپنے محبوب کی منتظر ہے۔ اسے یقین ہے کہ کیلی کریٹس واپس آئے گا اور اس بار وہ ہمیشہ کے لئے اس کا ہو کر آئے گا اور اس کے ساتھ کوئی امینارتس نہیں ہو گی۔"

ہم سب اس مفصل کہانی سے بہت لطف اندوز ہوئے تھے اور ہمارے ذہنوں میں طرح طرح کے تصورات گردش کر رہے تھے' "ہیا" نے اپنے مخنی آواز میں کہا۔

"لیکن ہم کور کی یہ آبادی دیکھنا چاہتے ہیں اور وہاں تک جانے کے خواہاں ہیں' ہیون کیا تمہارے پاس ان راستوں کی کوئی نشاندہی ہے جہاں سے گزر کر ہم کور کی سمت کا سفر شروع کر سکتے ہیں۔"

ہیون سوچ میں ڈوب گیا' پھر اس نے کہا۔

"جب ملکہ رابینا نے کور کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں تو جو تفصیلات علم میں آئیں وہ یوں تھیں کہ مملکت کور کا فاصلہ یہاں سے بہت زیادہ ہے لیکن ہمیں جن راستوں سے گزرنا ہو گا' میرا مطلب ہے ملکہ رابینا کو جن راستوں سے گزر کر اپنے لشکر کے ہمراہ کور تک جانا تھا وہ دلدل سے پر راستے تھے اور وہاں سانپوں کی کثرت اور بڑے بڑے اژدھوں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی ان کی آبادیاں یہاں نام و نشان تک نہیں رکھتی تھیں کیونکہ وہ علاقے آبادیوں کے قابل ہی نہیں تھے' جو معلومات ملکہ رابینا کو حاصل ہوئیں وہ یہ تھیں کہ یہ دلدلی علاقہ مشرقی ساحل تک پھیلا ہوا ہے اور یہی وجہ تھی کہ کوئی بھی شخص آگے نہیں جا سکتا.... لیکن ملکہ رابینا دیوانی تھی اس نے کہا کہ سمندر کے راستے سے وہاں تک کا سفر اس لئے ممکن نہیں کہ لشکر کے لئے کوئی ذریعہ سفر نہیں ہو گا' چنانچہ جیسے بھی ممکن ہو یہی راستے طے کرنا ہوں گے جبکہ جادوگروں کی معلومات کے مطابق وہاں سانپوں' اژدھوں اور دلدلوں کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں اس علاقے میں بیماریاں بھی عام ہیں اور وہاں جانے کے لئے لشکر کے بڑے بڑے سربراہ کسی طور تیار نہیں تھے' لیکن بہرحال ملکہ رابینا کے حکم پر وہ انکار بھی نہیں کر سکتے تھے۔

بہرحال یہ ذریعہ ایک لشکر عظیم کے لئے کسی طور ممکن نہیں تھا سوائے اس کے کہ جو لشکر کور کی جانب سفر کرے اس کے افراد میں سے چند ہی باقی رہیں اور باقی موت کی نذر ہو جائیں.... ہاں سمندری راستہ کسی قدر محفوظ ہے اور یہاں سے دریائے زمبی کی اس شاخ تک پہنچا جا سکتا ہے جو سمندر میں گرتی ہے اور وہی جگہ کور کا مسکن ہے۔ یعنی وہاں پر انسانی سر سے مشابہ چٹان "کور" کی جانب سے رہنمائی کر دیتی ہے' لیکن اگر مختصر افراد جیسے آپ لوگ وہاں تک جانا چاہیں تو شاید آپ میری رائے سے اتفاق کریں۔"

"لیکن ہیون ہمیں اس ساحل تک پہنچنے کے لئے کیا ذرائع استعمال کرنا ہوں گے۔"

"وہ قطعی مشکل نہ ہوں گے' ہم خچروں کا بندوبست کر سکتے ہیں۔"

"مگر اس کے بعد سمندری سفر۔" پروفیسر حق نے پریشان کن لہجے میں کہا اور ہیون مسکرانے لگا' پھر اس نے کہا۔

"میرے پاس ایک کشتی گر ہے جس کا نام کبولی ہے۔ کبولی کا پورا خاندان یہی سب کچھ کرتا ہے اور اس نے ملکہ رابینا کے محل میں لکڑی کے کام کی ترتیب کی ہے وہ ایک ماہر کشتی ساز ہے اور اس کے ساتھ ایسے کچھ افراد بھی ہیں جو اس کی معاونت کرتے ہیں یہ سب کے سب میرے اپنے خاص آدمی ہیں اور میں انہیں بخوبی اس کام کے لئے تیار کر سکتا ہوں کہ وہ آپ کے لئے ایک اعلیٰ پائے کی کشتی تیار کر دیں ایسی کہ جس سے کوئی مشکل نہ ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ کبولی اس کشتی میں اس ساحل تک آپ کی رہنمائی کرے گا جہاں سے آپ دریائے زمبی کی اس شاخ کے آخری سرے تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"یہ تجویز نہ صرف قابل غور تھی بلکہ نہایت بہتر تھی۔ "ہیا" نے تو ایک لمحے بھی تعرض نہ کیا اور کہنے لگا۔

"ایک بار پھر کہو ہیون' کبولی ان لوگوں میں سے ہے جو تمہارے حکم کی تعمیل کریں اور ہمارے ساتھ کور تک کا سفر کریں۔ کیا کبولی اس کے لئے تیار ہو جائے گا....؟"

"صدق دل سے اور خوشی کے ساتھ۔ وہ بے شک انسانی جسم رکھتا ہے لیکن اس کا دماغ ہماری تحویل میں ہے یعنی یہ کہ ہم اس سے جو کچھ کہیں وہ اس پر ایک لمحہ غور نہ کرے اور عمل کے لئے تیار ہو جائے' ایسا ہی وفادار ہے وہ اور جب اس کی وفائیں آپ کی جانب منتقل کر دی جائیں گی تو آپ یہ سمجھ لیجئے کہ وہ آپ کا اتنا ہی احترام کرے گا جتنا ہمارا...."

"یہ تو بہت اچھی بات ہے اور بہتر ہے کہ اب اس کے لئے انتظار نہ کیا جائے' تم کبولی سے کہو کہ وہ اپنا ساز و سامان تیار کرے اور ہمارے ساتھ سفر کے لئے تیار ہو جائے.... ہمیں ساحل تک پہنچنے کے لئے کتنا سفر اختیار کرنا پڑے گا....؟"

"وہ بہت زیادہ نہیں ہے لیکن پھر بھی دو چاند اور ایک سورج آپ کو سفر کرنا ہو گا۔"

"ہوں یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کبولی کو کشتی بنانے کا سامان کہاں سے ملے گا۔"

"عظیم آقا ساحل کے ساتھ ساتھ جنگل بکھرے ہوئے ہیں اور جنگلوں میں درختوں کے ایسے تنے موجود ہیں جو کشتی بنانے کے کام آئیں باقی ساری ذمے داری کبولی کی ہو گی اور آپ اس سلسلے میں چنداں فکر نہ کریں۔"

پروفیسر حق اور پنڈت رائے نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تب پنڈت رائے نے کہا۔

"تو پھر یہی بہتر ہے کہ تم کبولی سے فوراً بات کرو اور ہماری روانگی کا انتظام کر دو۔"

"حکم سر آنکھوں پر۔" ہیسون نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا اور یہ بات طے ہو گئی کہ اب ہم یہاں سے روانگی کا ارادہ کر لیں۔

ہیا رات کو میرے سینے پر موجود تھا ہم دونوں محبتوں کے وہ لمحات کاٹ رہے تھے جو اس طویل جدائی کا درد ناک عطیہ تھے ہماری محبتیں ایک دوسرے کے لئے وقف تھیں۔ "ہیا" ستاروں والی کی کہانی سنانے لگا اور اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے وہ "ہسیا" ہی ہو جو اپنے محبوب کی منتظر ہے۔

"لیکن "ہیا" سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہسیا ہم میں سے کس کو اپنا محبوب سمجھتی ہے...؟"

"شاید مجھے......" ہیا نے جواب دیا۔

"تو تو سب ہی کا محبوب ہے اور یہاں شاید مجھے اس سے رقابت ہو جائے کیونکہ تو اسے اپنا لے گا...."

ہیا مسکرانے لگا پھر بولا۔ "وقت کا انتظار کرو ماہر طبابا وقت اپنی کہانیاں الگ بیان کرتا ہے اور ان کہانیوں میں یقینی طور پر کچھ ایسے لمحات بھی ہوں گے جو میرے اور تمہارے لئے کسی طور ناخوشگوار نہ ہوں۔"

پھر ہیسون نے وہ سب کچھ کر دکھایا جو اس نے کہا تھا۔ کبولی بلند و بالا قامت کا مالک ایک جفاکش انسان تھا اور اس نے چھ ایسے افراد منتخب کئے تھے جو کشتی سازی کے فن میں اس کے معاون ہوں اور جو ہمارے ساتھ "کور" تک کا سفر کر سکیں۔ وہ خوشدلی سے اس بات پر آمادہ تھے اور مجھے یہ حیرت تھی کہ ان لوگوں کا مطمع نظر کیا ہے بہرطور کام اس طرح ہوا کرتے ہیں' مجھے تو یہ لگ رہا تھا کہ سب ہی اس عمل سے مطمئن ہیں اور مطمئن ہونا ہی چاہئے تھا۔ "ہیا" میرا جگر گوشہ میرے وجود کی تکمیل' کور جانے کا خواہش مند' ڈوم کور کا رسیا جس کے دل میں آرزو تھی کہ وہ اپنی جنم بھومی کو دیکھے' پنڈت رائے جس کی عمر کا بیشتر حصہ کور کے بارے میں تحقیق میں گزرا' پروفیسر حق جو اب اپنے مشاغل سے ریٹائر تھا اور اس کی زندگی کا دار و مدار اس پر تھا کہ ہمارے ساتھ رہے اور یہ سفر کرے۔ باقی اور کون رہ جاتا تھا۔ سو خوشدلی سے اپنے کام پر آمادہ لوگ آپس میں مشورے بھی کرتے رہتے تھے۔ پھر ہیسون نے اطلاع دی کہ تمام انتظامات مکمل کر دیئے گئے ہیں اور پھر اس رات کو شاہ اور ہیسون نے ہمیں مملکت نیٹالیہ سے رخصت کیا جہاں کی کہانیاں اچھی خاصی پراسرار اور ہیبت ناک تھیں اور جہاں کے معاملات عام زندگی سے بالکل مختلف تھے یعنی وہ جو ہم نے مہذب

دنیا میں نہیں دیکھا تھا۔

خچروں کی تعداد کافی تھی اور ان میں سے کچھ پر کبولی نے وہ ساز و سامان رکھا تھا جو کشتی سازی میں اس کا معاون ہو سکتا تھا اور ویسے بھی ہم اس سلسلے میں کافی گفتگو کر چکے تھے بلکہ پنڈت رائے نے تو ایک ایسی کشتی ڈیزائن بھی کر لی تھی جو سمندر میں سفر کر سکے اور ہمارے لئے بہترین ذریعہ سفر ہو۔

یوں ساری رات خچروں کا یہ سفر جاری رہا اور ہم سرزمین افریقہ کے پراسرار گوشوں سے گزرنے لگے۔ نیٹالیہ سے آگے بڑھ کر جن راستوں سے ہمیں گزرنا پڑا تھا وہ درندوں سے بھرپور اور پرخطر تھے اور یہاں ہمیں خاصا محتاط رہنا پڑا تھا۔ خچر تک آگے جانے سے گریز کر رہے تھے اور انہیں آگے بڑھانے کے لئے خاصی تگ و دو کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا جگہ جگہ دلدلوں کے اٹھتے ہوئے دھوئیں' پراسرار اور پرخطر جھاڑیاں جن کے درمیان وحشت ناک درندوں کی آمد و رفت تھی لیکن ہم نے اس طرح کے انتظامات کر رکھے تھے کہ ان درندوں سے کسی بھی لمحے نمٹا جا سکے اور یہ خوش بختی تھی ہماری کہ ایک طویل سفر طے کر کے ساحل سمندر تک پہنچتے ہوئے ہمیں کسی ایسے حادثے یا مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا جو ناخوشگوار یا کسی کے لئے جان لیوا ہوتا' بلکہ یہ سفر میرے لئے بے حد خوشگوار رہا کیونکہ ہیا میرے ساتھ تھا۔ دن گزرتا' رات ہو جاتی تو ہم دونوں بیٹھ کر دنیا جہان کی باتیں کرتے اور ایک دوسرے میں گم رہتے۔ پھر ہم نے نگاہ کی حد تک پھیلے ہوئے سمندر کو دیکھا اس کے اطراف میں جنگل بکھرے ہوئے تھے یقیناً یہ ایسا ہی علاقہ تھا کہ انسانی قدم اس سے پہلے یہاں تک نہیں پہنچے تھے۔ ساحل سے کچھ فاصلے پر جنگلوں کے عظیم الشان سلسلے جانوروں کی عیش گاہ تھے اور یہاں قیام کر کے ہمیں بے حد محتاط رہنا تھا۔ درختوں پر چیتے موجود ہوتے تھے اور ان کے مخبر بندر بھی وہ جگہ جگہ وحشی جانوروں کا تعاقب کرتے اور شور مچا مچا کر جنگل کے دوسرے جانوروں کو خونخوار درندوں کی موجودگی سے آگاہ کرتے' کیونکہ ہمارا ساتھی ان علاقوں سے بخوبی واقف تھا اور ان لوگوں کے پاس ایسے انتظامات تھے کہ اگر درندے ان پر حملہ آور ہوں تو یہ ان سے اپنا تحفظ کر سکیں اس لئے وہ بھی نڈر تھے۔ البتہ خچر بے حد خوفزدہ محسوس ہوتے تھے۔

کبولی نے یہاں پہنچنے کے بعد کچھ گھنٹے آرام کر کے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ ان کے پاس ایسی کلہاڑیاں تھیں جن سے وہ بڑے بڑے تناور درخت گرا سکتے تھے' ہمیں بھی بخوبی اندازہ تھا کہ ہماری کشتی کی تیاری کے لئے انہیں خاصی محنت اور وقت درکار ہو گا۔ ڈوم بھی ان کے ساتھ شامل تھا۔ پروفیسر حق اور پنڈت رائے یہاں تک کہ خود میں بھی کچھ کاموں میں حصہ لیتا تھا۔ ہیا ایک کمانڈر کی مانند صرف ہمارا نگران تھا۔

درختوں کے ایسے کئی تنے کاٹے گئے اور پھر کلہاڑیوں کی مدد سے ان کی شاخیں جدا کر

کے انہیں ٹنڈ منڈ کر دیا گیا' پھر ان تنوں کو ایک مخصوص انداز میں درمیان سے خالی کرنا شروع کر دیا گیا۔۔۔۔ کبولی نے بتایا کہ سمندروں میں اور خصوصاً دریائے زمبی میں ایسی چٹانیں ہوتی ہیں جن سے کشتیاں ٹکرا جائیں تو پاش پاش ہو جاتی ہیں' چنانچہ ایک ایسی مضبوط کشتی درکار ہے کہ اگر کہیں کوئی ایسا حادثہ پیش آ بھی جائے تو محفوظ رہا جا سکے۔۔۔۔ کبولی فن کشتی سازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا اور پھر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ جو مزدور یا کاریگر وہ اپنے ساتھ لایا تھا وہ انتہائی محنتی اور جفاکش تھے اور اپنے کام میں بے حد مشاق' چنانچہ ایک چوڑائی اور ایک بہترین لمبائی میں مخصوص سائز کے درختوں کے تنے درمیان سے خالی کر کے ان میں بڑے بڑے سوراخ کر دیئے گئے' پھر ایسی مضبوط شاخیں جن کے سکڑ جانے کا خدشہ نہ ہو میخوں کی ہیئت سے نوکدار تیار کی گئیں اور ان سوراخوں میں ٹھونکی جانے لگیں۔ مضبوط تنے آپس میں جڑ گئے اور کشتی ایک شکل اختیار کرنے لگی۔

دن اور رات اس کام میں صرف ہو رہے تھے۔ ڈوم نے اپنی مخصوص مہارت سے کام لیتے ہوئے بہترین شکار کا بندوبست کر لیا تھا اور ہم نے وہاں ایک ایسی عارضی قیام گاہ بنائی تھی کہ اگر انسان کو دنیا سے ہٹ کر کبھی ایسا کوئی تصور ذہن میں آئے کہ وہ جنگلوں میں رہے تو اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہ ہوتی۔ شکار کی بہتات' سمندر اور پھر زندگی کے وہ تمام لوازمات بلاشبہ یہ ایک مثالی جگہ تھی اور یہاں زندگی کا زبردست لطف آ رہا تھا۔ سب کی صحتیں بھی بحال ہو گئی تھیں یہاں تک کہ پروفیسر حق اب بالکل تازہ دم نظر آتا تھا ہم لوگ کشتی کا لمحہ لمحہ جائزہ لے رہے تھے۔ کبولی نے وہ تمام کام کر ڈالے تھے جو آنے والے وقت کے لئے ضروری ہوں۔

پھر ایک طویل کشتی تیار ہو گئی تو اس میں بادبانوں کا انتظام کیا گیا اور یہ انتظام بھی بے مثالی تھا۔ حتیٰ کہ اس میں الگ الگ خانے بھی ترتیب دیئے گئے تھے اور آرام کے لئے نشستیں بھی بنا ڈالی گئی تھیں۔ ہمیں بڑی خوشی ہو رہی تھی ہرچند کہ ہمیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ کشتی کا سفر کتنا طویل ہو گا' لیکن ایسی شاندار کشتی میں سفر کا تصور بھی بڑا خوشگوار تھا۔

پھر یوں ہوا کہ کشتی تیار ہو گئی اور ساتھ لایا ہوا سامان اس میں بار کیا جانے لگا اس کے ساتھ ساتھ ہی شکار کئے ہوئے جانوروں کا گوشت جو کہ اس دوران مسلسل سکھایا جاتا رہا تھا اس میں بار کر دیا گیا پھر اس گوشت کو تیار کرنے کے لوازمات' خشک لکڑیاں اور ایسی تمام چیزیں جو راستے میں کام آ سکیں۔ پنڈت رائے تو ہنس کر کہتا تھا کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم زندگی بھر اس کشتی پر سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں' لیکن پھر اچانک ہی پنڈت رائے کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ایک ایک کو دیکھا اور بولا۔

"لیکن ایک ایسی اہم بات تو ہم نے سوچی ہی نہیں جسے سوچ کر تم سب لوگ حیران رہ

جاؤ گے۔۔۔۔" پھر اس نے خود کہا۔ "یہاں سے ساحل تک اس کشتی کو کیسے پہنچایا جائے گا یہ جگہ تو خاصی دور ہے اور کشتی ایسی ہے کہ اسے ہم سب مل کر ہلا بھی نہیں سکتے۔" پھر پنڈت رائے نے کبولی کو آواز دی اور کبولی ان کے پاس پہنچ گیا۔۔۔۔

"ارے بے وقوف شخص تو نے یہ عظیم الشان کشتی تیار کر دی لیکن یہ تو بتا تو اسے پانی تک کیسے لے جائے گا؟"

کبولی نے حیران نگاہوں سے پنڈت رائے کو دیکھا اور پھر ہم میں سے ہر ایک کو' اور اس کے بعد ہنسنے لگا۔ وہ پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنس رہا تھا اور پنڈت رائے حیران نگاہوں سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا' پنڈت رائے نے کہا۔

"ارے احمق اپنی حماقت پر ہنس رہا ہے' ارے کیا یہ نہیں ممکن تھا کہ تو سمندر کے بالکل قریب پہنچ کر یہ کشتی تیار کرتا۔"

کبولی ہنستے ہوئے بولا۔ "عظیم آقا میں تو حیران ہوں کہ ایسی بے وقوفی کی بات بھی کر سکتے ہو۔"

پنڈت رائے نے حیران ہو کر اسے دیکھا پھر غصے سے بولا۔ "تو تیری عقل اس سلسلے میں کیا کہتی ہے؟"

"نہایت آسانی سے یہ کشتی ساحل تک پہنچ جائے گی۔"

"بھلا کیسے۔۔۔۔؟"

"وہ میں آپ کو بتا دوں گا۔۔۔۔" اور پھر واقعی کبولی نے جو کچھ کیا وہ ہم لوگوں کے لئے بھی ہنسی کا باعث بن گیا اس نے پہلے ہی سے اس کا انتظام کر رکھا تھا۔

لمبے لمبے سیدھے چھوٹے تنے اس نے پاس پاس رکھے اس کے بعد موٹے موٹے رسے خچروں میں باندھے اور کشتی کے ایک سرے پر ان رسوں کو باندھ دیا جن میں موٹے موٹے ہک لگے ہوئے تھے۔ پھر اس نے خچروں پر طبع آزمائی کی اور ہم لوگوں سے بھی کہا کہ پیچھے سے اس کشتی کو دھکا دیں خچروں نے جان توڑ کر طاقت لگائی تو کشتی کا پہلا سرا لمبی لکڑیوں پر چڑھ گیا اور اس کے خچروں نے اسے آخر تک کھینچ لیا۔ آخر تک کھینچنے کے بعد وہ رک گئے اور کبولی اور اس کے ساتھی ان تنوں کو پیچھے سے اٹھا کر پھر آگے ڈالنے لگے پنڈت رائے نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا تھا اس نے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ جس کا کام اس کو ساجھے۔۔۔۔ یہ بات میرے ذہن کے کسی گوشے میں نہیں آئی تھی' جبکہ یہ تو بہت آسان ہے۔

یوں کشتی کو ساحل تک پہنچایا گیا اور اس کے بعد پروفیسر حق نے اس پر کچھ دعائیں پڑھ کر دم کیں اور ہم نے اسے اتنے فاصلے تک پانی میں پہنچا دیا کہ وہ آسانی سے پانی میں تیر سکے' موٹے موٹے رسوں سے کشتی کو باندھ کر پانی پر روک دیا گیا وہ بڑا کام ہو گیا تھا جس

کے بارے میں پنڈت رائے کا خیال تھا کہ یہ مشکل ہے۔ پھر اس کے بعد خچروں سے جدائی کا وقت آیا کبولی سے پروفیسر حق نے کہا کہ اگر وہ چاہے تو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس بھی جا سکتا ہے لیکن کبولی اس کے لئے تیار نہیں ہوا۔ اس نے کہا۔

"عظیم آقا مقدس ملکہ جب کوئی حکم دیتی ہے تو وہ حکم ہی ہماری زندگی ہوتا ہے' اگر ہم اپنے قبیلے میں واپس چلے گئے تو زندگیوں سے محروم ہو جائیں گے ہاں جب ہم انہیں جا کر یہ خوشخبری سنائیں گے کہ مقدس مہمانوں کو ان کی منزل پر پہنچا دیا گیا ہے تو ہم پر ملکہ رابینا کی برکتیں نازل ہوں گی اور ہمارا ایک ایسا مقام ہو گا جو ہمیں بستی میں ممتاز کرے.... تو ہم ایسا احمقانہ عمل کیوں کریں کہ تمہارے ساتھ جانے سے انکار کریں اور ویسے بھی یہ ہم پر لازم ہے کہ ہم اس وقت تک تمہاری خدمت کریں جب تک کہ تمہیں ہماری ضرورت ہو اور ہم اس میں خوش ہیں۔" سو پھر انہوں نے یوں کیا کہ اپنے لئے کشتی کے پچھلے حصے میں پناہ گاہ بنائی اور ہم لوگ بہتر انداز میں آگے کی سمت بڑھ گئے' بادبانوں کے کپڑے کھول دیئے گئے اور بادبانوں کے پھریرے فضا میں لہرانے لگے' خچروں کو وہیں چھوڑ دیا گیا تھا' جنگل کے جانور اپنے لئے جنگل میں کچھ نہ کچھ تلاش کر ہی لیں گے اس سے زیادہ ان کے لئے اور کیا بھی کیا جا سکتا تھا۔

کشتی کے بادبانوں میں ہوا بھری تو اس نے سبک روی سے ایک جانب تیرنا شروع کر دیا۔ کبولی اس سفر میں ہمارے لئے بڑی نعمت تھا اور صحیح معنوں میں ہیبون نے ہمیں ایک بہت اچھے آدمی سے روشناس کرایا تھا' وہ ایک بہترین ملاح بھی تھا اور اس کا کہنا تھا کہ ستاروں کی مدد سے وہ کشتی کو صحیح سمت لے جانے میں کامیاب رہے گا کیونکہ وہ ستاروں کے سفر سے واقف ہے۔

پھر کچھ وقت کے بعد ساحل نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور ہم سمندر میں نکل آئے۔ دیو قامت موجیں اس طرح ہماری جانب لپکتیں جیسے ہمیں ہڑپ کر جانا چاہتی ہوں لیکن کشتی ایسی سبک رفتاری سے ان کے درمیان سے گزر جاتی کہ یقین نہ آتا.... ہاں کبھی کبھی کوئی سرکش لہر کشتی کو اپنے اوپر اٹھا لیتی اور ہم یہ سوچتے کہ جس کشتی کو ہم اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں دے سکتے تھے لہریں کتنی آسانی سے اسے اپنے سروں پر اٹھا رہی ہیں۔

بہرحال یہ سفر بے حد خوبصورت تھا اور اس میں ایک عجیب سا لطف آ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ روشنی چھپ گئی اور کچھ دیر کے بعد چاند نمودار ہوا' چاند کی روشنی سے پورا سمندر چاندی کی طرح چمکنے لگا تھا اور ہلکی ہلکی ہوا کے جھونکے موسم کو ایک ایسا حسین خوشگوار روپ دے رہے تھے کہ دلوں میں سرور اتر آئے۔

پروفیسر حق اور دوسرے لوگ بڑے آرام سے اپنی اپنی جگہ پر فروکش تھے اور مستعد اور چاق و چوبند کبولی پتوار تھامے ستاروں کی مدد سے صحیح سمتوں کا تعین کر کے کشتی کے

بادبانوں کے رخ تبدیل کرنے میں مصروف تھا۔ اس طرح ہم افریقہ کے شمالی ساحلوں سے گزر کر جنوبی ساحل کی طرف چل پڑے تھے.... تمام انتظامات تھے اس لئے رات کا کھانا کشتی میں کھایا گیا' آہستہ آہستہ یہ خاموش رات آگے بڑھنے لگی۔ پھر وہ اتنی خاموش ہو گئی کہ ہلکی سی سرگوشی بھی شور کی مانند محسوس ہوتی تھی۔

کبولی کا کہنا تھا کہ اس پراسرار چٹان تک کا راستہ طے کرنے میں تین سورج اور تین چاند کا وقت لگے گا اور اس کے بعد ہم اس جگہ پہنچ جائیں گے جو ہماری منزل ہے' ہم اس سے بہت سی باتیں کرتے رہے تھے پروفیسر حق نے کہا۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ راستے میں ہمیں وہ چٹانیں ملیں جن کا تذکرہ تم کر چکے ہو؟"

"امکانات ہیں کیونکہ یہی سنا گیا ہے کہ دریائے زمبی کی جانب رخ کرتے ہوئے سمندر میں بڑے بڑے پہاڑ ابھرے ہوتے ہیں اور ان کی نوکیلی چٹانیں سطح سمندر سے بلند ہوتی ہیں۔"

"تمہیں ان کا خاص طور سے خیال رکھنا ہے' ویسے کیا کبھی ان علاقوں میں سفر کر چکے ہو....؟"

کبولی ہنسا اور بولا۔ "تصور بھی نہیں کیا ہے ہم نے اس سفر کا لیکن اس کے بارے میں ہمیں پرانے اور تجربے کار ملاحوں سے حقیقتوں کا علم ہوتا رہا ہے۔"

خوبصورت رات آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی بہت دیر تک ہماری آنکھیں کھلی رہیں اور اس کے بعد ہم سرور و لذت کا سفر طے کرتے ہوئے گہری نیند سو گئے جبکہ ہمارا ملاح کبولی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جاگ رہا تھا اور اس وقت اس نے ہمیں جگایا تھا جب سورج کی روشنی فضا میں پھیلنے لگی تھی۔

پہلی رات کا سفر گزر گیا تھا۔ پنڈت رائے نے کبولی کا شکریہ ادا کیا اور اس سے کہا کہ وہ صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد آرام کی نیند سو جائے اگر کوئی ایسی مشکل درپیش ہوئی جس میں اس کی مدد کی ضرورت پیش آئی تو اسے جگا دیا جائے گا۔

کبولی نے یہ پیشکش قبول کر لی تھی کیونکہ دن رات جاگ کر وہ ہمارے لئے کام نہیں کر سکتا تھا چنانچہ ہماری اجازت سے ناشتے وغیرہ کے بعد وہ سو گیا اور اس کے بعد ہم اس طرح کشتی کا سفر طے کرنے لگے جیسے اپنے گھر کے آنگن میں ٹہل رہے ہوں' سمندر ہمارے ساتھ تعاون کر رہا تھا اور کبولی اور اس کے ساتھی گہری نیند سو رہے تھے۔

پورا دن گزر گیا پھر شاید بھوک نے ہی انہیں جگا دیا تھا وہ جاگے اور ڈھلے ہوئے دن کو دیکھ کر شرمندگی کا اظہار کرنے لگے کہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سو گئے ہیں لیکن بالآخر انہیں مطمئن کر دیا گیا' یوں ہمارے سفر کے چوبیس گھنٹے گزر گئے اور دوسری رات آ گئی۔

آسمان پر جب تارے بکھرے تو کبولی نے ان تاروں کی سمت سے تعین کرتے ہوئے ہمیں یہ

مژدہ جان فزا سنایا کہ وہ صحیح راستوں پر سفر کر رہا ہے' موسم خوشگوار ہے اور یہ سفر۔ ممکن ہے کہ ہواؤں کی تیزی کی وجہ سے وقت سے کچھ پہلے ختم ہو جائے۔ تاہم اس نے اطمینان دلایا تھا کہ سمت صحیح ہے اور ہمیں اس کے لئے کوئی تردد نہیں کرنا چاہئے۔ ستاروں کی رہنمائی سے وہ خوش تھا اور اس کے خیال کے مطابق ہواؤں کی مست خرامی اس سفر کو مختصر کر رہی تھی لیکن پھر باد مرمر کی مستیاں کچھ بڑھتی ہوئی محسوس ہوئیں اور کھلے ہوئے ستاروں کی مسکراہٹیں ماند پڑنے لگیں' یوں لگا جیسے کوئی خوفناک منظر دیکھ کر ان کے چہرے پھیکے پڑ گئے ہوں' پھر وہ سہم سہم کر اپنے گھر جانے لگے۔ ہوائیں تیز سے تیز ہو کر سمندر کی لہروں کو اکسانے لگیں اور کبولی ہراساں نظر آنے لگا۔ اس نے کسی قدر گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"موسم میری توقع کے خلاف ہو گیا ہے' یہ تیز ہوائیں خطرناک ہو سکتی ہیں۔"

سب سنبھل کر بیٹھ گئے اور موسم کا رنگ دیکھنے لگے' بوڑھا سمندر جوان ہواؤں کے بدن کی گرمی پا کر اپنا وقار بھول گیا اور باسی کڑھی ابلنے لگی وہ ہواؤں کی رسیلی جوانی کے ساتھ اٹھکیلیاں کرتے ہوئے سارا اخلاق بھول گیا۔ ایک بلند و بالا لہر کشتی کے اوپر سے گزری اور ہم سب پانی میں شرابور ہو گئے' کبولی اٹھ کھڑا ہوا۔

"بادبان گرا دو..... یہ ہواؤں سے پھٹ جائیں گے' ان کی وجہ سے کشتی الٹ جائے گی۔" کبولی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ بادبانوں کی طرف دوڑ پڑے۔ لیکن اسی وقت ایک لہر نے کشتی کو نیچے سے بلند کیا اور اس برق رفتاری سے اسے لے کر دوڑی کی بادبانوں کی طرف بڑھنے والے کبولی کے ساتھ کشتی سے کوئی نو فٹ اونچے اچھل گئے' ان کی بدقسمتی نے ایک بھیانک حادثے کی شکل اختیار کر لی کیونکہ جونہی وہ اوپر اچھلے پانی کی لہر کشتی کو ان سے دور لے گئی اور جب وہ نیچے گرے تو کشتی ان سے آگے نکل گئی۔ پھر وہ اس طرح غروب ہوئے کہ ان کا نشان بھی نہ ملا۔ کبولی ہذیانی انداز میں چیخنے لگا۔ اس نے کشتی کے کنارے پر جا کر انہیں دیکھنے کی کوشش کی لیکن ایک لہر نے پھر کشتی کو زور سے جھٹکا دیا اور کبولی بھی اچھل گیا۔ اگر ڈوم اسے فٹ بال کی طرح کیچ نہ کر لیتا تو وہ کشتی میں گر کر شدید زخمی ہو جاتا۔

پروفیسر حق اور پنڈت رائے لکڑی کے کڑے پوری قوت سے پکڑے خود کو سنبھالنے میں کوشاں تھے۔ ان کے چہرے ہیبت کے نشان بنے ہوئے تھے۔ میں بھی گم صم بیٹھا ہوا تھا اور میں نے ہیا کو اپنے سینے سے بھینچ لیا تھا۔ وہ معصوم بچے کی طرح سہا ہوا میرے سینے میں چھپا ہوا تھا۔

"بادبان... آہ بادبان...." کبولی رندھی ہوئی آواز میں بولا۔ اسی وقت ایک تڑاخا ہوا اور ایک بادبان پھٹ گیا۔ وہ بلندی پر کسی زخمی پرندے کی طرح پھڑپھڑا رہا تھا۔

"تم خود کو سنبھالو..... میں دوسرے بادبان کی رسیاں کھولتا ہوں۔" ڈوم نے کہا اور کبولی کو لکڑی کے ایک کنڈے کے پاس پہنچا دیا۔

آسمان اب گہرا تاریک ہو گیا تھا اور موجوں کی سرکشی بڑھتی جا رہی تھی۔ ڈوم اس بلند جگہ پر چڑھ گیا جہاں بادبان کے رسوں کے سرے کسے ہوئے تھے لیکن رسیاں بھیگ کر اپنی گرہیں تنگ کر چکی تھیں۔ ڈوم کو اپنا توازن سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا تھا تاہم وہ شدید جدوجہد کر رہا تھا۔ دفعتاً پانی کی ایک پہاڑی کشتی پر حملہ آور ہوئی اور کشتی کو نگلتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ پانی کا خوفناک ریلا ہمارے اوپر سے گزرنے لگا اور ہمیں پھلانگتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند ہو گئیں۔ نمک کی جلن کے باوجود میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ ایک عجیب سا احساس ہوا تھا اور اس کی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔

آہ.... ڈوم بلندی سے غائب تھا۔ پوری کشتی میں وہ کہیں موجود نہیں تھا۔

"ڈوم...." میرے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

ہیا کے مل جانے کے بعد شاید میری وحشت خیزی میں بھی کچھ کمی ہوئی تھی۔ پہلے موت یا زندگی سے مجھے کوئی رغبت نہیں تھی۔ کوئی ساتھی قابل اعتنا نہیں تھا' اتنے لوگ زندگی کے سفر میں شامل ہوئے تھے' بچھڑے تو دوبارہ یاد نہیں آئے۔ لیکن اس وقت ڈوم کے سمندر میں گر جانے سے دل ہل گیا تھا۔ کبولی کے ساتھی بھی سمندر برد ہو گئے تھے اور اب ڈوم....

میں بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ آگے بڑھ کر کشتی کے کنارے آیا تو پنڈت رائے ہذیانی انداز میں چیخا۔ "نہیں ماہر' نہیں اپنا تحفظ کرو۔"

"یہی بہتر ہے' سمندر سے جنگ ممکن نہیں۔" ہیا کی آواز ابھری۔

"وہ ایک بہترین ساتھی تھا۔"

"مجبوری...." ہیا نے کہا۔ کبولی پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ اس نے ہمت ہار دی تھی۔ سمندر اپنی پرہیبت طاقت کا مظاہرہ کرتا رہا کشتی اس کے لئے ایک حقیر تنکے کی مانند تھی' دفعتاً کبولی نے کہا۔

"عظیم آقا کشتی میں پانی بھر رہا ہے' اسے نکالنا ہو گا ورنہ کشتی ڈوب جائے گی۔" اپنی زندگی دنیا کی سب سے قیمتی چیز ہوتی ہے' کبولی چند لمحوں قبل بچھڑ جانے والوں کا غم بھول گیا۔ اس نے کچھ برتن ہم لوگوں میں تقسیم کئے اور خود بھی مصروف ہو گیا۔ اب پہلی بار ہم نے کشتی کے اندرونی حصے پر غور کیا تھا۔ اس میں دو دو فٹ پانی بھر گیا تھا۔ ہمارے ہاتھ مشین بن گئے۔ اپنی حفاظت کے ساتھ ہم کشتی کی حفاظت کے لئے بھی مجبور تھے۔ میں نے پروفیسر حق جیسے کمزور شخص کو دیکھ کر اس کے ہاتھ برق جیسی تیزی سے چل رہے تھے۔ ہماری ان تھک محنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ کشتی کا پانی تیزی سے کم ہونے لگا۔ مگر ہمارے ہاتھ نہیں رکے۔ ادھر سمندر کے غضب میں بھی کچھ کمی ہونے لگی تھی' لیکن صرف کمی' لہریں اب بھی آسمان کو چھونے کی کوشش کر رہی تھیں۔ کشتی بری طرح چکر کھا رہی تھی۔ پانی ختم ہو گیا تو ہمارے ہاتھ رکے' کبولی نے کہا۔

"عظیم آقا.... پتوار سنبھالو.... دو آدمی اس طرف چلے جاؤ...." ہم اس کی ہدایت پر عمل کر رہے تھے' لہروں کی قوت سے لڑنا آسان کام نہیں تھا۔ کبولی پوری مہارت سے پتوار سنبھالے ہوئے تھا اور تقریباً اس پر سوار ہو گیا تھا۔ میں بھی اس کی مدد کر رہا تھا اس طرح ہم

نے کشتی کا توازن سنبھال لیا۔ لہروں نے ہماری کاوشوں سے متاثر ہو کر ہمارے ساتھ رعایت برتنا شروع کی۔ پھر آسمان سے بھی ہماری مدد ہوئی اور اس نے ہمیں زندگی کی روشنی دکھائی تبھی پروفیسر حق کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ماہر.... وہ.... وہ...."

کچھ ایسی ہذیانی آواز تھی کہ میں نے پلٹ کر دیکھا اور پھر حق کی نگاہوں کے زاویئے کا تعاقب کیا۔ کوئی انسانی جسم تھا جو کشتی کے ساتھ چلا آ رہا تھا۔

"ڈوم...." میرے حلق سے بھی دہاڑ نکلی اور میں نے پتوار چھوڑ دیا۔ پھر کشتی کے عقب میں پہنچ کر میں نے صورت حال کا جائزہ لیا.... وہ ڈوم ہی تھا اور کشتی سے الگ نہیں ہوا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ پانی میں اس طرح طلوع و غروب ہوتا رہا کہ ہم اسے نہ دیکھ سکے۔ اصل بات یہ تھی کہ بادبان کا رسہ کھولتے ہوئے لہرنے اسے اچھال دیا تھا لیکن رسہ اس نے نہ چھوڑا اور پانی میں گر پڑا۔ پھر موجوں کی طاقت نے اسے جھنجھوڑ کر کچھ کرنے کا موقع نہ دیا' لیکن اتنا اس نے ضرور کیا کہ رسے میں خود کو الجھا لیا اور اب وہ اس رسے میں اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ شاید کسی قیدی کو اس طرح نہ باندھا جاتا ہو گا.... یہ شکر تھا کہ بادبان کا رسہ اس کی کلائیوں سے مضبوطی سے کسا ہوا تھا۔ میرے بدن کی قوت نے رسہ کشتی پر کھینچ لیا' مگر وہ ہوش میں نہیں تھا۔ اگر رسے میں اس طرح جکڑ نہ گیا ہوتا تو اس کا زندہ بچ جانا ممکن نہیں تھا حالانکہ سمندر کی کیفیت اب بھی بہت بہتر نہیں تھی اور کبولی اپنے تمام تر بھاری بھرکم وجود کے ساتھ پتوار سنبھالے ہوئے تھا۔ پنڈت رائے بھی اس کی مدد کر رہا تھا لیکن کشتی اب بھی غیر متوازن تھی' میں ڈوم کا جائزہ لینے لگا' وہ بے ہوش تھا۔ پروفیسر حق اس کے سینے کی مالش کرنے لگا اور ہم نے ڈوم کو سیدھا سیدھا لٹا دیا۔ طاقتور جوان دیوہیکل موجوں کے جبڑوں سے نکل کر آیا تھا' وہ بھی میری زندگی کا ایک جزو ہی بن چکا تھا بہرحال آہستہ آہستہ سمندر بالکل پرسکون ہو گیا یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو....

وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا' ہر شخص اپنے اپنے طور پر بقاء کی جدوجہد کرتا رہا اور یہ ذمے داریوں کی رات قرار پائی تھی' پھر جب سورج نے سر ابھارا تو دور ایک بھوری لکیر نے ہماری توجہ اپنی جانب مبذول کرلی' کبولی کے حلق سے خوشیوں بھری آواز نکلی اس نے چیخ کر کہا۔

"ساحل...." وہ ایک تجربے کار ملاح ثابت ہوا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ چار انسانی زندگیوں کی قربانی نے ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر دیا تھا' آہستہ آہستہ مشرق سے مغرب تک روشنی پھیل گئی' سورج کی شعاعوں نے ہر جگہ تاریکی کو شکست دے دی' موسم کچھ زیادہ ہی خوشگوار تھا اور سورج اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ طلوع ہو رہا تھا' لیکن

گزری رات کی ستم آرائیاں کشتی کے چپے چپے سے ہویدا تھیں اور ہم لوگ جس طرح سمندر کی بپھری ہوئی بے رحم موجوں کا شکار ہوئے تھے وہ آسانی سے نظرانداز کرنے والی بات نہیں تھی۔ پروفیسر حق نے آہستہ سے کہا۔

"کون جانے، کس کا سورج کب طلوع ہو اور کب غروب ہو جائے، آہ وہ ہمارے نہیں تھے لیکن کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ گزری رات کے بعد وہ ہمارے درمیان نہیں ہوں گے۔" کشتی کے بادبان پھٹ چکے تھے اور اب ہمیں چپوؤں کا سہارا لینا پڑ رہا تھا۔ ڈوم بہت دیر کے بعد ہوش میں آیا، اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر مسکرا کر اٹھ گیا۔

"میں زندہ ہوں عظیم آقا....؟"

"ہاں ڈوم تو زندہ ہے۔"

"آقا اگر میں مرجاتا تو میری روح کو سخت شرم آتی کہ تمہارے مشن کی تکمیل میں، میں تمہارا ساتھ نہ دے سکا، ویسے آقا نجانے کیوں مجھے یقین ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا جب تک ایک بار اپنی جنم بھومی کو نہ دیکھ لوں، یہ آرزو ابتداء سے میرے دل میں تھی اور میں جانتا ہوں یہ ضرور پوری ہو گی...." ہم سب مسکرا کر خاموش ہو گئے تو ڈوم نے پنڈت رائے کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا۔

"اب میں بالکل ٹھیک ہوں، اور یہ ذمے داری آپ کی نہیں۔" اس نے پتوار اپنے ہاتھ میں سنبھال لیا تھا.... ایک طرف ڈوم اور دوسری طرف تجربے کار کیولی، کشتی کا رخ تبدیل ہو گیا اور ہم اس بھوری لکیر پر تبصرہ کرتے رہے، میں لہروں کی آنکھ مچولی دیکھ رہا تھا اور میری نگاہیں اسی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔ بھوری لکیر آہستہ آہستہ واضح ہوتی جا رہی تھی۔ پنڈت رائے اور پروفیسر حق اس پر تبصرہ کر رہے تھے کہ دریائے زمبی کتنی دور آگے جا کر سمندر میں گرتا ہے وہ ایک خطرناک سنگم ہو گا اور اس سے پہلے ہی ہمیں اس بھوری لکیر تک پہنچنا ہو گا۔ پروفیسر حق نے کہا۔ "اس ساحل کے نظر آ جانے کا مطلب یہ ہے کہ اب ہماری منزل زیادہ دور نہیں ہے۔"

"ہاں یہ کشتی اس جانب کا سفر کرے تب ہمیں خشکی نصیب ہو جائے گی اور کیسی عجیب بات ہے کہ سمندر کے جانور سمندر ہی میں زندہ اور خوش رہتے ہیں اور خشکی کے جانور اگر ہماری طرح سمندر میں پھنس جائیں تو ان کی کیا کیفیت ہوتی ہے اس کا اندازہ ہم اس گزری ہوئی رات سے لگا سکتے ہیں۔" بھوری لکیر پر اب روئیدگی نظر آنے لگی تھی، پھر اچانک پروفیسر حق نے کہا۔ "اوہ، وہ دیکھو.... وہ دیکھو دنیا کا سب سے بلند انسان بادلوں کو چھوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔"

اس کی بات پر ہمیں تعجب ہوا تھا، لیکن پھر ہم نے فضا کی دھند میں انسانی سر کی تراش دیکھی اور اسے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے، یہ وہی چٹان تھی جس کا تذکرہ اب تک سنتے

چلے آئے تھے یعنی ایک پہاڑ جس کی بلندیاں انسانی سر سے مشابہ تھیں جو ابھی فضا کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی تھی لیکن جوں جوں کشتی آگے بڑھتی جا رہی تھی منظر واضح ہوتا جا رہا تھا۔ ہواؤں کی تراش نے کیا عجیب و غریب کارنامہ سرانجام دیا تھا، پانی اور ہوا نجانے کیا کیا کچھ ترتیب دیتے ہیں، یہ چٹان اس کا بہترین نمونہ تھی، سرزمین مصر پر ابوالہول کے مجسمے کی تراش کے بارے میں طرح طرح کے توہمات انسانی ذہن میں ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ابوالہول کا مجسمہ مافوق الفطرت انسانوں نے بنایا تھا، کچھ کا کچھ کہنا تھا اور کچھ، کچھ اور کہتے تھے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس پراسرار سرزمین پر جہاں انسان اپنے رہنے کے لئے گھر تک نہیں بنا سکے، یہ چٹان کس نے تراش کر انسانی شکل میں بنائی اور کیا یہ ابوالہول کا دوسرا روپ نہیں ہے فراعنہ مصر کے ذہنوں میں غالباً یہ بات تھی کہ اس قسم کے دیو ہیکل ابوالہول بنا کر بیرونی حملہ آوروں کو اپنی طاقت سے مرعوب کیا جائے اور اپنی سلطنت کی حدیں وسیع کی جائیں لیکن یہاں تو ایسا کوئی تصور موجود نہیں تھا، یہ تو صرف آسمان سے برسنے والی بارش اور فضا میں چلنے والی ہواؤں کی تراش تھی جنہوں نے یہ کھیل کھیلا تھا۔

کشتی آہستہ آہستہ ساحل تک پہنچ رہی تھی اور اب ہمیں درختوں کی بہتات نظر آ رہی تھی، ہم ان درختوں کو غور سے دیکھ رہے تھے، ہمیں یہ فاصلہ طے کرنے میں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئی یہاں تک کہ کشتی ایک ایسی جگہ پہنچ گئی جہاں اسے روکا جا سکتا تھا اور بغرض احتیاط ہم اسے ساحل تک گھسیٹ لائے، لیکن ساحل کی زمین نرم تھی۔ گو ہمیں یہ خطرہ نہیں درپیش ہوا تھا کہ یہ دلدل ہمیں نگل لے گی لیکن پھر بھی کیا کہا جا سکتا ہے کہ آگے چل کر اس دلدل کی کیفیت کیا ہو۔ یہ انسانی گزرگاہیں نہیں تھیں کہ ان کے بارے میں تجزیئے کئے جائیں اور یہ پتہ چل جائے کہ کون سی جگہ ہمارے لئے مخدوش ہے اور کہاں سے احتیاط کرنی چاہئے، یہ سب کچھ تو یہاں آ کر ہی معلوم ہو سکتا تھا۔

کشتی سنبھال کر محفوظ کر دی گئی۔ کنارے پر درختوں کی نسلیں پھیلی ہوئی تھیں اور سورج کی شعاعیں ان درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر زمین پر پڑ رہی تھیں درخت بھی اجنبی سے تھے، ان پر بے حد خوشنما پھول لگے ہوئے تھے، کشتی کو ایک درخت کے ساتھ ہی باندھ دیا گیا تھا۔ پھر ہم اپنے اوپر غور کرنے لگے اور ہمیں اپنی مضحکہ خیز کیفیت کا احساس ہوا۔ لباس بھیگ کر چپک گئے تھے، بال بکھر کر منتشر ہو گئے تھے اور حلیہ بے حد عجیب ہو گیا تھا، پروفیسر حق نے کہا۔

"اب سب سے پہلا کام ہمیں یہ کرنا ہے کہ اپنے یہ لباس درست کریں۔ دریائے زمبی کو تلاش کرنا پڑے گا حالانکہ اس کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ جہاں انسانی سر سے مشابہ یہ چٹان نظر آئے گی، وہیں دریائے زمبی سمندر میں گرتا ہے لیکن ہمیں اس کا شور نہیں سنائی دے رہا۔ تاہم یہ ایک آسان بات ہے، ابھی تو ہمیں سمندر کے اس پانی ہی سے

مدد حاصل کرنی پڑے گی جو بہرطور ہمارے لئے ایک دشمن کی مانند ثابت ہوا ہے۔"

تمام لوگوں نے اپنے اپنے لباس اتارے اور اپنے جسموں کو دھوپ کی خشکی سے صاف کرنے لگے' لباسوں کو نچوڑ کر وہیں گھاس پر پھیلا لیا گیا تھا اور سورج کی مدد سے انہیں خشک کیا جا رہا تھا' پنڈت رائے نے ڈوم کو ساتھ لیا اور کشتی میں سے سامان اتارنے لگا۔ یہی بڑا احسان تھا ذات باری کا کہ ہمارا سامان سمندر برد نہیں ہوا تھا اور جو کچھ ہم نے محفوظ کیا تھا اس میں کبولی کی عقل کا بھی پورا پورا ہاتھ تھا۔ چنانچہ ان دونوں نے پھرتی سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور زمین کے دستر خوان پر کھانا سجا دیا گیا۔ مستقبل کی کوئی فکر نہیں تھی خوراک ہمارے سامنے قلانچیں بھر رہی تھی اس لئے سب نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔ کبولی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"اس خوراک میں ان کا کوئی حصہ نہیں تھا۔"

"اور کون جانے باقی بچی ہوئی خوراک میں کس کا حصہ نہیں ہے اس لئے جو موجود ہے خوب کھاؤ۔" میں نے کہا' پھر کھانے سے فراغت ہو گئی تو ہیا نے کہا۔

"اب صرف آرام کرو..... اس وقت تک جب تک یوں نہ محسوس ہو کہ ہم نے ابھی سفر کا آغاز نہیں کیا۔"

رات بھر کی شدید تھکن نے ہر احساس سے عاری کر دیا کون کہاں ہے اور زمین کی کیفیت کیا ہے' کچھ یاد نہیں رہا۔ اوپر سے نرم دھوپ ہمارے جسموں سے تھکن نچوڑتی رہی۔ سورج غروب ہو چکا تھا جب آنکھ کھلی اور آنکھ کھلتے ہی پہلا احساس اس خوشبو کا ہوا جو بے حد اشتہا انگیز تھی۔ پھر شعلے نظر آئے جو لکڑی کی ٹکٹکی پر بندھے ہوئے بارہ سنگھے کے قوی ہیکل بدن کو چھو رہے تھے اور اس کا پانی جل جل کر خوشبو بکھیر رہا تھا۔ اس عمل کے روح رواں تین افراد تھے۔ یعنی ڈوم' کبولی اور پروفیسر حق جو ہم سے پہلے جاگ گئے تھے۔

"تم لوگوں نے اچھے کام کا آغاز کیا۔" پنڈت رائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں' بہت سے سینگوں والے نے ڈوم کو دعوت دی اور ڈوم نے دوڑ کر اسے ٹانگوں سے جکڑ لیا۔ کیا خوب شکاری ہے یہ۔" کبولی نے کہا۔

"تازہ گوشت کی یہ دعوت ڈوم کی طرف سے ہے۔ قدرت نے اسے یہ شعبہ سنبھالنے کے لئے زندہ رکھا ہے۔"

"اب یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سب تازہ دم ہو گئے۔"

بارہ سنگھے کی ضیافت کا آغاز ہو گیا۔ ہیا کے لئے ایک ننھی سی بوٹی ہی کافی ہوتی تھی' اسے کھاتے دیکھ کر پنڈت رائے نے تبصرہ کیا۔

"قدرت نے کس طرح توازن قائم کیا ہے یہ دیکھو..... اگر دو توانا جوان یکجا ہوتے تو

اتنے ہی بنتے۔ اسی طرح ان کی خوراک ہے۔"

"تم نے میرے منہ کی بات چھین لی۔ میں اس کرشمہ قدرت پر اکثر حیران ہوتا ہوں۔"

ہم خوب تازہ دم ہو گئے تھے اور ہماری فطرت میں جولانی آگئی تھی آنے والی رات کے لئے ہمارے دل میں کوئی تردد نہیں تھا۔ پھر ڈوم جیسا خدمت گار جس نے اپنے فرائض سے کبھی کوتاہی نہیں کی تھی رات ہونے کے ساتھ فضا سے خنکی نیچے اتر رہی تھی لیکن ڈوم نے لاتعداد لکڑیاں جمع کر کے الاؤ روشن کر دیا تھا جس نے فضا گرم کر دی اور ہم اس گرمی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

پنڈت رائے نے کہا۔ "یہ بہترین جگہ ہے اور میری رائے ہے کہ اس وقت تک اسے نہ چھوڑا جائے جب تک ہم آئندہ کے لئے لائحہ عمل نہ طے کر لیں۔"

"یہ مناسب رائے ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ دن کی روشنی میں اس پورے علاقے کا جائزہ لیا جائے اور انسانی سر والی چٹان کے پاس جا کر درست سمتوں کا تعین کیا جائے' یہاں بھٹک جانے کا مطلب یہ ہے کہ آدھی زندگی صحیح راستے کی تلاش میں گنوا دی جائے۔" ہیا نے کہا۔

دوسری رات کی نیند بھی بے حد خوشگوار تھی اور صبح ڈوم کی عنایت سے مالا مال' کیونکہ وہ اپنے کام کا آغاز کر چکا تھا۔ ہم اسے دیکھ کر خوب ہنسے' پروفیسر حق نے کہا۔

"یوں لگتا ہے ڈوم جیسے رات کو تم اس جانور سے درخواست کر کے سوئے تھے کہ یہ صبح کو جلد تمہارے پاس پہنچ جائے۔"

"حقیقت یہی ہے پروفیسر..... کہ یہ نیل گائے تنہا ہی یہاں پہنچی تھی۔ تازہ بھنے ہوئے گوشت سے شکم سیر ہو کر ہم نے تحقیق کے عمل کی تیاریاں کیں اور چل پڑے۔ ہمارے ساز و سامان کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس لئے اسے اطمینان سے یہاں چھوڑ دیا گیا۔ خشک زمین کا وسیع علاقہ ہمارے سامنے تھا۔ سمندر اس جگہ سے نیم دائرے کی شکل میں گھوم کر دوسری طرف نکل جاتا تھا۔ ہم کئی گھنٹے سفر کر کے بالآخر انسانی سر سے مشابہ اس پہاڑ تک پہنچ گئے جو سیدھا کھڑا تھا۔ سپاٹ چکنا اور اپنی بلندیاں سر کرنے کے تصور سے بھی پاک۔"

"دیوانے کوہ پیما اپنی زندگی کی خواہش یہاں آ کر پوری کر سکتے ہیں۔ کیا ہم میں سے کوئی اس پہاڑ پر چڑھنے کا تصور بھی کر سکتا ہے؟؟"

"پھر آگے کے سفر کا کیا ذریعہ ہو گا؟؟"

"راستے تلاش کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔" پنڈت رائے بولا اور ہم اس پہاڑ کے گرد گھومنے لگے' پھر ہمیں دریائے زمبی نظر آگیا۔ وسیع و عریض پاٹ' لاانتہا پرسکون اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہوا۔

"یہی ہماری سمت ہے....."

"آہ' اس کے ساحل کس قدر سرسبز ہیں۔" پروفیسر حق نے کہا۔

یہ مناظر صرف تصور کئے جا سکتے تھے جو اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اچانک ہمیں کچھ ایسی اشیاء نظر آئیں جو ہمارے لئے ناقابل یقین تھیں' دریا کے کنارے ایک چوڑا پلیٹ فارم بنا ہوا تھا جو پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا اور اس وقت کائی سے سیاہ ہو رہا تھا۔ اس میں جگہ جگہ ایسے ستون تعمیر کئے گئے تھے جنہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں کسی خاص وجہ سے بنایا گیا ہے۔

ہم سب انگشت بدنداں رہ گئے۔ "تو کیا کبھی یہ جگہ آباد تھی۔"

"اندازہ یہی ہوتا ہے....؟"

"لیکن یہ کون سے دور کی بات ہو سکتی ہے؟"

"تحقیق مشکل ہے...."

"لیکن اس جگہ کو دیکھ کر یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ کبھی یہاں آبادی تھی۔ مصری تہذیب کے آغاز کے بارے میں مختلف خیالات ہیں۔ اسی طرح بابل اور نینوا کی تہذیبوں کے بارے میں بھی کوئی حتمی رائے نہیں قائم کی جا سکتی۔ ایرانی شہروں کے بارے میں بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان میں لاتعداد شہر زمین میں دفن ہو چکے ہیں ممکن ہے کبھی یہاں بھی مکمل آبادی ہو اور ممکن ہے یہی وہ جگہ ہو جہاں کیلی کریٹس اور ایمنارتس پہنچے ہوں۔ آہ شواہد یہی بتاتے ہیں۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہی ہمارے سفر کے آغاز کی جگہ ہے۔" پروفیسر حق بولا۔

"سو فیصدی.... اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"یعنی ہمیں اس دریا سے پہاڑ کی سمت سفر کرنا ہو گا۔"

"ہاں...."

"کیا پیدل....؟"

"اس سوال پر سب سوچ میں ڈوب گئے تو کبولی نے کہا۔ "عظیم آقا کیا مجھے بولنے کی اجازت ہے؟"

"کیوں نہیں کبولی...."

"تو میری رائے ہے کہ یہ سفر دریا کے رستے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آقا یا تو ہمیں دریا سے بہت دور ہٹ کر سفر کرنا ہو گا اور اس نشان کو کھو کر ہم راستہ بھٹک سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ راستے میں خوفناک دلدلوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو ناقابل عبور ہوں گی اور ہمارا راستہ کسی بھی جگہ رک جائے گا۔"

کبولی کی بات قابل غور تھی' لیکن پروفیسر حق نے کہا۔ "آقا مگر اس وزنی کشتی کو یہاں تک کیسے لایا جائے گا۔ کیا یہ آسان ہو گا؟"

"ہم نے اب تک جس قدر سفر طے کیا ہے عظیم آقا اس میں ہمیں آسانیاں کہاں دستیاب ہوئی ہیں' بے شک اس وقت ہماری تعداد کم ہے' لیکن پھر بھی ہم کوشش کر کے کشتی کو یہاں تک لا سکتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ یہ کوشش خاصی تکلیف دہ ہو گی۔ میں تھوڑا سا وقت لوں گا لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم اسے یہاں تک لانے میں کامیاب ہو جائیں گے باقی رہی بقیہ سفر کی بات تو عظیم آقا مناسب یہ ہو گا کہ ہم اس ساکن دریا میں اپنا یہ سفر جاری رکھیں اور اس کے کنارے کنارے چلتے رہیں پھر جونہی مناسب جگہ دیکھیں ہم کشتی کو کنارے پر ٹھہرا لیں اور ایک پرسکون وقت گزار کر پھر وہاں سے آگے بڑھ جائیں۔" کبولی نے کہا اور بالآخر اس کی بات سے سب نے اتفاق کر لیا.... یہ ایک اچھا طریقہ سفر تھا ورنہ اس سے کیا فائدہ کہ کسی ایک جگہ تک کا سفر طے کر کے چاہے وہ کئی دن اور کئی راتوں کا سفر ہو ہم رک جائیں اور واپس آنے کے بعد اس منصوبے پر غور کریں' جبکہ دریا تو اپنی سمت بہہ رہا تھا۔

ہم سب سے زیادہ اس پلیٹ فارم پر متحیر تھے اور ماضی کی بہت سی داستانیں ہماری آنکھوں میں زندہ ہو گئی تھیں ہیا بھی وقفے وقفے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتا رہتا تھا میں نے محسوس کیا تھا کہ اس کی باتیں نپی تلی ہوتی ہیں' وہ کم بولتا ہے لیکن موثر بولتا ہے' میرا ہیا' میرا بھائی....

کبولی درحقیقت انجینئر تھا اس نے پہلے کی مانند کشتی کے سفر کا انتظام نہیں کیا بلکہ سب سے پہلے ڈوم کے ساتھ مل کر مضبوط لکڑی والا ایک ایسا درخت کاٹا جس سے وہ اپنا کام چلا سکتا تھا' بے شک اس میں مشقت تھی لیکن ڈوم جیسا محنت کش جو کبولی کے چار ساتھیوں سے زیادہ محنت کر سکتا تھا اس کے ساتھ تھا چنانچہ درختوں کے گول گول تنے گنے کی گنڈیری کی شکل میں کاٹے گئے اور ان کے درمیان سوراخ کر دیئے گئے۔ کبولی ایک عمدہ کارپینٹر کی طرح ان کی ترتیب کر رہا تھا اور پہیوں والی کشتی بھلا کس نے دیکھی ہو گی' لیکن کبولی نے وہ کر دکھایا۔ تمام کام لکڑی ہی سے کیا گیا تھا' اس کی چولیں اور اسی کا دھرا بنایا گیا تھا.... پھر کشتی کو تمام لوگوں نے مل کر اٹھایا اور کبولی نے وہ پہیئے اس میں لگا دیئے.... یہ سارا کام تمام لوگوں کی محنت سے سرانجام پا رہا تھا.... اور ہمیں واقعی کوئی جلدی نہیں تھی کیونکہ اگر بقیہ سفر میں آسانی ہو جائے تو ابتدائی وقت سکون سے گزارا جا سکتا ہے اور بات تو تحقیقات کی تھی کس کے سر پر کوئی ایسی دھن سوار نہیں تھی جو اسے ہیجان میں مبتلا کر دے' سب سے بڑا ہیجان یہ تھا کہ زندگی بچا کر لے جائیں اور اپنی منزل پا لیں۔ حالانکہ منزل کا تعین بھی ہر ذہن میں عجیب تھا' میری کہانی تو اس جگہ آ کر ختم ہو گئی تھی جہاں میرا ہیا میرے سینے سے آ چپکا تھا اور اب اس کی قربت سے مجھے ایسا سکون' ایسی سرشاری نصیب ہوئی تھی کہ شاید میں الفاظ میں بیان نہ کر سکوں اور یہ بھی سچ ہے کہ اگر ہیا مجھے اپنے عشق کی عجیب و غریب

کہانی نہ سناتا تو شاید میں ڈوم سے بھی معذرت کر لیتا اور کہتا کہ اب میں اپنی دنیا میں ایک مضبوط حیثیت سے واپس جانا چاہتا ہوں اور وہیں جا کر میں سوچوں گا کہ مستقبل کے لئے مجھے کیا کرنا ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا میرے لئے' کیونکہ اب ہم دونوں بھائی مل کر جینے کی نئی راہ تلاش کر سکتے تھے' لیکن ہیا کی خواہش تھی کہ مملکت کور چلا جائے اور میں نے کبھی اس سے اس موضوع پر زیادہ گفتگو نہیں کی تھی' لیکن ہیا اکثر ستاروں والی کا تذکرہ ایسے انداز میں کرتا تھا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اس کی یہ خواہش پوری کر دوں۔ سو پھر بڑے بڑے موٹے رسے کشتی کے اگلے حصے میں باندھے گئے اور ڈوم نے بالکل بیلوں کی مانند ان رسوں کو اپنے بازوؤں اور گردن پر کس لیا' لیکن کبولی بھی پیچھے نہیں رہا تھا اور اب ایسا بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ہم صرف انہی دونوں افراد کو جانور سمجھیں اور باقی انسان بنے رہیں' چنانچہ میں نے بھی اپنی قوت اس کام میں صرف کی اور کیا ہی عمدہ طریقہ کار تھا یہ۔ بڑے بڑے پہیوں پر کشتی بڑی آسانی سے آگے بڑھ رہی تھی اور جو مشقت ان پہیوں کی تیاری کے سلسلے میں کی گئی تھی وہ اب بیچ معلوم ہو رہی تھی۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ آدھی رات کا چاند آسمان پر جگمگا رہا تھا تب ہم انسانی سر سے مشابہ پہاڑیوں کے دامن میں گھوم کر اس طرف پہنچ گئے جہاں ہمیں دریائے زمبی کا کنارہ نظر آ رہا تھا اور یہاں پہنچنے کے بعد صحیح بات یہ ہے کہ سب ہی کو آرام کی ضرورت تھی' ڈوم بھی تھا اور کبولی بھی..... دونوں بری طرح تھک گئے تھے کیونکہ اہم کام انہوں نے ہی سرانجام دیا تھا لیکن بہرحال ایک ناقابل یقین عمل کر کے ہم اس عظیم الشان وزنی کشتی کو یہاں تک لانے میں کامیاب ہو گئے تھے جو اب ہمارے آگے کے سفر کی ضامن تھی' لیکن بہرحال ہم صبح کو ہی یہاں سے آگے کے سفر کا آغاز کر سکتے تھے۔

رات کے بقیہ حصے میں سوئے اور خوب دھوپ نکلے تک سوتے رہے' آج ڈوم بھی اپنا کام نہیں کر سکتا تھا چنانچہ جاگنے کے بعد شکار کی تلاش ہوئی اور کافی دیر کے بعد شکار ہمیں دستیاب ہوا۔ کھانے پینے سے فراغت حاصل کی اور اس کے بعد کشتی کو پوری طرح درست کر کے اسے پانی تک پہنچایا گیا اور ہم لوگ کشتی میں سوار ہو گئے۔

ہوا موافق چل رہی تھی لیکن پھر بھی کشتی کو پانی کے درمیان تک لے جانے کے لئے پتوار ہی استعمال کئے گئے اور اس کے بعد پتوار چھوڑ دیئے گئے۔ پانی کا بہاؤ اور ہوا کشتی کو ست روی سے آگے دھکیلنے لگے۔ ہم لوگ اب اس نئے سفر سے بہت زیادہ لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کبولی دریائی سفر کے بارے میں بھی معلومات رکھتا تھا اس نے بتایا کہ سورج طلوع ہونے سے لے کر دوپہر تک اور پھر سہ پہر سے لے کر شام تک ہوا دریا کے بہاؤ کی سمت چلتی ہے غروب آفتاب کے ساتھ ہی ہوا بند ہو جاتی ہے اور اس کے بعد پتواروں ہی کا سہارا حاصل کیا جا سکتا ہے چنانچہ یہ طے ہوا کہ جب تک ہوا موافق رہے پتوار نہ چلائے جائیں تا

کہ تکلیف نہ ہو سکے ہاں جب ہوا بند ہو تو پھر پتواروں کا سہارا لینا مجبوری تھی۔ کشتی بہت ہی خوب صورت رفتار سے دریا میں آگے کی جانب بڑھ رہی تھی اور ہمارے ذہن بے حد مطمئن تھے اس دوران کناروں پر ہمیں خوفناک درندے بھی نظر آئے اور دریا کے کنارے دریائی گھوڑوں سے پٹے ہوئے دیکھے جو کشتی کی طرف تعجب بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے خوفناک شکل و صورت اور قد و قامت کے یہ دریائی گھوڑے بے حد معصوم تھے اور ان میں سے کسی نے بھی کشتی کی جانب آنے کی کوشش نہیں کی تھی' لیکن ڈوم نے اپنا ڈنڈا سنبھالا ہوا تھا اور میرا ڈنڈا میرے حوالے کر دیا تھا۔ یہ ڈنڈے ابھی تک کسی خاص مہم میں استعمال نہیں ہوئے تھے اس لئے بقیہ لوگ ان کی افادیت سے ناواقف تھے لیکن ہم جانتے تھے کہ یہ ہمارے لئے کس قدر کارآمد ہیں۔ ہمیں مناظر کی تبدیلی بے حد خوشگوار لگ رہی تھی۔ دریائی گھوڑوں کے بعد مگرمچھوں کا علاقہ شروع ہوا جو دریا کے کنارے لیٹے دھوپ تاپ رہے تھے' بے شمار آبی پرندے ہم پر منڈلا رہے تھے.... اور یہ سارے مناظر اس قدر حسین تھے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔

پھر اسی سفر کے دوران کبولی کے الفاظ کی تصدیق بھی ہو گئی۔ ہم نے دریا کے کنارے خوفناک دلدلوں سے پر دیکھے اور یہ دلدلیں اتنی نرم اور ملائم تھیں اور اتنے فاصلوں تک پھیلی ہوئی تھیں کہ دیکھ کر دل پر دہشت طاری ہو جائے۔ بھلا دریا کے کنارے کنارے پیدل سفر کر کے ہم ان دلدلوں کو کیسے عبور کر سکتے تھے۔ پھر شام ہو گئی اور کبولی کے کہنے کے مطابق موافق ہوا بند ہو گئی۔ ہوا کی عدم موجودگی میں اتنی بھاری بھرکم کشتی چلانا مشکل کام تھا اس کا اندازہ ہمیں اب ہو رہا تھا پتوار کھینچتے ہوئے بازو شل ہوئے جا رہے تھے' چنانچہ طے یہ پایا کہ اب کنارے کا رخ کیا جائے اور بلاوجہ اتنی طاقت صرف نہ کی جائے کہ آگے کے سفر میں مشکل پیش آ جائے چنانچہ آخری کوشش ہم نے کنارے تک پہنچنے کے لئے کی تھی دلدلوں کا علاقہ پیچھے چھوڑ آئے تھے اور پسند کی جگہ منتخب کرنے میں ہمیں دقت پیش نہیں آئی تھی کنارے کنارے درختوں کے جھنڈ تھے جو دریا کے کنارے نجانے کہاں تک چلے گئے تھے۔ ہم نے کشتی کنارے کے قریب ہی کھینچ کر رسوں کی مدد سے درختوں سے باندھ دی اور اس کے بعد ان درختوں کے نیچے ستانے کی غرض سے لیٹ گئے۔

خوشگوار ہواؤں کے درمیان یہ آرام بہت اچھا لگ رہا تھا' لیکن پھر اچانک ہی کبولی کی ایک دہاڑ سنائی دی اور وہ پھرتی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا' ہم سب بھی چونک پڑے تھے۔

"کیا ہوا کبولی.....؟" پنڈت رائے نے پوچھا۔

"عظیم آقا سانپ سانپ ....." کبولی نے درخت کے تنے کی جانب اشارہ کیا اور ہم نے ایک سیاہ ناگ کو پھنکارتے ہوئے دیکھا' درخت کے تنے میں سوراخ تھا جس سے سانپ باہر

نکل آیا تھا۔

ڈوم نے جلدی سے ڈنڈا اٹھا لیا تو کبولی کہنے لگا۔ "نہیں یہ اس طرح نہیں مارا جا سکتا...." پھر اس نے اپنے بدن کا لباس اتارا اور اسے ہاتھ میں لے کر سانپ کی جانب نگاہیں جما دیں' کپڑا نہایت مہارت سے لہرایا جا رہا تھا اور سانپ اس کے ساتھ ساتھ ادھر سے ادھر گردن موڑ رہا تھا۔ دفعتاً کبولی نے اس پر کپڑا پھینکا اور سانپ کپڑے کی زد میں آ گیا۔ کبولی نے فوراً ہی ڈنڈا ڈوم سے لے کر سانپ پر دے مارا اور اس طرح اس نے اس سانپ کو ہلاک کر دیا' لیکن پھر وہ کہنے لگا....

"عظیم آقا تجربہ خطرناک ثابت ہوا ہے اس سے بہتر ہے کہ ہم کشتی میں ہی لیٹ جائیں کیوں کہ وہ اس جگہ سے محفوظ رہے گی۔"

کبولی کی بات سے سب نے ہی اتفاق کیا تھا اور ہم لوگ وہاں سے اٹھ کر بالآخر کشتی میں آ لیٹے اور یہ بہتر ہی ہوا کیونکہ جوں جوں سورج چھپتا جا رہا تھا' مشکلات میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا' مچھروں کے وہ سیاہ غول جو کروڑوں اور لاکھوں کی تعداد میں شکار کے لئے نکلے تھے دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے اوپر پہنچ گئے اور اس وقت وہ پھٹے ہوئے بادبان ہمارے لئے ایک نعمت ہی ثابت ہوئے جو لپیٹ کر رکھ لئے گئے تھے۔ پوری کشتی پر یہ بادبان تان لئے گئے اور اس طرح مچھروں سے محفوظ رہنے کا طریقہ دریافت ہو گیا۔ پنڈت رائے نے کہا۔

"زندگی کا بیشتر حصہ افریقہ میں گزرا ہے اور بلاشبہ مجھے لاتعداد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اب مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ تو افریقہ کا ایک ایسا علاقہ تھا جہاں مشکلات تھی ہی نہیں یہ علاقے تو بے حد خوفناک ہیں۔"

ہم نے ہوا کے لئے چھوٹی چھوٹی جگہیں بنا رکھی تھیں اور ان جگہوں سے بھی کم بخت مچھر کسی نہ کسی طرح اندر پہنچ ہی جاتے تھے اس وقت ہمیں بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا کیونکہ ان مچھروں کے بارے میں یہ سنا گیا تھا کہ ان کے کاٹنے سے فوراً ہی ملیریا ہو جاتا ہے بہرحال اس مشکل کا ہمارے پاس کوئی حل نہیں تھا۔ ہوا بھی ضروری تھی' البتہ یہ کوشش کرتے رہے کہ وہ کم سے کم اندر داخل ہوں۔

پھر نجانے کس طرح صبح ہوئی تھی اور مچھر غائب ہو گئے تھے۔ ڈوم اپنا ڈنڈا لے کر کشتی سے اتر گیا اور اس کی تقدیر واقعی بہت اچھی تھی۔ ہم کشتی میں ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ ہرنوں کی ایک ڈار پانی کی خاطر دریا کے کنارے آ رہی ہے ڈوم کے اشارے پر ہم لوگ اپنے سر نیچے چھپا کر بیٹھ گئے۔ ڈوم نے خود ایک درخت کی آڑ لے لی تھی اور اپنا ڈنڈا تولے ہوئے ہرنوں کے انتظار میں تھا معصوم جانور پانی پی رہے تھے کہ ڈوم کا ڈنڈا کسی تیر کی طرح سنسناتا ہوا ان کی جانب لپکا اور تین ہرن اس کی زد میں آئے' کیا طاقت تھی' کیا ہرنوں کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور وہ زمین پر گر پڑے' جبکہ بقیہ ہرن آن کی آن

میں ایسے ہوا ہوئے کہ ان کا نام و نشان تک نظر نہ آیا۔ اس کے بعد کا کام پروفیسر حق کا ہوتا تھا جو جانوروں کے دم توڑنے سے قبل ان کی گردنوں پر چاقو پھیر کر انہیں قابل استعمال بناتا تھا۔

سفر دلچسپ بھی تھا اور خطرناک بھی' جب کوئی خوفناک لمحہ آتا تو سب زندگی کی خیر منانے لگتے تھے جب مشکل لمحات ٹل جاتے تو سفر کے پر لطف ہونے کا تذکرہ کرتے۔ حالانکہ سفر اس قدر پر لطف تھا کہ جواب نہیں' مچھروں سے بچت کے لئے نہ جانے کیا کیا جتن کرنے پڑتے اس کے باوجود' چہرے پھول کر کپا ہو جاتے کبولی ایک خاص قسم کی گھاس تلاش کرتا جس کی پتیوں کے سرے سرخ ہوتے اور ہم یہ کڑوی گھاس دن میں تین وقت چباتے اس طرح ہم ملیریا سے محفوظ تھے۔ پروفیسر حق نے اپنی دونوں جیبیں گھاس ٹھونس کر بھرلی تھیں۔

وحشی جانور' سانپ' دریائی گھوڑوں کے غول' مگرمچھ.... جن کے پورے قبیلے آباد تھے جگہ جگہ موجود تھے۔ دریا میں سفر کرتے ہوئے ہم نے ایک شریر چیتے کو دیکھا جو کنارے سے ہمیں تاک رہا تھا اور شکر ہے اسے بروقت دیکھ لیا گیا ورنہ چونکہ ہم بعض جگہوں پر کشتی کنارے کے ساتھ ساتھ چلاتے تھے اگر وہ پایاب ہوتا۔ ایسی جگہ آسانی سے چیتا کشتی پر چھلانگ لگا سکتا تھا' بعد میں کیا ہوتا یہ تو بعد کی بات ہے لیکن وہ کچھ نہ کچھ کام تو دکھا ہی جاتا۔ پیلے رنگ پر سیاہ دھاریوں والے چیتے نے شاید نمکین گوشت کی دعا مانگ رکھی تھی اور اب سوچ رہا تھا کہ اس کی دعا پوری ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ اس نعمت کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔ ہم نے اسے دریا کے کنارے کنارے چلتے ہوئے دیکھا۔ کبولی نے فوراً کشتی کنارے سے ہٹا لی تھی' لیکن دور سے ہم نے چیتے کو ساتھ.... ساتھ دوڑتے ہوئے دیکھا۔ پھر اس سے اس وقت پیچھا چھوٹا جب مگرمچھوں کی مملکت آ گئی۔ اسے اپنا ارادہ بدلنا پڑا تھا کیونکہ کناروں پر مگرمچھوں کا قبضہ تھا۔

ہم ہنس کر خاموش ہو گئے تھے۔ پھر کشتی کنارے سے لگا دی گئی آرام کا وقت آ گیا تھا' لیکن ابھی ہم مناسب جگہ کیمپ ہی لگا رہے تھے کہ چیتے کی جھلک نظر آئی اور کبولی نے اسے تاڑ لیا۔

"عظیم آقا.... چیتا....!" وہ چیخا.... اور ہم سب نے اسے دیکھا' لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ وہی مستقل مزاج چیتا تھا جس نے ہمارے لئے اتنا سفر طے کیا تھا۔

ڈوم کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اس نے اپنا ڈنڈا اٹھایا اور سنبھل گیا۔ "اس بدبخت کی موت بھی ہمارے ہی ہاتھوں لکھی ہے آقا...." اس نے کہا اور ڈنڈے کو مخصوص انداز میں گھما کر آگے بڑھ گیا۔

"ڈوم ہوشیار.... قریب رہو...." پنڈت رائے کی کپکپاتی آواز ابھری۔

"نہیں مسٹر رائے' اسے شکایت ہو گی کہ مقابلہ ایک ایک کا نہ رہا۔" ڈوم نے کہا اور

کافی آگے نکل کر ان جھاڑیوں کے پاس پہنچ گیا جہاں چیتے کی موجودگی کے آثار تھے۔ ہم سب تماشائی بنے ہوئے تھے چیتا شاید انسان سے واقف نہیں تھا اس لئے ڈوم پر چھلانگ لگانے میں اس نے دیر نہیں لگائی اس کی خوفناک چیخ ابھری اور وہ فضا میں بلند نظر آیا۔ ڈوم نے اپنے داؤ کو آزمایا اور اس کا ڈنڈا چیتے کے پیٹ پر جا ٹکا۔ بیشک اس ہنے چیتے کا رخ بدل دیا لیکن شاید بھرپور طریقے سے نہیں چیتا زمین پر گرا لیکن پاؤں زمین سے چھوتے ہی وہ پھر اچھلا اور پلٹ کر ڈوم پر حملہ آور ہوا۔ اس کی پھرتی ناقابل یقین تھی ڈوم اگر مارشل آرٹس کا ماہر نہ ہوتا اور ایسے اچانک حملوں سے بچنے کے گر نہ جانتا تو چیتے سے بچنا ممکن نہیں تھا۔ چیتا بھی چھلاوہ تھا۔ وہ ایک لحہ اپنی جگہ نہیں ٹکا رہا تھا اور حملے پر حملہ کر رہا تھا۔ مجھے یوں لگا جیسے ڈوم اس کے پے در پے حملوں سے کچھ بوکھلا سا گیا ہے۔ وہ اب چیتے کے رخ کو نہیں پہچان رہا تھا اور کئی بار چیتا ایک دم رخ بدل کر اس کے قریب آ گیا تھا ڈوم کا ڈنڈا اگر نہ گھوم رہا ہوتا تو شاید چیتا کامیاب ہی ہو جاتا۔

نہ جانے کیوں مجھے طرارہ آگیا.... اور وہ چیخ نہ تو کوئی معنی رکھتی تھی نہ میری خواہش کے مطابق میرے حلق سے نکلی تھی' لیکن وہ کسی چیتے کی چیخ سے مختلف نہیں تھی۔ اس آواز سے چیتا ایک دم چونکا۔ اس نے دم دبا کر ادھر ادھر دیکھا اور اسی وقت ڈوم کے ڈنڈے نے اس کی کھوپڑی تڑخا دی۔ چیتے نے ایک قلابازی کھائی اور ڈوم جو شاید غصے میں تھا اس پر پے در پے ڈنڈے برسانے لگا۔ اس نے چیتے کو لوتھڑا بنا دیا تھا' لیکن پنڈت رائے اور حق ڈوم کو دیکھنے کے بجائے مجھے دیکھ رہے تھے۔ البتہ کسی نے کچھ کہا نہیں تھا۔

اس کے بعد ہم خطرات سے بے نیاز ہو گئے اور ہمارے مشاغل جاری ہو گئے۔ آہستہ آہستہ شام ہو گئی' ہم نے آگ روشن کر لی تھی حالانکہ موسم سخت نہیں تھا لیکن آگ پر سوکھے پتے ڈالنے سے مچھروں سے بچا جا سکتا تھا جو ہر طرح ہم سے طاقتور تھے..... بہرحال علاقے میں درندوں کی موجودگی کا اندازہ ہو گیا تھا اس لئے رات کو پہرہ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

اس وقت سبھی جاگ رہے تھے کہ خاموش فضا میں ایک آواز ابھری..... کھٹ' پھر دوسری آواز.... پھر تیسری.... رات کی خاموشی میں ان آوازوں کی سمت کا اندازہ ہو رہا تھا.... یہ جنگلوں کے مختلف گوشوں سے ابھر رہی تھیں۔ پھر یہ آوازیں چاروں طرف سے ابھرنے لگیں اور کبولی نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"آقا.... خطرہ ہے...."

کسی نے کبولی کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔ ہم سب یہ آوازیں سن رہے تھے۔ ان میں ترتیب تھی اور یہ بہت وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی تھیں۔ کبولی بھی اس جملے کی ادائیگی کے بعد خاموش ہو گیا تھا۔ آوازیں مسلسل آ رہی تھیں۔ کبولی پھر بڑبڑایا۔

"انہوں نے ایک درندہ ہلاک کیا ہے۔ وہ پانچ ہیں' کیا وہ سہالی ہیں۔ نہیں.... وہ

نامعلوم ہیں۔ کیا وہ خطرناک ہیں۔ ہاں وہ لگتے ہیں.... کیا ان پر حملہ کریں....؟ نہیں روشنی آنے دو.... کیا انہیں گھیر لیں.... ہاں لیکن.... دور سے.... وہ ہوشیار نہ ہوں۔"

کبولی خود بخود یہ باتیں کر رہا تھا۔ پنڈت رائے نے سرگوشی کی۔ "تم سمجھتے ہو ماہر.... یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

"کون؟"

"کبولی۔"

"نہیں.... میں تو اس کے بڑبڑانے پر حیران ہوں۔"

"یہ اس زبان کا ترجمہ کر رہا ہے جس میں اس وقت دور دور تک باتیں کی جا رہی ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"لکڑی کے تنوں کو درمیان سے خلا کر کے یہ ڈھول نما چیز بنائی جاتی ہے اور اسے درختوں یا چٹانوں پر رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر لکڑی کے کندوں سے انہیں بجا کر یہ دور تک پیغامات نشر کرتے ہیں۔ تم یوں سمجھ لو یہ ٹیل پرنٹر سروس ہے۔"

"آہ! تو پیغامات کا یہ تبادلہ ہمارے بارے میں ہے؟"

"سو فیصد.... درندہ وہ چیتا جو ڈوم نے ہلاک کیا ہے۔ ہماری تعداد پانچ.... پھر پوچھا تھا کہ کیا وہ سہالی ہیں جواب ملا نہیں۔ اب وہ ہمیں گھیرے میں لے رہے ہیں اور دن کی روشنی کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"اس کے بعد...." پروفیسر حق بولا۔ "پتہ نہیں...." پنڈت رائے گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

پھر کسی نے کچھ نہیں کہا تھا۔ اس کے بعد رات خاموشی سے گزر گئی۔ ہم لوگ چونکہ رات کے پیغامات سے آگاہ ہو گئے تھے اس لئے ان بھیانک چہروں کو دیکھ کر حیران نہ ہوئے۔ جن کا ہم سے اتنا فاصلہ تھا کہ ہم انہیں دیکھ رہے تھے۔ وہ سینکڑوں کی تعداد میں قطار بنائے کھڑے تھے اور ان کے ہاتھوں میں انسانی قامت کے برابر نوکدار بھالے دبے ہوئے تھے۔ انہوں نے چہروں پر سفید لکیریں بنا رکھی تھیں اور ان کی آنکھیں ہم پر جمی ہوئی تھیں۔

"ان کی تعداد اتنی ہے کہ ہماری کوئی جنگی حکمت عملی کارگر نہیں ہو سکے گی۔" ہیا نے میرے کان میں سرگوشی کی۔

"یقیناً.... ہم ان میں سے کتنوں کو ہلاک کر سکیں گے۔" میں نے اس کی تائید کی۔

"اس لئے ڈنڈے تو پھینک ہی دو۔"

ڈنڈے صرف میرے اور ڈوم کے پاس تھے۔ چنانچہ ہم نے انہیں زمین پر پھینک دیا۔

ہیا پھر بولا۔

"مجھے ہر قیمت پر چھپائے رکھنا بلکہ بہتر ہے ان کے قریب آنے سے قبل مجھے نیچے اتار دو اور ماہر سنو' میرے لئے فکرمند نہ ہونا میں ہر حالت میں تمہارے قریب رہوں گا اور سنو میری ہدایت ہے کہ آخری لمحات تک ان سے تعاون کرنا۔ یہی بہتر ہے۔ اگر کوئی انتہائی صورت حال درپیش ہوئی تو میں ہی تمہیں بتاؤں گا کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

سب لوگ ہیا کی بات کا خیال رکھیں۔ وہ اس وقت ہماری بہترین راہنمائی کرے گا۔" مجھ سے پہلے پنڈت رائے نے کہا۔ میں نے ہیا کو نیچے اتار لیا۔ وہ پھدکتا ہوا ہم سے دور نکل گیا تھا۔

"چلو.... آگے بڑھو....!" میں نے کہا اور ہم نے دو قدم آگے بڑھائے تب اچانک وہ متحرک ہوئے اور ان میں ہلچل مچ گئی۔ انہوں نے نیزے سیدھے کر لئے۔ تب ہم نے اپنے ہاتھ بلند کر لئے تھے۔ اس سے انہیں سکون ہوا اور وہ اپنی جگہ ساکت ہمیں گھورنے لگے۔ ہم جیسے جیسے آگے بڑھ رہے تھے وہ پیچھے ہٹتے جا رہے تھے' لیکن ان کا انداز ایسا تھا جیسے اگر ہماری جانب سے ذرا بھی کوئی غلط حرکت ہو تو وہ ہم پر حملہ آور ہو جائیں' پھر عقب سے کوئی تحریک ہوئی اور انہوں نے آنے والوں کو راستہ دے دیا' پیچھے سے ایک پالکی آ رہی تھی جسے چند لوگ کاندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ پالکی میں آنے والا ایک بوڑھا آدمی تھا لیکن یہ سیاہ فام نہیں تھا بلکہ کسی دوغلی نسل کا باشندہ تھا اس کے جسم پر ایک مخصوص طرز کا لبادہ تھا اور وہ ان لوگوں کے لئے خاص متبرک اور محترم شخصیت کا مالک نظر آ رہا تھا۔

پالکی ہمارے سامنے رکھ دی گئی اور وہ اس میں سے باہر نکل آیا۔ اس کا چہرہ عجیب سی ہیئت رکھتا تھا۔ لمبی داڑھی برف کی مانند سفید تھی۔ ناک طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی اور آنکھیں سانپ کی آنکھوں سے مشابہ.... وہ ہمیں دیکھتا رہا۔ پھر مدہم سی آواز میں بولا۔

"کہاں سے آئے ہو تم.... اور تمہاری یہاں آمد کا مقصد کیا ہے؟"

ہم لوگوں کے درمیان مقامی زبان بہتر طریقے سے ڈوم ہی بول سکتا تھا۔ ویسے پنڈت رائے بھی اس زبان سے واقف تھا۔ چنانچہ دونوں آگے بڑھ آئے۔ پنڈت رائے نے کہا۔

"ہم مہم جو ہیں اور نئی نئی چیزوں کی کھوج میں یہاں آئے ہیں۔ اصل میں ہم پرانی دنیا کی یکسانیت سے اکتا چکے تھے' ہم محض اس لئے آئے ہیں کہ ان چیزوں کے بارے میں جان سکیں' جن کا تعلق ہم سے نہیں ہے اور جن کے بارے میں ہم پہلے سے کچھ نہیں جانتے۔ ہمارا تعلق ایسی نسل سے ہے جو موت سے نہیں ڈرتی۔ اگر مرنے سے پہلے ہمیں ایک بھی نئی بات معلوم ہو گئی تو ہمیں مرنے کا افسوس نہیں ہو گا۔"

پنڈت رائے کی بات پر بوڑھے کی آنکھوں میں سوچ کے آثار نظر آئے پھر اس نے کہا۔

"تم جو کچھ کہہ رہے ہو ممکن ہے درست ہو۔ تمہارے ساتھ اختلاف کرنا یقیناً جلد بازی ہو گی۔ ورنہ اس طرف آنے والے یہاں زندگی نہیں پاتے' ان ویرانوں میں تمہیں خاک چھاننے کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ البتہ شاید ملکہ تمہاری اس خواہش کی تکمیل کر سکے' اس کے علاوہ یہ کام کوئی نہیں کر سکتا۔"

"یہ ملکہ کون ہے؟" پنڈت رائے نے سوال کیا۔ بوڑھے آدمی نے ایک نگاہ چاروں طرف ڈالی پھر زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"اجنبی اگر اس نے تمہیں ملنے کا موقع دیا تو تم بہت جلد اپنے اسی جسم سمیت اس کے بارے میں جان جاؤ گے۔" اپنا جملہ مکمل کر کے اس نے ایک خوفناک قہقہہ بلند کیا۔

"کیا میں تمہارے قبیلے کا نام پوچھ سکتا ہوں۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"میرے قبیلے کا نام بنوالحجر ہے یعنی پہاڑوں کے باسی۔"

"اور میں تمہیں کس نام سے مخاطب کر سکتا ہوں میرے معزز بزرگ۔" پنڈت رائے اپنے الفاظ سے ایک بہتر فضا قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کے اثرات اس بوڑھے شخص کے چہرے سے نمایاں تھے جس پر اب نرمی سی چھا گئی تھی اس نے کہا۔

"تم مجھے "دیپال" کے نام سے مخاطب کر سکتے ہو۔"

"میں اپنے ان مختصر سے ساتھیوں کے ساتھ آپ کو یہ اعتبار دلانا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں

کسی بری نیت سے نہیں آئے بلکہ صورت حال وہی ہے اور اگر ہمارا یہاں آنا آپ لوگوں کے لئے ناقابل قبول ہے تو اگر آپ چاہیں تو ہم اسی وقت واپس جا سکتے ہیں....."

"یہاں آنے کے بعد واپس جانا ملکہ کے حکم سے ہی ممکن ہے۔ لیکن اس کے لئے تمہیں انتظار کرنا ہو گا اور ہمارے ساتھ چلنا ہو گا' اپنا سامان ہمارے حوالے کر دو۔"

اور ہم نے جو کچھ ہمارے پاس تھا ان کے سامنے رکھ دیا اور ہمارے اس عمل سے بھی انہیں ہم پر اعتبار قائم ہوا۔ چنانچہ ہمارا سامان بوڑھے شخص کے اشارے پر کچھ سیاہ فاموں نے اٹھا لیا اور اس کے بعد بوڑھے نے انہیں مزید ہدایات دیں جس کے تحت ایک گروہ ہمارے اردگرد پھیل گیا اور ہمیں آگے بڑھنے کا اشارہ کیا گیا۔ یوں ہم نے آگے کا سفر شروع کیا۔

میرا اضطراب "ہیا" کے لئے تھا' لیکن اب میں "ہیا" کو جان چکا تھا' ننھا سا وجود اگر کسی کے کاندھے پر بھی چڑھ کے اس کے لباس میں چھپ جائے تو اسے احساس نہ ہو اس طرح "ہیا" ہر حالت میں محفوظ تھا۔

ہم لوگ آگے بڑھتے رہے تو ہم نے دیکھا کہ ہم ایک آتش فشاں پہاڑ کے درے سے گزر رہے ہیں' یہ پہاڑ ممکن ہے کسی دور میں آتش فشاں رہا ہو لیکن اب اس کے اردگرد خوب صورت' سرسبز اور پھل دار درخت تھے۔ درے کو عبور کرنے کے بعد ایک خوبصورت وادی نظر آئی جس کا حسن آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ ہمارے سامنے قدیم رومی تماشہ گاہ سے ملتا جلتا سبزے کا ایک وسیع میدان پھیلا ہوا تھا' پیالی نما چٹان کے گرد خوبصورت پھول دار جھاڑیاں تھیں اس وسیع و عریض سرسبز خطے کے عین مرکز میں ایک نہایت ہی خوبصورت درخت تھا۔ مویشی اور بکریاں ادھر جا بجا نظر آ رہے تھے..... یہاں کا حسن اور خوبصورتی بے حد مسحور کن تھی اور ایک طلسمی سا ماحول یہاں پیدا ہو گیا تھا کچھ اور آگے بڑھے تو احساس ہوا کہ واقعی یہاں کبھی آتش فشاں تھا لیکن پھر یہ آتش فشاں جھیل میں منتقل ہو گیا اور یہ جھیل ایک خوبصورت وادی میں تبدیل ہو گئی..... یہ نتائج خود بخود ذہن میں پہنچ رہے تھے لیکن آبادی نظر نہیں آ رہی تھی۔ نجانے یہ سب لوگ کہاں رہتے ہیں..... لیکن پھر یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

بائیں طرف مڑنے کے بعد وہ ایک تھوڑا فاصلہ طے کر کے آگے جا کر رک گئے اور یہاں ہمارے سامنے ایک پلیٹ فارم سا پھیلا ہوا نظر آیا' جس جگہ ہم رکے تھے وہ اصل میں ایک بہت بڑے غار کے آگے ایک بلند پلیٹ فارم کی مانند تھی جو ایک پہاڑی ٹیلہ ہی تھا لیکن اتنا ہموار کہ یوں محسوس ہو کہ جیسے اس پر پلاسٹر کیا گیا ہے اس کے علاوہ یہاں غار پھیلے ہوئے تھے اور ان غاروں کے دہانوں پر لوگ نظر آ رہے تھے' سب کے سب طاقتور اور توانا..... قوی ہیکل صحت مند اور خوب صورت..... لیکن ان میں مخلوط النسل لوگ نظر آ رہے

تھے' جن میں سے کچھ کی رنگت سیاہی مائل تھی یا پھر قدرے تبدیل۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچا جا سکتا تھا کہ یہ دو نسلوں کا ملا جلا آمیزہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں بڑے بڑے بھالے موجود تھے اور جسموں پر چیتے اور دوسرے درندوں کی کھالیں..... کچھ عورتیں بھی نظر آ رہی تھیں' جنہوں نے چیتے کی بجائے ہرن کی کھال اوڑھ رکھی تھی لیکن مردوں کی نسبت یہ عورتیں بے حد خوبصورت تھیں گہری گہری سیاہ آنکھیں' گھنگھریالے بال' لیکن افریقیوں کی مانند نہیں..... ان میں سے کچھ عورتوں نے زردی مائل لباس پہنے ہوئے تھے بالکل ایسے جیسے "دیپال" نے پہنا ہوا تھا۔ ہمیں یہ احساس ہوا کہ ان عورتوں کو بھی ایک خاص انداز میں دیکھا جاتا ہے۔ مردوں کی طرح ان کے چہروں پر وحشت نہیں تھی بلکہ ان کے چہرے مسکراتے ہوئے تھے۔ وہ سب ہمیں دیکھ کر آپس میں کچھ باتیں کر رہی تھیں اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ہمارے بارے میں تبصرہ کر رہی ہوں۔

پھر ہمیں ایک بڑے غار کے دہانے میں لے جایا گیا نجانے کیوں غار سے گزرتے ہوئے میرے ذہن میں یہ احساس پیدا ہوا کہ یہ غار قدرتی نہیں بلکہ اسے بھی انسانی ہاتھوں ہی نے بنایا ہے۔ تقریباً سو فٹ کی لمبائی اور پچاس فٹ کی چوڑائی میں..... بڑا پرسکون غار تھا یہ..... ہر بارہ یا پندرہ فٹ کے فاصلے پر درمیانی راستوں میں سے ایک چھوٹا سا راستہ نکلتا تھا اور یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ راستہ دوسرے چھوٹے چھوٹے غاروں کی جانب جاتا ہے۔

غار کے بڑے دروازے سے جہاں سے ہم اندر داخل ہوئے تھے تقریباً پچاس فٹ کے فاصلے پر مدہم روشنی پڑنے لگی غالباً غار کو روشن رکھنے کے لئے اندر آگ جلائی جاتی تھی آگ کی روشنی سے غار کی دیواروں پر روشنی اور سائے کا عجیب سا سماں پیدا ہوتا تھا۔

ہمیں یہاں رکنے کا اشارہ کیا گیا اور پھر ہمارے ساتھ آنے والے "دیپال" نے کہا۔

"یہ تمہاری آرام گاہ ہے اور ابھی چند لمحوں کے بعد تمہارا سامان یہاں پہنچ جائے گا' چونکہ تم نے ہمارے ساتھ شریفانہ رویہ اختیار کیا اور دوسرے آنے والے مہم جوؤں کی مانند قتل و غارت گری کی جانب مائل نہیں ہوئے چنانچہ ہم پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ملکہ کو تمہاری آمد کی اطلاع دیں۔ یہاں پر تمہاری ضیافت کی جائے گی اور تمہیں تمہاری ضرورتیں مہیا کی جائیں گی لیکن تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ صبر و سکون سے آنے والے وقت کا انتظار کرنا۔"

پنڈت رائے نے مودبانہ انداز میں کہا۔ "مقدس بزرگ ہم تمہاری ہر بات کا احترام کریں گے کیونکہ ہم دوست ہیں دشمن نہیں۔"

پھر ہمارے ساتھ دوستوں ہی جیسا سلوک کیا گیا۔ مٹی کے برتنوں میں ابلا ہوا گوشت اور دودھ لا کر رکھا گیا' اس کے ساتھ ساتھ ایک روٹی جیسی چیز تھی جس کے ذائقے سے اندازہ ہوا کہ مکئی کی بنائی گئی ہے۔ لڑکیاں اور مرد ہمارے سامنے کھانا لا کر رکھ رہے تھے اور غاروں

میں آزادانہ گھوم پھر رہے تھے' وہ ہمارے بارے میں گفتگو بھی کر رہے تھے جس کے کچھ الفاظ ہمارے کانوں تک بھی پہنچ رہے تھے۔ بہرحال یہ ماحول کسی بھی شکل میں ہمارے لئے تشویش ناک نہیں تھا اور ان لوگوں کے طرز عمل سے ہم غیر مطمئن نہیں تھے۔

وقت گزرتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی غار میں ان کی سرگرمیاں کم ہونے لگیں۔ اب تک مرد' عورتیں آزادانہ یہاں آتے رہے تھے۔ دنیا کی حسین ترین عورتیں تھیں۔ شوخ اور بے باک۔ ان کی پرشوق نگاہیں ہمارا طواف کرتی تھیں اور ان نگاہوں کا مفہوم' با آسانی ہماری سمجھ میں آ جاتا تھا۔

"ہمارا رویہ ہمارے حق میں بہتر رہا۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"نہ جانے ہیا کہاں ہے۔" میں نے کہا۔

"اس کے بارے میں بالکل تشویش نہ کرو ماہر.... میرا اور اس کا طویل ساتھ رہا ہے۔ میں اس کی ذہانت سے بخوبی واقف ہوں۔" پنڈت رائے نے اطمینان دلایا۔

پھر جب وہاں مکمل خاموشی چھا گئی تو پنڈت رائے اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اس کے دل میں غار کے بارے میں جستجو جاگی تھی۔ وہ غار کی دیواروں کو دیکھتا پھر رہا تھا اور اس کے چہرے سے دبا دبا جوش ظاہر ہو رہا تھا۔

"پروفیسر حق.... یہ تو ایک عظیم تحقیق گاہ ہے۔"

"کوئی خاص بات!؟"

"ہاں! کیا آپ کو یہ غار قدرتی محسوس ہوتا ہے۔"

"قطعی نہیں۔ اس میں انسانی ہاتھوں کی کاریگری نمایاں ہے۔"

"اس کے علاوہ جو لوگ یہاں صاحب اقتدار ہیں وہ بھی ملی جلی نسل کے باشندے نظر آتے ہیں۔"

"عورتیں تو بے حد مختلف ہیں۔"

"اور یہ غار بے حد قدیم.... لیکن ان دیواروں پر ان کی تاریخ کندہ ہے۔"

"اوہ! کیا میں انہیں نہیں سمجھتا۔"

"یوں سمجھو پروفیسر کہ غار پر کندہ تصاویر ایلیڈ (Iliad) اور اوڈیسی (Odyssey) کا عکس ہیں یعنی اس نابینا شاعر کے کلام کی تفسیر جو ایشیائے کوچک کا باشندہ تھا اور جس کی تاریخ حضرت مسیح سے آٹھویں یا نویں صدی قبل بتائی جاتی ہے۔ گویا یہ تصدیق ہوتی ہے کہ کور کا یہ شہر یونان کے عہد زریں میں تعمیر ہوا کیونکہ ان دیواروں پر کندہ تصاویر "رزمیہ" کے دور کی کہانیاں سناتی ہیں مثلاً ایگا میمنن' اور یونانی بہادر ایکلیز کے درمیان کی چپقلش' ہیکٹر اور پیٹروکلوس کا قتل جو شاہ ٹرائے کے بیٹے تھے اور ان دونوں کے قتل کے شاخسانے میں یولیسیز کی جنگ جو دیوتاؤں کا چہیتا تھا۔ یہ دیوتا کوہ اولمپس کے برف پوش پہاڑوں پر

رہتے تھے اور یہاں زیوس اور اس کی بیوی ہیرا کی حکومت تھی اور مختلف امور مختلف دیوتاؤں کے سپرد تھے جیسے سورج دیوتا "اپولو" سمندری طوفانوں کا محرک.... پوسیڈن' حکمت عملی کی دیوی ایتھنا۔ جنگ کا دیوتا اریز اور محبت کی دیوی ایفروڈائٹ' یہ تمام عکس یہاں موجود ہیں۔ آہ مملکت کور تو ایک عظیم تحقیق کا مرکز ہے۔ نہ جانے یہ کس دور میں آباد ہوا اور زمانہ قدیم میں اسے کیا شان و شوکت حاصل رہی ہو گی۔ کاش محققین اور مورخین کو یہاں کام کرنے کا موقع ملتا۔"

کسی نے پنڈت رائے کی بات کا جواب نہیں دیا تھا اور جواب ہوتا بھی کیا۔ اہل کور نے ہمیں تحقیق کی دعوت تو نہیں دی تھی البتہ پنڈت رائے نے مجھ سے سوال کیا۔

"ماہر ایک بات بتاؤ.... ہم یہاں صرف ہیا کی خواہش کے مطابق آئے ہیں۔ ہرچند کہ کور تک آنا اور ہیا کے بارے میں تحقیق کرنا میری زندگی کا اولین مقصد رہا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر ہیا کے مل جانے کے بعد تم چاہتے کہ وہیں سے واپسی کا سفر شروع کر دو تو ہم میں سے کوئی انکار نہ کرتا جانتے ہو ہم یہ انکار کیوں نہ کرتے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"کیونکہ آئی جینگ کے پورے وجود میں ایک ہپناٹک پاور ہوتی ہے۔ مدمقابل اس کی خواہشات کا پابند ہو جاتا ہے وہ اس کے سامنے اپنا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ بہرحال ہیا نے کور کی ملکہ کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار کیا اور شاید وہ اس کے قرب کا خواہش مند بھی ہے۔ ایسی صورت میں وہ کیا چاہے گا۔ کیا یہاں.... اس کے پاس رہنا۔"

اس سوال پر ہم ششدر رہ گئے تھے۔ پنڈت رائے کچھ لمحے ہمیں دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"اور اگر وہ ایسا چاہے تو میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو پوری ہو جائے۔ مگر تم کیا چاہو گے پروفیسر حق۔"

"یہاں سے واپسی۔"

"ڈوم.... تم....!"

"کور میرا گھر ہے۔"

"اور ماہر.... تم خود....!"

"ہیا میری تکمیل ہے۔"

"خوب.... گویا ہمارے لئے کوئی مشکل کھڑی نہ ہو گی۔ پروفیسر اور کبولی ہمارے تعاون سے واپس جا سکیں گے۔"

"لیکن کیا کور کی ملکہ.... ہیا کو قبول کر لے گی؟" حق نے سوال کیا۔

"دوستو.... یہ ایک عجیب آزمائش ہے۔ یہ سرزمین سحر ہے۔ ہیا ایک انوکھا وجود ہے اور ملکہ ساحرہ.... دیکھنا یہی ہے کہ کونسا سحر کس پر حاوی رہتا ہے۔ ویسے ہیا قوت تسخیر میں بہت

آگے رہے گا۔"

"واقعی یہ دلچسپ امتحان ہو گا۔"

یہ باتیں جاری رہیں۔ دوسرے دن پھر وہی ہنگامے شروع ہو گئے دن چڑھے ہم سب غاروں سے باہر نکل آئے۔ مقامی لوگ ہمارے اردگرد بکھرے ہوئے تھے۔ کسی نے ہم سے تعرض نہیں کیا۔ گویا ہمیں مکمل آزادی تھی۔ پنڈت رائے غار میں نظر آنے والے تحریروں کی روشنی میں ان کے رہن سہن اور ان کے مشاغل کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ ہم اس کام میں مصروف ہو گئے۔ وہ باقاعدہ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ انہوں نے مویشی پال رکھے تھے۔ مرد بے حد جفاکش لیکن عورتیں آزاد..... بلکہ یوں لگتا تھا جیسے عورتیں مردوں پر حاوی ہوں اور مرد ان سے خوفزدہ رہتے ہوں۔

"اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہاں عورت کی حکمرانی ہے۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"ممکن ہے ایسا ہو۔"

ہم دور تک چلے گئے۔ اس دوران ہم نے مختلف لوگوں سے باتیں بھی کی تھیں اور حیرت کی بات یہ تھی کہ ان لوگوں نے ہم سے تعاون بھی کیا تھا لیکن یہ بھی تھا کہ تعاون کرنے والے وہ لوگ تھے جن کے رنگ گہرے سیاہ نہیں تھے اور یوں لگتا تھا جیسے وہ حقیقتاً دوغلی نسل کے باشندے ہوں۔ کسی قدر نرم خو اور بااخلاق جبکہ گہرے سیاہ رنگوں والوں کی آنکھوں میں ہمیں کینہ توزی اور نفرت کی جھلک نظر آتی تھی۔ شاید وہ ہمیں ملنے والی رعایت سے خوش نہیں تھے۔

ایسے میں ایک شخص نے ہمیں بتایا کہ جہاں ملکہ رہتی ہے وہاں بڑے بڑے پتھریلے ستون اور ٹیلے ہیں وہ علاقہ اصل کور ہے جہاں کبھی ایک خوبصورت شہر ہوا کرتا تھا اور اس شہر میں بڑے ماہر رہا کرتے تھے لیکن جنگلوں میں یہ شہر مسمار کر دیا گیا اور اب وہاں کھنڈرات بکھرے ہوئے ہیں۔ انہی کھنڈرات میں ملکہ رہتی ہے اور وہ بہت کم دوسروں کے سامنے آتی ہے اس وقت جب اسے اہل کور کو کوئی خاص پیغام دینا ہوتا ہے لیکن اس وقت بھی وہ سر سے پاؤں تک کپڑوں میں چھپی ہوتی ہے اور کوئی اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے خدمت گار گونگے اور بہرے ہوتے ہیں اور اس کے بارے میں کچھ بتانے کے ناقابل۔ لیکن یہ سبھی جانتے ہیں کہ وہ بہت خوبصورت ہے اور حسن و جمال میں دنیا کی کوئی عورت اس کے مقابل نہیں۔ وہ غیرفانی ہے اور اسے کبھی موت نہیں آتی۔ وہ آتشیں غسل کرتی ہے اور آگ اس پر بے اثر ہے۔

"یہ وہ جادو بھری داستانیں ہیں جو صحرائے اعظم کے بارے میں کہی جاتی ہیں۔" پروفیسر حق نے کہا۔

"آؤ..... آگے چلیں!"

ہم بے لگام تھے پروفیسر حق اور پنڈت رائے پر تحقیق کا بھوت سوار تھا چونکہ کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ تمام حدیں عبور کر رہے تھے۔ حالانکہ سورج چھپ گیا تھا لیکن ہم غاروں کی طرف واپس نہ گئے بلکہ بہت دور نکل آئے۔ ہر جگہ ہمیں مقامی لوگوں سے واسطہ پڑا تھا۔

اس وقت بھی ہم ایک ایسی جگہ کا معائنہ کر رہے تھے جہاں پتھریلی چٹانوں میں سنگ تراشی کے نمونے نظر آ رہے تھے۔ باکمال سنگتراشوں نے زمانہ قدیم میں یہاں اپنا فن دکھایا تھا اور یہ فن لازوال تھا۔ کہیں درندوں کے شکار کے مناظر تھے کہیں رقص و سرود دکھایا گیا تھا۔ ایک منظر میں ایک یونانی نقوش کے نوجوان کو بھالے سے ہاتھی کا شکار کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ یہ زندہ طلسم تھا جس نے سب کو مسحور کر دیا تھا اور ہم اندھیرے اور ماحول کو بھول گئے تھے۔ اچانک ہی ہمیں احساس ہوا تھا کہ کچھ سیاہ روحوں نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ بہت سے وحشی مرد عورتیں تھیں جنہوں نے ہمارے چاروں طرف گھیرا ڈال لیا تھا۔

ڈوم آہستہ سے بولا۔ "عظیم آقا..... ان کے ارادے بہتر نہیں معلوم ہوتے۔"

"یہی لگتا ہے، مگر یہ کیا چاہتے ہیں؟"

"اوہ دیکھو..... ان کے بھالے سیدھے ہو گئے ہیں اور ان کی آنکھوں میں شیطانی چمک نظر آ رہی ہے۔"

"آخر یہ کیا چاہتے ہیں؟"

"میں معلوم کرتا ہوں؟" کبولی نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر وہ ان کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک وحشی نے پوری قوت سے اپنا نیزہ اس کے سینے میں پیوست کر دیا۔ نیزہ کبولی کی پشت سے باہر نکل گیا تھا۔

اب کسی دوسرے خیال کی گنجائش نہیں تھی۔ ظاہر ہے ان کی نیت معلوم ہو گئی تھی۔ ڈوم نے حلق سے دھاڑ نکالی اور ان کی طرف دوڑ پڑا۔ پروفیسر حق اور پنڈت رائے حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد بہت تھی اس لئے مجھے ڈوم کی زندگی کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ ادھر ڈوم جونہی ان تک پہنچا وہ ڈوم پر حملہ آور ہوئے لیکن مارشل آرٹس کے اس ماہر کے پینترے کو وہ نہ سمجھ سکے اور ڈوم نے فوراً ایک نیزہ اپنے قبضے میں کر لیا دوسرے لمحے میں اس نے دو وحشی چھید دیئے اور انہیں نیزے میں پرو کر زمین پر دے مارا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑی مہارت سے اپنا نیزہ میری طرف اچھال دیا جسے لپک کر میں نے فوراً فائدہ اٹھایا اور عقب سے جو سیاہ فام ہماری طرف بڑھے ان پر نیزہ گھما دیا۔ وہ نیزے کی [illegible] سے بری طرح گھائل ہو گئے تھے۔ ڈوم بھی میرے قریب آ گیا اور ہم ان سے جنگ کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہم خونخوار ہوتے جا رہے تھے لیکن پروفیسر اور رائے کا خیال بھی تھا کہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ پائے۔

وحشی بے وقوف تھے کہ ہمارے نزدیک آ گئے تھے۔ اگر وہ پیچھے ہٹ کر دور سے نیزے پھینک کر مارتے تو ہم چھلنی ہو جاتے لیکن وہ بھی ہم میں آ گھسے تھے اور نقصان اٹھا رہے تھے۔ پھر اچانک وہ بری طرح بدحواس ہو کر بھاگ پڑے۔ لیکن ان کے بھاگنے کی وجہ ہم نہیں تھے بلکہ وہ بے شمار مشعلیں تھیں جو برق رفتاری سے ہماری طرف آ رہی تھیں۔ آن کی آن میں وہ ہمارے پاس آ گئے اور انہوں نے ہمارے چاروں طرف حصار قائم کر لیا۔ وہ بہت پرجوش نظر آ رہے تھے۔ ہم نے جن وحشیوں کو ہلاک کیا تھا ان کی تعداد آٹھ تھی کئی زخمی پڑے ہوئے تھے۔ جو لوگ ہماری حفاظت کے لئے آئے تھے وہ انہیں نفرت سے دیکھ رہے تھے اور ان کی نظریں چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ دوسری طرف چھپے ہوئے وحشی بھی صورت حال جاننے کی فکر میں تھے۔

پھر ایک پالکی میں دیپال آ گیا۔ اس نے آتے ہی ہم لوگوں کی خیریت پوچھی۔ پنڈت رائے نے اسے صورت حال بتائی تو دیپال خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید غصہ طاری ہو گیا تھا۔ پھر اس نے چیخ کر کہا۔

"بدنصیب سوتاریو.... تم نے ملکہ کے مہمانوں پر حملہ کر کے اپنے لئے موت مانگ لی ہے۔ ہاں موت بہت جلد تمہیں نگل لے گی۔ وہ وقت دور نہیں ہے۔ تم ملکہ کے باغی قرار پائے۔" پھر اس کے حکم پر ایک خوفناک عمل شروع ہو گیا۔ جو زخمی کراہ رہے تھے اور اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے ان پر جلتی ہوئی مشعلیں پھینکی جانے لگیں اور وہ بری طرح بلکنے لگے لیکن انہیں مشعلوں سے ڈھک دیا گیا تھا اس طرح وہ زندہ ہی خاکستر کر دیئے گئے۔ کبولی کی لاش ان کے درمیان سے نکال لی گئی تھی۔ اس طرح زخمی بھی خاموش ہو گئے۔

"آؤ.... سزا ان لوگوں کو بھی ملے گی جنہوں نے تمہیں سوتاریوں کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔"

"یہ کون ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"نادان وحشی۔ جو پناہ گزین ہیں۔"

"پناہ گزیں۔" ہم نے اس کے ساتھ واپس چلتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ مختلف قبیلوں کے لوگ جو اپنے قبیلے چھوڑ کر ملکہ کے قدموں میں آباد ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ سرکش ہیں اور بری حرکتیں کرتے اور سزا پاتے ہیں۔"

اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر میں نے کہا۔ "انہوں نے ہمارے ساتھی کو ہلاک کر دیا۔"

"مجھے اس کا بہت افسوس ہے لیکن جو کچھ ہوا اس میں غلطی ان لوگوں کی ہے جنہوں نے تمہیں ہوشیار نہ کیا ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ تم ملکہ کے مہمان ہو اور تم پر کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی لیکن انہیں یہ بھی ہدایت جاری کر دی گئی تھی کہ تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے اس طرف آنا کسی طور مناسب نہیں تھا' انہیں اس کی سزا دی جائے گی۔ یہ تو بتاؤ

اس لاش کا کیا کرو گے کیا اس کے لئے تم اپنا کوئی طریقہ کار اختیار کرنا چاہتے ہو۔"

کبولی کی موت ہمارے لئے غم ناک بھی تھی اور باعث پریشانی بھی۔ کیونکہ بہرطور ابھی یہاں سے واپسی کا سفر باقی تھا اور کبولی ہمارا بہترین ساتھی ثابت ہوتا لیکن جو کچھ ہوا اس کا اندازہ خود ہمیں بھی نہیں تھا ورنہ خیال رکھا جاتا.... بہرحال اب لاشوں کا بھلا ہمیں کیا کرنا تھا البتہ پنڈت رائے نے کبولی کے بارے میں اپنی رائے دینے کے بعد پوچھا۔

"اور وہ جنہیں تم سوتاری کہتے ہو اپنی لاشوں کا کیا کریں گے؟"

"وہ اپنے جسموں میں محفوظ کر لیں گے۔" دیپال نے بتایا۔

"جسموں میں....؟" میں نے تعجب خیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں.... اب وہ انہیں خاموشی سے اٹھا کر غاروں میں لے جائیں گے اور اس کے بعد ان کی تکہ بوٹی کریں گے اور ان کا گوشت چبا کھائیں گے جس گھرانے کا کوئی فرد موت سے ہم کنار ہو جاتا ہے اس گھرانے کے لوگ اسے اپنے اندر محفوظ کر لیتے ہیں تاکہ وہ ان سے جدا نہ ہونے پائے۔"

"یعنی اسے کھا جاتے ہیں....!"

"یہی سمجھو...."

"تو کیا کور میں آباد دوسرے لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔"

"نہیں' ہم ان جیسے غیرمہذب نہیں ہیں' ہمارے مدفن ہیں جہاں ہم ان لاشوں کو رکھ دیا کرتے ہیں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے' ہمارے ساتھی کی لاش بھی اس مدفن میں پہنچا دی جائے۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا.... اور تم دیکھو گے کہ ان لوگوں کو کیسی سزا ملتی ہے جن کی وجہ سے تمہارا ایک آدمی اس طرح موت کا شکار ہو گیا۔"

ہم میں سے کسی نے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ پھر دیپال ہی کہنے لگا۔

"لیکن تم لوگوں پر آفریں.... تم بے حد بہادر ہو اور تمہاری بہادری نے ہی اس وقت تمہاری زندگی بچائی ہے' تاہم فکر مت کرنا' اب جہاں تک میرا اندازہ ہے' یہ لوگ غاروں سے نکل کر بھاگ جائیں گے اور جگہ جگہ چھپ جائیں گے کیونکہ انہیں ملکہ کی طرف سے عذاب کا خطرہ ہو گا' اور یہ حقیقت ہے کہ جب ملکہ کو اس چیز کا علم ہو گا تو وہ ان کے لئے سزا مقرر کرے گی اور ملکہ کی دی ہوئی سزاؤں پر بھلا کون ہے جو خوف سے جان نہ کھو بیٹھے۔ وہ اس طرح ان لوگوں کو سزائیں دیتی ہے تو پھر بجائے اس کے کہ میں ملکہ کی طرف سے یہ انتظار کروں کہ تمہارے لئے کیا حکم ہے ہونا یہ چاہئے کہ میں خود تمہیں ساتھ لے کر ملکہ کی جانب روانہ ہو جاؤں.... اور یہی مناسب ہے' سو جب آسمان سے روشنی اترے گی تو

تمہیں یہاں سے سفر کرنا ہو گا سو اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرو...."

پھر بقیہ رات صبح کے انتظار میں گزری تھی اور دوسری صبح ہمیں یہاں سے لے جانے کا مکمل بندوبست تھا۔ جیسی پالکی میں دیپال ہمارے سامنے آیا تھا ویسی ہی پالکیاں ہمارے لئے تیار کی گئی تھیں اور جس جگہ ہم قیام پذیر تھے وہاں لا کر رکھ دی گئی تھیں' ہر پالکی کے ساتھ چار کہار اور دو ان کے معاون تھے اس کے علاوہ دیپال نے تقریباً پچاس مسلح افراد کا ایک دستہ حفاظت کی غرض سے ساتھ رکھا تھا۔ پھر یوں ہوا کہ ہم لوگوں کو پالکیوں میں بیٹھنا پڑا۔ حالانکہ یہ ایک مضحکہ خیز چیز تھی لیکن دیپال کی خواہش کے مطابق ہم نے عمل کیا تھا اور یوں پالکیوں کے سفر کا آغاز ہو گیا تھا۔ تب یہ سفر بڑی بے دلی سے کیا جانے لگا اور ہم قرب و جوار کے مناظر دیکھتے رہے۔ ہمیں پیالی نما آتش فشاں پہاڑ کو عبور کرنے میں تقریباً ایک گھنٹہ لگا' اس کے بعد اس کے دوسری جانب سے گزرتے ہوئے مزید آدھا گھنٹہ لیکن پھر نہایت خوشگوار مناظر نگاہوں کے سامنے آئے۔ دور تک سبزہ پھیلا ہوا تھا اور درخت اگے ہوئے تھے۔ پہاڑ سے چند میل کے فاصلے پر دلدل کا سمندر شروع ہو جاتا تھا اور اس طرف آ کر احساس ہوا کہ یہ گزرگاہ انتہائی مشکل ہے اور عام لوگ یہاں سے صحیح سلامت نہیں گزر سکتے کیونکہ آگے کا راستہ دلدل سے گزرتا تھا۔ ایسے راستے صرف یہ کہار ہی جانتے تھے جن سے گزرا جا سکے۔ یعنی وہ سخت پگ ڈنڈیاں جن سے رستے عبور کئے جا سکیں۔ پہلے قیام کے دوران دیپال نے ہمارے سوال کے جواب میں بتایا۔

"ملکہ عظیم ہے.... اور اس کے پیروکار زیرک۔ ملکہ فوج نہیں رکھتی کیونکہ وہ لشکر کشی کی شائق نہیں ہے۔ وہ اس قدر محفوظ ہے کہ اس تک پہنچنا ناممکن...."

"کسی لشکرر نے کور پر چڑھائی کی؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ ایک بار ایک لشکر عظیم دریائے زمبی کے راستے آیا اور دلدل کے سمندر نے اس کا استقبال کیا۔ کچھ عرصے کے بعد ان کے ڈھانچے دلدل کی سطح پر نرسلوں کی مانند اگ آئے تھے۔ اس دلدل کو عبور کرنے کے راستے صرف ہم جانتے ہیں۔ یوں سمجھ لو یہ ایک خفیہ راز ہے۔"

"بے حد خوفناک بات ہے۔" پنڈت رائے نے انگریزی میں تبصرہ کیا۔

"میں اس بے وقوف عورت کے بارے میں سوچ رہا ہوں جس کا نام رابینا تھا۔"

"ہاں۔ وہ کور فتح کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی۔"

"اس کے خواب اس دلدل میں سو جاتے۔"

"یہ ذریعہ سفر بہت مشکل ہے۔ آگے چل کر تم دیکھو گے کہ دلدل کالے سانپوں اور زہریلے مینڈکوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ مینڈک زہر پھینکتے ہیں اور سانپ یوں جیسے زہر کی پوٹ...." دیپال نے بتایا۔

"کیا یہ ہمیں نقصان نہیں پہنچائیں گے؟"

"اس کا بندوبست ہے۔ ہمارے پاس ایسی بوٹیاں ہیں جو سب کچھ کام بتا دیتی ہیں۔"

دیپال کا کہنا درست تھا۔ ہم نے لہراتے کالے سانپ دیکھے اور بہت بڑے بڑے مینڈک بھی۔ لیکن پھر وہ مدھم آگ جس نے انہیں ہم سے بہت دور کر دیا۔ دیپال نے صرف ایک لکڑی کا سرا جلایا تھا اور اس سے دھواں اٹھنے میں مچھروں کے غول' کالے سانپ اور مینڈک اس طرح بھاگے کہ دور دور تک ان کا نشان باقی نہ رہا حیرت انگیز دھواں تھا۔

رات بے حد بھیانک تھی۔ نیچے تاریک دلدل اوپر تاریک آسمان۔ ہمراہیوں میں ہر شخص سہما ہوا تھا۔ آس پاس دلدل' ہر طرف دلدل کون جانے موت کتنے قدم پر ہے۔ میں نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ڈوم.... میں ہنیا کے لئے پریشان ہوں۔"

"میں بھی.... کاش وہ ہمارے ساتھ ہوتا۔"

"لیکن میں پریشان نہیں ہوں۔ تمہاری محبت فطری ہے ماہر.... لیکن وہ زیرک وجود۔ کاش اسکے بارے میں کوئی اتنا جانتا۔ لیکن میں جانتا ہوں۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"اگر وہ ہمارے ساتھ ہوتا تو بہتر تھا۔" میں نے کہا۔

"وہ ہم سے دور نہ ہو گا۔" پنڈت رائے نے کہا۔ دوسری صبح اس بات کی تصدیق دیپال نے کر دی۔ سفر کے دوران اس نے کہا۔

"میں ابھی تک حیران ہوں۔ اور میرا ذہن اس وجود کی حقیقت نہیں پا سکا جسے میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا تھا اور جس نے میرے کان میں سرگوشی کی تھی۔ ارے تم یقین کرو وہ اتنا چھوٹا تھا کہ عقل تسلیم ہی نہ کرے لیکن کبھی...."

ہم سب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیپال کو دیکھا تھا پھر پروفیسر نے سنبھل کر کہا۔

"اس نے کیا سرگوشی کی تھی؟"

"اس نے مجھ سے کہا تھا کہ بے وقوف باہر دیکھو ملکہ کے مہمان مشکل میں ہیں۔ اور میں نکل بھاگا تھا.... مگر وہ کون تھا؟"

پنڈت رائے نے مسکراتی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھا تھا۔ مگر ہم نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ البتہ مجھے اطمینان ہو گیا۔ ہم اس موضوع پر باتیں کرتے رہے تھے۔ اس دوپہر دلدل کا سفر ختم ہو گیا لیکن اس کے بعد کی خوبصورتی بے مثال تھی۔ سکون بخش سبزہ۔ تاحد نظر کھلے ہوئے پھول۔ اسے مہکتی وادی کہا جا سکتا تھا۔ پھر سورج چھپا اور شام ہو گئی۔ خوفناک سفر ختم ہو گیا تھا اور اب ایک دلکش سفر کا آغاز ہو گیا۔ جسے رات ہونے کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا اور وہاں قیام کیا گیا۔

لیکن جوں جوں شام گہری ہوتی جا رہی تھی سامنے کی پہاڑیوں کے عقب سے ایک

روشنی پھوٹ رہی تھی۔ پہلے تو یہی خیال ہوا کہ چاند کا گولا وہاں روپوش ہے اور چاندنی اجاگر ہو رہی ہے۔ لیکن ایسے پہلے کبھی چاند نہیں طلوع ہوا تھا اور چاندنی کو اس طرح کبھی لرزاں نہیں دیکھا گیا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" پنڈت رائے حیرت سے بولا۔

"عظیم ہیسیا کی مملکت.... اس کا جلال.... روشنی کا وہ مرکز.... جو ملکہ کی عظمت کا پتہ دیتا ہے۔ ان پہاڑیوں کے دوسری طرف ہی تو ملکہ کا محل ہے۔"

"اوہ....!" پنڈت رائے کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی۔

معاً میرے دل میں خواہش ابھری کہ میں آگے بڑھ کر روشنی کے اس مرکز کو دیکھوں۔ میں نے اس خیال کا اظہار کیا تو دیپال نے کہا۔

"نہیں.... یہ ممکن نہیں ہے، یہ آخری حد ہے۔ اس کے بعد خدامین کی اجازت سے آگے بڑھا جا سکتا ہے اور انہیں ہمارے آنے کی خبر ہو چکی ہے۔ اگر اسی وقت ادھر داخلے کی اجازت ہوتی تو وہاں سے بلاوا آ گیا ہوتا۔"

"خدامین کون ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"عظیم، اعلیٰ.... ملکہ کے مشیر.... جو ملکہ کے لئے لمحے لمحے کا عمل متعین کرتے ہیں، ملکہ کے بعد انہیں کور کی سب سے بڑی عظمت حاصل ہے۔"

"ان کی تعداد کتنی ہے؟"

"سات، اور ملکہ کے بعد وہی ہیں جنہیں حیات ابدی حاصل ہے۔"

"یعنی وہ ہمیشہ سے ملکہ کے ساتھ ہیں؟"

"ہاں، ہمیشہ سے...." دیپال نے جواب دیا۔ اس کے بعد ہم خاموش ہو گئے تھے لیکن روشنی کی لہروں نے ہمیں بے سکون رکھا جو اب خوب تیز ہو گئی تھی اور بڑے دلکش انداز میں جنبش کر رہی تھی۔ اسی طرح اردگرد کا ماحول اب منور تھا۔ دفعتاً.... پروفیسر حق نے ایک طرف اشارہ کیا۔

"ماہر، ادھر دیکھو...." میں نے اس کے اشارے کی سمت نظر دوڑائی تو مدھم چراغ ٹمٹماتے ہوئے نظر آئے، ان کا فاصلہ یہاں سے کافی تھا لیکن ایک پوری بستی کی آبادی کا احساس ہوتا تھا۔

"یہ شاید کور کی آبادی ہے...."

"لیکن اس کے بارے میں تو مشہور ہے کہ وہ غاروں میں رہتے ہیں۔" پنڈت رائے بولا۔

"خدا جانے یہاں کیا کیا اسرار پھیلے ہوئے ہیں۔" پروفیسر حق اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ پھر ہم سب سونے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ میں اس وقت ہیا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنے شانے کے قریب سرسراہٹ محسوس ہوئی چونک کر اٹھنے والا تھا کہ ہیا کی سرگوشی میرے کان میں ابھری۔

"نہیں.... خاموشی اختیار کرو.... دوسروں کو جگانا مناسب نہیں ہے۔"

"ہیا! تم ٹھیک ہو؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں' اور تم میرے لئے اب فکرمند نہ ہوا کرو...."

"یہ ایک مشکل سفر تھا' بھیانک دلدلوں اور خوفناک راستوں پر مشتمل' تو نے یہ سفر کیسے کیا؟"

"دیپال کی پالکی میں' مجھے بھلا کیا مشکل تھی اور پھر میں تم سے پہلے یہاں پہنچ گیا۔"

"تو انوکھا ہے ہیا' کیا تو نے ملکہ آشا کو دیکھا؟"

"نہیں' کچھ کاموں میں جلدبازی بہتر نہیں ہوتی۔ میں اسے تمہارے بعد دیکھوں گا' اس کے علاوہ میرا اصل کام یہ نہیں تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"رابینا کے غاروں میں بھی میں قیدی نہیں ہوا تھا' اس پنجرے کی سلاخیں مجھے آسانی سے راستہ دے دیتی تھیں۔ اس طرح میں نے کوشا کے بارے میں معلوم کیا۔ عقل کا تقاضا ہے کہ جذبات کے جال میں نہ پھنسو.... ہر جگہ پہلے حالات اور ماحول کا جائزہ لو.... تاکہ کسی مشکل وقت میں تمہارے سامنے کئی راستے ہوں۔ وہاں بھی میں نے سوتاریوں کے بارے میں معلوم کیا تھا اور بروقت دیپال کو اطلاع دے دی تھی۔"

"تو بہت ذہین ہے ہیا...." میں نے مسرت سے کہا۔

"تم سے پہلے یہاں پہنچ کر میں نے یہاں کے حالات کی چھان بین کی ہے اور بہت سی کہانیاں ساتھ لایا ہوں' یعنی کام کی باتیں...."

"مجھے بتا...." میں نے کہا اور ہیا آرام سے میرے چوڑے سینے پر لیٹ گیا' پھر بولا۔

"سوتاری نہ باغی ہیں نہ ان علاقوں کے اجنبی.... وہ کور کے اصل باشندے ہیں اور ان کی نسلیں یہیں گزری ہیں۔ جبکہ مولبے باہر کے لوگ ہیں' یہ الگ بات ہے کہ وہ بھی ہزاروں سال سے یہاں آباد ہیں اور انہوں نے ابتدا ہی سے سوتاریوں پر اپنا تسلط قائم رکھا ہے۔ سوتاری جادوگر اپنا علم رکھتے ہیں' لیکن وہ ملکہ سے خوفزدہ ہیں کیونکہ وہ بہت ظالم ہے اور چھوٹے سے چھوٹے جرم پر ان کا قتل عام کراتی رہتی ہے۔ ان پر اس کی ہیبت طاری ہے۔"

"تجھے اس چھان بین سے دلچسپی ہے ہیا....؟"

"ہاں' کیوں نہیں' پنڈت رائے کی تحقیق سے بھی میں دلچسپی لیتا رہا ہوں اور اب تو مجھے ستاروں والی کے بارے میں مزید معلومات درکار ہیں۔ کیونکہ مستقبل میں وہ ہماری تحویل میں ہو گی۔"

"ہیا...." میں نے مسکرا کر کہا۔ "تو اس سے عشق کرتا ہے؟"

"ہاں...." اس نے جواب دیا۔ میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ ایسا تھا کہ ہیا سے بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ ہیا نے کہا۔ "میں وہاں کے اسرار کا سراغ لگاؤں گا۔"

"کیا تو ہیسپا سے ملاقات کرے گا؟"

"ہرگز نہیں' میں اس وقت تک اس کے سامنے نہیں آؤں گا جب تک اشد ضرورت نہ ہو۔ ہاں میری معلومات سے پنڈت رائے کو ضرور آگاہ کر دینا۔ یہ اس کے لئے بہت دلکش ہو گا۔ اب میں چلتا ہوں۔"

صبح کے سہانے موسم میں پنڈت رائے میرے پاس آ بیٹھا اور کور کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔ تب میں اسے ہیا اور اس کی کہی ہوئی باتوں کے بارے میں بتانے لگا۔ پنڈت رائے کے چہرے پر دبا دبا جوش نظر آنے لگا۔

"آہ" اس نے میرے تصور کی تصدیق کر دی ہے۔ آہ' یہ بہترین معلومات ہیں۔ میری عمر بھر کی محنت کا ثمر مجھے مل رہا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں میرا بھی یہی خیال تھا۔ یہ مصری اور یونانی گروہوں کے وہ افراد ہیں جو زیریں مصر کے ڈیلٹاؤں میں آنے والی طغیانیوں کا شکار ہو کر ترک سکونت اختیار کرتے رہتے تھے۔ یونانی گروہ بعد میں ان سے منسلک ہو گئے تھے اور پھر انہوں نے طویل سفر اختیار کئے تھے۔ یہ آریوں کی حیثیت سے سفر کر کے ہندوستان میں بھی داخل ہوئے اور وہاں انہوں نے دیویوں دیوتاؤں کا مذہب پھیلا دیا۔ وہاں بھی انہوں نے اپنے تین طبقے بنائے۔ پہلا برہمن' جس نے مندروں پر قبضہ کر کے اعلیٰ ترین اقتدار حاصل کیا دوسرا چھتری' جس نے راج پاٹ سنبھالا' تیسرا کھتری جو زراعت پر قابض ہو گیا۔ ہندوستان کے مقامی باشندے جو بھیل کہلاتے تھے شودر یعنی نیچ ذات قرار پائے اور ان کے ظلم تلے پسنے لگے' یہاں افریقہ میں بھی انہوں نے وہی جال پھیلایا ہے اور سوتاریوں کو دبا کر رکھا ہوا ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہے' اور یہ سب جو نظر آ رہا ہے انہی کا طلسم ہے' اوہ' ہیا دی گریٹ۔"

پھر دیپال آ گیا' اس نے کہا۔ "ہم سب چلنے کے لئے تیار ہیں اور ملکہ کی طرف سے تمہارے لئے اجازت مل گئی ہے۔"

"ہم تیار ہیں۔"

سو ہم چل پڑے' آگے کے سفر کا حال بھی ناقابل تعین تھا۔ قدموں تلے سبزہ پھیلا ہوا تھا اور سامنے ایک غیر معمولی پہاڑ جو بے حد بلند تھا اور جسے ملکہ کا محل قرار دیا گیا تھا۔

"کیا اس محل میں داخلے کا کوئی راستہ ہے؟" میں نے دیپال سے سوال کیا۔

"بظاہر نہیں' کون ان کھردری چٹانوں کو عبور کرنے کا دعویٰ رکھتا ہے' لیکن وہ دیکھو.... وہ سفید لکیر کیا ہے؟"

میں نے اس کے اشارے پر غور سے دیکھا اور کہا۔ "کوئی سڑک .... یا آبی نہر...."

"بالکل ٹھیک.... وہ نہر ہے اور اسے انسانی ہاتھوں نے چٹانوں کا سینہ تراش کر بنایا' پھر اس کے کنارے کور آباد کیا' پھر اسے مزید خوبصورت بنانے کے لئے ایک جھیل کھودی اور نہر اس میں خالی کر کے خشک کر دی اور اسے راستے کی شکل دی۔"

"محل تک جانے کے لئے یہی ایک راستہ ہے۔"

"نہیں' اور بھی خفیہ راستے ہیں جو عام لوگوں کو نہیں معلوم۔" دیپال نے پراسرار لہجے میں کہا۔

مناظر بدلتے جا رہے تھے' ہرنوں کی ڈاریں' خوبصورت پرندے' یہاں کیا نہیں تھا۔ کچے ذہن کے انسان تو اس جگہ کو نہ جانے کیا سمجھ بیٹھتے۔ اب ہم اس پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے تھے' اس وقت سورج واپس چل پڑا تھا۔ یہاں تک کہ ہم ایک عظیم الشان چٹان کے سامنے رکے جس میں ایک سرنگ کاٹی گئی تھی۔ ہیبت ناک پہاڑ میں اس سرنگ کی کاٹ بھی ناقابل یقین تھی۔ اندر گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور جوں جوں ہم آگے بڑھ رہے تھے سانس بھی بوجھل ہوتی جا رہی تھی۔ پالکی بردار موڑ پر موڑ کاٹ رہے تھے اور تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔ تحت الثریٰ میں یہ سفر کوئی ایک گھنٹے جاری رہا تھا۔ اس کے بعد روشنی اور تازہ ہوا نصیب ہوئی تھی' لیکن جس جگہ پالکیاں رکھی گئی تھیں وہ بھی ایک ہیبت ناک غار تھا جس کی چھت کوئی سو فٹ اونچی تھی اور دیواروں کی تراش بتاتی تھی کہ تازہ ہوا کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اس عظیم الشان ہال میں دس افراد موجود تھے ان کے چہرے بے نور اور سونے نظر آ رہے تھے' لیکن اب انہوں نے یہاں کا چارج سنبھال لیا تھا' کہار پالکیاں لے کر واپس چلے گئے اور دیپال نے مدھم لہجے میں کہا۔

"اور اب مجھے بھی واپس جانا ہے اور نہیں کہہ سکتا تم سے دوبارہ ملاقات ہو یا نہ ہو۔ ہاں اگر ملکہ حکم دے...." یہ کہہ کر وہ بھی باہر نکل گیا۔ تب دو افراد ہمارے پاس آ کر ہمیں اشارے کرنے لگے اور ان کے اشارے بہت واضح تھے۔ وہ ایک اور سوراخ کی جانب اشارہ کر رہے تھے۔ سوراخ کے دوسری طرف بڑی بڑی ناندیں پانی سے بھری رکھی تھیں اور ایسے برتن جن سے ہم یہ پانی استعمال کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ریچھ اور چیتے کی کھالوں سے بنے ہوئے لباس لٹکے ہوئے تھے اور کھالوں ہی کے مکمل انبار تھے۔

"یہ لباس ہمارے لئے ہیں۔" پنڈت رائے نے کہا۔

"شاید...."

"کیا ہم انہیں پہن لیں....؟"

"ان کے کہے بغیر ممکن نہیں...."

"مگر یہ عجیب ہیں...."

"یہاں سب کچھ ہی عجیب ہے...."

پھر محافظوں نے ہمیں عقب سے ٹھوکا دیا اور اشاروں سے ہمیں لباس بدلنے کی ہدایت کر کے باہر نکل گئے۔ بحالت مجبوری ہمیں یہ کھالیں اپنے بدن پر منڈھنی پڑیں اور ہم ایک دوسرے کو دیکھ کر خوب ہنسے۔ ڈوم ایک قدر آور ریچھ نظر آ رہا تھا اور اپنے چوڑے چکلے بدن کی وجہ سے بے حد شاندار نظر آ رہا تھا۔ میں نے چیتے کی کھال پہنی تھی پروفیسر اور پنڈت رائے اپنے چھوٹے جسموں سے بن مانس نظر آ رہے تھے۔ اس کے بعد ہمیں کھانا پیش کیا گیا۔

پھر ہم آرام سے لیٹ گئے۔ محافظوں نے مشعلیں روشن کر دیں اور ہم انتظار کرنے لگے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے خوب دیر گزری تھی کہ وہ محافظ آئے اور مجھے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"شاید یہ تمہیں لے جانا چاہتے ہیں۔"

"غالباً ملکہ کے پاس۔"

"کیا کروں۔"

"جانا ضروری ہے مگر ہوشیار۔" ان لوگوں نے مجھے ہدایت کی اور میں اٹھ کر ان کے ساتھ چل پڑا۔ پیچ در پیچ راستوں سے گزر کر مجھے جس غار میں لایا گیا اسے دیکھ کر میں سحر زدہ رہ گیا۔ غار تھا کہ جنت کی جھلک۔ وسیع روشن نہایت قیمتی سامان سے سجا.... دیواروں میں شب چراغ روشن تھے' بڑے بڑے ہیرے جو قمقموں کی طرح روشن تھے اور ان کی روشنیاں پورے غار کو بقعہ نور بنا رہی تھیں۔ پتھریلی سلوں پر قیمتی کھالیں بچھی ہوئی تھیں' بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔

گونگے بہرے محافظ مجھے یہاں چھوڑ کر واپس چلے گئے اور میں حیران پریشان آنکھیں پھاڑتا رہا۔ تب میں نے اس پتلے سے دروازے کو دیکھا' جو ایک ستون کی مانند نظر آتا تھا۔ اس دروازے سے ایک سفید ہاتھ نمودار ہوا لانبی لانبی مخروطی انگلیاں' دودھ جیسی رنگت پھر ایک آواز ابھری۔

"کیلی کریٹس...."

آواز تھی کہ جلترنگ' ایسی نغمگی' ایسی غنایت کہ دل کھنچ کر رہ جائے' اچانک مجھے یوں لگا جیسے اس آواز نے میرے دل پر گرفت کی ہو۔ پہلی بار میرے دل کی دھڑکنوں میں کچھ تبدیلی نمایاں ہوئی تھی اس سے قبل میں نے صرف ہیا کے بارے میں سوچا تھا حسن کائنات سے مجھے کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اب ہیا کو پا لینے کے بعد جیسے سینے میں دل کی واپسی ہوئی تھی اور دوسری چیزوں نے مجھے متاثر کرنا شروع کر دیا تھا۔ میں عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔

"کیلی کریٹس....." آواز پھر ابھری۔ "جواب نہیں دو گے؟" سفید ہاتھ کچھ آگے بڑھا اور پھر سفید لباس میں ملبوس ایک جسم اس جگہ سے برآمد ہوا۔ خوشبوؤں میں بسا نرم و دلاویز جسم جس سے شعاعیں چمک رہی تھیں۔ سیاہ گھٹاؤں جیسے بال گھٹاؤں ہی کی طرح اڑے پڑ رہے تھے۔ وہ آنکھیں..... روشناس آنکھیں نقاب کے پیچھے سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔ ہاں یہ آنکھیں میرے لئے اجنبی نہیں تھیں۔ میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ستاروں والی....."

میرے ان الفاظ پر وہ ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "خوب نام دیا تم نے مجھے..... ستاروں والی....."

"تم وہی ہو نا.....؟"

"ہاں..... میں وہی ہوں۔"

"تم یہاں رہتی ہو.....؟ اور کیا تم ہی کور کی ملکہ آشا ہو.....؟" میرے منہ سے استعجاب کے عالم میں نکلا۔

"ہاں..... میں ہی ہوں۔"

"لیکن تم.....؟"

"بیٹھ جاؤ..... کیا مجھ سے خوفزدہ ہو.....؟"

"نہیں..... میں خوفزدہ نہیں ہوں....." میں نے کہا اور ایک پتھر کی سل پر بیٹھ گیا۔

"کیا آج بھی تمہارے دل میں میری محبت نہیں جاگی.....؟ کیا تم اب بھی کسی دوسری سے محبت کرتے ہو.....؟"

"دوسری.....؟"

"ہاں، مجھے بتاؤ..... اور اس روشنی کو دیکھو، یہ خوش رنگ ہے، لیکن اگر تم نے مجھ سے جھوٹ کہا تو یہ بدنما ہو جائے گی۔"

"میں جھوٹ نہیں بولتا۔ کیونکہ جھوٹ خوف کی علامت ہوتا ہے اور میں شاید کسی سے نہیں ڈرتا۔"

"یہی مرد کی شان ہے اس کا بدن گھوڑے کی طرح سڈول اور دل شیر جیسا ہو، تم نے دوسری عورت کے بارے میں نہیں بتایا۔"

"کون دوسری عورت....."

"ایمارتس..... جس نے میری حیات پر قبضہ جما لیا تھا۔"

"میں کسی ایمارتس کو نہیں جانتا۔"

"زمانہ قدیم میں وہ تمہاری بیوی تھی۔"

"ایسی کوئی عورت میری زندگی میں نہیں ہے۔"

"آہ گویا میری صدیوں کی آرزو اب تکمیل پا رہی ہے۔"

"اور میرا نام کیلی کریٹس بھی نہیں ہے۔"

"اس کی وجہ ہے....."

"کیا وجہ ہے.....؟"

"یہ کہ یہ تمہارا اپنا جنم ہے۔"

"یہ سب کچھ میں نہیں جانتا۔"

"میں تمہیں بتاؤں گی کیونکہ میں ہزاروں سال سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

"تم مجھے ایک بات بتاؤ۔ کیا تم انسان ہو گوشت و پوست کی انسان؟"

"ہاں، میری زندگی، میں ایک مکمل وجود ہوں، بس فرق اتنا ہے کہ میں صدیوں سے سوئی نہیں ہوں، میں نے جاگنا سیکھ لیا ہے، وہ جو سو جاتے ہیں خود کو مردہ کہتے ہیں جبکہ وہ مردہ نہیں ہوتے۔ وہ قرار لیتے ہیں اور پھر جاگ جاتے ہیں، لیکن نیند انہیں سب کچھ بھلا دیتی ہے، یہی یہودی عقیدہ ہے، لیکن وہ صرف عقیدہ ہے، میں نے اس راز کو پا لیا ہے، تم مجھے بتاؤ..... آخر زندگی..... طویل کیوں نہیں ہو سکتی، تاریخ میں دس بیس ہزار سال کیا حیثیت رکھتے ہیں، ہزاروں سال سے موسم بدلتے ہیں۔ بارش ہوتی ہے طوفان آتے ہیں پہاڑ اپنی جگہ قائم ہیں، پھر انسان خود کو قائم رکھنے کا راز کیوں نہیں پا سکتا، میں نے وہ راز پا لیا ہے اور میں زندہ ہوں۔ میری سب سے بڑی آرزو تمہاری طلب ہے اور میں ہمیشہ سے تمہارے لئے سرگرداں رہی ہوں، تمہیں تلاش کرتی رہی ہوں۔ تمہیں اپنے راستے دکھاتی رہی ہوں، کیا میں تمہیں ان پہاڑوں میں یاد نہیں۔"

"ستاروں والی....."

"ہاں، مجھے تمہارا دیا ہوا یہ نام پسند ہے۔"

"لیکن تم نے اتنا سفر کیسے کیا.....؟"

وہ مسکرائی پھر بولی۔ "روح آزاد ہوتی ہے..... فاصلے اس کے لئے بے اثر۔"

"روح..... مگر تم تو روح کی قائل ہی نہیں ہو۔"

"نہیں..... روح ذات میں چھپا ایک آئینہ ہوتا ہے جس میں تم سوچ کا ہر نقش تلاش کر سکتے ہو۔ مگر تم یہ سب نہیں جانتے۔ جب میں تمہیں حیات ابدی بخش دوں گی تو ان تمام رموز سے آشنا کروں گی یہ وعدہ ہے۔"

"لیکن جس شے کی حقیقت ہی نہ جانی جا سکے اس پر یقین کیسے کر لیا جائے۔"

وہ سوچ میں ڈوب گئی، پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اس طرح گم صم ہو گئی جیسے سو گئی ہو۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس کا حسن دل میں اترتا تھا۔ وہ اس قدر جاذب نگاہ تھی کہ مجھ جیسا خشک انسان اس پر سے نگاہ ہٹانے کا مجاز

نہیں تھا۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں اور یوں مجھے دیکھنے لگی جیسے میں اسے یاد ہی نہ ہوں۔ کچھ لمحے حیرانی سے مجھے دیکھتی رہی پھر جیسے اسے جھٹکا سا لگا ہو۔

"ہاں' حقیقت جاننے کے لئے ہوتی ہے اور سوئے ہوئے تو بھول ہی جاتے ہیں' لیکن تمہارا جاننا ضروری ہے۔ میرے ساتھ آؤ...." اس نے کہا اور اٹھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کا لمس بھی قیامت خیز تھا وہ مجھے ساتھ لئے اس دوسرے حصے میں داخل ہو گئی۔ یہ جگہ بھی اپنی مثال آپ تھی کسی شے کا تذکرہ کرو تو وقت گزر جائے۔ اس نے ایک چھوٹے سے تالاب کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اس میں تمام حقیقتیں پوشیدہ ہیں سوچو.... دیکھو.... دیکھو کیا یہ تمہارا ہی عکس ہے۔"

میں نے ساکن پانی میں جھانکا۔ عکس میرا تھا لیکن لباس مختلف.... وہ میں ہی تھا لیکن....

"یہ تم ہو.... اور دیکھو.... یہ ہمارا وطن ہے' میرا تعلق عرب سے ہے اور میرا شجرہ یاراب سے ملتا ہے۔ خاقان کے بیٹے یاراب سے میں اوزل میں پیدا ہوئی تھی جو یمن کا ایک شہر تھا۔ یہاں سے ہی میری زندگی کے سفر کا آغاز ہوا۔ دیکھتے رہو.... یہ یونان ہے اور یہ یروشلم تمہیں یاد ہے۔ وہ معبد.... جہاں خدائے واحد کی عبادت ہوتی ہے اور تمہیں ہیروڈ کا معبد بھی یاد ہو گا۔ آہ کتنی گہری نیند سو گئے تھے تم اور میں نے کس مشکل سے تمہیں پایا ہے۔ اس وقت جب تم برف زاروں میں بھٹک رہے تھے۔ میں نے تمہیں پایا ہے۔ پھر ان غاروں میں جہاں تم مشکل وقت گزار رہے تھے' پھر تم نے میری جانب سفر شروع کیا۔ کتنی بے چین تھی میں تمہارے لئے۔"

"اب میں یہاں آگیا ہوں' مجھے کیا کرنا ہے...."

"ایک سوال پوچھوں....؟"

"اجازت کی ضرورت ہے....؟"

"ہاں...."

"کیوں' تم ملکہ ہو.... مطلق العنان ہو۔ حالات اور ماحول پر قادر ہو۔"

"بیشک.... لیکن عورت ہوں۔"

"تو پھر....؟"

"محبوبیت جس کا زیور' محبوبیت جس کا مان ہے' وہ اپنے محبوب کی محکوم رہ کر ہی خوش رہتی ہے۔"

"سوال کیا ہے...."

"تم نے مجھے دیکھنے کی خواہش کیوں نہیں کی؟"

"شاید اس لئے کہ ابھی تک خود کو تمہارا محکوم سمجھ رہا ہوں' وہ کیسے کہہ سکتا ہوں جو

تمہیں ناگوار گزرے۔"

وہ شاید مسکرائی تھی اس کا اظہار بھی اس کی آنکھوں سے ہی ہوا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"تم نے دیویوں اور دیوتاؤں کے حسن کے بارے میں سنا ہے' تمہیں یونانی اساطیریں یاد ہیں' میرا حسن بھی وہی ہے جسے دیکھ کر اکیتون ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا اور پھر اس نے پوری عمر گریہ وزاری میں گنوا دی تھی' مجھے دیکھو کہ مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔"

اس کے مخملیں ہاتھ نقاب کی جانب بڑھے اور اس نے گھٹاؤں جیسے بالوں سے نقاب کی گرہیں کھولنا شروع کر دیں' یونہی لگا جیسے چاند گہرے بادلوں سے نکل رہا ہو۔ ایسے سبک نقوش کہ یقین نہ آئے' میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

وہ مسکرا رہی تھی' پھر اس نے نقاب چہرے پر درست کی اور بولی۔ "کیا ایمنارتس مجھ سے زیادہ حسین تھی؟"

"وہ مجھے یاد نہیں...."

"میں تمہیں اسے بھی دکھاؤں گی... اس کا جسم میں نے حنوط کر کے رکھا ہے۔"

"تم سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اور میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ بہت سے رموز سے آشنا ہوا۔ اس کے علاوہ مجھے یقین ہے کہ تم مجھے خود کو یاد کرنے کا موقع دو گی۔ بلکہ بہتر یہ ہو گا کہ مجھے ماضی کے جال میں نہ الجھاؤ.... میں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں۔"

"خدام تجھے میرے قابل بنائیں گے اور میں ان لمحات کا انتظار کروں گی جب صدیوں کی پیاس بجھ جائے گی۔" اس نے کہا' پھر نقاب اپنے چہرے پر درست کر لیا اور آہستہ سے تالی بجائی کچھ خادمائیں اندر آ گئی تھیں۔

"کیلی کریٹس کو آرام گاہ میں لے جاؤ...."

"ایک اجازت چاہتا ہوں...."

"کہو...."

"میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔"

"تمہارا مقام ان سے مختلف ہے' یہ ممکن ہے کہ بعد میں انہیں تمہارے خدام کا درجہ دیدوں ابھی مناسب نہ ہو گا۔"

"یہ تمہارا حکم ہے....؟" میں نے کہا۔

"نہیں.... مجبوری۔"

"اوہ' مجبوری.... اور اس کے بعد تم کہہ رہی تھیں عورت اپنے محبوب کی محکوم رہ کر خوش رہ سکتی ہے۔"

وہ حیران رہ گئی مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "تم ان سے مل سکو گے' دن کی روشنی میں تم

ان کے پاس جا سکو گے' لیکن ابھی ایسا نہ کرو....."

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور پھر مجھے میری آرام گاہ پہنچا دیا گیا۔ قیمتی مسہری پر لیٹ کر میں غور کرنے لگا۔ اس کی سنائی ہوئی داستان پر بھی خود پر بھی۔ یہ طلسم میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا' لیکن..... اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ دل میں اتر گئی تھی۔ ایسا حسن کبھی نہ دیکھا تھا۔ ایسی کہانی نہ سنی تھی۔ پھر ایک دم میں نے خود کو سنبھالا۔ یہ میں کیا سوچ رہا ہوں' یہ کیا..... حماقت ہے۔ میں اپنے لئے تو یہاں نہیں آیا ہوں۔ وہ تو میرے ہیا کی پسند ہے۔ مجھے اس سے متاثر نہیں ہونا چاہئے لیکن..... وہ میرا دم بھر رہی ہے۔ وہ یہ سب کچھ میرے بارے میں کہہ رہی ہے۔ نہیں..... وہ ہیا کی امانت ہے۔ مجھے اس کا کوئی حل نکالنا ہو گا..... کوئی ایسا حل جس سے یہ مشکل حل ہو جائے۔

خوب وقت گزر گیا' میں بے چینی سے کروٹیں بدل رہا تھا۔ دفعتاً میری نظر سامنے پڑی' پتھریلی دیوار میں ایک گول دائرہ نظر آ رہا تھا۔ یہاں ان دیواروں میں پیچ در پیچ سرنگیں پھیلی ہوئی تھیں' راستے نجانے کہاں سے کہاں نکلتے تھے' میرے لئے تو اندازہ لگانا بھی مشکل تھا نجانے یہ سوراخ کیسا ہے؟ غالباً کسی غار ہی کا راستہ۔ میرے ذہن میں تجسس جاگا اور میں اپنی جگہ سے اٹھ کر اس غار کے دہانے تک پہنچ گیا۔ خاصا تنگ دہانہ تھا' لیکن نجانے کیوں مجھے خاصا خطرناک محسوس ہوا' یہ بھی سوچ رہا تھا میں کہ وہ خفیہ راستہ میری خواب گاہ تک آتا ہے' اس قسم کے راستے سے یہاں کے مقامی لوگ تو باآسانی آ جا سکتے تھے' شاید یہ میری دیکھ بھال کے لئے ہو..... لیکن میں بھی اسے نظرانداز نہیں کر سکا' اور یہ جاننے کے لئے بے قرار ہو گیا کہ یہ راستہ کہاں تک جاتا ہے' چنانچہ میں اس سوراخ سے اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑے سے فاصلے پر پتھروں سے بنی ہوئی ایک سیڑھی تھی جو نیچے کی جانب جاتی تھی۔ سیڑھیوں کے خاتمے پر ایک اور راستہ تھا جسے سرنگ کہنا زیادہ مناسب ہو گا یہ سرنگ اس گیلری کے بالکل نیچے سے گزرتی تھی جس سے گزر کر میں ملکہ کے پاس گیا تھا۔ بہرحال میں سرنگ میں داخل ہو گیا۔ ہو کا عالم' قبرستان جیسی خاموشی' لیکن میرے اندر تجسس کا ایک طوفان برپا تھا' یہ سرنگ کہاں جاتی ہے' نجانے کیوں یہ تصور میرے دل میں بیدار ہو گیا تھا کہ میں اس کے بارے میں معلومات کروں' چنانچہ میں آہستہ آہستہ سرنگ میں چلتا رہا' تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر دائیں جانب ایک اور راستہ نکلتا تھا' یہاں بہت مدھم روشنی تھی' یہ روشنی کہاں سے آ رہی تھی اس کا مرکز کسی طور نظر نہیں آتا تھا لیکن بہرحال روشنی اتنی تھی کہ اس میں آگے قدم بڑھائے جا سکیں میں آہستہ قدموں سے آگے بڑھتا رہا کہ کہیں قدموں کی چاپ نہ پیدا ہو۔ یہ خوف بھی تھا کہ اگر کہیں ان بھول بھلیوں میں راستہ بھول گیا تو واپسی میں مشکل ہو جائے گی اور میرا اپنی خواب گاہ میں موجود نہ ہونا' نجانے کن مشکلات کا باعث بن جائے' بہرحال آگے بڑھتا رہا پھر تھوڑا سا اور آگے چلا تھا کہ اسی طرح

کی ایک روشنی نظر آئی' جیسے کسی غار کے دہانے سے فائرنگ ہو رہی ہو میں آہستہ آہستہ اس روشنی کی جانب بڑھا' یہ بھی خوف تھا کہ قدموں کے نیچے کوئی گڑھا نہ آ جائے۔ چنانچہ ایک ایک قدم پوری مضبوطی کے ساتھ اٹھا رہا تھا' کوئی تیس قدم کا فاصلہ طے کر کے میں اس روشنی کے قریب پہنچ گیا۔ روشنی ایک سوراخ کے اندر سے آ رہی تھی اور اس کا ایک عجیب سا انداز تھا۔ میں نے احتیاط کے ساتھ جھانک کر اندر دیکھا تو ایک عظیم الشان غار نظر آیا۔ بڑا سا غار اپنی ساخت کے اعتبار سے مقبرے جیسی حیثیت رکھتا تھا اس کے وسط میں بغیر دھوئیں والی سفید رنگ کی آگ روشن تھی۔ بائیں طرف پتھر کی ایک چوڑی سل جو چبوترے نما تھی اور بہت وسعت میں پھیلی ہوئی تھی نظر آ رہی تھی چبوترے کے سامنے مجھے ایک عورت کا سایہ محسوس ہوا اس کی پشت میری جانب تھی' میں غور سے اسے دیکھنے لگا اس نے سیاہ رنگ کا ایک چغہ پہن رکھا تھا اور ساکت و جامد کھڑی ہوئی تھی' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بغور دیکھ رہی ہے.....

میں اسے دیکھتا رہا' پھر اس کا رخ بدلا اور میں ایک دم چونک پڑا۔

وہ آشا ہی تھی اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کچھ اس انداز میں جنبش کر رہی تھی جیسے کسی کرب کا شکار ہو لیکن اس انداز میں بھی وہ بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔ اگر اس نے مجھے دیکھ لیا تو کیا ہو گا' لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہے۔ تجسس اس قدر بڑھ گیا تھا کہ میں غیر اختیاری طور پر غار کے اس دہانے کے اندر داخل ہو گیا' لیکن اسے میرے قدموں کی چاپ محسوس نہیں ہوئی تھی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا اور مجھے ایک ایسا ابھرا ہوا پتھر نظر آ گیا جس کے عقب میں' میں اپنے آپ کو پوشیدہ کر سکتا تھا' پھر میں نے خود کو پوشیدہ کر لیا اور اب ذرا اور مناسب انداز میں غار کا جائزہ لینے لگا۔

چٹان سے بنے ہوئے چوڑے پلیٹ فارم پر مجھے پتھروں کی قد آدم سلیں نظر آئیں بالکل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لاتعداد قبریں ہوں جو ایک پلیٹ فارم پر بکھری ہوئی ہوں' لیکن ان قبروں میں مردے اندر نہیں باہر تھے' تقریباً دس یا بارہ انسانی جسم جو پتھروں کی ان سلوں پر لیٹے ہوئے تھے' ان پر کفن نما کپڑے پڑے ہوئے تھے اور ان کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے' آشا اب بھی خاموش کھڑی ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بدبدا رہی تھی۔ پھر دفعتاً اس نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ لئے اور اس کی سسکیاں جاری ہو گئیں۔

میری حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا' اب اسے کیا ہو گیا' کس مشکل اور کس تکلیف کا شکار ہے یہ حالانکہ مطلق العنان ملکہ تھی سب کچھ اس کے حکم پر ہو رہا تھا اور اس کی پراسرار شخصیت اور پراسرار کہانی میرے علم میں تھی۔ کیا ایسی بھی کوئی بات ہے جس کی وجہ سے اسے رونا پڑ رہا ہو..... وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ کہہ رہی تھی اور بے تحاشا روئے جا رہی تھی اس کی آنکھوں سے اشک یوں رواں تھے جیسے برسات کی جھڑی لگی ہو..... میرا

دل دھکنے لگا اور میرے دل میں نجانے کیوں یہ خواہش بیدار ہوئی کہ میں آگے بڑھ کر اسے سہارا دوں' لیکن کبھی کبھی جذبات نقصان بھی پہنچا دیتے ہیں' میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا یہ کسی طور مناسب نہیں تھا کہ میں اسے سہارا دینے کی کوشش کرتا۔ البتہ میں نے اس کی آواز سننے کی کوشش کی' وہ کہہ رہی تھی۔

"نہیں نہیں یہ نہیں ہونا چاہئے..... آہ میں کیسے تمہاری زندگی بچاؤں' وہ..... وہ پھر اپنا وہی کھیل کھیل رہے ہیں' لیکن انہیں نہیں معلوم' کہ میں..... میں.... آہ میں کیا کروں' کیا کہوں میں' کس طرح تمہاری زندگی بچاؤں میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے لیکن میں یہ بھی نہیں دیکھ سکتی کہ پتھر کی اس نئی سل پر تمہارا جسد خاکی زندگی سے محروم اس طرح دراز ہو' آہ میں کیا کروں تمہارے لئے۔ دیوتاؤ میری مدد کرو' میرا محبوب میرے پاس ہے لیکن میں اس کی زندگی نہیں بچا سکتی' کیا کروں میں' مجھے کیا کرنا چاہئے.....؟"

بہت دیر تک وہ زار و قطار روتی رہی اور میں نے یہی مناسب سمجھا کہ خاموشی اختیار کئے رہوں اس جادوگری کی کوئی بات ابھی تک میری سمجھ میں آئی ہوتی تو میں اب بھی یہی کہتا کہ میں ان حالات کو سمجھ رہا ہوں..... پھر اس نے اپنے آنسو خشک کئے اور وہاں سے واپس پلٹ پڑی.....

میں نے دم سادھ لیا تھا' وہ اسی راستے سے باہر نکلی تھی جس راستے سے میں اندر داخل ہوا تھا گویا اس غار میں آمد و رفت کا یہی ایک راستہ تھا۔ بہرحال اسے یہاں میری موجودگی کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ وہ غار کے دہانے سے باہر نکل کر تاریکی میں کہیں روپوش ہو گئی اور میں اپنی جگہ سوچوں میں کھڑا رہا۔ کہیں یوں نہ ہو کہ وہ میری تلاش میں میری خواب گاہ تک جائے' مجھے نہ پائے اور اپنے غلاموں کو مستعد کر دے' وہ یہ سمجھے کہ میں یہاں سے فرار ہو گیا ہوں ایسی صورت میں بلاوجہ میرے لئے مشکلات کھڑی ہو جاتیں' لیکن اب جو کچھ بھی ہو میں یہاں تک آ گیا تھا اور اس جگہ محصور تھا۔ پتہ نہیں اب کیا ہو گا.... لیکن کچھ بھی ہو' یہ معلوم کر کے یہاں سے جاؤں گا کہ پتھروں کی سلوں پر یہ کون ہیں جو کفن میں لپٹے سو رہے ہیں ان سے شناسائی تو حاصل ہو اور اس کے رونے کی وجہ تو پتہ چلے.....

جب مجھے یہ یقین ہو گیا کہ وہ یہاں سے جا چکی ہے تو میں اپنی جگہ سے نکل آیا' میرا تجسس مجھے اس چبوترے تک لے گیا' اور میں ان کفن پوشوں کو دیکھنے لگا جن کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے' بالکل زندہ انسانوں کی مانند لیٹے ہوئے تھے' بالآخر میں نے ان میں سے ایک کے چہرے سے سفید کپڑا ہٹایا اور پھر حیرت سے میری آنکھیں ابل پڑیں۔ یہ میں تھا۔ سو فیصد میں' میرے مکمل نقوش.....

میں نے آنکھیں مل مل کر دیکھا' لیکن کوئی شبہ باقی نہ رہا وہ جو کوئی بھی تھا میرا ہم شکل

تھا۔ مجھے بخوبی اندازہ ہو گیا کہ اس انسانی جسم کو قدیم مصری طریقہ حنوط کے مطابق حنوط کر دیا گیا ہے۔ دیر تک میں اس کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر کپڑا اس کے چہرے پر برابر کر دیا۔ اس کے بعد میں نے دوسری لاش سے کپڑا ہٹایا اور میرا سر چکرانے لگا۔ یہ بھی میں ہی تھا' باقی لاشیں بھی سو فیصد میری شکل کی تھیں۔ ویسے تو یہ پورا طلسم خانہ ہی میرے لئے ناقابل یقین تھا' لیکن ان ہم شکلوں نے میرے ذہن کو بری طرح متاثر کیا تھا' یہ سب کیا ہے؟ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا' پھر مجھے ایک خالی سل نظر آئی۔ اس کی ہیئت بتاتی تھی کہ اسے حال ہی میں تراش کر یہاں نصب کیا گیا ہے۔ کیا میرے لئے..... اس خیال پر میں مسکرا پڑا۔ شاید ان کے لئے ایسا ممکن نہ ہو۔ یہ اتنا آسان نہ ہو گا۔

اس کے بعد میں وہاں سے واپس چل پڑا تھا' لیکن اپنی آرام گاہ میں داخل ہو کر میں دیر تک اپنے ان ہم شکلوں کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔

دوسرے دن پنڈت رائے اور میرے دوسرے دوستوں سے میری ملاقات کرائی گئی۔ میں نے ان سے خیریت پوچھی۔ "ڈوم کے ساتھ ان کا رویہ بے حد خراب ہے' وہ اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔" پروفیسر حق نے بتایا۔

"وجہ.....؟"

"نامعلوم ہے۔"

"تم سناؤ..... تم پر کیا گزر رہی ہے۔" پنڈت رائے نے پوچھا اور میں نے اسے پوری حقیقت بتا دی۔

"ہے بھگوان..... اس کا مطلب ہے۔"

"نہیں پنڈت رائے' اگر ایسا ہوا تو کور کی کہانی بدل جائے گی۔ جب صدیوں سے زندہ ملکہ کی لاش اہل کور کے سامنے آئے گی' تم لوگ بے فکر رہو..... ہاں' ہیا تو نہیں آیا؟"

"نہیں....." پنڈت رائے نے فکرمند لہجے میں کہا۔

بہرحال میں اب کسی پریشان خیال میں نہیں الجھا تھا۔ اس حسن و جمال کی ملکہ کے بارے میں شدید تجسس میرے لئے دلکشی کا باعث بھی تھا۔ میری خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا تھا۔

اس شام موت کا ایک خونی کھیل کھیلا گیا..... بیشمار قیدی زنجیروں میں جکڑ کر قربان گاہ پر لائے گئے' ہمیں بھی موت کا یہ کھیل دیکھنے کی دعوت دی گئی تھی۔ یہ سب سیاہ فام سوتاری تھے' دیپال نے جو میرے قریب موجود تھا' مجھے بتایا۔

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تم پر حملہ کرنے کی جسارت کی تھی' ملکہ انہیں سزا سنا رہی ہے اور دیکھو وہ خداہین ہیں جو ملکہ کے مشیر اور اس کے بعد سب سے بڑا درجہ رکھتے ہیں۔"

یونانی نقوش اور یونانی طرز کے لباسوں میں ملبوس یہ سات باریش بوڑھے بڑی پراسرار شکلوں کے مالک تھے۔ پھر ہیسیا نمودار ہوئی' وہی کر و فر وہی شان...... اس کا چہرہ نقاب میں ڈھکا ہوا تھا' پابہ جولاں قیدی تعظیم کے لئے جھکے تو ملکہ کی بارعب آواز گونجی۔

"نہیں.... سیدھے کھڑے رہو.... اس مصنوعی تعظیم کی ضرورت نہیں..... تم سرکشی کرتے ہو اور میں تمہیں سزا دیتی ہوں' کیلی کریٹس یہ وہ سرکش ہیں جنہوں نے تم پر حملے کی جسارت کی اور اب انہیں اس جسارت کی سزا مل رہی ہے۔ یہ کتے اور سانپ ہیں جو ہمارے قریب رہ رہے ہیں' لیکن ان کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے اور بہت جلد یہ آٹے میں نمک رہ جائیں گے' یہ جانتے ہیں کہ میری حکم عدولی کی سزا موت ہے لیکن صدیاں گزر گئیں ان کے اندر گناہ کے یہ جراثیم ختم نہیں ہوئے اور میں جانتی ہوں کہ یہ کبھی ختم نہ ہوں گے کیونکہ یہ گناہ گار نسل ہے۔"

پورے ماحول پر خوف کے سائے پھیلے ہوئے تھے' قیدیوں کی زبانیں خاموش تھیں لیکن ان کی آنکھیں زندگی کی بھیک مانگ رہی تھیں' میں نے دبی زبان سے کہا۔

"اگر میں انہیں معاف کر دوں تو۔"

"نہیں کیلی کریٹس' یہ خونی درندے ہیں' اگر ان پر رحم کیا گیا تو یہ اور سرکشی کریں گے۔ ان پر موت نازل کرنے کا کوئی موقع نہیں..... گنوانا چاہئے۔ ورنہ ان کی سرکشی ہمارے لئے خطرناک ہو جائے گی۔"

اس وقت وہ رات سے بالکل مختلف تھی اور ایک پرجلال ملکہ نظر آ رہی تھی۔

پھر موت کا خونیں کھیل کھیلا گیا۔ ان تمام لوگوں کو جانوروں کی طرح ذبح کر دیا گیا اور قربان گاہ میں خون کی کیچڑ پھیل گئی۔ ہم سب بری طرح تکدر کا شکار ہو گئے تھے۔ اس وقت تمام معمولات سے فارغ ہو کر جب میں اپنی آرام گاہ میں مسہری پر دراز تھا تو میرا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔ خونیں ملکہ کے مقاصد تو اس کی خواہش کے مطابق پورے ہو رہے تھے لیکن ہمیں ابھی کوئی راستہ نہیں نظر آ رہا تھا یوں لگتا تھا جیسے ہم اس کی خواہش کے مطابق اس خونیں جال میں آ پھنسے ہوں اور ہمارے راستے مسدود ہو گئے ہوں۔ آخر ہم ان کے خلاف کیا کر سکیں گے۔ وہ کون سا ذریعہ ہو گا جس سے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔ بظاہر تو کچھ نہیں تھا' کوئی راستہ نہیں تھا' تبھی مجھے اپنی بغل میں سرسراہٹ محسوس ہوئی اور میں اس لمس کو پہچاننے لگا۔

"ہیا....!" میں نے وفور مسرت سے کہا۔ اور وہ مسکرا کر میرے سینے پر آ بیٹھا' میں نے کہا۔

"ہاں ہیا.... شاید تمہیں۔"

"سب ٹھیک ہے ماہر.... ہماری کامیابی ہم سے دور نہیں ہے' میں نے بہت کچھ معلوم کر لیا ہے' بس اب تھوڑا سا کام باقی ہے...." اس نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

ہیا کے ان چند الفاظ نے میرے دل سے تمام وسوسے ختم کر دیئے۔ میں نے اسے فخرو مسرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم بہت کچھ کرتے رہے ہو۔"

"کیا میں نہ کرتا۔ ہم یہاں قیام کرنے تو نہیں آئے۔ ہمیں اپنا مشن پورا کر کے یہاں سے جانا ہے۔"

"تم اس دوران کیا کرتے رہے ہو؟"

"اس طلسمی زمین کے بارے میں معلومات۔"

"کچھ معلوم کیا؟"

"بہت کچھ۔"

"مثلاً؟"

"یونان قدیم میں' جب دیوتاؤں کے قبیلے آپس ہی میں دست و گریباں ہو رہے تھے۔ جب اگامیمنون اور اوڈیسوس کے درمیان جنگ جاری تھی اس وقت حکمت عملی کی دیوی ایتھنا نے ہیفاائیس کی زندگی بچانے کے لئے اسے کسی دوسری زمین میں جا کر آباد ہونے کا مشورہ دیا اور جوہلسیا کو جو عقل کی دیوی تھی ہیفاائیس کی رہنمائی کی ذمے داری سونپی۔ سو ایک بڑا جہاز انہیں لے کر چل پڑا اور وہ سمندر کے راستے یہاں پہنچے پھر انہیں سوتاریوں سے جنگ کرنی پڑی جو یہاں کے اصل باشندے تھے سوتاریوں نے ان کا جینا حرام کر دیا اور انہیں ساحل سے دور اپنے جہاز میں پناہ لینی پڑی۔ لیکن سوتاری آگ کے بارے میں نہیں جانتے تھے جس کا اندازہ جوہلسیا کو ہو گیا۔ عقل کی دیوی نے جنگلوں میں آگ لگوا دی اور تاری اس آگ میں جھلس گئے جو زندہ بچے وہ دور بھاگ گئے۔ لیکن آگ ان کا پیچھا کرتی رہی اور پناہ کے راستے بند ہو گئے۔ ایسے وقت میں جوہلسیا نے جو بعد میں ہیسیا یا آشا کے نام سے پکاری گئی' انہیں پناہ کی پیشکش کی اور ان پر رحم کر کے اس آگ کو سمیٹ لیا جو اب تک روشن مینار کی شکل میں جل رہی ہے۔ انہیں خدمت اور اطاعت کا پابند کر کے کور تعمیر کرایا گیا اور نواح کے جنگل آباد کرنے کی اجازت دیدی گئی۔ وہ آگ کی دیوی اور طلسمی ملکہ کہلاتی ہے اور سوتاریوں کی نسلیں اسے زندہ دیکھتی ہیں۔ وہ مرتے اور پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن ملکہ ہیسیا اس وقت سے زندہ ہے۔ امباگاسی کہتا ہے کہ جس دن یہ روشن مینار

تاریک ہو جائے گا وہ ہیسیا کا آخری دن ہو گا۔ پھر سوتاریوں کی زندگی اور آزادی کا سورج چمکے گا۔

"امباگاسی کون ہے؟"

سوتاری وچ ڈاکٹر۔ لاتعداد سوتاریوں کا رہنما۔ ان کا دیوتا۔ سوتاری ان سے بے پناہ نفرت کرتے ہیں کیونکہ صدیوں سے ان پر ظلم کیا جا رہا ہے۔"

میں بہت دیر تک اس داستان پر غور کرتا رہا۔ اور میں نے کہا۔ "اب ہم کیا کریں گے۔"

"کوئی راستہ تلاش کریں گے۔"

"کیسا راستہ؟"

"اس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن بالاخر ہم ستاروں والی کو یہاں سے لے جائیں گے۔"

"ملکہ ہیسیا کو؟"

"ہاں۔ وہ ہماری ہے۔"

"لیکن....؟"

"نہیں ماہر ہماری یہاں آمد کا کوئی اور مقصد نہیں ہے۔ جیسے بھی بن پڑا۔ وہ ہمارے ساتھ جائے گی۔"

میں خاموش ہو گیا۔ ہیا سے وہ نہیں کہہ سکتا تھا جو میرے دل میں تھا' ہیا نے کہا۔

"تم پرسکون رہو۔ اور صرف اپنی اور دوسروں کی زندگی کی حفاظت کرو۔ مجھے میرا کام کرنے دو۔"

"ٹھیک ہے ہیا۔ مگر تم اپنا خیال رکھنا۔" میں نے کہا اور ہیا مسکرانے لگا' پھر بولا۔

"جس دن میں مر گیا تم بھی مر جاؤ گے ماہر۔ اور جب تم مر جاؤ گے تو تمہیں کوئی پریشانی نہیں رہے گی۔ اس لئے میری طرف سے بے فکر رہا کرو۔"

ہیا کی یہ منطق میرے دل کو بھائی تھی اور اس نے واقعی ایک بار پھر مجھے مطمئن کر دیا تھا پھر ہیا چلا گیا اور میرے ذہن میں بہت سے خیالات چھوڑ گیا' مطلب یہ کہ وہ ستاروں والی کو چاہتا تھا اور اس کے حصول کا خواہاں تھا وہ اس کے لئے پراعتماد بھی تھا لیکن ستاروں والی نے میرے دل کے دروازے پر بھی دستک دی تھی اور اب جب ہیا مجھے حاصل ہو چکا تھا اور جیسا کہ میں نے ان لڑکیوں سے کہا تھا کہ میں نے کبھی اس راستے پر قدم بڑھانے کے بارے میں نہیں سوچا جس میں حسن و عشق کے پھول کھلے ہوتے ہیں' چونکہ میرا ہیا میرے ساتھ نہیں ہے' ہاں اگر کبھی ہیا مجھے حاصل ہو گیا اور زندگی میں سکون پایا تو شاید میں اپنے دل کی گہرائیوں میں محبت کی دستک بھی محسوس کروں اور اب ایسا ہی ہوا تھا لیکن دل میں جو

پھول کھلا تھا وہ کسی اور کی امانت تھا اور کسی اور کی بھی نہیں میرے ہیا کی' میرے وجود کی تکمیل جس سے ہوتی تھی تو بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ میں ہیا کے راستے کی رکاوٹ بنوں میں اپنی پسند کا یہ پھول اسے دے دوں گا اب یہ وہی سمجھے کہ زندگی کا آئندہ لائحہ عمل وہ کیا متعین کرتا ہے' سو پھر نیند آ گئی اور دوسرا دن معمول کے مطابق' مجھے آشا نے طلب کر لیا تھا وہ اپنی عیش گاہ میں موجود تھی اور اپنے تمام تر حسن و جمال کی رعنائیوں کے ساتھ میری منتظر' مجھے دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیلی کریٹس' میری زندگی کے مالک' ممکن ہے تم ابھی تک حیران ہو کہ تم مجھے کب اپنا کہہ سکو گے اور ہم کب صحیح معنوں میں ایک دوسرے کے ہو سکیں گے تو میں تمہیں بتائے دیتی ہوں کہ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ تمہیں بھی میری ہی طرح بننا پڑے گا' تم مجھے غیرفانی تو نہیں کہہ سکتے لیکن یہ بات تم بھی جان چکے ہو کہ میں صدیوں سے زندہ ہوں اور تمہاری محبت سے سرشار..... ہاں میرا بننے کے لئے تمہیں میری ہی طرح ہونا ہو گا۔ ہمارا روپ کسی اور شکل میں ممکن نہیں' کیوں کہ ہمارے درمیان اختلاف ہے اس وقت اگر ہم ایک ہونا بھی چاہیں تو یہ ہمارے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ میرے حسن کی آگ تمہیں خاکستر کر دے گی تم اپنی ان آنکھوں سے دیر تک میری طرف دیکھ بھی نہیں سکتے تمہاری آنکھیں چندھیا جائیں گی اور ان میں درد ہونے لگے گا۔ خیر میری بات غور سے سنو' ہم آج شام یعنی سورج غروب ہونے سے کوئی ایک گھنٹے کے بعد یا پھر کل صبح یا اس میں تھوڑی بہت ترمیم بھی ہو سکتی ہے' یہاں سے روانہ ہو جائیں گے ہماری روانگی کا انحصار دراصل موسم کے ٹھیک ہونے پر ہے اور پھر ہم ایک ایسے مقام پر پہنچیں گے جہاں زندگی کو دوام ہے وہاں تم آگ میں غسل کرو گے اور کندن بن جاؤ گے اور اس کے بعد ہم تم یکجا ہو جائیں گے اور میں تمہیں اپنی زندگی کا مالک کہہ سکوں گی۔"

میں اس کی باتیں سن رہا تھا' میرے ذہن میں تو کچھ اور ہی خیالات تھے' لیکن عقل کا تقاضا تھا کہ اپنے ان خیالات کو اپنے دماغ کے خول میں قید رکھوں' ویسے بھی اس جادوگر ملکہ سے یہ بعید نہیں تھا کہ وہ میرے احساسات کو پڑھ لے اس نے غالباً میری اس سوچ کا مطلب کچھ اور ہی سمجھا اور کہنے لگی۔

"لیکن تمہیں فکر نہ ہونی چاہئے' اب تو میں تمہاری سرپرست اور محافظ ہوں' بہرحال ہم آگے چل کر زندگی کے ایسے ایسے سفر طے کریں گے کہ شاید تم تصور بھی نہ کر سکو۔"

"وہ کیا ہیں؟" میں نے سوال کیا اور وہ خاموشی سے کچھ دیر سوچتی رہی۔ پھر بولی۔

"انسان جن چیزوں کو پسند کرتا ہے کیا ان کی مثال پانی پر تیرتے ہوئے بلبلوں کی سی نہیں ہوتی؟ انسان جونہی انہیں پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے وہ دوبارہ تحلیل ہو جاتے ہیں اور پھر ہماری خواہشات بھی تو لامحدود اور لامتناہی ہیں' کیا ہم زندگی بھر ان خواہشات کے

سراب میں نہیں بھٹکتے رہتے' ہماری خواہشات اصل میں دو متوازی خطوط ہوتے ہیں جو آپس میں کبھی نہیں ملتے اور پھر خواہشات کا صحرا تو ایسا ہے جہاں سایہ دیوار بھی نہیں ہوتا کہ انسان پل بھر کے لئے ستا ہی سکے' کیا کسی شے سے انسان کا دل بھرا ہے جو اس کی طلب ہو؟ کیا کسی بھی مقام پر انسان کے اندر اپنی طلب سے نفرت پیدا ہوتی ہے یہی؟ حال علم و آگہی کا ہے دانائی کی کوئی حد نہیں' ہم جتنا زیادہ جانتے ہیں ہمیں اس قدر اپنی جہالت کا زیادہ احساس ہونے لگتا ہے ہم ہزاروں برس بھی زندہ رہیں تو کیا ہم سورج کے ارادوں سے واقف ہو سکیں گے یا سورج کے پرے فضائے بسیط کے رازوں سے آگہی حاصل کر سکیں گے' یا کبھی ہم اس قابل ہو سکیں گے کہ ہم ٹمٹماتے ہوئے ستاروں کے بارے میں انکشاف کر سکیں گے یا اس ہاتھ کو ڈھونڈ لیں جس نے ان ستاروں کو فضائے بسیط میں لٹکا رکھا ہے بتاؤ ہماری روز افزوں بڑھتی ہوئی بصیرت ہمارے شعور کے لئے تکلیف دہ نہیں ہے ہمیں ہر روز یہ احساس نہیں ہوتا کہ ہمارا جسم اور ہماری روح دونوں اندر سے خالی اور کھوکھلی ہیں ان حالات میں ہزاروں برس جینے کی آرزو پانی پر تیرتے ہوئے بلبلوں سے زیادہ اور کیا حقیقت رکھتی ہے' لیکن انسان اپنے اندر یہ خواہش رکھتا ہے یہ جاننے کے باوجود کہ وہ جو سوچتا ہے وہ حاصل نہیں کر سکتا۔"

"تمہاری یہ باتیں تو خود تمہارے اپنے وجود کی نفی کرتی ہیں۔"

"نہیں کیلی کریٹس نہیں' یہ صرف سوچنے کا فرق ہے' میں اس لئے دوسروں سے مختلف ہوں کہ میں زندگی کے وہ تمام راز تو نہیں پا سکی۔ لیکن کم از کم اتنا ضرور ہوا ہے کہ میں اپنی زندگی کو طویل ترین بنا سکی ہوں اور یہ میں سمجھتی ہوں کہ میری بہت بڑی کامیابی ہے۔"

وہ جو کچھ بھی کہتی تھی اس کے بارے میں بہت سے اختلافات میرے ذہن میں ابھرتے تھے' لیکن عقل کا کہنا تھا کہ ان اختلافات کو ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ بہرحال اس کے ساتھ لمحات بیتتے رہے' پھر اس نے مجھے پیشکش کی کہ ہم سیر و سیاحت کے لئے چلیں گے' بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا تھا میں تو وقت گزار رہا تھا۔ چنانچہ تمام انتظامات ہو گئے اور اس کے بعد ہم اس سفر کے لئے مکمل تیار ہو گئے۔

ہیسیا نے اک سیاہ رنگ کا بڑا سا چغہ پہن رکھا تھا۔ ہم مرکزی غار سے ہوتے ہوئے باہر نکل آئے۔ ہر طرف دن کی چمکدار روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ غار کے دروازے پر صرف ایک ہی پالکی کھڑی تھی اس کے ساتھ چھ کہار تھے' یہ کہار بھی آشا کے دوسرے غلاموں کی طرح گونگے اور بہرے تھے اس نے مجھے پیشکش کی کہ میں اس کے ساتھ پالکی میں سفر کروں لیکن میں نے کہا۔

"انسانوں پر انسانوں کی سواری مجھے پسند نہیں ہے میں پیدل ہی چلنا چاہوں گا۔"

وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ بہرحال ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ تھوڑا سا سفر طے

کرنے کے بعد ہم جھیل کے کنارے پہنچے۔ اطراف میں بکھرا ہوا منظر حیران کن تھا' کور کے قدیم لوگوں نے اپنے دارالخلافے کے لئے بڑی مناسب جگہ کا انتخاب کیا تھا۔ آثار بتا رہے تھے کہ نجانے انہوں نے اس شہر کی تیاری میں کتنی محنت اور مہارت صرف کی ہو گی بلاشبہ یہ ان کے فن کا نادر نمونہ تھا' کوئی بھی سیاح ان مناظر کو دیکھ کر ان کے فن کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ راستہ جس سے گزر کر ہم آئے تھے ان لوگوں کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ کور کے کھلے اور سرسبز و شاداب میدان میں یہ میری پہلی شام تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا کے معطر جھونکوں نے ہمیں بالکل تازہ دم کر دیا تھا۔ کور کے کھنڈرات کے بارے میں' مختصر معلومات جو فراہم ہوئی تھیں وہ بالکل صحیح تھیں' گو ہم قدرے فاصلے پر تھے لیکن پھر بھی کھنڈرات صاف طور پر اور واضح نظر آ رہے تھے البتہ جوں جوں ہم ان کھنڈرات کی جانب بڑھ رہے تھے کور کے لوگوں کی عظمت میرے دل پر سوار ہوتی جا رہی تھی۔ بابل نینوا یا دوسرے قدیم شہروں کے مقابلوں میں یہ شہر کچھ برا نہ تھا' اس کا پھیلاؤ زیادہ سے زیادہ بارہ میل کے رقبے میں ہو گا اصل میں اس شہر کے گرد کوئی فصیل موجود نہیں تھی جس کی مدد سے اس کی صحیح حدود کا اندازہ ہو سکتا۔ اس شہر کے لوگ البتہ بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ تھے۔ کیونکہ یہاں تک پہنچنے کے راستے ناقابل عبور تھے البتہ فن تعمیر میں ان کا اپنا ایک منفرد انداز تھا۔ بڑی بڑی چٹانوں سے پتھر کٹ کر انہیں خوبصورتی سے تراش کر عمارتیں بنائی گئی تھیں۔ پھر آہستہ آہستہ سورج غروب ہو گیا۔

افق پر پھیلی ہوئی شفق نے شام کی رنگینی میں اضافہ کر دیا تھا اور ہر شے نارنجی ہو گئی تھی۔ ہمارے اردگرد طرح طرح کی جھاڑیاں تھیں اور ہم ان جھاڑیوں میں سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ تھوڑے فاصلے پر ایک گھنا جنگل تھا۔ تاہم جنگل میں راستہ تلاش کرنا زیادہ دشوار نہ ہوا کیونکہ راستے کی شناخت کے لئے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ایک خاص قسم کے پتھر لگے ہوئے تھے۔

جہاں تک میری ذاتی رائے کا تعلق تھا' پچھلے ہزاروں سالوں سے شاید ہی اس راستے پر انسانی قدم پہنچے ہوں۔ جنگل میں سے ہوتے ہوئے ہم ایک ایسی عمارت کے قریب پہنچ گئے جس کا صرف ایک ستون باقی تھا باقی عمارت کھنڈر میں تبدیل ہو گئی تھی' یہ مندر کی قسم کی عمارت تھی اور کافی رقبے میں پھیلی ہوئی تھی۔ ستون کی شکل کسی عورت کے مجسمے سے مشابہ تھی' غالباً پرانے معبدوں میں اس قسم کے ستون بنانے کا رواج تھا اور یہ ستون پرانی طرز تعمیر کا نادر شاہکار تھا البتہ دوسرے دن ہم نے یہاں اور بھی بہت سے ستون دیکھے ان کی تعمیر کے بارے میں صحیح وقت کا اندازہ تو پنڈت رائے ہی لگا سکتا تھا مجھے ان ساری چیزوں سے زیادہ نہ دلچسپی تھی اور نہ ان کے بارے میں کوئی معلومات۔ اس مندر سے تھوڑا سا آگے جا کر آشا نے پالکی رکوالی اور نیچے اترتے ہوئے بولی۔

"یہاں ایک ایسی خوبصورت جگہ ہے جہاں شب بسری کی جا سکتی ہے۔"

کہاروں نے وہ جگہ صاف کی جہاں شب بسری کا فیصلہ کیا گیا تھا' پھر وہاں قیام کے بعد کھانے کا بندوبست کیا گیا' ہسیا نے کھانے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ البتہ اس نے کچھ پھل کھائے اور پانی پی کر گزارہ کیا۔ رفتہ رفتہ چاند طلوع ہونے لگا تھا اور ظلمت شب دور ہوتی جا رہی تھی' ہر طرف چاندنی کا سونا بکھر رہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور تم یہاں کے عجیب و غریب مناظر دیکھ کر کیا محسوس کرو گے یہ میں جانتی ہوں' مجھے اندازہ ہے کہ ایسی جگہ تم نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی ہو گی۔ ہاں اب تم انہی جگہوں پر اپنی زندگی بسر کرو گے۔"

میں چند لمحات خاموش رہا۔ پھر میں نے کہا۔ "تم کھانا کیوں نہیں کھاتیں؟"

"میں....." وہ مسکرائی پھر بولی۔ "اب تو میں صرف پھلوں پر گزارہ کرتی ہوں لیکن کیلی کریش جب تم بھی حیات جاوداں کے عمل سے گزر جاؤ گے تو پھر تمہیں بھی اس قسم کے کھانے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ پھر تم بھی صرف پھل کھایا کرو گے لیکن یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہو گا جب تم آگ میں غسل کر چکو گے کبھی میں بھی جانوروں کی طرح گوشت ہی کھایا کرتی تھی لیکن یہ بہت پہلے کی بات ہے۔ آؤ اب میں تمہیں باہر کی سیر کراؤں۔ میں تمہیں کور کا سب سے بڑا معبد دکھاؤں گی' جہاں لوگ خدائے واحد کی پرستش کیا کرتے تھے۔ کچھ دیر کے بعد ہم وہاں سے آگے بڑھ گئے' پورا ماحول اس قدر پرہیبت تھا کہ مجھے اپنی آواز سے بھی خوف لگ رہا تھا۔ ہر طرف موت کی سی خاموشی طاری تھی اور سانسوں کی بازگشت دور تک سنی جا سکتی تھی۔ چاندنی میں مندر کے ستون اور دیواریں قدرے زردی مائل نظر آ رہی تھیں' کور کے کھنڈرات میں چاندنی میں نہانا ایک انوکھا تجربہ تھا اور اس تصور نے ہی مجھے ایک عجیب سی کیفیت میں مبتلا کر دیا تھا میں نے سوچا کہ نجانے کتنے چاند اس شہر میں چمکے ہوں گے جب یہاں زندگی رواں دواں ہو گی اور پھر نجانے کتنے چاندوں نے اس شہر کے کھنڈرات کو جھانکا ہو گا۔

میں اس منظر میں کھویا رہا کچھ دیر کے بعد ہسیا کی آمد نے میرے تصورات کے تسلسل کو توڑ دیا۔

"ادھر آؤ میں تمہیں پتھروں کے بنے ہوئے پھول دکھاتی ہوں۔"

پھر جواب کا انتظار کئے بغیر وہ ایک ستون کی جانب بڑھ گئی۔ ان پھولوں کا شمار بھی عجائبات میں ہوتا تھا میں انہیں دیکھ کر دنگ رہ گیا' ذرا آگے بڑھا تو اپنے سامنے ایک مجسمہ پایا۔ یہ ایک عورت کا مجسمہ تھا' جو اپنے ہاتھ اس انداز میں پھیلائے کھڑی تھی جیسے وہ کسی سے بغل گیر ہونا چاہتی ہو۔

"یہ کون ہے۔" میں نے پوچھا۔

"کیا تم خود اندازہ نہیں لگا سکتے۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "تمہاری قوت تخیل کو کیا ہوا؟ یہ سچائی کا مجسمہ ہے جو دنیا کے لوگوں کو اپنی جانب بلا رہا ہے کہ ادھر آؤ اور مجھے آشکارا کر دو۔"

مجسمے کے نیچے ایک عجیب سے رسم الخط میں کوئی عبارت درج تھی۔ وہ مسکرا کر میری جانب دیکھنے لگی' پھر اس نے کہا۔

"لکھا ہے کیا دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو میرے چہرے سے گھونگھٹ اٹھائے اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ جو شخص بھی میرا گھونگھٹ اٹھائے گا' میں اسے امن دوں گی اور اس کے لئے سچائی و صداقت کا ماحول پیدا کروں گی.... اور وہ جو میری تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں کان کھول کر سن لیں کہ میں کنواری ہوں اور ابد تک کنواری رہوں گی دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو میرا گھونگھٹ اٹھائے۔"

"سنا تم نے یہ سچائی ہے اور یہ سچائی کی آواز ہے۔"

ہم وہاں سے بھی آگے بڑھ گئے' ہمارے اردگرد کھنڈرات بکھرے ہوئے تھے اور ان کھنڈرات میں ہر جگہ ایسی تھی جسے دیکھ کر انسانی عقل حیران رہ جائے۔ ہسیا نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور کہا۔

"ابھی تو یہ کچھ بھی نہیں ہے' ہمیں اس سے آگے کا سفر بھی کرنا ہو گا اس رات میں تمہیں کور کی ان تمام جگہوں کی سیر کرانا چاہتی ہوں' جو قابل دید ہیں لیکن سنو اب یہاں سے آگے بڑھنے کے لئے ہمیں کہاروں کو بلانا پڑے گا کیونکہ پالکی کے بغیر اس سمت کا سفر نہیں کیا جا سکتا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے میری رضا پائی تو کہاروں کو طلب کر لیا اور یہ بڑی حیرانی کی بات تھی کہ نہ کوئی آواز اس کے منہ سے نکلی تھی اور نہ اس نے کوئی اشارہ کیا تھا۔ لیکن کہار پالکی اٹھائے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے۔ غالباً وہ یہ جانتے تھے کہ انہیں کس انداز میں اور کہاں جانا ہے میں نے ان کے ساتھ لکڑی کے دو تختے بھی دیکھے تھے جو ان میں سے ایک نے اپنے شانوں پر اٹھائے ہوئے تھے' دوسرے کے ہاتھ میں چراغ' تیل کا برتن اور کھانے پینے کی چیزیں تھیں' باقی نے پالکی اٹھالی تھی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ سامنے نظر آنے والے پہاڑ کی چوٹی کی جانب سفر شروع کر دیا گیا۔ بالآخر بلندیوں پر ایک ایسے مقام پر پہنچا گیا جہاں ایک غار کا دہانہ نظر آ رہا تھا۔

قدرتی غار تھا اور ان غاروں سے مختلف جن میں انسانی ہاتھوں کی تراش کا احساس ہوتا تھا۔ یہاں ہم لوگ رکے چند لمحات رک کر اپنا سانس درست کیا پھر ایک کہار نے چراغ روشن کر کے ہسیا کے ہاتھ میں دے دیا اور ایک میرے ہاتھ میں۔ میں نے یہ ضروری سمجھا کہ چراغ اپنے ہاتھ میں اٹھا لوں اس کے بعد ہم آگے بڑھنے لگے۔

یہاں راستہ خاصا ناہموار اور ٹوٹا پھوٹا تھا' جگہ جگہ گہرے کھڈ نظر آ رہے تھے' ذرا سی بھی غفلت زندگی سے محروم کر سکتی تھی' ہمیں اس غار میں چلتے ہوئے کوئی بیس منٹ گزر چکے تھے۔ قدم قدم پر موڑ آتے تھے اور کبھی کبھی تو ہم ان سے ٹکراتے ٹکراتے بمشکل تمام بچتے تھے۔

"احتیاط سے چلو ورنہ کسی گڑھے میں جا گرو گے۔" ہیسا نے کہا وہ خود بھی محتاط انداز میں چل رہی تھی۔ پھر غار کا یہ فاصلہ ختم ہوا اور ہمیں دو چوٹیاں ایسی نظر آئیں جن کے درمیان کوئی بیس قدم کا فاصلہ تھا یہ دونوں چوٹیاں بے پناہ بلند تھیں' ایک چوٹی سے دوسری چوٹی کے درمیان گہری کھائی تھی جسے عبور کرنے کے لئے پل نام کی کوئی شے نہیں تھی۔ غالباً یہ تختے اسی جگہ کو عبور کرنے کے لئے ساتھ لئے گئے تھے' کہاروں نے فوراً ہی وہ تختے دوڑ کر رکھ دیئے اور پھر باری باری ان پر سے گزرنے لگے۔

یہ خود ساختہ پل جس قدر خوفناک تھا اس پر سے گزرتے ہوئے درحقیقت مجھ جیسے شیر دل اور بے خوف انسان کو بھی خوف محسوس ہوا' میں ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھ رہا تھا جب کہ میرے آگے ہیسا بڑی بے خوفی سے ان تختوں پر سے گزر رہی تھی اور غالباً اس کی اس بے خوفی نے اسے ایک حادثے سے دوچار کر دیا۔ ہوا کے تیز جھونکے نے اس کے قدم اکھاڑ دیئے تھے اور وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی تھی۔ میں نے اسے بلندی سی پستی کی طرف جاتے ہوئے دیکھا اور میرا دل دھک سے رہ گیا۔ میں تختے پر سفر کرتے کرتے رک گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ پاتال کی گہرائیوں میں گم ہو گئی میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ میں نے یہ سفر طے کیا اور دوسری جانب پہنچ کر ایک چٹان کے ساتھ چپک گیا' میرے اوپر نیلگوں آسمان کی لکیر تھی اور نیچے سینکڑوں فٹ تاریکی کے سوا کچھ نہیں تھا اور تاریکی بھی ایسی جس میں ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دے..... میں نے محسوس کیا کہ میرا جسم پسینہ چھوڑ رہا ہے تب ہی مجھے ایک کھنکتی ہوئی سی ہنسی اپنے قریب ہی سنائی دی اور میں نے حیرانی سے پلٹ کر دیکھا تو وہ مجھے وہیں کھڑی ہوئی نظر آئی۔

"یہاں بھی گہرے کھڈ ہیں ابھی برے راستے ختم نہیں ہوئے آ جاؤ۔"

میں قوت گویائی سے محروم ہو گیا' میں نے تو خود دیکھا تھا کہ وہ گہری تاریکی میں جا پڑی ہے لیکن اس کے بعد وہ میرے قریب موجود تھی۔

وہ مسکرائی اور آہستہ سے بولی۔ "غالباً تم یہ سوچ رہے ہو کہ ان گہرائیوں سے بلندیوں کا سفر میں نے کس طرح کیا' لیکن تم بھول گئے' کیا تمہیں یہ یاد نہیں ہے کہ میں مختلف جگہوں پر' ان برفانی علاقوں میں جہاں تم زندگی کی مشکلات سے گزر رہے تھے' باآسانی تم تک پہنچ جاتی تھی اور تمہارے راستے میں ستارے لٹاتی تھی۔"

"ہاں مجھے یاد ہے' لیکن ہیسا تم تو یہ قوتیں رکھتی ہو اور میں....."

وہ مسکرائی اور بولی۔ "نہیں میرے محبوب' جو کچھ مجھے حاصل ہے' میں تمہیں بھی وہی سب کچھ دینا چاہتی ہوں اور وہ سب کچھ تمہارا مقدر ہے' آؤ تھک گئے ہو گے اس جگہ بیٹھ جاؤ' یہاں سے دور دور تک کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن رات کی تاریکی میں نہیں....." میں نے چونک کر کہا۔

"ایک سوال کا جواب دو ہیسا۔"

"پوچھو۔"

"جب ہم کور کی سرحدوں میں داخل ہو رہے تھے تو میں نے دور دور تک روشنی دیکھی تھی جو اس طرح متحرک نظر آتی تھی جیسے ایک سفر کر رہی ہو' لیکن اس طرف یہ ظلمات کی تاریکی کیا معنی رکھتی ہے؟"

وہ مسکرائی اور بولی۔ "اس وقت تم جس جگہ موجود ہو وہ کور کے عقب کا حصہ ہے' وہ جگہ جہاں انسان کبھی نہیں پہنچا اور شاید کبھی نہ آ سکے' یہ جگہ ایک راز ہے ایک ایسا راز جو ہزاروں سال سے کچھ سینوں میں بند ہے جیسے ایمونیوس۔"

"ایمونیوس۔"

"ہاں۔ وہ مقدس بزرگ جو دیوتاؤں کا مقام رکھتے ہیں اور وہی اس جگہ کے صحیح طور پر راز دار ہیں وہی تمہیں مستقبل میں حیات ابدی کا راستہ دکھائیں گے مینار جو روشن رہتا ہے جو ازل سے روشن ہے اور ابد تک روشن رہے گا جو سمت کو منور کرتا ہے' وہ دوسری سمت ہے' یوں سمجھ لو یہ تصویر کا دوسرا رخ ہے جس سے تمہارا روشناس ہونا ضروری تھا۔"

میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا۔ یہ توجیہہ میری سمجھ میں آ گئی تھی' تب ایک حسین رات وہاں گزاری گئی جس میں ہیسا کی خوبصورت باتیں شامل تھیں اور اس کا تجربہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑی وسعتوں کا حامل تھا' وہ باتیں بتاتی تھی وہ جو کسی طور سمجھ نہ آئیں یا سمجھا جائے تو پھر دنیا کا مکمل طور پر احساس ہو جائے اور یہ اندازہ ہو جائے کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو رہا ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

واپسی کا سفر بھی خوب تھا' یعنی انہی تمام مشکلات سے گزر کر بالآخر ہم اس جگہ پہنچے تھے جہاں آشا کا محل قائم تھا اور جو کچھ میں نے اس دوران دیکھا تھا عقل اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی۔ دل میں بارہا میں نے یہ سوچا تھا کہ کاش پنڈت رائے بھی کسی طرح ہمارے ساتھ یہاں آ سکتا وہی بے چارہ تو ان حقیقتوں کو جاننے کا خواہش مند تھا' اور وہ ہی ان سے دور تھا۔ جبکہ مجھ جیسا بے ذوق آدمی جو ہر چیز کو دیکھ کر صرف حیران ہی ہوا کرتا تھا یہاں تک پہنچ گیا تھا لیکن اب کیا بھی کیا جا سکتا تھا۔

میں پنڈت رائے کو اپنی ذمہ داری پر یہاں تک نہیں لا سکتا تھا' یہ الگ بات ہے کہ آنے والا وقت اگر اس کا موقع دے۔ سو پھر مجھے وہی جگہ مل گئی جہاں میں قیام پذیر تھا۔

ہیسا نے مجھ سے رخصت ہوتے ہوئے کہا۔

"اور اب تم آرام کرو۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ جو سفر ہم نے طے کیا ہے وہ شدید تھکا دینے والا اور پرہول سفر تھا۔ میں خود بھی بہت کم ان علاقوں کی جانب جاتی ہوں لیکن تمہارے لئے یہ سب کچھ بے حد ضروری تھا۔"

وہ آرام کرنے چلی گئی اور میں گزری ہوئی رات پر غور کرنے لگا۔

آہ کیا ہی بھیانک رات تھی جو تجربات مجھے ہوئے تھے اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا اور جو گفتگو ہیسا سے ہوئی تھی وہ شاید زندگی کی آخری سانس تک نہ بھول سکوں' لیکن پھر وہی احساس دامن گیر ہو گیا کہ مجھے آگے کیا کرنا چاہئے۔ بلاشبہ ننھے سے ہیا نے مجھے مطمئن رہنے کے لئے کہا تھا لیکن انسانی فطرت میں قرار نہیں ہے' سچائی کی وہ دیوی جو میں نے دیکھی تھی اس کے نیچے درج شدہ تحریر نے بھی مجھے متاثر کیا تھا اور میں دنیا کی بے ثباتی پر غور کرتا رہا تھا۔ شام کو جب معبدوں میں چراغ روشن ہو گئے تو ایمونیوس میرے پاس پہنچے۔

سات بدنما بوڑھے جن کو دیکھ کر دل میں کراہت کا تصور ابھرتا تھا وہ ساتوں میرے گرد نیم دائرے کی شکل میں کھڑے ہو گئے اور پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"مستقبل میں حیات ابدی پانے والے کور کی تقدیر کے مالک اب وہ وقت آ گیا ہے جب تجھے آگ کا غسل دے کر حیات ابدی دے دی جائے' اور اس کے بعد تاریخ کے مطابق تو وہ سب کچھ حاصل کرے جو کور کی تقدیر ہے۔ اور اس کے بعد تو اس حسین عورت کا مالک بن جائے گا جس کا نعم البدل کائنات میں اور کچھ نہیں ہے۔ ہاں تجھے یقیناً اپنا ماضی یاد نہیں ہو گا کیونکہ جنموں کی کہانیاں بمشکل تمام یاد آتی ہیں' لیکن جب تو حیات ابدی حاصل کرے گا تو یہ کہانیاں تیرے ذہن میں زندہ ہو جائیں گی۔ ہم تجھے حیات ابدی کی مبارک باد دیتے ہیں۔ کل صبح آغاز ہو گا اس عمل کا جس کے بعد اہل کور' کیلی کریٹس کی مملکت میں آ جائیں گے اور ملکہ ہیسا اپنا وہ مقام حاصل کر لے گی جس کے لئے اس نے ہزاروں سال کی زندگی بسر کی ہے ایک انتظار میں' ایک احساس میں' چنانچہ اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرو اور کل صبح ہماری تجھ سے ملاقات ہو گی۔"

میں نے ایمونیوس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے ان کی ہدایت سنتا رہا' وہ ساتوں بوڑھے مشینی انداز میں داخل ہوئے تھے اور پھر مشینی انداز میں ہی وہاں سے واپس پلٹ پڑے۔ لیکن ان کے جانے کے بعد میں گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

کیا ہونا ہے آگے چل کر کیا ہو گا۔ آہ وقت تو قریب آ گیا ہے جب یہ سب کچھ ایک نئی شکل میں نگاہوں کے سامنے آئے۔ لیکن میں ابھی کسی عمل سے محروم ہوں بہت دور ہوں ان کے جانے کے بعد میرے ذہن پر گہری سوچیں سوار ہو گئی تھیں معمولات میں بھی کبھی غفلت نہیں ہوتی تھی' میرے کھانے پینے کے اور میری آسائشوں کا بھرپور خیال رکھا

جاتا تھا' یہ سب کچھ سوچتے ہوئے میری بھوک بھی اڑ گئی تھی۔ آخر اب کیا ہو گا اور آنے والے وقت میں ہمیں کیا کرنا ہو گا' رات کو آرام کرتے ہوئے میری نگاہ غار کے اس سوراخ کی جانب اٹھ گئی جس کا میں نے ایک سفر کیا تھا اور اس سفر کے اختتام پر مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ نجانے میرے دل میں کیا آئی کہ اس وقت بھی بے اختیار میں نے چاہا کہ ایک بار پھر اس عجیب و غریب مقبرے کا نظارہ کروں جسے میں نے پہلے بھی دیکھا تھا اور وہاں میں نے ہیسا کو ایک نئی شکل میں پایا تھا۔

ہیسا کی دوسری شکل دیکھ کر تو یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ عورت جو وہاں زار و قطار ان لاشوں کو دیکھ کر رو رہی تھی' ہیسا نہیں تھی اس میں اگر کوئی اور اسرار ہے تو کیا اس کا سراغ لگانا ضروری نہیں ہے اور مجھے افسوس ہوا کہ ہیا سے میں نے اس بارے میں مفصل گفتگو نہ کی لیکن ایک بار پھر تو جائزہ لوں کہ اب وہاں کیا کیفیت ہے۔

میں اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر غار میں داخل ہونے میں مجھے کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ پہلی بار جب میں نے اس غار میں سفر کیا تھا تو مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آگے کیا کیا کچھ ہے۔ لیکن اب یوں لگ رہا تھا جیسے یہ سارے راستے شفاف ہوں اور میں جانتا تھا کہ مجھے کیسے کیسے راستوں سے گزر کر کہاں کہاں جانا پڑے گا۔ سو یہ سفر جاری رہا اور میں اپنے طور پر ایک تجسس میں ڈوبا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ تمام تر فاصلہ طے ہوا اور روشنی کا وہ مرکز مجھے پھر نظر آ گیا جسے میں پہلی بار دیکھ چکا تھا۔ یہاں میں نے اپنے سانسوں کو بھی خاموش کر لیا کہ کہیں کسی کو میری آمد کا پتہ نہ چل جائے۔ سو یوں ہوا کہ میں پوری طرح جائزہ لینے کے بعد غار میں داخل ہو گیا اور یہاں پہنچنے کے بعد میں نے یہ جائزہ لیا کہ آج بھی یہاں کوئی موجود ہے یا نہیں' البتہ احتیاط کے طور پر میں نے وہی جگہ اپنے پوشیدہ رہنے کے لئے استعمال کی تھی جہاں پہلے میں چھپ چکا تھا اور اس کے بعد پھر میں نے اس چبوترے یا پلیٹ فارم پر نظر دوڑائی جہاں لاشیں سجی ہوئی تھیں وہ عورت اس وقت یہاں موجود نہیں تھی۔

مجھے مایوسی کا احساس ہوا کاش وہ اس وقت بھی یہاں موجود ہوتی اور مجھے صورت حال کا اندازہ ہو سکتا چند لمحات میں اپنی جگہ پوشیدہ رہا اور اس کے بعد وہاں سے نکل کر آگے بڑھا۔ آج میرا دل چاہا کہ ان تمام لاشوں کا گہری نگاہوں سے مطالعہ کروں' جو ایک دوسرے کی ہم شکل تھیں اور میں یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ اس وقت یہاں غار میں کوئی نہیں آئے گا وہاں سے نکل آیا اور پلیٹ فارم کی جانب بڑھ گیا۔

پتھر کی سلوں پر حنوط شدہ لاشیں رکھی ہوئی تھیں' مجھے علم حنوط کے بارے میں زیادہ تفصیلات کا علم نہیں تھا بس اتنا جانتا تھا کہ اہل مصر اپنے سلاطین کو بڑی عزت و احترام کے ساتھ حنوط کر کے اہراموں میں پوشیدہ کر دیا کرتے تھے اور اس طرح وہ حیات نو ملنے کا انتظار

کرتے تھے ان کا عقیدہ بہت مختلف تھا جو موجودہ زمانے سے مطابقت نہیں رکھتا' لیکن ان کے چہرے جوں کے توں ہوا کرتے تھے اور ان میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوتی تھی جس کی بناء پر ان کے خدوخال ایک جیسے ہو جائیں لیکن یہ حنوط شدہ لاشیں نجانے کیا حیثیت رکھتی تھیں۔

میں ایک لاش کے قریب رکا اور اس کے لباس سے اندازہ لگانے لگا۔ چہرہ بالکل ہی میرے جیسا تھا لیکن قد و قامت میں تھوڑا بہت فرق صاف محسوس ہو جاتا تھا کافی دیر تک میں اس کا جائزہ لیتا رہا اور اس کے بعد دوسری لاش کے قریب پہنچ گیا۔ اس لاش کا لباس پہلی لاش کے لباس سے مختلف تھا اور بدلتے ہوئے ادوار کا اظہار کرتا تھا۔ لیکن چہرہ میں شدت حیرت سے اپنے ذہن پر قابو پانے کی کوشش میں ناکام سا ہو رہا تھا۔ اتنی یکسانیت' اتنی مماثلت چہروں میں مشکل ہی سے ہوتی ہے بہرحال اس طلسمی ماحول میں سب کچھ ہی ممکن تھا اب تک جو کچھ دیکھتا آیا تھا وہی کیا کم تھا۔

ہر چند کہ میں اس طلسمی ماحول میں گم ہو گیا تھا لیکن غار کے دہانے کی طرف سے ہوشیار تھا اور یہ ہوشیاری بہتر ثابت ہوئی کیونکہ کچھ ہی دیر کے بعد مجھے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔ میں برق رفتاری سے چھلانگ مار کر اپنی مخصوص جگہ چھپ گیا میرا اندازہ ٹھیک تھا یہ ہیسیا ہی تھی وہی سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے چہرہ کھلا ہوا تھا آنکھوں سے غم کی پرچھائیاں ہویدا تھیں تھکے تھکے قدموں سے اندر داخل ہوئی اور لاشوں کے چبوترے کے پاس جا کھڑی ہوئی پتھرائی ہوئی ساکت د جامد۔ اب اس کا رخ دوسری طرف تھا اور مجھے کبھی کبھی آواز سنائی دے رہی تھی وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بول رہی تھی۔

معاً میرے ذہن میں جھنجلاہٹ پیدا ہو گئی۔ یہ کیا اسرار ہے اگر کچھ ہے تو میرے علم سے باہر کیوں ہے۔ میرے یہ ہم شکل کون ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں معلوم کرنا چاہئے۔ یہ خیال میرے حواس پر حاوی ہو گیا اور پھر میں پتھر کے عقب سے باہر نکل آیا۔ اس نے میرے قدموں کی چاپ سن لی اور برق کی طرح کوند کر پلٹی مجھے دیکھ کر اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اس وقت وہ ایک عام سی' معصوم سی الھڑ دوشیزہ لگ رہی تھی۔ اس کا جاہ و جلال رخصت ہو گیا تھا۔ اس کی تمکنت ماند ہو گئی تھی اس کا تیکھا پن پھیکا پڑ گیا تھا میں اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اور وہ خوف سے مجھے دیکھنے لگی میں بھی خاموش کھڑا رہا تھا۔

پھر اس کے بدن میں جنبش ہوئی۔ وہ ایک قدم میری طرف بڑھی۔ پھر رک گئی پھر بہ دقت اس کے منہ سے نکلا۔ "تم.... یہاں۔"

میں نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن میں اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے خوف رخصت ہوا پھر نمی پیدا ہوئی۔ پھر آنسو لڑھک کر رخسار پر بہنے لگے اور وہ سر جھکائے میرے سینے سے آ لگی پھر اس کی مدھم لیکن دلدوز آواز ابھری۔

"آہ تم یہاں کیوں آ گئے۔ تم اس جہنم میں کیوں آ گئے کیلی کریٹس!" پھر وہ بے اختیار ہو کر رونے لگی اور اس طرح بلک بلک کر روئی کہ دل پسیج جائے۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو جنبش نہیں دی اور خاموش کھڑا رہا۔ "یہ.... یہ جگہ تمہارا مدفن بن جائے گی۔ بالآخر تمہارا جسم بھی پتھر کی اس نئی چٹان پر سو جائے گا جو تمہارے لئے یہاں پہنچائی گئی ہے۔ آہ کیلی کریٹس۔ پہلے میں نے نہیں سوچا تھا۔ لیکن اب میں سوچتی ہوں کہ کاش.... میں تمہیں پہلے ہی منع کر دیتی.... کسی بھی طرح.... کیلی کریٹس۔"

"پہلی بات تو یہ کہ میں کیلی کریٹس نہیں ہوں اور نہ خود کو کبھی اس نام سے قبول کروں گا۔"

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم کیلی کریٹس نہیں ہو۔" اس نے کہا۔

میں نے کسی قدر حیرت سے اس کے یہ الفاظ سنے اس کا یہ اعتراف بڑا سنسنی خیز تھا کچھ لمحے میں اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے کہا۔

"تب کیلی کریٹس کون ہے؟"

"شاید کوئی نہیں۔ کیلی کریٹس صدیوں پرانی روایت ہے اور کچھ نہیں۔"

"پھر تم مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کیوں کرتی رہی ہو۔" میں نے سوال کیا۔

"اس نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ دیر تک دیکھتی رہی پھر بولی۔ "کیونکہ میں بھی، میں نہیں ہوں۔"

"کیا مطلب۔"

"کیلی کریٹس اور ہیسیا' ایمونیوس کا طلسم ہیں' وہ طلسم کہ جس کے بل پر ایمونیوس کور پر حکمرانی کرتے رہے ہیں۔"

"ایمونیوس کون ہیں؟"

"وہ جادوگر بوڑھے جن کا خاندان قدیم ہے اور یہی خاندان یونان سے اپنا اقتدار کھو کر کور میں آباد ہوا تھا۔ اس وقت جب فرعون ہشتم سعاراعوس نے یونان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی اور سات پجاریوں کے خاندان کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ تب ایمونیوس کے بچے کھچے خاندان نے اس سرزمین پر پناہ حاصل کر کے یہاں اپنا اقتدار قائم کیا تھا۔ یہ پراسرار خاندان آج تک کور پر حکمران ہے۔ اور اس نے ہیسیا کا جادو تراشا ہے۔"

"تم اس خاندان سے نہیں ہو؟"

"میں نہیں جانتی۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے ماں باپ کون تھے میں نے ہوش سنبھالا تو ایمونیوس میرے اتالیق تھے وہ مجھے دنیا جہان کی باتیں سکھاتے تھے۔ انہوں نے میرے دل میں کیلی کریٹس جگایا تھا لیکن پھر میرے علم نے مجھے بتایا کہ کیلی کریٹس کچھ نہیں ہے۔ وہ صرف ایک کہانی ہے۔ اور.... میں بھی صرف ایک روایت ہوں۔ ان کے اقتدار کا ایک ذریعہ۔"

"انہوں نے کس طرح تمہیں ذریعہ بنایا ہے۔"

"سورج کی پہلی کرن نمودار ہوتی ہے تو میں ان کے زیر سحر آ جاتی ہوں۔ پھر میں ان کی معمول ہوتی ہوں اور وہ کرتی ہوں جو ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ رات کو مجھے آزادی ملتی

ہے۔ وہ جو کچھ چاہتے ہیں میں کرتی ہوں۔ میری حیات کی کہانی یہ ہے کہ تمہیں میری زندگی یں شامل کر دیا جائے گا اور جب میرے شکم میں مستقبل کی ہیسیا پہنچ جائے گی تو تمہیں ب موت پلا کر اس سل پر محفوظ کر دیا جائے گا۔ اور نئی ہیسیا کے جنم کے بعد مجھے۔ پھر وہ ھی ایمونیوس کی تربیت میں آ جائے گی اور اس کے بعد وہ اپنے محبوب کیلی کریٹس کا انتظار رے گی۔"

میں حیرت سے گنگ رہ گیا تھا۔ دیر تک میرے منہ سے کوئی آواز نہیں نکلی تو اس نے ود کہا۔ "لیکن میں.... آہ۔ میں تمہاری زندگی چاہتی ہوں۔ میں تمہیں اس جگہ نہیں دیکھنا اہتی.... اب جب تم اپنے مستقبل سے واقف ہو چکے ہو تو نکل جاؤ یہاں سے۔ جس طرح ی بن پڑے جاؤ۔ آہ.... میں تمہاری زندگی چاہتی ہو۔" وہ پھر رونے لگی۔ اور روتے ہوئے ولی۔ "کل دن کی روشنی پھوٹے گی تو میں سب کچھ بھول جاؤں گی۔ مجھے کچھ بھی یاد نہ ہے گا۔"

"حقیقی طور پر؟" میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ہاں۔ کیونکہ میں ان ساحروں کے سحر میں جکڑ جاؤں گی۔"

"تم مجھے پہاڑوں میں ملی تھیں۔"

"میں نہیں۔ میرا عکس تھا۔"

"تم اپنے وجود میں نہیں تھیں؟"

"میں نہیں جانتی۔ انہوں نے تمہیں تلاش کیا تھا۔ اور انہیں کا سحر مجھ پر حاوی ہوتا تھا م یہاں سے چلے جاؤ۔ اسی میں تمہاری زندگی ہے جس طرح بھی بن پڑے تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

"اور تم...." میں نے کہا اور وہ یاس بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

"میں۔ میں بھی کوشش کروں گی کہ رات میں بھی ان کے زیر سحر رہوں۔"

"سنو ہیسیا میں بلند بانگ دعوے تو نہیں کروں گا۔ لیکن میں اپنے دل میں یہ عزم رکھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے میں صدیوں کی یہ تاریخ بدل دوں ہو سکتا ہے ہیسیا کہ اس کے بعد ایمونیوس اپنا یہ طلسم برقرار نہ رکھ سکیں' ہاں تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں ایمونیوس کا یہ کدہ ختم کر دوں تو کیا تم میرے ساتھ میری دنیا میں جانا پسند کرو گی؟"

اس نے آنسو بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر حزنیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"یہ تصور میرے لئے صرف ایک خواب ہے' تم جن لوگوں کی تباہی کا عزم رکھتے ہو وہ صدیوں سے قائم ہیں اور ظلم و ستم کرتے رہتے ہیں' سیاہ فام سوتاری بھی اس وقت سے ان کے خلاف ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئے ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"میں نے تم سے سوال کیا ہے کہ اگر میں یہ سب کچھ فنا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو کیا تم میرا ساتھ دو گی....؟"

"میں مر کر راکھ بن جاؤں اور میری یہ راکھ تمہارے تلوؤں سے لگ کر کور کی آبادیوں سے باہر نکل جائے تو میں یہ سمجھوں گی کہ مجھے زندگی کا حاصل مل گیا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے' اس وقت تک جب تک کہ میں اپنی منزل نہ پالوں میری منتظر رہنا' میں وعدہ کرتا ہوں کہ طلسم شکن ثابت ہوں گا۔ اور ایمونیوس کا پھیلایا ہوا یہ خوفناک جال توڑ دوں گا۔ پتھروں کی اس نئی نسل پر میرا جسم بھی دراز نہ ہو گا۔ یہ میرا عہد ہے۔"

پھر اس کے بعد میں خود ہی وہاں نہیں رکا تھا۔ ذہن پراگندہ خیالات کا شکار ہو گیا تھا یہ بلند بانگ دعویٰ تو کر لیا تھا میں نے' لیکن امید نہیں تھی کہ اس میں مجھے کامیابی بھی حاصل ہو گی۔ ایمونیوس کی جو داستان میرے علم میں آئی تھی۔ وہ صدیوں کی داستان تھی' لیکن حقیقت اب میری نگاہوں میں عیاں ہو گئی تھی اور مجھے اس طلسم کا راز معلوم ہو گیا تھا۔ جس کے لئے پنڈت رائے نے اپنی پوری زندگی صرف کر دی تھی اور اب بھی اسے کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا' لیکن میرے دل میں' نجانے کیوں ایک شمع روشن ہوئی تھی۔ امید کی ایک شمع' کیا کرنا چاہئے مجھے؟

اپنے بستر پر لیٹ کر میں نے ایک گہری سانس لی تو اچانک ہی مجھے احساس ہوا کہ ہیا میرے قریب ہی موجود ہے میں نے چونک کر اسے دیکھا اور وہ مسکراتا ہوا میرے سینے پر آ گیا' اسے دیکھ کر میری آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہو جاتا تھا کوئی بھی پریشانی اس کے آنے کے بعد پریشانی نہیں رہتی تھی۔ ہیا بھی مجھے دیکھ کر مسکرا رہا تھا اس نے کہا۔

"ایک ہیسٹالک کے اندر وہ قوتیں پنہاں ہوتی ہیں جو بڑے سے بڑے جادو کا توڑ ثابت ہو سکیں اور اگر ہیسٹک بھی اس کا جزو بدن ہو تو آئی جیسٹک بن جاتا ہے اور آئی جیسٹک صرف طبعی موت مرتا ہے کیونکہ کوئی اس کی ہلاکت کے قابل نہیں ہوتا۔ وہ ماحول پر قادر ہوتا ہے اور اسے یہ قوتیں قدرتی طور پر بخشی جاتی ہیں۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم پریشان ہو ماہر!"

"ہیا آج مجھے ہیسیا کی ایک عجیب کہانی معلوم ہوئی ہے۔"

"تو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس وقت میں تمہارے ساتھ نہیں تھا۔"

ہیا کے الفاظ نے مجھے چونکا دیا' وہ کامرانی سے مسکرا رہا تھا۔ میں نے شدید حیرت سے کہا۔

"تو کیا تم اس وقت میرے ساتھ تھے جب میں اس غار میں موجود تھا۔"

"اور اس وقت بھی جب تمہارے قدم اس غار کی جانب اٹھ رہے تھے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے اس کی سنائی ہوئی کہانی سن لی ہے۔"

"یہ کہانی میں اس سے پہلے سن چکا ہوں۔"

ہیا آج مجھے شدید حیران کر رہا تھا۔ میں نے اسے مستعجبانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کب' کہاں' کیسے؟"

"اور میں تمہیں بتا چکا ہوں ماہر کہ میں ایک لمحہ سکون کی نیند نہیں سویا۔ بھلا وہ جگہ بھی سونے کے لئے ہوتی ہے جس میں کانٹے ہی کانٹے ہوں' میں ننھا سا وجود رکھتا ہوں لیکن تمہاری جسامت کے ساتھ' بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ برسوں کے بعد ایک بار پھر ہم تنہا رہ جائیں' تم بالکل فکر نہ کرو' جو کچھ میں کر چکا ہوں' یوں سمجھ لو ایمونیوس کے تابوت میں آخری کیل ہے اور اس کے بعد ہزاروں سال کا یہ طلسم ختم ہو جائے گا' تم کیا سمجھتے ہو ماہر ہیا ناقابل تسخیر ہے اور تم نے جو وعدہ اس سے کیا' بھلا ہم اسے پورا کیوں نہ کریں گے۔"

ہیا کے الفاظ نے ایک بار پھر میرے بدن میں برقی رو دوڑا دی تھی۔ میں نے پیار سے اس سے کہا۔

"میں اس لئے اٹھ کر نہیں بیٹھا' ہیا کہ تمہیں میرے سینے سے جدا ہونا پڑے گا۔ اور جب تم میرے سینے سے جدا ہوتے ہو تو مجھے اپنے وجود میں ایک کمی کا احساس ہوتا ہے لیکن میں اس قدر حیران ہوں تمہارے ان الفاظ پر کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کروں۔"

"اسی طرح سکون سے آرام کرو۔ اور میں تمہیں ایک اور کہانی سنا رہا ہوں جسے سن کر تمہیں حیرانی ہو گی۔ بیشک اس عورت نے درست کہا جس کا نام ہیسیا ہے اور ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اور انہیں ایک مخصوص شکل و صورت کی تلاش ہوتی ہے' یقینی طور پر ان کا طلسم اس صورت کو تلاش کر لیتا ہے اور ایسے ہی انہوں نے تمہیں تلاش کیا۔ ماہر غالباً ستاروں والی کے ذریعے۔ اور وہ جیسا کہ اس نے تمہیں بتایا ان کے جادو کا شکار ہوتی ہے' یعنی اپنے آپ سے بے خبر۔ لیکن ان احمقوں نے بے چارے سوتاریوں کو اسی انداز میں احمق بنا رکھا ہے' ان کی خوش بختی تو یہ ہے کہ صدیوں سے انہیں کوئی آئی جیسٹک نہیں ملا اور شاید ان کی تاریخ میں یہی داستان رقم تھی' لیکن انہوں نے اسے غور سے نہ پڑھا کہ جب ان کا زوال آئے گا تو ایک آئی جیسٹک کے ساتھ اور ہم آ گئے ہیں۔"

"تم بہت بڑی باتیں کر رہے ہو ہیا۔"

"ہاں اس لئے کہ میں نے ان کا طلسم پا لیا ہے اور اب صرف وہ کچھ وقت کے مہمان ہیں' یہاں جو خونریزی ہو گی اسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ جو میں نے اندازہ لگایا ہے اور جس کا میں جائزہ لے چکا ہوں وہ یوں ہے' سنو ماہر! کل یہ لوگ تمہیں اس جگہ لے جائیں گے جہاں وہ اپنی رسم پوری کریں گے اور آگ کا ایک مینار ہے جو روشن رہتا ہے اور صدیوں سے روشن ہے اور اس مینار میں آگ ٹپکتی ہے اور شعلے آسمان کی بلندیوں تک چلے

جاتے ہیں۔ یہ مینار لرزاں رہتا ہے اور جب وہ غسل آتش کرتے ہیں تو اس میں زندگی کی چمک دوڑ جاتی ہے۔ لیکن کیا تم یہ بات مانو گے کہ یونان کے ان فنکاروں نے افریقہ کے ان پہاڑوں میں اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے درحقیقت ایک ایسے طلسم کا آغاز کیا جسے تسلیم نہ کرنا ناسپاسی ہے اور ہم اس فنکاری کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ وہ بے شک جادوگر ہیں اور یہ جادو صدیوں سے انہیں منتقل ہوتا رہا ہے کیونکہ ایمونیوس کا خاندان ہی یہاں برسراقتدار رہا ہے اور سیاہ فاموں کو انہوں نے پسماندہ کر کے رکھا ہوا ہے جبکہ ان میں شدید بغاوت کے آثار ہیں۔ تو سنو ماہر! ہوا یوں ہے کہ صدیوں پہلے جب شاید شیشے کا وجود بھی اس دنیا میں نہ ہو گا یا انسان تہذیب کے اس دور سے نہ گزرا ہو گا جس میں شیشہ ہو۔ سو انہوں نے ایسا کیا تھا اور یہاں آنے کے بعد ایمونیوسوں نے افریقہ کے ان توہم پرستوں کو دیکھا کہ جادو ان کی زندگی کا ایک حصہ تھا اور کسی اور چیز سے وہ مرعوب نہ ہوتے تھے کہ کڑکتی بجلیوں سے' برستے پانی سے اور روشن آگ سے ان کی جان جاتی تھی تو شیشے کا ایک بلند و بالا مینار تعمیر کیا گیا اور اس طرح کہ جس طرف سے بھی دیکھا جائے اس میں کوئی جوڑ ممکن نہ ہو اور یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ وہ انسانی ہاتھوں کی کوئی کاوش ہے اور یہ تو تم نے دیکھ ہی لیا کہ کور کے کھنڈرات بتاتے ہیں کہ جب ایمونیوس یہاں پہنچے تو انہوں نے جدید ترین عمارات کی بنیاد ڈالی اور اس کے بعد صدیوں تک یہ عمارات قائم رہیں' لیکن ان کے بعد والے زلزلوں کا شکار ہو کر ان عمارات کو ان کے انداز میں قائم نہ رکھ سکے۔ لیکن یہ مینار اپنی جگہ ایستادہ رہا اور اس کے نیچے ایک عظیم الشان غار ہے اور اس غار میں صدیوں سے آگ روشن ہے تو تم اسے آتش فشاں سے زیادہ خطرناک کہہ سکتے ہو اس آگ کو جلانے کے لئے بے شمار افراد وہاں موجود ہوتے ہیں اور جنگل کے جنگل وہاں ختم کر دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے یہ راز پا لیا کہ پتھروں میں آگ کس طرح روشن رہتی ہے سو اس آگ کا عکس اس مینار پر پڑتا ہے اور اس مینار میں شعلے لپکتے ہیں' جبکہ درحقیقت وہ کچھ بھی نہیں ہے اور ہیسیا ان شعلوں کے عقب میں ہوتی ہے اور یہاں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ شعلے اس کے بدن کو چاٹ رہے ہوں جیسے آگ اس کے وجود کو غسل دے رہی ہو۔ یہ ہے ان لوگوں کا طلسم۔ اور یہ طلسم قائم کر کے انہوں نے صدیوں سے ان سیاہ فاموں کو اپنے زیر نگین کر رکھا ہے لیکن کوئی بھی اس طلسم تک نہیں پہنچ سکا۔ لیکن ہیا کی پہنچ اس سے بھی کہیں آگے ہے اور میں نے ایک ایسا سراغ لگا لیا ہے کہ ان بے وقوفوں نے سوچا بھی نہیں ہو گا۔"

میں آنکھیں بند کر کے ہیا کی باتیں سن رہا تھا کیونکہ میرے ذہن کا بوجھ مجھے آنکھیں کھولنے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔ ہیا نے پھر کہا۔

"سنو جب وہ تمہیں کل کی رات اس مینار آتش کے پاس لے جائیں گے اور تمہیں

ایک مصنوعی غسل دیا جائے گا۔ جسے دیکھنے والے یہی سمجھیں گے کہ یہ غسل آتش ہے لیکن اصل میں تم مینار کے عقب میں ہو گے اور تمہیں یہی محسوس ہو گا کہ آگ کی تپش تمہیں چاٹ رہی ہے لیکن یہ آگ تمہارے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی لیکن کیا تم اس بات کا یقین کرو گے کہ جب ایسا ہو رہا ہو گا تو اچانک ہی یہ روشن مینار بجھ جائے گا۔"

"بجھ جائے گا۔" میں نے ہذیانی لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔" ہیا نے پراعتماد لہجے میں کہا اور میں کچھ سحرزدہ ہو گیا۔ جو کچھ اس نے بتایا تھا وہ سمجھ میں آ رہا تھا۔ لیکن اس کے آخری الفاظ میری سمجھ میں نہیں آئے تھے وہ اپنی دھن میں بولا۔

"اور جب یہ روشن مینار بجھ جائے گا تو وہ قسم ٹوٹ جائے گی جو سوتاریوں نے کھائی ہے' یعنی یہ کہ وہ اس وقت تک ان کے اطاعت گزار رہیں گے جب تک کہ یہ روشن مینار روشن رہے گا۔ لیکن جیسے ہی یہ بجھا تو کوری اپنا صدیوں کا انتقام لیں گے اور ماہر میں نے امباکاسی کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے بس وقت کا انتظار تھا' سو وہ وقت اب آ گیا ہے۔ امباکاسی اپنے سالاروں کے ساتھ اپنی فوجوں کو منظم کر رہا ہے اور قبائلی جوان بھورے رنگ والوں سے سخت دلبرداشتہ ہیں کیونکہ انہوں نے ان پر صدیوں سے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں وہ اپنا پورا پورا انتقام لیں گے۔ اور ان لوگوں نے اپنے لئے سب کچھ کیا ہے لیکن ایسی فوج نہیں تیار کی جو سوتاریوں کا مقابلہ کر سکے' سوتاری منتظر ہیں اور میں نے انہیں یہی بتایا ہے۔ اور وہ مجھے ننھا دیوتا کہتے ہیں اور مجھ پر یقین کرنے لگے ہیں کیونکہ یہ سب شعبدہ گری کے قائل ہیں اور میں نے انہیں ایسے بہت سے شعبدے دکھائے ہیں جو ان کی عقل سے بالاتر ہیں۔ تو وہ ننھے دیوتا کی اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ یہ روشن مینار بالآخر بجھ جائے گا اور یہ ہونا چاہئے ایمونیوسیوں کا یہ طلسم ختم ہونا چاہئے۔"

"لیکن ہیا اس غار کی آگ کیسے بجھے گی۔"

"یہ لوگ بہت بڑے فنکار ہیں انہوں نے یہاں سب کچھ تعمیر کر لیا۔ لیکن شاید یہ ان سے پہلے والوں کی بات ہے' کیونکہ جو سات ایمونیوس یا ان کے وچ ڈاکٹر جو اس جگہ حکمرانی کر رہے ہیں انہوں نے اس پر توجہ نہیں دی اور نہ ہی ان سے پہلے والوں نے کہ وہ عظیم الشان نہر جو ان کے کھیتوں کو سیراب کرتی ہے اور ان کے باغوں کو سرسبز رکھتی ہے' اس غار کے بالکل برابر سے گزرتی ہے اور اس نہر اور اس غار کے درمیان ایک پتلی سی دیوار ہے اور پانی کے نیچے ہمارا طاقت کا دیوتا بالآخر اس دیوار میں ایک سوراخ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ میری مراد ڈوم سے ہے۔"

میں ایک بار پھر اچھل پڑا تھا۔ ہیا کے پاس ایک موثر منصوبہ موجود تھا اور یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ نہر کا پانی جب اس غار میں داخل ہو گا تو کتنی ہی پرانی آگ کیوں نہ ہو' لمحوں

میں بجھ جائے گی' بات پوری نہر کی تھی کسی تھوڑے سے پانی کی یا تالاب کی نہیں۔

میرا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ میں نے ہیا سے کہا۔

"ہاں ڈوم کے اندر یہ صلاحیت اور طاقت ہے اور وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن اس کی زندگی کو بھی محفوظ رکھنا۔"

"ڈوم اپنا قومی فریضہ سرانجام دے رہا ہے وہ یہیں کا رہنے والا ہے اور کوریوں میں سے ہے۔ جب اسے میں نے یہ تمام تفصیل بتائی تو وہ قومی فریضہ انجام دینے پر تیار ہو گیا اور میں اسے اس نہر تک لے گیا۔ پھر ڈوم نے تیر کر اس نہر کو اس جگہ سے دیکھا' جہاں سے میں نے اس کی نشاندہی کی تھی اور وہ اپنے آپ کو اس بات کے قابل پاتا ہے کہ اس پتلی دیوار میں ایک سوراخ کر دے۔"

"آہا تو گویا ڈوم کو تم تمام حقیقت بتا چکے ہو۔"

"میں کام کر رہا ہوں اور میں نے تم سے کہا تھا ماہر کہ بالآخر میں اس طلسم کو توڑ کر یہاں سے اپنی محبوب کو لے کر جاؤں گا۔"

ہیا کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہو گئی اور میں اسے دیکھنے لگا اس وقت میرے ذہن پر ایک پرچھائیں سی آ کر گزری تھی۔ لیکن میں نے اس پرچھائیں کو اپنے ذہن کے پردوں سے جھٹک دیا' میرا ہیا آج بھی میرے لئے سب کچھ تھا۔ پھر ہیا نے کہا۔

"اور کل جب یہ لوگ تمہیں اس منزل تک لے جائیں گے جہاں مینار آتش ہے تو تم کسی قسم کا وسوسہ اپنے دل میں نہ لانا اور وہی سب کچھ کرنا جو ان کی خواہش ہو' میں مستعد ہوں اور ہر کام اسی خوش اسلوبی سے ہو گا جس طرح سے ہم چاہتے ہیں اور اب مجھے اجازت دو' میرا خیال ہے تم مطمئن ہو گئے ہو گے۔"

میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلا دی اور پھر اسی محبت کے ساتھ "ہیا" کو رخصت کیا۔ لیکن اس کے جانے کے بعد مجھ پر عجیب سی کیفیات طاری ہو گئی تھیں اور میں نجانے کیسی کیسی سوچوں میں غرق رہا تھا۔ لیکن دوسرے دن کی سوچوں نے مجھے مزید کچھ سوچنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ دن اس عمل کا دن تھا جس کے لئے آج تک تیاریاں ہو رہی تھیں اور ایمونیوس مجھ تک پہنچ گئے اور انہوں نے کچھ ایسی تیاریاں کیں جن کا ذکر میرے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن ہیا کی خواہش تھی چنانچہ میں نے سب کچھ برداشت کیا اور جب وہ میرے سامنے آئی تو میں اسے دیکھتا رہ گیا۔

سفید لبادے میں ملبوس ان لطافتوں کا مینار جن کا تذکرہ الفاظ کی گرفت میں ممکن نہیں ہے۔ ایمونیوس موجود تھے اور وہ جاہ و حشم کے ساتھ اپنا عمل کرنے کے لئے تیار۔ سو ہم چل پڑے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ آگے بڑھتے رہے کہ یہ سفر بھی ایک عجیب و غریب کیفیت کا حامل تھا طویل ترین راستہ طے کرنے کے بعد وہ مینار میری نگاہوں کے سامنے آ گیا

جو اس سفر کے دوران بھی اپنی روشنیاں بکھیرتا رہا تھا یہاں تک کہ ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے آگے بڑھ کر ہم اس مینار آتش کے عقب میں جا سکتے تھے اور یہ دیکھا میں نے کہ شاید کور کی ساری آبادی ہی آج یہاں گھاٹیوں میں سمٹ آئی تھی اور اس منظر کو دیکھنے کے لئے تیار تھی جو کیلی کریٹس اور ہیسیا کی یکجائی کا منظر تھا۔

ایمونیوس وقت کا انتظار کرتے رہے اور جب سورج ڈوب گیا تو انہوں نے آگے کا سفر کیا' ہم ایک ایسی جگہ جا رہے تھے جس کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ لگانا مشکل تھا کہ کیا ہے۔ سامنے ایک مخروطی سی دیوار تھی جس کے ایک طرف سیڑھیاں تھیں' سب سے پہلے ان سیڑھیوں پر ہیسیا نے قدم رکھا تھا وہ پروقار انداز میں ان سیڑھیوں کو طے کرتی جا رہی تھی اور میں اس کے ہمراہ تھا۔ ہمارے پیچھے پیچھے ایمونیوس چل رہے تھے باقی اور کوئی موجود نہیں تھا تقریباً بیس سیڑھیاں طے کرنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ یہ سیڑھیاں ایک ڈھلوانی سطح پر جا کر ختم ہو جاتی ہیں یعنی اوپر سے یہ سیڑھیاں عمودی چٹان تک آتی تھیں اور پھر وہاں سے عمودی چٹان کے اندر چلی جاتی تھیں' یہاں سے راستہ دوبارہ سرنگ کی طرح ہو جاتا تھا۔ یہ راستہ البتہ خاصا دشوار گزار اور تاریک تھا لیکن شعلوں کی روشنی میں ہم اس پہاڑ کے مختلف تیرہ و تاریک راستوں سے گزر رہے تھے۔ قرب و جوار میں بلا کا سناٹا طاری تھا اور میرے دل کی دھڑکنوں کی رفتار تیز ہو گئی تھی' میں خطرے کے کسی احساس کو اپنے ذہن تک نہیں پہنچنے دینا چاہتا تھا۔ نجانے کیسا لگ رہا تھا یوں محسوس ہوتا تھا جیسے صدیوں پرانی روحیں ہمارے قرب و جوار میں موجود ہیں۔ ایک طویل ترین فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک مخروطی چٹان کے سامنے پہنچ گئے اس چٹان سے جو راستہ نکلتا تھا وہ اتنا تنگ و تاریک تھا کہ شعلوں کی روشنیاں بھی ایک طرح سے مدھم پڑتی جا رہی تھیں۔ کوئی پچاس قدم چلنے کے بعد یہ راستہ ایک غار سے جا ملا۔ یہ غار بے حد کشادہ تھا' اس میں بھی ہمیں کئی منٹ تک خاموشی سے چلنا پڑا۔

ہیسیا بار بار میرا ہاتھ دبانے لگتی تھی اس طرح وہ محبت کا اظہار کر رہی تھی۔ یہ غار آگے چل کر ایک اور غار میں مدغم ہو گیا اور بالآخر ہمیں ایک مدھم سی روشنی نظر آئی' جو آگے چل کر بالکل تیز روشنی کی شکل اختیار کر گئی تھی یہاں ہیسیا نے اپنی رفتار تیز کر دی اور میں بھی اس کا مسلسل ساتھ دیتا رہا۔

پھر ہم اس مینار تک پہنچ گئے جو بے حد روشن تھا اور درحقیقت آگ مخصوص شکل میں اس میں شعلوں کی حیثیت سے لپک رہی تھیں۔ آگ کی لہریں ہلکے ہلکے جھونکوں کی صورت میں آ رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ کوئی بجلی گھر ہو' تاریکی کے سمندر سے اٹھنے والی ہر لہر روشنی کے سائے سے ٹکرا کر اپنا وجود کھو رہی تھی لیکن یہ مدوجزر محض تاریکی اور روشنی کے مابین نہیں تھا بلکہ روشنی کی لہروں کے ساتھ ساتھ ہی ایک عجیب سی سنسناہٹ

بھی آ رہی تھی جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔ ہم روشنی اور آوازوں کے سمندر میں تھے۔ یہ جگہ ہماری اس قدر کاوش کا اختتام تھی۔ تقریباً پچاس فٹ کی چوڑائی اور اتنی ہی بلندی پر یہ مینار اپنی جگہ گردش کرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کس طرح تعمیر کیا گیا ہو گا۔ اگر مجھے اس کے بارے میں حقیقتوں کا علم نہ ہوتا تو میرے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ یہ کوئی مصنوعی آگ ہے۔

یہاں پہنچ کر ہیسیا رک گئی اور پھر اس کی آواز ابھری - "کیلی کریٹس میرے قریب آ جاؤ' دیکھو یہی وہ سرچشمہ ہے جہاں سے ابدی حیات کے سوتے پھوٹتے ہیں' یہی وہ وقت ہے جو زندگی کو شباب اور جوبن بخشتا ہے' یہی وہ مقام ہے جہاں سے ہر شے اپنے لئے خوراک حاصل کرتی ہے۔ ہم یہاں امر ہو جائیں گے اور اس کے بعد میں تمہاری زندگی کا ایک حصہ ہوں گی۔ تیار ہو جاؤ' جیسے ہی رات کے پہلے پہر کا آغاز ہو گا تم ان حقیقتوں سے آشنا ہو جاؤ گے جو زندگی کی خفیہ حقیقتیں ہوتی ہیں۔"

میں نے ہیسیا کی طرف دیکھا۔ وہ ان شعلوں میں کھڑی بہت حسین لگ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ تھی۔ تب ایمونیوس نے اپنے جسموں کو جنبش دی اور نیم دائرے کی شکل میں کھڑے ہو گئے' انہوں نے بلند آواز سے کہا جو پہاڑوں میں گونج کر اپنا حجم کئی گنا بڑھا رہی تھی۔

"کیلی کریٹس آج سے تم دونوں ایک دوسرے کو اپنا رہے ہو۔ تم اس وقت تک زندہ رہو گے جب تک یہ دنیا قائم ہے' ہم سب تمہاری اس شادی کے گواہ ہیں ہیسیا کی رعنائی اور خوبصورتی اب تمہارے سپرد ہے اور اب ابدی صداقتوں کے اسرار و رموز تم پر خود بخود کھلیں گے۔ تم اتنا کچھ جانو گے جتنا اس دنیا کا کوئی شخص نہیں جانتا' دانائی تمہارے گھر کی باندی ہو گی۔ اس زمین پر بسنے والی تمام عورتیں تمہارے حسن سے مرعوب ہوں گی اور اس کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے آنکھیں ڈھک لیں گی۔ اس دنیا پر بسنے والے بڑے سے بڑے دانا بھی تمہیں اپنے مقابلے میں حقیر نظر آئیں گے۔ علم و دانش میں تمہارا اور ان کا کوئی موازنہ نہیں ہو گا' تم لوگوں کے دلوں کو پڑھ سکو گے اور اب دنیا کا کوئی راز تم پر راز نہیں رہے گا۔ آؤ آہستہ آہستہ آگے آؤ اور اس آگ سے اپنی زندگی کو ابدیت دو۔"

ہیسیا نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم قدم بہ قدم اس آگ کی جانب بڑھنے لگے' میرا دل نجانے کیوں لرزنے لگا تھا۔ ایسی کیفیت پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ زندگی بھر' مشکل ترین حالات میں کبھی میرے دل میں یہ لرزش نہ پیدا ہوئی تھی لیکن یہ انوکھی آگ مجھے سہا رہی تھی۔

میں اس آگ کی چھاؤں میں پہنچ گیا۔ اور یہ منظر دیکھنے والے بیشمار افراد نے عجیب و

غریب نعرے لگانے شروع کر دیئے مگر صرف چند لمحے۔

پھر وہ ہو گیا جس کا صرف میں انتظار کر رہا تھا اور کسی کو خواب میں بھی اس کا گمان نہ ہو گا۔ وہ ہو گیا جو صدیوں سے نہیں ہوا تھا روشن مینار بجھ گیا۔ اور ایسی تاریکی چھا گئی کہ شب ظلمات بھی اس کے سامنے ہیچ ہو۔ آنکھوں کے سامنے ایسا اندھیرا چھایا کہ ڈھیلے درد کرنے لگے۔ پھر جان لیوا سناٹا۔ یوں لگا جیسے یہ دنیا کی آخری رات ہو۔ اور اس وقت کائنات میں کوئی ذی روح موجود نہ ہو۔ وہ لاتعداد لوگ جو خوشی کے نعرے لگا رہے تھے اس طرح خاموش ہو گئے جیسے مسموم ہواؤں نے ان کی روح سلب کر لی ہو۔

ہیا نے وعدہ پورا کر دیا تھا۔ اچانک مجھے کچھ خیال آیا اور میں نے قریب کھڑی ہیسیا کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اس کے حلق سے ایک سسکی سی نکل گئی تھی۔ میں نے کہا۔

"ایمونیوس کے ظلم کا اختتام ہو گیا ہیسیا۔ اب میرے طلسم کا آغاز ہوا ہے۔"

"تمہارا طلسم۔" وہ سرسراتی آواز میں بولی۔ پھر ایک دم چونک پڑی اور چیخی۔ "آہ.... وہ کیا ہے۔"

میں نے دیکھا۔ دور سے مشعلوں کا سمندر سفر کر رہا تھا۔ یہ سوتاریوں کا علاقہ تھا۔ لاکھوں مشعلیں برق رفتاری سے ادھر دوڑ رہی تھیں۔ پھر بھگدڑ مچ گئی۔ ایسی بھگدڑ کہ چٹانیں ہلنے لگیں۔

"آؤ ہیسیا۔" میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"ادھر نہیں۔ ادھر جانا چھوڑ ادھر ڈھلان ہیں۔"

"وہی ہماری منزل ہیں۔ ایمونیوس کا اقتدار ختم ہوا اب تم میری حکمرانی میں ہو اور میرا نام ماہر طمابائی ہے اب مجھے ایک مردہ نام سے نہ پکارنا.... آؤ۔"

وہ میرے ساتھ کھنچتی چلی آئی مگر میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ بھاگتے ہوئے لڑکھڑا رہی ہے چنانچہ میں جھکا اور میں نے اس کے پھول جیسے وجود کو اٹھا کر شانے پر رکھ لیا۔ تب میں دوڑنے لگا۔ اور ڈھلانوں پر پہنچ کر سنبھل گیا لیکن ڈھلانوں سے اترتے ہوئے ایک اور مشکل نے آ لیا۔ ڈھلانوں میں غاروں کے چھوٹے چھوٹے دہانے تھے اور ان دہانوں نے پانی کی دھاریں اگلنا شروع کر دی تھیں کھولتے ہوئے پانی کی دھاریں جن سے دھواں اٹھ رہا تھا اس کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ نہر غار میں داخل ہو گئی تھی اور صدیوں سے سلگتا ہوا آگ کا جہنم پانی کو گرم کر رہا تھا۔ پانی اب اپنی سرشت کے مطابق' اس جگہ سے باہر آ رہا تھا جہاں سے اسے موقع مل رہا تھا۔ چنانچہ اب ان جھلسا دینے والی دھاروں سے بھی بچنا پڑ رہا تھا۔

پھر یہ ڈھلان عبور بھی نہ ہوئے تھے کہ دوسری طرف سے شور قیامت اٹھا۔ وحشیانہ آوازیں اور کرب ناک چیخیں۔ سوتاریوں نے حملہ کر دیا تھا اور اب قتل عام کر رہے تھے پہاڑ دھمک رہے تھے چٹانیں جگہ چھوڑ رہی تھیں اور کور کی ہزاروں سال کی تاریخ بدل رہی

تھی۔ ملکہ ہیسیا جو حیات ابدی رکھتی تھی۔ ایمونیوس جن کی نسلیں حکومت کرتی آئی تھیں اور جو سوتاریوں پر مظالم کو اپنے اقتدار کی جان سمجھتے تھے۔

"مجھے نیچے اتار دو۔" ہیسیا کی آواز ابھری۔

"یہ ڈھلان عبور کرنے کے بعد۔" میں نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ دوڑ سکتی ہوں۔"

"کیا اب تمہارے اندر وہ قوت موجود ہے جس سے تم پہاڑ عبور کر لو۔" میں نے پوچھا۔

وہ کچھ دیر خاموش رہی۔ پھر بولی۔

"شاید نہیں۔"

"کیوں۔"

"اس لئے کہ میں دیوتاؤں کے سحر سے آزاد ہوں۔ تم نے کیا نام بتایا تھا اپنا۔"

"ماہر۔"

"کتنا عجیب ہے یہ۔"

"عجیب ہے؟"

"مجھے لگتا ہے۔" اس نے کہا۔ اس کی آواز سے خوشی جھلک رہی تھی۔ ڈھلان طے ہو گئے تھے میں نے اسے نیچے اتار دیا۔ پھر بولی۔ "وہ سوتاری تھے جو مشعلیں لے کر دوڑ رہے تھے۔"

"ہاں' وہ ایمونیوسیوں کی داستان ختم کر رہے ہیں۔"

"ایسا ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

"ایک نئی زندگی کی طرف۔"

"میں بہت خوش ہوں حالانکہ میں نہیں جانتی کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن زندگی میں کبھی اس طرح۔ یوں آزادی سے میں نے کوئی سفر نہیں کیا ہے۔"

ہم چلتے رہے اور بھیانک آوازیں ہمارا تعاقب کرتی رہیں پھر دن کا اجالا پھیلنے لگا۔ اس کے بعد یہ منظر نظر آنے لگا۔ ہمارے سامنے بدصورت پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جن میں لاتعداد غاروں کے دہانے نظر آ رہے تھے۔

"ان میں سے کوئی غار ہمارا مسکن بننا چاہئے۔" میں نے غاروں کو دیکھ کر کہا۔

وہ مجھے دیکھ کر مسکرائی پھر بولی۔ "یہ فیصلہ تم کرو' اور مجھے اس پر عمل کا حکم دو' میں تمہارا ہر حکم ماننا چاہتی ہوں کیونکہ یہ سب میرے لئے اجنبی ہے۔ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ مجھے آزادی کے کچھ سانس نصیب ہوں اور یہ وہی لمحات ہیں شاید اس کے بعد بھی میری زندگی کی کہانی آگے بڑھے۔ لیکن یہی اختتام ہو تب بھی برا نہیں ہے۔"

ایک غار میں کچھ وقت گزارا۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے میرے دل میں شدید اضطراب تھا جو کچھ کیا تھا ہیا نے کیا تھا لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ اس کے بعد مجھے کیا کرنا ہے۔ میرے کان ہر لمحہ ہیا کی آہٹ کا انتظار کر رہے تھے میری آنکھیں اسے تلاش کر رہی تھیں۔ وہ منتظم تھا اور ایک ننھا سا وجود ہونے کے باوجود سب کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا پتہ نہیں اس نے ابھی تک میری طرف توجہ کیوں نہیں دی ہے۔

پھر جب اس غار کے قیام سے اکتاہٹ ہوئی تو ہم وہاں سے آگے چل پڑے۔ اب ہم دونوں ہی نڈھال تھے لیکن ان بھول بھلیوں میں سفر کے سوا چارہ کار نہیں تھا۔ میں نے ہیسیا سے کہا۔

"تم طویل فاصلے طے کر کے مجھ تک پہنچ جاتی تھیں ان دشوار گزار برف زاروں میں۔ کیا تمہیں وہ راستہ یاد نہیں جہاں سے کور کی آبادی تک پہنچ سکیں۔"

"میں تمہیں بتا چکی ہوں ماہر۔ میں ایمونیوسیوں کے زیر سحر ہوتی تھی۔ وہ میرا نہیں میری روح کا سفر ہوتا تھا اور اس وقت میری عقل میرے ہمراہ نہیں ہوتی تھی۔"

نہ جانے کتنا وقت ہم ان بھول بھلیوں میں بھٹکتے رہے۔ یوں لگتا تھا جیسے پہاڑ ہمیں راستہ بھٹکا رہے ہوں پھر میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جسے دیکھ کر میں رک گیا۔

"ہیسیا۔ وہ دیکھو۔"

"کہاں۔"

"بلندیوں پر۔" میں نے کہا اور ہیسیا نے اوپر دیکھا۔ ہم جس گھاٹی میں کھڑے تھے وہ بہت بلندیوں پر جا کر دو بلند و بالا چوٹیوں کی شکل میں تھی مجھے یہ جگہ یاد تھی دیپال کے ساتھ آتے ہوئے ہمیں یہ جگہ تختے رکھ کر عبور کرنی پڑی تھی۔

یہ اس کی گہرائیاں تھیں۔

"آہ یہ بازگانہ کی چوٹیاں ہیں۔ آؤ..... میں تمہیں کور کے دوسری طرف لے چلوں۔ وہ سامنے ایک غار کا دہانہ نظر آ رہا ہے ادھر چلنا ہے۔ میں نے یہ رستہ پہچان لیا ہے۔" میں نے اس سے اتفاق کیا اور کچھ دیر کے بعد اس تاریک غار میں داخل ہو گیا۔

"مینار آتش سرد ہو گیا ہے اور یہ کور کی روایات کا اختتام تصور کیا جاتا تھا لیکن ایمونیوس اپنے جادو سے اس طلسم کو ٹالے ہوئے تھے۔ یہ ظاہر ہوا کہ ہر شے فانی ہے اور بقاء کسی شے کو نہیں ہے۔"

یہ راستہ کامیابی کا راستہ تھا کیونکہ جہاں اس کا اختتام ہوا وہاں ڈوم سب سے پہلے نظر آیا تھا اسے دیکھ کر میں اچھل پڑا۔ "ڈوم میرے دوست دوسرے لوگ کہاں ہیں؟"

"اس طرف جہاں آگ روشن ہے امباگاسی' پروفیسر حق اور پنڈت رائے وہاں تمہارے منتظر ہیں۔"

"اور ہیا۔"

"اس نے تو مجھے یہاں بھیجا ہے یہ کہہ کر کہ اب تم اس غار کے دہانے سے نمودار ہو گے۔"

میں دنگ رہ گیا تھا لیکن سب کچھ ٹھیک تھا۔ وہاں موجود لوگوں نے ہمارا استقبال کیا تھا۔ امباکاسی نے کہا۔ "عظیم دیوتاؤں کے سفر کے لئے پالکیاں تیار ہیں اور راستے کے لئے وہ سب کچھ جو ضرورت پوری کرنے کے کام آئے گا۔"

"لیکن یہ کہار پریشان ہوں گے۔"

"نہیں۔ یہ ان راستوں کے شناسا ہیں جو دلدل سے گزرتے ہیں اور نجات دہندوں کے لئے یہ خوشی سے اس سفر کے لئے آمادہ ہیں۔ یہ اشد ضروری ہے۔"

آشا ایک پالکی میں میرے ساتھ تھی اور اس کے چہرے سے مسرتوں کے سوتے پھوٹتے محسوس ہوتے تھے۔ میں اسے دیکھتا تو میرے دل میں ایک کسک بیدار ہو جاتی وہ میری نہیں ہیا کی امانت تھی۔ اور کبھی کبھی مجھے اپنی نگاہوں کے جرم کا احساس ہوتا تھا۔

پالکی برداروں نے ہمیں وہاں پہنچا دیا جہاں سے ہمیں اپنے طور سفر کرنا تھا اس کے بعد ایک نئی جہد کا آغاز ہوا جان لیوا سفراب ان آسانیوں کے بغیر تھا جو آتے وقت ہمیں حاصل تھیں لیکن اب طبیعت جولانی پر تھی، ہیا ساتھ تھا اور آشا بھی کور کی پراسرار داستانوں کے ساتھ۔ جو ہر قدم پر ہمارے ساتھ شریک تھی خوشیوں سے سرشار۔ اس سفر کی طوالت کا احساس بھی نہیں ہوا۔ ہم بچتے بچاتے اس تباہ حال قلعے تک پہنچ گئے جو پنڈت رائے نے بتایا تھا۔ اسے عارضی منزل تصور کرلیا گیا۔ اور یہاں میری زندگی کے نئے باب کا آغاز ہو گیا۔ پنڈت رائے نے ہیسیا کو میری زندگی میں شامل کرنے کی تجویز پیش کی تو میں نے برا مناتے ہوئے کہا۔

"وہ میرے ہیا کے امانت ہے اس کی تکمیل کر دو۔"

ہیا نے مجھے دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا۔ "کائنات میں کوئی شے ایسی ہے جو ہم سے دور ہو۔ کیا تم مجھے الگ قرار دیتے ہو ماہر۔"

"بیشک نہیں۔"

"تو پھر ان لوگوں کو کوسو جنہوں نے ہمارے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ہم مل کر ایک ہوتے ہیں۔ اور ہیسیا ہماری محبت ہے۔ نہ ہیا کی نہ ماہر کی۔ وہ ہم دونوں سے منسوب ہو گی۔ اور یہی عملی شکل میں ممکن ہے بدن کے ایک ننھے سے ٹکڑے کو الگ تو نہیں قرار دیا جا سکتا۔"

سو ہیسیا میری ہو گئی۔ باقی سوالات صیغہ راز میں ہی مناسب ہیں۔ بالآخر ہم اپنی دنیا میں آ گئے پنڈت رائے اپنی کتاب کے آخری صفحات میں گم ہو گیا۔ اسے ناز تھا کہ وہ ایک ایسی کتاب کا مصنف ہے جو توہمات کے پردوں پر لکھ کر تشنہ چھوڑ دی گئی تھی اور اس نے

اس کے آخری صفحات لکھ کر کور کی لافانی ملکہ کی اصل داستان قلم بند کی تھی اور یہ مشہور زمانہ داستان اصل حقائق کے ساتھ مکمل کر دی تھی۔

ختم شد